فہرست منتخب التواریخ

بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
منتخب التواریخ اردو
مطبع منشی نولکشور میں منطبع و مطبوع جہان ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزارون ہزار شکر و سپاس اوس شاہنشاہ حقیقی رب الارباب کو کہ جسنے اس جہان خراب کو بواسطہ انتظام سلاطین
عظام معمور و آباد کیا اور درود نامحدود جمیع انبیا خصوصاً نبی امین رحمۃ العالمین خاتم النبیین اور اونکے آل و
اصحاب کو جنھون سے قانون شریعت غرا فلاح عالم کے لیے ایک دستور العمل ایجاد کیا اما بعد واضح ہو
کہ علم تاریخ اشرف علوم ہے اسکی شرافت سبکو معلوم ہے ارباب نظر کا سخن ہے کہ فضیلت اسکی بدیہی
ہے آفتاب سے سوا روشن ہے اس علم مین کتاب لاجواب منتخب التواریخ تصنیف علامہ دہر
وحید عصر مولوی عبد القادر صاحب بدایونی خوبی مین شہرۂ آفاق ہے اوسکی عمدگی پر تمام جہان کا اتفاق
ہے لیکن بسبب عبارت فارسی کے خواص اوس سے حظ اوٹھاتے تھے عوام اردو دان محروم
رہجاتے تھے درینولا کمترین محمد احتشام الدین متوطن مراد آباد متخلص بقمر نے حسب الامر امیر
عالیمقدار رئیس نامدار خجستہ خصال چہرہ آفرینش قدرشناس ارباب دانش و بینش عالی مناقب والا مناصب جناب
منشی نول کشور صاحب دام اقبالہم ترجمہ اوسکا اردوی سلیس مین شروع کیا اللہ تمام کو پہونچاے

پہلا طبقہ غزنوی بادشاہونکا

ذکر سلطان ناصر الدین سبکتگین کا

سب سے پہلے مسلمانون مین بعد محمد قاسم چچیرے بھائی اور داماد حجاج بن یوسف کے جسنے سنہ ۹۳ھ مین ہندوستان پر حملہ کرکے سندھ
اور ملتان و گجرات کو فتح کیا تھا ناصر الدین سبکتگین اور اوسکے بیٹے محمود نے ہندوستان پر جہاد کیا اور لاہور مین سلطنت قایم کرکے

دین اسلام کو رواج دیا جو آج تک جاری ہے اوسکی اولاد مین دو سو پندرہ برس یعنی سنہ تین سو
سرسٹھ سے سنہ پانسو بیاسی ہجری تک پندرہ بادشاہون نے حکمرانی کی سلطان ناصر الدین قوم کا ترک
اور غلام سلطان الپتگین کا تھا اور وہ غلام امیر منصور بیٹے نوح سامانی کا بعد وفات ابو اسحق بیٹے الپتگین کے
باتفاق ارکین سلطنت سنہ تین سو سرسٹھ ہجری مین شہر بست مین تخت پر بیٹھا اور جہاد کا ارادہ کرکے
ہندوستان پر فوج کشی کی کوہ جود کی سرحد پر راجہ جیپال سے مقابلہ ہوا اور بعد بہت سی لڑائی کے صلح
ہوگئی بعد چند روز کے راجہ جیپال نے بدعہدی کی اور بہت راجے اپنے مددگار بناکر ایک لاکھ سوار
اور بیشمار ہاتھی ساتھ لیکر دوبارہ لڑنے کا ارادہ کیا لمغانات کے قریب لڑائی ہوئی آخر سلطان ناصر الدین نے
فتح پائی اور راجہ جیپال ہندوستان کی طرف بھاگا سلطان نے لمغانات پر اپنا قبضہ کرکے اور خطبہ اپنے
نام کا جاری کیا بعد ازان امیر منصور سامانی کی مدد کو گیا اور خراسان اور ماوراء النہر مین بڑی بڑی لڑائیان
فتح کین پھر ماہ شعبان سنہ تین سو ستاسی ہجری مین بیس برس سلطنت کرکے انتقال کیا + + + + + +

ذکر سلطان محمود بیٹے سلطان ناصر الدین غزنوی کا جسکا لقب یمین الدولہ تھا

جب سبکتگین غزنین کے راستہ مین مرنے لگا تو اوسنے اسمعیل اپنے چھوٹے بیٹے کو ولیعہد کیا جب خبر محمود کو پہنچی تو محمود نے بھائی
کو اس مضمون کا خط لکھا کہ غزنین مجکو دیدو اور بلخ تم لے لو اسمعیل نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی اور محمود نے
فتح پائی چھ مہینے تک اسمعیل غزنین مین گھر رہا آخر لوگون نے صلح کرادی دونون کی ملاقات ہوگئی اور محمود
بادشاہ مقرر ہوا بعد ازان درمیان سلطان محمود اور امیر منصور اور اوسکے بھائی عبد الملک کے جھگڑا ہوا
محمود غالب آیا اور تمام خراسان اور غزنین اور حدود ہندوستان پر قابض ہوگیا اور چونکہ مان اوسکی شہر
زابل کی بیٹی تھی اسلیے اوسکو محمود زابلی بھی کہتے تھے ابتدا مین القادر باللہ عباسی خلیفہ بغداد سے کچھ سختی کے ساتھ خط
کتابت ہوئی مگر آخر کو خلیفہ نے ایک بھاری خلعت اور بہت سے عمدہ عمدہ تحفے محمود کو بھیجے اور یمین الدولہ
کا خطاب عنایت کیا پھر محمود غزنین سے بلخ اور ہرات پر جاکر قابض ہوا اور وہان سے پھر غزنین کو واپس
آیا بعد ازان کئی مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سے قلعے فتح کیے چنانچہ عسجدی شاعر نے بادشاہ کی
تعریف مین اسی تقریب پر ایک قصیدہ بھی لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے + چون شاہ خسروان سفر سومنات کرد
+ کردار خویش را علم معجزات کرد + ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو اکیانوے ہجری مین غزنین سے پھر ہندوستان
کا قصد کیا فقط دس ہزار سوار ہمراہ تھے اگلی مرتبہ پرشاور کو فتح کیا اور اوسی ضلع مین جیپال بہت سا لشکر اور

تین سو ہاتھی لیکر مقابل ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر ہفتہ کے دن آٹھوین محرم سنہ ۳۹۲ تین سو بانوے ہجری
مین محمود کو فتح حاصل ہوئی اس لڑائی مین پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور جیپال مع اپنے عزیزون وغیرہ کے
جو پندرہ آدمی تھے قید ہو گیا لوٹ بھی بہت ہاتھ آئی منجملہ اوسکے جیپال کی گردن مین ایک مروارید کی حمایل
تھی جسکی قیمت ایک لاکھ اسّی ہزار اشرفیان تھین اور اسطرح سب کی گردنون مین حمائلین تھین بعد ازان قلعہ
ترہندہ جو جیپال کی رہنے کی جگہ تھی فتح ہوا محرم سنہ ۳۹۳ تین سو ترانوے ہجری مین غزنین سے سیستان کا
سفر کیا اور وہان سے ہندوستان کو متوجہ ہو کر بھاتیہ پر جو ملتان کے ضلع مین ہے فوج کشی کی وہان کا راجہ
بجے رای خوف کے مارے خنجر مار کے مر گیا اور بہت سے ہندو اسیطرح قتل ہوگئے اور وہان سے دو سو
اسّی ہاتھی لوٹ مین ملے داؤد بن نصر ملحد حاکم ملتان نے عاجز ہو کر صلح کی اور ہر سال مین بیس مرتبہ
بیس ہزار درم دینا قبول کیے جب ملتان پر فوج آئی تھی تو جیپال کے بیٹے انندپال نے راستہ مین کچھ
چھیڑ چھاڑ کی تھی آخر شکست کھا کر کشمیر کے پہاڑون مین بھاگ گیا تھا غرض یہ سب جھگڑے
سنہ تین سو چھیانوے تک تمام ہوگئے سنہ تین سو ستانوے مین ایلک خان حاکم ماوراء النہر سے بلخ مین
لڑائی ہوئی وہان بھی محمود نے فتح پائی ایلک خان سنہ ۴۰۳ چارسو تین مین مر گیا سنہ ۳۹۸ تین سو اٹھانوے
مین ترکستان کو گیا اور ترکون کی لڑائی سے نبٹ کر سکھپال سندھ کے راجہ پر جو مسلمان ہو کر ابو علی سمجوری
کی قید سے چھوٹا تھا اور پھر مرتد ہو گیا تھا فوج کشی کی اور اوسکو پھر قید کیا چنانچہ وہ قید مین ہی مر گیا سنہ تین سو ننانوے
مین پھر ہندوستان پر چڑھائی کر کے انندپال کو شکست دی وہان سے بہت سی لوٹ ملی پھر قلعہ بھیم نگر کو جو
شاید اب وہی تھانہ بھیم کے نام سے مشہور ہے وہان کی رعایا کو امن دیکر فتح کیا اور بہت سے خزانے
جو راجہ بھیم کے زمانہ سے دفن تھے ہاتھ آئے شروع سنہ چارسو مین سونے چاندی کے کئی تخت بنا کر
اپنے دربار مین رکھے اور لوگون کو دکھانے کے لیے سارا غنیمتون کا مال اپنے تخت کے نیچے ڈال دیا
سنہ چارسو ایک مین پھر ہندوستان کا قصد کیا اور جتنا ملک باقی رہ گیا تھا اوسپر بھی قابض ہو گیا اور تمام قرامطیون
اور ملحدون کو قتل کیا جو باقی رہ گئے اونکو قلعون مین ہمیشہ کے لیے قید کر دیا داؤد بن نصر کو غزنین مین لیجا کر
قلعہ غوری مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مر گیا سنہ ۴۰۲ چارسو دو مین تھانیسر پر چڑھائی کی راجہ جیپال کے بیٹے جیپال
ثانی نے پچاس ہاتھی اور بہت سے تحفے پیشکش کرنا منظور کیے مگر بادشاہ نے قبول نہین کیا اور تھانیسر کو لوٹ کر
تمام بتخانے ویران کر دیے اور ایک بڑا مشہور بت چکرسوم نامی جسکے لیے ہندوون کو بڑا خیال تھا

غزنین مین لیجاکر اپنے دروازہ پر ڈالدیا سنہ چار سو تین مین غرجستان کو فتح کیا اور اسی سال مین بادشاہ مصر کا
ایک قاصد آیا اور جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ وہ باطنی مذہب سے ہے تو اوسکو رسوا کرکے نکلوادیا سنہ چار سو چار
مین شہر نندنہ پر جو بال ناتھ پہاڑ پر آباد ہے فوج کشی کی جیپال ثانی نے کچھ لوگ اوس قلعہ کے محافظت کیلئے
چھوڑے اور خود کشمیر کی گھاٹیون مین بھاگ گیا چنانچہ وہ قلعہ آسانی سے فتح ہوگیا اور سارِیغ کوتوال کو وہان
چھوڑکر جیپال کا پیچھا کیا اس مرتبہ بھی مال غنیمت بہت ہاتھ آیا اور بہت ہندوؤن کو قتل کیا کچھ مسلمان ہو گئے
اور کچھ لوگون کو قید کرکے غزنین کو لیگیا سنہ چار سو چھ مین کشمیر کا ارادہ کرکے چلا راستہ مین قلعہ لوہرکوٹ کا
محاصرہ کیا کشمیر والون نے اہل قلعہ کی مدد کی اور سوای اسکے برف اور بارش کی بھی کثرت ہوئی اس
سبب سے اوس قلعہ کو اوسیطرح چھوڑکر غزنین کو لوٹ گیا اور اسی سال مین ابو العباس خوارزم کے بادشاہ
مامون کے بیٹے کے ساتھ اپنی بہن کا نکاح کرکے خوارزم کو روانہ کیا سنہ چار سو سات مین کچھ
مفسدون نے جمع ہوکر خوارزم کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا یہ خبر سنکر محمود بلخ کی راہ سے خوارزم کو گیا خمارتاش سپہ سالار
خوارزم سے بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور التون تاش کو وہان کا حاکم کرکے
خوارزم شاہ کا خطاب دیا اور مفسدون کا بخوبی انتظام کرکے مراجعت کی سنہ چار سو نو مین قنوج کا ارادہ
کیا اور ہندوستان کے بڑے ہولناک سات دریاؤن سے عبور کرکے قنوج پر پونہچا وہان کے حاکم
کورہ نام نے بہت سی پیشکش دیکر اطاعت قبول کی بادشاہ نے اوسکو امن دیکر قلعہ برنہ کا قصد کیا
وہان کا حاکم بردت نامی قلعہ اپنے آدمیون کو سونپ کر الگ ہوگیا اور قلعہ والون نے بھی ڈیڑہ
لاکھ روپیہ اور تیس ہاتھی نذر کرکے امن پائی وہان سے قلعہ مہاون کا جو دریای جون کے کنارے
ہے ارادہ کیا وہان کا حاکم کلچند نامی ہاتھی پر سوار ہوکر اس ارادہ مین تھا کہ دریا اوترکر بھاگ جاے کہ یکا یک
کچھ بادشاہ کے لشکر والے پونہچ گئے راجہ نے ڈرکر اپنے ہاتھ سے خنجر مار لیا وہان سے پچاسی ہاتھی اور
بہت مال غنیمت کا حاصل ہوا بعد ازان متھرا کا قصد کیا یہ شہر مولد سری کرشن کا ہے جسکو ہندو اپنے
اعتقاد مین خدا کا اوتار سمجھتے ہین اور بڑا معبد اس قوم کا ہے وہان بتخانے بھی بہت ہین وہ شہر بلا لڑائی
بھڑائی کے فتح ہوگیا تمام شہر کو غارت کیا مال غنیمت بے انتہا حاصل ہوا منجملہ اوسکے ایک سونے کا
بت توڑوایا تو اوسمین سے بوزن اٹھ ہزار تین سو اٹھانوے مثقال کے زر خالص اور ایک ٹکڑا
یاقوت کحلی کا جسکا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا نکلا راجہ گوبند چند کے پاس ایک ہاتھی تھا

اور نہایت عمدہ مشہور تھا اور بادشاہ بھی بدل اوسکا طالب تھا مگر راجہ نہ دیتا تھا اتفاقاً ایک روز چھوٹ کرکے فیلبان
بھاگ نکلا اور بادشاہی خیمہ کے پاس آکھڑا ہوا بادشاہ کو اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور اوسکا خداداد نام
رکھا جب غزنین مین جاکر اس سفر کے لوٹ کا حساب کیا تو دس لاکھ تریپن ہزار درم اور ساڑھے تین سو ہاتھی شمار
ہوئے کالنجر کا راجہ نندا نام بڑا نامور تھا چھتیس ہزار سوار اور ایک سو پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو چالیس
ہاتھی اوسکی سرکار مین تھے اور راجہ قنوج جو بادشاہ کا مطیع ہوگیا تھا اسوجہ سے نندا نے اوسکو قتل کر ڈالا اور اسنے
کئی مرتبہ بادشاہ کے مقابلہ مین جیپال کی بھی مدد کی تھی اس سبب سے سنہ ۴۱۰ھ چار سو دس مین بادشاہ نے اوسپر
حملہ کیا دریاے جون کے کنارہ پر لڑائی ہوئی آخر نندا نے شکست کھا کر فرار کیا اوسکے تعاقب مین جاتے تھے
اتفاقاً پانسو چھتیس ہاتھی ایک جنگل مین ملگئے پھر غزنین کو مراجعت کی بہت شہر ہندوون کے مسلمانون کے
قبضہ مین آگئے اور وہان کے لوگ خوشی سے یا جبر سے اسلام ظاہر کرنے لگے سنہ ۴۱۲ھ چار سو بارہ مین کشمیر کا
قصد کیا اور ایک مہینہ تک لوہرکوٹ کے قلعہ کو گھیرے رہا مگر وہ قلعہ بڑا مضبوط تھا فتح نہوا آخر لوٹ کر بادشاہ
لاہور مین آیا اور شروع بہار مین غزنین کو چلا گیا سنہ ۴۱۳ھ چار سو تیرہ مین پھر نندا کے ملک کا قصد کیا جب گوالیار تک
پہونچا وہان کے راجہ نے بہت سے تحفے بطور پیشکش کے بھیجے منجملہ اوسکے پینتیس ہاتھی تھے بادشاہ نے
اوسکا ملک اوسی کو چھوڑا اور وہان سے قلعہ کالنجر کی طرف روانہ ہوا نندا نے تین سو ہاتھی پیشکش بھیجکر پناہ
مانگ لی اور بادشاہ کی تعریف مین ایک شعر ہندی زبان مین تصنیف کرکے بھیجا بادشاہ نے ہندی زبادانون اور
اپنے ملک کے شاعرون کو وہ شعر سنایا سب نے نہایت پسند کیا چنانچہ بادشاہ نے خوش ہوکر پندرہ
قلعون کی حکومت اوسکے صلہ مین عطا کی نندا نے بھی بہت سے جواہرات اور اشیاے نفیس تحفہ مین بھیجین
بعد ازان بادشاہ غزنین کو روانہ ہوا سنہ ۴۱۴ھ چار سو چودہ مین بادشاہ نے لشکر کا جایزہ لیا سواے اوس لشکر کے
جو اطراف ملک مین پھیلا ہوا تھا چون ہزار سوار اور ایک ہزار تین سو ہاتھی دربار مین موجود تھے سنہ ۴۱۵ھ چار سو پندرہ مین
بلخ کو گیا جب دریاے جیحون سے اوترا سارے ماوراء النہر کے سردار اور یوسف قدرخان تمام ترکستان کے حاکم
استقبال کو آئے اور یوسف قدرخان نے بادشاہ کی بڑی دھوم سے دعوتین کین اور جشن کیے
اور بہت سے تحفے باہم ایک دوسرے نے دیے علی تگین ماوراء النہر کے حاکم کے ظلم کی
بہت شکایتین بادشاہ تک پہونچ چکی تھین اور بہت لوگ فریادی آچکے تھے وہ بادشاہ کے
آنے کی خبر سنکر بھاگ گیا آخر بادشاہ نے تعاقب کرکے پکڑا اور ہندوستان کے کسی قلعہ مین

قید کر دیا پھر بادشاہ غزنین کو روانہ ہوا اور جاڑون بھر وہین مقیم رہا پھر سومنات پر فوج کشی کی
یہ شہر سمندر کے کنارہ ہندوون کا بڑا معبد ہے اور وہان ایک بڑا اوچا بتخانہ تھا اوسمین بہت سے
سونے کے بت تھے اور سب بتون کا سردار سومنات نامے ایک بہت بڑا بت تھا جسکی
وہان پرستش ہوتی تھی بعضے مورخین اسکو وہی منات کہتے ہین جسکو مشرکین عرب پوجتے تھے لیکن اس بات کی
کچھ اصل نہین کیونکہ یہ بت ہندوون کے اعتقاد مین سری کرشن کے زمانہ سے اوسی جگہ تھا جسکو
چار ہزار برس سے کچھ سوا ہوئے اور اصل نام بھی اسکا ہندی مین منات نہین بلکہ سوم ناتھ ہے
جسکا ترجمہ صاحب آرائش ہے الغرض بادشاہ جب گجرات مین پہونچا تو شہر پٹن کو جو اب
نہرواله کے نام سے مشہور ہے فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت حاصل ہوا جب سومنات
مین پہونچا تو قلعہ کا دروازہ ہندوون نے بند کر لیا بادشاہ نے تمام شہر کو خوب لوٹا اور پھر قلعہ
بھی فتح ہو گیا اور اوس بت کو توڑ کر غزنین مین بھیج دیا اور وہان جامع مسجد کے دروازہ پر
ڈال دیا جب بادشاہ نے غزنین کو مراجعت کی تو اس خیال سے کہ پرم دیو ایک بڑا نامی راجہ
راستہ مین حائل ہے اور اوس سے لڑنا مصلحت نتھا سندھ کے راستہ سے ملتان کی
طرف کوچ کیا اس راستہ مین دانہ پانی کم ملا اس سبب سے لشکر نے بڑی تکلیف پائی سنہ ۴۱۷ چار سو سترہ
مین غزنین مین پہونچا اس سال مین بادشاہ کو خلیفہ القادر باللہ نے نیابت کا منصب عطا کر کے ہندوستان
اور خراسان اور نیمروز اور خوارزم کی حکومت کا فرمان بھیجدیا اور بادشاہ کو خطاب کہف الدولة والاسلام
اور بڑے شاہزادہ امیر مسعود کو شہاب الدولة وجمال الملة اور چھوٹے امیر محمد کو جلال الدولة
اور امیر یوسف کو عضد الدولة اسی طرح سب اہل خاندان کو خطاب عنایت کیے اور اس سال مین
بادشاہ نے ضلع ملتان کے جاٹون کی تنبیہ کا جنھون نے پہلے بادشاہ سے بے ادبیان کی تھین ارادہ کیا
اور کشتیون مین دریائی لڑائی ہوئی اور جاٹون کی چار ہزار کشتیان اور بعضون کے نزدیک آٹھ ہزار کشتیان
مع اونکے اہل و عیال اور مال و منال کے بادشاہی کشتیون کے صدمون سے غرق ہو گئین اور جو باقی
رہے وہ قتل ہو گئے اور اونکے اہل و عیال کو قید کر لیا پھر بادشاہ نے حسب مراد غزنین کو مراجعت کی سنہ ۴۱۸ چار سو اٹھارہ
مین باورد کے ترکمانون کا کام تمام کیا اور وہان سے ملک ری مین جا کر بہت خزانے جو مدتون سے دفن تھے
نکالے اور باطنی اور قرامطی مذہب والون کو بالکل نیست نابود کر دیا اور رے

اور اصفہان کا ملک اپنے بڑے بیٹے امیر مسعود کے سپرد کر کے غزنین کو مراجعت کی تھوڑے دنوں کے
بعد دق کی بیماری شروع ہو گئی لیکن بادشاہ نے سختی کر کے بیماری کو چھپایا اور اوسی طرح تندرستی ظاہر کی
اور اسی سال مین بلخ کو گیا اور بہار کے موسم مین غزنین کو واپس آیا اور اوسی مرض سے پنجشنبہ کے دن
تیئسوین ربیع الاول سنہ چار سو اکیس مین انتقال کیا اور غزنین مین مدفون ہوا ساٹھ برس کی عمر ہوئی تیس
برس تک سلطنت کی مرتے وقت سارا خزانہ اور عمدہ اسباب سامنے رکھ کر دیر تک حسرت کی نظر سے
دیکھا کیا اور ہای ہای کرتا رہا مگر ایک حبہ کسی کو نہ دیا اس بادشاہ نے بارہ مرتبہ ہندوستان پر جہاد کیا فردوسی
شاعر سے فرمائش کر کے شاہنامہ لکھوایا اور جب وسنے محنت کر کے لکھا تو کچھ قدردانی نکی قصہ مشہور ہے
تذکرہ محمد عوفی مین یہ قطعہ سلطان محمود سے منسوب ہے + ز بیم تیغ جہانگیر و گرز قلعہ کشای + جہان مسخر من شد چو
مسخر رای + گہی بعز و بدولت ہمی نشستم شاد + گہی ز حرص ہمی رفتمی ز جای بجای + بسی تفاخر کردم کہ من کسی ہستم
کنون برابر ہمی بینم امیر و گدای + ہزار قلعہ گشادم بیک اشارت دست + بسی مصاف شکستم بیک فشردن پای
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت + بقا بقای خدا ہست و ملک ملک خدای + + + + + + + + + + + +

ذکر سلطان محمد بیٹے سلطان محمود غزنوی کا

بعد انتقال سلطان محمود کے اوسکا بیٹا ملقب بہ جلال الدولہ باپ کی وصیت کی بموجب ابن ارسلان داماد سلطان محمود کے
مشورہ سے غزنین مین تخت نشین ہوا اور بعد ڈیڑھ مہینے کے امیر ایاز سارے غلامونکو متفق کر کے باغی ہوا اور خاص بادشاہی
طویلے کے گھوڑون پر سوار ہو کر شہاب الدولہ امیر مسعود کے پاس چلا گیا امین تھا بست کے راستہ سے چلدیا امیر محمد نے سوندھی رای
ہندو کو بہت سا لشکر ساتھ کر کے اونکے پیچھے روانہ کیا راستہ مین لڑائی ہوئی ایاز غالب آیا اور سوندھی رای کو
مع اور بہت سے ہندوؤن کے قتل کیا اور اونکے سر امیر محمد کے پاس بھیجدئے اور نیشاپور مین امیر مسعود سے جا ملا چار مہینے
کے بعد امیر محمد نے بست کی طرف فوج کشی کی جب تکیناباد مین پہنچا سب امیر باغی ہو گئے اور اندبار کے قلعہ
بیچ مین اوسکو قید کر دیا اور سارا خزانہ اور لشکر لیکے ہرات مین امیر مسعود سے جا ملے امیر محمد نے چار مہینے حکومت کی
مگر قاضی بیضاوی نے مدت حکومت چودہ برس لکھے ہین اور قید کی مدت نو برس اور لب التواریخ مین لکھا ہے کہ
امیر محمد نے باپ کے سامنے چار برس غزنین مین حکومت کی اور مسعود کے حکم سے نو برس قید رہا اور جب مسعود قتل ہو گیا تو پھر ایک برس سلطنت کر کے مر گیا

ذکر شہاب الدولہ سلطان مسعود بن محمود کا

سلطان مسعود سب ارکین سلطنت کے مشورہ سے تخت پر بیٹھا اور ہرات بلخ مین آکر ری کا موسم تمام کیا

اور احمد بن حسن میمندی کو جسے محمود نے کالنجر کے قلعہ مین قید کر دیا تھا بلا کر وزیر کیا پھر بلخ سے غزنین مین آیا
اور وہان سے سپاہان اور ری کا ارادہ کر کے ہرات مین جا کر ترکمانون سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر
لوٹا اور اسکی کمزوری کے سبب سے ترکمان روز بروز قوت پکڑتے گئے سنہ چارسو تینتیس مین حسن میمندی کا
انتقال ہوا سنہ چارسو چوبیس مین سلطان مسعود نے ہندوستان کا ارادہ کیا اور سرستی کا قلعہ جو کشمیر کے راستہ مین
ہے گھیر لیا آخر فتح ہو گئی اور بہت سا غنیمت کا مال لیکر غزنین کو روانہ ہوا اور سنہ چارسو پچیس مین ملک آمل و
ساری کو فتح کیا اور کالنجر اور طبرستان تک قاصد بھیجکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور تغدی بیگ اور
حسین بن علی بن میکال کو بہت سا لشکر دیکر نیشاپور کو ترکمانون کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بڑی
لڑائی ہوئی آخر تغدی بیگ شکست کھا کر بھاگ گیا اور حسین قید ہو گیا امیر احمد بن دینال تگین جسکو بادشاہ نے
ہندوستان مین بھیج دیا تھا وہ بھی باغی ہو گیا بادشاہ نے ناہر نامی ہندوون کے سردار کو اوسکے مقابلہ
کے لیے روانہ کیا احمد لڑائی مین شکست کھا کر سندھ کی طرف بھاگا اور وہان کسی دریا مین ڈوب گیا ناہر نے
سر اوسکا غزنین کو بھیجدیا سنہ چارسو ستائیس مین ایک نیا محل غزنین مین طیار ہوا اور اوسمین ایک تخت جواہرون کا جڑا ہوا
بچھایا گیا اور ایک جڑاؤ تاج اوسپر لٹکایا اور بادشاہ نے اوس تخت پر جلوس کر کے اور وہ تاج سر پر رکھ کے دربار
عام کیا اور اسی سال مین شاہزادہ امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کو روانہ کیا اور خود ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر
قلعہ ہانسی کو فتح کیا بعد ازان قلعہ سونپت بھی مفتوح ہوا دیپال نامی وہانکا حاکم قلعہ خالی چھوڑ کر بھاگ گیا اکثر اوسکا
لشکر قتل ہوا مال غنیمت بھی بہت ہاتھ آیا بعد ازان رام کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا رام نے بہت سی پیشکش
بھیجکر اپنے نہ آنے کا عذر کیا بادشاہ نے قبول کر کے غزنین کی راہ لی سنہ چارسو اٹھائیس مین بلخ
کی طرف ترکمانون پر فوج کشی کی وہ یہ سنتے ہی بلخ کو خالی چھوڑ کر اطراف و جوانب مین بھاگ گئے بادشاہ نے
جیحون اوتر کر تمام ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا اس عرصہ مین داؤد ترکمان جسنے تغدی بیگ اور امیر حسین کو پہلے
شکست دی تھی بڑی بھاری فوج لیکر بلخ پر متوجہ ہوا بادشاہ یہ سنکر ماوراء النہر سے بلخ مین آیا تو داؤد مرو کو
چلا گیا پھر یہ خبر آئی کہ تردی بیگ نے ضلع گورکان مین بڑا فساد برپا کیا ہے اور اوسکے ڈھنگ بغاوت کے
ہین امیر مسعود نے یہ دیکھکر اوسکو قتل کرا دیا پھر بیغو نام ترکمانون کے سردار سے صلح ہو گئی اور یہ عہد ہو گیا کہ
اب کبھی ترکمان فتنہ و فساد نکرینگے بادشاہ نے اونکے ملک کی ایک حد معین کر کے ہرات کو کوچ کیا راستہ مین
ترکمانون کے ایک گروہ نے حملہ کر کے لشکر کے چند آدمی قتل کر ڈالے بادشاہ نے ایک فوج اونکی

تنبیہ کے لیے مقرر کی چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد اونکے سر امیر مسعود کے پاس بھیجدیئے اور مسعود نے اونکے سر
منوچہر کے پاس بھیجدیئے منوچہر نے بہت سے عذر کیے اور یہ منوچہر وہی منوچہر ہے جسکی تعریف مین ضیاء فارسی نے
قصیدے لکھے ہین بعد ازان امیر مسعود ہرات سے نیشاپور مین اور وہان سے طوس کو جو ترکمانون کے
قبضہ مین تھا روانہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور بہت سے ترکمانون کو قتل کر کے قلعہ اپنا
تصرف کیا پھر سردی کا موسم نیشاپور مین ختم کیا سنہ چارسو تیس مین طغرل ترکمان کی طرف جسنے باوردین بڑی
سرکشی کر رکھی تھی ارادہ کیا وہ یہ سنکر بھاگ گیا بادشاہ وہان سے لوٹ کر مہنہ کے راستے سے سرخس کو آیا
راستہ مین مہنہ کے قلعہ کو ویران کر دیا اور تمام وہان کی رعایا کو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگون کے ہاتھہ پانون کٹوا ڈالے
پھر وہان سے زیرقان کو گیا وہان ترکمانون سے لڑائی ہوئی اس معرکہ مین اکثر بادشاہی سردار مخالفون سے
جا ملے اور بادشاہ کے ساتھہ کچھ تھوڑے لوگ رہ گئے اسی حال مین بادشاہ کچھ لڑتا رہا آخر کو اپنی جان بچا لانا
غنیمت سمجھی یہ حادثہ آٹھوین رمضان سنہ چارسو اکتیس مین ہوا وہان سے مرو کو گیا وہان کچھ بھاگی ہوئی فوج
پہنچ گئی پھر غور کے راستہ سے غزنین کو گیا اور بھاگے ہوے سردارون مین سے علی دایہ اور حاجب بزرگ
اور بیکتغدی کو ہندوستان کے قلعون مین قید کیا چنانچہ سب ہین مر گئے بعد ازان بادشاہ نے
یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین جا کر کچھ تو قوت پیدا کرے اور پھر ترکمانون کو قرار واقعی سزا دے اسی خیال سے
امیر مودود کو بلخ کی حکومت سپرد کی اور خواجہ محمد بن عبدالصمد کو اوسکا وزیر بنایا اور امیر محمد کو دو ہزار آدمیون کے
ساتھ ملتان کو بھیجدیا اور غزنین کے قریب پہاڑ پر پٹھانون نے کچھ سرکشی کی تھی اونکی تنبیہ کے لیے امیر
ایزدیار کو روانہ کیا اور تمام محمود کے وقت کے خزانے اور اسباب اونٹون پر لدوا کے ہندوستان کو روانہ
ہوا اور یہ حکم بھیجا کہ امیر محمد کو جو حالت کوری مین نغند کے قلعہ مین قید تھا حاضر لاوین جب لشکر رباط
ماریکلہ مین پہونچا غلامون نے خزانے کے سب اونٹ لوٹ لیے اور بغاوت اختیار کرکے امیر محمد
سے متفق ہو گئے بعد ازان امیر مسعود پر حملہ کیا ناچار وہ رباط ماریکلہ کے قلعہ مین بند ہو گیا آخر اوسکو گرفتار کر کے
کیری کے قلعہ مین قید کر دیا اور ماہ جمادی الاول سنہ چارسو بتیس ہجری مین جھوٹ موٹ امیر محمد کی طرف
سے کیری کے کوتوال کو حکم بھیجا کہ مسعود کو قتل کرکے سر اوسکا ہمارے پاس بھیجدے چنانچہ اوسنے بھی
ایسا ہی کیا یہ قصہ بموجب نسخہ نظامی کے لکھا گیا مگر قاضی بیضاوی نے یہ لکھا ہے کہ سنہ چارسو تیس مین مسعود
سلجوقون کے مقابلہ سے بھاگ کر غزنہ کو گیا اس اثنا مین امیر محمد نے غلبہ پالیا تھا چنانچہ اوسنے مسعود کو

قید کرکے قلعہ مین بھیجدیا بعد ازان محمد کے بیٹے احمد نے قلعہ مین جا کر قتل کر ڈالا بیضاوی نے مسعود کی وفات کو سنہ چار سو
تینتیس لکھے ہین اور محمد کی سلطنت کی مدت چودہ برس شاید کاتب کی غلطی ہو گئی ہے سلطان مسعود کے زمانہ مین ایک منوچہری
شاعر تھا جسنے ایک قصیدہ مین اوسکی وزیر کی نسبت لکھا ہے ہمی تا زند لعبد لش شاہ مسعود ۔ چو پیغمبر بہ نوشیروان عادل ۔

ذکر سلطان مودود ابن مسعود کا ۔

جب باپ کے مرنے کی خبر سنی تو مودود ارکین سلطنت کے مشورہ سے بامیان مین تخت نشین ہوا
اور یہ ارادہ کیا کہ مارے پر فوج کشی کر کے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابو نصر محمد بن عبد الصمد کا
بیٹا اس قصد سے منع کر کے غزنین مین لے آیا غرض وہان اچھی طرح سامان درست کر کے اپنے
چچا امیر محمد پر فوج کشی کی دیپور مین مقابلہ ہوا تمام دن لڑائی رہی دوسرے دن سید منصور کو جو محمد کا
ایک بڑا معتبر سردار تھا مودود نے اپنا شریک کر لیا اور لڑائی مین امیر محمد اور اوسکے سب بیٹے احمد کو گرفتار کر کے
قتل کیا اور اوس مقام پر ایک شہر فتح آباد کے نام سے آباد کیا اور یہ فتح سنہ چار سو بتیس مین ہوئی اور بعضون
نے کہا ہے کہ چار سو چونتیس مین ہوئی سنہ چار سو تینتیس مین خواجہ احمد بن عبد الصمد کو منسوب کر کے غزنین
کے قلعہ مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مر گیا بعد ازان ابو بدر کو نامی بن محمد کے مقابلے کے لیے ہندوستان کو
بھیجا اور نامی اس لڑائی مین مارا گیا سنہ چار سو چونتیس مین ارتگین کو طخارستان کی طرف داؤد ترکمان کے
مقابلے کے لیے روانہ کیا چنانچہ ارتگین نے جا کر بہت ترکمانون کو قتل کر کے بلخ مین سکہ اور خطبہ سلطان مودود
کے نام کا جاری کیا لیکن پھر ترکمانون نے اوس پر حملہ کیا اور ارتگین شکست کھا کر غزنین کو چلا آیا سنہ چار سو
پینتیس مین مودود نے ابو علی غزنین کے کوتوال کو قید کیا لیکن تھوڑے دنون کے بعد پھر غزنین کا کوتوال
اور اپنی مملکت کا دیوان مقرر کیا اور سوری بن المعتز دیوان سابق کو قید کر دیا چنانچہ وہ وہین مر گیا اور ارتگین
کو بھی سزا کو پہنچایا سنہ چار سو چھتیس مین خواجہ طاہر جو بعد خواجہ احمد کے وزیر ہوا تھا معزول کیا اور خواجہ امام ابوالفتح
عبد الرزاق اوسکی جگہ مقرر ہوا اس سال مین طغرل حاجب کو بست کی طرف بھیجا اور اوسنے ابوالفضل کے
بھائی زنگی منصور کو گرفتار کر کے غزنین کو بھیجدیا پھر سیستان کو گیا اور بالا سیر مین ترکمانون سے مقابلہ
کر کے فتح پائی پھر وہان سے گرمسیر کو گیا اور وہان کے ترکمانون کو جو سرخ کلاہ کہلاتے تھے قتل کیا اور
کچھ کو گرفتار کر کے غزنین کو بھیجدیا سنہ چار سو اڑتیس مین طغرل کو تگین آباد کی طرف بھیجا وہان جا کر وہ باغی ہوا
علی بن ربیع کو اوسکی تنبیہ کے لیے بھیجا طغرل کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا علی نے تمام اوسکے لشکر کو

غارت کیا اور کچھ کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا سنہ چارسو اونتالیس مین قصدار کا امیر باغی ہوگیا حاجب بزرگ بارتگین نے اوسکو شکست دی بعد چند روز کے پھر مطیع ہوگیا سنہ چارسو چالیس مین سلطان مودود نے ابو القاسم محمود اور منصور اپنے دونون بیٹون کو ایک ہی دن طبل اور علم عنایت کیا اور ابو القاسم کو لاہور کی طرف اور منصور کو پرشور کی طرف روانہ کیا اور ابو علی کوتوال غزنین کو ہندوستان کے سرکشون کی گوشمالی کے لیے بھیجا چنانچہ سب کام اوسنے بخوبی انجام دیے اور جب وہ حسب مراد غزنین کو واپس آیا تو میرک بن حسن کی حراست مین اوسکو قید کردیا چند روز کے بعد میرک نے بلا اجازت بادشاہ کی اوسکو قتل کرڈالا اور بادشاہ سے اس امر کو مخفی کیا اور اسی خیال سے بادشاہ کو سفر کابل کی تحریص دیکر روانہ کیا جب سیالکوٹ مین پونہچا تو قولنج کا مرض شروع ہوگیا ناچار پھر غزنین کو واپس گیا اور میرک کو حکم دیا کہ ابو علی کو حاضر کرے اوسنے ایک ہفتہ کی مہلت مانگی اس عرصہ مین امیر مودود کا انتقال ہوگیا اس بادشاہ نے نو برس سلطنت کرکے چوبیسوین رجب سنہ چارسو اکتالیس مین انتقال کیا اور لب التواریخ مین لکھا ہے کہ مودود نے جغر بیگ سلجوقی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام مسعود تھا جب سنہ چارسو اکتالیس مین مودود جغر بیگ کی ملاقات کے لیے خراسان کی طرف جاتا تھا راستہ مین درد قولنج شروع ہوا اور اوس مرض مین انتقال ہوگیا

ذکر سلطان مسعود بن مودود کا

باپ کے انتقال کے وقت مسعود کی عمر تین برس کی تھی علی بن ربیع نے اسی عمر مین اوسکو تخت پر بٹھایا لیکن چونکہ سلطنت کے انتظام مین فتور آنے لگا اس سبب سے اوسکا چچا تخت نشین ہوا یہ لڑکا پانچ مہینے تخت نشین رہا

ذکر سلطان علی بن مسعود بن محمود کا

اس بادشاہ نے امیرون کے اتفاق سے تخت پر جلوس کیا اور چونکہ عبد الرزاق ابن احمد میمندی کو سلطان مودود نے سیستان کی طرف بھیجا تھا جب وہ اوس قلعہ پر پونہچا جو بست اور اسفزار کے درمیان مین واقع ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا بیٹا عبد الرشید امیر مودود کے حکم سے یہان قید ہے اسلیے اوسنے فوراً اوسکو قید سے نکالکر بادشاہ بنایا یہ واقعہ سنہ چارسو تینتالیس مین ہوا اور علی بن مسعود نے تین مہینے حکومت کی

ذکر سلطان عبد الرشید بن محمود کا

سلطان عبد الرشید نے عبد الرزاق کے اتفاق سے غزنین کا قصد کیا علی بن مسعود یہ خبر سنکر

لڑائی سے پہلے ہی بھاگ گیا اسی اثنا میں طغرل حاجب نے سیستان کو مسخر کر کے سلطنت کے
ارادے سے غزنین کا قصد کیا اور سلطان عبدالرشید قلعہ میں بند ہو گیا اور طغرل نے غلبہ پاکر عبدالرشید کو
اور سلطان محمود کی ساری اولاد کو قتل کر ڈالا اور سلطان مسعود کی کواری بیٹی کو نکاح میں لایا جبر و زبردستی تخت پر
جلوس کیا بعضے پہلوانون نے غیرت کھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سلطان عبدالرشید نے چار برس سلطنت کی
اور نظام التواریخ میں اوسکی مدت حکومت سات برس لکھے ہیں اور لب التواریخ میں اوسکی وفات کو سنہ چار سو پینتالیس لکھے ہیں

ذکر سلطنت فرخ زاد بن مسعود بن محمود کا

بعد ازان امیرون نے فرخ زاد بن مسعود کو قید سے نکال کر بادشاہ کیا اسکے زمانے میں سلجوقیون نے غزنین پر
حملہ کیا لیکن فرخ زاد نے اون پر فتح پائی اور بہت لوگون کو قتل کیا اور کچھ کو قید کر لیا دوبارہ
الپ ارسلان سلجوقیون کے بادشاہ نے عراق اور خراسان سے بہت سی جمعیت فراہم
کر کے غزنین پر حملہ کر کے فتح پائی اور بہت سردار غزنین کے گرفتار کر کے خراسان کو لے گیا آخر صلح
ہو گئی اور دونون طرف کے قیدی چھوٹ گئے اور ملک زاولستان خراب ہو گیا تھا اس سبب سے بادشاہ نے
اوسکا محصول معاف کر دیا یہ بادشاہ ہر سال تین مہینے کے روزے رکھتا تھا اور راتون کو نمازین
بہت پڑھتا تھا چھ برس سلطنت کر کے سنہ چار سو پچاس میں قولنج کے درد سے وفات پائی

ذکر سید السلاطین ابراہیم بن مسعود بن محمود کا

بعد انتقال سلطان فرخ زاد کے سلطان ابراہیم بن مسعود تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا عادل اور زاہد تھا
ہر سال ایک قرآن لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجتا تھا اس بادشاہ نے کوئی مکان اپنے لیے نہین بنایا ہان مسجد
اور مدرسے خدا کے لیے بنائے اسنے سلجوقیون سے صلح کر لی پھر ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر
بہت سے قلعے فتح کیے منجملہ اونکے ایک شہر تھا جہان لوگ خراسانیون کی نسل سے تھے اور افراسیاب نے
اونکو فتنہ و فساد کے سبب سے ہندوستان کی طرف نکال دیا تھا اوس شہر سے ہزار آدمیون کو
قید کر کے غزنین کو لے گیا یہ بادشاہ ولی بھی تھا غزنین میں ہر قسم کی دوا اور غذا بیمارون کو اسکے
خزانے سے ملتی تھی اسنے تیس برس سلطنت کر کے سنہ چار سو بہتر میں انتقال کیا اور قاضی بیضاوی نے
لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے سنہ چار سو پچاس سے سنہ چار سو بانوے تک سلطنت کی مسعود سعد سلمان
شاعر اسکے زمانے میں تھا اور اوسکے ایک قصیدے سے کہ جو بادشاہ کی تعریف میں لکھا تھا

دو شعر یہ ہین ابوالقاسم ملک محمود ابراہیم بن مسعود + کہ نازد چار چیز از وی کند ہر یک بدو مفخر + یکی افروختہ چتر دوم افراختہ رایت + سوم دینار گون کلک و چہارم آب گون خنجر + یہ تمام قصیدہ اسی طرز پر ہے اور ایک دوسرے قصیدے کے دو شعر یہ ہین + سلطان علاء دنیا کز یمن دولتش + در ضبط دین و دنیا عالیست کار تیغ + مسعود کز سعادت فرش فتوح ملک + بگذشت ناچہ آید اندر شمار تیغ + اور ایک قصیدہ اوسکا یہ ہے

ای عزم سفر کردہ و بستہ کمر فتح
ہر لحظہ بسوی تو فرستد خبر فتح
صد فتح کنی بینک صد سال ازین پس
ہر روز بگویند بہر سو خبر فتح
چون گفت زخم سبک تیغ گرانت

بگشاد چپ و راست فلک بر تو در فتح
مانند سنان سر بسوی رزم نہادے
در سینہ بہر خطہ بہ بیند اثر فتح
رمح تو و تیر تو و شمشیر تو باشد
سوگند گر انش نبود جز بسر فتح

مسعود جہانگیر کہ از دہر سعادت
چون تیر سیان تو بہ بندد کمر فتح
چندانت بود فتح کہ در عرصہ عالم
گر نقش کند وہم مصور صور فتح

استاد ابو الفرج رونی سلطان ابراہیم کا بھی مداح تھا اور سلطان مسعود کا بھی ان دونون کی تعریف مین قصیدے اوسکے دیوان مین بہت ہین اور رون نسبت ایک گانون کی طرف ہے جو توابعات لاہور سے تھا مگر اب اوسکا نشان بھی باقی نہین رہا یہ قطعہ ابو الفرج کا سلطان ابراہیم کی تعریف مین ہے زہی بہ بازوی شمشیر کامگار ترا + شکیب نفس بخیز و نظیر عقل علیم + اسیر کردہ آن بی نفس چو حلق گلو + یتیم کردہ این بی عقب چو در یتیم + مسعود سعد اور ابو الفرج مین باہم رنج تھا چنانچہ ابو الفرج نے مسعود کو قید کرا دیا تھا اور وہ مدت دس برس تک قید رہا اوسنے یہ رباعی قید مین لکھی تھی زندان ترا ملک شہی می باید + تا بند تو پای تاجداران شاید + آنکس کہ ز پشت سعد سلمان زاید + گر مار شود ملک ترا نگزاید + ایک شعر استاد ابو الفرج کا یہ ہے چو شانہ شد جگرم شاخ شاخ از حسرت + کہ موی دیدم شاخ شاخ چند در شانہ + اور اسکا دیوان عربی اور فارسی اور ہندی مین ہے

ذکر علاء الدین مسعود بن ابراہیم بن سلطان مسعود کا

بعد انتقال سلطان ابراہیم کے اوسکا بیٹا علاء الدین مسعود تخت نشین ہوا اور سولہ برس سلطنت کرکے سنہ پانسو آٹھ مین انتقال کیا

ذکر سلطان شیرزاد بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد انتقال سلطان مسعود کے اوسکا بیٹا سلطان شیرزاد بموجب وصیت پدر کے تخت نشین ہوا سال بھر حکومت کی پھر اوسکا بھائی ارسلان شاہ نے غالب ہوکر سنہ پانسو نو مین اوسکو قتل کر ڈالا

ذکر سلطان ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد قتل سلطان شیرزاد کے ارسلان شاہ تخت نشین ہوا اور سب بھائیونکو گرفتار کر لیا مگر بہرام شاہ سلطان سنجر کے پاس جو اوسکا ماموں زاد بھائی تھا بھاگ گیا سلطان سنجر نے ارسلان شاہ سے اوسکی بہت سفارش کی اور اس باب مین خط لکھے لیکن ارسلان شاہ نے نمانا مجبور ہو کر سلطان سنجر نے فوج کشی کی ارسلان شاہ تیس ہزار سوار لیکر مقابل ہوا آخر شکست کھا کر ہندوستان کو بھاگ آیا سلطان سنجر چالیس روز تک غزنین مین رہا پھر یہ سلطنت بہرام شاہ کو دیکر اپنے ملک کو لوٹ گیا ارسلان شاہ نے ہندوستان مین پھر جمعیت فراہم کر کے غزنین کا قصد کیا بہرام شاہ یہ خبر سنکر خوف کے سبب بامیان کے قلعہ مین پناہ گزین ہو گیا لیکن سلطان سنجر کی مدد سے پھر فتح پائی اور غزنین پر قبضہ کر لیا اور ارسلان شاہ کو گرفتار کر کے سنہ پانسو دس مین قتل کیا

ذکر سلطان بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد قتل ارسلان شاہ کے بہرام شاہ مستقل بادشاہ ہوا حکیم سنائی اسکا مداح تھا کتاب کلیلہ دمنہ اور سوا اسکے اور بہت کتابین اسکے زمانہ مین تصنیف ہوئین اوسکے جلوس کی تہنیت مین سید حسن غزنوی نے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ ندائی بر آمد ز ہفت آسمان + کہ بہرام شاہ ست شاہ جہان + اور ایک قصیدہ ملمع سے اوسکے نام لکھکر بھیجا تھا جسکے شعر یہ ہین ؎ ہر گز بود کہ باز بہ بینم لقای شاہ + شکرانہ در دو دیدہ کشم خاک پای شاہ + بہرام شہ کہ جان سلاطین فداش باد + باشد کہ جان ایشان باشد سزای شاہ + سیارگان چرخ در افتند چون شہاب + پای ار نہند زحد وفای شاہ + اور ایک اور قصیدہ کا یہ شعر ہے ؎ بہرام شہ کہ از ہوس لفظ شکرینش + طوطی برون دہد پس ازین نونہال ملک + اس بادشاہ کو تسنن مین زیادہ تعصب تھا حکیم سنائی کو بھی رفض کی تہمت پر قید کر دیا تھا حالت قید مین اوسنے کتاب حدیقۃ الحقیقہ بہرام شاہ کے نام پر لکھی تھی اوسپر لوگون نے بہت اعتراض کیے تھے آخر وہ کتاب بغداد کو بھیجی گئی اور وہان کے علما نے اوسکی صحت پر مہرین کر دین تب اوسکو قید سے خلاصی ملی مشہور ہے کہ بعد تصنیف حدیقہ جب شیخ پر رفض کی تہمت لگی تو اوسنے یہ نامہ بہرام شاہ کو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین + اما بعد در بعضی آثار ست کہ دو چیز در عمر افزاید و سبب باریدن باران و رستن درختان بود یکے نصرت مظلومان و دیگر قہر ظالمان و تحقیق کہ پیغمبر صلعم فرمود کہ بالعدل قامت السموات عدل ہر شال ہر خلیست کہ ہر کجا سایہ افگند آنجا توسعہ دولت شود و آنجا کہ خانہ ساز د قبلۂ استدامت شود و باران از آسمان بایستد و ظلم و جور ہر غایت

که هر کجا که پر قحط شال شود و حیات و حیا از میان خلق معدوم شود و حق سبحانه و تعالی سلطان اسلام و
پادشاه عادل بهرام شاه بن مسعود شاه بن ابراهیم شاه بن مسعود شاه بن محمود شاه را از جور و ظلم نگاه دارد
و اگرچه همه عالم جمع شوند تا بضاعت و مایهٔ شناخت دل این بنده تو بسنند و بسیارت برند نتوانند و در حیلهٔ
مالک الملک آن را نشانده بود در مشاهدهٔ اسرار غیوب جبرئیل و میکائیل که از تصرف کردن دران معزول بوده اند
یقین ست که در کل احوال عادل سعید ست و جابر شقی و بدترین ظلمی آنست که جماعتی اندک چیزی بخوانند
و فهم نکنند و دران مغرور شوند و زبان طعن در حق عالمان نهند ازینجاست که پیغمبر ما صلی الله علیه و سلم فرموده
ارحموا ثلثاً غنیاً افتقر و عزیز قوم ذل و عالماً بین الجهال کتابی که بزبان اهل معرفت گفته بود و عارف بینا د
باید چنانکه بایزید و شبلی که دران کتاب تصرف کنند و بدانند که دران چه نوشته آماد انشمندانی که بوی
معرفت ندارند از سر حقد و نادانی بود که دران کتاب طعنه زنند و دلیل بر کور دلی ایشان آنست که میگویند
آل مروان را نکوهیده است و خاندان مصطفی را صلی الله علیه و سلم ستایش از حد برده و تفضیل امیر المؤمنین
علی کرم الله وجهه بر دیگر صحابه رضی الله عنهم نهاده است و آن نمی بینند که او را فرود صدیق و فاروق
ذی النورین رضی مرتبه نهاده است بر طریق سلف و خلف صالح و از سید کائنات محمد صلی الله علیه و سلم اخبار صحیح
مرویست در مثالب آل مروان و مناقب آل محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم اگر دروغ ست و کافهٔ ناس
بر بنیاد عقل دانند که چنین ست و کلمهٔ حق آنست که بار خدایا آراسته گردان عالم را بعالمانی که از تو بترسند یا
از خلق شرم دارند ما را ابتلا بیگانگان کوی خود مگردان بفضلک و جودک و کرمک یا ارحم الراحمین + ایک
شعر حدیقه کا یه ہے ٭ عرش گر بارگاه را زیبد ٭ شاه بهرام شاه را زیبد ٭ بهرام شاه نے ہندوستان پر
کئی مرتبه جہاد کیا اور ایسے مقام که اوسکے بزرگون سے بھی فتح نہوئے تھے فتح کیے ایک اپنا امیر ہندوستان
مین چھوڑ گیا تھا وہ یہان باغی ہوگیا اور ملتان کے قریب بادشاہ کے مقابلے مین بہت لڑا آخر کو
قید ہوگیا اور بادشاہ نے اوسکو قتل کر ڈالا اور دوبارہ ہندوستان پر اپنا قبضہ کر لیا علاء الدین غور کے
بادشاہ نے غزنین پر حملہ کیا بهرام شاہ وہان سے مفرور ہوا علاء الدین اپنے بھائی کو وہان کا انتظام
سپرد کرکے رخصت ہوا بهرام شاہ نے پھر غلبہ پاکر غزنین پر قبضہ کر لیا اور سیف الدین کو ایک بیل پر سوار کرکے تمام
شہر مین تشہیر کیا اور پھر بری طرح مارا علاء الدین کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور بڑا بھاری لشکر لیکر غزنین کا
قصد کیا لیکن بهرام شاہ کا اوسکے آنے سے پہلے انتقال ہوگیا اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھ گیا بهرام شاہ نے

بتیس برس حکومت کرکے ۵۴۲ھ پانسو بیالیس میں انتقال کیا مسعود سعد سلمان نے بہرام شاہ کی تعریف میں لکھا

بہرام شاہ خسرو گیتی کشای گشت
خورشید دہر و سایۂ فرخدای گشت
چترش کہ شد ہمایون فرہمای گشت

اور اخدای عز و جل رہنمای گشت
آن خنجر زدہ دش دولت فزای گشت
روی عدوی او شدہ چون چتر او سیاہ

تا در زمانہ شاہ جہان تخم عدل کاشت
ہر مجرمی کہ یافت از و جرم در گذاشت
گر موج او سپہر بر آب روان گذاشت

چون نقش سنگ صورتش آن بار زان نگاشت
تا اوج چرخ دین حق و داد سر فراشت
آن شاہ داد گستر و حق ورز و دین پناہ

ذکر خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا

بعد انتقال بہرام شاہ کے خسرو شاہ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اس اثنا میں علاء الدین فوج لیکر پہونچا خسرو شاہ لاہور کو بھاگ آیا علاء الدین نے اپنے بھائی کے عوض غزنین میں بڑا کشت و خون کیا اور تمام شہر کو غارت کرکے وہان کی خاک بھی بھروا کر غور کو لے گیا جب علاء الدین غزنین سے چلا گیا تو خسرو نے پھر جا کر قبضہ کر لیا اسی اثنا میں ترکون نے غلبہ پا کر سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا بعد ازان غزنین کی طرف متوجہ ہوے خسرو شاہ پھر لاہور کو چلا آیا اور آٹھ برس سلطنت کرکے ۵۵۵ھ پانسو پچپن میں انتقال کیا اسکے زمانہ میں شاعر بہت تھے اور بہت قصیدے اسکے نام پر لکھے تھے ایک ترجیع بند جو اسکے نام پر لکھا تھا اوسکا ایک شعر یہ ہے

شاہنشہ مظفر خسرو شہ آنکہ آسمان ❊ با تیغ و گرز گیرد از ہند تا خراسان ❊

تاریخ قاضی بیضاوی میں لکھا ہے کہ علاء الدین غزنین میں بعد کشت و خون کے بعد غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے دو بھتیجون کو چھوڑ گیا اور اونھون نے خسرو شاہ کو مطلق کر دیا تھا اور خسرو شاہ نے مقید ہو کر ۵۵۵ھ پانسو پچپن میں انتقال کیا اور سلطنت خاندان غزنویہ کی ختم ہو گئی چند روز کے بعد غیاث الدین کا بھی انتقال ہو گیا اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض رہا مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی میں روضۃ الصفا سے نقل کیا ہے کہ خسرو شاہ کے بعد خسرو ملک اوسکا بیٹا بھی تخت نشین ہوا

ذکر خسرو ملک بن خسرو شاہ کا

بعد انتقال خسرو شاہ کے خسرو ملک نے لاہور میں تخت سلطنت پر جلوس کیا مگر چونکہ یہ عیش عشرت میں بہت مصروف تھا ملک میں بالکل بد انتظامی ہو گئی تھی اور غوریون کو روز بروز غلبہ ہوتا جاتا تھا چنانچہ سلطان معز الدین مشہور بہ شہاب الدین غوری نے غلبہ پا کر غزنین میں اپنی تختگاہ قائم کی بعد ازان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا خسرو ملک ایک قلعہ میں [illegible]

معزالدین سام اوسکو غزنین مین سے گیا اور وہان سے غیاث الدین کے پاس بھیجدیا غیاث الدین نے اوسکو فیروزکوہ مین دس برس تک قید رکھا بعد ازان ۵۸۳ھ پانسو تراسی مین قتل کرڈالا اس بادشاہ نے اٹھائیس برس سلطنت کی اور بس اس بادشاہ پر خاندان غزنوی کی سلطنت کا اختتام ہوگیا دو سو پندرہ برس تک اس خاندان مین سلطنت رہی یہ قول صاحب تاریخ نظامی کا ہے لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمد سے خسروشاہ تک ایکسو آٹھ برس لکھی ہین اور قاضی یحیی قزوینی نے اس خاندان کے چودہ بادشاہ لکھے ہین اور اونکی مدت حکومت ایکسو پچپن برس لکھی ہین

ذکر سلطان معزالدین بن سام غوری کا

(۱) سلاطین غوری بادشاہان کا

جب سلطان غیاث الدین نے تگین آباد کو فتح کیا وہان کی حکومت سلطان شہاب الدین کے حوالہ کی وہ ہمیشہ غزنین پر حملہ کرتا رہا آخر ۵۶۹ھ پانسو انہتر مین غیاث الدین نے غزنین کو فتح کیا اور ترکون کو جو بعد قتل سلطان سنجر کے غزنین پر متصرف ہوگئے تھے نکال کر اپنے بھائی معزالدین محمد سام کو وہان سلطنت دیکر شہاب الدین خطاب دیا اوسنے ایک سال تک بطریق نیابت کے غزنین مین سلطنت کی بعد ازان ۵۷۰ھ پانسو ستر مین گرویز کو فتح کیا اور ۵۷۱ھ پانسو اکہتر مین اچھ اور ملتان کو فتح کرکے قرامطیون کو وہان سے نکالا اور قوم بھٹیہ جو اچھ کے قلعہ مین بند ہوگئی تھی نیست نابود کرکے اور وہان کی حکومت علی کرماخ کو سونپ کے غزنین کو لوٹا اور ۵۷۴ھ پانسو چوہتر مین ریگستان کی راہ سے گجرات پر فوجکشی کی اور راجہ بھیم دیو کے مقابلہ مین شکست کھائی اور بڑی محنت اوٹھا کر پھر غزنین مین پونہچا اور ۵۷۵ھ پانسو پچہتر مین پرشور کو فتح کیا اور ۵۸۰ھ پانسو اسی مین لاہور پر حملہ کیا اور سلطان خسرو ملک قلعہ مین بند ہوگیا بعد ازان صلح کی گفتگو ہوتی رہی آخر خسرو نے اپنے چھوٹے بیٹے کو مع ایک ہاتھی پیشکش کے دیکر بھیجا سلطان شہاب الدین نے صلح کو منظور کیا اور اوسی سال مین قصبہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی اور وہان ایک اپنا نائب چھوڑکر غزنین کو لوٹ گیا ۵۸۱ھ پانسو اکاسی مین دیول کی طرف متوجہ ہوا اور تمام سمندر کے کنارہ کے ملکون کو درہم برہم کرکے بہت سا غنیمت کا مال حاصل کرکے لوٹا ۵۸۲ھ پانسو بیاسی مین پھر لاہور کو آکر لوٹا اور حسین کو وہان کا قلعہ دار کرکے لوٹ گیا تاریخ نظامی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال مین قلعہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی لیکن مبارک شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ دو برس پہلے یہ قلعہ تیار ہوچکا تھا اسی سال مین خسرو ملک نے کھوکرون وغیرہ کی فوج ساتھ لیکر سیالکوٹ پر حملہ کیا اور مدت تک اوس قلعہ کو گھیرے رہا مگر وہ قلعہ فتح نہوا یہ سنکر معزالدین نے خسرو کی طرف

سلطان معزالدین علی کرماچ حاکم ملتان کو لاہور مین اپنا نائب چھوڑ گیا ۵۸۷ھ پانسو ستاسی مین قلعہ تبرہندہ
کو جو دار السلطنت ہندوستان کے بڑے راجون کا تھا تسخیر کیا اور ملک ضیاء الدین تکلی کو بارہ سو سوار بہت
عمدہ دیکر اوس قلعہ مین چھوڑا اور خود غزنین کا قصد کیا راستہ مین رای پتھورا اجمیر کا حاکم اور کھنڈے رائے
اوسکا بھائی جو اوسکی طرف سے دہلی کا حاکم تھا موضع ترائن پر جو تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے
چالیس کوس سرستی ندی کے کنارہ ہے اور اب اوسکو تراوری کہتے ہین بہت سا لشکر لیکر مقابل ہوا بڑی
لڑائی ہوئی لیکن آخر مین ہندو غالب آئے بادشاہ نے اس معرکہ مین بڑی بڑی بہادریان کین کھنڈے رائے
ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ کے مقابلہ مین آیا بادشاہ نے ایک نیزہ اوسکے منھ پر مارا اوسنے بھی ایک نیزہ
بادشاہ کے سر پر مارا اور بازو کو بھی زخمی کیا مگر دونون زندہ رہے بادشاہ گھوڑے سے بھی گر پڑا ایک خلجی
لڑکے نے اپنے گھوڑے پر سوار کرایا اور خود بھی اوسی گھوڑے پر سوار ہوکر بادشاہ کو اوس معرکہ سے باہر نکالا
بعد ازان بادشاہ غزنین کو چلا گیا پھر رائے پتھورا نے قلعہ تبرہندہ پر حملہ کیا اور گیارہ مہینہ تک اوسکا محاصرہ
کیا آخر ضیاء الدین تکلی نے صلح کرکے قلعہ کو خالی کردیا ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی مین پھر بادشاہ نے چالیس ہزار
سوار ساتھ لیکر ہندوستان کا ارادہ کیا اور اپنی فوج کے چار ٹکڑے کرکے اوسی موضع کے گرد مین مقابلہ
کیا آخر فتح پائی رائے پتھورا اس لڑائی مین گرفتار ہوگیا اور کھنڈے رائے مارا گیا اور سرستی اور ہانسی کے
قلعہ کو فتح کرکے اجمیر کو جو دار السلطنت رائے پتھورا کا تھا غارت کیا اور اور مقامون سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ اس سفر مین حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جنکا مزار اب اجمیر مین ہے لشکر کے ساتھ تھے
اور اونہین کی دعا سے یہ فتح حاصل ہوئی بعد ازان بادشاہ ملک قطب الدین ایبک کو جو ایک غلام تھا اور
بادشاہ نے اوسکو اپنا بیٹا اور ولیعہد کیا تھا قصبہ کہرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہے چھوڑکر خود کوہ سوالک کیطرف
جو ہندوستان کے شمال مین ہے متوجہ ہوا اور وہان تاخت تاراج کرکے غزنین کو چلا گیا اور اسی سال مین
قطب الدین نے رائے پتھورا کے متعلقون سے دہلی کو چھین لیا ۵۸۹ھ پانسو نواسی مین سلطان شہاب الدین
پھر ہندوستان مین آیا اور چندوار اور اٹاوہ کے حدود مین رائے جیچند حاکم قنوج سے مقابلہ کیا اور اوسکو
قتل کرکے پھر غزنین کو چلا گیا قطب الدین ایبک نے قلعہ کول پر اپنا تصرف کرلیا بعد ازان دہلی کو تختگاہ بنایا
اور اوسکے سب گرد و نواح پر متسلط ہوگیا اس تاریخ سے دہلی بادشاہان اسلام کی دار السلطنت ہوئی ۵۹۱ھ پانسو اکانوے
مین قلعہ تھنگر اور بداون کو فتح کیا اور ۵۹۳ھ پانسو ترانوے مین نہروالہ کو جو پٹن کے نام سے مشہور ہے

فوج کشی کی اور رای بھیم دیو سے بادشاہ کا بدلا لیکر اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے مراجعت کی اسی سال ملک زادہ
سلطان غیاث الدین نے انتقال کیا شہاب الدین نے یہ خبر طوس و سرخس کی حدود مین سنی اور
بادغیس کو روانہ ہوا اور وہان اوسکی ماتمداری کر کے بھائی کے ملک کو سب عزیزون پر تقسیم کیا اور غزنین کو
واپس آیا پھر خوارزم پر لشکر کشی کی پہلی لڑائی مین تو سلطان محمد خوارزم کے بادشاہ کی شکست ہوئی بادشاہ نے
اوسکا تعاقب کیا اور اوس خلیج پر جو جیحون کے شرقی کنارہ پر کُہدا ہے خوارزم والون سے پھر لڑائی ہوئی اور بہت
سردار غور کے قتل ہوگئے ترکستان کے بادشاہون نے بھی سلطان محمد کی مدد کے لیے فوج بھیجی تھی
اوس سے بھی جیحون کے کنارہ لڑائی ہوئی آخر شہاب الدین شکست کھا کر مع سو ہزار سوار کے قلعہ اندخود مین
قید ہوگیا اور امن مانگ کر غزنین کو آیا اسی اثنا مین کھوکرون نے نواحی لاہور مین سرکشی کی بادشاہ یہ خبر سنکر
اونکی طرف متوجہ ہوا اور قطب الدین ایبک کو بھی دہلی سے بلا یا اور کھوکرون کو قرار واقعی سزا دی بعد ازان
غزنین کی طرف مراجعت کی جب دمیک نام گانون مین جو توابعات غزنین سے ہے پہنچا تو فدائی کھوکرون نے
موقع پاکر بادشاہ کو شہید کیا کسی نے یہ قطعہ اوسکی تاریخ شہادت مین لکھا ہے ؎ شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین
کز ابتدای جہان چو او نیامد یک ؎ سوم ز غرۂ شعبان بسال ششصد و دو ؎ فتاد در رہِ غزنین بمنزل دمیک
اس بادشاہ نے بتیس برس سلطنت کی اور فقط ایک بیٹی اوسکی وارث رہی خزانہ سونے اور چاندی
اور جواہرات کا بیشمار چھوڑا منجملہ اوسکے پانسو من الماس تھا نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا دو مرتبہ
شکست پائی اور سات مرتبہ کامیاب ہوا اسکے زمانہ مین عالم اور فاضل بہت تھے اونمین سے
ایک امام فخر الدین رازی تھے جو بادشاہ کے لشکر ہی مین مقیم تھے اور اونھون نے لطیف غیاثی وغیرہ
کتابین شہاب الدین کے بھائی غیاث الدین کے نام پر تصنیف کی ہین ہر ہفتہ وعظ فرماتے تھے
اور بادشاہ بھی اونکی وعظ مین حاضر ہو کر بہت رویا کرتا تھا جب امام کو ہمیشہ کے لیے اس پابندی سے
دشواری ہوئی تو اونھون نے ایک مرتبہ بر سر منبر بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بادشاہ چند روز مین
نہ تیری یہ دولت و عظمت باقی رہیگی نہ میری یہ خوشامد اور نفاق یہ قطعہ امام کی تصنیف سے ہے ؎
اگر دشمن نسازد با تو ای دوست ؎ ترا باید کہ با دشمن بسازے ؎ وگرنہ چند روزے صبر فرما
نہ او ماند نہ تو نے فخر رازی ؎ بعضے آدمیون نے بسبب حسد کے امام پر شہابیون سے شرکت کی
تہمت لگائی کہ امام کو اس مشورہ کی پہلے سے خبر تھی چنانچہ اس جرم مین امام کو ماخوذ کرنا چاہا تھا

جسمین سے چار برس خود مستقل حاکم رہا اور سولہ برس شہاب الدین کا تابع اور سنہ چھ سو سات مین انتقال
کیا اور سوا ے قطب الدین کے اور سات آدمی شہاب الدین کے غلامون مین سے بادشاہ ہوے
ہین اور اونھون نے ہندوستان اور غزنین اور بنگالہ مین حکومت کی ہے اونہین سے ایک تاج الدین
یلدوز تھا جو تراوری کے حدود پر شمس الدین التمش کے مقابلہ مین گرفتار ہوا دوسرا سلطان ناصر الدین قباچہ
جسکی بی بی تاج الدین یلدوز کی بیٹی تھی اور سلطان معز الدین نے خود اچہ اور ملتان کا اوسکو حاکم کر دیا
تھا بعد انتقال سلطان قطب الدین کے اوسنے اچہ سے سرستی اور کہرام تک اپنا قبضہ کر لیا اور لاہور پر
بھی متصرف ہو گیا تاج الدین نے مؤید الملک سنجری کو اوسکے مقابلہ کے لیے بھیجا ناصر الدین شکست
کہا کر سندہ کو بھاگا اور وہان قوت پیدا کر لی کہ جب سنہ چھ سو گیارہ مین مغلون نے فوج کشی کی اور
چالیس دن تک ملتان کو گھیرے رہے تو ناصر الدین نے خزانہ کا دروازہ کھول دیا اور بڑی بڑی رقمین انکو
کام فرمایا آخر اوس آفت سے نجات پائی تیسرا ملک بہاء الدین طغرل جب سلطان محمد معز الدین سام
نے قلعہ تھنکر کو فتح کیا وہانکی حکومت بہاء الدین کو سپرد کی اور اوسنے بسیانہ مین ایک قلعہ بنایا اور جب
گوالیار کا قلعہ فتح نہوا اور سلطان معز الدین نے وہان سے [illegible] کی طرف مراجعت کا ارادہ کیا تو بہاء الدین
سے یہ وعدہ کیا کہ اگر تو اس قلعہ کو فتح کرے تو تو ہی یہان کا حاکم ہے اسی لالچ مین مدت تک
بہاء الدین اوس قلعہ پر حملے کرتا رہا جب یون کام نچلا تو گوالیار کے قلعہ سے دو کوس پر ایک اپنا قلعہ
بنایا اور گوالیار والون کو بہت تنگ کیا جب وہ بہت عاجز ہو گئے تو اونہون نے قطب الدین ایبک کو
بلا کر قلعہ حوالہ کر دیا یہ بات بھی بہاء الدین کو بہت ناگوار ہوئی اور لڑائی کے سامان مین تھا کہ یکایک قضا
آگئی چوتھا ملک محمد بختیار تھا یہ ملک غور اور گرمسیر کے اکابر مین سے ایک بڑا اولو العزم فائق آدمی تھا سلطان
معز الدین کے زمانہ مین غزنین مین آیا اور وہان سے ہندوستان کو آیا مگر قطب الدین سے واقفیت
نہوئی تو ملک حسام الدین اوغلبک کے پاس جو [illegible] کا حاکم تھا آیا اوسنے کنتیلا اور پٹیالی اوسکو
جاگیر مین دیا بعد ازان محمد بختیار نے اودہ کو فتح کر کے بہار اور منیر پر بھی قبضہ کر لیا اور وہانکی لوٹ کا
بہت سا مال اوسکے ہاتھ آیا پھر سلطان قطب الدین نے خلعت اور بادشاہی کا نشان اوسکے لیے
بھیجا وہ بھی بہت تحفے قطب الدین کے لیے لیکر [illegible] لکشمنیا [illegible] لیکن وہانکے امیرون نے [illegible] سے
بادشاہ کو بھگا یا چنانچہ اوسنے ایک مست ہاتھی اوسپر چھوڑ دیا محمد بختیار نے سنبھل کر ایک ایسا گرز

اوسکی سونڈ پر مارا کہ ہاتھی اوٹھ بھاگا یہ حال دیکھکر قطب الدین کو بڑا تعجب ہوا لکھنوتی اور بنگالہ کی حکومت کا
فرمان دیکر اوسکو رخصت کیا دوسرے سال مین محمد بختیار نے بہار سے لکھنوتی پر فوج کشی کی
اور تھوڑی سی فوج سے شہر نودیا پر جو آب اجڑا پڑا ہے متصرف ہو گیا وہان کا حاکم راے لکھمنیہ محمد بختیار
کی علامتین اور اوسکے غلبہ کا حال نجومیون سے معلوم کر چکا تھا اسلیے فتح سے مایوس ہو کر کامرو کو
چلا گیا اور بہت غنیمتین مسلمانون کے ہاتھ آئین اور تمام وہان کے بتخانہ توڑ پھوڑ کے مسجدین
اور مدرسے اور خانقاہین بنائین پھر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کر کے بہت سی جمعیت فراہم
کی اور امیر علی مسیح کو پیشوا بنا کر ملک تبت کی تسخیر کا ارادہ کیا اور بارہ ہزار سوار ہمراہ لیے اتفاقاً ایک
شہر مین پہونچے جسکا نام برہمن تھا اور بہ ہمیتر ایک بڑا دریا اوس شہر کے متصل جاری تھا اور جب شاہ
گرشاسپ ہندوستان مین آیا تھا تو اوسنے اس دریا کا پل باندھ کر عبور کیا تھا محمد بختیار نے بھی
اوسی پل پر سے عبور کیا اور کئی سردار اوس پل کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیے جب سرحد تبت مین
پہونچا کئی روز تک پہاڑون مین حیران و پریشان ٹکرین کھاتا پھرا پھر ایک جنگل مین پہونچا وہان
گرشاسپ پادشاہ کے وقت کا بنا ہوا ایک بڑا پرانا قلعہ تھا اور وہان کے باشندے بھی گرشاسپ
کی نسل سے تھے اونسے مقابلہ ہوا شام تک لڑائی رہی محمد بختیار کی طرف کے بہت سے لوگ مارے گئے
رات کو یہ خبر سنی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک اور شہر ہے اور وہان پانچ ہزار آدمی بڑے لڑیا سپاہی
رہتے ہین اور وہ بھی اہل قلعہ کی مدد کو آتے ہین یہ سنکر محمد بختیار نے وہان ٹھہرنا مصلحت
نہ سمجھا اور راستا ہی پھرا اور دیکھا جو پل کی حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا آپس مین لڑ جھگڑ کر چلدیے اور
مخالفون نے دو در بھی اوس پل کے توڑ ڈالے تھے مجبور ہو کر محمد بختیار ایک بتخانہ مین جو اوس
پل کے قریب تھا رات کو جا کر ٹھہرا اور دشمن بھی پیچھے سے لڑتے ہوئے چلے آتے تھے صبح کو
ایک جگہ پانی کم دیکھکر پایاب اوترنے لگے اتفاقاً پانی بہت آ گیا بہت سے لوگ ڈوب گئے جو
باقی رہے اونکا مخالفون نے کام تمام کیا محمد بختیار بھی فقط تین یا چار سو آدمیون کے ساتھ [illegible]
دیوکوٹ مین پہونچا اور اسی رنج مین بیمار ہو گیا اور یہی کہتا تھا کہ شاید سلطان معز الدین محمد سام پر
کوئی حادثہ آیا ہے جو ہماری دولت نے تنزل کیا ہے پھر ضعف بہت غالب ہوا اور روح
نوبت پہونچی اسی حالت مین علی مردان نامی ایک امیر محمد بختیار کا جو نارنکول کے ضلع سے [illegible]

دیوکوٹ مین آیا تھا اوسنے بادشاہ کو جو بہت ہی ضعیف اور ناتوان پایا تو چادر کھول کر ایک خنجر ایسا مارا کہ
اوسکا کام تمام ہوگیا یہ حادثہ سنہ چھ سو دو مین ہوا تھا اور اسی زمانے مین سلطان معزالدین محمد سام
نے انتقال کیا تھا بعد انتقال محمد قطب الدین کے یہی علی مردان لکھنوتی کا بادشاہ بن بیٹھا اور علاؤالدین
لقب مقرر کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا یہ شخص نہایت متکبر اور بیوقوف تھا لکھنوتی
مین بیٹھا ہوا ایران اور توران کے ملک لوگون کو تقسیم کیا کرتا تھا اور ڈر کے مارے کوئی یہ نہین
کہہ سکتا تھا کہ یہ ملک آپ کے اختیار سے باہر ہین ایک دن ایک سوداگر شکستہ حال دربار مین آیا
کچھ مدد چاہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ سوداگر کہان کا رہنے والا ہے لوگون نے کہا اصفہان کا باشندہ ہے
حکم دیا کہ اصفہان کو یہ علاقہ لکھ دو کہ وہ ملک اس سوداگر کی جاگیر مین مقرر کیا گیا وزیر تو کچھ نہ کہہ سکے
مگر یون تقریر کی کہ اس ملک کا انتظام کے لیے بہت سے لشکر اور فوج کی ضرورت ہے اور یہ بغیر زر کثیر
ممکن نہین تب بموجب حکم بادشاہ کے زر کثیر جو اوسکی توقع سے بھی زیادہ تھا اوسکے حوالہ کیا گیا
جب اسکا ظلم حد سے گذرا تو خلجی امیرون نے متفق ہوکر اوسکو قتل کر ڈالا دو برس اسنے
سلطنت کی بعد قتل علی مردان کے امیرون نے حسام الدین کو تخت پر بٹھایا یہ بھی ایک معزالدین کے
غلامون مین تھا اور اسنے تمام ولایت ترہٹ اور بنگالہ اور جاجنگر اور کامرود پر اپنا قبضہ کر لیا اور
اسکا لقب غیاث الدین تھا سنہ چھ سو بائیس مین آٹھ ہاتھی اور ساتھ ہزار تنکہ نقد سلطان شمس الدین
التمش کو بھیجکر خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا سنہ چھ سو چوبیس مین سلطان ناصرالدین
محمود بن شمس الدین التمش نے امیرون کے اغوا سے غیاث الدین پر فوجکشی کی وہ اوس زمانے مین
لکھنوتی سے کامرود کو فتح کرنے لیے جاتا تھا یہ خبر سنکر ترت لوٹ آیا بڑی لڑائی ہوئی آخر مع کئی امیرو
گرفتار ہوکر قتل ہوگیا بارہ برس سلطنت کی باقی اور غلام معزالدین کے جنھون نے اور
ملکون مین سلطنت کی ہے اونکا ذکر اپنے مقام پر آوے گا

ذکر سلطان آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کا

[illegible] قطب الدین ایبک کے بعد اوسکا بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا سنہ چھ سو سات ہجری [illegible] شمس الدین
[illegible] ناصر [illegible] والد تھا اور اوسکو قطب الدین نے بیٹا بنا لیا تھا اور اوسوقت بداؤن مین
[illegible] کے واسطے بلایا تھا [illegible] اور اسنے دہلی پر اپنا قبضہ کر لیا آرام شاہ سے [illegible]

مقابلہ کیا لیکن شکست پائی اور آرام شاہ نے ایک سال بھی سلطنت نہ کی

ذکر سلطان شمس الدین التمش کا

شمس الدین التمش کا باپ ترکستان مین کسی قوم کا حاکم تھا اور چونکہ وہ چاندگہن کی رات مین پیدا
ہوا تھا اور ایسے لڑکے کو ترکی زبان مین التمش کہتے ہین اسی سبب سے شمس الدین کو التمش کہتے
ہین اسکے بھائی شمس الدین کو باغ کی سیر کا بہانہ کرکے باہر لے گئے اور یوسفؑ کی طرح ایک سوداگر کے
ہاتھ بیچڈالا وہ سوداگر اوسکو بخارا مین اور وہان سے سلطان معزالدین کے زمانے مین غزنین کو
لے گیا اتفاقاً اوس زمانے مین بعد فتح نہروالہ اور گجرات کی قطب الدین ایبک بھی غزنین کو گیا تھا
اور شاید معزالدین نے یہ حکم دیا تھا کہ اس غلام کو غزنین مین کوئی نخریدے قطب الدین نے اسکے
خریدنے کی اجازت مانگی معزالدین نے اپنے پہلے حکم کا لحاظ کرکے یہ کہا کہ اوسکو دہلی مین لیجا کر خرید
چنانچہ قطب الدین نے دہلی مین آکر ایک ایبک نامی اپنا ہمنام غلام اور التمش کو ایک لاکھ تنکہ قیمت
دیکر خریدا اور ایبک کا نام طمغاج رکھکر تبرہندہ کی حکومت دی تھی اور جسوقت مین قطب الدین تاج الدین یلدوز
سے لڑ بھڑ رہا تھا ایبک نامی غلام قتل ہوگیا پھر قطب الدین نے التمش کو اپنا مقرب کیا اور گوالیار کو فتح
کرکے وہان کا امیر کیا پھر چند روز کے بعد علاقہ برن کی حکومت اوسکو دی اور چونکہ اوسکے آثار اچھے
معلوم ہوئے تو ولایت بدایون بھی اوسی کو سپرد کی جب سلطان معزالدین نے کھوکرون سے
مقابلہ کیا تھا تو شمس الدین التمش بھی بدایون سے بہت سی فوج ساتھ لیکر قطب الدین کی ہمراہی مین
معزالدین کا شریک ہوا اور بڑی بڑی دلیریانسکے کام کیے تھے اور سلطان معزالدین نے اوسکو
بہت خلعت اور انعام عطا کیے تھے اور قطب الدین سے بھی اوسکی سفارش بہت کی تھی اور اوسی روز
سے قطب الدین نے اوسکو آزاد کرکے رفتہ رفتہ امیر الامرائی تک پہونچایا سنہ ۶۰۷ چھ سو سات مین
شمس الدین نے تخت سلطنت پر دہلی مین جلوس کیا بعضے امیرون نے کچھ بغاوت کی تھی مگر اونکو
قرار واقعی سزادی بعد ازان ملک تاج الدین یلدوز جب خوارزمیون سے شکست کھا کر بھاگا تو
لاہور پر آکر قابض ہوگیا شمس الدین التمش نے اوسکا مقابلہ کیا سنہ ۶۱۲ چھ سو بارہ مین تراین کے پاس
لڑائی ہوئی آخر تاج الدین یلدوز گرفتار ہوگیا اور شمس الدین نے اوسکو بدایون مین قید کردیا
چنانچہ وہ وہین مرگیا سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ مین ناصر الدین قباچہ سے جو قطب الدین کا داماد اور

اچھ اور ملتان کا حاکم تھا لڑائی ہوئی اور سلطان التمش نے فتح پائی بعد ازان سلطان نے ناصر الدین کے
ملک پر فوج کشی کی ناصر الدین قلعہ اچھ کا اچھی طرح بندوبست کرکے قلعہ بھنکر مین چلا گیا اور نظام الملک
وزیر نے اوسکا تعاقب کیا اور سلطان نے اچھ کو فتح کر لیا جب ناصر الدین نے یہ سنا تو سلطان
شمس الدین التمش کے پاس بہرام شاہ اپنے پسر کو صلح کی گفتگو کے لیے بھیجا اسی اثنا مین قلعہ
بھنکر بھی فتح ہو گیا جب سنہ ۶۱۵ چھ سو پندرہ مین ناصر الدین پنجاب کے کسی دریا مین ڈوب ڈاب کر مر گیا
تو سلطان حسب مراد دہلی کو آیا اسی اثنا مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کا بیٹا چنگیز خان کے
خوف سے بھاگ کر غزنین کو گیا اور وہان سے لاہور مین آکر متصرف ہو گیا سنہ ۶۱۸ چھ سو اٹھارہ مین
التمش نے اوسپر فوج کشی کی وہ مقابلہ نکر سکا سندھ اور سیستان کیطرف چلا گیا اور وہان سے کچ اور
مکران کے راستے کرمان اور عراق مین پہونچا سنہ ۶۲۲ چھ سو بائیس مین بہار اور لکھنوتی پر سلطان شمس الدین التمش نے
فوج کشی کی اور سلطان غیاث الدین کو اپنا مطیع کرکے بہت سی پیشکش حاصل کی اور وہان خطبہ اوسکے
اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین محمد خطاب دیکر اور اپنا ولیعہد کر
وہ ملک اوسکے حوالہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی آخر ناصر الدین نے غیاث الدین کو قید کرکے
قتل کیا اور مال غنیمت وہان سے بہت سا پایا چنانچہ دہلی کے سب سردارون کے لیے جدا جدا حصہ
بھیجا ناصری نام ایک شاعر ولایت سے دہلی مین آیا اور حضرت خواجہ قطب الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت دعا کیجیے کہ مینے ایک قصیدہ جو شمس الدین التمش کی
تعریف مین لکھا ہے اوسکا مجھکو بہت صلہ ملے چنانچہ آپ نے دعا فرمائی جب وہ بادشاہ کی مجلس
مین گیا اور یہ مطلع اول پڑھا ع ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ ۞ تیغ تو مال وفیل ز کفار خواستہ
بادشاہ نے فی الفور اس مطلع کو یاد کر لیا اور ایسا بھایا کہ بار بار زبان پر لایا اور جب قصیدہ تمام ہو گیا
اوس سے پوچھا کہ اسمین کتنے شعر ہین اوسنے کہا ترپن شعر ہین چنانچہ بادشاہ نے ترپن ہزار تنکہ سفید
اوسکو انعام مین دلوا دیے پھر سلطان شمس الدین نے سنہ ۶۲۳ چھ سو تئیس مین رنتھنبور کے قلعے
پر حملہ کرکے فتح پائی سنہ ۶۲۴ چھ سو چوبیس مین قلعہ مندور پر فوج بھیجی اور اوس قلعہ کو مع کوہ سوالک کے
اپنے قبضے مین کر لیا اسی سال مین امیر روحانی جو بڑا فاضل تھا چنگیز خان کے حادثے مین
بخارا سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور حضرت کی تہنیتون مین بہت سے قصیدے لکھے یہ شعر بھی اونھین مین ہے

خبر بابل سما بر و جبریل امین
بدین بشارت بہند گلشت آمین
شہو صبا بجائی کہ دست و بغش را
قصیدے سکے یہ ہین

رفت سنج گو گیا بود دست
او زمین گشت چون جہان قلم
کہ تو ان خرم من مانند
دارم نفع بیکران قلم
خواجہ منصور بن سعید کز دست
بار انصاف کارہ ان قلم
در کفایت کند رکاب گران

ز فتح نامہ سلطان عہد شمس الدین
کہ داد از بلاد و بلاد مشتہ بسلام
روان حیدرکرا بسکند تحسین

ستقہ خویش از زبان قلم
بخط عمرین نشان قلم
ناگہان بانگار دفتر من
نالہ زار ناگہان قلم
آخر احوال من نگوید کس
تیز بازار امتحان قلم
چون بنان راسوار کرده بود
پس بگیر سبک عنان قلم

کہ ای ملائک قدس آسمانہا را
کشادہ بار وگرفتہ سپہر آئین

اور چند شعر اوسکے ایک اور

کردہ ام یاد در بیان قلم
با قلم تا قرین شدم بجہان
زان درشتی کند سنان قلم
گرچہ پیوستہ در میان ضرر
پیش صاحب نگر زبان قلم
آن بزرگی کہ دارد از لفظش
مرکب او خجستہ ران قلم
بر بساط عقل را چو بگمارد

بشکار اکند نہان قلم ؁ اور ۶۲۶ چھ سو چھبیس مین عرب کے قاصد مصر سے سلطان کے لیے خلعت اور القاب لائے اور اس خوشی مین بادشاہ نے تمام شہر مین آرایش کی اور بہت جشن کیے اسی سال مین شاہزادہ سلطان ناصر الدین حاکم لکھنوتی کا انتقال ہوا بادشاہ نے جب اوسکے ماتم سے فراغت پائی تو اپنے چھوٹے بیٹے کو یہی خطاب عنایت کیا اور اسی کے نام پر طبقات ناصری تصنیف ہوئی ہے کچھ لکھنوتی مین فساد ہو گیا تھا ۶۲۷ چھ سو ستائیس مین بادشاہ نے وہانکا قصد کیا اور اوسکا انتظام کر کے وہ ملک عز الملک ملک علاؤ الدین جانی کے سپرد کیا اور ۶۲۹ چھ سو اونتیس مین گوالیار کے قلعہ کو فتح کیا اور ملک تاج الدین دبیر نے اس تہنیت مین یہ رباعی لکھی تھی اور بادشاہ نے اوسکو پتھر پر کندہ کرایا تھا ؏ ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت

از عون خدا و نصرت دین بگرفت ؁ آن قلعہ گوالیار و آن حصن حصین
در ستمائہ و ثلاثین بگرفت

۶۳۱ چھ سو اکتیس مین مالوہ پر یورش کی اور بھیلسی کو فتح کیا اور اوجین پر بھی قبضہ کر لیا اور وہانکا بتخانہ مہاکال نامی جو چھ سو برس کا بنا ہوا تھا بالکل توڑ پھوڑ ڈالا اور اسکے بکرماجیت وغیرہ کی مورتین صورتین وہان سے اوٹھا لایا اور دہلی کی پرانی جامع مسجد کے دروازے پر ڈالا دین پھر ملتان کو

چلدیا اور اس سفر مین بیمار ہوکر دہلی کو لوٹ آیا اور ۶۳۳ھ چھسو تینتیس ہین چھبیس برس سلطنت کرکے انتقال کیا مشہور ہے کہ سلطان شمس الدین نے ایک مرتبہ ایک کنیز سے مجامعت کا ارادہ کیا مگر اوسپر قادر نہوا ایک مرتبہ وہی کنیز بادشاہ کے سر مین تیل ڈالتی تھی یکایک رونے لگی اور اوسکے آنسو بادشاہ کے سر پر گرے بادشاہ نے اوس سے رونے کا سبب بہت اصرار سے پوچھا تو اوسنے جواب دیا کہ میرا ایک بھائی بعینہٖ آپکی شکل تھا اسوقت وہ مجھکو یاد آیا اور بھائی کا سارا قصہ بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ ہی کی حقیقی بہن تھی اور اللہ تعالی نے اس حرام سے اوسکو محفوظ رکھا اور جناب مصنف یہ لکھتے ہین کہ مینے دوبار اکبر بادشاہ کی زبانی ایک دفعہ فتحپور مین اور ایک مرتبہ لاہور مین اسی نقل کے قریب ایک نقل سلطان غیاث الدین بلبن کی نسبت سُنی ہے کہ وہ ایک کنیز سے جب مباشرت کا قصد کرتا تھا اوسکو حیض آجاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ وہ اوسکی بہن تھی

ذکر سلطان رکن الدین فیروز سلطان التمش کے بیٹے کا

بعد انتقال سلطان شمس الدین التمش کے اوسکا بیٹا ولیعہد سلطان رکن الدین جو لاہور مین حاکم تھا بادشاہ ہوا اور ملک تاج الدین دبیر نے اوسکے جلوس کی تہنیت مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین

مبارک باد ملک جاودانی ⁂ ملک را خاصہ در عہد جوانی ⁂ یمین الدولہ رکن الدین کہ آمد
درش از بہشت چون رکن یمانی ..

جب تخت پر بیٹھا خزانے کا دروازہ کھول دیا اور لہو و لعب اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور رنڈیون اور کمینون کی صحبت اختیار کی اور اوسکی ماں شاہ ترکان خاتون کہ ایک ترکی کنیز تھی التمش کی اور بیبیون سے جو پہلے رنج رکھتی تھی اب اوسکے عوض نکالنے لگی بڑا بیٹا شمس الدین التمش کا قطب الدین نامی جو ایک اور بی بی کے بطن سے تھا اوسکو قتل کیا اور بالکل خزانہ خالی ہوگیا چھوٹا بھائی رکن الدین کا ملک غیاث الدین نامی جو اودہ مین حاکم تھا باغی ہوا اور اودہر ملک عز الدین اور کبیر خان سلطانی صاحب ملتان اور ملک سیف الدین ناظم ہانسی وغیرہ باہم خط و کتابت کرکے خود سر ہوگئے ناچار بادشاہ اوس فتنے کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا پہلی منزل کیلوکھری مین کی وہان سے نظام الملک جنیدی وزیر اور وکیل ممالک ہند کا جدا ہوکر کول کو بھاگ گیا اور ملک عز الدین محمد سالاری سے جا ملا جب بادشاہ منصور پور مین پہونچا سارے امیر وہان سے رفاقت چھوڑ کر دہلی کو چلے آئے اور رضیہ خاتون شمس الدین کی بڑی بیٹی کو جو بڑی بہادر اور سخی اور عقلمند تھی بادشاہ بنایا اور ترکان خاتون رکن الدین کی ماں کو قید کیا

ز تقیمہ زمانہ بفر رضیہ زمانے
ہر شے از دل تو زاید چو تکبر از سفارت
گل روضہ ہوائی گل چو غنچہ ثانی
تو بیشہ بلبل طالب ہمہ نقش باطل
نفس تو ہیچ وز وحشتش ز آب زندگانی
ہوس خیال تو کی نفسے گہر فشان کن
بسوی در ہمیشہ سرای ام ہانے
گہری کہ بود جایش بخزانہ الٰہی
بدلالت عناصر چو محیط آسمانی
شکرین زبان سوئیکہ بود نجات امت
چو ضمیر کان کن خون دل گنج شایگانی
ہم باب برگزیدہ مالک الرقابی
نسب پاک نااشن محیط الامکانی
رابطی بنا نگندہ نقش قضای خوانا
کہ نزد خود براہش متاع این جہانی
ما کجا بجز باران کہ مرا بہ باری خود

ز صلاح اہل دنیا خبریت یاد بکر
بدی از تن تو خیزد چو تہوّر از جوانی
بخصوص جان گدازی مگر از تف تموز
ز خیال کرد پیرت غم دہر در جوانی
ہوست جو جمع گردہ شود آن خیال باکر
بثنای آنکہ از اول خرد شن بہ ثانی
بشری ملک لطافت فلکی زمین تواضع
قمری کتافت نورش سپہر جاودانی
قمری کہ ہر سحرگہ چو شب سیاہ گیتی
بقصیدہ زبانش ز عقیلہ زبانے
ز جمال عارضش کم رخ آفتاب شرقی
بکلام ہر کشادہ در صاحب القرانی
نبویہ دوست جانش شدہ دست ابریش
شدہ از پی سیاست عمرش بعدل بانی
شدہ رکن چار ہیش علی آنکہ بعد گیرند
ز بلای پایدار ان ہمہ عمر وا رہانی

کہ درین دو کون باری بفساد داستانے
تم کوزہ ربائی دم کوزہ جفائے
بقصیدہ برف ریزی مگر از دم خزانی
ہوس ہست شعر و بحرش چو سمر باب خانے
نقشت چو نظم باید بود آن گہر فشانی
شہ تخت کن محمد کہ سرادق شرف زد
چو فلک بپاک جسمی چو ملک بپاک جانی
گہری کہ قیمتی تر ز وجود او نیابد
ز خجالت تعقیش رخ کوکب یمانی
گہرین بیان فصیحے کہ فصاحت بیانش
ز قوام قامتش خم قد سرو بوستانی
جذبات شوق باطن بکاشف گشتہ
پسر ابو قحافہ زدہ تخت دو ستکانی
قدم سوم درین رہ بہ پیش نہادہ مردی
ز شعاع ذوالفقارش رخ مہر زعفرانی
زہے آنکہ این قصیدہ طلبید یاد جانش

چو قصیدہ تمام ہوئی بجواہر ساتے ٭ شیخ ناب سعدی کی تقلید کر کے ایک قصیدہ لکھا یا باقی اور
فارسی کے قصیدے سے اس اردو ترجمہ مین لکھنا مناسب نہ سمجھے

ذکر ملکہ رضیہ خاتون کا

رضیہ خاتون نے سمجھ سوچ کے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور عدل اور انصاف اور کرم کو کام فرما ہو کر جتنے خلل سلطنت مین آ گئے تھے سب کا بندوبست بخوبی کر لیا اور نظام الملک جنیدی کو وزیر کل مقرر کیا باہم امیرون مین کچھ مخالفت ہوئی رضیہ نے اپنی تدبیر سے بے حقیقت امیرون کو بیدخل کر دیا چنانچہ ہر ایک کسی سمت کو بھاگ گیا بعضون کو گرفتار کر کے قتل بھی کر دیا بعد چند روز کے

نظام الملک کا انتقال ہوگیا اور خواجہ مہذب اوسکا قائم مقام ہوا اس سلطنت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہوئی
بعدازان رنتنبھور کو لشکر بھیجا اور شمس الدین کے وقت سے جو ہندؤون نے مسلمانون کو گھیر رکھا تھا
اونکو اوس قید سے خلاص کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی جو پہلے میر آخور تھا اب ایسا معتمد علیہ اور مقرب
ہوگیا کہ سلطان رضیہ اوسکی بغل اور بازو پر تکیہ لگا کر سوار ہوا کرتی تھی سب امیرونکو اوس سے حسد تھا
بعدازان سلطان رضیہ بے حجاب مردون کی طرح قبا اور ٹوپی پہنکر تخت پر بیٹھتی تھی اور حکومت
کرتی تھی سنہ چھ سو سینتیس مین ملک عزالدین ایاز حاکم لاہور نے مخالفت کی اور سلطان رضیہ نے
اوسپر لشکر کشی کی اور اوسکو مطیع کرکے ملتان بھی اوسکی جاگیر مین اضافہ کیا اسی سال مین قلعہ تبرہندہ پر
فوج کشی کی راستے مین سارے امیر بعض امور سلطان رضیہ کی پارسائی کے خلاف دیکھکر باغی ہوگئے
اور سلطان رضیہ کو مع جمال الدین یاقوت حبشی کے جو امیرالامرا ہوگیا تھا قلعہ تبرہندہ مین قید کردیا

ذکر سلطنت بہرام شاہ شمس الدین کے بیٹے کا

بعد معزولی سلطان رضیہ کے بہرام شاہ شمس الدین التمش کا بیٹا تخت نشین ہوکر دہلی کو آیا اور ملک
اختیارالدین التونیہ حاکم تبرہندہ نے رضیہ کے ساتھ نکاح کرلیا اور جاٹون اور کھوکھرون کی ایک جماعت
فراہم کرکے دہلی پر حملہ کیا معزالدین بہرام شاہ نے ملک بلبن خرد کو جو آخر مین غیاث الدین ہوگیا
مقابلہ کے لیے بھیجا اور رضیہ شکست کھا کر پھر تبرہندہ کو لوٹ گئی اور چند روز مین کچھ سامان
درست کرکے پھر دہلی کا قصد کیا ادہر سے وہی ملک بلبن خرد مقابلے مین آیا آخر دوبارہ رضیہ کی
فوج کو شکست ہوئی اور رضیہ اور التونیہ دونون گرفتار ہوکر بادشاہ کے اشارے سے قتل ہوگئے
یہ واقعہ سنہ چھ سو سینتیس مین ہوا اور رضیہ نے تین برس اور چھ مہینے اور چھ دن سلطنت کی
بعدازان معزالدین بہرام شاہ مستقل بادشاہ ہوگیا ملک اختیارالدین ایتگین جو پہلے حاجب تھا
اور بادشاہ کی ایک بہن بھی اوسکے نکاح مین تھی اور نظام الملک مہذب الدین سے متفق ہوکر سارے
امور سلطنت مین دخیل ہوگیا تھا اور بادشاہون کی طرح ایک بڑا ہاتھی اپنے دروازے پر باندھتا تھا
سنہ چھ سو اڑتیس مین مع مہذب الدین وزیر کے بادشاہ کے اشارے سے قتل ہوگیا بعضے امرا
خفیہ تغیر سلطنت کے باہم مشورے کیا کرتے تھے بادشاہ نے مطلع ہوکر سب کو سزا دے کامل دی
بعضون کو قتل کیا اور بعضون کو مثل بدرالدین سنقر امیر حاجب کے بدایون مین قید کردیا آخروہ

وہین مر گئے اور قاضی جلال الدین کاشانی کو حکومت لشکر سے موقوف کر کے بدایون کا قاضی مقرر کیا
اور قاضی شمس الدین اور مارہرہ کے قاضی کو ہاتھی کے پانؤن سے کچلوا دیا یہی حال اور کئی شہرون کا
کیا سنہ چھ سو اونتالیس مین چنگیزی مغلون نے لاہور کا محاصرہ کر لیا ملک قراقش حاکم لاہور آدھی رات
کو بھاگ کر دہلی مین آیا بادشاہ نے امرا سے از سر نو عہد و پیمان لیا اور نظام الملک وزیر کو جو بدل باد
کی طرف سے صاف نتھا اس مہم کے لیے پنجاب کو روانہ کیا اوس مکار نے بادشاہ کو ایک عرضی ا
مضمون کی بھیجی کہ جتنے امیر ہین سب بیدل ہین یہان آپکا تشریف لانا بہت ضرور ہے بادشاہ نے
خود جانا مصلحت نہ سمجھا اور سادہ لوحی سے یہ لکھ بھیجا کہ یہ منافق امیر وقت پر بخوبی اپنی سزا کو پہنچینگے
اسوقت انکی مدارات سے کام نکالو یہ فرمان نظام الملک نے سب امیرونکو بعینہ دکھلا دیا اوسکو دیکھتے
سب نظام الملک سے متفق ہو کر باغی ہو گئے بادشاہ نے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین اوشی کو
سمجھانے کے لیے بھیجا لیکن وہ کسی طرح نمانے ناچار شیخ الاسلام دہلی کو واپس آیا اور جھٹ پٹ
مع اور امیرون کے دہلی کو آکر گھیر لیا اور بادشاہ کو گرفتار کر کے چند روز قید رکھا پھر قتل کر ڈالا
بادشاہ نے دو برس اور ایک مہینے اور پندرہ دن سلطنت کی

ذکر علاؤالدین مسعود رکن الدین کے بیٹے کا

بعد معز الدین بہرام شاہ کے بلبن بزرگ نے ایک روز تخت پر جلوس کیا اور شہر مین م
کی لیکن جب امرا اوسکی سلطنت پر راضی نہوئے تو علاؤالدین مسعود بیٹا رکن الدین فیروز شاہ
دونون چچا یعنی سلطان ناصر الدین محمود اور سلطان جلال الدین سلطان شمس الدین ایلتمش
بیٹون کی مدد سے قید سے نکل کر تخت پر بیٹھا اور ملک قطب الدین حسن کو اپنا نائب اور مہذب ا
م الملک کو وزیر الممالک مقرر کیا سنہ چھ سو چالیس مین اور امیرون نے حسد سے نظام ال
کر دیا پھر صدر الملک نجم الدین ابوبکر وزیر ہوا اور غیاث الدین بلبن خرد کو امیر حاجب مقرر کیا
اور ... اور اجمیر کی حکومت ملک عز الدین بلبن بزرگ کو دی اور بدایون ملک تاج الدین کے
اسی سال مین عز الدین طغا خان نے جو آگرے سے لکھنوتی کو چلا گیا تھا ایک عرضی شرف الملک
کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیجی اور بادشاہ نے ایک لعل کا چتر اور خلعت خاص حاکم اودھ
کے لیے روانہ کیا اور اپنے دونون چچاؤن کو قید سے نکال کر حکومت قنوج ملک جلال الد

بہرائچ ملک ناصر الدین کو دی اور اونھون نے وہان بڑی عدل کی سے کام کیا سنہ ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس مین مغلون
کی فوج لکھنوتی پر جا پہونچی غالباً تبت اور ختا کے راستے سے آئے ہونگے بادشاہ نے تیمور خان بیگ کو
طغا خان کی مدد کو لکھنوتی کو روانہ کیا چنانچہ مغل شکست کھا کر چلے گئے پھر تیمور خان اور طغا خان مین کچھ
مخالفت ہوگئی چنانچہ طغا خان دہلی کو چلا آیا اور لکھنوتی مین تیمور خان مقرر ہوا اسی سال مین مغلون نے
اچھ کے علاقے پر یورش کی بادشاہ بھی یہ سنکر بہت جلد بیاس ندی کے کنارے جا پہونچا تب مغلون کی
فوج وہان سے بھاگ گئی پھر بادشاہ دہلی مین آیا اور ظلم اور قتل شروع کیا امیرون نے اوس سے
رنجیدہ ہو کر اوسکے چچا ناصر الدین محمود کو بہرائچ سے بلایا اور جب وہ آگیا تو علاؤ الدین مسعود کو
سنہ ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس مین قید کر دیا اور وہ وہین مرگیا اس بادشاہ نے چار برس اور ایک مہینہ سلطنت کی

ذکر ناصر الدین محمود التمش کے بیٹے کا

بعد علاؤ الدین کے ناصر الدین محمود تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین بلبن خرد کو جو اوسکے باپ کا
غلام اور داماد تھا وزیر کیا اوسکے جلوس کے وقت بہت سے ہنگامے ہوے اور شاعرون نے تہنیت نامے
لکھے اونمین سے کئی شعر یہ ہین ؏ آنخداوندیکہ حاتم بذل و رستم کوشش ست   ناصر دنیا و دین محمود بن التمش ست
آن جہاندار یکہ سقف چرخ از ایوان او ∴ در علو مرتبت گوئی فرو دین پوشش ست ∴ سکہ راز القاب همایونش چہ اندازست فخر
خطبہ راز اسم همایونش چہ پایہ نازش ست ∴ کتاب طبقات ناصری اسی بادشاہ کے نام پر تصنیف ہوئی ہے تمام اوسکے
اخلاق اور انصاف اوس سے ظاہر ہوتے ہین اس بادشاہ نے غیاث الدین بلبن کو الغ خان کا خطاب
اور سب امورات سلطنت اوسکو سپرد کرکے فرمایا کہ ہرگز کوئی ایسا کام نکیجیو کہ قیامت کے دن تو خود
بھی شرمندہ ہو اور مجھکو بھی شرمندہ کرے اور خود اکثر حجرے مین بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا تھا مشہور ہے
کہ یہ بادشاہ دربار عام مین تو بادشاہانہ کپڑے پہن لیتا تھا مگر خلوت مین ایک پرانی گدڑی پہنے رہتا تھا
اور یہ بھی کہتے ہین کہ قرآن لکھ لکھکر ہدیہ کیا کرتا تھا اور اوسی سے کھانا پیا کرتا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی
خط پہچان کر براہ خوشامد زیادہ قیمت کو نہ لیلے خفیہ لکھکر بازار مین بھیجدیا کرتا تھا اور اوسکی بہت سی حکایتین
ایسی مشہور ہین کہ صحابہؓ کے احوال سے ملتی جلتی ہین مصنف لکھتے ہین کہ مینے کسی کتاب مین دیکھا ہے
کہ ایک روز اوس بادشاہ کی بی بی نے شکایت کی کہ میرے پاس ایک کنیز بھی نہین اپنے ہاتھ سے تمھارے لیے
روٹی پکاتی ہون اور یہ ہاتھ میرے جلگئے ہین اور آبلے پڑ گئے ہین بادشاہ یہ سنکر رو دیا اور کہنے لگا کہ دنیا

چند روز ہے یہان اس تھوڑی سی محنت پر صبر کرو اسکے اجر مین قیامت کے دن اللہ ایک حور تمکو خدمت کے لیے دیگا مین بیت المال کے روپیہ سے کنیزک نہین خرید سکتا یہ سنکر اوسکی بی بی کی بھی تسلی ہو گئی سنہ جلوس کے رجب مہینے مین بادشاہ نے ملتان کا ارادہ کیا اور ذی قعدہ مین لاہور کی ندی سے عبور کرکے الغ خان کو کوہ جود اور نندنہ کی طرف روانہ کیا اور خود سندہ ندی کے کنارے پر ٹھہرا رہا الغ خان نے اوس تمام ملک کو ضبط کرکے کھوکرون اور دوسرے مفسدون کو بخوبی تنبیہ کی بعد ازان بادشاہ سے آن ملا اور تنہا دہلی کو واپس آیا سنہ ۶۴۵ھ چھ سو پینتالیس مین میوات پر قبضہ کرکے میان دوآب کی طرف متوجہ ہوا اور اسی سال مین الغ خان کو کڑے کی طرف بھیجا اور وہ وہان سب سرکشون کو قرار واقعی گوشمالی دیکر اور بہت سامال غنیمت کا لیکر دہلی کو آیا سنہ ۶۴۶ھ چھ سو چھیالیس مین رنتنبھور کو گیا اور وہان کے مفسدون کا انتظام کرکے واپس آیا سنہ ۶۴۷ھ چھ سو سینتالیس مین الغ خان کی بیٹی سے نکاح کیا اور سنہ ۶۴۸ھ چھ سو اڑتالیس مین پھر ملتان کی طرف لشکر بھیجا چند روز کے بعد ملک عز الدین ناگور کا حاکم باغی ہو گیا بادشاہ نے اوسپر فوج کشی کی آخر اوسنے امان مانگ لی سنہ ۶۴۹ھ چھ سو انچاس مین گوالیار اور چندیری اور مالوے کی طرف کوچ کیا جاہر دیو وہان کا راجہ چار ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے کی فوج لیکر مقابل ہوا لیکن بڑی لڑائی کے بعد راجہ نے شکست کھائی اور قلعہ فتح ہو گیا اسی سال مین شیر خان ملتان کا حاکم اور ملک عز الدین بلبن نے جو ناگور سے اوسکی مدد کو گیا تھا اچھ کے قلعے کو فتح کیا اور شیر خان اوسی قلعہ مین رہا اور عز الدین بلبن بادشاہ کے پاس آیا اور بدایون اوسکو جاگیر مین ملا سنہ ۶۵۰ھ چھ سو پچاس مین دہلی سے لاہور کا قصد کیا اور وہان سے ملتان کو پھر اچھ کو گیا کشلو خان بھی اس سفر مین بیاس ندی تک ہمراہ تھا سنہ ۶۵۱ھ چھ سو اکیاون مین تبرہندہ کو گیا اور اچھ اور ملتان کو جو شیر خان سے چھین جھپٹ کر سندھیون نے اپنا قبضہ کر لیا تھا اوسکو فتح کرکے ارسلان خان کو حوالہ کیا سنہ ۶۵۲ھ چھ سو باون مین پہاڑ کی طرف متوجہ ہو کر توجہ کی اور جوالاپور کے گھاٹ گنگا کو اوترکر سب پہاڑ کے ملکون کو تاراج کرتا ہوا راست ندی کے کنارے تک پہونچا اور تمام اون ملکون کو لوٹ کھسوٹ کر بہت لوگون کو قید کر لیا پھر کٹھیر پر یورش کی بعد ازان بدایون کو گیا اور وہان سے اودہ کو کوچ کیا پھر دہلی مین واپس آیا اتنے مین یہ سنا کہ ضلع تبرہندہ مین الغ خان اور ارسلان خان وغیرہ امیر ملک جلال الدین بادشاہ کے بھائی سے متفق ہو کر مخالف ہو گئے ہین یہ سنتے ہی بادشاہ نے اودہر کا قصد کیا جب علاقہ تبرہندہ اور کہرام اور کیتھل مین پہونچا بعضے سردارون نے بیچ مین پڑکے صلح کرا دی اور باغی تاغی امیر عہد و پیمان کرکے

اور امن مانگ کر حاضر ہو گئے بادشاہ لاہور کی حکومت جلال الدین کو دیکر دارالسلطنت کو واپس آیا ۶۵۳ھ
چھ سو ترپن میں بادشاہ کو اپنی والدۂ ملکۂ جہان سے جو قتلغ خان کے نکاح میں تھی کچھ رنج ہوا اور قتلغ خان کو
اودھ کا ملک جاگیر میں دیکر رخصت کیا اور چند روز کے بعد بہرائچ کو بدل دیا قتلغ خان نے بددل ہو کر ہمالے
سنتورپہاڑ کی طرف رستہ لیا اور ملک عزالدین کشلو خان اور بعضے امیرون کو موافق کر کے بغاوت کی
بنیاد ڈالی بادشاہ نے الغ خان کو بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ اونکے مقابلے کے لیے بھیجا جب دونون
فریق قریب ہوئے تو شیخ الاسلام سید قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرائچی وغیرہ نے
قتلغ خان اور کشلو خان کو دہلی پر توجہ کرنے کی صلاح دی اور دہلی والون نے بہت سی خواہش
ظاہر کی چنانچہ قتلغ خان اور کشلو خان شکست کھانے کے بعد سو کوس کا راستہ دو روز
مین قطع کر کے سامانہ سے دہلی مین آئے الغ خان نے اس مشورے کی پہلے ہی بادشاہ کو
اطلاع دی تھی اور بادشاہ اون امیرون کو جنھون نے قتلغ خان کو پیام بھیجا تھا اپنی اپنی جگہ کو
بھیج چکا تھا جب ان دونون نے اون امیرون کو جنکی حسب الطلب آئے تھے دہلی مین نہ پایا
یہ دونون بھی متفرق ہو گئے اور الغ خان بھی انکا پیچھا کرتا ہوا دہلی مین بادشاہ کے پاس آگیا ۶۵۵ھ
چھ سو پچپن مین بادشاہ نے سب امیرون اور رئیسون کو دہلی سے نکال دیا اسی سال کے آخر مین
مغلون نے اچھ اور ملتان پر حملہ کیا کشلو خان بلبن اونکے مقابل ہوا اور جھٹ پٹ بادشاہ بھی
جا پونہچا مغل مقابلے کی طاقت نہ دیکھ کر خراسان کی طرف بھاگ گئے اور بادشاہ بھی دہلی کو
چلا آیا اور ملک جلال الدین جانی کو خلعت دیکر دہلی کو روانہ کیا تھا ۶۵۶ھ چھ سو چھپن مین ترکستان کے
ایلچی آئے اور اونکو بہت سا انعام اکرام دیکر رخصت کیا اور اسی سال مین حضرت شیخ فرید گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا [illegible] چھ سو اٹھاون مین بہت سے ہاتھی اور اسباب اور جواہرات اور
پشمینہ لکھنوتی سے بطور پیشکش کے آیا اور اسی سال مین ملک عزالدین کشلو خان نے وفات
پائی اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بھی ملک آخرت کو تشریف لے گئے کسی نے دونون
کی وفات کی تاریخ مین یہ مصرع لکھا ہے ؏ زتیر عشق ربانی یکی زخمی دگر خون شد [illegible] چھ سو
اٹھاون مین میوات وغیرہ پر یورش کی اور وہان کے مفسدون کو تنبیہ کی جب سب ملک مین
اچھی طرح انتظام ہو گیا تو ۶۶۴ھ چھ سو چونسٹھ مین بادشاہ نے اس عالم فانی سے رحلت کی اور

روز سلطنت کی قبر اوسکی دہلی مین کوئی وارث نچھوڑا اس بادشاہ نے انیس برس اور تین مہینے اور کئی مشہور ہے اسکے زمانے کے بڑے شاعرون مین سے ایک شمس الدین دبیر ہے جو بہت بڑا فاضل تھا اور امیر خسرو نے بھی کتاب غرۃ الکمال کے دیباچہ اور ہشت بہشت کے آخر مین اوسکی تعریف لکھی ہے اور اوسکو غیاث الدین بلبن نے آخر مین بنگالے کی سلطنت کا منشی کرکے اپنے بیٹے نصیر الدین بغرا خان کے پاس بھیجدیا تھا یہ شعر اوسکے قصیدے کے ہین ؎ ای ہمہ کار دلم از تو بنادانی خام

داده دوش مرا وعده مهمانی خام
پخته دارم دل از اندیشه رویت که چرا
ریمانی ست زمن تا به پیشانی خام
گفتمش هیچ مسلمان نخورد خام بهین
پخته بنمایم اندک که تو میخوانی خام
چون ملک خسرو ثانی ست نماند بگزند
شد ز شاهان هوس ملک سلیمانی خام
آفتاب کرمش گر سوی بستان تابد
چه شت بار گران مرکب پالانی خام
غسل خصمست بخون جای رہ پیرا ہن
کار بر بسته و مصداق پشیمانی خام
خلق اگر کشتی باده بر روز دو وقت
کرد چون شیر علم حمله گشتنی خام
خسروا شعر من دبیرست قوی پخته سخن
خصمش چون سخن پخته خاقانی خام

پخته کردم همه شب چشم ندانستم کان
رنگ تو پخته همین نقره پیشانی خام
ملک از عایش خرم پخته چو مهمان تو ام
غم تو بسیج خوردم این سلمانی خام
بس که در حسن تو ونیز ملک حیرانم
کارم از دولت خسرو ملک ثانی خام
شاه محمود شه آن سلطان کز قهر
تا بد از شاخ برون میوه بستانی خام
دشمنت لایق آنست که در خام کشی
در گلو سکه کشش هر دم زندانی خام
خصمت آن غول که هر بیخ است از گل تنها
داند خاید چو دست آش بیابانی خام
سحر فرعون چه آرد چه فرو خواہد برد
نیست چون فرعیان سوخته دیوانی خام
پخته کرد دست فلک بهر تو ملکت یارب

طمعی بود از آن گونه که سیدانی خام
ست میدارم و هر چند قوی مسکیندم
که ثوابی ست قوی دادن قربانی خام
خام میخواهم از سینه خود لیشگاهم
کار نا پخته من مانده ز حیرانی خام
تا خبر دنیا و دین آنکه به پیش ملکش
دیگ در آز دلیش نیست ز سلطانی خام
چه کند چرخ اگر بار و قارت نکشد
هر که در کالبد خام چه پیشانی خام
همه کار تو ز رسیدت و بد خواه ترا
پوستی دارد و آن نیز چو بستانی خام
خصم گر گرد و بر باد چه باکست ار چه
اژدهائی علی از دم ثعبانی خام
هست او پخته شعرش چو در پخته و نیست
پخته او بکرم باز نگردانی خام

امیر فخر الدین عمید لونکی نے ایک قصیدہ اس بادشاہ کی تعریف مین ناخن کی ردیف مین لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎ چو بر دار دنگارم چنگ بند زخمه بر ناخن ؛؛ زند نا هید را صد زخم غیرت بر جگر ناخن
مصنف صاحب نے کئی قصیدے عمید کے نقل کیے ہین مگر فقیر مترجم اس اردو ترجمے مین

مطلع پر اکتفا کرتا ہے مطلع برخیز عید است بہ فیروزی دل تو	بگلند ز غزل حاسد اوند حیان کو

سخنے طرازم اکنون کہ طراز آفرینش	مطلع	ز طراز جان بجوید چو طراز آفرینش
ای ز ہیبت حکم تو خم زدہ قامت فلک	مطلع	خطبہ کبریای تو و ملک لاشریک لک
ای ز بنفشہ بر سمنت صد ہزار بند	مطلع	وز لعل قست بر گل آبدار بند
مژ است دیدہ محیط و خیال جان کشتی	مطلع	ز آب دیدہ زغم میکند روان کشتی
زہی ز نرگس مست تو شرمسار آہو	مطلع	ز بند نافہ مشک تو شرمسار آہو
قد چو نارونش کرد خیزران بروزہ	مطلع	ز ارغوانش بروں دادہ زعفران بروزہ
سکنہ چون سیمرغ و بیک گوشہ مسکن کردہ ام	مطلع	ما و رای مرکز خاکے نشیمن کردہ ام

ذکر سلطان غیاث الدین بلبن کا

سنہ چھ سو چونسٹھ ہیں غیاث الدین بلبن جو سلطان شمس الدین کے غلاموں میں سے تھا اور پہلے اسکا خطاب الغ خان تھا امیروں کے اتفاق سے قصر سفید میں تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بادشاہ رذیلوں کو امور سلطنت میں دخل نہ دیتا تھا مشہور ہے کہ فخر نامی ایک بازاری رئیس نے مدتوں تک خدمت کی اور ایک مقرب بادشاہی کی خوشامد کی اور یہ آرزو کی کہ بادشاہ ایک مرتبہ مجھے ہمکلام ہو تو میں بہت سا نقد و جنس پیشکش کروں جب بادشاہ سے یہ ذکر آیا اوسنے ہرگز نمانا اور کہا کہ رذیلوں سے گفتگو کرنا اپنی ہیبت گھٹانا ہے اور ظلم سے ہرگز راضی نتھا کئی امیروں کو جنھوں نے رعایا پر ظلم کیا تھا سزا دی اور ایک دو کو مدعیوں کے حوالے کر دیا تاکہ اپنا بدلا لیلیں آخر اون امیروں نے نقد روپیہ عوض میں دیکر اپنی جان بچائی اور اسقدر نادم ہوئے کہ جیتک زندہ رہے کبھی اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور اوسکی ساری خوبیاں ان عادات سے معلوم ہوتی ہیں کہ بے وضو کبھی نرہتا تھا اور وعظ کی مجلسوں میں جا کر بہت رویا کرتا تھا اور باغیوں اور سرکشوں پر بہت غصہ اور سختی کرتا تھا سال اول جلوس میں ارسلان خان کے بیٹے تاتارخان نے لکھنوتی سے ... ہاتھی بطور پیشکش کے بھیجے اور اسی سال میں بادشاہ نے بیتالی ... کو ... دیکھو جیپ ... میں جا کر قلعہ بنائے اور پانچ ہزار سواروں کی فوج ... موجود ... اور ... دور روز میں ملک ... میں آپہنچا اور ... مردوں میں ...

قید کر لیا اور ایسی گوشمالی کی کہ جلال الدین اکبر کے زمانے تک جو مصنف کا زمانہ ہے امروہہ اور بدایون کو
ملک کٹھیریون کے ہاتھ سے آمان مین تھا اور بہار اور جونپور اور تمام پورب کے راستے جو بند تھے
اس بادشاہ نے صاف کردیے اور میوات میان دواب کا ملک زبردست سردارون کے حوالہ کیا
کہ انھون نے تمام وہان کے مفسدون کو قتل اور قید کیا اور کوہ سنتور کی طرف یورش کی اور وہان
ایک قلعہ بنا کیا بعد ازان کوہ جود کو گیا پھر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کا قلعہ جو معز الدین بہرام شاہ
کے زمانے مین مغلون نے بالکل خراب کردیا تھا از سر نو طیار کیا یہان بادشاہ بیمار ہو گیا اور
علاقہ لکھنوتی مین کسی نے جھوٹی خبر مشہور کردی طغرل امین خان کے نائب نے جو بعد
شیر خان کے وہان مقرر ہوا تھا امین خان سے سرکشی کی اور غالب آیا اور اوسکو قید کر لیا اور
سلطان معز الدین اپنا خطاب مقرر کرکے بادشاہی کے سامان مین مصروف ہوا بادشاہی فوج کئی بار
اوسکے مقابلے کے لیے گئی اور وہ ہمیشہ غالب آیا آخر خود بادشاہ نے قصد کیا طغرل یہ سنکر [illegible]
راستے سے جاجنگر اودیسہ کی طرف چلا گیا بادشاہ نے ملک اختیار الدین بیگ برلاس کو اوسکے
پیچھے روانہ کیا اور سنار گانو کے راجہ دنوج نام نے بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر طغرل کے
گرفتار کر لانے کی ذمہ داری کی طغرل کسی جنگل مین بھاگا پھرتا تھا ملک اختیار الدین یکایک اوسکے سر پر
جا پہنچا اوسکی ساری فوج غافل تھی طغرل کو قتل کرکے سر اوسکا بادشاہ کے پاس بھیجا یا بادشاہ نے
وہ ملک اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو چتر اور دورباش دیکر عطا کیا اور خود دار السلطنت کو واپس آیا
اتنے مین شیر خان بادشاہ کے چچازاد بھائی حاکم لاہور و دیپالپور کا جو سلطان شمس الدین کے
ایک غلامون مین سے تھا اور اوسنے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ غزنین مین پڑھا تھا انتقال
ہو گیا جب تک یہ زندہ رہا مغلون کو ہندوستان پر نہ آسکے یا اب بعد اوسکے مرنے کے وہ ہندوستان
تاخت تاراج کرنے لگے اس فتنے کو فرو کرنے کے لیے بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو
جو خان شہید اور قاآن ملک کے نام سے مشہور خاص و عام ہے چتر اور دورباش اور ساری
بادشاہی کی علامتین دیکر اور اپنا ولیعہد بنا کر اور سندھ کو مع توابعات کے اسکی جاگیر مین عطا کرکے
بڑی جمعیت بھیڑ بھاڑ کے ساتھ ملتان کو روانہ کیا راستے سے ٹھٹھا اور سمندر کے کنارے تک سب
اوسی کا تصرف تھا امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی پانچ برس تک ملتان مین اوسکے پاس رہے

اور اوسکے ہمنشینون مین داخل تھے دو مرتبہ اوسنے بہت سا روپیہ شیراز کو بھیجکر شیخ سعدی کو طلب کیا مگر اونھون نے ضعف پیری کا عذر کیا اور امیر خسرو کی بہت سی سفارش لکھی اور اپنے اشعار کی ایک بیاض بھی بھیجی سلطان محمد ہر سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا اور بہت سے انعامات اور خلعت حاصل کرکے واپس جاتا تھا مرتبہ اخیر مین جسکے بعد پھر ملاقات میسر نہو ئی بادشاہ نے تنہائی مین بہت سی نصیحتین کین جو کتب تواریخ مین لکھی ہوئی ہین بعد ازان ملتان کو روانہ کیا اسی سال مین اتیمر نامی مغل نے راوی ندی سے لاہور کے قریب اوترکے بڑا فساد برپا کیا حاکم لاہور نے سلطان محمد کو اس مضمون کی اطلاع بذریعہ عرضی کے دی اوسنے اپنی مجلس مین تیس ہزار کا تین ہزار پڑھا اور بڑے سامان سے برابر کوچ کرتا ہوا لاہور کے قریب راوی ندی کے کنارے باغ سرکی حد مین آپہونچا یہان مغلون سے مقابلہ ہوا اور سلطان محمد اوسی ہنگامے مین شہید ہوگیا یہ حادثہ ماہ ذی الحجہ سنہ چھ سو تراسی مین واقع ہوا میر حسن دہلوی نے ایک اوسکا مرثیہ نثر مین لکھکر دہلی کو بھیجا تھا جسکی بعینہ نقل یہ ہے

مرثیہ میر حسن

دیدہ باز ستاب چہر ستمگر اگرچہ بدیدے عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت مے پیوندد بر بیگر دد و زمانۂ نا سازگار اگرچہ رسم رضا مے نہد و وعدۂ وفا می دہد در میگذرد آسمان شوخ چشم کہ مرد کش و مرد بخس خسا ست سیوبست اگرچہ اول چون بستان بے انگیچ کرنی باعث باشد چیزے بخشد و لیکن آخر چون طفلان بی آنکہ ہیچ خیاستے مانع آید باز می ستاند عادات و معہودات زمانہ جافی تغیر نیز زوال چہ تجارب و چہ بتسامع دیدہ و شنیدہ آمدہ است کہ ہر کرا چون ماہ برآمدہ می بیند میخواہد کہ روے کمال اورا بداغ نقصان سیاہ کند و ہر کرا چون ابر برآمدہ مے یابد دران میکوشد کہ جوہر او را پارہ پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند درین باغ حیرت و بستان حسرت چنانکہ ہیچ گلے بیخار نیست ہیچ دلی از خار خار نیست ای بسا سبزۂ نو رستہ کہ از خزان آفت در مقام لطافت زرد روے ماندہ وای بسا نہال نو خاستہ کہ از تند باد اجل بر خاک زمین پہلو نہادہ ست ع دریاد خزان بین کہ چہ جدا سر کرد ٭ بر پیر و جوان چنانچہ جوان مردی کرد یکی از امثال این تمثیل واقعہ خسرو ماضی قاآن ملک غازی ست انار اللہ برہانہ و ثقل بالحسنات میزانہ روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث و ثمانین و ستمائۃ کہ ماہ چون مہر در دل کافر ہیچ جا پدید نبود آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زنان برآمد و شاہزادۂ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود و نورانیت غزا

در غرهٔ غرای او لائح و جهد افزا و جهاد و ضمیر منیر او ثابت پای مبارک در رکاب آورده شبانه بدرای مشکل گشای
عرض داشتند که اکثر یا تمامی لشکر بسبب فرسنگی فرود آمده است چون بامداد شد بر عزیمت کوچ ازان مقام
شعفت فرمود و بیک فرسنگی آن ملاعین پیش باز آمده بموضع مصاف در حدود باغ سری گرا بند آب لاهور نهر خیابا
کرد چنانچه متصل آب دیهی بزرگ بود آنرا حصن حصین ساخت و صورت بست که چون لشکر کفار مقابل شوند هر دو آب
در عقب لشکر باشد تا نه ازین جمله کسی رو بفرار تواند نهاد و نه ازان محاذیل شاقه لشکر را آفتی تواند رسید و
الحق چون آن اعتبار از غایت حزم و نهایت کاردانی آن خان جهان ستان بود اما چون قضای مبرم
سررشتهٔ همه مصالح در تاب پیرود و سالک همه تدبیرها از انتظام بیشود ~ هر کرا از بخت باز راه او فتد
کار او در کام بدخواه او فتد :: بخت چون دیوانه از ره گم شود :: عقل چون شبکور در چاه او فتد
قضا را آن روز ماه و آفتاب که نسبت بملوک دارند از شاخهای آویخته بودند و مریخ که سرخ رو لی او همه از خون
اعیان مملکت ست همه از ترکش آن برج خدنگ خذلان و ملعنه طغیان میکشد خان شهید اکبر را که اسد
بود از برج آبی خانه خوف و خرابی و دلائل فتن و مخائل فتور بدین نوع ظاهر و باهر و رمز و اشارت جبار القضاء آن
و خلاق القضاء در سیاق اوراق تحریر افتاد القصه هم روز سنه که سوار هیچ در ولایت نیمروز رسید در روز
شاه گیتی فروز را وقت زوال نزدیک شد ناگاه گروهی از سمت آن کفره پدید آمد خان غازی همان زمان
سوار شده و مثال داد که تمامی خیل و خادم و حاشیه و حشم او بمقتضیهٔ اقْتُلُوا الْمُشْرِکِيْنَ کافة صفی صد بار
قوی تر از سد سکندر بر کشیدند بعد از ترتیب میمنه و ترکیب میسره بذات عالی صفات در قلب گاه
چون در تمیح کواکب باد جهاد ایستاد و کفار تتار علیهم الخذلان و الخسران از آب نهاد رعبره کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازین وحشیان خرابی دوست بیابان زاده پرهای بوم بسر شوم خود نهاده
و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف هندوستان و سایر سپاهی در نمازگاه معرکه ازان جهت
که مصطفی علیه الصلوة والسلام جهاد را با صلوة نسبت فرمود که رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ
تکبیر گویان دست بر آوردند و در اول حمله چندین زبردستان را از خیل مغل زیر تیغ گذرانیدند و نیزهٔ ملوک
در گاه در اعضای اعدا چنان می نشست که نیزه دار از بالای هر یک خون بجهات شش
ترکان خاص تیر در یافته چنان میبود که جامه بود بر اهل تتار تار تار پوشیده و در اول تک خدنگ شد جست
نشستند تتاریان بیت خدایگان شهید دل شمشیر زن با شمشیری چون عقیدهٔ خود

صاف از میان مصاف هر بار که حمله می آورد شمشیر گوی در آن حرکت گاه بشمائل آن شاه می لرزید و
همه تن زبان شده با وی میگفت که امروز دفع این ملاعین به بندگان دولت حواله کن و به نفس نفیس
خود حرکت مفرمای که شمشیر دو رویه است و تیغ اجل از حمی سپر بجا بانتوان دانست که از تقدیر قادر
بی‌همال یکی رسد من از عین الکمال چشم تو ترسم مرو تا خاک تو بر چشم بندم + مکن که چشم بد اندیشه بندم
فلک تا روی چنان روشن ندیدست + من از دیده بر آتش سپندم + تا آن زمانی که در میدان سپهر غزا و
رسوم هیجا با تمامت سپر سانان هر یک از اسلحه بزبان حال در مقال آمده نیزه می گفت که شاها امروز دست
از من کوتاه کن زبان سنان من از بس یاری جدال و قتال کند شد و مرا در روی خصم مجال طعن نمانده
مبادا که بر جسم و حرکت پریشان از من بظهور آید و تیر می گفت که ای عقد شست تو عقدها جوهر کشاده
بقصد این جمیعت پیش مرو من خود در قتل جمله خاک بر سر کنیم مبادا که ترک تنگ چشم فلک که بر بام پنجم هست تیر از خانه چشم
در گوشه کمین از کمان کید و کین بر سبیل جسارت و جفا پر تو خدنگ خطا روان کند و کمند می گفت
که امروز سررشته تدبیر از دست تفکر نمی باید داد که من از این جنگ بی درنگ و رزم بی حزم بر خود می پیچم
ساعتی توقف کن که اسلام و اسلامیان چون طناب سر بسته خیمه نعم تواند الله الله با این طائفه رسم طناب
اندازی را چندین الطناب مده + من بر غیبت پیش تو سر بطناب آورده ام + تو کمند از زلف اندازی کمند انداز من
فی الجمله آن شاه دین پناه کفر کاه بهمه قلب سپاه بر این گروه گمراه از نیم روز تا شامگاه غزوه بی اجبار و
اکراه بیکر و غوغای عالیان و غاو غلیان طالبان غزا گوش گیتی و صماخ سما کر کرده زبانهای
آتشین که از سر نیزه غزا مغزی خاست و زبانهای تیغ که در گزاردن پیام اجل یک حرف خطائی کرد
دران قیامت همه بدین آیه روان بود که یوم یفر المرء من اخیه پشت زمین چون چشم پیران پسر باد
داده پر خون و روی آسمان چون فرق پسران پدر گشته پر گرد آهن شمشیر چون آتش چه تابی ای پدر
یا مرا داغ یتیمی بر جگر خواهی نهاد + هم در عین این غنا و اثنای این آشوب و بلا ناگاه تیری از شست قضا
ببال آن شهباز فضای غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت جانب گلشن و روضه رضوان
نقل کرد انا لله و انا الیه راجعون + همانزمان پشت دین محمدی صلی الله علیه وسلم چون دل یتیمان زار شکست
و سد ملت احمدی صلی الله علیه وسلم چون گور غریبان پست بیفتاد و اعتضادی که بازوی ملک را
بود از دست بشد و اعتمادی که بیضه اسلام داشت از جای برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آن شاه

که آفتابش زرد شده بود بمغرب فنا فرو رفت و گردون بر شعار سوگواران جامه در نیل زده و اشک سیاه بر اطراف
چشم ساره روان گردید انگشت زحل بر وفق قضا سر وفا و شهر با غزا کسوت سیاه گردانیده و از مرگ او بر
اہل ہندوستان نوحه گرد و نشتر بیدریغ آن اندام گردانده و دو قبا خون آلوده از راعه چاک
و دستار بر خاک ببند دو مریخ که دست قوت او چون چشم ترکان و روسیه ہیبت او چون جعد زنگیان
تنگ و تاریک باد از ناسعت آن خار خار که در دل خون انگیخت چون حوت در پیش آفتاب و چون حمل در قبضه
قصاب ماہی بی پیر و آفتاب از شرم آنکه چرا در دیع این حادثه وقع این واقعه نکوشید بر نیاید و در زمین فرو شده
و زہره چون دید که اجرام از چنگ ایام چه زخمہا یافته زاد چی لطنبور غنی وفا را ورق بگردانید و سماع در پرده دیگر
آغاز کرده و بر وفات آن شاه بنده نواز خود بجای ساز نالیدن گرفت و عطارد که در غزوات و فتوحات بر موافقت
کاتب فتحنامها و قلم می آورد در ان تظلم از سواد دوات خود در روی سیاه می کرد و از اوراق دفتر خویش
پیراہن کاغذی می پرداخت و آه حالی در صورت ہلالی با قامت منحنی در ان قیامت زمین سر بدیوار و در افق می زد
و مراتب مراتی نگاه می داشت ع روی بخاک تو نهی وه که چنین نخواہمت ✦ ماه زمانه مرا زیر زمین نخواہمت
گر بشکار میروی جان منست خاک تو ✦ خاوت خاک توشمع دہان من این نخواہمت ✦ حق تبارک تعالی روح مطہر و طیب
آن شاہزاده نمازی را بمدارج اعلی و مراتب والای انبیا و اولیا جام مالامال تجلی جمال و جلال خود بخشاناد
و بر شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت که در حق این شکسته بیکس داشت سبب مزید درجات و محو خطیات او گرداناد
آمین رب العالمین ✦ امیر خسرو کو ایک مغل کے نوکر نے قید کر لیا تھا اور جھول اسکے گھوڑے پر ادسکے سر پر لکھوایا تھا
چنانچه اس مضمون کو انھون نے نظم بھی کیا ہے ع ملک بر سر بنهادم کل ✦ بار بر سر بنهاد و گفت اجل
اور دو مرثیے بھی انھون نے نظم کیے ہین جینے تک اکثر لوگ اونکو رات دن پڑھتے رہتے اور اپنے
عزیزون پر جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے روتے رہے اور کتاب غرة الکمال کے دیباچه
مین بھی خسرو نے اس معرکه کا کچھ مختصر ذکر کیا ہے الغرض بادشاه کو اس حادثه سے نہایت
رنج ہوا اور جب ماتم سے فراغت پائی تو دوسرے بیٹے بغرا خان کو جسے ناصر الدین کا خطاب دیکر لکھنوتی
بھیجدیا تھا اس مضمون کا نامه لکھا که تیرا بھائی اس طرح مارا گیا اب تو اوسکا قائم مقام ہے اور تیرے ہی صورت
کو دیکھکر مین اوسکا غم بھولونگا چاہیے که فوراً میرے پاس چلا آو لیکن چونکه بغرا خان کو حکومت
وہانکی مستقل حاصل ہوگئی تھی اور مزا جی لگ گیا تھا اسنے بیت و دیر کی اور جب بڑی تاکید ون سے آیا کی

دہلی مین گھبراتا رہا چنانچہ ایک روز شکار کی اجازت لیکر مع چند سرداروں کے شہر سے باہر آیا تھا وہین سے لکھنوتی کو چلا بلبن کو بیٹے کے حادثے نے بہت ضعیف کر دیا تھا اور عمر بھی اوسکی اسّی برس سے زیادہ تھی اس سبب سے بہت مضمحل ہو گیا تھا خان شہید کے بیٹے کیخسرو کو خسرو خان کا خطاب اور سارا اسباب سلطنت کا عطا کر کے ولیعہد کیا اور ملتان اوسکی جاگیر مین مقرر ہوا اور وصیت کی کہ کیقباد بغرا خان کے بیٹے کو لکھنوتی مین اوسکے باپ کے پاس بھیجدین غرض ان سب امور سے فراغت حاصل کر کے تین روز کے بعد بائیس برس اور کئی ماہ سلطنت کر کے سنہ چھ سو چھیاسی مین رحلت فرماے عالم جاودانی ہوا

ذکر معز الدین کیقباد ناصر الدین کے بیٹے اور غیاث الدین بلبن کے پوتے کا

بعد انتقال سلطان غیاث الدین بلبن کے ملک کچھن نے جسکا ایتمر نام تھا اور سوا اوسکے اور امیرون نے جو خان شہید سے رنج رکھتے تھے معز الدین کیقباد بغرا خان کے بیٹے کو تخت سلطنت پر بٹھایا اوسنے خسرو خان کو مع اوسکے متعلقون کے ملتان کا ملک دیکر روانہ کیا اور اوسکے سارے خیر خواہون کو جلا وطن کر دیا اور جب اوسکی سلطنت اچھی طرح قائم ہو گئی تو سارے امیرون کو اپنے اپنے عہدون پر قائم رکھا اور ملک نظام الدین کو داد بیگی اور ملک قیام الملک کو وکیل در مقرر کیا اور چھ مہینے کے بعد دہلی سے کیلوکھری مین آکر اور وہانکا قصر آراستہ کر کے دربار عام کیا اور خواجہ خطیر الدین کو خواجہ جہانی اور ملک شاہک امیر حاجب کو وزیر خانی کا خطاب عنایت کیا اور نو مسلم مغلون کو حیلے سے پکڑ کے اکثر کو قتل کیا اور کچھ کو جلا وطن کر دیا اور زیادہ تر باعث اس امر کا ملک نظام الدین وزیر تھا یہ وہی ملک نظام الدین ہے جسکے نام پر کتاب جامع الحکایات اور تذکرۃ الشعراء محمد عوفی تصنیف ہوا ہے بعد ازان بادشاہ نے ملک چھجو کو سامانہ کا ملک جاگیر مین عطا کر کے اوسکی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا یہ وہی ملک چھجو ہے جسکی تعریف امیر خسرو نے قران السعدین مین کی ہے ؎ خانکہ چھجو کشور کشای ست کز لب خاقان گرہ بستہ بیای ست آخر ماہ ذی الحجہ مین خبر آئی کہ ایتمر تاتاریون کے سردار نے حدود ملتان مین بڑا فساد مچایا ہے بادشاہ نے شاہک باربک کو خان جہانی کا خطاب دیکر تیس ہزار سوار کی فوج سے اوس طرف روانہ کیا اوسنے اونکو بھگا کر کوہ جود تک پہنچا دیا بہت کچھ لوگ قتل کیے اور

کچھ گرفتار کر لیے اور حسب مراد مراجعت کی معز الدین کیقباد اپنے دادا کے زمانے مین خود محتاج
تھا بلکہ معلمون اور اتالیقون کے اختیار مین تھا اب ایام سلطنت مین بیباک ہوکر عیش و عشرت مین
مشغول ہوا اوس زمانے مین سارے ملک مین امن ایسی تھی کہ اکثر لوگ خوشی اور خرمی مین بسر کرتے
تھے بلبن کے زمانے کے خلاف بھانڈون اور قوالون اور بازیگرون نے بادشاہ کے مزاج مین دخل
پایا اور علم اور زہد کا رواج کم ہوگیا ملک نظام الدین نے جب بادشاہ کا یہ حال دیکھا اور ملک سے
بالکل تغافل پایا تو خود سلطنت کی فکر اور بادشاہی خاندان کی تباہی کے خیال مین پڑا اور بادشاہ کو
بہکا کر طرح طرح کے فساد برپا کرنے شروع کیے اول خان شہید کے بیٹے کیخسرو کے قتل پر
آمادہ کیا چنانچہ بادشاہ نے ملتان سے اوسکو بلا کر قصبۂ رہتک مین شہید کر دیا بعد ازان خان جہان
بیگناہ پر کسی جرم کی تہمت لگا کر تشہیر کیا اور جتنے امیرونکی نومسلم مغلون سے قرابت تھی سب کو دور دور
قلعون مین قید کر کے بھیجدیا ان باتون سے دربار کی تمام رونق جاتی رہی جب بغرا خان ناصر الدین نے
اپنے بیٹے کا یہ حال لکھنوتی مین سنا تو ایک خط نصیحت آمیز لکھا اور اوسمین اشارتاً نظام الملک کی
شرارت سے آگاہ کیا مگر یہ غرور جوانی مین ایسا مست تھا کہ باپ کی ایک بھی نہ سنی آخر بہت سے
خط کتابتون کے بعد یہ بات قرار پائی کہ ادہر معز الدین کیقباد دہلی سے اور ادہر بغرا خان ناصر الدین
لکھنوتی سے روانہ ہون اور اودہ مین دونون کی ملاقات ہو مگر امیر خسرو کی قران السعدین اور
تاریخ مبارک شاہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب بغرا خان کو بنگالے کی حکومت ملگئی اور
ناصر الدین خطاب مقرر ہوا تو بہت سی فوج لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور معز الدین بھی بہت سے
لشکر جمع کر کے اوسکے مقابلے کے لیے اودہ کی طرف روانہ ہوا الغرض جب دونون لشکر قریب ہوئے
سرجو ندی درمیان مین رہی ایک طرف باپ کا لشکر تھا اور دوسری طرف بیٹے کی فوج تھی فریقین مین
دریا اوترنے کی کسی کو جرأت نہوتی تھی آخر بلبن کے وقت کے جو قدیمی سردار تھے اونھون نے بیچ مین
پڑکر صلح ٹھہرادی اور یہ قرار پایا کہ سلطان ناصر الدین دریا اوترکر بیٹے کی ملاقات کو آوے اور بیٹا
تخت پر بیٹھے اور باپ تخت کے نیچے کھڑے ہوکر ایک دوسرے کی تعظیم دین لیکن جب ناصر الدین
ملاقات کو آیا تو معز الدین پر باپ کی ملاقات کا شوق ایسا غالب آیا کہ ننگے پانون اوسکی طرف دوڑا اور
چاہتا تھا کہ پانون پر گر پڑے مگر ناصر الدین اس امر پر راضی نہوا اور دونون بغلگیر ہوکر دیر تک روئے

اور ہر چند باپ نے چاہا کہ خود تخت کے نیچے کھڑا ہو لیکن بیٹے نے بزور اوسکا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا دیر تک ملاقات رہی بعد ازان ناصر الدین اپنے ڈیرے مین چلا آیا اور بہت سے ہاتھی اور لکھنوتی کے نفیس تحفے بیٹے کے لیے بطور پیشکش کے روانہ کیے اور بیٹے نے بھی عراقی گھوڑے اور طرح طرح کا عمدہ اسباب باپ کے لیے بطور نذر کے روانہ کیا فریقین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دونون کی طرف سردار بھی باہم آتے جاتے تھے اور ملاقاتین کرتے تھے امیر خسرو نے ان صحبتون کو قران السعدین مین نقل کیا ہے اور ایک اور قصیدے مین بھی لکھا ہے ؎

زہی ملک خوش چون دو سلطان یکے شد
کہ زین ملک مین چون دو سلطان یکے شد
یکی ناصر عہد و محمود سلطان
کہ در ضبطش ایران و توران یکے شد
یک دیدہ دو مردمک چار بادشاہ

زہی عہد خوش چون دو پیمان یکی شد
زمہر جہاندار سے و بادشاہی
کہ فرمانش در چار ارکان یکی شد

پسر پادشاہی پدر نیز سلطان
جہاندار دو شاہ جہانبان یکی شد
دگر شہ معز جہان کیقبادی

اور ایک شعر اسی مضمون کا یہ ہے ؎ سلطان معز دنیے و دین کیقباد شاہ

دوسرے دن جو سلطان ناصر الدین رخصت کے لیے ملنے کو آیا تو نظام الملک اور قوام الملک دونون سردارون کے سامنے بادشاہ کو طرح طرح کی نصیحتین کین اور کثرت شراب اور جماع اور ملک سے بےپرواہی اور کہنہ و قدیمی بعضے سردارون کے قتل کرنے پر بہت ملامت کی اور ہمیشہ کے لیے نماز اور روزہ اور زہد اور تقوے کی رغبت دلائی اور کچھ ضابطے اور قانون بادشاہی کے سکھائے اور بغلگیر ہوتے وقت چپکے سے کان مین کہا کہ نظام الملک کی جلد خبر لینی چاہیے ورنہ اگر اسنے قابو پایا تو تمکو نچھوڑیگا بعد ازان بڑے رنج سے ایک دوسرے کو رخصت کیا دو چار دن بادشاہ باپ کی نصیحتون کا پابند رہا آخر خوبصورت معشوقون اور پری وشس مطربون اور بازیگرون نے اپنے داؤن اور کرشمون سے بادشاہ کی توبہ کے ہزارون ٹکڑے کر ڈالے اور پھر اوسی لہو ولعب مین مصروف ہوا اور راستے مین جشن کرتا ہوا راگ رنگ کے مزے اوڑاتا ہوا سنہ چھ سو نواسی مین دہلی تک پونہچا بعضے سردار بد دل ہو کر پہاڑون کیطرف چلے گئے اونمین سے شیر خان اپنے انحراف سے پشیمان ہو کر لوٹا مگر بادشاہ نے اوسکو قید کر دیا اور وہ وہین مر گیا اور فیروز خان یغرش خلجی کے بیٹے کو جسنے آخر مین سلطان جلال الدین خطاب پایا ہے شایستہ خان لقب عنایت کر کے علاقہ برنی حوالہ کیا اور ملک ایتمر کچھن کو

جسنے اس غدر مین بادشاہ کے قتل کا ارادہ کیا تھا بڑی حکمت عملی سے پکڑکے اوس ارادے کے
بدلے مین قتل کر ڈالا اور باپ کی وصیت کے بموجب نظام الملک کی بھی فکر مین تھا اسی خیال سے
اوسکو ملتان جانیکا حکم دیا مگر نظام الملک سمجھگیا اور وہان کے جانے مین سستی کی آخر
بادشاہ نے کسی بہانے سے اوسکو زہر دلوا کر ملک عادم کو روانہ کیا مگر اس حرکت سے ملک مین
اور زیادہ خرابی پیدا ہوئی بادشاہ نے شراب اور جماع کی جو حد سے زیادہ افراط کی تو لقوے کے
مرض مین مبتلا ہوگیا اور سوا اوسکے اور بھی امراض نے اسقدر ہجوم کیا کہ طبیعت اونکی دفع سے
عاجز ہوگئی اور قویٰ مین بالکل فتور آگیا تو اکثر دولتخواہ امیرون نے متفق ہوکر اوسکے کیکاوس
نامی بیٹے کو جو ایک کم عمر کا لڑکا تھا شمس الدین خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا مگر سنہ چھ سو
اٹھاسی مین اکثر امرا شایستہ خان خلجی سے متفق ہوگئے اور اوسنے تمام اپنی فوج کو برن سے
بلاکر دہلی پر فوج کشی کی اور جمنا اوتر کر مقابلہ کیا ادہر کے امیرون نے بھی اپنا سامان درست کیا اور
معز الدین کو جو ضعیفی سے فقط ایک تصویر کے مانند رہگیا تھا چتر سر پر رکھکر قصر کیلوکھری کی چھت پر
بٹھا دیا اور غنیم کی طرف توجہ کی اور ملک چھجو غیاث الدین کے بھتیجے نے آواز بلند سے کہا کہ ہم
چاہتے ہین کہ معز الدین کو کشتی مین بٹھا کر لکھنوتی کو اوسکے باپ کے پاس روانہ کردین اور ہم سب
سلطان شمس الدین کیکاوس کی خدمت مین حاضر ہین اور تمام خاص و عام دہلی شمس الدین کیکاؤس
کے مددگار ہوکر بداؤن دروازے کے سامنے شایستہ خان کے مقابلے مین جمع ہوگئے تھے
اس لڑائی مین ملک الامرا فخر الدین کوتوال کے بیٹے قید ہوگئے اور ملک ایتمر سرخہ جسنے شایستہ خان کے
مار ڈالنے کا وعدہ کیا تھا شایستہ خان کے بیٹے اختیار الدین کے ہاتھ سے مارا گیا آخر ملک الامرا نے
اوس ازدحام کو ہٹا دیا یہانتک کہ شایستہ خان کے آدمی شمس الدین کیکاؤس کو بزور تخت سے
اوٹھا کر بہارپور مین شایستہ خان کے پاس لے گئے اور شایستہ خان نے ایک ایسے شخص کو
جسکے باپ کو معز الدین نے قتل کیا تھا قصر کیلوکھری مین بھیجا اور اوسنے ایسے حال مین کہ بادشاہ کی
فقط سانس ہی سانس باقی تھی دو تین لاتین سر پر مارین اور جمنا مین ڈال دیا اور سلطنت غلامان
خاندان غوری یعنی دودمان غیاثی کی ختم ہوگئی یہ حادثہ نصف ماہ محرم سنہ چھ سو نواسی مین واقع
سلطان معز الدین نے تین برس اور کئی مہینے سلطنت کی تاریخ مبارک شاہی سے ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ جب شاہزادہ شمس الدین کیکاؤس کو پکڑ لیا معزالدین کے ہاتھ پانون باندھ کر بے
اور بھوک پیاس کے صدمے سے اوسکا حال تباہ ہوا اور اوسی حال مین یہ رباعی اوسنے کہی تھی

اسپ ہمم بر سر میدان ماندہ است	دست کرمم در تہ سندان ماندہ است
امروز برائے نان چہ حیران ماندہ است	چشمم کہ زر و کان و گہر کم دیدے

اور جب ایتمر سرخہ اور دہلی والون کا فتنہ تمام ہوا شایستہ خان نے
شاہزادے کو تخت پر بٹھا کر انتظام ممالک شروع کیا دوسرے دن معزالدین اوسی بھوک پیاس

ذکر سلطان شمس الدین کیکاؤس کا

معزالدین کا بیٹا شمس الدین کیکاؤس کم سنی مین شایستہ خان اور ملک چھجو کے اتفاق سے
سنہ مذکورہ مین برائے نام تخت پر بیٹھا اور شایستہ خان کا چچا ملک حسین نامی جو ایام غدر مین قصبہ
کیلوکھری مین معزالدین کا محافظ تھا بڑا ذی اعتبار ہو گیا شایستہ خان نے ملک چھجو کشلی خان سے
کہا کہ تم ملک کے نائب رہو اور تبرہند اور دیبالپور کو مین اپنی جاگیر مین مقرر کر کے رخصت ہوتا ہون
مگر اوسنے نانا اور نیابت شایستہ خان کے لیے ہی تجویز کی اور خود علاقہ کڑہ کی درخواست کی شایستہ خان
نے فوراً اس بات کو منظور کیا اور ملک چھجو کو خلعت دیکر کڑے کی سمت روانہ کیا اور زیادہ تر باعث امیر چھجو
شال دینے کا ملک الامرا فخرالدین کوتوال ہوا اوسنے شایستہ خان کو سمجھایا کہ اگر یہ نکل گیا تو یہ ساری
دولت تمہارے ہی لیے ہے شایستہ خان شاہزادے کو تخت پر بٹھا کر خود کار و بار انتظام کا کرنے لگا
ایک یا دو مہینے کے بعد شاہزادے کو سوار کرا کے کیلوکھری مین لایا اور وہان قید کر دیا اور چند روز کے بعد
قتل کرا دیا اس لڑکے نے تین مہینے اور کئی دن سلطنت کی

ذکر سلطان جلال الدین بن یغرش خلجی کا

سلطان جلال الدین کا اصلی نام ملک فیروز اور شایستہ خان خطاب تھا سنہ چھ سو نواسی ہجری مین ملک
چھجو خان کے اتفاق سے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا تخت پر بیٹھا شہاب الدین حکیم کرمانی جو نپوری صاحب
تاریخ طبقات محمود شاہی نے سلطان جلال الدین اور سلطان محمود مالوی کو قالیج خان چنگیز خان کے
داماد کی نسل سے لکھا ہے اور اس باب مین ایک طویل قصہ نقل کیا ہے لیکن بظاہر یہ بات غلط معلوم
ہوتی ہے اور قالیج اور خلج مین کچھ مناسبت بھی نہین اور لفظ قالیج ترکی زبان مین بھی نہین ملتا اگرچہ
تو قلیج بمعنی تلوار کے ہو اور بعضی تاریخون مین لکھا ہے کہ خلج نام یافث بن نوح علیہ السلام کے

کسی بیٹے کا ہے اور خلجی اوسکی طرف منسوب ہیں سلطان جلال الدین نے بڑے بڑے عہدے سب
اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو تقسیم کیے اور اپنے بڑے بیٹے کا خانخانان اور منجھلے بیٹے کا ارکلی خان اور
چھوٹے بیٹے کا قدر خان اور ملک حسین اپنے چچا کا تاج الملک خطاب مقرر کیا اور اسی طرح اوروں کو
بھی خطاب عطا کر کے جاگیرین عنایت کین اور جمنا کے کنارے معز الدین کے محل کے مقابلے مین ایک
نئے باغ اور شہر کی بنیاد ڈالی اور ایک مضبوط قلعہ اوسمین بنایا جب تیار ہوگیا تو شہر نو اوسکا نام رکھا
ماہ شعبان سنہ دو جلوس مین ملک چھجو کشلی خان کڑے مین جاکر خود سر ہوگیا اور اکثر امرای غیاثی
جنکی اوس طرف جاگیرین تھین اوس سے متفق ہوگئے اور اپنے مقامون سے کوچ کر کے بدایون
مین آئے اور بجلانہ کے گھاٹ گنگا کو اوتر کر ملک چھجو کے منتظر تھے کہ وہ بھی کڑے سے آجاوے
تو سب ملکر دہلی پر یورش کرین سلطان جلال الدین یہ سنتے ہی خانخانان کو دہلی مین چھوڑ کر انکی
طرف متوجہ ہوا اور اپنی فوج کے دو ٹکڑے کیے خود کول ہوتا ہوا بدایون مین آیا اور ارکلی خان کو
ملک چھجو کے مقابلے کے لیے امروہے کی طرف روانہ کیا ارکلی خان رہب کے کنارے ملک چھجو سے
چند روز لڑتا رہا اس اثنا مین راجہ برم دیو کولہ کے آدمیون نے کہ جسکو بلیہری کہتے ہین ملک چھجو خان
کو خبر دی کہ سلطان جلال الدین کا لشکر بھی آنیوالا ہے یہ سنتے ہی اوسکے پانون اوکھڑ گئے اور گھبراکر
راتون رات بھاگا آخر گواروں نے پکڑ لیا ارکلی خان نے رہب کو اوتر کر برم دیو کو قتل کیا اور ملک چھجو
کو مع اور امیرون کے قید کر کے بہاری اور کسم کورینی شمس آباد کی طرف کوچ کیا جب چھجو اور اوسکے
ساتھ بہت سے بلبن کے وقت کے امیر طوق و زنجیر پہنے ہوے جلال الدین کے سامنے آئے او سکو
اپنا اور انکا پچھلا زمانہ یاد آیا فورًا انکو قید سے چھوڑ کر حمام مین بھیجا اور خلعت پہنائی اور اپنے
ساتھ ہم پیالہ اور ہم نوالہ کیا اور ملک چھجو کو بڑی عزت کے ساتھ ملتان کو بھیجدیا اور علاء الدین اپنے
بھتیجے اور داماد کو جو بدایون مین تھا علاقہ کڑے کو روانہ کیا اور اوسکے بھائی الماس بیگ نے
آخور بیگی کا منصب پایا اس عرصے مین بڑے شاہزادے خانخانان کا انتقال ہوگیا اور بادشاہ کو
اس حادثے سے بڑا قلق ہوا امیر خسرو دہلوی کا مرثیہ لکھا ہے ۵ چہ روز ست اینکہ من خورشید تابان را

دگر شب شد چرا ماہ خراسانی نمی بینم	دو روز و نیست کاندر ابر ماند آفتاب من	کہ اندر چشم ما چون ابر و باران را نمی بینم
بہندستان خطائی گشت و شید او بہر سوی	نمی تیغم ہزاران چین و خاقانی نمی بینم	نگین خاتم شاہی بکان سنگ پنہانی

دلم چون لعل خون شد زان سبب کان را نمی بینم
چو دولت گوهر دیدم نگفتمش خواهی بغیر او افتاد

شہ اینک بر سر تخت و بزرگان صف زده بر سو
چه خواهم کرد چون محمود سلطان را نمی بینم

بہ ہستند لیکن خانخانان را نمی بینم

دوسرے سال مین ارکلی خان

دہلی سے ملتان مین آیا اور بادشاہ نے اوسکو دہلی مین چھوڑ کر منداور کا قصد کیا اور جب وہان پونچا اور اس طرف غدر کا حال سنا تو امراے غیاثی کی طرف سے جو شک کہ ساتھ تھے بادشاہ کے دل مین وہم پیدا ہوا اسی خیال سے ملک سنامی کو بدایون کی طرف اور ملک مبارک کو تبر ہندہ کی طرف بھیجدیا اور جب منداور کا قلعہ فتح ہو گیا تو رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی مین داخل ہوا اتفاقاً ایک سید جو بڑا بزرگ اور آزاد اور صاحب کرامات اور عابد زاہد سید مولہ نام تھا ابتدا مین وہ عجم سے آکر چندروز اجودہن مین حضرت قطب الاولیا مخدوم شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین رہا بعد ازان آپ سے ہندوستان کی سیر کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ آدمیون کی کثرت سے بچ اور بادشاہون کی صحبت سے بچتے رہیو غرض وہان سے رخصت ہو کر دہلی مین آیا اور بڑا شاہزادہ خانخانا مرحوم اوسکا بڑا معتقد ہوا تھا اور اور امیرون کو بھی ارادت حاصل ہوئی بہت سے امیر دونون وقت اوسکے دستارخوان پر حاضر ہوتے تھے اور ہزار من میدہ اور پانچ سو من گوشت اور تین سو من شکر روزمرہ اوس بزرگ کے باورچیخانے کا صرف تھا اور محتاجون کو لنگر بٹتا تھا لوگ کیمیاگری کا گمان کرتے تھے اگرچہ وہ سید نماز پانچون وقت پڑھتے تھے مگر جمعہ مین حاضر نہوتے تھے اور جماعت کو اچھی طرح پابند تھے قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی اردو اور سواے اونکے اور بہت سے اکابر ہمیشہ اونکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے بادشاہ نے جب یہ حال سنا تو ایک روز وضع بدل کر اور ایسی صورت بنا کر کہ کوئی نہ پہچان سکے اونکی خانقاہ مین آیا اور جیسا سنا تھا اوس سے زیادہ لوگون کو اونکا معتقد پایا صبح کو ایک بڑی مجلس ترتیب دیکر اون بیچارے بیگناہ سید اور اونکے معتقد امیرون اور قاضی کو طوق و زنجیر پہنا کر بڑی اہانت سے دربار مین طلب کیا اور دعوے سلطنت کی اونپر تہمت لگائی اور سب سے اس امر کو تحقیق کیا سید مولہ نے اس سے محض انکار کیا اور قسم کھائی مگر کچھ فائدہ نہوا قاضی جلال الدین پر بہت سا عتاب کیا وہ بھی اس امر سے بالکل منکر ہوا آخر اوسکو دہلی کی قضا سے موقوف کر کے بدایون کو بدل دیا اور اوس سید بزرگ کی سیادت کے امتحان کے لیے نمرود کے مانند بہت سی آگ جلوائی اور اونکے جد امجد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

کیطرح اوس کو آگ مین ڈالنا چاہا مگر سب علما نے فتوی دیا کہ یہ فعل شریعت مین جائز نہین اور آگ
ہر چیز کو جلا دیتی ہے ایسے امتحان کا کیا اعتبار ہے تب بادشاہ اس حرکت سے باز رہا اور اوسی
مجلس مین اکثر سید کے معتقد امیرون کو سزا دی بعضون کو جلا وطن کیا اور جب اون سید نے
جواب سب معقول دیے اور کوئی الزام شرعی اونپر نہ آیا تو ابوبکر طوسی سے جو آزاد فقیرون کا سردار تھا
بادشاہ نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ فقیر اس ظالم کی خبر کیون نہین لیتے یہ سنتے ہی ایک قلندر راہ مین سے
کودا اور اوس سید بیچارے کے اُسترون کے زخم لگائے اور داڑہی مونڈ ڈالی اور سوئیان چبھوئین
اتنے مین ارکلی خان کے اشارے سے ایک فیلبان نے مست ہاتھی اونپر چھوڑ دیا غرض بڑے
عذابون سے وہ شہید ہوئے مشہور ہے کہ وہ سید اس حادثے سے دو برس پہلے سے یہ دو شعر اکثر

پڑھ پڑھ کر ہنسا کرتے تھے ع	در بساط عشق جز نکو را نکشند	لاغر صفتان زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز	مردار بود هر آنکه او را نکشند	اونکی شہادت کے روز بڑی

کالی پیلی آندھی آئی اور مینھ اوس سال بہت کم برسا اور ایسا قحط ہوا کہ ہندؤن کے گروہ گروہ بھوک کے
صدمے سے عاجز ہوکر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر جمنا مین کود کر ڈوب ڈوب مرے اور مسلمان بھی آبس
مصیبت کے متحمل نہوکر ہزارون مرگئے ان حادثون سے لوگون کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ اوسی ظلم کا اثر ہے
لیکن یہ امور قابل اعتبار کے نہین کبھی اتفاقی بھی ایسا ہوتا ہے باقی اور لوگ جو اس جرم مین ناکردہ گناہ
ماخوذ تھے ارکلی خان کی سفارش سے چھوٹ گئے اسی سال مین دوبارہ رنتھنبور کا قصد کیا اور اوسکے
گرد و نواح کو بالکل ویران اور بتخانون کو خراب کر دیا مگر قلعہ بے فتح کیے ہی لوٹ آیا ارکلی خان بے اجازت
ملتان کو چلدیا بادشاہ کو اسکا بڑا رنج ہوا سنہ چھ سو اکیانوے مین چنگیزی مغلون نے ہندوستان پر
حملہ کیا سنام کے علاقے مین ہندوستانی فوج سے لڑائی ہوئی آخر اونھون نے اس فوج کی قوت
دیکھکر صلح کی گفتگو کی اور اونکے سردار نے بادشاہ کو باپ اور بادشاہ نے اوسکو بیٹا کیا اور بہت سے
تحفے دونون نے پیشکش کیے اور اپنے اپنے ملک کو چلے گئے اور الغو چنگیز خان کا نواسا مع کئی ہزار
مغلون کے مسلمان ہوگیا اور بادشاہ نے اپنی بیٹی کا اوسکے ساتھ نکاح کرکے غیاث پور مین رہنے کو جگہ دی
جہان اب حضرت نظام الدین اولیا کا مزار ہے اور اوسکو مغلپور بھی کہتے تھے اون مغلون کو لوگ نومسلم
کہنے لگے [illegible] اوسکے گرداگرد کو لوٹ کر مراجعت کی

علاء الدین بادشاہ کے بھتیجے اور داماد حاکم کڑہ نے بھیلسہ پر یورش کی اور اوسکو فتح کر کے بہت سامان
غنیمت کا بادشاہ کے سامنے لایا اور ایک بت جسکی ہندو بہت پوجا کرتے تھے بدایون دروازے کے
آگے راستے مین ڈال دیا بادشاہ نے اس خدمت سے خوش ہوکر اودھ بھی اوسکی جاگیر مین بڑھا دیا علاء الدین
کو بادشاہ کی بی بی اور بیٹی یعنی اپنی ساس اور بی بی سے بہت رنج تھا اور وہ دونون ہمیشہ اوسکی برائی بادشاہ سے
کیا کرتی تھین اسی وجہ سے علاء الدین کا ارادہ یہ تھا کہ بادشاہ کے ملک سے باہر کہین چلا جاوے چنانچہ
اوسنے ملازم جدید بقدر کیے اور بادشاہ سے چندیری کی اجازت لیکر کڑے کو گیا اور وہان ایک اپنے
خیرخواہ علاء الملک کو نائب چھوڑا اور بادشاہ سے صلح رکھنے کی نصیحت کی بعد ازان چندیری کے بہانے سے
چلا اور ایلچپور سے نکل کر دیوگڈہ کا راستہ لیا بادشاہ کو چند روز تک علاء الدین کی خبر کچھ نملی اس سبب سے
بہت رنج تھا ایک مدت کے بعد یہ خبر آئی کہ اوسنے دیوگیر کو مع تمام ملک دکن کے فتح کر لیا اور وہان سے
بہت غنیمت کا مال اور ہاتھی اور کئی ہزار گھوڑے اور طرح طرح کا اسباب لیکر کڑے کو آتا ہے یہ سنکر
بادشاہ کو بہت خوشی ہوئی مگر لوگون کو یہ خیال تھا کہ علاء الدین اپنی بی بی اور ساس سے بہت رنج اوٹھائے
ہوے ہے اور بے اجازت بادشاہ کے دیوگڈہ کو چلا گیا اور اب اوسکے پاس سامان بھی جمع ہو گیا کیا عجب
جو کچھ فساد کرے تعجب ہے کہ بادشاہ کو کچھ اسکی فکر نہین مگر کسیکی یہ جرأت نتھی کہ بادشاہ کے سامنے
اس مضمون کو بیان کرے اور نہ اوسکو یہ اطلاع تھی کہ اوسکو اپنی ساس یا بی بی سے کچھ رنج ہے اگر
وہ کبھی کچھ کہتی تھین تو اونکی باتون کو غرض آمیز سمجھکر کچھ خیال نکرتا تھا جب بادشاہ گوالیار کے ضلع مین
تھا تو اوسنے سب امیرون سے مشورہ کیا کہ علاء الدین اس شان و شوکت سے آتا ہے اب ہمکو اوسکا
استقبال کرنا چندیری کے راستے مین مناسب ہے یا یہین گھیرنے کی صلاح ہے یا دہلی کو چلا جانا بہتر ہے
ملک احمد چپ نے جو بڑا عقلمند اور تجربہ کار اور خیرخواہ وزیر تھا بادشاہ کو بہت اچھی طرح سمجھایا کہ علاء الدین کا
استقبال کرنا اور سارا سامان اوس سے لے لینا اور اوسمین بغاوت کی قوت نچھوڑنا بہت ضرور ہے اور اوسنے
اپنی شہادت مین ملک چھجو کی برگشتی کا قصہ بھی یاد دلایا مگر بادشاہ کچھ نسمجھا اور یہی کہتا رہا کہ علاء الدین
میرے ہی نمک کا پلا ہوا ہے اور بیٹے ہی اوسکو اس مرتبے پر پونہچایا ہے میرے ساتھ کبھی برائی نہین کریگا
اور بعضے امیر بھی بادشاہ کی راے مین راے ملا کر واہیات باتین جواب مین کہنے لگے آخر ملک احمد غصہ
ہوکر یہ کہتا ہوا اوٹھ کھڑا ہوا کہ اگر خدا نخواستہ علاء الدین نے کڑے مین آکر اودھ سرو ندی کو اوتر کر لکھنوتی کا

ارادہ کیا ہین کسی مین یہ جرات نہین دیکھتا جو اوس سے عہدہ برا ہوسکے غرض بادشاہ کسی طرح کچھ
نہ سمجھا اور وہان سے دہلی کو چلا آیا علاء الدین جب کڑے مین پونہچا تو حیلہ بازی سے بادشاہ کو عرضیان
لکھنا شروع کین اور بہت سے ہاتھی اور اسباب پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا اور لکھا کہ اگر فرمان میری
طلبی کا صادر ہو تو حاضر ہو کر شرف پابوس حاصل کرون غرض اسی ایام گذاری مین سامان لکھنوتی جانیکا
درست کیا اور ظفرخان اپنے چھوٹے بھائی کو اودھ مین بھیجدیا تاکہ کشتیان سرو ندی مین تیار رکھے بادشاہ
سادہ لوح نے علاء الدین کی استدعا کے موافق فرمان اوسکی طلبی مین عماد الملک اور ضیاء الدین دو معتبر
سردارون کے ہاتھ بھیجا اونھون نے آکر علاء الدین کا کچھ اور ہی رنگ دیکھا علاء الدین نے فوراً اونکو
ایسی حراست مین قید کردیا کہ وہان پرندہ بھی پر نہ مار سکے اور ایک خط اپنے دوسرے بھائی الماس بیگ کو
جو دہلی مین بادشاہ کے پاس تھا اس مضمون سے لکھا کہ مینے اس سفر مین بے اجازت بادشاہ کے
دیوگیر وغیرہ کی طرف جرأت کی اس سبب سے اکثر لوگون نے بادشاہ کو میری طرف سے بدظن کردیا ہے
مگر مین اونکا ویسا ہی بچہ بلکہ غلام ہون اگر خود تنہا طور پر مجھکو آکر لیجاوین تو مین موجود ہون اور اگر جو کچھ
لوگون نے مشہور کیا ہے یہی صحیح ہے اور مجھپر اونکو اعتماد نہین تو مین مایوس ہوکر جس طرف کو سینگ
سمائین گے چلا جاؤنگا پھر میرا پتا بھی نملے گا الماس بیگ نے یہ خط بادشاہ کو سنایا اوسنے فوراً اوسیوقت
علاء الدین کی تسلی کے لیے الماس بیگ کو روانہ کیا اور یہ کہدیا کہ مین بھی پیچھے سے آتا ہون چنانچہ
الماس بیگ کشتی مین سوار ہو کر ساتوین دن علاء الدین کے پاس پونہچا اور اوسکو لکھنوتی کی طرف
قصد کرنے کی راے دی مگر بعضے خیرخواہونکا یہ مشورہ ہوا کہ لکھنوتی جانے کی کیا ضرورت ہے بادشاہ
دیوگڈھ کے ہاتھی گھوڑون اور اسباب کے لالچ مین اسی برسات مین یہان بے آئے نرہیگا اوسوقت وہ
تمھارے قابو مین ہوگا جو چاہیو وہ کیجیو چنانچہ یہی ہوا اور بادشاہ کی جو قضا برابر آگئی تھی تو اوس مال کی
طمع مین کچھ پس و پیش کا خیال نکیا اور کئی سردار اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر کڑے کی طرف کوچ کیا
کی ایک تہائی ملک احمد چپ وزیر کو خشکی کے راستے سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور اوسنے
سر پر بہت خاک ڈالی اور ہرچند سمجھایا مگر کچھ حاصل نہوا بادشاہ بڑی شتابی سے سترہوین رمضان کو
کڑے مین پونہچا علاء الدین کڑے اور مانکپور کے درمیان مین گنگا اوتر کر اپنی فوج لیے ہوے مستعد تھا

بادشاہ کے پاس بھیجا کہ کسی تدبیر سے اوسکو تنہا یہان لے آئے غرض الماس بیگ مکار اور عیار نے
بادشاہ کے پاس جاکر بڑی چاپلوسی کی باتین بنائین اور عرض کیا کہ اگر کمترین نہ آتا تو علاء الدین بالکل
ہاتھ سے چلا گیا تھا اور دشمنون نے آپکی طرف سے اوسکے دل مین بہت شک ڈال دیا تھا مینے اگرچہ
اطمینان بخوبی کردیا مگر ابھی کچھ شبہ باقی ہے اور آپکی ہیبت جی پر چھا رہی ہے اگر حضور اپنی عنایات مہربانیہ
کو کام فرماوین اور تنہا تشریف لیجاکر اوسکا ہاتھ پکڑ لاوین تو نہایت مصلحت ہے بادشاہ کی مت پر ایسے
پتھر پڑ گئے کہ اب بھی کچھ نہ سمجھا اور اوسکی باتون کو سچ جانکر وہ ایک ہزار سوار جو ہمراہ تھے وہین چھوڑے اور
خود تھوڑے سے آدمی مسلح ساتھ لیکر الماس بیگ کے ساتھ ہو لیا الماس بیگ نے تھوڑی دور چلکر عرض
کیا کہ میرے بھائی پر ایسا خوف طاری ہے کہ حضور کے ساتھ کے ان آدمیون کو بھی جب ہتھیار بند
ہوئے دیکھے گا تو دہشت کے سبب سے بھاگ جاویگا بادشاہ نے حکم دیا کہ سب اپنے ہتھیار دور
کردین وہ لوگ ان باتون سے اپنے دل مین بہت گھٹے مگر ظاہر مین کچھ نہ کہسکے آگے جاکر دیکھا
ایک بڑا لشکر صف باندھے ہوئے کھڑا ہے اون سردارون نے الماس بیگ سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے
ہمسے ہتھیار تک جدا کرادیے یہان یہ فوج لڑائی کی مستعد معلوم ہوتی ہے اوسنے جواب دیا کہ بھائی کو یہ منظور ہے
کہ مع لشکر کے سلامی دے اور یہ سب فوج بھی حضور کے ملاحظے سے گذرے [illegible]
تھا کہ کچھ وہم بھی جی مین نہ آیا جب بادشاہ نے بہت سا راستہ قطع کیا تو الماس بیگ سے کہا کہ مین
بوڑھا آدمی تو اتنی دور آیا تیرے بھائی سنگدل سے اتنک یہ بھی نہوا کہ کسی کشتی مین بیٹھکر یہان تو میرے
پاس آوے اوسنے عرض کیا کہ اوسکو یہ منظور نہین کہ خالی ہاتھ حضور کی ملازمت مین آوے وہ پیشکش
اسباب پیشکش کی تیاری مین اور ہاتھی اور گھوڑون کے چھانٹنے مین مصروف ہوگا بادشاہ نے
اوسوقت قرآن پڑھنا شروع کیا عصر کے وقت کشتی کنارے پر پہونچی اور ایک مقام جو بادشاہ کو لیکر
تجویز ہوا تھا بادشاہ وہان پہونچا علاء الدین مع اپنی جمعیت کے حاضر ہوکر پاؤن پر گرا بادشاہ نے
مسکرا کر محبت سے ایک طمانچہ آہستہ اوسکے رخسارے پر لگایا اور پیار کرنے لگا اور کچھ نصیحت کی
باتین کہین اور اپنے شوق کا حال بیان کیا غرض اوسکی ہر طرح تسلی کی اور ہاتھ پکڑ نہایت مہربانی
کی راہ سے اپنی طرف کو کھینچتا تھا اور اوسکا منہ چومتا تھا ایسے حال مین اوس بدبخت نے بادشاہ کا
پنجہ زور سے گانٹھ لیا اور اپنے آدمیون سے جو اس کام پر پہلے سے ہی آمادہ تھے اشارہ کیا

فورًا محمود سالم نے جو سامانہ کا ایک کمینہ آدمی تھا ایک ہاتھ تلوار کا بادشاہ کے بدن پر لگایا بادشاہ
زخمی ہو کر کشتی کی طرف بھاگا اور کہا کہ علاء الدین کمبخت یہ تو نے کیا کیا اتنے میں اختیار الدین نے
جو بادشاہ کے ٹکڑوں کا پلا ہوا تھا پیچھے سے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ کام تمام ہو گیا اور سر کاٹ کر
علاء الدین کے پاس لایا اور اوسکے حکم سے وہ سر ایک نیزے پر رکھکر کڑے اور مانکپور میں
پھرایا گیا بعد ازان اودھ کو بھیجدیا جتنے ساتھی بادشاہ کے تھے سب کو قتل کیا کچھ دریا میں کود کر
ڈوبے ملک فخر الدین کوچی زندہ پکڑا گیا جب احمد چپ نے یہ سنا فورًا دہلی کو لوٹا ارکلی خان جو بادشاہ کا
بڑا بیٹا اور قابل سلطنت تھا اون دنون ملتان میں تھا احمد چپ نے اوسکا انتظار خلاف مصلحت
سمجھا اور چھوٹے شاہزادے قدر خان کو سلطان رکن الدین ابراہیم خطاب دیکر ملکہ جہان کی سعی سے
تخت پر بٹھایا سب جلالی امیرون نے بیعت کی مگر ایک مہینا بھر بادشاہت کا نام ہی نام رہا علاء الدین
کو ہرگز فرصت نہ دی جس دن جلال الدین کو قتل کیا اوسی دن چتر اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر
جلوس کیا اور عین موسم برسات میں رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی کو روانہ ہوا اور روپیہ اشرفیون کا منجنیق سے
برسانا شروع کیا جب بداؤن میں پہنچا تو ساٹھ ہزار سوارون کی گنتی ہوئی تھی ملک رکن الدین نے
یہ حال سنا اور اپنے پاس سامان اوسکے مقابلے کا نہ پایا ناچار ملتان کو ارکلی خان کے پاس
چلا گیا علاء الدین خاطر جمع سے دہلی میں آکر جمنا کے کنارے اپنے باغ میں اوترا اور سب قدیمی
سردار روپیے کی طمع میں اوس سے آملے اور اپنی مٹھی گرم کرکے جلال الدین کی کینہ کو خاطر
سے محو کیا علاء الدین بے کھٹکے بادشاہی کرنے لگا سلطان جلال الدین کا حادثہ سترھوین رمضان
سنہ چھ سو چورانوے میں ہوا اور سات برس اوسنے بادشاہی کی اس بادشاہ کو شعر کا بھی شوق
تھا امیر خسرو بعد انتقال سلطان معز الدین کے اوسکے ہمنشین ہوے تھے قرآن بادشاہی اونکی
محفل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بڑا بھاری خلعت پاتے تھے اسی طرح امیر حسن اوسکے ندیمون
میں تھے اور مؤید الدین جاجرمی اور امیر ارسلان کاتبی اور سعد منطقی اور قاضی خطیب وغیرہ بھی اوسکے ندیمون
میں تھے قاضی مغیث ہانسوی نے جو اوسکے زمانے کا ایک بڑا عالم تھا ایک غزل لکھی تھی جو اونکی مجلسون
میں پڑھی جاتی تھی اوسکا مطلع یہ ہے ؎ دو در گوشش قرار خوشی دو چشمش [illegible]
[illegible] ہمیشہ عالم و فاضل اوسکے دربار میں علم و حکمت کے نکتے

بیان کیا جاتے تھے چنانچہ ہر بادشاہ کی تصنیف ہے سے آن زلف پریشان ژولیدہ نخواہم
وان روی چو گلنار شگفتہ نپسندم ✤ بن پیرہن خواہم پیشہ بگلناری ✤ بان بانگ بلند است بدین پوشیدہ نخواہم
جس زمانے میں گوالیار کا محاصرہ کیا تھا تو وہاں ایک بڑا گنبد بنایا تھا اور یہ رباعی اوسپر کتابہ کرانے کے لیے تصنیف کی تھی
مارا کہ دست دم بہمہ گردون ساید ✤ از تودہ سنگ و گل چہ قدر افزاید ✤ این سنگ شکستہ زان نہادیم درست
باشد کہ دل شکستہ آساید ✤ منطقی وغیرہ شاعروں اور فاضلوں کو سنا کر فرمایا کہ اسکے عیب و
صواب بیان کرو سب نے حد سے زیادہ تعریف کی مگر بادشاہ نے کہا کہ تم میری خاطر سے کہتے ہو
میں خود ہی اسکا عیب اس دوسری رباعی میں ظاہر کیے دیتا ہوں ع باشد کہ درینجا گذر کس باشد
کش خبر قدر وای چرخ اطلس باشد ✤ شاید کہ زمین قدم بیوسش ✤ یک ذرہ بار سر بہان بس باشد

ذکر سلطان علاء الدین خلجی کا

سلطان علاء الدین خلجی بائیسوین ذی الحجہ سنہ چھ سو چھانوے ہجری میں اپنے بھائی الماس
کے اتفاق سے دہلی میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور الماس بیگ کو الغ خان اور سنجر اپنے سالے کو
جو میر مجلس تھا الپخان اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان اور ملک بدر الدین کو ظفر خان خطاب
دیا اور آپ میدان میں اپنی فوج کی چھاونی ڈالی اور دربار عام کرکے خاص و عام کو انعام و اکرام
مالا مال کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا اکثر امیروں کو منصب اور جاگیرین تقسیم کین اور سب کاموں پر
سلطان جلال الدین کے بیٹوں کا جو ملتان میں تھے بندوبست مقدم سمجھا سنہ چھ سو چھیانوے
میں الغ خان اور الپخان کو بہت سا لشکر دیکر اکلی خان اور سلطان رکن الدین کے مقابلے
کے لیے ملتان کو روانہ کیا وہ دونوں بھائی ملتان کے قلعے میں بند ہو گئے اور شہر کے کوتوال
اور وہان کے باشندوں نے امن مانگ کر صلح کر لی آخر اون دونوں نے بھی شیخ رکن الدین
قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے صلح کرکے الغ خان سے ملاقات کی وہ اونکے ساتھ
بہت تعظیم سے پیش آیا اور فتح نامہ دہلی کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور خود بھی سارے
جلال الدین کے کنبے کو قید کرکے دہلی کو متوجہ ہوا جب ہانسی کے ضلع میں ابوہر گانون تک
پہنچا تو نصرت خان ایک فرمان بادشاہی لایا اور اوسکے بموجب دونوں شاہزادوں اور الغو بیگ
مغل داماد سلطان جلال الدین اور ملک احمد حبیب کو اندھا کر دیا اور شاہزادوں کو ہانسی کے کوتوال

سپرد کیا اور ارکلی خان کے دو بیٹون کو شہید کردیا باقی اون سب کو مع عورتون اور بچون کے
دہلی کو روانہ کیا بادشاہ نے الغو مغل اور احمد چپ کو گوالیار کے قلعے مین بھیجا اور باقی کو دہلی
مین ہی قید رکھا اسی طرح اور بھی بہت سے امیرون کو اندھا کردیا کچھ کو اونکے وطنون سے
نکال دیا غرض سید مولہ کے خون کا بہت جلد عوض ہوگیا ہے ای یار جو کوئی کسی کو کلپاویگا
یہ یاد رہے او بھی نہ کل پاویگا ✦ اس دار مکافات مین سن اے غافل ✦ بیداد کریگا آج کل پاوےگا
سنہ چھیانوے مین نصرت خان کو وزارت کا منصب ملا اور ابتدا سے سلطنت مین جو
علاء الدین نے تالیف قلوب کے لیے لوگون کو انعامات دیے تھے بڑی تاکیدون سے سب
واپس لیے گئے اور اس طرح پر بے انتہا روپیہ خزانے مین داخل ہوا علاء الملک جو ضیا برنی
صاحب تاریخ فیروز شاہی کا چچا ہے اور پہلے دہلی کا کوتوال تھا علاء الدین نے اوسکو حکومت کڑہ
کی عنایت کی تھی اور نصرت خان کو اوسکی جگہ دہلی مین کوتوال کیا تھا اب پھر اوسکو کڑہ سے بلاکر
کوتوالی پر [illegible] قائم کیا اور ملتان الغخان کو جاگیر مین دیا [illegible]
[illegible] ہندکو اوترکر ہندوستان پر حملہ کیا بادشاہ نے الغ خان و تغلق خان غازی الملک حاکم
دیپالپور کو اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا جارت سنجور کے علاقے مین بڑی لڑائی ہوئی آخر مغلون کو
شکست پائی کچھ مارے گئے کچھ پکڑے گئے اور بادشاہ کے لشکر نے فتح پاکر اور بہت سا مال غنیمت
حاصل کرکے مراجعت کی دوسرے مرتبہ سلطان داؤد کے بیٹے قتلغ خواجہ نے ماوراء النہر سے
ہندوستان کا قصد کیا اور دہلی کے کنارے تک آپہنچا اُن لوگون نے علاقے مین اور
مین کچھ کسی سے غرض نکی دہلی مین غلہ بہت گران ہوگیا اور شہر کے لوگون پر بڑی تنگی ہوئی سلطان
علاء الدین نے الغ خان اور ظفر خان کو بہت سا لشکر دیکر مغلون کے مقابلے مین بھیجا کیلی کی
لڑائی ہوئی ظفر خان اس لڑائی مین مارا گیا اور شاید بادشاہ کو بھی یہی منظور تھا اور قتلغ خان شکست
کھاکر خراسان کو بھاگا اور وہان جاکر مرگیا تیسرے مرتبہ ترغی مغل جو ایک بہت بڑا تیرانداز تھا ایک لاکھ
پیادہ اور بیس ہزار سوار جو بڑے بہادر اور دلیر تھے ساتھ لیکر پہاڑون کے ملکون کو فتح کرتا ہوا
قصبہ برن تک پہنچا اور وہان کا حاکم ملک فخر الدین امیر داد قلعے مین بند ہوگیا بادشاہ نے ملک
غازی الملک کو بہت سی فوج کے ساتھ اوس طرف روانہ کیا اور ملک فخر الدین بھی قلعے مین

نکل کر اس سے آملا اور دونون نے متفق ہو کر رات کو اونکی فوج پر چھاپا مارا مغلون کی شکست ہوئی اور
ترغی زندہ گرفتار ہوا تغلق نے اوسکو بادشاہ کے پاس روانہ کیا چوتھے مرتبہ محمد تریاق اور علی بیگ مغل نے
جو خراسان کے دونون شاہزادے تھے بہت سی فوج جمع کر کے ہندوستان پر توجہ کی اور وہ دونو
دو فریق ہو گئے ایک فوج نے ناگور کی طرف حملہ کیا اور دوسرا فریق سرمور کے پہاڑون کو فتح کرتا ہوا گنگا کے
کنارے تک جسکو کالی ندی کہتے ہین پہونچا بادشاہ نے ملک مانک غلام اور ملک تغلق حاکم دیبالپور کو
امروہے کی جانب اونکے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور ایسے وقت مین کہ مغلون کی فوج بہت سا
اسباب اور جانور غنیمت کے لیے ہوئے رہب ندی پر سے اوترتی تھی ملک مانک پیچھے
جا پہونچا بڑی لڑائی ہوئی اون دونون شاہزادون نے بڑی مردانگی کی مگر آخر مین گرفتار ہو کر قتل ہو گئے
اس لڑائی مین بہت سے مغل مارے گئے اور جو باقی رہے وہ اپنے ملک کو بھاگے اون دونون
سردارون کے سر قلعہ بداؤن کے کنگرے مین لٹکا دیے اور کسی فاضل نے اوسکے دروازے
دروازے پر یہ رباعی لکھدی تھی ۞ ای حصن کہ تا [illegible] شاہ علی دار تو یاد
از تو ملک زمانہ معمار نوشد ۞ ترغی چو علی بیگ گرفتار تو باد ۞ [illegible] ملک مانک کی
لڑائی کے قصے کو خزائن الفتوح مین امیر خسرو نے [illegible] اوسکا ترجمہ
اگر غور کیجیے تو خسرو کا تمام کلام ایسا ہی [illegible] مغل بہت سا لشکر جمع کر کے
اور دونون شہزادون کے خون کا بدلا لینے کے [illegible] ملتان کی طرف متوجہ ہوا پھر بادشاہ نے
ملک مانک اور ملک تغلق کو اونکے مقابلے کے لیے بھیجا اور وہ ایسے حال مین کہ ملتان کو لوٹ کر
مغل لوٹتے ہی تھے پہونچے اور اونکا پیچھا کیا اس لڑائی مین کپک گرفتار ہوا اور اور بھی بہت سے لوگ
پکڑے گئے اور بہت سا مال غنیمت کا مع اوس مال کے جو ملتان سے لوٹ کر لیچلے تھے حاصل کیا
اس حادثے کے بعد مغلون کے دانت کھٹے ہو گئے اور پھر کبھی ہندوستان کی طرف رخ نکیا
جب یہ فتحین حاصل ہوئین تو ایک رات بادشاہ نے جشن کیا اور رات بھر شراب کا دور اوڑایا
جب تھوڑی رات رہی سب اہل مجلس نے ہاتھون سے اور آنکھون سے ایک دوسرے کو مجلس سے
چلنے کا اشارہ کیا بادشاہ نے جو یہ اشارے دیکھے حالت نشے مین ہوش درست نتھے سمجھا میرے
قتل کے اشارے ہین غدر غدر پکارا اور اوسی حال مین قاضی بہار کے قتل کا حکم دیا یہ ایک بڑا

ظریف مصاحب تھا باقی سب لوگ متفرق ہوگئے جب صبح ہوئی اور بادشاہ کے حواس بجا ہوئے سمجھا کہ یہ میرا گمان
بالکل غلط تھا قاضی بہار کو بلایا لوگوں نے عرض کیا کہ وہ اوسی وقت قتل ہوگیا تب تو بہت ہی پشیمان ہوا اور
شراب سے توبہ کی اور منادی کردی کہ تمام ملک میں کہیں شراب نہ بکنے پاوے اور جتنی شراب موجود تھی اوسکو
گرسنگے لنڈھا دیے ہر طرف شراب کی نہریں بہنے لگیں پھر جس کسی کو مست پاتے تھے تعزیر کرتے تھے
زہد و تقوی کا ہر جگہ رواج ہوا جا بجا محتسب گشت کرنے لگے سنہ چھ سو ستانوے میں نو مسلم مغلوں سے
بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اور اونکے قتل کا ارادہ کیا اور سبب اوسکا یہ تھا کہ جب اونسے زر سرکاری بہت
سختی سے لیا گیا اور دیے ہوے انعام بڑی شدتوں سے واپس کیے تو اون لوگوں نے یہ ارادہ کیا
کہ جس دن بادشاہ شکاری جانوروں کے شکار میں مصروف ہو اوس روز غدر برپا کریں یہ خبر بادشاہ تک
پہنچی اور خفیہ ہر طرف یہ حکم لکھ بھیجا کہ فلانے مہینے کی فلانی تاریخ جہاں مغلوں کو پاؤ برابر قتل کر ڈالو چنانچہ
حسب الحکم اوس روز مقرر پر تمام ہندوستان میں چہار ہزار مسافر مغل مقدر قتل ہوسکے حد شمار سے
باہر تھے ابتدا میں جو بادشاہ کو کئی فتحیں متواتر حاصل ہوئیں تو طرح طرح کے خیالات فاسدہ سوجھنے لگے
ایک یہ سوجھی کہ مثل دین محمدی کے ایک اور دین نیا نکالیے اور مثل خلفاے اربعہ کے علیہ السلام
الغ خان اور الپ خان اور ظفر خان اور نصرت خان اپنے اصحاب تجویز کیے دوسرے یہ خیالی پلاؤ
پکایا کہ سکندر کی طرح تمام روے زمین پر تصرف کیجیے اور خطبے میں بھی اپنا نام سکندر ثانی پڑھوایا علاء الملک
کوتوال کو بلا کر ان دونوں امروں میں مشورہ کیا اوسنے ان دونوں باتوں سے منع کیا اور کہا کہ دین نیا
طرف سے ایجاد نہیں ہوسکتا یہ امر پیغمبری کا اللہ کی طرف سے ہوا اور معجزات بھی صادر ہوں کیونکر
ممکن ہے ملک اور دولت اور زور و قوت سے کچھ کام نہیں چلتا اور اسی طرح طرح کے فساد
پیدا ہونگے اور رعیت پشیمانی سے کچھ حاصل نہوگا البتہ ارادہ ملک گیری کا مناسب ہے مگر سکندر کا سا
اور ارسطو سا وزیر کہاں آپ اگر تمام ہندوستان کو کافروں سے اور نواحی دہلی کو مفسدوں سے پاک
کر دیں تو یہ کیا سکندر کی جہانگیری سے کچھ کم ہے بادشاہ نے جو سوچا تو یہ راے علاء الملک کی بہت
ٹھیک پائی ان دونوں ارادوں سے باز رہا اور اوسکو خلعت اور انعامات عطا کیے اور سردار جو بادشاہ
کی ہیبت اور بد مزاجی کے سبب سے کوئی بات خلاف مرضی سامنے نہ کہ سکتے تھے علاء الملک کی اس
بات سے بہت خوش ہوا اور اوسکو تحفے بھیجے اور بڑی تحسین و آفرین کی اس سال میں بادشاہ

دیوگیر کو دوبارہ فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت ہاتھ آیا سنہ چھ سو اٹھانوے مین الغ خان کو
بہت سا لشکر دیکر راے کرن والی گجرات سے لڑنے کے لیے بھیجا اس راجہ کے پاس تیس ہزار
سوار اور اسی ہزار پیادے اور تیس ہاتھی موجود تھے جب راے کرن شکست کھاکر بھاگا تو الغ خان نے
نہروالہ کو لوٹ کر اوسکا پیچھا کیا وہ دیوگیر دکن کے راجہ رام دیو کے پاس پناہ لے گیا اور اوسکے سب اہل و
عیال اور خزانہ مسلمانون کے ہاتھ آیا اوسکی بیبیون مین سے ایک دیول رانی تھی جسپر خضر خان بادشاہ کا
بیٹا عاشق ہوگیا تھا اور امیر خسرو سے اپنے عشق کے قصے کو نظم کرنے کی فرمایش کی تھی اور اونھون نے
خضر خان اور دیول رانی کے قصے کی کتاب لکھی تھی جو مشہور ہے غرض الغ خان نے نہروالہ کا ایک بڑا بت
جسکی ہندو بہت پرستش کرتے تھے دہلی کی کسی سڑک پر راہگیرون کی ٹھوکرون مین ڈال دیا اور راے کرن کا
سومنات تک پیچھا کیا اور دوبارہ سومنات کے بتخانے کو خراب کرکے وہان ایک مسجد بنائی نصرت خان نے
کھمبایت پر جو سمندر کے کنارے ایک مشہور بندر ہے یورش کی اور ہر قسم کا مال اور لعل و جواہر
بے انتہا غنیمت مین حاصل کیے اور غلام کافور ہزار دیناری بھی وہین سے ملا تھا جسپر آخر مین بادشاہ
مائل ہوگیا تھا اور اوسکو ملک کا نائب مقرر کیا تھا جب الغ خان الور مین آیا جو مال غنیمت لشکر والون کے
ہاتھ لگا بڑی سختی سے واپس کیا مغلون کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور بگڑ کر مقابلے مین آئے آخر ہزیمت پا کر
متفرق اور پریشان ہوگئے کچھ راجہ ہمیر دیو کے پاس جھاین مین جو رنتھنبور کے پاس ہے پہونچے کچھ اور
دایین کو چلے گئے اور الغ خان متواتر کوچ کرکے دہلی مین داخل ہوا یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ
مغلون کا قتل جب الغ خان گجرات سے لوٹا ہے تب ہوا ہے تاریخ والون نے کچھ تقدیم و تاخیر کا
خیال نہین کیا سنہ چھ سو ننانوے مین الغ خان نے رنتھنبور اور جھاین پر جو نوشہرہ کے نام سے
مشہور ہے حملہ کیا وہان کا راجہ راے ہمیر دیو راے پتھورا کا پوتا تھا جسکے پاس دس ہزار سوار اور
بے انتہا پیادے اور جنگی ہاتھی تھے شکست کھاکر بھاگا اور ہر قسم کا سامان مہیا کرکے رنتھنبور کے
قلعے مین پناہ لی الغ خان نے یہ سب ماجرا دہلی کو لکھ بھیجا اور بادشاہ کو رنتھنبور پر حملہ کرنے کی راے دی
چنانچہ بادشاہ نے بڑی بھاری فوج سے رنتھنبور پر یورش کی اور تھوڑے دنون مین اوس
قلعے کو بڑی دھوم سے فتح کیا اور ہمیر دیو کو قتل کر ڈالا بہت سے خزانے اور دفینے وہان سے
ہاتھ آئے وہان کی حفاظت کے لیے کوئی کوتوال چھوڑا اور جھاین الغ خان کو سپرد کیا اور خود

چتوڑ کی طرف متوجہ ہوا اوسکو بھی تھوڑے دنون مین فتح کر کے خضر آباد نام رکھا اور ایک چتر لعل کا خضر خان کو دیکر وہ ملک اوسکے قبضے مین چھوڑا اس یورش مین جو واقعے پیش آئی اونمین سے ایک یہ ہے کہ بادشاہ کے جانے سے پہلے نصرت خان شاہزادے نے الغ خان کی کمک کو رنتھنبور پر جا کر قلعے کو گھیر تھا ایک روز ایک پتھر سر پر گرا اور اوسکے صدمے سے مر گیا ایک بازو بادشاہ کا ظفر خان کے مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرا بازو یہ بھی ٹوٹ گیا دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب بادشاہ قصبۂ تہنٹ مین پونچا تو ایک مرتبہ وہان قمرغہ کے شکار مین رات بھر مصروف رہا صبح کے وقت ہر طرف کو فوج روانہ کی اور خود ایک ٹیلے پر چڑھکر تماشا دیکھتا تھا اتنے مین اکتخان اون نومسلم مغلون کو جو پہرے پر متعین تھے اپنا متفق کر کے مقابل ہوا اور بیکبار تیرون کا مینھ برسا دیا بادشاہ کا بازو زخمی ہوا مگر چونکہ سردی کا موسم تھا اس سبب سے روئی کا دگلہ پہنے ہوے تھا زخمون کا اثر کم ہوا لیکن وہ مردوسا زمین پر گر پڑا اکتخان نے چاہا کہ اوتر کر سر کاٹ لے اور کوئی کھٹکا باقی نچھوڑے مگر کئی سردار بطاہر اکتخان سے دوستی کی باتین بنا کر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ کا کام تمام ہو گیا سر کاٹنے کی کیا حاجت ہے اوس گھبراہٹ مین اکتخان نے انجام نسوچا اور سیدھا بادشاہی ڈیرے مین آکر تخت پر جا بیٹھا کوئی امیر مزاحم نہوا سکا سب نے نذرین پیش کین مگر یہ ایسا کم حوصلہ تھا کہ اوسی وقت بادشاہی حرم سرا مین گھسنے لگا ملک دینار مع اپنے گروہ کے پہرے پر تھا اوسنے روکا اور کہا کہ جبتک بادشاہ کا سر نلاوے اندر نجانے پاویگا ادہر علاء الدین کو جب کچھ ہوش ہوا زخمون کو پٹیان باندھین اور دل مین خیال سوچا کہ بغیر امیرون کی صلاح کے فقط اکتخان کی یہ جرأت نتھی اب اپنی فوج مین جانا مصلحت نہین اتنی سی یہ ارادہ کیا کہ یہ پچاس ساٹھ آدمی جو ساتھ رہ گئے ہین اونکے ساتھ جہاین مین الغ خان کے پاس چلا جاوے بعضے سردارون نے یہ نمانا اور کہا کہ حضور فوج کو ہی تشریف لیچلین دیکھیے تو خدا کیا سامان کرتا ہے مجبور ہو کر بادشاہ لشکر کی طرف ہی چلا راستے مین پچاس سوار اور آملے اکتخان یہ سنتے ہی افغانپور کو بھاگا کچھ لوگون نے اوسکا پیچھا کیا اور پکڑ کر بادشاہ کے حضور مین لائے بادشاہ نے اوسکے سارے کنبے کو تباہ کر دیا اس حادثے مین قتلغ خان اوسکا بھائی بھی مارا گیا انہین دنون مین عمر خان اور منکو خان بادشاہ کے دو نواسے بھتیجون نے بدایون مین بغاوت کی دو تین بادشاہی سردار جاکر اونکو بھی پکڑ لائے [illegible] ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص حاجی مولا نامی جو ملک الامرا

کوتوال کا غلام تھا چند مفسد اپنے ساتھی کر کے بداؤن دروازہ کے راستہ سے دہلی میں داخل ہوا
اور ایک جعلی فرمان بادشاہ کی طرف سے بنا کر ترمذی نام کوتوال شہر کو قتل اور شہر کے دروازے
بند کرا دیے علاء الملک نے جو قلعہ کے کوتوال سے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کے پاس سے فرمان
آیا ہے اسکو آ کر پڑھو مگر وہ سمجھ گیا اس لیے نگیا حاجی مولا نے کوشک لعل میں جا کر
بندیوں کو قید خانے سے نکالا اور ہر ایک کو گھوڑا اور ہتھیار اور بہت سا زر نقد خزانے میں سے
دیکر اپنا شریک کر لیا اور ایک علوی سید تبسہ نامی کو جسکی ماں شمس الدین التمش کی اولاد میں تھی
زبردستی بلا کر وہیں کوشک لعل میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور پھر سب امیروں سے نذریں لوائیں
بادشاہ نے یہ سب خبریں سنیں مگر یہ بھید کسی پر کھولا اور کچھ خیال نکیا اور اپنے کام میں مصروف
رہا یہانتک کہ قلعہ بھی فتح کر لیا حاجی مولا کے فساد کو ایک ہفتہ نگذرا تھا کہ ملک حمید الدین نے جسکو
سیرکوٹی کا کام تھا اپنے بیٹوں کو جو بڑے سن چلے تھے اور کچھ ظفر خان کے سواروں کو جو امروہہ سے
آئے تھے ساتھ لیکر اوسکو اور سید کو قتل کر کے سر اونکے رنتنبھور کو بادشاہ کے پاس بھیجدیے
بادشاہ نے الغ خان کو دہلی کی طرف بھیجا اور اوسنے اون سب امیروں کو جو اس غدر میں شریک تھے
گردن مار دیا اور ملک الامراء کے تمام خاندان کو اس خیال سے کہ یہ امر اونکے اشارے سے ہوا ہوگا
نیست نابود کر دیا آخر بادشاہ نے رنتنبھور کے قلعے کو الغ خان کی جاگیر میں دیکر دار السلطنت کا قصد کیا
مگر تقدیری امر یہ تھا کہ او تھوڑے دنوں میں اوسنے وفات پائی گویا وہ قلعہ اوسکے لیے شداد کی بہشت
ہو گیا ایک عجیب قصہ یہ ہوا کہ جالور کے [illegible] جو اسکے ہوئے باغی ہو رنتنبھور میں بند تھے بعد فتح ہونے
قلعہ کے وہ بھی پکڑے گئے اونکا سردار محمد شاہ نامی زخمی تھا بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ اگر
میں تجھکو چھوڑ دوں اور تیرے زخموں کا علاج کروں بعد صحت کے تو مجھسے کس طرح پیش آوے
اسنے جواب دیا کہ اگر قابو پاؤں تو تجھکو زندہ نچھوڑوں اور ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بناؤں بادشاہ کو
یہ سنکر بڑا اچنبھا ہوا بعد ازان سب عقلمند وزیروں کو جمع کر کے پوچھا کہ [illegible] رنتنبھور کے فسادوں کا
کیا اسباب ہیں اور اونکے دفع کی کیا تدبیریں ہیں اونھوں نے چند باتیں [illegible] فتنے کے بیان کیں
جنکا خلاصہ یہ چار باتیں ہیں اول یہ کہ بادشاہ تمام ملک کی نیک و بد کی خبر نرکھے دوسری یہ
شراب پینے کا رواج جو ساری برائیوں کی جڑ ہے بالکل اوٹھا دی [illegible]

ندے اور وہ ایک دوسری کے گھر نجایا کرین اور باہم مشورہ نکرنے پاوین چوتھی یہ کہ بڑھتی روپیے
کسی کے پاس نچھوڑے خواہ سپاہ ہو یا رعیت خصوصاً وہ سفلے جو نئے رئیس بنجاتے ہین کیونکہ
سارے فتنہ و فساد اسی سے سوجھتے ہین بادشاہ نے ان سب باتون کو پسند کیا اور شراب کی
ممانعت کا تو پہلے ہی ذکر ہو چکا باقی تینون باتون کا بھی بخوبی رواج دیا اور کتنے ایک قانون اپنی طبیعت سے
نکالے جو نہ کسی بادشاہ کے زمانے مین تھے اور نہ ہونگے خواہ شریعت کے موافق ہون
یا خلاف اونمین سے ایک یہ ہے کہ غلہ اور کپڑے اور گھوڑے اور سب ضروری چیزون کا ایک
سستا بھاؤ مقرر کر دیا اسکے منافع سب خاص و عام کو برابر پہنچے جسکی تفصیل تاریخ ضیاء برنی مین
مذکور ہے اس ارزانی سے مخلوق کو بڑی آسایش ہوئی اور مغلون کی چڑھائی کا گویا رستہ بند ہوگیا یہانتک
جو واقعات لکھے گئے انکی سال وار ترتیب تاریخ کی کتابون مین مذکور نہین سنہ ۷۰۰ سات سو مین
عین الملک شہاب ملتانی کو بڑی بھاری فوج دیکر مالوے بھیجا وہان کی رانی کوکا جسکے پاس
چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے اپنے آپکو کمزور سمجھکر بھاگ گئی عین الملک اوس ملک کو
خوب لوٹ کھسوٹ بہت سا مال غنیمت کا لیکر واپس آیا اس قصے کو امیر خسرو نے بھی لکھا ہے

بعین الملک اشارت کرد زابرو	کہ تا آرد بسوے مالوہ رو	زبینائی کہ عین الملک رابود
بدیدہ در پذیرفت آنچہ فرمود	روان شد با سپاہی صف شکستہ	بگردش ہمچو مژگان گرد دیدہ

اسی سال مین بادشاہ شکار کے طور پر سورت کی طرف گیا اور رستلدیو نامی مفسد کو جو اپنی بہت سی
جماعت کے اوس قلعہ کی پناہ مین محفوظ تھا اور بادشاہی لشکر کے قابو مین نہ آتا تھا پکڑ کر جہنم بھیجا
سنہ سات سو ایک مین کنہر دیو مفسد کو مارا اور جالیو کا قلعہ فتح کیا وہان سے بڑا خزانہ اور ہاتھی گھوڑے
اور جواہرات اور طرح طرح کا اسباب ہاتھ آیا سنہ ۷۰۹ سات سو نو مین ملک نائب کافور نے دوبارہ ارنگل کو
یورش کی اور وہان کے راجہ لدر دیو سے بہت سا خزانہ اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے
پیشکش لیے اور ہمیشہ کے لیے کچھ خراج مقرر کیا اور سارا دکن سمندر کے کنارے تک مسلمانون کے
قبضے مین آگیا ۷۱۱ سات سو گیارہ مین کافور نے دہلی مین آکر تین سو بارہ ہاتھی اور بیس ہزار گھوڑے
اور جواہر و مروارید کے بہت صندوق اور ڈھیرون اسباب ہر طرح کا پیشکش کیا امیر خسرو نے
اس سفر کے سارے قصون کو خزائن الفتوح مین لکھا ہے یہ جو علاء الدین کو اتنی فتحین حاصل ہوئین

تو بعضی لوگون کو اوسکی کرامت کا گمان ہوا بعضو کچھ جادو کی قسم خیال کرنے لگے اور بعضون کو یقین تھا
کہ یہ سب برکت حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ کی ہی جب بادشاہ ان سب ملکی جھگڑون سے
نبٹ گیا تو اپنے بیٹون کی شادیان کرکے جدا جدا جاگیرین مقرر کردین خضر خان کا نکاح دیول رانی کے
ساتھ ہوا جسکا پہلے بھی مجملاً اشارہ ہو چکا ہے اور اوسکے عشق کے قصے کی مثنوی جو امیر خسرو نے
لکھی وہ آیندہ مذکور ہوگی بعد ازان خضر خان کو چتر اور دورباش دیکر ولیعہد کیا اور پہاڑی ملکون اور
ہستناپور کی طرف بھیجا یا جب یہ سارے معاملے طے ہو گئے تو بادشاہ کا زمانہ بھی قریب زوال
آیا اور بڑھاپے کی کمزوری غالب ہوئی بیماریونکا ہجوم ہوا یہانتک کہ تپ دق پیدا ہو گئی اور کچھ حواس
مین جو خلل ہوا تو سختی اور بدگمانی بھی مزاج مین بڑھگئی تھوڑے دنون مین بظاہر کچھ افاقہ معلوم ہوا تو
خضر خان شاہزادے نے جو باپ کی صحت کے لیے منت مانی تھی اوسکو پورا کرنے کے لیے دہلی کے
بزرگون کی زیارت کو ہستناپور سے ننگے پانون آیا ایک عجیب بات اتفاقاً یہ ہوئی کہ حضرت
نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر نہوا حالانکہ اونکا بڑا معتقد تھا کافور نے اوسکو آنے کی
نسبت بادشاہ کو بہت لگایا بجھایا اور یہ سمجھایا کہ الپ خان اسکا ماموں جو گجرات سے آیا ہے
اوسنے اس خیال سے کہ اسکو بادشاہ بنا کر خود نائب یا وکیل بنجاوے بلایا ہے بادشاہ کے تو
ہوش ٹھکانے ہی نتھے یہ خیال اوسکے جی مین سچ مچ جم گیا اور اوسی وقت الپ خان کے
پکڑنے دھکڑنے کا حکم دیا اور اوس بیگناہ کو ملک نائب کافور اور ملک کمال الدین گرگ نے
بادشاہی قلعہ مین لاکر بکری کی طرح ذبح کر ڈالا پھر کافور نے یہ سمجھا دیا کہ خضر خان کے جی پر بانون
مارے جانے کا بڑا ہراس ہوگا ایسے وقت مین اوسکو اپنی جگہ بھیجنا مصلحت نہین اسی وجہ سے
بادشاہ نے حکم دیا کہ خضر خان فی الحال امروہہ کی طرف چلا جاوے اور جب تک ہم نہ بلاوین
وہین شکار مین مصروف رہے خضر خان نے مجبور ہوکر موافق حکم کے عمل کیا چند روز کے بعد
ایک عرضی اس مضمون کی لکھ بھیجی کہ مجھسے کون سی خیانت صادر ہوئی ہے جسکے سبب سے ایسے
عتاب کا سزاوار ہون اور دل تو صاف تھا خود بھی قدمبوسی مین حاضر ہوا اسکے مرتبہ باپکی محبت نے
جوش کیا اور بے اختیار بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا اور منھ چومتا رہا پھر بان کی سلام کو بھیجا کافور نے
پھر نمک مرچ لگایا کہ خضر خان پھر بے بلائے آیا بادشاہ سے ٹھ تو گیا ہی تھا ایک مرتبہ پورا شک پڑ گیا

کے قلعہ میں بھیجدیا جب کافور نے ان دونون کو
اور خضر خان اور شادی خان دونون بھائیون کو اندھا کر
دیا تو موقع پاکر بادشاہ کے چھوٹے بیٹے شہاب الدین کو جوان دونون کا سوتیلا بھائی تھا ولیعہد بنایا
اور اپنے ایسے خوب پکا قول قرار اوس سے لیا وتین دن کے بعد بادشاہ نے عالم فانی سے
ملک جاودانی کو رحلت فرمائی ؏ ایک جاتا ہے ایک آتا ہے ٭ یہی دستور ہے زمانے کا
جو سمجھی ہین وہ نہین کرتے ٭ اعتبار اسکے کارخانے کا ٭ اس بادشاہ نے اکیس برس
سلطنت کرکے ۷۱۶ھ سات سو سولہ مین انتقال کیا اسکے زمانے کے شاعرون مین ایک امیر خسرو تھے
جنکی نظم و نثر تمام جہان مین پھیلی ہوئی ہے انھون نے اپنا خمسہ یعنی مجموعہ پانچ کتابون کا علاؤالدین
کے نام پر دو برس کی مدت مین لکھکر ۶۹۸ھ چھ سو اٹھانوے مین تمام کیا اوسمین مطلع الانوار دو ہفتہ
مین لکھی تھی چنانچہ خود اشارہ کیا ہے ؏ سال کزین چرخ کہن گشتہ بود ٭ از پس شش صد نود و ہشت بود
از اثر اختر گردون خرام ٭ شد بدو ہفتہ مہ کامل تمام ٭ کتاب نفحات مین حضرت نظام الدین اولیا
سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن ہر کوئی کسی چیز پر ناز کریگا اور مین اس ترک کے سینے کی آگ پر
اغلب ہے کہ امیر خسرو نے اسی مضمون کی طرف اس شعر مین اشارہ کیا ہے ؏ خسرو من گوش براہ صواب
تا تو شود ترک خدائی خطاب ٭ دوسرے شاعر امیر حسن تھے انکا دیوان بھی بہت مشہور ہے اگرچہ
اور بھی شاعر اوس وقت مین صاحب دیوان تھے مگر یہ دونون ایسے نامی گرامی تھے کہ انکا حال لکھکر اوروں کا
ذکر کرنے کو جی نہین چاہتا امیر خسرو کا انتقال ۷۲۵ھ سات سو پچیس مین ہوا قبر اونکی حضرت نظام الدین اولیا
اونکے پیر کی مزار مبارک کے قریب ہے مولانا شہاب معمائی نے ایک قطعہ تاریخ وصال تحریر
کرکے اونکے مزار پر یہ کندہ کرایا ہے

میر خسرو خسرو ملک سخن ٭ آن محیط فضل و دریای کمال
مرد و دلکش ترا زبار[illegible] ٭ نظم او صافی تر از آب زلال ٭ بلبل دستان سرای بیقرین
طوطی شکر مقال بی مثال ٭ از پئے تاریخ سال فوت او ٭ چون نہادم سر بزانوئے خیال
شد عدیم المثل یک تاریخ او ٭ دیگری شد طوطی شکر مقال

اور جس سال سلطان محمد نے دہلی کو ویران کرکے دکن مین دولت آباد کو آباد کیا امیر حسن کا وہین انتقال ہوا اور قبر اونکی دولت آباد
مین مشہور ہے لوگ اوسکو بطور تبرک کے زیارت کیا کرتے ہین مولوی جامی فرماتے ہین ؏ آن دو طوطی کہ بہ خوش خبری شان
بودہ در سند شکر ریز بیان ٭ شاہد [illegible] افلاک ہا سرشت بہ لند ٭ خامشان قفس خاک شدند

ذکر علاؤالدین کے بیٹے سلطان شہاب الدین کا

کافور نے شوال سنہ سات سو پندرہ مین شہاب الدین کو بچپن ہی مین تخت پر بٹھا دیا اور ملک اختیار الدین سنبل کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجکر خضر خان اور شادی خان کی آنکھین نکلوا ڈالین اور اونکی مان ملکہ جہان کا لوٹ کھسوٹ کر قید کر لیا شاہزادہ مبارک خان کو بھی قید کر دیا تھا اور آنکھین نکلوانے کی فکر مین تھا مگر تدبیر تقدیر سے موافق نہوئی یعنی جب وہ علاؤالدین کی خاندان کی تباہی پر ہی آمادہ ہو گیا تو مبشر اور بشیر نامی دو سردارون نے جو ہزار ستون قصر کے محافظون مین سے تھے اوسکا کام تمام کر دیا اور کافور ملک آخرت کی طرف کافور ہو گیا اور مبارک خان کو قید سے نکال کر بجائے کافور کے شہاب الدین کا نائب مقرر کیا اور مبارک شاہ نے ایک دو مہینے مین سب امیرون کو گانٹھ لیا پھر شہاب الدین کو گوالیار کے قلعہ مین بھیج دیا اور وہ سنہ سات سو سولہ مین وہین مارا گیا تین مہینے اوسکی حکومت رہی بعد ازان مبارک شاہ نے اون سردارونکو بھی جنھون نے اوسکو قید سے نکالا تھا قتل کر ڈالا باقی اونکے ساتھیون کو متفرق کر دیا [illegible]

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ علاؤالدین کے بیٹے کا

مبارک شاہ شروع سنہ سات سو سترہ مین سب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنے مقربون کو جاگیرین اور منصب تقسیم کیے اور ایک براو کی قوم کے بہت خوبصورت حسن نامی غلام پر جو مالوے سے پکڑا آیا تھا اور ملک شادی نائب خاص اور حاجب سلطان علاؤالدین نے اوسکو شفقت سے پالا تھا دل و جان سے فدا ہو گیا اور اگرچہ اوسمین کچھ لیاقت نتھی مگر بادشاہ نے اپنی محبت کے جوش مین اوسکو خسرو خان کا خطاب دیکر وزارت کا منصب عطا کیا اور چونکہ یہ بادشاہ خود بھی قید کی مصیبت بھگت چکا تھا اسلیے اوسنے تخت نشینی کے پہلے ہی دن سب قیدیون کو چھوڑ دیا اور غازی الملک کے بیٹے ملک فخر الدین کو جسکا آخر مین محمد عادل لقب ہو گیا سب میر آخور مقرر کیا اور پہلے ہی سال مین دیوگیر عرف دولت آباد کی تسخیر کا ارادہ کیا تھا مگر امیرون نے [illegible] باز رکھا سنہ سات سو اٹھارہ مین قطب الدین کو قوال گوالیار مین بھیجکر خضر خان اور شادی خان [illegible] دیا اور [illegible] کو اپنے حرم سرا مین داخل کیا امیر خسرو نے اوسبات مین یہ مثنوی لکھی ہے

کہ چون سلطان مبارک شاہ دہر
ز الفت [illegible] ثانی و ان [illegible]
ز [illegible] گشت پریشان تر [illegible]
دو گنج از زمین سان در کشید باز
صلاح ملک در خونریز شان دید

...ان سوی خضر خان کس فرستاد
... بیتاب و رخ بی نور مانده
... بند لیست از گیتی خداوند
...نجار از وصل بیرون رو دلیل
چو در خوردی که باشی مسندآرا
نه در خورد علو همت تست
شنیدم کانچنان گشت ارجمندت
پرستار پرستاری شود شاد
خسی کو برکف دریا نهد پای
که زان زانو نشین بر پایت خاست
چو سودای دولت کم گشت چیزی
خضر خان را نمانده اندر دل آرام
که شه را ملکرانی چون وفا کرد
مرا بی دولت و بی نور خواهی
پیام آور چو زان جان غم اندود
بگرمی خیره خندی کرد چون برق
بتندی سر سلاحی را طلب کرد
سر شیران ملک افگن بشمشیر
بفرمان شد روان مرد ستمگار
رسید و برزبر کرد از سر آهنگ
درین رفتند سرهنگان بی باک
که زان هول زده بر بام و در افتاد

نمودارى بغدر از دل برون داد
تو سیدانی که از من نیست این کار
چو وقت آید همون بگشاید این بند
کنون ما هم درین هنجار کاریم
براقلیمی کنیمت کارفرمای
دولرانی که در پیشت کنیزیست
که شد پابوس او سرو بلندت
که در صحن بستان کیست باری
برد بادش نه خم سیلی از جای
چو زینجا رفت باز اینجا فرستش
و همیت باز تا باشد کنیزی
نخست از دیده و لب جوش خون داد
دولرانی بهر پا بدر رها کرد
چو با من هم بست این یار جانی
ببرج شاه برد آن آتشین دود
برآمد شعلهٔ کین را ز با[illegible] نه
که باید صد گره امروز شب کرد
که من ایمن شوم زان بازی ملک
کبوتر پای بسته وحیره ناهار
رسانید آنچه فرمان بود شد از تخت
به بی پاکی دران عصمت گه پاک
دران برج از شغب تیر شد گوش
[illegible]

گدای شمعی ز مجلس دور مانده
ستمکش مانده و یکسو شد ستمگار
نشاید در این اندیشه تعجیل
که با هنجار زان بندت برآریم
مگر مهر کسی کاندر دلت رست
کنیز از سه بود هم سهل چیزیست
نه بس زیبا بود کز چشم کوتاه
که جوید سر بلندی با چناری
تمنای دل ما می‌کند خواست
بپایین گاه تخت ما فرستش
چو شد پیغام گوی و برد پیغام
پس آلوده بخون پاسخ برون داد
ور این دولت هم از من دور خواهی
سر من دور کن زان پس تو دانی
شهنشه گرم گشت از پای تا فرق
بهانه جوی را خوش شد بهانه
روا ندارد گالیر این دم نه بس دیر
که هست این فتنه کمتر بازی ملک
شبا روزی برید آن چند فرسنگ
شد اهل قلعه در کاری چنان سخت
بران پوشیدگان هولی در افتاد
قیامت میهمان آمد بفردوس
[illegible] رفته

توان مرد و خورد و خواب رفته
سگ در گو توان آویخت تا دیر
ازان بیرون بی حاصل چه کوشش
بهر یک شیر ده گان سگ آویخت
که شیر ان سگان سازند نخچیر
فتادند آن شگرفان در زبونی
درآمد خونی بی رحمت از در
بقصد جبال را مشغول کرده
بهر یک موی او بر رسته نخی
و آتش از خشمناکی گشته خندان
به نفرین و نفرت فرق تا پای
عفا الله چه جانی بود ... چون ما
ز افسوس چنان عمر جوانی
بخون قصاب را منت چه جوئی
ز اندام چو گل نبود به پرهیز
بجنبید از میان چون تند بادی
هزار اهرمن از رویش نمودار
چو بوم نو بدیدن شوم چهره
چو خوکی بد طریقی لعنت انگیز
دران ناخوش دهان چون غراره
ز سبلت کرده خود را حلقه در گوش
زراه قهر دامن در کشیده
کشیده گرد دامان قبا چست

شد اندر غصه شادی خان والا
بیفکند و بکشتن جست شمشیر
جوانان در دو پیدا از چپ و راست
نگر سگ را که بر شیران غضب ریخت
چو بستند آن دو دولتمند راست
برآمد سو بسو شمشیر خونی
چو جانی پایه غم شادیش نام
بشکل ابلیس مشغول کرده
نهیب تند چون سکین جلاد
گرفته خشم لبهایش بدندان
اشارت کرد بر سو راندن تیغ
کسی چون بر کشد شمشیر کین خواه
فلک را باد یارب سینه صد چاک
که خواهد تیغ خود را سرخروئی
غرض کس را بر ایشان چون نشد را
فرو ترتیبی بنهاد و نشرادی
غم افزای چو عیش تنگ حالان
چو صبح دی بغضبش سرد مهری
لبی چون پاشنای جفت زنان
تبسم گونه چون کفش پاره
سگ زان صف سرهنگان برون جست
بخون نیز آستینها بر کشیده
شهادت خواست از خضر اندران کاخ

ماند جست از سنان حق تعالی
چو شمشیر ظفر گم گشته بود شر
در افتادند و آن افتاده برخاست
زهی سگ رانی چرخ زبون گیر
زمانه بست دست دولت و بخت
چو جست آواز بی رحمی ز نخچ
مخالف چون خط مصحف و غم وا
بهر یک جانب از ره جسته بی
نگاه تند چون میتین فرها
همه قهر و سیاست رعبت و رای
فتد برق کسی در جنبش از میغ
که او در دل نیاید سوز جان
که زین سان ارجمندان را کند خاک
چو گل بنهاد بر جلاد خون ری
که کرد تیغ خود را کار فرما
ستنبه صورتی اهرمن آ
کج اندیشی چو عقل خورد سا
چو شام غم شبی بخت
رخ چون بوسه جای کج
درازش سبلتی چون پر کو
تو گوئی خواهد از وی سیخ خون
ز فرمان بناده تیغ گوهرین
چو تسبیح درخت از سبزی شا

غدر کا ارادہ کیا کسی مخبر نے بادشاہ کو اطلاع کر دی یہ سنتے ہی اوسنے اسد الدین کو فوراً قتل کر دیا اور اوسکے
کنبے کے بیس آدمیون کو جنکو اس واقعہ کی خبر بھی نہ تھی اور اپنے اونمین سے بچے تھے حکم بھیجا مروا ڈالا جب
جھاین مین پونہچا تو شادی خان سلاح دار کو گوالیار کیطرف بھیجا اور وہ بموجب حکم شہاب الدین کو قتل کر کے
خضر خان اور شادی خان کے سارے گھر بار کے لوگون کو جو وہان باقی تھے دہلی مین لے آیا یہ بادشاہ
حضرت نظام الدین اولیا کی جناب مین بھی اس خیال سے کہ خضر خان اونکا مرید تھا بداعتقاد ہوا اور اونکی
ضد پر شیخ رکن الدین کو ملتان سے طلب کیا اور شیخ زادہ جام کو کہ حضرت ممدوح کے منکرون مین سے تھا
اپنا مقرب بنایا رفتہ رفتہ اس بادشاہ کا مزاج بہت خراب ہو گیا اور باپ کی طرح خونریزیون پر کمر باندھی
ظفر خان حاکم گجرات کو بے سبب قتل کر دیا ایک لکھی نے دیوگیر مین سرکشی کی ڈھنگ ڈالے اور بادشاہ کا
سامان درست کیا جب خسرو خان دیوگیر مین پونہچا تو اپنے فوج کے سردار جنکی دیوگیر مین تعیناتی تھی یک لکھی کو
پکڑ کر خسرو خان کے پاس لے گئے اور اوسنے قید کر کے دہلی کو بھیجدیا بادشاہ نے فوراً قتل کرا دیا پھر
ملک شاہین کو بھی جسکا وفا ملک خطاب تھا گوون کے کہنے سے مار ڈالا اس زمانے مین بادشاہ کی
بیہودگیون کی یہ نوبت پونہچی کہ عورتون کا لباس اور زیور پہنکر مجلسون مین آتا تھا اور شہزادین پیکر طرح طرح کے
فسق و فجور پیدا کیا کرتا تھا اور اس مقام پر مصنف کی کتابون سے یہ بھی ٹپکتا ہے کہ شاید ابنہ کے مرض مین
بھی مبتلا تھا اور ہزار ستون محل کی چھت پر بیٹھکر بھنڈ بازون اور مسخرون کو اشارہ کرتا تھا تو وہ عین الملک ملتانی
اور قرابیگ وغیرہ بڑے بڑے امیرون کو ہنسی مذاق کر کے چھیڑتے اور اونکی نقلین بنا کر طرح طرح ذلیل
کرتے تھے اور یہ بالا مادر زاد ننگے ہو کر بیحیائی کی حرکتون مین مصروف ہوتے تھے اور امیرون کے کپڑون پر
اپنا پیشاب تک چھڑکتے تھے غرض سارے سلطنت کی تباہی کے سامان موجود ہو گئے ظفر خان کے
قتل کے بعد حسام الدین کو جو خسرو خان کا پرکٹا بھائی تھا ظفر خان کی جگہ گجرات کو روانہ کیا اور اوسنے
اپنی قوم کو جمع کر کے بغاوت کے سامان کی تیاری کی اور ظفر خان کے زمانے کے جتنے امیر تھے
سب کو قید کر کے دہلی کو بھیجا مگر بادشاہ نے اونکو فوراً چھوڑ دیا اور یہ سارے ڈھنگ حسام الدین کی
خوب سمجھ گیا مگر خسرو خان کی خاطر سے کچھ نہ کہا بلکہ اور زیادہ قدر کی لیکن گجرات مین اوسکی جگہ
ملک وحید الدین قریشی کو جو یک لکھی کی گرفتاری کا باعث ہوا تھا بھیجا پھر خسرو خان نے تلنگانہ پر
فوج کشی کر کے وہان کے قلعے کو گھیر لیا آخر اوسکے راجہ سے بہت سا خزانہ اور مال و اسباب اور

اور ایک سو کئی ہاتھی پیشکش لیکر بیتھلی کی طرف توجہ کی اور نو سو بیس ہاتھی اور ایک ٹکڑا الماس کا جسکا وزن
بقدر چھ درم کے تھا وہان سے حاصل کر کے دلی مین آیا سامان تو بہت سا جمع ہو ہی گیا تھا اس فکر مین ہوا
کہ اوسی ملک کو گھیر بیٹھے کئی امیرون کو جو ہمراہی مین تھے جان سے مار دیا جب ملک تلبغہ بغدہ اور ملک تلبغہ
ناگوری اور ملک حاجی نائب وغیرہ بادشاہی امیرون نے اوسکا ولی منشا پالیا تو فوراً زبردستی ایک ڈولی
مین بٹھا کر جھٹ پٹ سات دن کے عرصے مین دیوگیر سے دلی مین لے آئے اور اوسکا فاسد ارادہ بادشاہ
سے عرض کیا مگر خسرو خان نے اپنے عاشق و فریفتہ بادشاہ کو تنہائی مین باتین بنا کر راضی کر لیا اور اون امیرون
کی خوب برائیاں ذہن مین بٹھا دین بادشاہ تو اوسپر مٹا ہوا تھا سارے اوسکے کہنے پر یقین کر کے
اون امیرون سے بہت ہی ناراض ہوا اور اونکو خوب ذلیل کیا ہر چند اونھون نے سچے گواہ اپنے
دعوے کے پیش کیے مگر کچھ فائدہ نہوا اور اون گواہون کو سزا ملی اور فرزدق عرب کے شاعر کا
قول یہان پورا پورا صادق آگیا کہ جب اوسنے اپنی بی بی کا کوئی جھگڑا ہارون رشید خلیفہ کے سامنے
پیش کیا اور جعفر برمکی کی سفارش اوٹھائی اور اوسکی بی بی کی طرف سے زبیدہ خاتون نے سعی کی خلیفہ
زبیدہ کا زیادہ خیال کر کے عورت کو جتا دیا تب فرزدق نے یہ شعر کہا ؎ لَیسَ الشَّفِیعُ الَّذِی یَأتِیکَ مُتَّزِراً
مِثلُ الشَّفِیعِ الَّذِی یَأتِیکَ عُریَاناً ؎ یعنی نہین ہے وہ شفیع جو تیرے پاس ازار پہنکر آتا ہے مانند اوس شفیع کے
جو تیرے پاس ننگا ہو کر آتا ہے القصہ پھر خسرو خان نے اپنی قوم کو بلانے کی بادشاہ سے اجازت لی اور
یہ قصد کیا کہ وہی لوگ بادشاہی مصاحب ہون چنانچہ بادشاہ نے اوسپر اور اوسکی قوم پر اعتماد کر کے
ساری سلطنت کا مختار کر دیا اور خود فسق و فجور مین مبتلا ہوا اور یہی کیفیت ہو گئی کہ ؎ صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے
شب دلارام سے گذرتی ہے ؎ عاقبت کی خبر خدا جانے ؎ ابتو آرام سے گذرتی ہے ؎ ارکین
سلطنت نے بجز خسرو خان کی خوشامد کے کوئی چارہ نہ دیکھا تمام دربار مین براو قوم کے لوگ بھر گئے
اور یہ لوگ خسرو خان کے مکان پر اکھٹے ہو کر بادشاہ پر غدر کرنے کے مشورے کیا کرتے تھے
ایک روز قاضی ضیاء الدین نے جنکا قاضی خان خطاب تھا یہ مضمون بادشاہ کے کان تک پہنچایا مگر
بادشاہ اپنی عیش و عشرت کے نشے مین ایسا چور تھا کہ کچھ نیک و بد کی تمیز نہ تھی اوسی وقت خسرو کو بلا کر یہ
قصہ بیان کر دیا اوسنے جواب دیا کہ بادشاہ کی جو عنایتین میرے حال پر حد سے زیادہ ہین لوگ اس سے
[illegible]

کنجیان بھی حوالہ کردین اسکو اوسنے ایک ولتوری کی نشانی سمجھکر اپنے لیے ایک نیک فال تصور کی
اتفاقاً ایک رات بادشاہ خسرو کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب کے دور اوڑا رہا تھا اور گویا اس شعر کا مضمون
زبان حال سے ادا ہوتا تھا ۔ گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ۔ زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین
سب ہوکی کے امیر اپنی اپنی نوبت سے اوٹھکر چلدیے قاضی خان ہزار ستون کی چھت سے اوترکر
دروازون کی حفاظت اور چوکیدارون کی خبرگیری مین مصروف تھا استے مین مدہول نامی خسرو کا چچا
اپنی قوم کو لیے ہوے آپونہچا اور قاضی خان کو باتون چیتون مین مصروف کر کے غافل کیا اور ڈراور
پاکر ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ اوسکی روح سیدہی جنت کو چلی گئی اس واردات سے کچھ شور و غل جو ہوا تھا
بادشاہ کے پاس تو سواے خسرو خان کے اور کوئی تھا ہی نہین اسی سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
وہ اوٹھکر گیا اور اپنی قوم کو اور زیادہ بادشاہ کے قتل پر آمادہ کر آیا اور بادشاہ سے آکر بیان کیا کہ طویلہ
کو گھوڑے کھل کر لڑنے لگے تھے کچھ اوسکا غوغا تھا استے مین جاہر نامی خسرو کا ماموں اپنی جماعت
سمیت ہزار ستون کی چھت پر چڑھا اور ابراہیم اور اسحاق وہان کے محافظون کو قتل کر کے بادشاہ پر
سیدھا ہوا بادشاہ اوسی نیم مستی کے عالم مین زنانے مکان کی طرف بھاگنے لگا خسرو خان نے
پیچھے سے سر کے بال پکڑ لیے بادشاہ اوس سے اپنی جان چھوڑا رہا تھا کہ جاہر یانی آکر ایک پہلو پر
زخم لگایا پھر سر کاٹ کر چھت سے نیچے پھینکدیا جب لوگون نے یہ حال دیکھا تو ہر کوئی اپنے ٹھکانے کو
چلدیا کئی امیر اوس قصر کے دروازے پر قتل ہوے پھر خسرو اپنے ساتھیون کے ساتھ بادشاہی
محلسرا مین گھس گیا اور فرید خان اور منگو خان بادشاہ کے چھوٹے بچون کو اوکی اون کی گودیون
مین سے چھین کر ذبح کر ڈالا اور ظلم پر کمر باندھکر جو چاہا سو کیا اور علاء الدین اور قطب الدین کی ننگ و
ناموس کو دم بھر مین خاک مین ملادیا ع دگرگون حال ہو جاتا ہے دم بھر مین زمانے کا ۔ جب ان سب کامون
سے فراغت ہوا تو عین الملک ملتانی اور ملک فخر الدین جونا جو آخر مین سلطان محمد تغلق ہو گیا ہے اور
قرابیگ کے بیٹون اور ملک وحید الدین قریشی وغیرہ کو رات مین ہی بلوایا اور صبح تک ہزار ستون کی کوٹھی
نظربند رکھا جب دن نکلا تو شہر کے سارے ظالمون اور رئیسون کو بلاکر خسرو کے نام بیعت لی گئی اور
جسکو مخالف سمجھا حکمت عملی سے پکڑ کر مار ڈالا قاضی ضیاء الدین کی بی بی تو کہین کو بھاگ گئی باقی سارا
خاندان اوسکا مدہول کے سپرد ہوا حسام الدین سے جو خسرو خان کا ماں کی طرف سے بھائی تھا

خانخانان خطاب پایا اور حسول راو رایان ہوا سب بادشاہی خاندان کی عورتین اس قوم مین تقسیم
ہوگئین اور خاص بادشاہ کی بی بی سے خسرو خان نے نکاح کیا یہ حادثہ سنہ ۲۰ سات سو بیس ہجری مین ہوا
اور قطب الدین مبارک شاہ نے چار برس اور کئی مہینے سلطنت کی

ذکر ناصر الدین خسرو خان کا

خسرو خان نے تخت سلطنت پر جلوس کرکے ناصر الدین اپنا خطاب مقرر کیا امیرون کو چار ناچار
اطاعت کرنا پڑی اسلام کے طریقون کا تنزل شروع ہوا ہندوون کی رسم و رواج نے ترقی پائی بت پرستی
خوب ہونے لگی مسجدین خراب کرنا شروع کین خسرو خان نے تالیف قلوب کی غرض سے انعام و اکرام
دینے بہت شروع کیے اور سارے خزانے جو علاء الدین اور قطب الدین کے وقت سے جمع ہو رہے تھے لٹا دیے مگر لوگون کو
دلو سے اوسکی نمکحرامی اور بدنیتی کا رنج نہ نکلا سنہ ۲۱ سات سو اکیس مین ابوبکر خان اور علی خان اور بہار خان وغیرہ کو
جو علاء الدین کی اولاد مین باقی تھے اندھا کر دیا اور عین الملک وغیرہ امیرون کو بھی متفرق دور دور بھیجدیا ہندوون کا بڑا غلبہ ہوا مسلمانون پر
خرابی آئی خسرو خان نے ہر طرف کو فرمان بھیجکر لوگون کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہا اوسنے [illegible] بڑا اور بیچہ کو
صوفی خان اور اختیار الدین سنبل کو حاتم خان خطاب عنایت کیا اور [illegible] الملک
اور کمال الدین صوفی کو وکیل در مقرر کیا اور ملک فخر الدین جونا غازی الملک کے بیٹے کو آخور بیگی کا
منصب دیا اور اوسکی بہت خاطر کرتا تھا اس خیال سے کہ شاید اوسکا باپ غازی الملک جو علاء الدین
کے وقت کا بڑا نامی امیر تھا اور مغلون کے مقابلے مین بہت لڑا بھڑا تھا دیبالپور سے آکر اوسکے
قابو مین پھنس جاوے پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور عین الملک ملتانی کو عالم خان خطاب دیا تھا
مگر اوسنے غازی الملک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم مقابلہ کروگے تو مین معرکے کے روز اپنی ملک مالوے کو
اوٹھ جاونگا اور جب سب امیر تمسے متفق ہو جاوینگے تو مین بھی آملونگا بعضے امیرون نے منصب و
جاگیر کے لالچ سے خسرو خان کی اطاعت اختیار کی اور بعضون نے سرکشی کی جب غازی ملک نے
یہ پریشان خبرین سنین تو اوسکے دل مین اسلام کی غیرت نے جوش مارا اور اپنے آقا کے خون اور اوسکے
ننگ و ناموس کی بیعزتی کا بدلا لینے کے لیے کمر مضبوط باندھی اور ادھر اودھر کے امیرون سے بھی
مدد مانگی فخر الدین بیٹے نے بھی خفیہ باپ کو لکھا کہ گھوڑون کی ڈاک بٹھا دو تو مین بھاگ آؤن چنانچہ
کے بیٹے کو ساتھ لیکر دلی سے دیبالپور مین

باپ کے پاس جا پونہچا باپ نے اپنے پیارے بیٹے کے آنے کی بڑی خوشی کی اس سے پہلے سرسوتی کے
قلعہ مین دوسو سوار بھیج چکا تھا جب خسرو خان غفلت سے چونکا تو اوسنے فخر الدین کے بھاگ جانے کو اپنی بربادی
کی نشانی سمجھی اور قرہ قمار کے بیٹے کو اوسکے پیچھے روانہ کیا وہ قصبۂ سرستی تک جاکر لوٹ آیا اور خسرو خان کو
ان سب حالون کی مفصل اطلاع دی پھر غازی الملک نے سامان مہیا کرکے بڑی دلیری اور مردانگی کے ساتھ
دہلی کا ارادہ کیا ادہر خسرو نے اپنے بھائی خانخانان کو چتر اور دورباش دیکر اور صوفی خان وغیرہ نالائق اور
کمینے امیرون کو ساتھ کرکے غازی ملک کے مقابلے کے لیے بھیجا غازی الملک بڑا پرانا امیر تھا بھگتا بھگتایا
تھا اور مغلون کے مقابلے مین بڑے بڑے کارنمایان کرکے فتحین پاچکا تھا اور بہرام ایبہ حاکم اچہ اور ملتان
بھی اوسکی مدد کے لیے آملا تھا خسرو کی طرف کے سب امیر سفلے اور ناواقف تھے تھانیسر مین دونون کا
مقابلہ ہوا پہلے ہی حملے مین غازی الملک نے فتح پائی اور ادہر کے لوگ ہاتھی اور گھوڑے اور سارا سلطنت کا
سامان چھوڑکر دہلی کی طرف بھاگے اور غازی الملک بھی پیچھے سے ڈانٹتا ڈپٹتا دہلی پر آپونہچا خسرو خان نے
اپنے ٹوٹے پھوٹے لشکر کو جمع کرکے خزانے کا دروازہ کھول دیا اور تین تین چار چار مہینے کی تنخواہین
پیشگی دیکر بڑے بڑے انعامون اور منصبون اور جاگیرون کا امیدوار کیا علاء الدین کے خاندان کے
جن شاہزادون کو اندھا کرکے ادھموا چھوڑ دیا تھا اب اونکو جان سے بھی مار ڈالا غرض اور بہت سا سامان لیکر
ایک منحوس گھڑی مین شہر سے باہر نکلا اور حوض خاص سے اندرپت تک اوسکا لشکر پڑا اور غازی الملک
سلطان رضیہ کے حظیرہ مین اوترا تھا اوسوقت مین عین الملک اپنے اقرار کے بموجب دھار اور اجین
کی طرف چلدیا اس سے اور بھی خسرو خان کا دل ٹوٹ گیا دوسرے دن لڑائی ٹھنی اول مرتبہ خسرو خان کے
لشکر کو غلبہ ہوا مگر غازی الملک شیر کی طرح میدان مین ثابت قدمی کے ساتھ جما رہا اور تین سو آدمی اوسکی
فوج کے جو گھات مین بیٹھے ہوئے تھے یکبارگی خسرو کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اوسکی فوج کو تتر بتر کردیا
اور ملک تلبغہ اور قرہ قمار کے بیٹے اور کئی امیر اور خسرو کے طرفدار مارے گئے مگر خسرو بھی بڑی بہادری
سے شام تک لڑتا رہا آخر شکست کھاکر تلپت کی طرف کو بھاگا اور چتر اور علم اور سارا سلطنت کا سامان جو
چند روز کے لیے برائے نام خسرو کو ملگیا تھا غازی الملک کے ہاتھ لگا پھر خسرو تلپت سے لوٹکر
ملک شادی کے حظیرے مین جو اوسکا پرانا رفیق تھا تن تنہا بدحواس ہوکر چھپ رہا دوسرے دن لوگ اوسکو
برے حالون سے پکڑکر غازی الملک کے سامنے لائے اور اوسکے برے کامونکی سزا دی گئی۔

دل دکھاتا نہین جاتا ہے کسی کا خالی ٭ ظلم کا پاتے ہین آخر کو ستمگر بدلا ٭ دوسرے دن غازی الملک تلپت سے سوار ہوکر سبز کوشک مین اوترا اور دہلی کے سب چھوٹے بڑے اوسکی استقبال کو آکر مبارکبادیان دینے لگے اوسکے دوسرے دن غازی الملک دہلی مین داخل ہوا اتنے مین یہ خبر آئی کہ خانخانان حرامخور بھی کسی باغ کے کونے مین چھپا بیٹھا ہے فوراً ملک فخرالدین غازی الملک کے حکم سے اوسکو پکڑ لایا اور ناک کان ہاتھ پانون کاٹ کر سارے شہر مین پھرایا یہ واقعہ سنہ ۷۲۰ سات سو بیس مین ہوا اور خسرو نے چار مہینے اور کئی دن بادشاہت کی

ذکر غیاث الدین تغلق شاہ کا

غازی الملک نے سب امیرون کے اتفاق سے سنہ مذکور مین غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کرکے تخت نشین ہوا اور سلطنت کے بگڑے ہوئے کامون کو ایک ہفتے مین ایسا درست کیا کہ اورون سے دو برسون مین بھی نہوتا اور اپنے عزیزون قریبون کے لیے منصب متعین کیے اور سارے علاء الدین کے زمانے کے امیرون اور بعضے قطب الدین کے زمانے کے امیرون کو بڑی مہربانیون کے ساتھ جاگیرین عنایت کین بعد ازان قلعہ تغلق آباد بنایا اور وہان جشن کیے اور بدر شاعر شاشی نے اوسکے بنکلنے کی تاریخ فادخلوہا لکھی تھی پھر جن جن کے مشورے سے خسرو نے قطب الدین کی بی بی کے ساتھ عقد کیا تھا اور جو جو لوگ اوسکی قوم کے ممد و معاون تھے سب کو سزائین دین اور ملک فخرالدین اپنے بیٹے کو جسکے ڈھنگون سے بادشاہی کی لیاقت ٹپکتی تھی الغ خان خطاب اور چتر وغیرہ سب سلطنت کے لوازمے دیکر ولیعہد بنایا اور بہرام ایبہ کو جسے سلطان تغلق نے اپنا بھائی بنایا تھا کشلو خان کا خطاب دیکر تمام سندھ اور ملتان کا ملک سپرد کیا اور اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان کا خطاب دیا سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس مین الغ خان کو چندیری اور بداون اور باقی اور پورب کے شہرون کی فوج کے ساتھ دیوگیر اور تلنگانہ کی طرف بھیجا اور اوسنے دیوگیر کی فوج بھی ساتھ لیکر قلعہ ارنکل کا جو سات سو برس سے راے سدر دیو اور اوسکے باپ دادون کے تصرف مین تھا محاصرہ کیا اور اوسکے باہر کا کچا احاطہ فتح ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ اندر کا قلعہ بھی جو پتھر کا بنا ہوا تھا فتح ہو جاوے اس عرصے مین کسی سبب سے دہلی کی ڈاک آنے مین دیر ہوئی مفسدون کو خوب موقع ملگیا شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر نے جو امیر خسرو کا مقابل تھا اور یہ شعر اوسکا اوسکی نسبت مشہور ہے ٭ غلط افتاد خسرو را زنخدا

که سکبا بخت در دیگ نظامی ۵۰ اور امیر خسرو نے بھی اپنی کتابون مین اوسکی اور سعد فلسفی کی بہت شکایتین
کی ہین یہ خبر اوڑائی کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا اس خبر سے لشکر مین بڑا فتور پڑگیا اور عبید نے لشکر کے
امیرون کو بھی بہکایا کہ الغ خان تمہاری فکر مین ہے اس لشکر کی پریشانی مین کافرون کی خوب بن پڑی
اور قلعہ سے نکل کر بہت مسلمانون کو قتل کیا اور ملک تگین وغیرہ امیرون نے الغ خان پر غدر کرنے کی
تدبیر کی وہ پچاس سوار ساتھ لیکر جھٹ پٹ دہلی کو بھاگا اور سب امیر اپنے اپنے ملکون کو چلدیے اونمین سے
ملک تگین ملتان اور جیسلمیر کے بیچ مین سے پکڑا گیا اور تاج الدین ما القانی اوسکا داماد جو قید خانے سے
بھاگ گیا تھا سرو ندی کے کنارے پر گرفتار ہوا اور عبید شاعر کو بڑی خرابیون سے قید کرکے لا کر
اور ان سب کو مع اونکے ساتھیون کے ہاتھی کے پانون سے کچلوا دیا جو باقی رہے تھے وہ جہان گئے
وہین مارے گئے ۷۲۳ سات سو تئیس مین الغ خان نے دوبارہ تلنگانہ کی طرف توجہ کی راے لدر دیو
پھر قلعہ مین بند ہوگیا الغ خان نے باہر کے قلعہ کو فتح کرکے راجہ کو بھی مع اوسکے گروہ کے پکڑ لیا اور
وہان عامل مقرر کرکے بہت سے ہاتھی اور مال و اسباب اور جواہرات جو غنیمت مین ہاتھ لگے تھے راجہ سمیت
دہلی کو روانہ کیے اور ارنگل کا سلطان پور نام رکھکر خود بھی دہلی کو مراجعت کی اس عرصے مین بنگالے کے
حاکم کا کچھ چال چلن بگڑا ۷۲۴ سات سو چوبیس مین خود بادشاہ نے اوس طرف توجہ کی اور الغ خان کو
تغلق آباد مین جو تین سال سے کچھ زیادہ مین تیار ہوا تھا مہمات ملکی اور مالی کے انتظام کے واسطے
اپنا نائب چھوڑا جب لکھنوتی مین پونہچا سلطان ناصر الدین وہانکا حاکم اور باقی اوس طرف کے سب
راجہ اطاعت قبول کرکے استقبال کے لیے آئے بادشاہ نے سلطان ناصر الدین کو چتر اور دورباش
اور سب سلطنت کا سامان دیکر لکھنوتی کی حکومت از سر نو عطا کی اور فتح نامہ دہلی کو بھیجا اور تاتار خان حاکم
ظفر آباد کو جسے بادشاہ نے اپنا بیٹا کیا تھا آگے روانہ کیا چنانچہ وہ بہادر شاہ عرف بورہ حاکم سنارگانو
کو جو چند روز سے مستقل بن بیٹھا تھا طوق و زنجیر پہنا کر مع سارے اوسکے ہاتھیون کے بادشاہ کی خدمت
مین لے آیا بادشاہ نے یہ سب فتحین پاکر بہادر شاہ مذکور کو ساتھ لیکر دہلی کا قصد کیا اور دو دو منزلیان
کرتا ہوا بہت جلد آ پونہچا الغ خان نے یہ سنکر تغلق آباد سے تین کوس افغان پور مین ایک بلند
اور نہایت عمدہ قلعہ تین روز مین طیار کرایا تا کہ بادشاہ اوس پر رات بھر وہین رہے صبح کو ایک اچھی
گھڑی مقرر کرکے تغلق آباد مین جاوے چنانچہ بادشاہ وہین جا کر ٹھہرا الغ خان مع تمام سردارون کے

استقبال کے لیے آیا اور بڑا سامان ضیافت کا مہیا کیا اور وہان بادشاہ کے حکم سے وہ ہاتھی جو
بنگالے سے آئے تھے دوڑائے گئے وہ مکان نیا بنا ہوا تھا اونکی دہل سے ہل گیا بادشاہ نے
اوسکے اندر کھانا کھایا اور یہ خبر تھی کہ بادشاہ کھانا کھاتے ہی فوراً سوار ہو جاینگے اس سبب سے
جو لوگ دسترخوان پر کھانے مین شریک تھے بعد کھانے کے جھٹ پٹ بے ہاتھ دھوئے شاید
سواری کے اہتمام کے لیے باہر چلے آئے بادشاہ ہاتھ دھونے کے انتظار مین بیٹھا رہا یکایک
چھت گر پڑی اور جان سے ہی ہاتھ دھویا یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ اتنی جلدی نئے مکان
بنانے کی کوئی ضرورت نتھی اس مقام پر صاف شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ
الغ خان نے قصداً اوسکی دیوارین اندر سے خالی رکھی تھین سچ ہو مگر تاریخ فیروزشاہی والے نے
اسکا کچھ ذکر نہین لکھا باوجودیکہ اوسپر فیروزشاہ کی طرفداری کا بھی احتمال ہے یہ واقعہ ۷۲۵ھ سات سو پچیس
مین ہوا اور غیاث الدین نے چار برس کئی مہینے سلطنت کی ہندوستانیون مین یہ بھی مشہور ہے
کہ غیاث الدین کو حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے رنج تھا اور لکھنوتی سے حضرت ممدوح کے پاس
پیغام بھیجا تھا کہ جب مین اب کے مرتبہ دہلی آؤنگا تو وہان آپ ہی رہینگے یا مین ہی آپ نے جواب دیا
کہ ہنوز دہلی دور ست اوسی دن سے یہ قول ایک ضرب المثل مشہور ہے امیر خسرو کی سب سے پچھلی
تصنیف تغلق نامہ ہے جو اس بادشاہ کے نام پر لکھا تھا اور اسی سال مین جیسا کہ اول مذکور ہو چکا ہے امیر خسرو کا بھی انتقال ہوا

ذکر تغلق شاہ کے بیٹے سلطان محمد عادل کا

بعد وفات سلطان غیاث الدین کے الغ خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب مقرر کرکے ۷۲۵ھ سات سو پچیس
مین سب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا چالیس دن تک باپ کا ماتم رکھا
بعد ازان قدیمی بادشاہی مکان مین جلوس کرکے بہت سا روپیہ لوٹایا ملک فیروز اپنے چچازاد بھائی کو جو آخر
مین سلطان فیروز ہو گیا ہے نائب مقرر کیا اسی طرح اور امیرون کے مرتبے بڑھائے حمید لوہکی مشرف ہوا
اور ملک سنجر کو عماد الملک اور ملک خرم کو ظہیر الجیوش اور ملک پندار خلجی کو قدر خان اور ملک اعز الدین یحیی کو
اعظم الملک خطاب دیا اور ستگانون کا علاقہ اوسکو جاگیر مین ملا ۷۲۷ھ سات سو ستائیس مین دیوگیر کی طرف
کوچ کیا اور برابر دہلی سے دیوگیر تک کوس کوس بھر پر ایک ہرکارہ بٹھایا اور ہر منزل پر ایک مکان اور خانقاہ بنا
ایک ملا اوسمین رکھدیا اور کھانا پانی اور پان وغیرہ سب مہمانی کے سامان وہان مہیا رہتے تھے اور چوکیدارون کو

حکم تھا کہ ساتون اسی طرح خلعت پہناوین بہون تک اوسکے آثار باقی رہے اور دیوگیر کا دولت آباد نام رکھا اور
اوسکو اپنے ملک کا وسط قرار دیکر دار السلطنت قرار دیا اور مخدومہ جہان اپنی مان کو مع اہل و عیال اور
امیرون اور سپاہیون اور لشکر اور رعایا اور خزانون و غیرہ کے دولت آباد کو بلا لیا اور مخدومہ جہان
کی سبب سے بہت سے سیدون اور مشایخون اور عالمون کو وہان جانا پڑا بادشاہ نے سب کے
انعام اور روزینے دگنے تگنے کر دیے خانہ ویرانی کی مصیبت بری ہوتی ہے دہلی کے بسنے بسانے
گھرون کو اجاڑ کر دولت آباد جانے مین مخلوق پر بڑی تباہی آئی اور اکثر بیوہ عورتین اور بڑھیین اور
بیمار و ضعیف آدمی سفر کی سختی سے راستے ہی مین مرگئے اور جو پہونچے بھی تو وہان ٹھہرنا مشکل پڑا ہو کوئی
اون مصیبت زدون سے وطن کا نام پوچھتا تھا تو میر تقی کے اس قطعے کا مضمون ادا کرتے تھے

دہلی جو ایک شہر تھا رشک چمن کبھی + رہتے تھے انتخاب جہان روزگار کے + اوسکو فلک نے مار کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہین اوسی اجڑے دیار کے +

اسی سنہ کے آخر مین ملک بہادر گرشاسپ نے دکن مین فتنہ برپا کیا
ملک احمد ایاز نے جسکا خواجہ جہان خطاب تھا اوسکو شکست دی اور قید کرکے بادشاہ کے پاس بھیجدیا اور
وہان وہ اپنی سزا کو پہونچا پھر ملک بہرام ایبہ نے جسکا سلطان تغلق سے بھائی چارہ تھا ملتان مین بغاوت کی
اور علی خطاطی کو جسے بادشاہ نے اوسکے بلانے کے لیے بھیجا تھا قتل کر ڈالا بادشاہ اوسکا شر رفع کرنے
کے لیے دولت آباد سے کوچ کرکے دہلی مین آیا اور وہان سے رات دن کوچ کرتا ہوا ملتان پہنچا بہرام
اول مقابلہ کیا آخر شکست کھا کر قتل ہو گیا اور سر اوسکا کاٹکر بادشاہ کے سامنے آیا بادشاہ نے چاہا تھا
کہ بہرام کے گناہ مین سارے ملتان کے باشندون کو قتل کرکے خون کی ندیان بہاوے مگر
حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ نے اپنی ٹوپی اوتار کر بادشاہ سے سفارش کی تب اون بیچارون کی
جان بچی بادشاہ ملتان کو قوام الملک مقبول کے سپرد کرکے واپس آیا پھر چند روز کے بعد اوسکو بدل کر
ملتان مین بہزاد کو بھیجا مگر اوسکو شاہو لودی پٹھان نے قتل کرکے سرکشی کی بنیاد ڈالی بادشاہ جب
اوسکی تنبیہ کا قصد کرکے دیبالپور تک پہونچا شاہو پہاڑون کی طرف بھاگ گیا سنہ ۷۲۹ سات سو اونتیس مین
ترمہ شیرین مغل نے جو قتلغ خواجہ کا بیٹا پہلے ہندوستان پر چڑھا تھا جسکا بھائی تھا دہلی پر یورش کی
اور بہت سے قلعے فتح کیے غرض لاہور اور سامانہ اور اندری سے بدایون کی حد تک لوٹ مار کرکے
قبضہ کر لیا مگر جب بادشاہ کی فوج مقابلے کے لیے آئی تو بہت روپیہ لیکر اوسکے پاؤن چلدیا بادشاہ نے

کالانور تک پہنچا گیا اور نصیر الدین ابو رجا کو وہان کا قلعہ ڈہانے کے لیے چھوڑ کر دہلی کو واپس آیا اور چونکہ
میان دواب کی رعایا بھی سرکشیان کرتی تھی اسلیے بادشاہ کی یہ راے قرار پائی کہ اونپر خراج بہت سخت
مقرر کیا جاوے اور اونپر اور بھی طرح طرح کے ظلم کیے جسکے سبب سے وہ ملک بالکل اجڑ گیا
ضعیف آدمی تو بالکل ہی نیست نابود ہوگئے جو کچھ قوت رکھتے تھے اونھون نے لوٹ کھسوٹ شروع کی
پھر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ دہلی مین جو لوگ باقی رہگئے ہین اور اوسکے گرد و نواح کے قصبون کے
باشندے قافلے کے قافلے دولت آباد کو چلے جاوین اور اونکے مکانات کو خرید کر خزانے سے قیمت دلائی
غرض اس طرح سے دولت آباد بڑا آباد ہوگیا اور دہلی ایسی ویران ہوگئی کہ سواے کتّے اور بلی کے
کوئی اوسمین باقی نرہا اور اسی طرح کی تدبیرون سے خزانہ بالکل خالی ہوگیا پھر بادشاہ نے تانبے کے
سکّے کو رواج دیا اور اوسکی قیمت چاندی کے سکّے کی برابر مقرر ہوئی اور جو اوسکے لینے مین تامل کرتا تھا
اوسکو سزا ملتی تھی اس امر سے بھی طرح طرح کی قباحتین پیدا ہوئین اور جو مفسد لوگ محتاج و مفلس
تھے اونھون نے اپنے اپنے گھرون پر ٹکسالین بنالین اور تانبے پر سکہ لگا کر بازار سے سونا
چاندی گھوڑے ہتھیار وغیرہ ہر طرح کا عمدہ اسباب خرید لاتے تھوڑے دنون مین اس [illegible]
مفسدون نے بڑی دولت جمع کرلی اور ایک قوت پیدا کرلی مگر غیر ملکون کے لوگ تانبے کے سکّے کو ہرگز
قبول نکرتے تھے اس سبب سے جب مخلوق کے کاروبار بند ہونے لگے تو بادشاہ نے یہ حکم دیا
کہ جسکے پاس تانبے کا سکہ ہو خزانے مین داخل کردے اور اوسکے عوض مین چاندی کے سکّے لیجاوے
سنتے ہی ڈھیر [illegible] تانبا لوگون نے خزانے مین داخل کردیا اور اوسکے بدلے چاندی کے ڈھیر
لے گئے [illegible] لوگون کو بڑی دولت ملگئی اور خزانہ بادشاہی تانبے سے مالا مال ہوگیا
اور بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی کے مبارک شاہ کے وقت تک تغلق آباد مین وہ تانبے کے ڈھیر
بیکار پڑے تھے اور اینٹ پتھر کے حکم مین داخل تھے سنہ ۷۳۸ ہجری سات سو اڑتیس مین اسی ہزار سوار
کوہ ہمالیہ کی تسخیر کے لیے جو چین اور ہندوستان کے بیچ مین حائل ہے اور اوسکو کوہ قراچل
بھی کہتے ہین روانہ کیے اور حکم دیا کہ تھوڑی تھوڑی دور پر کچھ لوگ رسد کے بندوبست کے لیے
چھوڑتے جاوین مگر اوس پہاڑ کا یہ خاصہ ہے کہ آدمیون اور گھوڑون کے غل شور سے
بادل اور مینہ کی بڑی کثرت ہوجاتی ہے چنانچہ جب یہ فوج پہاڑ پر چڑھی برف و بارش کی بڑی کثرت ہوئی

کھانے کو نملا تو راہ دار جو بٹھائے گئے تھے وہ بھی چلدے بے رسد کا سلسلہ بالکل موقوف ہو گیا اودھر
پہاڑیون نے شکست دیکر بھگا یا اور یہ بھاگے تب بھی پیچھا نچھوڑا تیر اونکے گویا زہر کے بجھے ہوی تھے
اور پتھرون کی مار خدا کی پناہ ہزارون آدمی بادشاہی لشکر کے یہان سے مارے گئے اور ہزارون کو
پہاڑیون نے جیتا پکڑ لیا جو باقی رہے مدتون پہاڑون مین بھٹکتے پھرے جو کچھ لوگ باقیماندہ بڑی
مصیبتین اور تباہیان اوٹھا کر اپنے ملک کو آئے تو بادشاہ نے بھاگ آنے کے جرم مین قتل کر دیا
پھر کبھی ایسی فوج بادشاہ کو نصیب نہوئی اور وہ سارا روپیہ جو اوس مہم کے سامان مین صرف ہوا تھا
خاک مین ملگیا سنہ سات سو اوتالیس ۷۴۸ھ مین بہرام خان حاکم سنارگانون نے وفات پائی اور ملک
فخر الدین سلاحدار نے سرکشی کی اور اپنے آپ کو بادشاہ کہلایا قدر خان حاکم لکھنوتی نے ملک حسام الدین
ابورجا اور عز الدین یحیی اعظم الملک کو اپنا متفق کرکے فخر الدین کا مقابلہ کیا اور فتح پائی اور سارا خزانہ اور
اسباب جو فخر الدین نے جمع کیا تھا قدر خان کے ہاتھ لگا بعد ازان قدر خان نے بہت سا خزانہ اور
ہر طرح کا نفیس اسباب کے ڈھیر بادشاہ کو پیشکش بھیجنے کے لیے اپنے گھر مین رکھا حسام الدین
یون روپیہ اور مال جمع کرنے سے منع کیا اور سمجھایا کہ مال کے لالچ مین لوگ دشمن ہو جاتے ہین اور
طرح طرح کے فتنے پیدا ہوتے ہین مگر قدر خان نے نمانا آخر حسام الدین کا کہنا سچ آ گے یا ملک فخر الدین
نے کچھ سامان درست کرکے پھر مقابلہ کیا اور قدر خان کے سپاہیون کو توڑ لیا چنانچہ اونہین نے
قدر خان کو جان سے مار ڈالا اور وہ سارا روپیہ اور اسباب فخر الدین کو ملگیا اور سنارگانون کی
حکومت بھی ہاتھ آئی اوسنے مخلص اپنے غلام کو لکھنوتی پر بھیجا علی مبارک قدر خان کی فوج کے
سردار نے اوسکو مار لیا اور خود مستقل حاکم بن بیٹھا بادشاہ کو بھی بعلت آبیزشیان لکھنوتی پہنچے
اوسنے ملک یوسف کو فخر الدین پر بھیجا مگر وہ راستے ہی مین مر گیا پھر بادشاہ کو کچھ اور معاملہ درپیش آیا کہ
اوس طرف کی کسی نے خبر لی علی مبارک فخر الدین کی ضد پر کھلم کھلا بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان علاء الدین
اپنا خطاب مقرر کیا تھوڑے دنون کے بعد ملک الیاس حاجی نے جو بڑے جتھے کا آدمی تھا
لکھنوتی کے امیرون سے اتفاق کرکے علاء الدین کو قتل کر ڈالا اور سلطان شمس الدین اپنا
خطاب مقرر کرکے تخت پر بیٹھا سنہ سات سو اکتالیس ۷۴۱ھ مین بادشاہ نے سنارگانون کی [illegible]
ارادہ کیا اور فخر الدین کو پکڑ لیا اور وہان سے لکھنوتی مین آکر قتل کیا اور شمس الدین [illegible]

حاکم مستقل رہا اور اوسکی اولاد مین مدتون تک سلطنت قائم رہی بادشاہ کے ظلم اور خونریزیون کے سبب سے سید حسن کیتھلی ملک ابراہیم خریطہ دار بادشاہی کا باپ جو حسن کانکو کے نام سے مشہور تھا علاء الدین بہمن شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے دکن مین باغی ہوا اکثر بادشاہی لشکر جو اوس طرف تھا اوس سے ملگیا جس امیر نے جھگڑا کیا وہ مارا گیا بادشاہ اس فتنے کے انتظام کا قصد کرکے لکھنوتی دیوگیر کو گیا اور وہان سے تلنگانہ تک پونہچا تھا کہ بیمار ہوگیا ناچار لوٹنا پڑا اور رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی مین آیا اور قتلغ خان کو دولت آباد کے انتظام کے لیے چھوڑا دکن کا فساد اوسی طرح باقی رہا ۷۴۳ سنہ سات سو تینتالیس مین ملک ہلاجون اور گل جندر کھوکر اور ملک تتار خورد نے غدر کرکے حاکم لاہور کو مارڈالا بادشاہ نے خواجہ جہان کو اونکی تنبیہ کے لیے بھیجا مفسدون نے مقابلہ کیا اور خوب گوشمالی پاکر بھاگ گئے ۷۴۴ سنہ سات سو چوالیس مین بادشاہ نے سنام اور سامانہ سے نکل کر کیتھل کے سیدون کے خون پر کمر باندہی اور سید حسن کیتھلی کی جلن مین سارے سیدونکا قتل عام کیا اور اونکی جگہہ اوس علاقہ کے پدھانون کو بساکر جاگیرین اور خلعت اور زری کے ٹکے عنایت کیے اور چونکہ اس سال مین بڑا بھاری قحط پڑا تھا اسلیے بادشاہ نے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے پورب کے ملکون مین یہ قحط کاٹ آوے کوئی مزاحم نہوگا اور جسکا جی چاہے دولت آباد کی سکونت چھوڑکر پھر دہلی مین جا بسے اوس سے بھی کچھ غرض نہین اس سال مین خراسان اور عراق اور سمرقند کے آدمی اس بادشاہ کی بخششون کی تمنا مین بڑی کثرت سے آئے تھے جدہر دیکھو اونھین کے قافلے پھرتے نظر آتے تھے اسی سال مین حاجی سعید مصری خلیفہ عباسی کی طرف سے جو برائے نام مصر مین خلیفہ تھا بادشاہ کے لیے خلافت کا فرمان اور نشان اور خلعت اور خطاب ناصر امیر المومنین کا لایا بادشاہ نے اوس روز تمام شہر مین آئینہ بندی کرائی اور تمام شہر کے مشائخون اور سیدون اور اکابر کو ساتھ لیکر حاجی سعید کے استقبال کو گیا اور پیادہ پا ہوکر حاجی سعید کے پانون کو چوما اور پیچھے پیچھے اونکی جلو مین چلا اور آجتک جماعت جمعہ اور عیدین کی خلیفہ کی اجازت پر موقوف رکھی تھی سو اب بڑی خوشی سے قائم کی اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور پچھلے بادشاہون کے نام اسلیے خطبہ سے نکالڈالے کہ اونکو کسی خلیفہ کی اجازت نتھی سلطان محمود غزنوی کا نام قائم رکھا اور حاجی موصوف کو اسقدر زر نقد اور تحفے دیے کہ خزانہ خالی ہوگیا اور ایک نہایت عمدہ سونے کی جسکے مانند

دوسرا خزانے مین تھا سب اور بہت سے تحفے نفیس مصر کے خلیفہ کے لیے بھیجے اور اسکے بعد
مین خود خلیفہ پر فریفتہ ہو گیا اور خلیفہ کا فرمان سامنے رکھکر اوسکے احکام سب کو سنایا کرتا تھا اور خلیفہ کے
نام پر لوگون سے بیعت لیتا تھا بعد ازان سرکدواری کی طرف جو شمشاد کے علاقے مین واقع ہے توجہ کی
یہان دوسری مرتبہ خلیفہ کے فرمان آئے دوسری مرتبہ مخدوم زادہ بغدادی خلیفہ کی طرف سے
آیا تھا بادشاہ نے اوسکا بالکل پیادہ پا استقبال کیا اور جب وہ دور سے نظر آیا تو بادشاہ نے
آگے جھکر اپنے تخت پر بٹھایا [illegible] باغ اور [illegible] قصبہ
مین [illegible] سات سو چالیس مین ملک نظام حاکم کڑہ نے فتنہ برپا کیا عین الملک
کے بھائی نے اودھ سے اوسپر لشکر کشی کرکے گرفتار کیا تب دو شہر با شہاب الدین نے بیدر مین
سرکشی کی بادشاہ نے قتلغ خان کو ادھر بھیجا شہاب الدین کچھ مقابلہ کرکے اپنے بیٹے سمیت قلعہ مین
بند ہو گیا قتلغ خان نے اوسکو امن دیکر قلعے سے نکالا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا سنہ
سات سو چھیالیس مین علی شیر ظفر خان کے بھانجے نے بڑی جمعیت اکٹھی کرکے گلبرگہ پر قبضہ کرلیا پھر
ناظم کو مارکے بہت سا مال و اسباب حاصل کیا قتلغ خان نے اوسکو بھی شکست دی چنانچہ وہ بھی
بھاگ کر بیدر کے قلعہ مین بند ہو گیا قتلغ خان نے گرفتار کرکے سرکدواری جہان بادشاہ کا لشکر تھا
بھیجا بادشاہ نے اول تو قیدیون کو غزنین کی طرف جلاوطن کردینے کا حکم دیا لیکن پھر بلاکر
قتل کر ڈالا سنہ سات سو سینتالیس مین عین الملک اودھ اور ظفرآباد سے بہت سا مال اور
نفیس نفیس تحفے سرکدواری مین بادشاہ کی نذر کے لیے لایا بادشاہ نے خوش ہوکر یہ تجویز کی
کہ قتلغ خان کو دکن سے بلالے اور عین الملک کو بھیجا جاوے اوسکے بجاے مگر عین الملک کے
دل مین بادشاہ کی اس تجویز سے بڑے وہم پیدا ہوئے اور موقع پاکر راتون رات سرکدواری سے
بھاگا اور گنگا اوتر کر اودھ کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکا بھائی شہراللہ بادشاہ کے ہاتھی گھوڑے جو جنگل
مین چرائی کے لیے چھوڑدیے گئے تھے ہانک لے گیا بادشاہ عین الملک کی تنبیہ کا ارادہ کرکے
قنوج تک گیا عین الملک بھی اوسکے بھائیون نے اور ملک فیروز نائب باربک کے آدمیون نے جو
ہاتھی گھوڑون پر متعین تھے سبکا پیچھا کیا چنانچہ اوسنے بھی گنگا اوتر کر مقابلے مین لشکر جمایا اور آنکر ہندوون
اور گنوارون کی طرح پیادہ پا ہوکر مقابلہ کیا آخر بادشاہ کے ہاتھیون اور تیراندازون سے ہار کر بھاگ گیا

اور شکست کھا کر بھاگا اوسکے دو بھائی جنمین سے ایک شہر اللہ تھا اور بہت سے سپاہی گنگا میں ڈوب کر
مر گئے جو ڈوبنے سے اوچھل تو پرلے پار جا پہنچے اونکو گنوارون نے مار لیا پھر عین الملک بھی پکڑا گیا
اور اوسکو ننگے سر ایک چارپائی پر ڈالکر بادشاہ کے سامنے لائے مگر بادشاہ نے تھوڑے دنون
کے بعد اوسکی پچھلی خدمتونکا خیال کرکے چھوڑ دیا اور اوسکے حال پر پہلی سی عنایت کرکے اوسکا ملک
پھر اوسکو سونپ دیا اور خود دہلی کو مراجعت کی پھر بادشاہ نے قتلغ خان کو دکن سے بلا لیا حالانکہ وہی
اوس ملک کو تھام رہا تھا اوسکے چلے آنے سے طرح طرح کے فتور پیدا ہوئے پھر بادشاہ نے عزیز خمار کو
جو ایک کمینہ تھا مالوے میں بھیجا اور اوسنے بادشاہ کے اشارے کے بموجب بہت سے صدہ یعنی
یوزباشی کے امیرون کو قتل کر ڈالا جسکے سبب سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے چنانچہ
پینسٹھ سنہ سات سو اڑتالیس [۷۴۸] میں گجرات میں صدہ کے امیرون نے بڑا فساد برپا کیا اور
خواجہ جہان کے غلام مقبل نامی پر جو گجرات کے وزیر کا نائب مقرر ہوا تھا اور خزانہ لیکے
حضور کو آتا تھا شبخون کر کے سارا خزانہ اور اسباب اور گھوڑے اور بادشاہی سامان لوٹ لیا
بادشاہ اس فتنے کو دفع کرنے کے لیے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ملک [illegible] اور احمد لاچین
وغیرہ امیرون کو دولت آباد میں بھیجا تاکہ وہان کے صدہ امیرون کو باندھ لاوے وہ احمد لاچین
جب مانک گنج کی گھاٹی میں پہنچا سب امیران صدہ نے متفق ہوکر اوسکو قتل کر ڈالا عزیز خمار امیران صدہ
کی تنبیہ کے لیے گجرات سے دیوہری اور بڑودے کی طرف گیا تھا مگر مقابلے کے وقت باوجود اس
ہوکر پکڑا گیا بادشاہ یہ سنتے ہی جل بھنکر آگ بگولا ہوگیا عزیز خمار اور مقبل کے واقعات جو مشہور ہوئے
تو سب جگہ کے امیران صدہ کو بغاوت کی جرأت ہوگئی اور سب نے اپنے گروہ کو اکٹھا کر
کھلم کھلا بادشاہ سے مخالفت کی اور ملک عالم کے آدمیون سے دولت آباد کا قلعہ بھی چھین لیا اور اسمعیل فتح
نامی ایک امیر کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر بادشاہ مقرر کیا دیوہری اور بڑودے کے امیران صدہ
بادشاہ نے خود قصد کیا تو وہ شکست کھا کر دولت آباد میں آ گئے جب بادشاہ نے [illegible]
[illegible] شکست کھا کر [illegible] دولت آباد کے قلعہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

اور ساری ملک میراث اور اسباب دہلی والون کا اس جلاوطنی مین تلف ہوگیا اور پھر وہ سامان نصیب نہوا
پانچوین یہ کہ اتنی ہزار آدمی کو وہ حالہ پہ تباہ ہوئے اور اونکے گھر بار یکبارگی چٹ پٹ ہوگئے چھٹی یہ کہ
جان کے خوف سے ہر طرف لوگون نے بغاوتین شروع کین بہت سے آدمی اون لڑائیون مین مارے گئے
اور بہتون پر تہمتین لگا کر کنبے سمیت مار ڈالا اسطرح مخلوق کی تباہی اور شہرون کی ویرانی ہوئی ساتوین
یہ کہ بادشاہ نے جلادی پر ایسی کمر باندھی تھی کہ سید اور عالم اور مشائخ اور شریف اور کمین اور پیشہ ور
اور کسان اور سپاہی بے انتہا قتل کر ڈالے کسیکا مطلق خیال نکیا اور ہمیشہ اوسکے دروازے کے
آگے کشتون کے پشتے اور مردون کے تودے لگے رہتے تھے اور جنکی لاشین اوٹھاتے
اوٹھاتے اور جلاد مارتے مارتے تھک گئے تھے مگر نہ خلق فساد سے باز رہتی تھی نہ بادشاہ خونریزی
آخر اس فتنہ و فساد کی کثرت سے بادشاہ عاجز ہوگیا اور اسقدر سفر درپیش آئے کہ کہین دم بھر چین نملا
مگر پھر بھی تلوار اپنے میان مین نڈالی حالانکہ اس خونریزی سے مطلق فائدہ نہوا اور دن بدن تباہی
بڑھتی گئی اس بادشاہ کا خلوق کو سزا دینے مین یہانتک اہتمام تھا کہ اوسنے اپنی عدالت مین چار مفتی
جا بجا مقرر کر رکھے تھے جب کوئی کسی تہمت مین پکڑا آتا تھا اوسکی سزا پر آمادہ ہوکر مفتیون سے گفتگو
کرتا تھا اور یہ بھی اونسے کہہ رکھا تھا کہ تم سچ بات کے کہنے مین ہرگز قصور نکیجیو اگر کوئی ناحق مارا گیا تو
اوسکا مواخذہ تمہاری گردنون پر ہے اگر بہت سی گفتگو کے بعد وہ مفتی قائل ہو جاتے تو اگر آدھی رات کا
وقت بھی ہوتا تو صبح تک صبر نہو سکتا تھا اوسی وقت گردن مارکر دم لیتا تھا اور جو خود قائل ہو جاتا تو دوسرے
وقت پر موقوف رکھتا تھا اور اون مفتیون کی باتون کے جواب خوب فرصت مین سوچ کر پھر بحث کرتا تھا
اگر قاضی لاجواب ہو جاتے تو اوسی وقت فوراً قتل کر ڈالتا تھا اور جو پھر بھی خود ہی الزام کھا لیتا تب
چھوڑتا تھا ایک مرتبہ قاضی کمال الدین صدر جہان کے محکمے مین پیادہ پا چلا گیا اور کہا کہ شیخ زادہ جامی
نے مجھکو ظالم کہا ہے اوسکو بلاؤ کہ یا تو وہ میرا ظلم ثابت کرے ورنہ تم اوسپر حد شرعی جاری کرو
چنانچہ شیخ زادہ مذکور نے حاضر ہوکر اقرار کیا کہ مین بیشک آپکو ظالم کہتا ہون بادشاہ نے سبب
پوچھا تو اوسنے بیان کیا کہ جس کسی کو تم حق یا ناحق سزا دیتے ہو اوسکی بی بی اور بال بچون کا کیا قصور
ہوتا ہے کہ اونکو بھی جلادون کے حوالے کر دیتے ہو یہ کونسے مذہب و ملت مین روا ہے تب تو بادشاہ
ایسا چپ ہوا کہ کچھ جواب نبن پڑا اور کہا سیا کر اوس شیخ زادہ بیگناہ کو لوہے کے پنجرے مین قید کر دیا

اور اپنا ساتھ لیکر قاضی کی مجلس سے اوٹھگیا جب دولت آباد کو گیا تو اوس مظلوم کا پنجرہ بھی ہاتھی پر
رکھا ہوا ہمراہ تھا جب وہان سے لوٹ کر پھر دہلی مین آیا تو اوسے دار القضا کے آگے پنجرے سے نکالکر
اپنے سامنے دو ٹکڑے کرا دیے اس بادشاہ مین دو ضدین جمع تھین نام عادل تھا اور سیرت ظالم
اسی وجہ سے بعضون نے اسکا لقب خونی بھی لکھا ہے القصہ جب اس بادشاہ کا ظلم و جور حد سے
گذرا اور سلطنت مین ایسا خلل پڑگیا جسکی کوئی تدبیر ممکن نہوئی اسی غم و غصے مین بادشاہ کو مرض دق پیدا
ہوگیا اور اسی حال مین ٹھٹھہ پر اس سبب سے کہ وہان ملک طغی نے پناہ پکڑی تھی یورش کی اسی زمانہ
مین قرغن بادشاہ خراسان کے نائب نے التون بہادر کو مع پانچ ہزار سوارونکے بادشاہ کی مدد کو
بھیجا اسی خوشی مین بادشاہ کو کچھ تخفیف ہوئی جب ٹھٹھہ مین پہونچا عاشورے کے دن روزہ رکھا
گرمی کی بھی بڑی شدت تھی افطار کے وقت مچھلی کھائی اوس سے پھر وہی حال ہوگیا اکیسوین محرم
۷۵۲ء سات سو باون مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو انتقال کیا اور [illegible] کو اوسکے التون
[illegible] اسکو زمانے کے مشہور شاعرون مین سے ہے [illegible] تھا جسنے اسکے نام پر شاہنامہ
لکھا ہے اور اوسمین تیس ہزار شعر ہین ٭

ذکر سلطان فیروز شاہ کا

فیروز شاہ سلطان محمد عادل کا چچازاد بھائی تھا چونکہ اوسکو سلطان [illegible] وقت
ولیعہد کیا تھا اس سبب سے بعد انتقال سلطان محمد عادل کے سنہ [illegible] مین نواح ٹھٹھہ
مین تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بھی مشہور ہے کہ باعث اوسکی سلطنت کے حضرت شیخ نصیر الدین
چراغ دہلی اور مخدوم زادہ عباسی بغدادی ہوئے اور عوام مین یہی افواہ ہے کہ بادشاہ کی زندگی مین
ہی حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے فیروز شاہ کو بادشاہ بنانے کے ڈھنگ ڈال دیے تھے
کسی نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچا دی اوسنے حکم دیا کہ ان دونون پیر و مرید کو دہلی سے قید کرکے ہمارے
لشکر مین لے آؤ چنانچہ جب ان دونون کو قید کرکے لیچلے اور نواحی ہانسی مین پہونچے تو ملک فیروز
کسی طرح سپاہیون کو راضی کرکے حضرت شیخ بدر الدین نبیرہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت مین پہونچا کر حاضر ہوا [illegible]
لیے جاتے ہین اور اوسکو خبر نہین القصہ جب بادشاہ [illegible] پہونچا تو اوسے [illegible] بادشاہ نے ان دونون

قتل کا حکم دیا لیکن یہ حکم دیتے ہی مستا حالت نزع مین گرفتار ہوگیا محافظون نے بادشاہ کا یہ حال
دیکھکر ان دونون کو چھوڑ دیا حسب اتفاق اوس روز بادشاہ کا بیٹا کہین شکار کو گیا تھا جب بادشاہ کا
انتقال ہوگیا تو فیروزشاہ ارکین سلطنت کے اتفاق سے تخت پر بیٹھگیا اور بادشاہ کے بیٹے کو
علیحدہ کردیا اور جب دہلی مین آیا تو توابعات ہانسی سے ضلع چوراسی کو واسطے مصارف خانقاہ و لنگر
حضرت شیخ بدرالدین موصوف کے وقف کردیا یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت شیخ ممدوح کو سلطان محمدؐ نے
اپنی جامہ داری پر مقرر کیا تھا ایک روز آپ نے اوسکے کپڑے مین گرہ لگا کر فرمایا کہ نصیرالدین بندہ خدا
کشاید اوسی روز سلطان محمدؐ کا انتقال ہوگیا بعد وفات سلطان محمدؐ کے مغلون نے بادشاہی
لشکر کو لوٹنا شروع کیا تھا اسلیے فیروزشاہ نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ مغلون کا گروہ لشکر سے
علیحدہ اوترا کرے پھر بھی اونھون نے یہ حرکت نچھوڑی تو بادشاہ نے بذات خود لشکر کی نگاہبانی
کی اور مغلون کی گوشمالی کرکے فوج کو اس مصیبت سے چھوڑایا اور سیوستان کے راستے سے
متواتر کوچ کرتا ہوا دہلی مین پونہچا احمد ایاز خواجہ جہان ایک مجہول النسب لڑکے کو غیاث الدین محمود شاہ
کے خطاب سے بادشاہ بناکر خود اوسکا وکیل بن بیٹھا تھا جب سلطنت فیروزشاہ کی قرار پاگئی تو بعد
بہت سی بحث اور ردوکد کے اشرف الملک وغیرہ امیرون کے ذریعے سے ننگے سر پگڑی گلے مین
ڈال کر نواح ہانسی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بھی اوس سے درگذر کرکے کوتوال ہانسی کے سپرد کردیا
اور جو جو اس کام مین اوسکے ساتھ شریک تھے سب کو کسی طرف نکال دیا جسدن سرستی مین
منزل تھی اوسی دن شاہزادہ فتح خان کے پیدا ہونے کی خبر آئی اور وہین گجرات سے ملک طغی کی
فساد کی خبر ملی رجب کی دوسری تاریخ دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور از سر نو امیرون کو منصب تقسیم
کیے ۷۵۳ھ سات سو ترپن مین کوہ سرمور کی طرف بطور سیر و شکار کے جاکر واپس آیا اسی سال کے
ماہ رجب مین شاہزادہ محمدؐ خان جسکا آخر مین ناصرالدین محمدؐ خطاب ہوگیا ہے پیدا ہوا ۷۵۴ھ سات سو
چوّن مین کلانور کی طرف شکار کے لیے گیا اور سرستی کے کنارے پر ایک بڑی عمارت بنوا کر
شیخ صدرالدین ملتانی کو حوالہ کی ملک قبول نائب وزیر کو خان جہان کا خطاب دیا اسی سال کے
آخر مین لکھنوتی کی طرف حاجی الیاس کی تنبیہ کے لیے جو شمس الدین اپنا خطاب مقرر کرکے
بادشاہی کے خیال مین تھا متوجہ ہوا اوسنے قلعہ اکدالہ مین جو بنگالے مین سب سے زیادہ

مضبوط قلعہ ہی پناہ پکڑی اور کچھ تھوڑا سا مقابلہ کر کے شکست کھائی اور سب سامان سلطنت اوسکا
فیروزشاہ کے ہاتھ آیا چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا اسلیے بادشاہ اوس سے صلح کر کے اپنے ملک کو
واپس آیا ۷۵۵ سنہ سات سو پچپن مین مانکپور کے راستے سے دہلی مین پونہچا اور جمنا کے کنارے پر فیروزآباد کا
قلعہ بنایا ۷۵۶ سنہ سات سو چھپن مین دیپال پور کو گیا اور ستلج سے ایک نہر نکال کر جھجر مین جو وہان سے
اڑھتالیس ۴۸ کوس ہی لایا ۷۵۷ سنہ سات سو ستاون مین مندوی اور سرمور کے پاس سے جمنا کی ایک نہر نکالی
اور سات نہرین اور اوسمین ملا کر ہانسی کو اور وہان سے راس کو لے گیا اور وہان ایک قلعہ حصار فیروز کے
نام سے بنایا ہے اور اوسکے نیچے ایک بڑا حوض بنوایا جسمین نہر سے پانی آتا تھا اور ایک نہر گھگر سے
نکال کر سرستی کے قلعے کے نیچے تک اور پھر وہان سے ہرنی کھرہ تک پونہچائی اور ان دونون کے درمیان
مین ایک قلعہ فیروزآباد کے نام سے بنوایا اسی سال مین عید الضحی کے روز مصر سے خلعت اور ہندوستان
کی بادشاہی کا فرمان خلیفۃ الحاکم بامر اللہ ابوالفتح ابوبکر بن ابوالربیع سلیمان کے پاس سے پونہچا اور اسی
سال مین لکھنوتی سے حاجی الیاس کے قاصد آئے اور بہت عمدہ عمدہ تحفے لائے بادشاہ نے
اونپر بہت مہربانی کر کے حکم دیا کہ حاجی الیاس ان تحفون کے عوض ہمیشہ عمدہ ہاتھی بھیجا کرے
اس بادشاہ کا تمام ہندوستان پر تصرف تھا مگر لکھنوتی بعد صلح کے حاجی الیاس کو قرار پا گئی تھی اور
دکن مین سلطان محمد کے وقت سے حسن کانکوہی متصرف ہو گیا تھا ۷۵۸ سنہ سات سو اٹھاون مین
ظفر خان فارسی ستارگون سے دو ہاتھی بطور پیشکش کے لا کر شرف قدمبوسی سے ممتاز ہوا اور منصب
نیابت وزارت پایا ۷۵۹ سنہ سات سو اونسٹھ مین بادشاہ نے سامانہ کی طرف توجہ کی مغلون نے دیپالپور پر
حملہ کیا تھا ملک قبول کو اونکی گوشمال کے لیے روانہ کیا چنانچہ وہ بادشاہی لشکر کی ہیبت سے ولایت کو
بھاگ گئے پھر بادشاہ دہلی کو واپس آیا اس سال مین بادشاہ نے بہت سے تازی گھوڑے اور
ولایتی اور ہر طرح کا نفیس اسباب ہمراہ کر کے حاجی الیاس کے قاصدون کو رخصت کیا مگر اثناء راہ
مین یہ خبر آئی کہ حاجی الیاس کا انتقال ہو گیا اور اوسکا بیٹا سلطان سکندر بجاے اوسکے تخت نشین ہوا
بادشاہ نے وہ گھوڑے وغیرہ جو تحفے مین بھیجے تھے بہار مین واپس منگا لیے اور قاصدون کو بھی
کڑے مین بلوا لیا ۷۶۰ سنہ سات سو ساٹھ مین بادشاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر لکھنوتی کا ارادہ کیا
اور خان جہان کو دہلی کے انتظام کے لیے چھوڑا اور تاتار خان یعنی ملک تتار کو غزنین کی حد سے

ملتان تک کا ملک سپرد کرکے رخصت کیا اور بادشاہ نے ظفرآباد مین آکر بسبب موسم بارش کے
مقام کیا اسی مقام پر اعظم ملک شیخ زادہ بسطامی مع ملک احمد ایاز کے جسکو بادشاہ نے اپنے
ملک سے نکلوا دیا تھا خلیفہ مصر کی طرف سے ایک خلعت بادشاہ کیواسطے لیکر آیا اوسکو اعظم خان خطاب
عنایت ہوا اوسی جگہ سے بادشاہ نے سید رسول دار کو لکھنوتی کے آئے ہوئے قاصد ہمراہ کرکے
سلطان سکندر کے پاس بھیجا اور سکندر نے بھی پانچ ہاتھی اور کچھ اور تحفے درگاہ مین روانہ کیے
مگر کچھ صلح کا اثر مرتب نہوا بادشاہ نے بعد گذرنے موسم بارش کے ظفرآباد سے لکھنوتی کی طرف
توجہ کی راستے مین سلطنت کا سامان اور ہاتھی اور فراش خانہ لعل جو بڑے عزت کی نشانی تھا
شاہزادہ فتح خان کو عنایت کیا اور سکہ بھی اوسی کے نام کا جاری کرایا جب بادشاہ کا لشکر پنڈوہ مین
پونہچا سکندر اوسی اکدالہ کے قلعہ مین جہان اوسکے باپ نے پناہ لی تھی محصور ہوگیا بادشاہ کچھ دنون
قلعہ کو گھیرے رہا آخر سکندر نے ینتیس ہاتھی اور بہت عمدہ عمدہ تحفے بھیجکر امان چاہی ۱۶۱ھ سات سو
اکسٹھ مین بادشاہ پنڈوہ کے راستے سے جونپور مین آیا اور برسات کی فصل وہین بسر کی آخر سال
مین بہار کے راستے سے جاجنگر کا قصد کیا اور ہاتھیون اور تہیون وغیرہ کو کڑے مین بھیجا جب سنکرہ مین
پونہچا وہانکا راجہ کسی طرف کو ٹل گیا پھر بادشاہ نے بارانسی کی طرف کوچ کیا وہانکا راجہ جو بڑا نامی تھا تلنگانہ کی
طرف بھاگ گیا بادشاہ نے کچھ اوسکا تعاقب کیا آخر لوٹ آیا اور شکار کھیلتا ہوا راسے پرہان دیو کے
ملک مین پونہچا اوسنے بتیس ہاتھی اور کچھ اور عمدہ تحفے بطور پیشکش کے بھیجے پھر بادشاہ پدماوتی اور پرم تالاب کے
جنگل مین جہان ہاتھی بہت سے تھے شکار کھیلنے گیا اور دو ہاتھیون کو جان سے مارا اور تینتیس زندہ پکڑ لیے
ضیاء الدین برنی نے اسباب مین یہ رباعی لکھی ہے رباعی ✣ شاہی کہ زحق دولت پایندہ گرفت
اطراف جہان چو مہر تابندہ گرفت ✣ از بہر شکار فیل در جاجنگر ✣ آمد دو بکشت سی و سہ زندہ گرفت ✣
پھر وہان سے بہت جلد کڑے کو مراجعت کی ۱۶۲ھ سات سو باسٹھ مین دہلی کو آیا تھوڑے دنون کے بعد
نہر سلیمہ کی طرف گیا یہ نہر ایک ریتی کے ٹیلے مین سے نکل کر ستلج مین گرتی تھی اوسکو سرستی بھی کہتے ہین
اور اوسکے برابر ہی ایک دوسری نہر جاری تھی اور وہ پشتہ دونون نہرون کے بیچ مین حائل تھا اگر وہ
کھد جاتا تو سرستی کا پانی دوسری نہر مین ہوکر سہرند اور منصور پور اور سامانہ کی طرف جاری ہوجاتا بادشاہ نے
حکم . . . ہزار بیلدار جمع ہوکر اس ٹیلے کو کھود ڈالین چنانچہ جب اوسکو کھودنا شروع کیا تو اوسمین سے

ہڈیان ہاتھیون اور آدمیون کی نکلین آدمیون کے ہاتھون کی ہڈیان تین تین گز کی تھین کچھ گل گئی تھین
کچھ اوسی طرح باقی تھین آخر وہ نہر نہ کھد سکی اسی عرصے مین اوس ضلع سے دس کوس زمین سہرند کی
جمع سے علیحدہ کر کے ضیاء الملک شمس الدین ابو رجا کے حوالے کی چنانچہ اوسنے وہان ایک
قلعہ فیروز پور کے نام سے بنایا پھر بادشاہ وہان سے نگر کوٹ کو گیا اور لڑائی کے بعد اوسکا
محاصرہ کرلیا آخر وہانکا راجہ حاضر ہو کر نوازش خسروانہ سے معزز ہوا اور بادشاہ نے نگر کوٹ کا
سلطان محمد مرحوم کے نام پر محمد آباد نام رکھا اتفاقاً اودھر پہاڑون مین بادشاہ کے واسطے لوگ
برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ اسی مقام پر سلطان محمد کے واسطے برف لائے تھے اور چونکہ
مین حاضر تھا اس سبب سے بادشاہ مرحوم نے بھی اوسکا شربت نہ پیا تھا فیروز شاہ نے یہ قصہ
یاد کر کے مصری کا جو کئی ہاتھیون اور اونٹون پر لدی ہوئی ہمراہ تھی اوس برف مین شربت کرایا
اور سلطان محمد کی روح کے لیے ایک قرآن کا ختم کرا کے وہ شربت سارے لشکر کو تقسیم کیا
اسی حال مین لوگون نے عرض کیا کہ سکندر ذوالقرنین جب اس ملک مین آیا تھا اوسی زمانہ سے
یہان کے لوگ نوشابہ کی تصویر اپنے گھرون مین رکھتے ہین اور اوسکی پرستش کرتے ہین اور
یہان کے بتخانے مین کہ جسکو جوالا مکھی کہتے ہین ایک ہزار تین سو کتابین اگلے زمانے کے
برہمنون کی موجود ہین اور یہان سے آگ کے شعلے بہت بلند نکلتے ہین کہ جسپر ہزارون مشکین پانی
کی پڑین تب بھی نہ بجھین گے بادشاہ نے وہانکے برہمنون کو بلاکر وہ کتابین منگوائین اور فارسی مین
ترجمہ کرایا اونمین ایک کتاب عزالدین خالد خانی نے جو اوس زمانے کے بڑے شاعرون مین سے
ہے علم نجوم کے بیان مین نظم کی ہے اور دلائل فیروزی اوسکا نام رکھا ہے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مینے بھی اس کتاب کو لاہور مین سنہ ایک ہزار ہجری مین اول سے آخر تک
دیکھا تھا لیکن چندان تعریف کے قابل نہین ہے اور یہ ہم لکھتے ہین کہ مینے اور کتابین بھی جو سلطان فیروز
کے نام پر ترجمہ ہوئی ہین قبل اوس کتاب کے دیکھنے سے دیکھی تھین بعضی اونمین سے
موسیقی کے فن مین تھین اور بعضی کتاب مین کشتی کے داو پیچ لکھے تھے اور بعضی کتاب مین کچھ
اور بیان تھا مگر اکثر بیفائدہ تھین شاید بزرگی اونکی اس سبب سے تھی کہ مطالب اچھے تھے یا بیان
اچھا تھا پھر بادشاہ وہان سے ٹھٹھے کو گیا اور جام وہانکا حاکم قلعہ بند ہو گیا چونکہ اوس ضلع مین

دریا بہت تھے اور بارش کی کثرت تھی اور غلہ بھی بہت مہنگا تھا اس سبب سے بادشاہ اوسکی محاصرہ کو
ترک کرکے گجرات کو گیا اور نظام الملک وہانکے حاکم کو نائب وزیر کرکے دہلی کو بھیجدیا اور اوسکی جگہ
ظفر خان کو گجرات مین مقرر کیا وہان سے پھر ٹھٹھہ کو آیا اس مرتبہ جام امن مانگ کر حاضر ہو گیا اور سب
امیدوارون سمیت دہلی تک ہمرکاب آیا اور وہان بادشاہ کی نوازشون سے مالامال ہوکر بدستور سابق
ٹھٹھے کی حکومت پر مقرر ہوا سنہ سات سو بہتر مین خان جہان وزیر نے وفات پائی اور اوسکے بیٹے
جونہ شاہ کو جہان خطاب عنایت ہوا مولانا داؤد نے مثنوی چندائن ہندی زبان مین لورک اور چاندا کی
عشق کے بیان مین اوسکے نام پر لکھی ہے یہ مثنوی نہایت ذوق شوق کی کتاب ہے اور مخدوم
شیخ تقی الدین واعظ بعضے شعر اوسکے دہلی مین منبر پر پڑھا کرتے تھے لوگون پر اوسکے سننے سے
بہت وجد و حال طاری ہوا کرتا تھا کسی فاضل نے شیخ ممدوح سے پوچھا تھا کہ اس ہندی مثنوی کی
منبر پر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے اونھون نے جواب دیا کہ سب مضمون اوسکے موافق اقوال اہل تصوف
اور مطابق آیات قرآنی کے ہین ہند کے گویے اوس مثنوی کو بڑے مزے سے گایا کرتے ہین
سنہ سات سو تہتر مین ظفر خان کا انتقال ہوا اور گجرات مین اوسکا بیٹا مقرر ہوا سنہ سات سو چھہتر مین
شاہزادہ فتح خان کے انتقال نے بادشاہ کا بہت جی دکھایا اسی سال مین شمس الدین دامغانی کو کمر بند زر
اور چنڈول نقرئی عنایت ہوا اور اوسنے گجرات کی حکومت بڑی شیخی سے اس شرط پر قبول کی کہ ہر سال
سو ہاتھی اور دو سو تازی گھوڑے اور چار سو بردے اور سو اسے اسکے اور بہت سا مال اور اسباب
نقد درگاہ مین بھیجا کرونگا مگر چونکہ اسقدر وہان سے وصول نہوا مجبور ہوکر باغی ہو گیا سنہ سات سو ستاسی
مین گجرات کے امیران صدہ نے اوسکو قتل کرکے سر اوسکا بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا
اوسکے بعد گجرات کا ملک فرحۃ الملک عرف ملک مفرح سلطانی کو سپرد ہوا سنہ سات سو اوناسی مین
بادشاہ نے اٹاوہ اور اکچاپ کی طرف قصد کیا اور وہان کے راجون کو مع اونکے خاندان کے
گرفتار کرکے دہلی مین بھیجدیا اور بہت قلعے اوس ضلع مین بنائے اور فیروزپور اور تیلا ہی ملک تاج الدین
ترک کے بیٹے کو اور اکچپک ملک افغان کو حوالہ کرکے دہلی مین واپس آیا اس سال مین ملک نظام الدین
حاکم اودہ کا جو بادشاہ کے ہمرکاب تھا انتقال ہوا اور ملک اودہ اوسکے بڑے بیٹے سیف الدین کے سپرد ہوا
سنہ سات سو اکاسی مین بادشاہ نے سامانی کی طرف کوچ کیا اور شاہ آباد اور انبالہ سے گذر کر سنتو

کے پہاڑون مین گیا اور وہان کے راجون سے بہت سی پیشکشین حاصل کرکے تختگاہ کو واپس آیا
اور نصیر خان کو کڑے اور مہوبے کے ضلع سے بلاکر مغلون کی تنبیہ کے لیے ملتان کی طرف بھیجا اور
مہوبے کا ضلع اوسکے بیٹے سلیمان کو سپرد کیا سید خضر خان سلطان علی الدین بدایونی کے دادا
اس نصیر خان نے اپنا بیٹا کیا تھا ۷۸۲ھ سات سو بیاسی مین کیتھل کی طرف توجہ کی راے لکھو کر دھان
مقدم نے سید محمد و سید علی الدین دونون بھائیون کو جو بدایون کے حاکم تھے دھوکے سے
قتل کیا تھا اسلیے بادشاہ نے اوسکے انتقام کا قصد کیا لکھو کر ندکور کمایون کی طرف بھاگ گیا بادشاہ نے
کیتھل کو بالکل تاخت تاراج کر دیا اور ملک افغان کو راے لکھو کر کا مفسدہ رفع کرنے کے لیے سنبھل
مین چھوڑا اور ملک قبول کو بدایون مین بھیجا چنانچہ قبول پورہ محلہ بدایون مین اوسی کے نام سے
مشہور ہے ہر سال بطریق شکار کے آکر کیتھل کو لوٹ کھسوٹ جاتا تھا بعد ازان بادشاہ دہلی کو واپس آیا
۷۸۷ھ سات سو ستاسی مین بادشاہ نے موضع بہولی مین جو بدایون سے سات کوس ہے اور اوسکو
مواسا بھی کہتے ہین ایک قلعہ فیروز پور کے نام سے بنوایا اور چونکہ اس بادشاہ کی یہ سب سے
پچھلی عمارت ہے اس سبب سے اوسکو آخرین پور بھی کہتے ہین اب اگرچہ اوس قلعہ کی عمارت باقی
نہین لیکن ایک ٹیلہ اوسکی نشانی موجود ہے اس زمانے مین بادشاہ کی عمر نوے برس کی ہو چکی تھی اس سبب
سے اچھی طرح عقل سلیم نرہی تھی خان جہان وزیر کسی امیر کی وقعت نہ دیکھ سکتا تھا اسلیے اوسنے
بادشاہ کو بہکا کر کچھ امیرون کو نکال دیا بعضون کو قتل کر ڈالا اور بعضے امیرون پر یہ تہمت لگائی کہ شاہزادہ
محمد خان سے مل گئے ہین اور اس ارادے مین ہین کہ اوسکو تخت پر بٹھا دین بادشاہ ان باتون کو
سچ جان کر اون لوگون کے قتل و قمع پر آمادہ ہوا شاہزادہ کچھ دنون ڈر کے مارے بادشاہ سے
بچا بچا رہا آخر ایک روز خلوت مین حاضر ہو کر اپنی نیک نیتی اور خان جہان کی فریب دہی بادشاہ کے خوب
ذہن نشین کر دی اور اوسوقت خان جہان کا فساد بادشاہ پر قرار واقعی کھل گیا چنانچہ شاہزادہ محمد خان
کو اوسکی گوشمالی کے لیے کوٹہ کی طرف رخصت کیا چنانچہ شاہزادہ مذکور بہت سے امراے نامی
اور عوام الناس کو ساتھ لیکر رجب ۷۸۹ھ سات سو نواسی مین خان جہان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا
خان جہان بعد لڑائی کے زخمی ہو کر میوات کی طرف بھاگا اور کوکا نامی وہان کے زمیندار کے پاس پناہ
لیگیا شاہزادے نے سارا مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا اور جو جو امیر خان جہان کے شریک تھے سب کو

گوشمالی واجبی دی اس واقعہ کے بعد شاہزادہ ہرطرف سے بےخطر ہوکر مطلق العنان ہوگیا اور بادشاہ نے
شعبان سنہ مذکور مین سارا بادشاہی کا سامان اور ہاتھی اور گھوڑے اور کل سلطنت کی علامتین اور ناصرالدین
والدنیا محمد شاہ خطاب عنایت کرکے تخت پر بٹھادیا اور خود عبادت الٰہی مین مشغول ہوگیا اوس روز سے
جمعہ کے خطبے مین دونون بادشاہون کا نام پڑھا جاتا تھا محمد شاہ نے ازسرنو امیرون کو مناصب اور
جاگیرین تقسیم کین اور ملک یعقوب کو سکندر خان کا خطاب دیکر خان جہان کے مقابلے مین میوات کو
بھیجا کوکا چوہان وہان کے زمیندار نے خان جہان کو باندھ کر سکندر کے پاس بھیجدیا سکندر خان نے
اوسکو قتل کرکے سر اوسکا محمد شاہ کے پاس بھیجدیا اور خود گجرات کو روانہ ہوا سنہ سات سو نوے مین معہ
محمد شاہ بتقریب شکار کے کوہ سرمور کی طرف گیا گجرات مین ملک مفرح نے امیران صدہ کے اتفاق سے
سکندر خان کو مار ڈالا اور لشکر اوسکا لوٹ کھسوٹ کر سپاہ سالار کے ساتھ دہلی مین آیا جب محمد شاہ سرمور کی
طرف سے لوٹا تو غفلت اور بےپروائی کو جو جوانی کی عمر کا لازمہ ہے ایسا کام فرمایا کہ سکندر خان کے انتقام کا
کچھ خیال نہ ہوا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا اس سبب سے ملک مین طرح طرح کے فساد برپا ہوئے اور
چونکہ محمد شاہ نے سمارالدین اور کمال الدین دو سردارون کو بہت عزت بخشی تھی اوسکے حسد مین فیروز شاہ
بادشاہ کے لشکر والے باغی ہوکر ایک میدان مین جمع ہوئے شاہزادے نے ملک ظہیرالدین لاہوری کو
اونکی نصیحت کے لیے بھیجا اون خودسرون نے اوسکو مارے پتھرون کے زخمی کردیا ظہیرالدین اوسی طرح
لہو لوہان محمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا شاہزادے نے کچھ اپنی جمعیت کو اکٹھا کرکے مقابلہ کیا اور پہلے
حملے مین شکست دیکر اوس گروہ کو متفرق کردیا پھر وہ لوگ سلطان فیروز کے پاس پناہ لے گئے اور اوسکو
شریک کرکے پھر مقابلہ کیا دو روز تک لڑائی رہی جب وہ لوگ عاجز ہوگئے تو فیروز شاہ کو جو بہت ضعیف
اور لاغر ہوگیا تھا بھڑکا کر محمد شاہ کے مقابلے کے لیے اپنے ساتھ میدان مین لے آئے جب محمد شاہ کی
لشکر والون اور فیلبانون نے فیروز شاہ کو دیکھا فوراً لڑائی کو موقوف کرکے فیروز شاہ سے جا ملے محمد شاہ کے ساتھ
کچھ تھوڑے سے آدمی رہ گئے ناچار اونکو ساتھ لیکر سرمور کے پہاڑون کی طرف بھاگ گیا اور بادشاہ کا
لشکر جو قریب ایک لاکھ سوار و پیادے کے تھا محمد شاہ کے مکانون مین داخل ہوا اور سارے محمد شاہ کے
مقربون کو لوٹ کھسوٹ کے تباہ کردیا اور بادشاہ نے بھی لوگون کی بہکاوٹ مین آکر محمد شاہ کو ولیعہدی سے
موقوف کیا اور فتح خان کے بیٹے تغلق خان کو تغلق شاہ کا خطاب دیکر ولیعہد بنایا تغلق شاہ نے

حسین بادشاہ کے داماد کو جو محمد شاہ کے دوستون مین تھا قتل کرڈالا اور غالب خان حاکم سامانہ کو جلاوطن
کرکے سامانہ کو بھیجدیا اٹھارویں رمضان سنہ نو سو ستر مین فیروز شاہ کا انتقال ہوا اور اوسکو حوض خاص کے
کنارے پر دفن کرکے ایک بڑا گنبد اوسکے مزار پر بنا دیا ہے اور وفات فیروز اور نقل فیروز شاہ اوسکے
مرنے کی تاریخین ہین مگر دوسری تاریخ مین ایک عدد کم ہے اس بادشاہ نے اڑتیس برس اوکئی مہینے
سلطنت کی فیروز شاہ کے زمانے کے بڑے شاعرون مین ملک احمد امیر خسرو کا بیٹا تھا اور یہ بادشاہ کے
ندیمون سے بھی تھا اگرچہ اسکا کوئی دیوان مشہور نہین مگر اوسنے جو متقدمین کے کلامون مین دخل کیا ہے
وہ اکثر لوگون نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہے چنانچہ ظہیر کی اس بیت مین تصرف کیا ہے ؎
کلاہ گوشۂ حکم تو از طریق نفاذ ٭ ربودہ از سر گردون کلاہ جباری ٭ ملک احمد نے کہا کہ پہلا مصرع
اس طرح چاہیے تھا ٭ زہی بلا بنچۂ قہر تو از طریق نفاذ ٭ اور مصرع ثانی مین لفظ ربودہ کی عوض فگندہ مناسب تھا
اور ایک اس شعر مین اصلاح دی ہے ؎ این سہل سہل بود کہ گوگرد سرخ خواست ٭ گریان خواجہ خواستے
آنرا چہ کردمے ٭ ملک احمد نے یون بنایا ؎ این سہل سہل بود کہ آب حیات خواست ٭ اور ایک اس شعر کو
بدلا ؎ گر مشک خواند خاک درت را فلک مرنج ٭ نرخ گہر بطعن خریدار شکند ٭ اس شعر مین بجاے مصرعہ
اول کے یہ تجویز کیا ؎ گر لعل خواند سنگ درت مشتری مرنج ٭ جناب مصنف لکھتے ہین کہ بعضے اور شعر بھی اونکی
نظر سے گذرے تھے مگر یاد نہین رہے اور چونکہ ملک احمد جناب امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے یادگار تھے
اس سبب سے اونکے اس تصرفات کو بادشاہ اور امیر اور فاضل اوس زمانے کے بہت پسند
کرتے تھے اور غنیمت جانتے تھے دوسرے شاعر اوس زمانے کے مولانا مظہر کڑہ تھے کہ اونکی
اولاد مصنف کے زمانے تک لکھنوتی مین موجود تھی اور اپنے باپ دادون کے وقت سے
عزت پاتی چلی آتی تھی اون کا ایک دیوان بھی پندرہ سولہ ہزار شعرون کا ہے اور چونکہ
مولویت اونکی شاعریت پر بڑھی ہوئی تھی اس سبب سے اونکی فضیلت کے سامنے اونکی شعر کا رواج
بہت کم ہوا لیکن اگر غور کیجیے تو کچھ عجب چیز ہے تیسرے شاعر اوس زمانے کے قاضی عابد ہین

جنکا یہ قطعہ ہے ۔ قطعہ
دوستان گویند عابد با چنین طبع لطیف
چیست کاشعار و غزل از تو فراوان نیست
باکرا شعر و غزل گویم چون در عہد ما
شاہدی موزون و ملیح زرافشان نیست
اور یہ قطعہ حقیقت مین ان عربی شعرون کا ترجمہ ہے ؎
قالوا ترکت الشعر قلت ضرورۃ
باب الدواعی والبواعث مغلق

خلت الدیار فلا کریم یرتجی * عنه النوال ولا ملیح یعشق * ومن العجائب انه لا یشتری * ومع الکساد یخان فیہ ویسرق

ذکر سلطان تغلق شاہ بیٹے فتح خان کا

تغلق شاہ سنہ سات سو نوے مین دادا کی وصیت کے بموجب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کیا اور محمد شاہ کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی محمد شاہ تھوڑی سی لڑائی بھڑائی کے بعد نگرکوٹ کو بھاگ گیا اور چونکہ وہان کا راستہ سخت تھا اسواسطے بادشاہی فوج اوسکا پیچھا نکرسکی اس عرصے مین ابوبکر خان بادشاہ کے بھتیجے نے کچھ بغاوت کی ملک رکن الدین وغیرہ کئی امیر اوسکے شریک ہوگئے ابوبکر نے فیروزآباد مین جو تغلق شاہ کے رہنے کی جگہ تھی داخل ہوکر خاص تغلق شاہ کے رہنے کے مکان کے دروازے پر ملک مبارک کبیر کو قتل کیا تغلق شاہ اور خان جہان وزیر دوسرے دروازے کو بھاگے ابوبکر نے اونکا تعاقب کرکے قتل کیا اور اونکے سر شہر کے دروازے پر لٹکادیے یہ حادثہ سنہ سات سو اکیانوے مین واقع ہوا اور تغلق شاہ نے پانچ مہینے اور اٹھارہ دن حکومت کی

ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان کا

بعد شہادت سلطان تغلق شاہ کے ابوبکر شاہ بموقوف امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا ابتداے جلوس مین سب امیرون کو مناصب تقسیم کیے اور رکن الدین چندہ کو وزارت کے منصب پر سرفراز کیا آخر کو یہ معلوم ہوا کہ رکن الدین بعضے امیرون سے متفق ہوکر غدر کا ارادہ رکھتا ہے اور خود بادشاہی کے خیال مین ہے یہ سنتے ہی فوراً ابوبکر شاہ نے رکن الدین کو مع اوسکے مشیرون کے قتل کیا اور سارا مال وخزانہ اوسکا لوٹ لیا روز بروز اوسکی سلطنت کی قوت ہوئی اثنا مین سامانہ کے امیران صدہ نے ملک سلطان شاہ خوشحال امیر سامانہ کو جو محمد شاہ کے مقابلے کو لیے مامور تھا سامانہ کے حوض کے کنارے پر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور سارا گھربار اوسکا لوٹ لیا اور سر اوسکا شاہزادہ محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ مین بھیجکر اوسکے بلانے کا پیغام بھیجا چنانچہ محمد شاہ نگرکوٹ سے متواتر کوچ کرتا ہوا جالندھر کے راستے سے سامانہ مین پونہچا اور شان وشوکت کا سامان درست کرکے ماہ ربیع الاول سنہ سات سو اکیانوے مین دوبارہ بادشاہی کا نیزہ بلند کیا اور ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور مین پچاس ہزار آدمیون کی فوج ساتھ لیکر دہلی کی طرف کوچ کرکے قصر جہان نما مین منزل کی اور امیرون کو مناسب منصب عطا کیے اور ملک سرور کو خواجہ جہان اور

ملک الشرق نصیر الدین حاکم ملتان کو خضر خان کا خطاب عنایت کیا ابو بکر شاہ نے بھی بہادر ناہر میواتی کی
مدد پر صف آرائی کی ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین فیروز آباد کے میدان مین لڑائی ہوئی محمد شاہ
شکست کھاکر دو ہزار سوارون کے ساتھ جمنا اوتر کر میان دواب کے ملک کو چلا گیا اور ہمایون خان
اپنے منجھلے بیٹے کو سامانہ کی طرف بھیجا چنانچہ وہ وہان سے بہت سامان اور پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر آیا
تو محمد شاہ نے دوبارہ دہلی پر یورش کی اور ابو بکر شاہ کے مقابلے مین پھر شکست کھا کر بھاگا ابو بکر شاہ
تھوڑی دور تعاقب کر کے لوٹ آیا محمد شاہ جیتور مین جو گنگا کے کنارے ایک قصبہ ہے پہنچا اور سارا
سامان اور لشکر اوسکا برباد ہوگیا محرم سنہ سات سو بانوے مین شہزادہ ہمایون خان سامانہ سے
بہت سے امیرون کے لیے لایا اور تمام دہلی کے گرد و نواح کو لوٹ مار کر کے غارت کر دیا ابو بکر شاہ نے
عماد الملک کو چار ہزار سوار دیکر مقابلے کے لیے بھیجا پانی پت مین لڑائی ہوئی ہمایون خان شکست کھا کر
پھر سامانہ کو بھاگ گیا ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ابو بکر شاہ بھی بہت جمعیت ساتھ لیکر محمد شاہ
کی دفع کے لیے جیتر کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے بیس کوس پر منزل کی محمد شاہ یہ سنتے ہی دھوکا
دیکر دوسری راہ سے دہلی مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین اوترا سب خاص و عام شہر کے
اوس سے ملگئے ابو بکر شاہ یہ سنکر فورًا دہلی کی طرف لوٹا اور ملک بہاء الدین جنگی کو جو محمد شاہ
کی طرف سے دروازے کا محافظ تھا قتل کر کے بے تحاشا قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا محمد شاہ
پہلے سے غافل تھا یہ دیکھتے ہی گھبرا گیا اور حوض خاص کے دروازے سے نکل کر پھر جیتر کو جو اوسکی
اصلی جگہ تھی بھاگ گیا اور بہت سے امرا جو اوسکے مقرب ہوگئے تھے مارے گئے اگرچہ اب محمد شاہ مین
ابو بکر شاہ کے مقابلے کی طاقت نہ رہی لیکن ابو بکر شاہ کی حرکتین ایسی تھین کہ سب لوگ اوس سے
بیدل تھے ماہ رمضان سنہ مذکور مین مبشر چپ اور بعضے فیروز شاہی غلامون نے جو امارت کے
مرتبے پر پہونچے تھے پوشیدہ محمد شاہ کو خط لکھے اور اپنی استدعا ظاہر کی ابو بکر شاہ اس حال سے
واقف ہوکر بہت گھبرایا اور بہادر ناہر سے مدد لینے کے لیے کوٹلہ میوات کی طرف گیا اور ملک شاہین
اور عماد الملک اور ملک بحری اور صفدر خان کو دہلی مین چھوڑا محمد شاہ حسب الطلب امرا کے
بڑی شان و شوکت سے پھر تیسری بار دہلی مین داخل ہوا اور قصر فیروز آباد مین تخت سلطنت پر
جلوس کیا مبشر چپ کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزارت کا منصب عطا کیا کچھ دنون کے بعد

فیروزآباد سے قصر جہان نما مین چلا گیا اور اون سب فیروزشاہی غلامون کو جو اول باعث فتنہ و فساد کے ہوئے تھے قتل کردینے کا حکم دیا چنانچہ اس قتل عام مین اکثر پورب کی طرف کی آزاد لوگ جنکی زبانین کچی تھین غلامون کے دھوکے مین قتل ہوگئے ابوبکر شاہ کی اس حادثہ کے بعد کمر ٹوٹ گئی اسی اثنا مین محمد شاہ نے کوٹلہ میوات کی طرف ابوبکر شاہ کے مقابلے کے لیے یورش کی مجبور ہوکر ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر امان مانگ کر حاضر ہوگئے بہادر ناہر نے خلعت اور انعام پایا اور ابوبکر شاہ کو میرٹھ کے قلعے مین قید کردیا چنانچہ وہ زندگی بھر وہین رہا یہ حادثہ سنہ سات سو ترانوے مین واقع ہوا اور ابوبکر شاہ نے ڈیڑھ برس سلطنت کی

ذکر سلطان محمد بن فیروز شاہ کا

بعد اس فتح کے محمد شاہ مستقل بادشاہ ہوگیا اور کوئی مدعی سلطنت باقی نرہا اسی سال مین ملک مفرح سلطانی حاکم گجرات نے کچھ تمرد کیا ظفر خان اوسکے مقابلے کے لیے نامزد ہوا سنہ سات سو چورانوے مین مواس کے زمیندارون نے میان دواب مین فتنہ اوٹھایا اور قصبہ بلارام کو لوٹ لیا اسلام خان نے ہرسنگہ رای اونکے سرغنہ کو جاکر شکست دی پھر بادشاہ نے قنوج اور اٹاوہ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے سرکشون کو گوشمالی دیکر اور اٹاوہ کو تاخت تاراج کرکے پھر قصبہ جتیری مین جو اوسکی قدیمی مانوس جگہ تھی آیا اور شہر محمد آباد بنا کیا اس سال مین اسلام خان کو ارادۂ بغاوت کی تہمت مین قتل کیا سنہ سات سو پچانوے مین ملک مقرب الملک کو اٹاوہ کے سرکشون پر بھیجا اوسنے قول و قرار کرکے سب باغیونکو بلا لیا اور قنوج مین لیجاکر قتل کرڈالا اور پھر محمد آباد کو واپس آیا اور ماہ شوال سنہ مذکور مین بادشاہ بیمار ہوا اس عرصے مین بہادر ناہر نے کئی موضع لوٹ لیے بادشاہ نے اوسی بیماری مین کوٹلہ کی طرف یورش کی بہادر ناہر کچھ لڑائی کے بعد بھاگ گیا اور بادشاہ فتح پاکر محمد آباد کو واپس آیا اور وہان کچھ عمارت بنوانی شروع کی اس حال مین بیماری کی پھر شدت ہوئی سرشیخا کھوکر باغی ہوکر لاہور پر متصرف ہوگیا تھا بادشاہ نے سنہ سات سو چھیانوے مین شہزادۂ ہمایون خان کو اوس طرف نامزد کیا ابھی وہ شہر مین تھا کہ بادشاہ نے ملک آخرت کو رحلت کی اور باپ کی حظیرے مین حوض خاص کے کنارے پر دفن ہوا اس بادشاہ نے چھ برس اور سات مہینے حکومت کی

ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ کا

بعد انتقال محمد شاہ کے اوسکا بیٹا علاء الدین سکندر شاہ جسکا ہمایون خان نام تھا انیسوین ربیع الاول سنہ سات سو پچانوے مین بموجب ولیعہدی پدر کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور فقط ایک مہینہ اور سولہ روز سلطنت کا مزا چکھکر دنیاے فانی کو ترک کیا مصرع

رویے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اسکی ایام شاہزادگی مین ایک فاضل نے مقامات حریری کے مقابلے مین ایک کتاب اوسکے نام پر لکھی ہے مصنف نے بھی ایک مقالہ اوسکا دیکھا ہے

ذکر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ کا

بعد انتقال علاء الدین کے محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا محمود شاہ سب امیرون کے مشورے سے تاریخ بیسوین جمادی الاولی سنہ مذکور کو تخت سلطنت پر بیٹھا اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ اپنا خطاب مقرر کیا اور مقرب الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر ولیعہد کیا اور منصب اور خطاب اور جاگیرین سب امیرون کو عطا کین اور سرکشون کی تنبیہ کے لیے جنھون نے بڑا فساد برپا کر رکھا تھا خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر قنوج سے بہار تک سب ملک سپرد کرکے اوس طرف روانہ کیا چنانچہ اوسنے جاجنگر تک اپنا قبضہ کر لیا اور بہت سے ہاتھی اور اسباب وہان سے حاصل کیا اور بادشاہ لکھنوتی نے بھی ہرسال ہاتھی دہلی مین بطور پیشکش کے بھیجنا شروع کیے اور حدود کڑہ اور اودہ اور سندیلہ اور ملاوتا اور بہرایچ اور تربہٹ کے قلعہ جو کافرون نے خراب کر دیے تھے انسر نو تعمیر کیے گئے بادشاہ نے سارنگ خان کو علاقہ دیبال پور مین شیخا کھوکر کا فتنہ دفع کرنے کے لیے بھیجا اسی سال کی ماہ ذیقعدہ مین شیخا سوضع سامو تھلہ مین جو لاہور سے بیس کوس ہے بڑی لڑائی کے بعد سارنگ خان کے مقابلے سے بھاگ کر کوہ جمون کی طرف گیا اور سارنگ خان لاہور اپنے بھائی عادل خان کو سپرد کرکے دیبال پور کی طرف لوٹ گیا اسی سال کی ماہ شعبان مین سلطان محمود نے مقرب خان کو بطور نیابت کے شہر مین چھوڑ کر اور سعادت خان کو جو عبد الرشید سلطان کے نام سے مشہور تھا اپنے ہمراہ لیکر بیانہ اور گوالیار کی طرف کوچ کیا اور قصبہ بساور مین ایک جامع مسجد بہت بڑی سنگین عمارت کی بنوائی جو آج تک موجود ہے جب بادشاہ گوالیار کے قریب پہونچا تو ملک علاء الدین دھاروال اور ملو خان برادر سارنگ خان اور ملک راجو نے سعادت خان پر غدر کا ارادہ کیا اور اوسنے اس ارادے سے واقف ہوکر ملک علاء الدین اور مبارک خان کو پکڑ کر قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی مین گیا بادشاہ بھی فی الفور تختگاہ کو واپس آیا اور سواد شہر مین منزل کی اور مقرب خان اس خوف سے کہ ملو خان کو پناہ دی تھی قلعے مین بند ہو گیا تین مہینے تک سعادت خان اور مقرب خان مین لڑائی قائم رہی ماہ محرم سنہ سات سو ستانوے مین سلطان محمود مقرب خان کے طرفدارون کے بہکانے سے سعادت خان سے جدا ہو کر قلعے مین جا کر

مقرب خان سے جا ملا اس سبب سے مقرب خان کو بڑی تقویت ہوگئی دوسرے دن سعادت خان سے میدان میں نکل کر مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پھر قلعہ میں داخل ہوا اور سعادت خان فیروزآباد میں چلا گیا اور بعضے امیرون کے ساتھ اتفاق کر کے فتح خان کے بیٹے نصرت خان کو میوات سے بلایا اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں اوسکو تخت پر بٹھا کر ناصر الدین نصرت شاہ خطاب مقرر کیا نصرت شاہ فقط کہنے کو بادشاہ تھا سارے کاروبار سلطنت کے سعادت خان نے اپنے اختیار میں رکھے بعضے غلام فیروزشاہ کے اور فیلبان نصرت شاہ سے متفق ہو کر اور مکر وحیلے سے اوسکو ہاتھی پر بٹھا کر اور ایک بڑی جمعیت ساتھ لیکر یکایک سعادت خان پر جا پڑے سعادت خان اس معاملے سے بالکل غافل تھا یکایک بیدست وپا ہو کر بھاگ نکلا اور دہلی میں مقرب خان کے پاس التجا لے گیا اوسنے دغا سے بلا کر قتل کر ڈالا اور محمد مظفر وزیر اور شہاب ناہر اور ملک فضل اللہ بلخی اور بندگان فیروزشاہی وغیرہم امراے نصرت شاہی نے از سر نو سلطان نصرت شاہ سے بیعت کی اور اوسنے سب کو منصب تقسیم کیے اور دہلی میں سلطان محمود اور فیروزآباد میں نصرت شاہ بادشاہی کرنے لگے مقرب خان نے دہلی کا پرانا قلعہ بہادر ناہر میواتی کو حوالہ کیا اور ملو خان کو اقبال خان کا خطاب دیا ہر روز ان دونون بادشاہون میں شطرنج کی طرح بادشاہون کی لڑائی قائم تھی سارا ملک میان دو آبکا اور سنبھل اور پانی پت اور رہتک اور جھجر نصرت شاہ کے تصرف میں تھا اور دو چار پرانے قلعے جیسے دہلی اور سیری وغیرہ سلطان محمود کے قبضے میں رہی اور یہ مثل اوسی دن سے مشہور ہے کہ خداوند عالم از دہلی تا پالم اور تمام ہندوستان میں بہت سے لوگ تھوڑے تھوڑے ملک دبا کر خود مختار حاکم بن بیٹھے تین برس تک ملک کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی فیروزآباد والے دہلی والون پر غالب آگئے اور کبھی یہ اون پر سنہ سات سو اٹھانوے میں خضر خان امیر ملتان اور سارنگ خان حاکم دیبالپور میں بڑی لڑائی ہوئی آخر کو ملک مردان کے بعضے غلام جو ملک سلیمان پدر خضر خان کا مربی تھا بیوفائی کر کے سارنگ خان سے ملگئے اور ملتان خضر خان کے قبضے سے نکل کر سارنگ خان کے قبضے مین آگیا اور روز بروز اوسکی جمعیت بڑھتی گئی سنہ سات سو ننانوے میں سارنگ خان نے غالب خان حاکم سامانہ اور تاتار خان والی پانی پت کو نکال کر دہلی تک اپنا قبضہ کر لیا نصرت خان نے ملک الماس غلام فیروزشاہی کو بہت سے ہاتھی اور لشکر دیکر تاتار خان کی مدد کے لیے روانہ کیا تاکہ سامانہ کو

سارنگ خان سے چھین کر غالب خان کے سپرد کردی محرم سنہ آٹھ سو مین موضع کوٹلہ کی نواحی
مین بڑی لڑائی ہوئی آخر سارنگ خان شکست کھاکر ملتان کو بھاگ گیا اور تاتار خان تلونڈی تک خود
جاکر لوٹ آیا اور آگے کو کمال الدین مبین کو سارنگ خان کے تعاقب مین روانہ کیا ماہ ربیع الاول سنہ مذکور
مین میرزا پیر محمد نے جو صاحبقران امیر تیمور گورکان بادشاہ خراسان اور ماوراء النہر کا پوتا تھا سندھ ندی سے
اوترکر اچھہ کے قلعے کا محاصرہ کرلیا ایک مہینے تک علی ملک سارنگ خانی قلعے مین سے لڑتا رہا پھر
ملک تاج الدین بختیار ہزار سوار سارنگ خان سے لیکر اچھہ کے قلعے پر پونہچا تب مرزا پیر محمد نے اوس
قلعے کو چھوڑ دیا اور دھوکا دیکر بیاس ندی کے کنارے پر جس جگہ ملک تاج الدین کی فوج پڑی تھی
ایسے حال مین کہ وہ غافل تھے حملہ کیا اور بہت سے آدمی تاج الدین کی طرف کے قتل کر ڈالے
کچھ ندی مین ڈوب کر مر گئے اس فتح کے بعد مرزا پیر محمد نے فوراً جاکر ملتان کے قلعے کو
گھیر لیا سارنگ خان چھ مہینے تک لڑتا رہا آخر امن طلب کرکے حاضر ہوگیا پیر محمد تیمور کے آنے تک
ملتان مین ٹھہرا رہا ماہ شوال سنہ مذکور مین اقبال خان جو ملو یا سلطان کے نام سے مشہور تھا
بہت سے عہد و پیمان کرکے نصرت شاہ کا شریک ہوا اور نصرت شاہ کو مع لشکر اور ہاتھیون کے
قصر جہان نما مین لے گیا مقرب خان اور بہادر ناہر پرانی دہلی کے قلعے مین بند ہوگئے تیسرے دن
اقبال خان نے دھوکا دیکر نصرت شاہ کے لشکر پر یورش کی وہ اس دغا سے غافل تھا بدحواس ہوکر
فیروزآباد مین بھاگ آیا اور وہان سے جمنا اوترکر تاتار خان اپنے وزیر کے پاس پانی پت مین چلا گیا
اور سارا سامان اور ہاتھی نصرت خان کے اقبال خان سکار کے ہاتھ لگے دو مہینے تک مقرب خان
اور اقبال خان مین ہر روز لڑائی ہوتی رہی بعد ازان بعض امیرون نے درمیان مین پڑکر دونون کو
ملا دیا اور صلح کرادی بعد چند روز کے اقبال خان نے مقرب خان سے بھی دغا کرکے یکایک اوسکے
مکان کا محاصرہ کرلیا اور جب وہ امن مانگ کر آیا تو اوسکو قتل کر ڈالا اور سلطان محمود کو پکڑ کے
برائے نام بادشاہ بنا لیا اور کاروبار ملکی سب اپنے قبضے مین کیے ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور مین
اقبال خان نے پانی پت کو بھی تاتار خان کے آدمیون سے چھین لیا اور سارے اوسکے
ہاتھی اور سامان اپنے قبضے مین کرلیے اس سے پہلے تاتار خان نے دہلی کی طرف توجہ کی تھی
یہان اوس سے خاک بھی نہو سکا بلکہ اور اپنا ملک بھی ہاتھ سے گیا مجبور ہوکر دہلی سے گجرات کو اپنے

باپ کے پاس چلا گیا اقبال خان نے دہلی مین آکر تاتار خان کے داماد نصیر الملک کو جو اوس سے
ملگیا تھا عادل خان خطاب دیکر میان دواب کا ملک حوالہ کیا ماہ صفر سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور
تلبینہ کو لوٹ کھسوٹ کے ملتان مین آیا اور بہت سے سارنگ خان کے لشکر والے جو مرزا پیر محمد نے
پکڑ کر قید کر لیے تھے تہ تیغ کیے گئے پھر تیمور نے وہان سے متواتر کوچ کر کے قلعۂ بھٹ کو بھی
فتح کیا اور راجۂ جلیجین بھٹی کو پکڑ کے سارے قلعہ والون کے ساتھ قتل کر ڈالا وہان سے چلکر
سامانہ کو فتح کیا دیبال پور اور اجودھن اور سرستی کے سارے باشندے جان کے خوف سے
ادھر اودھر بھاگتے پھرتے تھے سلطان تیمور نے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعضون کو قید کر کے
اپنے ہمراہ لے لیا وہان سے کوچ کر کے جمنا کو اوتر کر میان دواب کے ملک مین آیا اور سارے
ملک کو لوٹ کھسوٹ کر کے تباہ کر دیا پھر قصبۂ لونی مین جو جمنا کے کنارے پر دہلی کے قریب
واقع ہے نزول کیا اس منزل مین تخمیناً پچاس ہزار قیدی جو گنگا کے کنارے تک سے پکڑے تھے
قتل کیے اور بعضے لوگ بڑے بڑے عمامے باندھے ہوئے مولویون کی صورت بنائی ہوئے
اوس لشکر کے ساتھ تھے انھون نے مسلمان قیدیون کو بھی ہندؤن کے حکم مین داخل کر کے
بہ نیت جہاد اپنے ہاتھ سے قتل کیا ماہ جمادی الاول سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور نے جمنا کو
اوتر فیروز آباد مین منزل کی اوسکے دوسرے دن حوض خاص پر ڈیرے ڈالے اقبال خان
بہت سے ہاتھی اور فوج لیکر مقابلے مین آیا مگر پہلے ہی حملے مین شکست کھائی اس لڑائی مین
بڑی مخلوق قتل ہوئی اور سارے ہاتھی تیموریون نے چھین لیے جب رات ہوئی تو اقبال خان
اور سلطان محمود شرم و حیا کو طاق مین رکھکر ساری اپنی اہل و عیال کو اوسی بلا مین چھوڑ گئے اور
سلطان محمود گجرات کی طرف بھاگ گیا اور اقبال خان جمنا اوتر کر قصبۂ برن کو چلا گیا امیر تیمور نے
دوسرے دن دہلی مین داخل ہو کر شہر والون سے بہت سا مال و اسباب ٹھہرا کر امن دی
اور اون سے وہ ٹھہرا ہوا مال اور سواے اسکے اور بہت سی پیشکشین حاصل کین اسی اثنا
مین تیمور کے لشکر کے کئی سپاہیون کو شہر والون نے مار ڈالا تیمور نے یہ سنکر سارے
شہر والون کو قید کر لینے کا حکم کیا اور سب کو پکڑ کر ماوراء النہر کو لے گیا منجملہ اون قیدیون کے
شیخ احمد کھٹو بھی تھے جنکا مزار گجرات مین احمد آباد کے قریب موجود ہے وہ بھی تیمور کے لشکر کے ساتھ گئے

چنانچہ انھون نے امیر تیمور سے لاقات کی اور اپنا فضل و کمال ظاہر کر کے اوسکو اپنا معتقد کر لیا اور
وہان کے سارے عالمون فاضلون کو مباحثہ مین الزام دیا اور تیمور سے سب قیدیون کی سفارش
کی تیمور نے اونکی خاطر سے سب کو چھوڑ دیا یہ حق شیخ ممدوح کا سارے اہل ہند کی گردنون پر باقی رہا
شیخ کی حالات مین یہ سارا قصہ تفصیل سے مذکور ہے اس فتح سے تھوڑے دنون کے بعد خضر خان
اور بہادر ناہر میواتی جو خوف کے مارے میوات کے پہاڑون مین چھپ رہے تھے امیر تیمور کی خدمت
مین حاضر ہوئے سوا ے خضر خان کے جو شاید کچھ پہلے شناسائی امیر تیمور سے رکھتا تھا سب کو
تیمور نے قید کر لیا اور دوبارہ ہندوستان کو لوٹا اور کوہ سوالک کے ملکو نکو فتح کے ایک زلزلہ ڈال دیا
پھر لاہور مین آیا اس فتح کی تاریخ لفظ رفا اور غارسے نکلتی ہے اور شیخا کھوکر کو جو پہلے تیمور کی خدمت مین حاضر
ہوا تھا اور پھر کسی حیلے سے لاہور کو سارنگ خان سے چھین کر خود متصرف ہو گیا تھا امیر تیمور نے مع اہل و
عیال کے قید کر لیا اور ساری اہل لاہور کے لوٹ لینے اور پکڑ لینے کا حکم دیا اور خضر خان کو دیپال پور اور
ملتان کا ملک حوالہ کر کے فرمایا کہ دہلی بھی ہمنے تجھکو ہی عطا کی پھر امیر تیمور لاہور سے کابل ہوتا ہوا سمرقند کو چلا گیا
اس سال مین دہلی مین ایسی وبا اور قحط کی کثرت ہوئی کہ بالکل ویران ہوئی اور دو مہینے تک ایسی اجڑی پڑی
رہی کہ کسی چرندے پرندے کا بھی نشان باقی نرہا نصرت شاہ جو اقبال خان کے مقابلے سے
بھاگ کر میان دواب مین چلا گیا تھا ایسے وقت مین فرصت کو غنیمت سمجھکر میرٹھ مین آیا اور وہان سے
دہلی مین داخل ہوا عادل خان وغیرہ بہت سی مخلوق جو مغلون کے ہاتھ سے خلاصی پاکر ادھر اودھر گوشون
مین چھپی بیٹھی تھی سب اوسکے پاس آکر جمع ہو گئی جب بہت سی جمعیت اکھٹی ہو گئی تو نصرت شاہ نے
شہاب خان کو اقبال خان کے مقابلے کے لیے برن کی طرف بھیجا راستے مین تھوڑے سے
ہندوون نے اکھٹے ہو کر شہاب خان پر شبخون کر کے اوسکو قتل کر ڈالا اور اقبال خان نے پیش دستی
کر کے سارے اوسکے اسباب اور ہاتھیون پر قبضہ کر لیا اور روز بروز اوسکو تقویت ہوتی گئی اور
نصرت خان کا کام درہم برہم ہو گیا بعد ازان اقبال خان نے برن سے دہلی کی طرف کوچ کیا یہ سنکر
نصرت شاہ فیروز آباد سے میوات کی طرف بھاگ گیا اور اوسی جگہہ ملک آخرت کو کوچ کیا اس زمانے مین
ہر طرف ہندوستان مین لوگ بادشاہ بن بیٹھے سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو مین اقبال خان نے شمس خان اوحدی
حاکم بیانہ پر یورش کی نوہ اور پٹیل کے جنگل مین لڑائی ہوئی آخر اقبال خان نے فتح پائی اور شمس خان

باپ کے پاس چلا گیا اقبال خان نے دہلی میں آکر تاتار خان کے داماد نصیر الملک کو جو اوس سے
ملگیا تھا عادل خان خطاب دیکر میان دواب کا ملک حوالہ کیا ماہ صفر سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک میں امیر تیمور
تلبنہ کو لوٹ کھسوٹ کے ملتان میں آیا اور بہت سے سارنگ خان کے لشکر والے جو مرزا پیر محمد نے
پکڑ کر قید کر لیے تھے تہ تیغ کیے گئے پھر تیمور نے وہان سے متواتر کوچ کرکے قلعہ بہت کو بھی
فتح کیا اور راجہ چلچین بھٹی کو پکڑ کے سارے قلعہ والون کے ساتھ قتل کر ڈالا وہان سے چلکر
سامانہ کو فتح کیا دیبال پور اور اجودھن اور سرستی کے سارے باشندے جان کے خوف سے
ادھر اودھر بھاگتے پھرتے تھے سلطان تیمور نے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعضون کو قید کر کے
اپنے ہمراہ لے لیا وہان سے کوچ کر کے جمنا کو اوتر کر میان دواب کے ملک میں آیا اور سارے
ملک کو لوٹ کھسوٹ کر کے تباہ کر دیا پھر قصبہ لونی میں جو جمنا کے کنارے پر دہلی کے قریب
واقع ہے نزول کیا اس منزل میں تخمیناً پچاس ہزار قیدی جو گنگا کے کنارے تک سے پکڑے تھے
قتل کیے اور بعضے لوگ بڑے بڑے عمامے باندھے ہوئے مولویون کی صورت بنائی ہوئے
اوس لشکر کے ساتھ تھے انھون نے مسلمان قیدیون کو بھی ہندؤن کے حکم میں داخل کر کے
بہ نیت جہاد اپنے ہاتھ سے قتل کیا ماہ جمادی الاول سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک میں امیر تیمور نے جمنا کو
اوتر فیروز آباد میں منزل کی اوسکے دوسرے دن حوض خاص پر ڈیرے ڈالے اقبال خان
بہت سے ہاتھی اور فوج لیکر مقابلے میں آیا مگر پہلے ہی حملے میں شکست کھائی اس لڑائی میں
بڑی مخلوق قتل ہوئی اور سارے ہاتھی تیموریون نے چھین لیے جب رات ہوئی تو اقبال خان
اور سلطان محمود شرم و حیا کو طاق میں رکھکر ساری اپنی اہل و عیال کو اوسی بلا میں چھوڑ گئے اور
سلطان محمود گجرات کی طرف بھاگ گیا اور اقبال خان جمنا اوتر کر قصبہ برن کو چلا گیا امیر تیمور نے
دوسرے دن دہلی میں داخل ہو کر شہر والون سے بہت سا مال و اسباب ٹھہرا کر امن دی
اور راون سے وہ ٹھہرا ہوا مال اور سوا اسکے اور بہت سی پیشکشین حاصل کین اسی اثنا
مین تیمور کے لشکر کے کئی سپاہیون کو شہر والون نے مار ڈالا تیمور نے یہ سنکر سارے
شہر والون کو قید کر لینے کا حکم کیا اور سب کو پکڑ کر ماوراء النہر کو لے گیا منجملہ اون قیدیون کے
[illegible] تیمور کے لشکر کے ساتھ تھی

چنانچہ انھون نے امیر تیمور سے ملاقات کی اور اپنا فضل و کمال ظاہر کر کے اوسکو اپنا معتقد کر لیا اور
وہان کے سارے عالمون فاضلون کو مباحثہ مین الزام دیا اور تیمور سے سب قیدیون کی سفارش
کی تیمور نے اونکی خاطر سے سب کو چھوڑ دیا یہ حق شیخ ممدوح کا سارے اہل ہند کی گردنون پر باقی رہا
شیخ کی حالات مین یہ سارا قصہ تفصیل سے مذکور ہے اس فتح سے تھوڑے دنون کے بعد خضر خان
اور بہادر ناہر میواتی جو خوف کے مارے میوات کے پہاڑون مین چھپ رہے تھے امیر تیمور کی خدمت
مین حاضر ہوئے سوا سے خضر خان کے جو شاید کچھ پہلے شناسائی امیر تیمور سے رکھتا تھا سب کو
تیمور نے قید کر لیا اور دوبارہ ہندوستان کو لوٹا اور کوہ سوالک کے ملکو نکو فتح کے ایک زلزلہ ڈال دیا
پھر لاہور مین آیا اس فتح کی تاریخ لفظ رفا اور غار سے نکلتی ہے اور شیخا کھوکر کو جو پہلے تیمور کی خدمت مین حاضر
ہوا تھا اور پھر کسی حیلے سے لاہور کو سارنگ خان سے چھین کر خود متصرف ہو گیا تھا امیر تیمور نے مع اہل و
عیال کے قید کر لیا اور ساری اہل لاہور کے لوٹ لینے اور پکڑ لینے کا حکم دیا اور خضر خان کو دیبالپور اور
ملتان کا ملک حوالہ کر کے فرمایا کہ دہلی بھی ہمنے تجھکو ہی عطا کی پھر امیر تیمور لاہور سے کابل ہوتا ہوا سمرقند کو چلا گیا
اس سال مین دہلی مین ایسی وبا اور قحط کی کثرت ہوئی کہ بالکل ویران ہوئی اور دو مہینے تک ایسی اجڑی پڑی
رہی کہ کسی چرندے پرندے کا بھی نشان باقی نہ رہا نصرت شاہ جو اقبال خان کے مقابلے سے
بھاگ کر میان دواب مین چلا گیا تھا ایسے وقت مین فرصت کو غنیمت سمجھکر میرٹھ مین آیا اور وہان سے
دہلی مین داخل ہوا عادل خان وغیرہ بہت سی مخلوق جو مغلون کے ہاتھ سے خلاصی پاکر ادھر ادھر گوشون
مین چھپی بیٹھی تھی سب اوسکے پاس آکر جمع ہو گئی جب بہت سی جمعیت اکھٹی ہو گئی تو نصرت شاہ نے
شہاب خان کو اقبال خان کے مقابلے کے لیے برن کی طرف بھیجا رستے مین تھوڑے سے
ہندؤن نے اکھٹے ہو کر شہاب خان پر شبخون کر کے اوسکو قتل کر ڈالا اور اقبال خان نے پیش دستی
کر کے سارے اوسکے اسباب اور ہاتھیون پر قبضہ کر لیا اور روز بروز اوسکو تقویت ہوتی گئی اور
نصرت خان کا کام درہم برہم ہو گیا بعد ازان اقبال خان نے برن سے دہلی کی طرف کوچ کیا یہ سنکر
نصرت شاہ فیروز آباد سے میوات کی طرف بھاگ گیا اور اوسی جگہہ ملک آخرت کو کوچ کیا اس زمانے مین
ہر طرف ہندوستان مین لوگ بادشاہ بن بیٹھے سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو مین اقبال خان نے شمس خان اوحدی
حاکم بیانہ پر یورش کی نوہ اور پٹیل کے جنگل مین لڑائی ہوئی آخر اقبال خان نے فتح پائی اور شمس خان

لوٹ کر بیانہ کو چلا گیا پھر اقبال خان نے کیتھر پر لشکر کشی کر کے راے ہرسنگھ وہان کے راجہ سے بہت سا مال بطور پیشکش کے لیا اسی سال مین خواجہ جہان نے جونپور مین انتقال کیا اور اوسکی جگہ ملک مبارک قرنفل مبارک شاہ اپنا خطاب مقرر کر کے قائم مقام ہوا ماہ جمادی الاول سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین مین شمس خان بیانی والے اور مبارک خان بن بہادر ناہر خان نے اقبال خان سے صلح کر لی اقبال خان اونکو ساتھ لیکر چار و دچپا ے مین آب سیاہ کے کنارے پر جو کالی پانی کے نام سے مشہور ہے راے سیر وہان کے مقدمہ سے لڑکر فتح پائی اور اٹاوہ تک کفار کا پیچھا کیا جب قنوج مین پونہچا تو مبارک شاہ جونپور سے نکل کر گنگا کے اوس کنارے اپنی فوج لیکر مستعد کھڑا ہو گیا اس کنارے پر اقبال خان کی فوج تھی کسی کی جرأت گنگا اوترنے کی نہوتی تھی آخر کو دونون اپنے ملک کو لوٹ گئے لوٹتے وقت اقبال خان نے شمس خان اور مبارک خان کو دغا کر کے مار ڈالا اسی سال مین ایک بادشاہی غلام نے جو غالب خان والی سامانہ کا داماد تھا بڑا انبوہ جمع کر کے تاریخ نوین رجب سنہ مذکور مین نواحی اجودھن مین خضر خان سے مقابلہ کیا اور شکست کھا کر قصبہ بھوہر مین چلا آیا غالب خان اور سب امیرون نے متفق ہو کر اوسکو قتل کر ڈالا سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار مین محمد شاہ کا بیٹا سلطان محمود خطۂ دھار سے دہلی مین آیا بظاہر اقبال خان اوسکے استقبال کو گیا اور اوسکی بڑی تعظیم کر کے کوشک جہان نما مین اوتارا لیکن چونکہ سارا سامان سلطنت کا اقبال خان کے اختیار مین تھا اس سبب سے محمود اوس سے دل مین رنجیدہ ہو کر قنوج کو اپنے ساتھ لیے گیا اس سال مین مبارک شاہ کا انتقال ہو گیا تھا اور سلطان ابراہیم اوسکا چھوٹا بھائی اوسکا جانشین ہوا تھا چنانچہ اپنا لشکر لیکر سلطان محمود اور اقبال خان کے مقابلے کے لیے آیا لڑائی سے پہلے سلطان محمود شکار کے بہانے اقبال خان کے لشکر سے جدا ہو کر سلطان ابراہیم سے جا ملا مگر سلطان ابراہیم اوس سے بڑی بے پروائی سے پیش آیا سلطان محمود نے شاہزادہ فتح خان ہروی کو جو مبارک شاہ کی طرف سے قنوج پر متصرف تھا نکال کر وہان کے قلعے پر اپنا قبضہ کر لیا اور سب وہان کی رعایا سلطان محمود کی شریک ہو گئی پھر سلطان ابراہیم جونپور کو اور اقبال خان دہلی کو لوٹ گئے اور سلطان محمود نے فقط قنوج پر قناعت کی سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار مین اقبال خان نے گوالیار پر جو مغلون کے جھگڑے مین ہرسنگھ نے غدر کر کے مسلمانون سے چھین کر اپنے قبضے مین کر لیا تھا یورش کی اور

بیرم دیو ہرسنگہ کے بیٹے سے نکال کر اپنے تصرف مین کر لیا سنہ ۸۰۶ آٹھ سو چھ مین تاتار خان ناخلف
نے اپنے باپ ظفر خان کو دغا سے قید کرکے اساول مین بھیجدیا اور سلطان ناصر الدین محمد شاہ اپنا
خطاب مقرر کیا اور بہت سا لشکر جمع کرکے دہلی کی طرف روانہ ہوا راستے مین اوسکے چچا شمس خان نے
اوسکو زہر دیکر مار ڈالا ظفر خان کو قید سے نکالا سارا لشکر اوس سے ملگیا سنہ ۸۰۷ آٹھ سو سات مین
اقبال خان نے گوالیار اور اٹاوے کی طرف کوچ کیا سارے اوس طرف کے راجہ اٹاوے کے
قلعے مین اکھٹے ہو گئے چار مہینے تک لڑائی رہی آخر اون راجون نے چار ہاتھی اور کچھ اور پیشکش مین لا
دیکر صلح کر لی اقبال خان نے وہان سے قنوج کو جا کر سلطان محمود سے مقابلہ کیا اور چونکہ وہ قلعہ بہت
مضبوط تھا کچھ نکر سکا مجبور ہوکر پھر دہلی کو واپس آیا اور محرم سنہ ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ مین سامانہ کو گیا اور وہان
سے روپر کو گیا اور بہرام خان ترک بچہ کو جو سارنگ خان سے مخالف ہو گیا تھا کسی حیلے سے گرفتار کر لیا
اور اوسکی کھال نکلوا ڈالی اور وہان سے ملتان کی طرف خضر خان کے مقابلے کے لیے گیا
تلونڈی سے رائے کمال الدین وغیرہ زمینداروں کو ہمراہ لیا اونیسوین جمادی الاول کو اجودھن کے
ضلع مین خضر خان سے مقابلہ ہوا چونکہ اقبال خان پر ادبار آگیا تھا پہلے ہی حملے مین شکست ہوئی
اور گھوڑا اوسکا زخمی ہو گیا اس سبب سے اوس معرکے سے باہر نہ نکل سکا خضر خان کے لشکر والون
نے اوسکا پیچھا کرکے پکڑا اور سر اوسکا کاٹ کر فتحپور ضلع ملتان مین بھیجدیا ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور
مین محمود امراے دہلی کے حسب الطلب پھر دہلی پر آکر متصرف ہو گیا اور سب امیرون کو منصب
تقسیم کرکے مبارک خان کے کنبے والون کو کول کی طرف روانہ کر دیا سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو مین
سلطان محمود نے قنوج کی طرف قصد کیا اوس طرف سے سلطان ابراہیم نے گنگا اوتر کر جنگ آرائی کی
مگر بے لڑے بھڑے دونون اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے جب سلطان محمود کے سب امیر
اپنے اپنے ملکون کو چلے گئے ابراہیم نے پھر آکر قنوج کا محاصرہ کر لیا اور ملک محمود ترمتی جو سلطان محمود
کی طرف سے قنوج کا ناظم تھا چار مہینے تک لڑتا رہا جب کہین سے اوسکو مدد نہ پہونچی مجبور ہوکر امن مانگ کر
سلطان ابراہیم سے ملگیا اور قنوج اوسکے حوالہ کی سلطان ابراہیم نے برسات کی فصل قنوج مین گذاری
اوسکے بعد قنوج اختیار خان کو حوالہ کرکے دہلی کی تسخیر کا قصد کیا سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس مین نصرت خان
گرگ انداز اور تاتار خان پسر سارنگ خان اور ملک مرحبا اقبال خان کا غلام محمود سے باغی ہوکر

ابراہیم سے آ ملے اور اسد خان لودی سنبھل کے قلعہ مین بند ہو گیا دوسرے دن سنبھل کے قلعہ کو
سلطان ابراہیم نے فتح کر کے تاتار خان کے حوالہ کیا اور خود گنگا اوتر کر دہلی کی طرف توجہ کی جب
جمنا کے کنارے پر پہونچا یہ خبر ملی کہ ظفر خان دھارا کے ملک کو تسخیر کر چکا اور اب جونپور کا ارادہ رکھتا ہے
سلطان ابراہیم نے یہ سنکر دہلی کے ارادے کو فسخ کیا اور ملک مرحبا کو برن مین چھوڑ کر بڑی
جلدی سے جونپور پہونچا ادھر سلطان محمود نے پیچھا کیا اور ملک مرحبا کو قتل کر کے سنبھل کو بڑی جلدی
فتح کر لیا اور پھر بدستور سابق اسد خان لودھی کو حوالہ کیا اور تاتار خان قنوج کو چلا گیا بعدازان
سلطان محمود دہلی کو واپس گیا اس سال مین خضر خان نے بڑی جمعیت کے ساتھ یورش کی
اور دولت خان کو سامانہ سے نکال دیا اور سارے امیر اوس طرف کے خضر خان سے متفق ہو گئے
رفتہ رفتہ خضر خان نے دہلی کے قریب تک اپنا قبضہ کر لیا اور سلطان محمود کے پاس فقط رہتک
اور میان دواب کا ملک رہ گیا سنہ ۸۱۱ آٹھ سو گیارہ مین سلطان محمود نے حصار فیروز کی طرف
توجہ کی اور قوام خان کو جو خضر خان کی طرف سے وہان ناظم تھا نکال کر خود متصرف ہو گیا اور علاقہ
رہتک تک جا کر دہلی کو لوٹا خضر خان نے فتح آباد سے بہت سی جمعیت ساتھ لیکر رہتک کی راہ سے آکر دہلی کا
محاصرہ کر لیا اور چونکہ اوس وقت دہلی مین بڑا قحط پڑا تھا اس سبب سے وہان نہ ٹھہر سکا اور میان دواب کے
ملک پر قبضہ کر کے پھر فتحپور کو لوٹا سنہ ۸۱۲ آٹھ سو بارہ مین بیرم خان ترک بچہ جو بعد وفات بہرام خان
ترک بچہ کے سامانہ پر قابض ہو گیا تھا اور دولت خان سے مقابلہ کر کے شکست پائی تھی اور پھر
خضر خان سے باغی ہو کر دولت خان سے ملگیا تھا اب پھر خضر خان کی ملازمت مین آگیا اور پہلی جاگیر
پھر اوسکو دی گئی سنہ ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ مین خضر خان نے چھ مہینے تک رہتک کا محاصرہ رکھا اور
بعدازان فتح کر کے پھر فتحپور کو لوٹ گیا اس سال مین سلطان محمود کیتھر کی طرف جا کر پھر دہلی مین
واپس آیا سنہ آٹھ سو چودہ مین خضر خان نے نارنول اور میوات کے ملک مین آکر خوب لوٹ مار کی
بعدازان دہلی پر یورش کی سلطان محمود حصار سیری مین اور اختیار خان فیروز آباد مین محصور ہو گئے
بہت دنون تک لڑائیان رہین آخر گرانی غلہ کے سبب سے خضر خان پھر پانی پت کے راستے سے
فتحپور کو چلا گیا سنہ ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ مین سلطان محمود نے وفات پائی اور فیروز شاہ کے
خاندان کی سلطنت ختم ہو چکی اس بادشاہ نے ان تمام تزلزلون اور انقلابون کے ساتھ بیس برس

سبز شد هر نفسی چون نفس سرو صبا
شاه محمود که آرایش بزمش داریم
صف بدخواه هم از دیدنش آرد صفرا
ای بقانون ممالک وزرا را دستور
ورق گل بچمن می شکند باد چرا
قاتل خصمی دایام بفضلت قائل
قاصد صیت ترا جمله جهان در ته پا
خسروا گر ز رکاب تو بماندم محروم
جز دعا گوئی تو کار دگر نیست مرا
بیش تا باشد شبهای دی از ایام شتا
عمر بدخواه تو کوتاه تر از روز شتا
باده کهنه طلب یاد آر ازان یار قدیم
شاخ شد سبز بلبل کی کشید از کلام
میشه والحمد لله بر صراط المستقیم
طوطیان از حلّه سبز و قمریان جامه سفید
نرگس آورده است اینک یک الف از دو تیم
غنچه بشگفت از نسیم باغ آری بشگفد
هندوی گوئی فروزانست در نار جحیم
آنکه با بخت جوانش آسمان پیر کوست
خسته را خصمش اندر خاک می سازد دو نیم

گل چنان رفت که گر شرق و مغرب جویند
نو بهارست بدی ماه و جهان خلد نما
دال و شرق غیبی ست و قوقی در او
چتر بدستوری رایت نزده دم وزرا
پیش رایت چو سهائی بنماید خورشید
ملجا خلقی و بدخواه بدست ملجا
خوان سعی نتوان جز بثنایت گستر
نیستم فارغ یک ساعتی از مدح و ثنا
تو سپه رانده برا عدا و من اندر عقبت
بی سپاهی شتا موسم نوروز سمه تا یار تا

اور ایک اور قصیدہ ہے کہ شعر یہ ہیں ← یوں ہی گل بنفشه بسوی گلستان خیز ای ندیم

شاخ گل چون نخل علمی رفته بر پر شد بیاع
خضر در صحبت تو اند صبر دان چون کلیم
باد بر هر حرف کش چون نی ز قلم راندن دبیر
زاغ زین تشریف عاری گو سیه دار گلیم
سنبل و نرگس چشم و زلف خوبان گشت ها
هم با سیبی کسی کو را دلی باشد سلیم
تا بیک پا ایستاده داشته بالا دو چشم
وز پی تعلیم رایش عقل کل طفل فهیم
کوکب دولت که سوی حضرت از رجوع

جو بزم شه آفاق نیابد او را
آنکه از تعبیه صف ره چو بزم آراید
که کند سر قدر را نظر استیفا
دفتری گر شود ز اخلاق تو خواهد بنوشت
پیش خورشید گهی گرچه که نمود سها
ساقی بزم ترا جام طرب بر کف دست
مهر گر ماند را ختم بود بر حلوا
کار من چاکری تست چو زان ماندم باز
می فرستم بدو شام و سحر فوج دعا
بار خرم چمن عیش تو چون فصل ربیع
زان همی بنفشه اندر شکم صفت فرقهیم
شاخ تر را از هوا گر هست میلی لیک جوی
چشم نرگس در هوا چون در صدف بستن حکیم
زان امم کاندر ته خاک کند گوئی لسخند
زان یکی افتاد مظلوم وان گر آمد سقیم
لاله با داغ سیه کاندر دل از ظلم خزان ست
حضرت شه را بقا میخواهد از رب رحیم
تا زبانی یافته از تیغ تیزش نامیه
استقامت باید ار گردد بدرگاهت مقیم

فی الحقیقت قاضی ظہیر کے بعد کوئی شاعر کامل ہندوستان میں نہیں ہوا بعد انتقال سلطان محمود کے مبارز خان اور ملک ادریس والی رہتک وغیرہ ہندوستان کے امیروں نے خضر خان سے کے مقابلے میں دولت خان سے موافقت کرلی خضر خان اس سال میں فتحپور ہی رہا شہر طرف کو

کوچ نہین کیا محرم ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ مین دولت خان کتیھر کی طرف بطریق شکار کے گیا اور وہان کے سارے راجون کو پکڑ کر تبیالی کی طرف توجہ کی اس مقام پر مہابت خان حاکم بدایون اوس سے آملا اسی سال مین سلطان ابراہیم نے قادر خان ابن محمود خان کا کالپی مین محاصرہ کیا اور چونکہ دولتخان کے پاس جمعیت تھوڑی تھی اس سبب سے اوسنے تغافل کیا اور ان دونون مین سے کسیکو مدد نہ دی اسی سال کے ماہ ذی قعدہ مین خضر خان فیروزآباد مین آیا اور ادھر کے سب امیر اوس سے آملے ملک ادریس رہتک کے قلعے مین بند ہوگیا پھر خضر خان میوات کی طرف گیا اور جلال خان میواتی بہادر ناہر کے بھتیجے کو ساتھ لیکر سنبھل مین آیا اور اوسکو خوب لوٹا کھسوٹا ذی الحجہ سنہ مذکور مین دہلی کے قصد پر شہر سے باہر منزل کی دولت خان جو چار مہینے تک قلعے مین بند رہا تھا ملک لونا وغیرہ خضر خان کے طرفدارون کی بے اتفاقی کے سبب سے مجبور ہوا اور بڑی عاجزی سے امن طلب کر کے خضر خان کی خدمت مین حاضر ہوا خضر خان نے اوسکو قید کر کے قوام خان کے سپرد کیا اور قوام خان نے حصار فیروزہ مین لیجا کر اوسکو قتل کر ڈالا

یہ واقعہ سترہ مین ربیع الاول ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ مین واقع ہوا

ذکر سلطنت خضر خان بن ملک اشرف کا

خضر خان بعد فتح دہلی کے سامان سلطنت کا درست کر کے تخت سلطنت پر بیٹھا خضر خان کے دادا ملک سلیمان کو ملک نصیر الملک مروان نے فیروز شاہ کے زمانے مین بیٹا کر کے پالا تھا ایک روز حضرت مخدوم جہانیان شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے ملک مروان کے گھر تشریف لائے وقت کھانا کھانے کے ملک سلیمان آفتابہ اور طشت لیکر حضرت مخدوم کے سامنے ہاتھ دھولانے کے واسطے آیا آپ نے ملک مروان سے فرمایا کہ اس سیدزادے سے ایسی خدمتین لینا مناسب نہین اوس روز سے معلوم ہوا کہ ملک سلیمان اصیل نجیب سید ہے اور واقع مین اوسکی عادات اور اخلاق بھی سیدون کے سے تھے ملک مروان کا مجمل حال یہ ہے کہ وہ فیروز شاہ کے زمانے مین ملتان کا حاکم تھا اور اوسکے انتقال کے بعد وہ ملک اوسکے بیٹے ملک شیخ کے پاس رہا جب وہ بھی مرگیا تو وہ حکومت ملک سلیمان کو نصیب ہوئی اور وہ بھی تھوڑے دنون کے بعد وفات پائی تب ولایت ملتان مع کل توابعات کے فیروز شاہ کی

طرف سے خضر خان کو ملی اور رفتہ رفتہ اب اوسکی نوبت بادشاہی پر پہونچی لیکن اوسنے بادشاہی کا
خطاب اسپنے واسطے تجویز نکیا اور رایات اعلیٰ لقب مقرر کیا القصہ سنہ مذکور مین دہلی مین جاکر
سلطان محمود کے محل مین فروکش ہوا اور سب خاص و عام کو بڑے بڑے انعام و اکرام دیکر
خوش کیا اور سب اسپنے مقربون کو منصب اور خطاب عنایت کیے سال اول جلوس مین ملک تحفہ
کو تاج الملک کا خطاب دیکر پورب کے ملکون کی طرف بھیجا چنانچہ جب وہ گنگا اوترکر کٹیھر مین آیا
راے ہرسنگھ وغیرہ اودھر کے مفسدون نے آنولہ کے جنگل مین پناہ پکڑی تاج الملک نے
کٹیھر کو لوٹ کھسوٹ سے تباہ کر دیا مہابت خان حاکم بدایون نے بھی آکر اوس سے ملاقات کی
راے ہرسنگھ بھی مجبور ہوکر حاضر ہوا اور بہت کچھ خراج ہر سال دینا قبول کیا پھر تاج الملک اور
مہابت خان وہان سے کوچ کرکے رہب ندی کے کنارے کنارے سرکدواری تک گئے
اور وہان گنگا کو اوترکر کھور کہ جو اب شمس آباد کے نام سے مشہور ہے اور کنپلہ اور بیتالی کے
مفسدون کی خوب گوشمالی کی پھر قصبہ سکیتہ اور بادھم مین ہوتے ہوے راپری مین گئے وہان
حسن خان اور اوسکا بھائی ملک حمزہ جنکے پاس راپری کی حکومت تھی اور راے سرحالم چندوار
نے گوالیار کے سردار وہان کے حاضر ہوے اور مطیع ہوکر محصول اپنے ذمے قبول کیا تاج الملک
وہان سے قصبہ جلیسر مین آیا اور اوسکو چندوار کے ہندوون کے قبضے سے نکال کر ایک
سلمان گماشتہ اپنا مقرر کیا پھر آب سیاہ کے کنارے کے ملکون کو فتح کرکے اور اٹاوہ کے
کافرون کی گوشمالی کرکے دہلی کو لوٹا سنہ ۸۱۸ آٹھ سو اٹھارہ مین خضر خان نے اپنے چھوٹے بیٹے
مبارک کو جسکے چہرے پر بادشاہی کے آثار ابتدا سے ہی ظاہر تھے فیروز پور اور سہرند اور اوس طرف کا
تمام ملک جو بیرم خان ترک بچہ کے قبضے مین تھا سپرد کرکے کل اون اضلاع کا بندوبست
اوسکی راے پر چھوڑا اور ملک سدھو نادرہ اوس شاہزادے کا نائب مقرر ہوا اور اوسی سال مین
شاہزادہ مذکور سدھو نادرہ اور زیرک خان امیر سامانہ اور اور امیرون کی مدد سے اوس ضلع کا
بخوبی انتظام کرکے پھر دہلی کو واپس آیا سنہ ۸۱۹ آٹھ سو انیس مین خضر خان نے ملک تاج الملک کو
بہت سا لشکر دیکر گوالیار اور بیانہ کی طرف بھیجا اور ملک کریم الملک شمس خان اوحدی کا بھائی
بھی اوس سے آملا تاج الملک نے تمام اون اضلاع کو کفر سے پاک کرکے مراجعت کی اسی سال مین

بعضے بیرم خانی ترک بچون نے ملک سادھو نادرہ کو جو شاہزادے کی طرف سے سہرند مین ناظم تھا دغا سے پکڑکر قتل کرڈالا اور خود سہرند پر قابض ہوگئے خضر خان نے زیرک خان کو اوس فتنہ کے انتظام کے لیے بھیجا چنانچہ وہ وہان کا بخوبی انتظام کرکے لوٹا اسی سال مین سلطان احمد حاکم گجرات نے ناگور کا محاصرہ کیا مگر جب خضر خان کے آنے کی خبر سنی تو چھوڑکر چلدیا خضر خان جہابن کو آیا اور الیاس خان وہان کے حاکم کو مطیع کیا پھر گوالیار کا قصد کیا اور وہان کا قلعہ اگرچہ فتح نہوا لیکن بہت سا محصول اور پیشکش حاصل کیا پھر وہان سے بیانہ کو گیا اور شمس خان اوحدی نے بھی اطاعت قبول کی سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس مین طوغان رئیس ترک بچون کے سردار نے جنھون نے ملک سادھو کو قتل کیا تھا پھر خروج کیا زیرک خان نے پیچھا کرکے اونکو متفرق کردیا سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس مین خضر خان کنیھر مین آیا ہر سنگھ دیو اونولہ کے جنگل مین جو چوبیس کوس کے احاطہ مین بنتا چلا گیا اور وہان سے کچھ دنون لڑتا رہا آخر شکست کھاکر کماون کی طرف بھاگا تاج الملک رہب ندی کو اوترکر پہاڑون تک اوسکا پیچھا کرکے بداون کو آیا اور مہابت خان حاکم بداون کو ساتھ لیکر بجلانہ کے گھاٹ گنگا اوترا وہان سے مہابت خان کو رخصت کیا اور خود اٹاوہ تک گیا اور بہت سا مال و اسباب غنیمت کا لیکر دہلی کو واپس آیا اسی سال مین خضر خان نے پھر کیتھر کی طرف لشکرکشی کی اور کول کے راستے سے تبہالی کو گیا اور وہان گنگا اوترکر بداون کا قصد کیا ابکی مرتبہ مہابت خان ڈرکر قلعہ مین بند ہوگیا اور چھ مہینے تک لڑتا رہا اور قریب تھا کہ خضر خان اوس قلعہ کو فتح کرے استنے مین قوام خان اور اختیار خان وغیرہ امراے محمود شاہی نے جو دولت خان سے بگڑکر خضر خان سے ملگئے تھے خضر خان پر غدر کرنے کا ارادہ کیا مگر خضر خان اس مشورہ سے واقف ہوگیا اور فوراً بداون کو چھوڑکر دہلی کو واپس آیا سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس مین گنگا کے کنارے اون سب کو قتل کرڈالا اسی سال مین بجوارہ کے علاقے مین ایک مجہول شخص نے اپنے آپ کو سارنگ خان ظاہر کیا حالانکہ سارنگ خان بہت مدت ہوئی کہ مارا گیا تھا ادھر اودھر سے بہت سے لوگ اوسکے شریک ہوگئے خضر خان نے سلطان شہ لودی کو اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا سہرند کے علاقہ مین بڑی لڑائی ہوئی آخر وہ جھوٹا سارنگ خان شکست کھاکر پہاڑون کی طرف بھاگ گیا

اس سال مین خضر خان نے تاج الملک کو پھر اٹاوہ کی طرف بھیجا راے سیر وہان کا زمیندار قلعہ مین محصور ہوگیا اور پھر اوسنے امان مانگ کر واجب روپیہ اپنے ذمے کا ادا کرنا قبول کیا تاج الملک وہان سے چندوار کو گیا اور اوسکو خوب لوٹ کھسوٹ کر کیتھر مین آیا پھر وہان سے دہلی کو واپس گیا اسی سال مین تاج الملک کا انتقال ہوا اور اوسکا بڑا بیٹا ملک سکندر وزیر مقرر ہوا طوغان نے پھر سہرند مین فتنہ برپا کیا ابکی مرتبہ ملک خیر الدین نے جاکر اوسکا شر مٹایا سنہ آٹھسو چوبیس مین خضر خان نے میوات مین جاکر کوٹلہ کے قلعہ کو فتح کیا پھر وہان سے گوالیار مین آیا اور وہان کے راجہ سے بہت سا مال و اسباب پیشکش لیکر اٹاوہ کو گیا اور وہان جاکر راے سیر کو قتل کیا اوسکے بیٹے نے اطاعت قبول کی وہین سے خضر خان بیمار ہوکر دہلی کو آیا اور سترہوین جمادی الثانی سنہ مذکور مین دہلی پہنچکر انتقال کیا اس بادشاہ نے سات برس اور کئی مہینے حکومت کی ۵ جہان ای برادر نماند بکس ٭ دل اندر جہان آفرین بند و بس

ذکر سلطان مبارک شاہ بن خضر خان کا

بعد انتقال سلطان خضر خان کے مبارک شاہ اوسکا بیٹا ولیعہد سنہ ۸۲۴ آٹھسو چوبیس مین امیرون کے اتفاق سے تخت پر بیٹھا اور انتظام ملک مین مشغول ہوا اسی سال مین شیخا کھوکر کے بیٹے جسرت کھوکر نے بغاوت کی اور اوسکی ابتدا یہ ہوئی کہ کشمیر کے بادشاہ سلطان علی نے ٹھٹہ کی تسخیر کے ارادے پر فوج کشی کی تھی جسرت نے پہاڑون کی گھاٹی مین دھوکے سے اوسکو شکست دیکر سارا سامان لوٹ لیا اور اس فتح کے گھمنڈ پر دہلی لینے کا قصد کیا اور بہت سی جمعیت ساتھ لیکر بیاس اور ستلج ندیون کو اوترکر تلونڈی پر آیا وہان راے فیروز اوسکے سامنے سے بھاگ گیا پھر جسرت کدانہ مین آیا اور ستلج کے کنارے کے شہرون کو اوپر تک لوٹ مار کے تباہ کردیا پھر جالندھر مین پونہچا زیرک خان وہان کے قلعہ مین بند ہوگیا جسرت سرستی کے کنارے پر اوترا اور اول صلح کی اور پھر دغا سے زیرک خان کو قید کرلیا یہ واقعات سنکر خود مبارک شاہ نے جسرت کے مقابلے کے لیے سہرند کی طرف کوچ کیا جسرت کو جب یہ خبر ملی تو اوسنے زیرک خان کو چھوڑ دیا چنانچہ وہ سامانہ مین مبارک شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پھر مبارک شاہ لدھیانہ کو گیا جسرت لدھیانہ کی ندی اوترکر مقابلے مین آیا ساری کشتیان جسرت کے اختیار مین تھین اس سبب سے مبارک شاہ کا لشکر دریا نہ اوتر سکا

بھاگا اور چناب کو اوتر کر پہاڑ پر سیلھر مین چلا گیا مبارک شاہ نے اوسکا تعاقب کیا جسرت کے بہت سے
سوار اور پیادے مارے گئے اور مال و اسباب بھی بہت لٹا رائے بھیلم جمون کا زمیندار
مبارک شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر لشکر کے ہمراہ ہوا پھر مبارک شاہ لاہور مین آیا اور ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس
مین ایک مہینے تک راوی کے کنارے پر پڑا رہا اور شہر لاہور کو جو پچھلے غدرون مین تباہ او ویران
ہوگیا تھا از سر نو آباد کیا قلعہ کی بھی مرمت کرائی اور ملک محمود کو جسکا ملک الشرق خطاب تھا وہان چھوڑ کر
دہلی کو مراجعت کی پانچ مہینے کے بعد جسرت بہت سا لشکر لیکر پھر لاہور مین آیا اور حضرت شیخ حسن زنجانی
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب لشکر ڈالا ہر روز لاہور پر حملہ کرتا تھا اور شکست پاتا تھا مجبور ہوکر
کلانور کو چلا گیا وہان رائے بھیلم سے لڑائی ٹھنی آخر کو صلح ہوگئی مبارک شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو
دہلی سے ملک محمود حسن کی مدد کے لیے بھیجا اور وہ بوہی کے گھاٹ بیاس کو اوتر کر لاہور مین داخل ہوا
جسرت یہ سنتے ہی چناب کو اوتر کر تلوارہ پہاڑ کی طرف چلا گیا اور مبارک شاہ کا لشکر اوس فتنے کو دفع کرکے
پھر دہلی کو لوٹا سنہ ۸۲۶ھ آٹھ چھبیس مین مبارک شاہ کٹھیر کو گیا اور مہابت خان بدایونی جو خضر خان سے
باغی ہوگیا تھا آکر حاضر ہوا مبارک شاہ نے اوسکو اپنی بڑی بڑی عنایتون سے مخصوص کیا پھر گنگا کو اوتر کر
نواحی کھور عرف شمس آباد مین ہنوارون کے ملک کو لوٹ مار کرکے تباہ کردیا اور ملک مبارز خان اور
زیرک خان اور کمال خان کو وہان کے سرکشون کے انتظام کے لیے بہت سا لشکر دیکر کنپلہ کے
قلعہ مین چھوڑا اور خود دہلی کو واپس آیا اسی سال مین الپ خان حاکم دھار نے گوالیار پر یورش کی
مبارک شاہ بھی یہ سنکر گوالیار کو آیا جب بیانہ کے قریب پہونچا تو اوحد خان اوحدی کا بیٹا حاکم بیانہ
جسنے اپنے چچا مبارک خان کو غدر کرکے مار ڈالا تھا اس خوف کے سبب سے باغی ہوگیا اور
بیانہ کو خراب کرکے قلعہ مین بند ہوا مگر آخر کو اطاعت قبول کرلی مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی
طرف روانہ ہوا الپ خان نے بادشاہ کے لشکر کو روکنے کے لیے چنبل کا کنارہ گھیر لیا مگر مبارک شاہ
نے ایک اور گھاٹ کو اوتر کر الپ خان کے لشکر کو غارت کیا آخر صلح قرار پاگئی اور الپ خان بہت سی
پیشکشین بھیجکر اپنے ملک کو گیا اور مبارک شاہ بھی دہلی کو چلا آیا سنہ ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس مین پھر
کٹھیر اور کمایون کی طرف قصد کیا اور وہان سے لوٹ کر میوات کو تاخت تاراج کیا اسی سال مین
ہندوستان مین بڑا قحط پڑا سنہ ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس مین پھر میوات کو گیا اور راندورا اور الور کے قلعہ کو

فتح کیا سنہ ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس مین بیانہ کو محمد خان اوحدی سے نکال لیا اور سارے اوسکی خاندان کو
بیانہ سے اوٹھا کر کوشک جہان نما مین بسایا اور بیانہ ایک اپنے غلام ملک مقبل خان اور سیکری
ملک خیر الدین تحفہ کو حوالہ کی اور خود گوالیار کا قصد کیا وہان کے سارے راجون نے اطاعت
قبول کی سنہ ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس مین قادر خان حاکم کالپی کے قاصد دہلی مین یہ خبر لائے کہ ملک شرقی
کالپی کا محاصرہ کر لیا ہے مبارک شاہ یہ سنتے ہی اوس طرف روانہ ہوا اتنے مین خبر ملی کہ ملک شرقی
بھون گانون مین آگیا ہے اور وہان سے اب بدایون کا ارادہ رکھتا ہے مبارک شاہ نوہ پٹل کے
گھاٹ جمنا اوتر کر موضع جرتولی مین اور پھر وہان سے اوترولی مین گیا وہان یہ خبر ملی کہ مختص خان
ملک شرقی کا بھائی بہت سا لشکر اور ہاتھی لیکر اٹاوہ کی حد پر پہنچا مبارک شاہ نے ملک الشرق محمود حسن کو
دس ہزار سوار دیکر مختص خان کے پیچھے بھیجا مختص خان یہ سنکر اپنے بھائی ملک شرقی سے جا ملا
ملک شرقی آب سیاہ عرف کالی پانی کے کنارے کو گھیر کے قصبہ برہان آباد کے قریب جو اٹاوہ کے
متعلقات مین سے ہے فروکش ہوا مبارک شاہ اوترولی سے کوچ کر کے کوٹہ مین آیا ملک شرقی نے
مقابلہ نکیا اور وہان سے قصبہ راپری کو گیا اور وہان جمنا اوتر کر بیانہ مین آیا اور وہان کٹھیر کی کناری پر
مقام کیا مبارک شاہ اوسکا پیچھا کر کے چندوار مین آیا اور دونون لشکرون مین چار کوس کا فاصلہ رہا
ہر روز دونون طرف صف آرائی ہوتی تھی بیس دن تک یہی کیفیت رہی آخر ملک شرقی نے ایک روز
حملہ کیا دوپہر سے شام تک خوب لڑائی ہوئی دوسرے دن ملک شرقی اپنے ملک کو لوٹ گیا اور مبارک شاہ نے
اس سبب سے کہ دونون طرف مسلمان ہین اوسکا تعاقب نکیا اور راستگالی کی طرف توجہ کی اور اوس
ملک کو تسخیر کر کے چنبل کے کنارے کو لیتا ہوا بیانہ مین آیا محمد خان اوحدی اس خیال سے کہ ملک شرقی
نکل گیا تھا خائف ہو کر قلعہ بند ہو گیا اور پھر امن مانگ کر مبارک شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بعد از ان
مبارک شاہ دہلی کو آیا سنہ ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس مین ملک الشرق حسن محمود جو بیانہ مین رہگیا تھا اوس ضلع کا
بخوبی بندوبست کر کے اور اون لوگون کو جو محمد خان کے پاس جمع ہو گئے تھے قرار واقعی گوشمالی
کر کے دہلی مین آیا مبارک شاہ نے اوسکو اپنی عنایتون سے ممتاز کر کے حصار فیروزہ جاگیر مین
عطا کیا اسی سال مین ملک رجب نادرہ حاکم ملتان کا انتقال ہوا اور ملک محمود حسن عماد الملک خطاب
[illegible] سنہ ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس [illegible] آیا اور

راپری کو حسن خان کے بیٹے سے نکال کر ملک حمزہ کے سپرد کیا پھر دہلی کی طرف توجہ کی راستے مین
سید سالم نے جو تیس برس سے خضر خان کا خدمتگار تھا اور تبرہندہ اوسکی جاگیر مین مقرر تھا وفات پائی
مبارک شاہ نے اوسکے ایک بیٹے کو سید خان اور دوسرے کو شجاع الملک خطاب دیا سید سالم کا
ایک غلام ترکبچہ فولاد نامی باغی ہوکر سید سالم کے سارے مال و اسباب پر تبرہندہ مین قابض ہوگیا
مبارک شاہ نے سید سالم کے بیٹون کو قید کرکے ملک یوسف سرور اور راے ہنسو بھٹی کو فولاد کے
مقابلے مین بھیجا فولاد نے شبخون کرکے اون کے لشکر کو تباہ کیا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کا
اوسکے ہاتھ آیا پھر مبارک شاہ نے تبرہندہ پر لشکرکشی کی فولاد قلعہ مین بند ہوگیا مبارک شاہ نے عماد الملک کو
ملتان سے بلاکر فولاد کے پاس بھیجا چنانچہ وہ امان طلب کرکے قلعہ سے نکل کر عماد الملک کے پاس آیا
لیکن چونکہ اوسکو اعتماد نہوا اس سبب سے پھر قلعہ مین چلا گیا اور وہان سے لڑتا رہا مبارک شاہ نے
عماد الملک کو ملتان کی طرف رخصت کیا اور فولاد کے مقابلہ مین فوج چھوڑکر خود دہلی کو واپس آیا
فولاد چھ مہینے تک مبارک شاہ کی فوج سے لڑتا رہا آخر شیخ علی مغل حاکم کابل کو بہت سا زر نقد
پیشکش بھیجکر بلایا چنانچہ وہ بہت سا لشکر لیکر فولاد کی مدد کے لیے آیا ہزارون پنجاب کے لوگ بھی
اوسکے ساتھ ہو لیے شیخ علی فولاد کو مع اوسکی قوم کے ساتھ لیکر تبرہندہ سے لاہور مین آیا ملک الشرق
ملک اسکندر حاکم لاہور ہر سال کچھ پیشکش شیخ علی کو بھیجا کرتا تھا اب بھی اوسنے وہی معمول ادا کرکے
اپنا پیچھا چھوڑایا شیخ علی نے وہان سے قصور مین آکر دیبال پور کا قصد کیا عماد الملک ملتان سے اوسکے
مقابلہ کے لیے آیا شیخ علی راوی کے کنارے طلبنہ تک گیا اور وہان سے خوط پور کو
لوٹا اور عماد الملک کو مقابلہ کرکے شکست دی ملک سلیمان شہ لودی عماد الملک کی طرف سے اس
لڑائی مین مارا گیا پھر شیخ علی خسرو آباد مین آیا اور مدتون تک عماد الملک سے ہر روز لڑائی ہوتی رہی
سنہ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس مین مبارک شاہ نے ایک بڑا بھاری لشکر فتح خان بن سلطان مظفر خان گجراتی
کے ساتھ عماد الملک کی مدد کے لیے بھیجا شیخ علی اوس فوج کا مقابلہ نکرسکا اور لوٹ کر اوس حصار مین
جو اوسنے اپنے لشکر کے گرد بنالیا تھا داخل ہوا عماد الملک نے اوس حصار کو بھی گھیر لیا تب
شیخ علی مجبور ہوکر بھاگا جب جیلم پر پہونچا تو بہت سے آدمی اوسکے لشکر کے دریا مین ڈوب گئے
عماد الملک کا لشکر بھی دبائے چلا آتا تھا چنانچہ اوس مقام پر ایک جماعت کثیر شیخ علی کی

سے آدمیون کے ساتھ قصبہ شیورہ میں
طرف کی قتل ہوئی اور کچھ لوگ قید ہو گئے شیخ علی اور امیر مظفر تھوڑے
پونہچے اور وہین تک عماد الملک کے لشکر نے تعاقب کیا اور امیر مظفر ایک قلعہ مین بند ہو گیا پھر شیخ علی
اپنی جان بچا کر کابل کو بھاگا اور بادشاہی لشکر بھی اوس علاقہ سے اوٹھکر دہلی کو آ گیا پھر مبارک شاہ نے
ملتان عماد الملک سے نکال کر خیر الدین خانی کے حوالہ کی اس سبب سے بہت سے فتنے ملتان مین
پیدا ہو گئے جسرت نے پھر پہاڑون مین فساد برپا کیا تھا ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس مین ملک سکندر حاکم
لاہور اوسکی بندوبست کے لیے گیا جسرت نے سکندر کو غافل کر کے اوسکی فوج پر حملہ کیا چنانچہ
نواحی جالندھر مین سکندر گرفتار ہو گیا پھر جسرت نے سکندر کو ساتھ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا نجم الدین
نائب سکندر اور ملک خوشخبر غلام سکندر اوس سے لڑائیاں لڑتے رہے اتنے مین شیخ علی پھر
سامان درست کر کے حدود ملتان پر آ پونہچا اور خطہ پور پر یورش کی اور اکثر جہلم کے علاقے کے
رہنے والون کو قید کر لیا پھر طلبنہ کو خوب لوٹا کھسوٹا اور سارے باشندے وہان کے قید کر کے
بہت کو قتل کر ڈالا باقی سب چھوٹے بڑون کو پکڑ کے اپنے ملک کو لے گیا اتنے مین فولاد نے سرہند
قبر ہندہ سے رائے فیروز کے ملک پر حملہ کیا رائے فیروز اوسکے مقابلے مین مارا گیا فولاد نے سر اوسکا
کاٹکر تبرہندہ کو بھیجدیا اسی سال مین مبارک شاہ نے پھر لاہور اور ملتان کی طرف کوچ کیا جب
نواحی سامانہ مین پونہچا جسرت لاہور سے پہاڑون کی طرف اور شیخ علی اپنے ملک کو چلا گیا مبارک شاہ نے
لاہور اور جلندھر کو شمس الملک سے نکال کر نصرت خان گرگ انداز کے حوالہ کیا اور شمس الملک کی
ساری اہل و عیال کو لاہور سے دہلی مین بھیجدیا پھر خود بھی دہلی کو واپس آیا ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس مین
مبارک شاہ نے پھر جسرت کے بندوبست کے لیے سامانہ کی طرف کوچ کیا تھا جب پانی پت مین پونہچا
تو اپنی والدہ مخدومہ جہان کے انتقال کی خبر سنی لشکر کو وہین چھوڑا اور خود تنہا دہلی کو واپس آیا رسم و رسوم
ماتم کی سب ادا کین بعد ازان لشکر مین جا ملا اور ملک یوسف سرور الملک کو تبرہندہ کی طرف فولاد کی
گوشمالی کے لیے روانہ کیا اور لاہور اور جالندھر کو نصرت خان سے نکال کر ملک الہداد لودی کے
حوالہ کیا جب الہداد جالندھر کے قریب پونہچا جسرت نے بیاس ندی کو اوتر کر بجواڑہ مین اوس سے
مقابلہ کیا اور ملک الہداد شکست کھا کر پہاڑون کی طرف بھاگا اسی سال مین مبارک شاہ نے
میوات مین جلال خان پر یورش کی اور وہان سے فوج کو الیار اور اٹاوہ کی طرف بھیجکر خود دہلی کو پھلا آیا

اس سال مین شیخ علی نے پھر پنجاب مین آکر فساد برپا کیا مبارک شاہ نے اودھر کے امیرون کی مدد کو بھی
عماد الملک کو روانہ کیا شیخ علی شیوپور سے بیاس کے کنارے تک خوب لوٹ کھسوٹ کے اور سیکڑون
آدمیون کو قیدی کر کے لاہور مین آیا اور زیرک خان وغیرہ امرا جو لاہور مین تھے قلعہ مین بند ہو گئے اور
وہین سے مدت تک لڑتے رہے آخر ایک رات مخالفون کو غافل پا کے ملک یوسف سرور الملک اور
ملک اسمعیل زیرک خان کے اتفاق سے قلعہ سے باہر نکلے مگر لڑائی شکست کھا کر بھاگے شیخ علی نے
اونکا تعاقب کر کے اکثر کو قتل اور اکثر کو قید کیا دوسرے دن شیخ علی لاہور مین آیا اور وہانکے اکثر لوگون کو قتل
اور اکثر کو اسیر کیا کچھ دنون وہان رہکر دیبال پور مین آیا ملک یوسف سرور الملک نے دیبال پور سے بھی
چلے جانے کا ارادہ کیا تھا عماد الملک نے یہ سنکر تبرہند سے ملک احمد اپنے بھائی کو دیبال پور کے
قلعہ کی محافظت کے لیے بھیجا شیخ علی یہ خبر سنکر اودھر سے لوٹ آیا سلطان مبارک شاہ اس فتنے کے
انتظام کے لیے سامانہ تک گیا اور وہان سے تلونڈی مین آیا اور تلونڈی سے کوچ کر کے پوہی کے
گھاٹ بیاس کو اوتر کے دیبال پور مین پونہچا اور وہان راوی کے کنارے منزل کی شیخ علی یہ سنکر
جہلم اوتر گیا مبارک شاہ اوسکا پیچھا کرتا ہوا شیوپور کے قلعہ تک پونہچا اور طلنبہ کے نزدیک سے راوی سے
عبور کیا شیخ علی کا بھتیجا مظفر کسی قلعہ مین محصور ہو گیا تھا ایک مہینے تک مبارک شاہ سے لڑتا رہا آخر اوسنے
امن مانگ لی اور اپنی بیٹی بہت سے جہیز کے ساتھ شاہزادہ کے حوالہ کی اور کچھ شیخ علی کے آدمی جو لاہور کے
قلعہ مین رہ گئے تھے شمس الملک سے امان مانگ کر قلعہ سے باہر نکل آئے مبارک شاہ جب مہم شیوپور اور
فتح لاہور سے فارغ ہوا تو جریدہ طور پر ملتان مین اولیاء اللہ کے مزارون کی زیارت کے لیے گیا اور بہت جلد
وہان سے لوٹ کر دیبال پور مین آیا کچھ دنون وہان مقام کیا اور شیخ علی کے خیال سے لاہور اور دیبال پور وغیرہ
عماد الملک کے سپرد کیا اور بیانہ کو عماد الملک سے نکال کر شمس الملک کے حوالہ کیا پھر وہان سے تنہا
کوچ کر کے بہت جلد عید قربان کے دن دہلی مین داخل ہوا اور وزارت کا منصب سرور الملک کو تفویض
کیا اور ملک کمال الملک کو بھی جو نائب لشکر تھا مہمات ملکی مین اوسکا شریک کیا مگر ان دونون مین باہم موافقت
نہوئی اور سرور الملک کو دیبال پور نہ ملنے کا بہت رنج ہوا تھا اور اب اوس سے بالکل مایوس ہو گیا اسلیے
مبارک شاہ سے بہت آزردہ ہو کر غدر کرنے کی فکر مین ہوا اور کانگوی اور کنجوی کھتریون کے بیٹون اور میران صدر
نائب عرض جو باپ داودون کے زمانے سے مبارک شاہ کے خاندان سے پرورش پاتا چلا آتا تھا

اور بڑے بڑے عمدہ منصب حاصل کیے تھے اور کچھ اور حرام خور مسلمانون کو اپنا شریک کرکے بادشاہ کے
قتل کا ارادہ کیا ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس مین مبارک شاہ نے ایک شہر جمنا کے کنارے مبارک آباد کے
نام سے آباد کیا مگر حقیقت مین وہ نحوست آباد تھا اوسکی عمارتون کے اہتمام مین مصروف تھا کہ قلعہ سرہند
کی فتح ہو جانے کی نوید اور فولاد ترکبچہ کا سر حضور مین پونہچا بادشاہ اس خوشی مین پھولا نہ سمایا اور
جھٹ پٹ سرہندہ کو جاکر پھر مبارک آباد مین واپس آیا اسی سال مین خبر پونہچی کہ سلطان ابراہیم شرقی اور
الپ خان حاکم کالپی مین جسکا سلطان ہوشنگ خطاب تھا لڑائی ہو رہی ہے بادشاہ نے یہ سنکر
ہر طرف کو فرمان بھیجے کہ کالپی کے ارادے پر ہر جگہہ سے لشکر جمع ہو کر دہلی مین حاضر ہو ایک روز بادشاہ
اپنی عادت کے موافق دو چار آدمی ساتھ لیکر نئی عمارتون کے دیکھنے کو گیا اور نماز جمعہ کی تیاری مین تھا
استنے مین امیران صدرو وغیرہ نمکحرام جو سرور الملک کے بہکانے سے ہمیشہ گھات مین رہتے تھے
کسی بہانے سے مبارک شاہ کے محل مین چلے آئے اور سدھپال کجوی کھتری کے پوتے نے بادشاہ کو
شہید کیا یہ واقعہ ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس مین واقع ہوا مبارک شاہ نے تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ روز حکومت کی

ذکر سلطان محمد شاہ بن فرید خان کا

بعد شہادت مبارک شاہ کے اوسکا بھتیجا محمد شاہ جسکو مبارک شاہ نے اپنا بیٹا کیا تھا
سنہ مذکور مین تخت سلطنت پر بیٹھا سرور الملک نے بھی بظاہر اوس سے بیعت کی مبارک شاہ نے
اوسکی ساری حرکتون سے چشم پوشی کرکے خان جہانی کا خطاب اور خلعت اوسکو عنایت کیا اور میران صدر
کو معین الملک کا خطاب دیا کمال الملک نے بھی جو سرور الملک کے ساتھ وزارت مین شریک تھا
محمد شاہ سے بیعت کی اور شہر سے باہر رہنا اختیار کیا مگر سرور الملک نمکحرام اپنے ارادون سے
باز نہ آیا اور جلوس کے دوسرے دن اوسنے بعضے مبارک شاہی غلامون کو کسی بہانے سے
پکڑ کر قتل کر ڈالا اور جاگیرین لوگون کو اپنی طرف سے تقسیم کرنا شروع کین چنانچہ بیانہ اور
امروہہ اور نارنول اور کہرام اور کئی پرگنے میان دواب کے سدھپال اور سدھارن
مبارک شاہ کے قاتلون کو دیے رانون سیہ غلام سدھپال کا بیانہ مین پونہچا اور اس فکر
مین تھا کہ قلعہ مین داخل ہو استنے مین یوسف خان اوحدی ہنڈون سے آپونہچا اور
رانون سیہ سے مقابلہ کرکے فتح پائی اور بہت سے اوسکے ساتھیون کو قتل کیا اور

سب زن و بچہ اوسکا مسلمانون کے ہاتھ لگا انون کا سر کاٹ کر قلعہ کے دروازے پر لٹکا دیا جب سرور الملک
وغیرہ نے اپنا قبضہ شروع کیا خضر خانی اور مبارک شاہی جتنے امیر ہر طرف کے ملکون مین پھیلے ہوے تھے
باغی ہو گئے اور ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہوا اور ملک الہداد کالا لودی حاکم سنبھل اور ملک چمن حاکم
بداؤن اور امیر علی گجراتی وغیرہم مبارک شاہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے دہلی پر چڑھے اور سید سالم کا
بیٹا سید خان جسکا اعظم خان خطاب تھا اور کمال الملک بادشاہ کی طرف سے اونکے مقابلہ
کے لیے نامزد ہوے اور سرور الملک کا بیٹا ملک یوسف اور سدھارن اور انکو بھی کمال الملک کے ساتھ
کیا جب دہلی کا لشکر کیچپ کے گھاٹ سے اوتر کر برن مین آیا تو ملک الہداد وغیرہ سب امیرون نے
جو قصبہ اہار تک آ گئے تھے یہ ارادہ کیا کہ شاہی لشکر سے نہ لڑین اور اپنے اپنے ملکون کو چلے جاوین
مگر جب اونکو یہ معلوم ہوا کہ کمال الملک کا بھی دلی ارادہ یہی ہے کہ سرور الملک سے مبارک شاہ کے
قتل کا عوض لے اس سبب سے جانے مین توقف کیا سرور الملک کو بھی کمال الملک کے
اس ارادے سے خبر ہو گئی اور اوسنے ملک ہشیار اپنے نائب کو کمال الملک کی مدد کے بہانے سے
یوسف خان اپنے بیٹے کی حفاظت کے لیے بھیجا یوسف خان وغیرہ کو بھی کمال الملک کی طرف سے
وہم پیدا ہو گیا تھا اس سبب سے ایک دن موقع پاکر یوسف خان اور ملک ہشیار اور سدھارن کمال الملک کے
لشکر سے جدا ہو کر دہلی کو بھاگ آئے اور سنبھل اور بداؤن وغیرہ کے امیر کمال الملک سے متفق ہو کر
اور بڑی جمعیت کے ساتھ کیلوکھری مین آئے سرور الملک نے بھی قلعہ بند ہو کر لڑنے کا سامان درست کیا
دوسرے دن یہ سب اوسی جمنا اوتر کر ایک باغ مین اوترے سرور الملک کے لوگ شہر سے باہر آ کر لڑے
لیکن پہلے حملہ مین شکست کھا کر پیچھے کو لوٹے اور لوٹتے وقت بہت آدمی مارے گئے اور بہت قید
ہو گئے دوسرے دن اون مبارک شاہی امیرون نے قلعہ سیری کے پاس منزل کی اور حصار
شہر پناہ سے بھی اکثر امیر اون سے آکے مل گئے تین مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اس سال کے آخر مین
زیرک خان حاکم سامانہ نے وفات پائی اور وہ ملک اوسکے بیٹے محمد خان پر مقرر ہوا محمد شاہ بادشاہ
اگرچہ بظاہر سرور الملک کا شریک تھا مگر دل اوسکا مبارک شاہی امیرون سے ملا ہوا تھا سرور الملک بھی
اس امر سے مطلع ہو کر اوسکی فکر مین تھا چنانچہ آٹھوین محرم سنہ آٹھسو اڑتیس مین سرور الملک
اور میران صدر کے بیٹے محمد شاہ کے قتل کے ارادے پر بادشاہی سراپردہ کے اندر گھس گئے

محمد شاہ نے فوراً کمال الملک کے پاس آدمی بھیجا مگر اوسکے خدمتگارون نے ہی سرور الملک
اور میران صدر کے بیٹون کو مار لیا اور باقی اور اوسکے ساتھی اپنے اپنے گھرون مین بند ہو گئے
کمال الملک مع سب امیرون کے بغداد دروازے سے شہر کے اندر داخل ہوا اسدھپال کھتری جیسا
کہ ہندوون کا دستور ہے ساری اپنے گھر کی عورتون کو آگ مین جلا کر لڑائی مین مصروف ہوا آخر مارا گیا
اور سدھارن کانکو کو مع اور کھتریون کے پکڑ کر مبارک شاہ کے حظیرے کے قریب قتل کیا اور ملک ہشیار
اور مبارک کوتوال کو بھی اونھین کے ساتھ گردن مار دیا دوسرے دن کمال الملک وغیرہ سب امیرون نے
محمد شاہ سے از سر نو بیعت کی اور کمال الملک نے عہدۂ وزارت اور ملک چمن بدایونی نے غازی الملک کا
خطاب پایا اور بدایون کی قدیمی حکومت کے سواے امروہہ بھی اوسکی جاگیر مین اضافہ کیا گیا ملک الہداد نے
خود کوئی خطاب قبول نہین کیا مگر اپنے بھائی کو دریا خان کا خطاب دلوایا اسکے بعد محمد شاہ کی سلطنت
مستقل ہو گئی اور کوئی خدشہ باقی نرہا ۸۴۰ سنہ آٹھسو چالیس مین محمد شاہ ملتان کا ارادہ کر کے چند روز
مبارکپور مین ٹھہرا رہا جب سب طرف کے امیر اوسکے پاس آکر جمع ہو گئے تو ملتان کو گیا اور وہان کے بزرگون کی
زیارت کر کے دہلی کو واپس آیا اسی سال مین سامانہ کی طرف کوچ کیا اور جسرتھ کھوکر کے مقابلہ پر فوج
متعین کی اور اوس ملک کو خراب کر کے دہلی کو لوٹا سنہ آٹھسو اکتالیس مین یہ خبر ملی کہ لنگاہ پٹھانون نے
ملتان مین سرکشی کی ہے اسی اثنا مین سلطان ابراہیم شرقی نے دہلی کے بعض پرگنات پر اپنا قبضہ کر لیا
گوالیار والے نے بھی زر مالگزاری ادا کرنا موقوف کیا محمد شاہ کی طرف سے سستی ہوئی ہر طرف فتنہ و
فساد قائم ہو گیا میوات کے خانزادون نے جو حسن خان میواتی کے باپ دادے تھے محمود خلجی کو
دہلی کی سلطنت کے لیے مالوہ سے بلایا سنہ آٹھسو چوالیس مین محمود دہلی پر پہونچا محمد شاہ نے
فوج آراستہ کر کے اوسکے مقابلہ کے لیے اپنے بیٹے سید علاء الدین کو شہر سے باہر بھیجا
اور ملک بہلول لودی کو اوس لشکر کے آگے آگے روانہ کیا محمود نے بھی اپنے بیٹون غیاث الدین
اور فدن خان کو مقابلہ کے لیے بھیجا بڑی لڑائی ہوئی آخر کو صلح ہو گئی محمود نے اسکو غنیمت سمجھا
اور اوسنے ظاہر کیا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ مالوے کے ملک پر تباہی آ گئی ہے اسی بہانے سے
راتون رات مالوہ کی طرف کوچ کیا بہلول لودی نے اوسکا پیچھا کر کے بہت سا مال و اسباب اوسکا
لوٹ لیا محمد شاہ نے اس فتح کے انعام مین بہلول لودی کو لاہور اور دیبالپور کا ملک جاگیر مین دیا

سنہ آٹھ سو پینتالیس مین محمد شاہ سامانہ کو گیا اور بہلول کو جسرت کے مقابلہ پر بھیجکر دہلی کو لوٹا جسرت نے
بہلول سے سازش کر کے اوسکو یون بھڑکایا کہ تو دہلی کی سلطنت پر قبضہ کر لے چنانچہ بہلول اوسی خیال پر
آمادہ ہو کر اپنی برادری کے پٹھانون کو سب طرف سے بلا لیا اور کئی پرگنون پر زبردستی تصرف کیا اور بے
کسی سبب ظاہر کے محمد شاہ سے باغی ہو کر دہلی پر لشکر کشی کی اور بہت تک محاصرہ رکھا مگر نتیجہ کچھ نہوا مجبور ہو کر
لوٹ گیا اس عرصہ مین محمد شاہ سخت بیمار ہوا اور دہلی سے بیس بیس کوس کے امیر بھی اطاعت سے
نکل گئے محمد شاہ نے اپنے بیٹے علاء الدین کو جسکی جاگیر بدایون مین تھی اور اون دنون مین پہاڑ کی طرف
شکار مین مشغول تھا بلا کر ولیعہد کیا بعد ازان سنہ آٹھ سو پینتالیس مین اس جہان فانی سے رحلت کی
اس بادشاہ نے چودہ برس اور چار مہینے سلطنت کی

ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کا

بعد انتقال محمد شاہ کے اوسکی وصیت کے بموجب علاء الدین اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور ملک بہلول نے
بھی اور امیرون کے اوس سے بیعت کر لی لیکن چونکہ اوسکو باپ سے بھی زیادہ غافل پایا اسلیے سلطنت
کا خیال نے اوسکے جی مین پہلے سے بھی زیادہ جوش مارا سنہ آٹھ سو پچاس مین سلطان علاء الدین نے
بیانہ کا قصد کیا راستے مین کسی نے یہ خبر اوڑا دی کہ بادشاہ جونپور دہلی کے ارادے پر آتا ہے علاء الدین نے
اس جھوٹی خبر کو تحقیق نکیا اور فوراً دہلی کو واپس آیا سنہ آٹھ سو اکاون مین بدایون کو گیا اور اوسی کو
سکونت کے لیے پسند کر کے ایک عمارت کی بنا ڈالی اور پھر دہلی کو آیا سنہ آٹھ سو باون مین ایک اپنے سالے کو
کوتوال اور دوسرے کو میر کوسے مقرر کر کے پھر بدایون کو گیا ان دونون بھائیون نے بڑے بڑے فتنے
برپا کیے چنانچہ شہر والون نے اون دونون کو قتل کر ڈالا حسام خان عمدۃ الملک جو بادشاہ کے سامنے
حق بات بے تکلف کہدیا کرتا تھا اور اسی سبب سے بادشاہ کی نظرون سے گرا ہوا تھا بلکہ اپنے عہدہ سے
بھی معزول تھا اور حمید خان وزیر مملکت جو بادشاہ کی سیاست کے خوف سے بھاگ کر دہلی مین آیا تھا
ان دونون نے متفق ہو کر بہلول لودی کو بادشاہ بنایا اور اوسنے سرہند مین جا کر بادشاہی کا خطاب
اپنے لیے تجویز کر کے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور جمعیت کثیر اپنے ساتھ لیکر دہلی پر آ کر قابض ہوا اور وہان ایک
اپنا نائب چھوڑ کر دیبال پور کو گیا اور لشکر جمع کرنے کی فکر مین مصروف ہوا اور نفاق کے طور پر ایک عرضی
علاء الدین کو لکھی کہ مین آپکا فرمان بردار ایک غلام ہون اور آپکی ہی خیر خواہی کے لیے مین یہ سب کچھ کیا ہے

اوسنے جواب مین لکھا کہ محمد شاہ مرحوم نے مجھکو بھی بیٹا کیا تھا میرے پاس سامان بادشاہی کا نہین
اسلیے مینے بداؤن پر ہی صبر کیا اور باقی سلطنت سب تجھپر چھوڑی سلطان بہلول دیبال پور سے آکر بلا لڑائی
جھگڑے کے دہلی کے تخت پر بیٹھگیا اور سلطان علاء الدین بہلول کی اجازت سے بداؤن مین گنگا کے
کنارے تک اور دامن کوہ سے خیر آباد تک کے پرگنات پر قابض ہوا اور اون ملکون مین اپنے نام کا
خطبہ پڑھتا رہا یہان تک کہ سات برس اور کئی مہینے سلطنت کرکے سنہ آٹھسو چھپن مین عالم فانی کو وداع کیا

ذکر سلطان بہلول بن کالا لودی کا

سلطان بہلول کا محمد شاہ کے زمانے مین خان خانان خطاب تھا سنہ آٹھسو چھپن مین حمید خان کو
اتفاق سے جسنے بعد مارے جانے حسام الدین کے علاء الدین کے ہاتھ سے علاء الدین کی اہل و عیال کو
دہلی مین قبضہ کر لیا تھا اور قلعہ کی کنجی لا کر سلطان بہلول کے حوالے کر دی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا
تھوڑے دنون کے بعد اوسنے حمید خان کو بھی قید کر دیا اور اوسی سال مین ملتان کے انتظام کرنے
کے لیے کوچ کیا سنہ آٹھسو چھپن مین سلطان محمود شرقی نے علاء الدین کے امیرون کے
اغوا سے دہلی کا محاصرہ کیا بڑی لڑائی ہوئی اور فتح خان ہروی جو محمود کے بڑے معتبر امیرون مین سے تھا
مارا گیا آخر سلطان محمود مقابلہ کی طاقت نہ دیکھکر جونپور کو لوٹ گیا دوسرے سال مین پھر جونپور سے
اٹاوہ تک آیا آخر اس بات پر صلح قرار پا گئی کہ دہلی کے پرگنون مین سے جو مبارک شاہ کے قبضہ مین تھا
وہ سلطان بہلول کے پاس رہے اور جسپر سلطان ابراہیم شرقی قابض تھا اوسپر محمود متصرف ہو
شمس آباد مین محمود کی طرف سے جونا خان نائب رہتا تھا اوسکی نسبت یہ قرار پایا کہ بعد موسم برسات کے
بہلول کو حوالہ کر دیا جاے اسی قرار داد پر راضی ہوکر فریقین اپنے اپنے ملک کو لوٹے اور اسی گفتگو کے بموجب
برسات کے بعد بہلول نے شمس آباد مین جاکر اپنا قبضہ کر لیا اور وہان کی حکومت راے کرن حاکم
بھوگانون کے حوالہ کی مگر محمود کو یہ امر ناگوار ہوا اور شمس آباد کی حدود پر آکر بہلول سے لڑنے لگا
مگر اسی عرصے مین اوسکا انتقال ہوگیا اور اوسکا بیٹا محمد شاہ جونپور کا بادشاہ ہوا اور وہی صلح جو پہلے
ٹھہری تھی راضی ہوکر اپنے ملک کو واپس گیا مگر بہلول کا چچا قطب خان محمد شاہ کی قید مین پھنس گیا
اس سبب سے بہلول نے اپنے عہد سے منحرف ہوکر دوبارہ محمد شاہ پر لشکر کشی کی یہ سنکر محمد شاہ بھی چلا
اور شمس آباد کو ہندوون سے چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا راپری کی حد پر بہلول سے مقابلہ ہوا آخر

محمد شاہ شکست کھا کر قنوج کی طرف بھاگا بہلول اوسکے پیچھے پیچھے ہوا اسی سال میں محمد شاہ کا بھائی
حسین شاہ جونپور میں امیروں کو متفق کر کے تخت پر بیٹھ گیا اور اوسنے ایک بڑا بھاری لشکر بھیجکر راج گڈھ کے
علاقے میں گنگا کے کنارے محمد شاہ کو قتل کرادیا بعد ازاں سلطان حسین نے بہلول کے چچا قطب خان کو
جونپور سے بلا کر گھوڑا اور خلعت دیکر سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور اوس سے صلح کر لی اور
جونپور سے قنوج کی طرف کوچ کیا بہلول نے بھی اوسکے بھائی جلال خان کو جو قطب خان کی عوض پکڑ رکھا
تھا بڑی تعظیم و تکریم سے سلطان حسین کے پاس بھیجدیا کئی سال کے بعد پھر سلطان حسین نے چندواڑی
حد پر بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو یہ ٹھہر گیا کہ تین برس تک صلح رکھیں اور اوسکے بعد پھر لڑیں گے اسی تہہ
احمد خان جلوانی حاکم بیانہ نے سلطان حسین کے نام کا خطبہ پڑھا جب مدت صلح کی گذر چکی تو سلطان حسین
ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی ساتھ لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا بھتوارہ کی جا پر مقابلہ ہوا مگر پھر فریقین میں صلح
ہو گئی اور سلطان بہلول دہلی کو اور سلطان حسین اٹاوہ کو چلے گئے سات منزل کے فاصلے پر
ان دونوں بادشاہوں کی حکومت تھی یہ بات بھی مشکل سے خالی تھی اسی سال میں سلطان علاء الدین کا
جسکی بیٹی ملکہ جہان سلطان حسین کے نکاح میں تھی بداؤں میں انتقال ہوا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اور سلطان بہلول
اور سلطان حسین ملک پر قابض رہے بعد انتقال سلطان علاء الدین کے سلطان حسین بداؤن میں آیا
اور اوس ملک کو بھی علاء الدین کے بیٹوں کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف میں کر لیا پھر سنبھل میں آیا
اور تاتار خان وہاں کے حاکم کو قید کر کے سارن میں بھیجا اور بڑا بھاری لشکر اور بہت سے ہاتھی ساتھ
لیکر ماہ ذی الحجہ سنہ آٹھ سو اسی میں دہلی کا قصد کیا اور جمنا کے کنارے کیچہ کے گھاٹ کے قریب
منزل کی سلطان بہلول یہ سنتے ہی سہرند سے دہلی کو روانہ ہوا اور خان جہان کے بیٹے حسین خان کو
میرٹھ سے بلا کر سلطان حسین کے مقابلہ پر بھیجا اس مرتبہ بھی قطب خان نے بیچ میں
پڑ کر صلح اس طور پر ٹھہرا دی کہ گنگا کے اس کنارے تک سلطان حسین اور اوس کنارے تک
سلطان بہلول کا قبضہ رہے جب اس صلح پر رضامند ہو کر سلطان حسین اپنے ملک کو لوٹا تو صلح کے
اعتماد پر بہت سامال و اسباب منزل پر چھوڑ دیا مگر سلطان بہلول نے دغا دی اور وہ سارا مال و اسباب
لوٹ لیا اور کچھ خزانہ بھی جو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر لدا ہوا تھا سلطان بہلول کے ہاتھ لگا اور قاضی سماء الدین
مخاطب بہ قتلغ خان جو اپنے وقت کا بڑا عالم تھا اور اسی طرح کل چالیس امیر سلطان حسین کی طرف کے

بہلول کی قید مین پھنس گئے بہلول نے قتلغ خان کو طوق و زنجیر پہنا کر قطب خان کے حوالہ کیا اور خود
سلطان حسین کا تعاقب کرتا ہوا میان دواب مین شمس آباد تک گیا شمس آباد پہلے سلطان حسین کے قبضہ مین تھا
اب اوسپر بھی بہلول نے قبضہ کر کے اپنا عامل مقرر کیا یہ واقعہ سنہ آٹھ سو چوراسی مین ہوا اور لفظ خرابی اس
سال کی تاریخ ہے جب سلطان حسین نے دیکھا کہ بہلول پیچھا نہین چھوڑتا تو راپری کی حد پر مقابلہ پر کمر باندھی
پھر وہان صلح ہو گئی اور یہ ٹھہرا کہ فریقین اپنے اپنے قدیمی ملکون پر قابض ہو جاوین اس صلح کے بعد
سلطان حسین نے شمس آباد کے علاقہ مین پھر جمعیت اکھٹی کر کے سلطان بہلول پر حملہ کیا موضع
سونہار کے قریب بڑی لڑائی ہوئی لیکن سلطان حسین نے شکست کھائی اور بہت سا مال غنیمت لودیون کی
ہاتھ آیا اور اس فتح سے اونکی قوت بہت بڑھ گئی اسی عرصہ مین خان جہان کا دہلی مین انتقال ہو گیا اس
تقریب سے سلطان بھی دھوپامو سے دہلی مین آیا اور اوسکے بیٹے کو خان جہان کا خطاب دیکر پھر راپری مین آ کر سلطان حسین سے لڑکر
اور پھر فتح پائی بھاگتے وقت سلطان حسین کے کچھ عیال و اطفال جمنا مین ڈوب گئے سلطان حسین بھاگ کر گوالیار کی
طرف گیا ادھر قوم بھدوریہ کے مفسدون نے بھی اوسکی فوج کو خوب لوٹا راجہ کیرت سنگھ حاکم گوالیار نے اوسکی اطاعت
اختیار کی اور بہت سا نقد و جنس اور ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑے اور ڈیرے بطور پیشکش کے دیدی اور بہت سی فوج ساتھ کر کے
کالپی تک خود بھی ساتھ گیا سلطان بہلول بھی پیچھا کرتا ہوا وہین پہونچا کالپی کے حدود پر فریقین مین لڑائی
پیوستہ تک مقابلہ رہا اس اثنا مین راے تلوک چند حاکم بکسر سلطان حسین کی خدمت مین آیا اور اوسکے
لشکر کو ایک مقام پر گنگا پایاب اوتروا دی پھر سلطان حسین مقابلہ کی قوت نپا کر پٹنہ کو چلا گیا وہان کا راجہ
استقبال کو آیا اور بہت سا نقد و جنس اور ہاتھی پیشکش دیکر اوسکو جونپور تک پہونچا دیا پھر بہلول نے جونپور
کی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان حسین جونپور کو چھوڑ کر بہرایچ کے راستہ سے قنوج مین آیا اور وہان رہب کے
کنارے سلطان بہلول سے مقابلہ کیا مگر پھر اپنی عادت کے بموجب شکست پائی اس مرتبہ سارا اوسکا
سلطنت کا سامان لودیون نے لوٹ لیا اور اوسکی حرم ملکہ جہان بی بی خونزا جو علاء الدین کی بیٹی تھی گرفتار
ہو گئی بہلول نے اوسکو بڑی تعظیم اور عفت کے ساتھ رکھا اور جب بہلول پھر جونپور کی طرف متوجہ ہوا
تو بی بی خونزا کسی حیلہ سے چھوٹ کر اپنے شوہر کے پاس پہونچی سلطان بہلول نے جونپور مین آکر اپنا
قبضہ کر لیا اور مبارک خان نوحانی کو سپرد کر کے بداون مین آیا اوسوقت سلطان حسین موقع پاکر پھر جونپور
پر آ دھمکا بہلول کے امیر جونپور چھوڑ کر جھونسی مین قطب خان کے پاس چلے گئے اور سلطان حسین نے

صلح ومدارا کی باتین بناتی رہے اتنے مین سلطان بہلول نے اپنے بیٹے باربک شاہ کو اونکی مدد کو بھیجا اور خود بھی پیچھے سے جونپور کو روانہ ہوا سلطان حسین گھبرا کر بہار کو چلا گیا جب بہلول قصبہ بلدی مین پونہچا تو قطب خان کے وفات کی خبر آئی چنانچہ بہلول اوسکی تعزیت کے لوازم ادا کرکے جونپور مین داخل ہوا اور باربک اپنے بیٹے کو جونپور کے تخت پر بٹھا کر کالپی کو آیا اور اوس ملک کو اپنے بھتیجے اعظم ہمایون کے جسکا نام اصلی خواجہ بایزید تھا حوالہ کیا اور خود دہلپور مین آیا اور وہان کے راجہ سے کئی لکہ سونا پیشکش لیا پھر باری مین ہوکر پالھن پور علاقہ رنتنبھور مین گیا اور اوس ملک کو غارت کرکے دہلی مین آیا تھوڑے دنون کے بعد حصار فیروزہ کو گیا کچھ روز ون وہان مقام کرکے پھر دہلی مین آیا بعد اسکے گوالیار کی طرف کوچ کیا اور وہان کے حاکم راجہ مان سے اسی لاکھ ٹکے جو اوسوقت مین رائج تھے پیشکش لیے اور گوالیار کی حکومت اوسی کو دیکر اٹاوہ مین آیا اور وہان سے دہلی کا قصد کیا جب قصبہ سکیٹ مین پونہچا تو بیمار ہوگیا اور سنہ اٹھ سو چورانوے مین وفات پائی اس بادشاہ نے اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور آٹھ دن سلطنت کی قطعۂ تاریخ

بہشتصد ونود وچار رفت از عالم   خدیو ملکستان وجہان کشا بہلول

بہ تیغ ملکستان بود لیک دفع اجل   بود محال بشمشیر و خنجر مصقول

ذکر سلطان سکندر بن سلطان بہلول کا

جب سلطان بہلول کے بیٹے نظام خان کو باپ کے مرنے کی خبر پونہچی تو فوراً دہلی سے کوچ کرکے قصبۂ جلالی مین لشکر سے آملا اور باپ کی نعش دہلی کو روانہ کی اور جمعہ کے دن سلطان فیروز کے کوشک مین جو کالی ندی کے کنارے پر بنا ہوا ہے سلطان سکندر اپنا خطاب مقرر کرکے تخت سلطنت پر بیٹھا مشہور ہے کہ دہلی سے چلتے وقت حضرت شیخ سمار الدین کنبو کی خدمت مین حاضر ہوا یہ حضرت شیخ جمالی کے پیر تھے اور اس زمانہ مین بڑے عالمون اور بزرگون مین سے تھے شاہزادہ نے صرف ہوائی کے سبق کے بہلانے سے اَسْعَدَكَ اللّٰهُ کے معنی پوچھے جب اونھون نے فرمایا کہ نیکبخت کرے تجھکو اللہ تعالی تو شاہزادہ نے عرض کیا کہ تین مرتبہ یہی لفظ زبان مبارک سے فرمایئے جب شیخ ممدوح نے تین مرتبہ اس لفظ کی تکرار کی تو شاہزادہ نے اوٹھکر عرض کیا کہ میرا مطلب حاصل ہوگیا اور شیخ سے اپنے حق مین دعا لیکر لشکر کی طرف متوجہ ہوا جب سلطان سکندر کی سلطنت مستقل ہوگئی تو دہلی سے راپری اور اٹاوہ کی طرف کوچ کیا اور سات مہینے وہین ملک مین رہکر اسمعیل خان نوخانی تو صلح کرلیے

اپنے بھائی باربک شاہ بادشاہ جونپور کے پاس بھیجا اور خود عیسی خان حاکم تبیالی پر یورش کی عیسی خان نے
مقابلہ مین زخمی ہوکر اطاعت قبول کر لی مگر اوسی زخم کے صدمہ سے انتقال کیا تبیالی کا راجہ رائے گنیش بھی
جو باربک شاہ سے موافق تھا سکندر سے آملا چنانچہ سکندر نے تبیالی کی حکومت اوسی پر بحال رکھی باربک شاہ
جونپور سے قنوج مین آیا وہین فریقین مین لڑائی ہوئی اس لڑائی مین مبارک خان نوحانی باربک کا طرفدار امیر گرفتار
ہوگیا باربک بھاگ کر بدایون کو گیا سکندر نے اوسکا بھی محاصرہ کر لیا باربک مجبور ہوکر حاضر ہوگیا سکندر اوسکے
ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا اور اوسکی تسلی کرکے اپنے ساتھ جونپور کو لے گیا اور بدستور سابق حکومت
شرقی اوسکے حوالہ کی لیکن اودھر کے سب پرگنے اپنے امیرون کو تقسیم کر دیے اور ہر جگہ فوج اپنی متعین
کر دی کالپی کو بھی اعظم خان ہمایون سے نکال لیا پھر جھترہ مین آیا اور وہان سے گوالیار مین پونہچا اور خواجہ محمد
فرملی کو مع خلعت خاص کے اپنا وکیل بنا کر راجہ مان کے پاس بھیجا راجہ نے بھی اپنے بھتیجے کو بادشاہ کے پاس
بھیجا اور اطاعت اختیار کی اور اوسکا بھتیجا بیانہ تک بادشاہ کے ہمراہ گیا سلطان شرق حاکم بیانہ جو سلطان احمد
جلوانی کا بیٹا تھا حاضر ہوا اور اوسکا یہ ارادہ ہوا کہ قلعہ کی کنجی بھی سکندر کے وکیلون کے سپرد کر دی مگر پھر
اوسکی رائے بدل گئی اور بیانہ مین جاکر قلعہ کو بند کر لیا پھر سلطان سکندر آگرہ کو گیا ہیبت خان جلوانی جو
سلطان الشرق کے متعلقون مین سے تھا آگرہ کے قلعہ مین بند ہوگیا سکندر نے چند امیر آگرہ مین چھوڑے
اور خود بیانہ کو چلا گیا سنہ آٹھ سو ستانوے مین سلطان الشرق نے مجبور ہوکر پناہ مانگ لی اور بیانہ کا
قلعہ سکندر کو حوالہ کیا سکندر نے وہ ملک خان جہان فرملی کو عطا کیا اسی سال مین جونپور مین بچگوتی
قوم نے قریب ایک لاکھ سوار و پیادہ کے جمع ہوکر فساد برپا کیا بادشاہ یہ سنکر اوس طرف گیا باربک نے بھی
اوس طرف سے آکر ملاقات کی وہان سے اودھ مین جاکر کچھ دنون سیر و شکار مین مشغول رہا پھر جونپور کو
گیا جب جہنار کے قلعہ پر پونہچا سلطان حسین شرقی کے امیر اوس قلعہ مین تھے اون سے مقابلہ ہوا
آخر سکندر نے اونکو شکست دی اور اوسکے محاصرے کا خیال نکرکے باریل مین جو الہ آباد کے قریب
ہے آیا اور اوس نواح کو بالکل خراب کرکے کرٹھ اور مانکپور کے راستے سے دلمو کو گیا اور وہان سے
شمس آباد مین آیا اور چھ مہینے تک وہان رہا پھر سنبھل کو گیا اور وہان سے پھر شمس آباد کو لوٹ گیا
اور برسات کے بعد سنہ نو سو مین پٹنہ کو روانہ ہوا اور وہان کے مفسدون کی خوب گوشمالی کرکے جونپور
مین آیا اسی سفر مین گھوڑے اسقدر تلف ہوے کہ دس مین ایک زندہ رہا پٹنے وغیرہ کے زمینداروں نے

یہ خبر سلطان حسین شرقی کو لکھکر بلایا سلطان حسین نے بہت جمعیت فراہم کرکے اودھر کا قصد کیا
سکندر بھی یہ سنکر گنگا اوترکر جہار مین پونہچا اور وہان سے بنارس مین آیا سلطان حسین ابھی بنارس
سے اٹھارہ کوس پر تھا کہ سکندر جھٹ پٹ اوسکے سر پر جا پونہچا راستہ مین سالباہن پٹنہ کا راجہ
سلطان حسین سے قطع تعلق کرکے سکندر سے آملا سلطان حسین نے لڑائی مین شکست پاکر پٹنہ کا
راستہ لیا سکندر نے بھی ایک لاکھ سوار ساتھ لیکر تعاقب کیا راستہ مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین بہار
کو چلا گیا نوین روز سکندر پھر اپنے لشکر مین آملا اور بہار کی طرف متوجہ ہوا یہ سنکر سلطان حسین بہار مین
اپنا نائب چھوڑکر کہل گانون ضلع لکھنوتی مین چلا گیا اور بہار پر بھی جاکر سکندر نے اپنا قبضہ کرلیا پھر
وہان سے جاکر ترہت کو تسخیر کیا سنہ نوسو ایک مین خان جہان نے وفات پائی اور اوسکے بڑے
بیٹے احمد خان نے اعظم خان ہمایون کا خطاب پایا پھر سلطان سکندر ترہت مین حضرت شیخ
شرف الدین یحیی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو گیا پھر درویش پور مین آیا اور وہان سے
علاء الدین بادشاہ بنگالہ پر فوج کشی کی نواحی بہار مین علاء الدین کا بیٹا دانیال نام اوسکے مقابلہ کے
لیے آیا آخر صلح ہوگئی اور دونون اپنے اپنے ملک کو لوٹ گئے اس سال مین بادشاہ کے لشکر مین غلہ
عسرت کی شدت ہوئی ہر طرف بادشاہ نے فرمان بھیجدیے کہ غلہ کی زکوۃ موقوف ہو پھر وہان سے
سکندر سارن مین آیا اور اوسکو اپنے امیرون پر تقسیم کردیا پھر چلی گڑھ کے راستہ سے جونپور مین
آیا اور چھ مہینے وہان رہکر پٹنہ کی طرف قصد کیا سنہ نوسو چار مین پٹنہ سے باندھوگڑھ تک تمام ملک کو
تاخت و تاراج کیا مگر چونکہ اودھر کے قلعے بہت مستحکم تھے اسلیے کسی قلعہ کے کھولنے کا پابند نہوا پھر ازانجا
جونپور مین آیا وہان کے امیر کسی کھیل کھیلنے مین باہم لڑنے لگے یہان تک کہ مقاتلہ پر نوبت پونہچی سکندر
اون سب سے بدظن ہوگیا اور اپنی نگاہبانی کے لیے بہت سے معتمد لوگون کو مقرر کیا چنانچہ وہ ہتھیار
باندھے ہوئے رات بھر حفاظت کرتے تھے جو جو امیر کہ مردود اور معزول ہوئے اونھون نے سلطان بہلول
کے بیٹے فتح خان کو تخت پر بیٹھنے کی تحریک دی مگر فتح خان نے سادہ لوحی سے اپنی مان پر اور شیخ طاہر
اون امیرون پر جو بادشاہ کے بڑے معتمد تھے اس بھید کو ظاہر کیا اور جن جن امیرون نے اس امر پر
ترغیب دی تھی اون سب کے نام بھی بتلا دیے اونھون نے فتح خان کو اس خیال فاسد سے
منع کیا اور بہت نصیحتین کین اور اپنی ذمہ بری کرنے کے لیے سلطان سکندر کو بھی اس مضمون

مطلع کردیا چنانچہ سکندر نے اون سب امیرون کو حکمت عملی سے متفرق کردیا ۹۰۱ھ مین سکندر
سنبھل کو آیا چار برس تک وہان مقام کیا اور اوقات اپنی عیش و عشرت اور سیر و شکار مین بسر کی
سنہ ۹۰۲ نوسو دو مین اصغر حاکم دہلی نے بغاوت کی سکندر نے سنبھل سے خواص خان حاکم
ماچھی وارہ کے نام فرمان بھیجا کہ اصغر کو گرفتار کرکے حضور مین بھیجدے مگر اصغر اس سے پہلے
خود ہی سنبھل مین آکر قید ہوگیا اور خواص خان دہلی کا حاکم مقرر ہوا اسی سال مین خانخانان فرملی
حاکم بیانہ کی وفات ہوئی کچھ دنون وہان کی حکومت عماد اور سلطان اوسکے بیٹون کو ملی پھر وہ دونون
حضور مین بلائے گئے اور وہ قلعہ خواص خان کے حوالہ ہوا صفدر خان آگرہ مین متعین ہوا
خواص خان نے عالم خان حاکم میوات اور خانخانان نوخانی کی مدد سے دھولپور پر یورش کی
وہان کے راجہ نے مقابلہ کیا اس لڑائی مین مسلمان بہت شہید ہوئے سکندر یہ سنکر جلد دھولپور
مین پہونچا تب مانکدیو راجہ دھولپور قلعہ چھوڑکر گوالیار کو بھاگ گیا اور اوس ملک مین غارتگری شروع
کی سکندر ایک مہینہ تک وہان رہا پھر گوالیار کی طرف متوجہ ہوا آدم لودی کو وہان چھوڑکر چنبل ندی کو
اوترگیا اور بیندکی کے کنارے منزل کی وہان کی آب و ہوا خراب تھی اسلیے لشکر مین وبا پھیل گئی گوالیار کے
راجہ نے بھی صلح کرلی اور سعید خان اور بابو خان اور رائے گنیش وغیرہ امیرون کو جو بادشاہ کی لشکر سے
بھاگ کر گوالیار مین پناہ لے گئے تھے اپنے قلعہ سے نکال دیا اور اپنے بڑے بیٹے کو بادشاہ کی خدمت
مین بھیجا چنانچہ بادشاہ نے گھوڑا اور خلعت دیکر اوسکو واپس کیا اور خود آگرے کی طرف توجہ کی دھولپور
کی حکومت پھر راے مانکدیو کو عطا کی برسات بھر آگرے مین رہا سنہ نوسو دس مین قلعہ مندرایل کی
طرف متوجہ ہوا راے مندرایل نے امن مانگ کر قلعہ خالی کردیا سکندر نے قلعہ مین داخل ہوکر
وہان کے سارے بتخانے توڑے جب وہان سے لوٹا تو دھولپور کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا پھر آگرہ
مین آیا اور سب امیرون کو اپنی اپنی جاگیرون پر رخصت کیا اسی سال مین سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ
علیہ نے وفات پائی یہ بڑے ولی کامل تھے اور انھون نے امام مہدی ہونے کا بھی دعوی کیا تھا
سفر حج سے لوٹتے وقت شہر فرہ مین جان بحق تسلیم کی قاضی حسین زرگر قندھاری نے انکی یہ تاریخ لکھی ہے
؎ گفتا کہ روز شیخ کن استغفار ۔ اور شیخ مبارک نے لفظ مہنا مہدی مادہ تاریخ نکالا تاریخ
تیسری ماہ صفر سنہ نوسو گیارہ مین تمام ہندوستان مین ایسا زلزلہ آیا کہ جسکے صدمے سے

تمام پہاڑ بھی لرز گئے اور بڑی بڑی عمارتین گر گئین جا بجا زمین دہل گئی درخت اپنی اپنی جگہہ سے اوکھڑ گرد و دور جا پڑے لوگ اوس زلزلہ کو دیکھکر یہ سمجھتے تھے کہ گویا قیامت قائم ہو گئی اور تاریخ بابری وغیرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ زلزلہ بندوستان سے ہی خاص نتھا بلکہ اوس روز اور ملکون مین بھی ایسا ہی زلزلہ آیا تھا لفظ قاضی اس حادثہ کی تاریخ ہے قطعہ در نہصد و احدی عشر از زلزلہا + گردید سواد آگرہ چون مرحلہا با آنکہ بناہاش بسے عالی بود ۞ از زلزلہ ہشت عالیہا سافلہا + سنہ نوسو بارہ ۹۱۲ مین سلطان سکندر نے قلعہ اونٹ گڈہ کا محاصرہ کیا ہر چند اوسکی طرف کے آدمی بہت مارے گئے مگر اوس قلعہ کو فتح کرکے چھوڑا اور وہان کے بہت ہندوون کو قتل کیا جو باقی رہے وہ مع اہل و عیال کے خود جل مرے تمام وہان کے بتخانے توڑکر مسجدین بنادین سنہ نوسو تیرہ ۹۱۳ مین نرور کے قلعہ کی طرف توجہ کی راستے مین جلال خان لودی نے جو بہت سی جمعیت سوار و پیادہ کی اپنے پاس جمع کی تھی ملاحظہ کی سکندر کو یہ فوج جمع کرنا اوسکا ناگوار ہوا اور ساری اوسکی جمعیت کو پریشان کرکی جلالخان کو قید کرکے قلعۂ اوسکر مین بھیجدیا نرور والون نے امن مانگ کر صلح کرلی سنہ نوسو چودہ مین ایک اور احاطہ قلعۂ نرور کے گرد مضبوطی کے لیے بنوایا اسی عرصہ مین نعمت خاتون قطب خان کی بی بی سکندر سے ملنے کے لیے آئی تھی سلطان سکندر نے دوسو گھوڑے اور پندرہ ہاتھی شہزادہ جلال الدین کو دیکر نعمت خاتون کے ساتھ کالپی کو روانہ کیا اور وہ ملک شہزادۂ مذکور کو جاگیر مین عطا ہوا سنہ نوسو پندرہ ۹۱۵ مین سکندر لہار سے کوچ کرکے ہنکات مین آیا اور جا بجا تھانے مقرر کرتا ہوا آگرہ مین پونہچا وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ اوس سال کی تاریخ ہوئی اسی عرصہ مین سلطان ناصر الدین مالوی کا نواسہ اپنے نانا سے خائف ہوکر سکندر کے پاس پناہ لایا چندیری اوسکی جاگیر مین مقرر ہوئی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ ہر طرح اوسکا مدد و معاون رہے اسی سال مین آگرہ سے دھولپور تک جا بجا عمارتین اور باغ تیار کرائی تاکہ شکار کھیل کر وہان آرام لیا کرے اس سال مین محمد خان ناگوری نے بھی اس سبب سے کہ اوسکی ساری قوم سلطان سکندر سے ملگئی تھی اطاعت قبول کی اور خطبہ سلطان سکندر کے نام کا اپنے ملک مین جاری کیا یہ ملک بے لڑے بھڑے سکندر کے قبضہ مین آگیا خانخانان فرملی کے بیٹے سلیمان کو اونٹ گڈہ کی مہم مین سلطان سکندر نے نوبرکی طرف متعین کیا تھا اور اوسنے قبول نکیا تھا اس جرم مین سکندر نے اس سال مین اوسکو خدمت سے

معزول کیا اور پرگنہ اندری کرنال کا اوسکی وجہ معاش مین مقرر کیا چنانچہ اوسنے وہین جاکر سکونت
قبول کی اور چونکہ سلطان محمود مالوی کی سلطنت مین ضعف آگیا اس سبب سے محبت خان مالوی نے
چندیری کا ملک بھی سلطان سکندر کے حوالہ کیا اور اوس ملک مین خطبہ سلطان سکندر کے نام کا
پڑھا ہر طرف اس خبر کے فرمان اور فتحنامے بھیجے گئے اور سلطان سکندر نے سلطان ناصر الدین
مالوی کے پوتے محمود خان کو اول چندیری مین شہر بند کر دیا تھا مگر پھر وہ ملک اوسی کے حوالہ کیا
اور اپنے اوپر گماشتے مقرر کیے تاکہ اوس سے خبردار رہین اور خود مختار ہونے نہ دین اور خود بطریق سیر
وشکار کے بیانہ کی طرف آیا اور وہان کے عالمون اور بزرگون کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا خصوصاً سید نعمت اللہ
حسینی سے جو بڑے ولی اور صاحب کشف وکرامات تھے بہت صحبت رکھتا تھا شاہزادہ دولت خان
حاکم قلعہ رنتنبھور نے بھی جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا علی خان ناگوری کے وسیلہ سے ملازمت
حاصل کی اور قلعہ کی کنجی حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا اتنے مین علی خان ناگوری کی نیت مین فساد آیا اور وہ اس
امر سے مانع ہوا مگر بادشاہ اس حرکت کو ٹال گیا اور دولت خان سے بیٹون کی طرح محبت کی اور خلعت خاص
اور کئی گھوڑے اور ہاتھی اوسکو عنایت کیے پھر سلطان سکندر قلعہ تھنگر کو گیا اور وہان سے سیر کرتا ہوا
قصبہ باری مین آیا اور وہان سے آگرہ مین آکر بیمار ہوا اور اتوار کے دن ستروین ذیقعدہ سنہ نوسو تیئیس ۹۲۳
مین جہان فانی سے رحلت کی وَجَنّٰاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا اوسکی تاریخ ہوئی اس بادشاہ نے
اٹھائیس برس اور پانچ مہینے سلطنت کی یہ بادشاہ شاعرون سے بہت صحبت رکھتا تھا اور خود
گلرخ تخلص مقرر کرکے کبھی کبھی کچھ شعر ہندوستانیون کے قدیم طریقے پر لکھتا تھا اسی سبب سے
شیخ جمالی سے اوسکو بڑی موافقت تھی یہ کئی شعر اوس بادشاہ کی تصنیف ہین ع روئیکہ بسمن برہن ہا گل بدر نشستش
روی ست بحسنی کہ دران پیرہن افتش + مشک ختنی چیست کہ مملکت چین + ور حلقۂ آن زلف شکن در شکستش
گلرخ چہ کند چہ سر دندان تراوصف + ہمچون در سیراب سخن فرد نشستش + در سوزن مژگان بکشم رشتۂ جان را
تا چاک بدوزم کہ دران پیرہن افتش + اوسکے زمانے کے شاعرون مین سے ایک برہمن تھا اگرچہ ہندو تھا
مگر ساری درسی کتابین پڑھاتا تھا ایک مطلع اوسنے مسعود بیگ کی زمین پر لکھا ہے شعر
دل خون نشدی چشم تو خنجر نشدی گر + رہ گم نشدی زلف تو ابتر نشدی گر + اور اوس زمانے کے بڑے
عالمون مین سے شیخ عبداللہ طلبنی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلبنی سنبھل مین تھے جب

ملتان خراب ہوگئی تو یہ دونون ہندوستان مین تشریف لائے اور اس ملک مین علم معقول کو
ان دونون نے رواج دیا اس سے پہلے فقط شرح شمسیہ اور شرح صحائف کا منطق اور کلام مین
یہان رواج تھا استادون سے سنا ہے کہ شیخ عبداللہ کے شاگردون مین سے چالیس آدمیون سے
زیادہ عالم متبحر ہوگئے میان لادن اور جمال خان دہلوی اور میان شیخ گوالیاری اور میران سید جلال
بدایونی بھی اونھین مین سے تھے مشہور ہے کہ سلطان سکندر شیخ عبداللہ کے درس کے وقت
آتا تھا اور چپکا ایک کونہ مین بیٹھ جاتا تھا تاکہ طالب علمون کے سبق کا حرج نہو جب وہ درس سے
فارغ ہوتے تھے اوسوقت سلام علیک کیا کرتا تھا اور پہرون اونکی خدمت مین بیٹھا کرتا تھا
شیخ عزیز اللہ طلنبی بھی بڑے صاحب ارشاد و ہدایت تھے مشکل کتابین بے دیکھے اچھی طرح
پڑھاتے تھے اکثر لوگون نے امتحان کے طور پر مشکل سوال اون سے پوچھے ہین اور انہون نے
فی البدیہہ حل کر دیے ہین انکے شاگردون مین سے ایک میان حاتم سنبھلی تھے جنھون نے
اپنی عمر مین تیس بار سے زیادہ شرح مفتاح اور چالیس بار مطول اول سے آخر تک پڑھائی تھی
دوسرے شیخ الہدیہ جونپوری تھے جنکی تصنیفات بہت مشہور ہین اونمین سے ایک ایک فقہ مین ہدایہ کا
حاشیہ کئی جلدون مین لکھا ہے اور کافیہ کی شرح کی بھی تعریف نہین ہوسکتی ہے تفسیر مدارک وغیرہ پر
حواشی لکھے ہین جو اب تک درس مین ہین سلطان سکندر نے سب عالمون کو جمع کرکے ایک طرف
شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ اور دوسری طرف شیخ الہدیہ اور اونکے بیٹے بھکاری کو مناظرے
مین مقابل کیا آخر معلوم ہوا کہ شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ تقریر مین اور شیخ الہدیہ اور اونکے
بیٹے تحریر مین لاجواب تھے شیخ عبداللہ نے سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس مین وفات پائی اُولٰئِکَ لَہُمُ الدَّرَجَاتُ
العُلٰی اونکے انتقال کی تاریخ ہے اور اوس زمانے کے شاعرون مین سے ایک شیخ جمالی کنبوہ
دہلوی تھے اکثر سلطان سکندر اونکو اپنے شعر سنایا کرتا تھا اور شیخ جمالی ہمہ صفت موصوف تھے
سیر بھی جہان کی اونھون نے بہت کی تھی اور مولوی جامی صاحب کی خدمت مین بھی مدتون
رہے تھے اور اون سے اپنے شعرون مین اصلاح لی تھی یہ کلام اونکا ہے ؎ مارا ز خاک کویت پیراہنی ست برتن

وانہم ز آب دیدۂ صد چاک تا بدامن

ایضاً

عشق را طی لسانی ست کہ صد سالہ سخن
دوست بادوست بیک چشم زدن میگوید

یہ غزل بھی اونکی ہندی طرز پر بڑے مزے کی ہے ؎

طالَ شَوقِیْ اِلیٰ اَبنَاءِ نِکُم　　اَیُّهَا الْغَافِلُونَ عَنْ نَظَرِیْ　　روز و شب ہو بسم خیال تمہارے
فَاسْئَلُوا عَنْ خَیَالِکُم خَبَرِی

شیخ جمالی نے ایک تذکرہ سیر العارفین نام ہند کے بزرگون کے حال مین لکھا ہے مگر سقم اور تناقض سے خالی نہین شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے شروع کیا ہے اور شیخ سماء الدین کنبوہی دہلوی کے ذکر پر ختم کیا ہے اور سوا اسکے اور بھی نظم و نثر مین اونکی کتابین ہین دیوان اونکا آٹھ نو ہزار شعرون کا مشہور ہے

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی کا

تنبیہ

بعد انتقال سلطان سکندر کے سلطان ابراہیم اوسکا بیٹا امیرون کے اتفاق سے سنہ نو سو مین آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا شاہزادہ جلال خان بھی جسکو سلطان سکندر نے جونپور کا حاکم مقرر کیا تھا سلطنت کے نام سے موسوم ہوا اسی عرصے مین خان جہان خان نوخانی حاکم رایری آگرہ مین آیا اور اوسنے سب امیرون کو جلال خان کے سلطنت مین شریک کر دینے پر بڑی ملامت کی اور سب پورب کے امیرون کے نام فرمان جاری ہوئے کہ جلال خان کو پکڑ کر درگاہ مین حاضر کرین جلال خان جونپور سے کالپی مین آیا اور وہان بڑی جمعیت اکھٹی کر کے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کیا اعظم ہمایون سروانی چند روز جلال خان کا شریک رہا بعد ازان سلطان ابراہیم کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان ابراہیم نے اسمعیل خان اور حسین خان وغیرہ شاہزادون کو جو قید تھے قلعہ ہانسی مین بھیجدیا اور سب کے لیے کھانا اور کپڑا اور دو دو خدمتگار مقرر کیے بعد ازان سلطان ابراہیم پورب کی طرف کوچ کر کے بھون گانون تک پہونچا اور اوس ملک کو بالکل پاک صاف کر کے قنوج مین آیا اور بہت سے امیرون کو جلال خان کے مقابلہ کے لیے بھیجا جلال خان نے تیس ہزار سوار اور کئی حلقے ہاتھیون کے ساتھ لیکر آگرہ کی طرف کوچ کیا ملک آدم کاکر سلطان ابراہیم کی طرف سے آگرہ کی حفاظت کے لیے آیا اور کئی اور امیر بھی اوسکی مدد کے لیے پہونچے سب نے باتین بنا کر جلال خان سے یہ گفتگو کی کہ تو سب سامان بادشاہی سلطان ابراہیم کے حوالہ کر دے تو ہم تیری تقصیرین معاف کرا کے کالپی کو جاگیر مین دلا دین جلال خان نے یہ بات قبول کی اور فورًا چتر آفتاب گیر اور نقارہ وغیرہ ملک آدم کے سپرد کیا چنانچہ اوسنے حدود اٹاوہ مین بادشاہ کے سامنے پیش کیا سلطان اوس صلح پر راضی نہوا اور فوج

جلال خان کے نکال لینے کے لیے بھیجی جلال خان مضطر ہوکر گوالیار کو بھاگا اس عرصہ مین سب نذریجا امیرون نے جو باعث تزلزل سلطنت کے ہوئے تھے سلطان ابراہیم کی اطاعت قبول کی مگر ابراہیم کو میان بھوہ سے جو سکندر کے زمانہ کا بڑا نامی امیر اور اوسکا وزیر و مشیر تھا دلی رنج پیدا ہو گیا چنانچہ اوسکو طوق و زنجیر پہنا کر ملک آدم کے حوالہ کیا اور اوسکے بیٹے کو باپ کا منصب عطا کیا میان بھوہ کا قید مین ہی انتقال ہوا پھر سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون سروانی حاکم کڑہ کو تیس ہزار سوار اور سو ہاتھی دیکر گوالیار کی تسخیر کے لیے بھیجا جلال خان وہان سے بھاگ کر مالوہ مین سلطان محمود مالوی کے پاس گیا جب بادشاہی فوج گوالیار پر پہونچی تو راے مان سنگہ کا بیٹا راے بکرماجیت جو باپ کو قتل کرکے گوالیار کا حاکم بن بیٹھا تھا مقابلہ کی قوت نلاسکا اور قلعہ کی حفاظت اچھی طرح نہو سکی قلعہ بادل گڈہ جو گوالیار کے قلعہ کے نیچے ایک بڑی عمارت تھی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا وہان سے ایک کانسی کی مورت ملی جسکی ہندو پرستش کیا کرتے تھے اعظم ہمایون نے اوسکو آگرہ مین سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا اور سلطان ابراہیم نے اوسکو دہلی مین بھیجکر شہر کے دروازہ پر ڈالدیا اور اوس مورت کو اس کتاب منتخب التواریخ کے جمع ہونے سے دس برس پہلے فتحپور مین اوٹھا لائے تھے مصنف صاحب نے بھی اوسکو دیکھا تھا اور ناقوس اور گھنٹا وغیرہ اوسپر بجایا جاتا تھا اس زمانہ مین سلطان ابراہیم امیرون سے بدظن ہو کر اکثر کو قید کرکے ادھر اودھر بھیجدیا جلال خان اور محمود مالوی مین بھی موافقت نہ آئی تب جلال خان وہان سے بھاگ کر گڈہ کنکہ کو چلا گیا اور وہان اوسکو گوندون کی جماعت نے پکڑکر سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا سلطان ابراہیم نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ ہانسی مین اور شاہزادون کے ساتھ مقید رکھین مگر کسی نے راستے مین ہی اوسکو شہید کردیا اعظم ہمایون گوالیار کے قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ فتح ہوجاوے استے مین بادشاہ کا فرمان پہونچا اور وہ حکم کے بموجب اوس قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر آگرہ مین آیا سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون اور اوسکے بیٹے فتح خان کو قید کرلیا اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے اسلام خان کو سارا باپ کا مال ہاتھ آیا اور اوسنے اوسکی قوت پر کڑہ مین بہت سی جمعیت اکھٹی کرکے اکثر اودھر کے امیرون کو اپنا شریک کرلیا اور احمد خان حاکم کڑہ سے مقابلہ کرکے اوسکو شکست دی سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون لودی کے بھائی احمد خان کو ایک بڑے گروہ اور جتھے کا آدمی سمجھکر اور بہت سے نامی سردار مثل خانخان فرملی وغیرہ کے

اوسکے ساتھ کرکے اون امیرون کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو بادشاہ کی طرف سے باغی ہوکر اسلام خان سے
جا ملے تھے قنوج کے قریب قصبۂ بانگر مؤ مین اقبال خان خاص خیل اعظم خان ہمایون نے گھات سے
نکل کر بادشاہی لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ بادشاہی لشکر درہم برہم ہوگیا سلطان ابراہیم نے اور لشکر
احمد خان کی مدد کے لیے بھیجا مخالف بھی قریب چالیس ہزار کے سوار اور پانسو ہاتھی لیکر مقابل ہوئے
بڑی لڑائی ہوئی اودھر نصیر خان لودی نے بہار کی طرف سے آکر باغیون پر حملہ کیا دونون طرف سے اون پر
یورش ہوئی بڑی بڑی جانفشانیون کے بعد باغیون نے شکست کھائی اور اسلام خان مارا گیا اور سعید خان
قید ہوگیا تب وہ فتنہ دبا ہرچند ایسی فتح عظیم نصیب ہوئی مگر سلطان ابراہیم کا دل امیرون کی طرف سے
صاف نہوا اس سبب سے امیرون نے بھی ہر طرف مخالفت شروع کی بہت سے نامی گرامی امیر مثل
اعظم ہمایون سروانی اور میان بھوہ وزیر سلطان سکندر کے قید سے بھی مر گئے میان حسن فرملی چندیری
مین سلطان ابراہیم کے اشارہ کے بموجب وہان کے اوباش شیخ زادون کے ہاتھ سے مارا گیا دریا خان
لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودی بھی خائف ہوکر باغی ہوگئے دریا خان بعد چند روز کے مر گیا بہادر خان
اوسکا بیٹا اوسکی جگہ قائم مقام ہوا سارے پرگنہ کے امیر اوس سے متفق ہوگئے بہادر خان نے نواحی
بہار مین ایک لاکھ سوار جمع کرکے سارے اوس طرف کے ملکون پر قبضہ کرلیا اور سلطان محمد اپنا خطاب
مقرر کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور اوسکے لشکر نے سنبھل تک آکر اپنا قبضہ کیا مدت تک بہار وغیرہ
مین خطبہ اوسکے نام کا جاری رہا اسی عرصہ مین دولت خان لودی کا بیٹا خان خانان لاہور سے آگرہ مین
سلطان ابراہیم کے پاس آیا مگر اوسکے دل مین بادشاہ کی طرف سے وہم پیدا ہوا وہان سے بھاگ کر
اپنے باپ کے پاس پہونچا دولت خان نے سلطان ابراہیم کے چنگل سے جب رہائی کی صورت
کوئی نہ دیکھی تو اوسی اپنے بیٹے کو کابل مین بھیجا چنانچہ وہ ظہیر الدین بابر کو اپنے ساتھ ہندوستان پر لایا
خانخانان نے آخر کو اپنے باپ کی شکایت ظہیر الدین بابر سے کی تھی اور اوسکے مزاج کو دولت خان کی
طرف سے منحرف کردیا تھا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آگے مذکور ہوگا یہ خانخانان شیر شاہ کے وقت تک
زندہ رہا اور اوسی کی قید مین مرا محمد خان نے بہار مین انتقال کیا اور سارے امیرون نے سلطان ابراہیم سے
بگڑ کر ہر طرف فتنہ و فساد برپا کیا ایسے وقت مین بابر کے اقبال نے یاوری کی مجملاً اوسکا بیان یہ ہے کہ دولتخان اور
اوسکے بیٹے غازی خان اور انکے سوا اور سلطان ابراہیم کے امیرون نے عالم خان لودی کو ہاتھ کابل مین

ظہیر الدین بابر کے پاس عرضیان بھیجین اور اوسکو ہندوستان کی تسخیر پر ترغیب دی بابر شاہ نے کئی امیرون کو
عالم خان کے ساتھ روانہ کیا تاکہ ہندوستان مین جاکر اپنا تصرف شروع کرین اون لوگون نے لاہور اور
سیالکوٹ وغیرہ کو فتح کر کے اپنے تصرف مین کیا اور یہ ساری کیفیت سلطان بابر کے حضور مین گذارش کی
اس فتح کی تاریخ یہ ہے ٥ ظہیر الدین محمد شاہ بابر سکندر دولت و بہرام صولت
بدولت کرد فتح کشور ہند کہ تاریخ آمدش فتح بدولت بابر شاہ بھی یہ سنکر ستواتر کوچ کرتا ہوا
سندہ کے کنارے پر پہونچا اوس منزل مین اوسکی ساری جمعیت دس ہزار تھی ادھر دولت خان اور غازی خان
منحرف ہوکر تیس ہزار سوار پٹھان وغیرہ ساتھ لیکر قصبۂ کلانور پر متصرف ہوگئے اور امراے بابری کے مقابلے
کے لیے لاہور کی طرف کوچ کیا غازی خان سیالکوٹ مین پہونچا امیر خسرو بابری امیر اوس قلعہ کو خالی کر کے
بابر کے لشکر مین جا ملا چند روز کے بعد سلطان بابر سیالکوٹ مین آیا اور اوس بستی کو ویران کر کے
دھولپور آباد کیا عالم خان بابر شاہ کی طرف سے دہلی پر سلطان ابراہیم کے مقابلہ مین آیا اور بادشاہی لشکر پر
شبخون کیا جلال خان وغیرہ بعضے سلطان ابراہیم کی طرف کے امیر اوس شب مین عالم خان سے ملگئے
سلطان ابراہیم نے صبح تک اپنی جگہ سے حرکت نکی عالم خان کا لشکر فتح کے گمان پر صبح کو ہر طرف
متفرق ہوگیا تھوڑے سے آدمی عالم خان کے ساتھ رہ گئے سلطان ابراہیم نے ایسے وقت مین
ایک ہاتھی آگے کر کے مخالفون کی فوج پر حملہ کیا اس حملہ مین دشمنون کے پاؤن اوکھڑ گئے عالم خان
بھاگ کر میان دواب سے گذر کر سرہند مین پہونچا اور وہان سے گنگونہ کے قلعہ مین جو ملوت کی توابعات سے
پہاڑ پر واقع ہے پناہ لی دلاور خان لوحانی عالم خان سے جدا ہوکر بابر شاہ سے جا ملا اور اوسکے دولتخواہون
مین داخل ہوا عالم خان بھی چند روز مین بابر شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان بابر نے پہلے سے بھی
زیادہ اوسکی عزت کی اور اوسکی تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا اور خلعت دیکر معزز کیا جب سلطان بابر کا لشکر
کلانور کے ضلع مین پہونچا محمد سلطان مرزا وغیرہ امرا بھی لاہور سے آکر ملگئے قلعۂ ملوت کی حوالی مین جہان
غازی خان بھاگ گیا تھا دولت خان بھی ملازمت مین حاضر ہوا پچھلے گناہ اوسکے عفو ہوئے دربار عام مین
لوگ اوسکو باندھکر اور دو تلوارین اوسکی گردن مین ڈالکر حضور مین لاتے تھے بابر نے اس ہیئت سے
منع کیا اور اوسکو بڑی تعظیم سے بلایا اور بیٹھنے کی اجازت دیکر اپنے قریب جگہ دی مگر سارا مال و اسباب
اوسکا سپاہیون کو تقسیم کردیا ملوت پر بابر کا قبضہ ہوگیا دولت خان چند روز کے بعد قید مین ہی مر گیا

پھر بابر بادشاہ غازی خان کا تعاقب کر کے کوہ سوالک کی طرف گیا اور نادون مین منزل کی وہان غازی خان
ہاتھ نہ آیا تب وہان سے لوٹا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سہرند کے ضلع مین گھگر کے کنارے منزل کی وہان
سے سامانہ اور سنام کی طرف گیا سلطان ابراہیم عالم خان کو شکست دیکر دہلی مین ہی پڑا رہا بابر نے
امیر کتہ بیگ کو بھیجا تا کہ اوسکے لشکر کی کیفیت دیکھ آوے اسی منزل مین بین افغان باغی ہو کر پھر آملا
حمید خان خاص خیل سلطان ابراہیم حصار فیروزہ سے جمعیت فراہم کر کے لڑائی کے ارادے پر آیا تھا
بابر نے شاہزادہ محمد ہمایون میرزا کو خواجہ کلان وغیرہ امیر ساتھ کر کے اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا
بڑی لڑائی کے بعد حمید خان کو شکست ہوئی اور بہت سے اوسکے ساتھی مارے گئے کچھ پکڑے گئے
حصار فیروزہ شاہزادہ ہمایون کی جاگیر مین مقرر ہوا بابر شاہ نے کوچ کر کے شاہ آباد سے دو منزل پر
جمنا کے کنارے منزل کی داؤد خان وغیرہ سلطان ابراہیم کے کئی امیر پانچ چھ ہزار سوار ساتھ لیکر جمنا
اوتر گئے تھے بابر نے سید محمد مہدی اور خواجہ محمد سلطان میرزا اور سلطان جنید برلاس کو اوسکے مقابلے
کے لیے بھیجا چنانچہ انھون نے پٹھانون کی خوب گوشمالی کی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا جو بچے وہ
سلطان ابراہیم کے لشکر سے جا ملے بابر نے وہان سے کوچ کر کے سامان لڑائی کا درست کیا اور سپاہ میمنہ
اور میسرہ تیار ہو کر ملاحظے سے گذری اوسی دن آٹھ سو گاڑیان ایک دن مین بنائی گئین اور استاد علی قلی
آتشباز نے موافق حکم کے توپخانہ روم کی طرح سب گاڑیون کو زنجیرون اور تسمون سے باہم جکڑ دیا اور ہر جگہ
دو دو گاڑیون کے بیچ مین چھ سات تورے خاک سے بھر کر قائم کیے تا کہ اوسکی پناہ مین سپاہی بندوقین
چلاوین اور یہ ٹھہرا کہ یہان سے کوچ کر کے پانی پت کو لشکر کے پیچھے کر کے منزل کرین اور سب سوار و پیادے
اون گاڑیون کی صف کے پیچھے رہین اور ادھر اودھر سے نکل کر مقابلہ کرین اور ضرورت کے وقت
پھر اوسی پناہ مین آجاوین پنجشنبہ کے دن جمادی الآخر کی تیسوین تاریخ سنہ نوسو بتیس مین پانی پت کے قریب
منزل ہوئی اور وہان سے سلطان ابراہیم کا لشکر چھ کوس پر تھا بابر شاہ کی طرف فقط پندرہ ہزار سوار و
پیادے اور ابراہیم کے ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی تھے ہر روز بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے
لشکر پر ادھر اودھر سے حملہ کر کے بہت لوگون کے سر کاٹ کر لیجاتے تھے مگر سلطان ابراہیم نے اپنی جگہ
سے حرکت نکی آخر ایک رات مین مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا وغیرہ اور امیرون نے پانچ ہزار آدمیونکی
[illegible] سے ابراہیم کے لشکر پر شبخون کیا اور بہت آدمیون کو قتل کر کے سلامت نکل گئے جمعہ کے دن

آٹھوین رجب سنہ مذکور مین سلطان ابراہیم نے فوج کو درست کرکے میدان مین صف باندھی بابرشاہ نے بھی
بڑی شان وشوکت سے اپنی فوج کو ترتیب کیا اور یہ تجویز کی کہ داہنی طرف سے امیر قراقوزچی اور امیر شیخ علی وغیرہ
اور بائین جانب سے ولی قزل اور بابا قشقہ تمام مغلون کی جماعت کو ساتھ لیکر دو ٹکڑے ہو کر مخالفون کے
پیچھے سے حملہ کرین اور باقی فوج میمنہ میسرہ کی اور لشکر امیر محمدی کوکلتاش اور امیر یونس علی اور امیر شاہ منصور
برلاس وغیرہ کا سامنے سے لڑین اور چونکہ پٹھانون کا داہنی طرف زیادہ ہجوم تھا امیر عبدالعزیز بھی حسب الحکم
اوسی طرف گیا اور یکبارگی مخالفون کے لشکر پر تیرون کا مینھ برسایا بڑی سخت لڑائی ہوئی کشتون کے
پشتے لگ گئے لہو کی ندیان بہنے لگین مصنف لکھتے ہین کہ اس زمانے تک کہ اوس لڑائی کو مدت دو قرن کی
گذری لیکن آج تک راتون کو اوس میدان سے مار مار کی آواز آتی ہے اور ایک مرتبہ سنہ نوسو ستانوے مین
مین صبح کے وقت لاہور سے فتح پور کی طرف جاتا تھا اوسی میدان سے گذرا چارون طرف سے بھی آوازین آئین
جو لوگ ہمراہ تھے اونکو یہ شبہ ہوا کہ شاید کوئی غنیم آپہونچا القصہ اس لڑائی مین سلطان ابراہیم کا بھی سر
کاٹ کے بابرشاہ کے سامنے پیش کیا جس مقام پر ابراہیم قتل ہوا پانچ چھ ہزار آدمیون کا اوسی جگہ
ڈھیر ہوا بابرشاہ بعد اس فتح کے اوسی دن دہلی مین داخل ہوا اور خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور شاہزادہ محمد میرزا
کو بہت سے امیرون کے ساتھ آگرہ کی طرف بھیجا اور سارا خزانہ سلطان ابراہیم کا جو حد سے زیادہ تھا
اپنے قبضے مین کرکے سپاہیون پر تقسیم کردیا یہ واقعہ سنہ نوسو بتیس مین ہوا اور تاریخ اوسکی شہید شد ابراہیم
سندیون نے لکھی ہے اب پٹھانون کی سلطنت تمام اور تیموریون کی بادشاہت شروع ہوئی

سلطان ابراہیم نے نو برس سلطنت کی

ذکر سلطان ظہیر الدین محمد بابر کا

بعد ازان بابر بادشاہ نے تخت سلطنت کو اپنے جلوس سے زینت بخشی اور بڑی سخاوت وکرم کو
کام فرمایا ہوا اور اس فتح کی شکر مین سمرقند اور کاشغر اور عراق اور خراسان کے لوگون کو انعام بھیجے اور مکہ
معظمہ اور مدینہ منورہ اور بزرگون کے مزارون پر نذرین روانہ کین اور سارے بدخشان اور کابل کے
باشندون کے لیے جدا جدا زر نقد ہندوستان کے خزانون کا روانہ کیا سارا ہندوستان لطف و
کرم سے گلزار ہوگیا ہر چند بابر نے ہندوستانی امیرونکی بھی تسلی کی مگر وہ اچھی طرح اطاعت نہ قبول
کرتے تھے اور قلعون مین پناہ لیتے پھرتے تھے چنانچہ قاسم سنبھلی سنبھل مین اور نظام خان بیانہ مین

اور حسن خان میواتی الور مین اور تتار خان سارنگ خانی گوالیار مین قلعہ بند ہو گئے اٹاوہ قطب خان سے بیانا
اور کالپی عالم خان کے پاس تھی قنوج اور سارے پورب کے ملک پٹھانون کے قبضہ مین تھے اور انھون نے
بہار خان کے بیٹے کو سلطان محمد لقب دیکر بادشاہ بنایا تھا بہار تک اوسی کا قبضہ تھا اور نصیر خان لوحانی
اور معروف فرملی وغیرہ امیرون نے اوسکی اطاعت اختیار کی تھی اور مرغوب نامی ایک غلام سلطان ابراہیم کا
قصبۂ مہابن پر متصرف تھا بابر شاہ نے ان سب ملکون پر لشکر روانہ کیے فیروز خان اور سارنگ خان اور
شیخ بایزید مصطفی فرملی کا بھائی اور کچھ پٹھان دائرۂ اطاعت مین آ گئے اور انھون نے ملازمت مین حاضر ہو کر
جاگیرین پائین اور شیخ گھورن بھی سیان دواب کی جمعیت کے ساتھ خدمت مین حاضر ہوا یہ شخص ہندوستانی
نامی امیر اور بڑا ظریف تھا فن موسیقی مین بھی لاثانی تھا سنبھل شاہزادہ ہمایون کی جاگیر مین مقرر ہوا تھا ہندو بیگ نے
اوسنے قاسم سنبھلی کو گرفتار کر کے بابر کے حضور مین بھیجدیا اسی طرح ایک لشکر نے جا کر بیانہ مین نظام خان کا
محاصرہ کیا اسی سال مین رانا سانگا نے نواحی رنتنبھور مین قلعۂ کھندہار کو حسن ولد مکھن سے چھین کر
اپنے تصرف مین کر لیا لوحانی پٹھان قریب پچاس ہزار آدمیون کے قنوج سے آگے بڑھ آئے تھے
بابر نے شاہزادہ ہمایون کو مع جماعت امرا کے جو دھولپور کی طرف متعین تھے اونکے مقابلہ کے لیے بھیجا
اور سید مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا بھی جو اٹاوہ کی تسخیر کے لیے گئے تھے ہمایون کے ہمراہ ہو گئے
شاہزادے نے تمام پورب کے ملکون کو جونپور تک فتح کیا اسی اثنا مین رانا سانگا اور حسن خان میواتی نے
سلطان سکندر لودی کے بیٹون مین سے سلطان محمود کو بادشاہ بنایا اور بہت سا لشکر جمع کر کے
پیشاور کی راہ سے فتحپور سیکری تک آئے نظام خان حاکم بیانہ نے بہت سی عرضیان بابر شاہ کے
حضور مین بھیجین اور سید رفیع الدین صفوی کے وسیلہ سے خود بھی ملازمت مین حاضر ہوا یہ سید صفوی
بلخ کے سادات عظام مین سے تھے علم حدیث اونکو خوب آتا تھا سکندر لودی کے عہد مین ہندوستان مین
آئے تھے اور اونکو حضرت مقدس کا خطاب ملا تھا جب رانا سانگا نے قلعۂ کھنڈہار پر قبضہ کیا تھا اور اوس طرف
ہندوون کا بڑا زور ہوا تھا تو تاتار خان سارنگ خانی نے کئی عرضیان بابر شاہ کے حضور مین بھیجی تھین کہ
قلعۂ گوالیار مین حضور کے سپرد کرتا ہون جب خواجہ رحیم داد اور شیخ گھورن وغیرہ امیر قلعہ لینے کے لیے
پہونچے تو اوسکی راے بدل گئی اور اپنے لکھنے سے پشیمان ہوا یہ امیر شیخ محمد غوث گوالیاری عامل کے
وسیلہ سے قلعہ مین داخل ہوئے اور طوعاً کرہاً تاتار خان سے قلعہ لے لیا اور حکمت عملی سے

اوسکو بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اسی طرح محمد کیتون افغان نے بھی دھولپور کا قلعہ بابری امیرون کے
حوالہ کیا اور خود حاضر ہوگیا رانا سانگا نے بیانہ مین دست اندازی شروع کی اور چندروز وہان توقف کرکے
فتحپور مین آیا بادشاہ جسقدر فوج آگرہ مین موجود تھی ساتھ لیکر لڑائی پر مستعد ہوا اور ہمایون کے نام فرمان
پونہچا کہ جونپور کو کسی امیر کے سپرد کرکے جھٹ پٹ یہان پونہچے اور اس لڑائی مین شریک ہو شاہزادہ مذکور نے
ولایت خریند اور بیرلاس کو بھی نصیر خان لوحانی سے فتح کرلیا تھا امیر شاہ حسن اور امیر جنید برلاس کو جونپور کی
حکومت دیکر کالپی مین آیا اور عالم خان وہان کے حاکم کو صلح سے یا لڑائی سے غرض اپنی اطاعت مین
داخل کیا پھر جھٹ پٹ بادشاہ کی ملازمت مین پہنچکر نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز ہوا انھی دنون مین
خواجہ خاوند نقشبندی جو بڑے بزرگ صاحبکمال تھے کابل سے ہندوستان مین آئے چونکہ
لشکر رانا سانگا کا حد سے زیادہ تھا اسلیے بابری امیرون کی یہ راے ہوئی کہ آگرہ کے قلعہ مین مناسب
فوج چھوڑکر بادشاہ خود پنجاب کی طرف چلا جاوے مگر بابر نے یہ قبول نکیا اور مرنے پر کمر باندھی تب سب
امیرون نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھ رکھکر اس جنگ مین لڑکر مرنے یا فتح کرنے کی قسم کھائی یہ لڑائی بھی بڑی
سخت ہوئی اور بابر کے امیرون نے بڑے بڑے بہادرون کے جوہر دکھلائے آخر فتح پائی حسن خان
میواتی کی پیشانی پر ایک تیر لگا جسکے صدمے سے اوسکی جان نکل گئی لوگون نے اوسکی نعش ایک کنوے
مین ڈالدی باقی سب فوج بھاگ گئی مصنف لکھتے ہین کہ بعد فوت سلیم شاہ کے سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ مین
ایک بڑے لمبے چوڑے میواتی نے دعوی کیا تھا کہ مین حسن خان ہون اور کچھ پوشیدہ علامتین
میواتیون کو بتلائی تھین بہتون کو یقین بھی آگیا تھا مصنف نے بھی سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ مین آگرہ مین
اوسکو دیکھا تھا مگر کچھ سرداری کے آثار اوسکے چہرے پر نہین پائے جاتے تھے اور خان خانان بیرم خان
مرحوم بھی کہتے تھے کہ وہ حسن خان بڑے رعب داب کا آدمی تھا اور شاعر بھی تھا شعر اوسکے لوگون
مین مشہور ہین یہ تو کوئی گنوار بدشکل معلوم ہوتا ہے ہرگز حسن خان نہین چندروز کے بعد میواتی خانزادون نے
غیرت کھاکر اوسکو قتل کردیا القصہ اس فتح سے چندروز کے بعد بابر شاہ کو بیماری عارض ہوئی اور
سنہ ۹۳۷ نو سو سینتیس مین اس عالم فانی سے کوچ کیا عمر اوسکی پچاس کی ہوئی بارہ برس کی عمر مین تخت پر
بیٹھا تھا اور کل مدت سلطنت ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور کاشغر اور ہندوستان کی اڑتیس برس
ہوئی اوسکے مرنے کی تاریخ یہ ہے تاریخ وفات شاہ بابر ۔ در نہ صد و سی و ہفت بود ۔ اور

لفظ شش شوال بھی مادۂ تاریخ ہے اور اوسکی ولادت کی تاریخ یہ ہے ؎ چون در شش محرم زاد آن شہ کرم
تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ❊ خواجہ کلان بیگ نے بابر کے مرثیہ میں یہ شعر لکھا تھا ؎
بی تو زمانہ و فلکِ بیداد حیف ❊ باشد زمانہ و تو نباشی ہزار حیف ❊ بابر کے زمانے کے عمدہ فاضلون
مین سے ایک شیخ زین خان تھے جنھون نے تاریخ واقعات بابری کا جو بابر بادشاہ نے لکھی تھی بڑی
اچھی عبارت مین ترجمہ کیا ہے یہ شعر اونھین کی تصنیف ہین ؎ از میدی بر قلیبان و رسیدی از ما
ما چہ کردیم و چہ دیدی چہ شنیدی از ما ❊ بہر دل بردنِ ما حاجتِ بیداد نبود ❊ می سپردیم اگر می طلبیدی از ما
ایضاً ؎ بسکہ گشتم تنگدل در آرزوی آن دہن ❊ تنگ شد بر جان من راہ برون رفتن ز تن
ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم انشنو ❊ جامع المعقول و المنقول مولانا حسن ❊ ایک فاضل اوس عہد کے
مولانا بقائی تھے اونھون نے ایک مثنوی مخزن کی بحر مین لکھی ہے ایک عالم اوس زمانہ کے
مولانا شہاب الدین معمائی تھے فن معما مین اونکی فضیلت ایسی مشہور ہوئی تھی کہ اور سب
کمالات چھپ گئے تھے جس زمانہ مین درمیش خان شاہ اسمعیل صفوی کی طرف سے خراسان کا
حاکم ہوا تھا تو ایک روز میر جمال الدین محدث نے اپنے وعظ مین آیۂ کریمہ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ اور اوس حدیث صحیح کا جسکا مضمون یہ ہے
کہ پیدایش عالم کی سات دن مین ہوئی تناقض دو تقریرون سے دفع کیا تھا مولانا شہاب الدین نے
اون دونون تقریرون کو رد کرکے اور کئی عمدہ وجہین اونکی تطبیق مین لکھی تھین اور اوس رسالہ پر
اکثر علما نے تقریظین لکھی تھین اونمین سے مصنف نے بھی کچھ نظم و نثر لکھی تھی جسمین سے
ایک رباعی یہ ہے ؎ این نسخہ کہ آمدہ است چون سحر حلال ❊ نظم و نثرش پاک تر از آب زلال
نوریست ز انوار شہاب ثاقب ❊ کز منقبتش زبان فکرت شدہ لال ❊ یہ معما اسم کاشف کا مولانا شہاب الدین
مذکور کی تصنیف سے ہے ؎ از بہر فریب دل ما خستہ دلان ❊ ہر لحظہ زند آن صنمِ غنچہ دہان
بر صفحۂ گل کہ در قم آن سنبل ❊ وانگہ رخ مہ کرد ز یک گوشہ عیان ❊ جب ہمایون بادشاہ نے
سنہ ۹۴۲ھ نو سو بیالیس مین سفر گجرات سے مراجعت کی تھی اوسی عرصہ مین مولانا بقائی کا انتقال ہوا
اور میر آخوند مورخ نے شہابُ الثّاقِب مادۂ تاریخ نکالا بابر بادشاہ کی ایجادون مین سے ایک
خط بابری تھا چنانچہ قرآن اوس خط مین لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تھا اور ایک دیوان بھی اوسکا ترکی او

فارسی کے شعرون مین مشہور ہے اوراس بادشاہ نے فقہ حنفی مین بھی ایک کتاب مُبَیَّن نام بفتح یای مثناۃ تحتانی بصیغۂ مفعول لکھی تھی اورشیخ زین نے اوسپر ایک شرح مبین نام بکسر یای تحتانی بصیغۂ فاعل لکھی ہے فن عروض مین بھی اس بادشاہ کے رسالے مشہور ہین

ذکر نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا

ہمایون باپ کے مرنے کی خبر سنکر جھٹ پٹ سنبھل سے کوچ کرکے دار الخلافہ مین داخل ہوا اور امیر خلیفہ کے مشورہ سے جو وکیل اور وزیر مطلق تھا ۹۳۷ھ نو سو سینتیس مین تخت سلطنت پر جلوس کیا شاعرون نے اوسکے جلوس کی تاریخ یہ لکھی تھی ع محمد ہمایون شہ نیکبخت ✤ کہ خیر الملوک ست اندر سلوک چو بر مسند بادشاہی نشست ✤ شدش سال تاریخ خیر الملوک ✤ اور چونکہ اوسنے وقت جلوس پُر زر کشتیان انعام مین بانٹین اس مناسبت سے کشتی زر بھی تاریخ جلوس لکھی گئی جب ہمایون نے مہمات سلطنت سے فراغت پائی تو کالنجر کی طرف فوج کشی کی اور اوسکو فتح کیا سکندر لودی کے بیٹے سلطان عالم نے جونپور مین سرکشی کی تھی اوس فساد کو بھی مٹایا بعد ازان آگرہ کو مراجعت کی اور وہان پہنچکر بڑا بھاری جشن کیا چنانچہ اوسمین بارہ ہزار آدمیون کو خلعت ملا اوسی زمانہ مین محمد زمان میرزا جو چند روز سے باغی ہو گیا تھا گرفتار ہوا ہمایون نے اوسکو بیانہ کے قلعہ مین بھیجا اندھا کر دینے کا حکم دیا لیکن پُتلیان اوسکی سلامت رہین چند روز مین اوسنے قید سے بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی کے پاس پناہ لی مشہور ہے کہ جب محمد زمان میرزا سلطان بہادر کے پاس گیا وہ اوس زمانہ مین چتور کا محاصرہ کر رہا تھا اور ہوا بڑی گرم تھی اتفاقاً محمد زمان میرزا کے قلب مین درد پیدا ہوا طبیبون نے اوسکی علاج کے لیے فقط گلقند تجویز کیا محمد زمان میرزا نے سلطان بہادر کی پاس سے ذرا سا گلقند منگایا سلطان بہادر نے شربت دار کو بلا کر پوچھا کہ کسقدر گلقند لشکر کے ساتھ ہی اوسنے عرض کیا کہ بیس سے زیادہ چھکڑے گلقند کے بھرے ہوئے موجود ہین سلطان بہادر نے فوراً وہ سب کے سب چھکڑے محمد زمان میرزا کے پاس بھیجدیے اور عذر کیا کہ یہان سفر مین لشکر کے ساتھ فقط اسی قدر گلقند موجود تھا معاف کیجیے آخر کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان بہادر کے لیے گلقند کا عرق کھنچتا تھا اسی سبب سے اسقدر گلقند ہمیشہ اوسکے ساتھ رہتا تھا اوسی عرصہ مین محمد سلطان میرزا اپنے دونون بیٹون الغ میرزا اور شاہ میرزا کے ساتھ قنوج مین جاکر فساد برپا کیا ہمایون نے کئی مرتبہ محمد زمان میرزا کی طلب مین سلطان بہادر کو خط لکھے مگر اوسنے ہمیشہ نامناسب جواب بھیجے

تب ہمایون نے گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان بہادر نے اوس زمانہ مین رانا سانکا پر لشکر کشی کرکے
قلعہ چتور کا محاصرہ کیا تھا تاتارخان لودی نے اوسکی طرف سے آگرہ بیانہ کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور آگرہ تک
دست اندازی شروع کی پھر تاتارخان نے تین ہزار آدمیون کی جمعیت سے میرزا ہندال پر حملہ کیا اور اوس
لڑائی مین تاتارخان مارا گیا اور جس زمانہ مین کہ سلطان بہادر نے دوبارہ چتور کا محاصرہ کیا تھا
اوسی زمانہ مین ہمایون نے آگرہ سے گجرات کا قصد کیا اوسی عرصہ مین میرزا کامران نے لاہور سے
قندھار کی طرف یورش کی اور شاہ طہماسپ کے بھائی سام مرزا کو جسنے اون دنون مین خواجہ کلان بیگ کا
محاصرہ کیا تھا شکست دی یہ مصرع اوس فتح کی تاریخ مین ہے ؎ زدہ باشہ کامران سام را + اور
مولانا بیکسی نے یہ تاریخ لکھی ہے ؎ آندم کہ تاج و کاسہ زر در نظر نمود :: در بزم و رزم شکل صراحی و نقش جام
پرسیدم از خرد کہ چرا تاج زر فتاد :: افگندہ ہمچو لالہ حمرا درین مقام :: گفتا سپہر از پی تاریخ این مصاف
افگندہ تاج زر ز شکست سپاہ سام :: ہمایون نے یہ خیال کیا سلطان بہادر آج کل چتور کا محاصرہ کر رہا ہے
ایسے وقت مین اوسپر فوج کشی کرنا اور اوسکا محاصرہ موقوف کراکے اپنی طرف متوجہ کرلینا بڑی نامردی
کی بات ہے اسی لحاظ سے پندرہ روز سارنگپور مین توقف کیا سلطان بہادر نے جھٹ پٹ چتور کے
قلعہ کو فتح کرکے ہمایون کے مقابلہ کا سامان کیا چنانچہ نواحی مندسور مین دو مہینے تک لڑائی رہی
اس عرصہ مین سلطان بہادر کی طرف غلے کی رسد بند ہوگئی اور آدمی اور جانور بھوکے مرنے لگے مجبور ہوکر
سلطان بہادر پانچ امیر ہمراہ لیکر سراپردے کے پچھواڑے سے نکل کر مندسور کی طرف بھاگا اس
فتح کی تاریخ مین یہ قطعہ لکھا گیا ہے ؎ ہمایون شاہ غازی آنکہ او راست :: ہزاران بندہ چون جمشید در خور
بفیروزی چو آمد سوے گجرات :: مظفر گشت فخر آل تیمور :: بہادر چون ذلیل و خوار گردید
شدہ تاریخ آن ذلِ بہادر :: ہمایون نے اوسکا تعاقب کیا چنانچہ ایک روز مغلون نے اوسکو سوتا
جا پایا قریب تھا کہ گرفتار کرلین مگر سلطان بہادر پھرتی کرکے پانچ چھ سوارون کے ساتھ گجرات کی طرف
بھاگا سلطان عالم لودی پکڑا گیا اور اوسکے پانون کی کونچین کاٹ ڈالین ہمایون نے سلطان بہادر کے
تعاقب مین احمدآباد کو خوب تاخت تاراج کیا سلطان بہادر احمدآباد سے بھاگ کر کھنبایت کو گیا
اور وہان سے بندر دیب مین پونہچا اوسی عرصہ مین قلعہ چانپانیر پر بھی ہمایون کا قبضہ ہوگیا اور وہان سے
بہت سا خزانہ ہاتھ آیا اس سال کی تاریخ یہ ہے ؎ تاریخ ظفر یافتن شاہ ہمایون :: بہ بیست خرد یافت نہم شہر صفر بود

پھر بہادر نے سورت کے زمینداروں کے اتفاق سے جمعیت اکٹھی کرکے احمدآباد کا قصد کیا ہمایون بادشاہ
اون دنون مین احمدآباد میرزا عسکری کو حوالہ کرکے برہانپور کو چلا گیا تھا اور میرزا عسکری نے امیر ہندو بیگ
قوچین کے اتفاق سے یہ ارادہ کیا تھا کہ خطبہ اپنے نام کا پڑھے مگر یہ میسر نہوا اور بہادر خان کی فوج سے
کچھ جنگ کرکے چاپانیر کی طرف چلا گیا تردی بیگ وہان کا حاکم قلعہ مین بند ہوگیا اور عسکری میرزا کے ارادے سے
ہمایون کو بذریعہ عرضی کی اطلاع دی اور جب کہ ہمایون مندو سے آگرہ کی طرف جاتا تھا عسکری راستے مین ہی
ملازمت مین پونہچا سلطان بہادر نے تردی بیگ سے صلح کرکے چاپانیر پر اپنا قبضہ کرلیا اسی سال مین
جمالی کنبوہ دہلوی کا انتقال ہوا اور خسرو ہند بودہ اوسکے مرنے کی تاریخ ہوئی اسی سال مین شاہ طہماسپ
عراق سے سام میرزا کا بدلا لینے کے لیے قندھار پر آیا خواجہ کلان بیگ نے شہر کو خالی کردیا اور دیوانخانہ
جو عمدہ عمدہ فروش اور آلات اور جمیع سامان مجلس سے آراستہ تھا اوسی طرح مقفل کرکے باہر ہوا شاہ طہماسپ
اوسی دیوانخانہ مین اوترا اور جب اوس مکان کو بالکل تیار دیکھا تو خواجہ بیگ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ کامران میرزا
نے نوکر تو بہت اچھا رکھا ہے شاہ طہماسپ نے بداغ خان نامی ایک امیر کو قندھار حوالہ کی اور خود عراق کو
واپس گیا پھر میرزا کامران نے لاہور سے جاکر قندھار کو فتح کیا سلطان بہادر نے محمد زمان میرزا کو فتنہ و
فساد برپا کرنے کے لیے ہندوستان مین بھیجدیا تھا چنانچہ جب میرزا کامران نے لاہور سے کوچ کیا
محمد زمان میرزا نے لاہور کا محاصرہ کرلیا مگر جب بادشاہ کے لوٹنے کی خبر سنی تو پھر گجرات کو چلا گیا
اور چونکہ ہمایون نے ایک مدت تک آگرہ سے حرکت نکی اس سبب سے شیر خان افغان قوم سور کو
بڑی تقویت ہوگئی اور ملک گور اور بہار اور جونپور اور قلعہ چنار پر اپنا قبضہ کرلیا تب ہمایون بادشاہ اوسکے
دفع کے لیے متوجہ ہوا اور تاریخ چودھوین ماہ صفر سنہ ۹۴۳ نو سو تینتالیس مین قلعہ چنار سے باہر منزل کی شیر خان کے
بیٹے جلال خان نے جسکا آخر مین اسلام شاہ خطاب ہوگیا ہے مقابلہ کیا مگر تھوڑی مدت مین رومی خان
آتشباز کی مدد سے وہ قلعہ فتح ہوگیا یہ وہی رومی خان ہے جسکے نام کا سلطان بہادر نے یہ معما
لکھکر بھیجا تھا ؎ حیف باشد نام آن سگ بر زبان + هیچ در جانش نه و نامش بخوان
جلال خان شکست کھاکر گشتی کی راہ سے چلا گیا اور شیر خان سے جو اون دنون مین نصیب شاہ
حاکم بنگالہ سے لڑ رہا تھا جا ملا حاکم بنگالہ شیر خان کے مقابلہ مین زخمی ہوکر ہمایون کی ملازمت مین

اور ایک کرسی زرین ہندو بیگ قوچین کو عطا کی اور خود گڈھی کی راہ سے بنگالہ مین داخل ہوا یہ گڈھی بہار
اور بنگالہ کے بیچ مین ایک گھاٹی بہت تنگ ہے جسکی شیرخان کے بیٹے قطب خان اور شیرخان کے
غلام خواص خان نے بہت مضبوطی کی تھی القصہ جب بادشاہ بنگالہ مین پہونچا تو شیرخان جھارکھنڈ
کے راستے سے قلعہ رہتاس پر آیا اور وہان کے راجہ کو یہ پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی تمام اہل حرم کو
اس محفوظ اور مضبوط قلعہ مین چھوڑ دون راجہ رہتاس کو یہ طمع دامنگیر ہوئی کہ اسکی عورتین اور بہت سا
مال واسباب مفت ہاتھ آویگا اس خیال سے اس بات پر راضی ہوگیا اور دروازہ قلعہ کا کھولدیا شیرشاہ نے
دو ہزار سپاہیون کو ڈولون مین بٹھا کر قلعہ کے اندر بھیجدیا جب وہ قلعہ مین داخل ہوگئے تو انھون نے
ڈولون مین سے نکل کر سارے اہل قلعہ کی تلوار سے خبر لی اور اس ہوکے سے شیرشاہ رہتاس کے
قلعہ پر قابض ہوگیا ہمایون کو بنگالہ کی آب وہوا بہت پسند آئی چنانچہ اوسنے شہر گور کا جنت آباد نام رکھا
اور تین مہینے تک وہان توقف کرکے مراجعت کی شیرشاہ نے اس فرصت مین پھر بہت سی جمعیت اکٹھی
کرکے بادشاہ ہمایون کو عرضی لکھی کہ یہ سارے پٹھان حضور کے فرمانبردار غلام ہین اور جاگیرون کی
آرزو رکھتے ہین اگر حضور سے انکو جاگیرین عطا ہوگئین تو بہت مناسب ہے ورنہ کیا عجب ہے کہ بگڑکے
ہوکر سرکشی کرنے لگین ابتک مین انکو اپنی تدبیرون سے روک رہا ہون آیندہ حضور کی مرضی بادشاہ اس
مضمون کو دیکھکر اوسکا اصلی مطلب سمجھ گیا ان سفرون مین ہمایون کے لشکر کا سامان خراب ہوگیا تھا
اکثر گھوڑے اور اونٹ مرگئے تھے اور جو باقی تھے وہ بھی سب بہت لاغر اور ضعیف تھے ہمایون اوسکی درستی کی
فکر مین تھا اوسی عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور شاہ میرزا جو کہ آگرہ کو پہونچے تھے وہان اونھون نے
فتنہ وفساد برپا کیا ہمایون نے میرزا ہندال کو جو منگیر تک ہمایون کے ہمرکاب تھا اونکی گوشمالی کے لیے
متعین کیا چنانچہ وہ اس مہم کے بہانے سے رخصت ہوکر آگرہ کو چلا گیا سلطان بہادر کو فرنگیون نے
وہ پہونچکے سے سمندر مین غرق کردیا اور اوسکے بعد محمد زمان میرزا [illegible] ہمایون کے پاس [illegible]
پناہ لایا سنہ نوسو پینتالیس مین میرزا ہندال نے شیخ بہلول کو جو شیخ محمد غوث گوالیاری کے بڑے بھائی تھے
قتل کیا یہ شیخ بڑا عامل تھا اور بادشاہ بھی اوسکا بڑا معتقد تھا قتل ممات شہیداً اوسکی شہادت کی
تاریخ ہوئی بعد ازان اسی سال مین میرزا ہندال نے آگرہ مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا ہمایون نے پانچ ہزار سپاہی

بنگالہ کو گیا اور بعد اسکے کئی لڑائیاں لڑا جہانگیر قلی بیگ کو مع اوسکی جماعت کے نیست نابود کر دیا اور
اوس ملک مین خطبہ اپنے نام کا پڑھکر شیرشاہ اپنا خطاب مقرر کیا دوسرے سال مین بڑی جماعت ساتھ
لیکر آگرہ کا قصد کیا کامران میرزا نے جو واقعہ جوسہ اور غلبہ شیرخان اور مخالفت میرزا ہندال کی کیفیت سنی
تو قندھار سے لاہور مین آیا اور وہان سے سنہ نوسو چھیالیس مین آگرہ مین داخل ہوا میرزا ہندال اس سے
پہلے دہلی کو چلا گیا تھا اور وہان اوسنے میر فخر علی اور میرزا یادگار ناصر کا جو دہلی کے حصار مین بند ہو گئے تھے
محاصرہ کیا مگر کچھ ہو نسکا مجبور ہوکر وہ بھی میرزا کامران سے آملا چند روز کے بعد میر فخر علی بھی آگیا لیکن
میرزا یادگار ناصر دہلی کے قلعہ سے باہر نہ نکلا پھر میرزا ہندال بھی کامران سے جدا ہوکر الور کو چلا گیا بادشاہ کا
یہ خبرین سنکر روز بروز تردد بڑھتا جاتا تھا اسی ضمن مین دو شکست کھائی ایک روز بادشاہ بیک ناگاہ آگرہ
پہنچکر کامران کے سراپردہ مین داخل ہوا کامران پہلے سے بالکل غافل تھا مگر جب دونون بھائی مقابل ہوئے
محبت قلبی نے دونون طرف جوش مارا اور وہ دونون ملکر رونے لگے بعد ازان ہندال میرزا اور محمد سلطان میرزا
اور اوسکے دونون بیٹے بھی جو مدتون سے مخالفت کر رہے تھے حاضر ہو گئے اور سب کے گناہ عفو ہوئے
پھر بادشاہ نے شیرخان کی مہم مین سب سے مشورہ کیا میرزا کامران کی بظاہر گفتگو تھی کہ پنجاب کا لشکر
جو میرے ساتھ ہے وہ بہت درست ہے اسلیے مصلحت یہ ہے کہ مین شیرخان کے مقابلہ پر جاؤن
اور آپ دار الخلافت مین مقیم رہین مگر ہمایون نے اس بات کو قبول نکیا پھر کامران نے اپنے پنجاب
چلے جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور بادشاہ سے ایسے ایسے امور کی درخواست کی جو بہت دشوار تھے ہمایون نے
سوائے اوسکے پنجاب جانے کے سارے التماس قبول کیے خواجہ کلان بیگ بھی کامران کے پنجاب کی طرف
چلے جانے مین سعی کرتا تھا چھ مہینے تک یہی گفتگو رہی اور کوئی امر طے نہوا اسی اثنا مین میرزا کامران کو
کئی مرض متضادہ عارض ہوئے طبیبون نے یہ تشخیص کیا کہ اصل مادہ مرض زہر ہے جو کسی نے
کھلا دیا ہے کامران لوگون کے لگانے بجھانے سے بادشاہ کی طرف سے بدگمان ہوا اور یہ سمجھا کہ مجھکو
ہمایون نے زہر دلایا ہے اوسی بیماری کے حال مین پنجاب کو چلا گیا حالانکہ پہلے یہ کہتا تھا کہ کل فوج اپنی
آگرہ مین بادشاہ کے پاس چھوڑ دونگا مگر اب اوس قول سے پھر گیا اور فقط دو ہزار آدمی سکندر کے
سرداری کو آگرہ مین چھوڑے باقی تمام فوج اپنے ساتھ لے گیا میرزا حیدر مغل کشمیری بھی آگرہ مین ہما

اوراسی سال کے آخر مین گنگا کے کنارے جاپونہچا اور ایک جماعت کو اپنے بیٹے قطب خان کے
ساتھ گنگا اوتارکر کالپی اور اٹاوہ کی طرف روانہ کیا قاسم حسین سلطان اوزبک نے ناصر میرزا اور سلطان اوزبک کے
ساتھ متفق ہوکر نواحی کالپی مین اون سے مقابلہ کیا آخر فتح پائی اور شیرخان کے بیٹے اور اوسکے
بہت سے ساتھیون کے سر کاٹ کر آگرہ کو ہمایون کے پاس روانہ کیے بادشاہ ایک لاکھ سوار کی جمعیت
ساتھ لیکر قنوج کا دریا اوترکر شیرخان کے مقابلہ مین آیا مہینہ بھرتک آمنا سامنا رہا شیرخان کی تمام فوج
پانچ ہزار سے زیادہ نتھی ایسے وقت مین محمد سلطان میرزا اور اوسکے بیٹے پھر بادشاہ کے پاس سے
بھاگ گئے اور کامران کی فوج کے جو لوگ باقی تھے وہ بھی لاہور کو چلدیے اور مغلون کی فوج بھی ادھر ادھر
متفرق ہوگئی اور اوسوقت مین بارش کی کثرت ہوئی ہمایون کی فوج نشیب مین پڑی ہوئی تھی اسلیے
یہ تجویز تھی کہ کسی بلند جگہ پر مقام کرین ابھی حال مین شیرخان نے حملہ کیا یہ معرکہ دسوین محرم سنہ نوسو سینتالیس
مین واقع ہوا اور خرابی ملک نے لی اوسکی تاریخ ہوئی اکثر مغل بے لڑے ہی بھاگ گئے کچھ لوگون نے بڑی بہادری
اور مردانگی بھی کی مگر فتح قسمت مین تھی بادشاہ نے اس ارادے سے باگ پھیری کہ کسی ٹیلے پر پہنچ جاوین
اور وہان سے لڑین مگر یہ امر لشکر والون کو بھاگنے کا بہانہ ہوگیا مجبور ہوکر بادشاہ نے بھی گنگا مین
گھوڑا ڈال دیا اور وہان پانی کے زور مین گھوڑے سے جدا ہوگیا تھا شمس الدین محمد غزنوی نے
مدد کرکے پار اوتارا پھر ہمایون آگرہ کو گیا مگر شیرخان کا لشکر بھی پیچھے چلا آتا تھا اس سبب سے وہان بھی
ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور فورًا پنجاب کو چلدیا اور لاہور مین پہنچکر یکم ربیع الاول سنہ مذکور مین سب
سلاطین اور امرا کو اکٹھا کرکے مشورہ کیا مگر اب بھی وہی نفاق موجود تھا محمد سلطان اور اوسکے بیٹے لاہور سے
ملتان کو بھاگ گئے میرزا ہندال اور میرزا یادگار ناصر نے بھکر اور ٹھٹھہ کی طرف جانے کی راے دی
اور میرزا کامران کا دلی منشا یہی تھا کہ سب یہ لوگ یہان سے ٹلین تو وہ کابل پونہچے بڑی صلاحون کے بعد
بادشاہ نے میرزا حیدر کے ساتھ ایک جمعیت کرکے کشمیر کو روانہ کیا اور یہ تجویز کی کہ خواجہ کلان بیگ بھی
اوسکے متعاقب روانہ ہو اور جب کشمیر فتح ہوجاوے تو خود بادشاہ بھی وہین کو چلا جاوے میرزا حیدر نے
نوشہرہ مین پہنچکر اور بہت سے کشمیریون کو اپنا متفق کرکے اوس ملک کو فتح کیا اور بائیسوین رجب
سنہ مذکور مین اوس ولایت پر قابض ہوگیا خواجہ کلان بیگ سیالکوٹ تک پونہچا تھا اتنے مین
بادشاہ نے یہ سنا کہ شیرخان سلطانپور کی ندی بھی اوتر آیا اور اب لاہور سے تیس کوس پر ہے

یہ سنتے ہی ہمایون لاہور کی ندی کے پار اوتر گیا میرزا کامران اپنے عہد و پیمان سے منحرف ہو کے تھوڑی
دور تک کسی مصلحت سے ساتھ رہا خواجہ کلان بیگ بھی سیالکوٹ سے مراجعت کر کے اس لشکر مین
آملا نواحی بھیرہ مین میرزا کامران اور میرزا عسکری لشکر سے جدا ہو کر خواجہ کلان بیگ کے ساتھ
کابل کو چلدیے اور ہمایون سندہ کی طرف متوجہ ہوا میرزا ہندال اور میرزا یادگار ناصر بھی کئی منزل تک
ہمایون سے جدا ہو گئے تھے مگر امیر ابو البقا نے سمجھا کر پھر لوٹایا دریاے سندہ کے کنارے ہمایون کے
لشکر مین ایسا قحط پڑا کہ ایک سیر غلہ ایک اشرفی کو بھی میسر نہ آتا تھا اور پانی بھی دور تک نہ ملا ان جہتون
اکثر فوج والے ہلاک ہو گئے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ ہمایون ولایت جیسلمیر اور مارواڑ مین پہونچا
اور وہان بھی طرح طرح کے حادثہ واقع ہوئے آخر عراق کو گیا اور شاہ طہماسپ کی مدد سے
قندہار اور کابل کو فتح کیا اور وہان سے جمعیت فراہم کر کے دوبارہ ہندوستان کو فتح کیا
چنانچہ اسکی تفصیل انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگی

ذکر شیر شاہ بن حسن سور کا

بعد ان واقعات کے سنہ مذکور مین شیر شاہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھا
خرابی ملک دلی اسکے جلوس کی بھی تاریخ ہے اصلی نام شیر شاہ کا فرید خان اور خطاب شیر خان تھا
اور اوسکی جوانمردی اور تدبیر اور شجاعت کے وسیلہ سے سلطنت پر نوبت پہونچی اوسکا دادا ابراہیم سور
روہ یعنی افغانستان سے ہندوستان مین آکر سلطان بہلول کا نوکر ہوا تھا اور مدت تک حصار فیروزہ
اور نارنول مین متعین رہا جب ابراہیم مرگیا تو اوسکے بیٹے حسن شیر خان کے باپ نے سلطان سکندر کے
امیرون مین سے جمال خان نامی ایک امیر کی ملازمت کی اور پرگنہ سہسرام اور خواص پور قلعہ
رہتاس کے توابعات سے جاگیر مین پایا پانسو سوار اوسکے ساتھ رہتے تھے فرید خان یعنی شیر خان
پسر حسن خان مذکور کے سات بھائی حقیقی اور تھے مگر فرید خان کے باپ اور بھائیون سے موافقت
نہوئی جمال خان کی نوکری چھوڑ کر مدت تک جونپور مین رہا وہان کچھ دنون طالب علمی کی اور کتاب کافیہ
مع اوسکے حواشی کے اور چند مختصر رسالے اور پڑھے اور فارسی کی کتابون مین گلستان اور بوستان اور
سکندرنامہ یاد کیا اکثر وہان کے مدرسون اور خانقاہون مین جاکر عالمون اور بزرگون کی صحبت کے
فیض سے تہذیب اخلاق مین مشغول رہتا تھا تھوڑے دنون مین پھر باپ سے صلح ہوگئی چنانچہ

حسن خان نے اپنی جاگیر کے انتظام کے لیے اوسکو روانہ کیا شیرخان نے وہان بڑے انصاف
و عدالت سے کام کیا اور عمدہ عمدہ تدبیرون کے وسیلہ سے سارے مفسدون کی تنبیہ کی پھر کچھ
ایسے معاملات پیش آئے کہ فرید خان باپ سے ناراض ہوکر ایک اپنے بھائی کے ساتھ آگرہ کو چلا گیا
اور وہان سلطان ابراہیم کے ایک سردار دولت خان نامی کی نوکری کی اور اپنے باپ بھائیون کی بہت شکایت
سلطان ابراہیم کے سامنے پیش کی مگر سلطان نے اس بات کو پسند نکیا اور کہا کہ یہ بہت برا آدمی ہے
کہ باپ اسکا اس سے ناراض ہے اور یہ بھی باپ کی شکایت کرتا ہے جب حسن خان مرگیا تو دولتخان نے
اوسکے پرگنہ شیرخان کو جاگیر مین دلوا دیے ایک مدت تک وہان رہا مگر بھائیون کی مخالفت اوسی طرح
باقی رہی جس زمانہ مین کہ سلطان ابراہیم پانی پت مین مارا گیا اور بابر نے فتح پائی اور دریا خان کے بیٹے
بہار خان نے بہار مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا پڑھکے سلطان محمد اپنا خطاب مقرر کیا اون دنون مین
فرید خان نے جاکر سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی ایک روز سلطان محمد کے حضور مین ایک شیر کا
شکار کیا اوسوقت سلطان محمد نے اوسکو شیرخان خطاب عنایت کرکے اپنے بیٹے جلال خان کا
اتالیق مقرر کیا محمد خان سور حاکم ولایت چوند نے شیرخان کے بھائیون کی طرفداری کی اور سلطان محمد کو
شیرخان کی طرف سے منحرف کرکے اوسکے بھائیون کو بھی جاگیر مین شریک کرا دیا اور سلیمان اوسکے بھائی کو اوسنے
ایک غلام شادی نامی کے ساتھ کرکے خواص پور کی طرف بھیجا وہان شیرخان ایک غلام بھکّا نامی جو خواص خان کا
باپ مشہور تھا سلیمان سے مقابلہ کرکے مارا گیا باقی اوسکے آدمی بھاگ کر سہسرام مین شیرخان کے پاس آئے شیرخان نے
جو اپنی آپ مین محمد خان کے مقابلہ کی طاقت نپائی تو اوس جاگیر کو چھوڑ کر سلطان جنید برلاس کے پاس جو
بابر شاہ کی طرف سے کڑہ اور مانکپور کا حاکم تھا چلا گیا اور اوسکے سامنے بہت سے تحفے پیش کیے اور
جنید برلاس سے مدد لیکر محمد خان سے مقابلہ کیا اور پرگنہ چوند وغیرہ بھی اوس سے چھینکر اپنے قبضہ مین
کر لیے محمد خان نے بھاگ کر قلعۂ رہتاس مین پناہ لی شیرخان نے بھائیون سے اپنا بدلا لے کے
محمد خان سے اس گستاخی کا عذر کیا اور اوسکو اپنا چچا کہکر اوسکی جاگیر کے پرگنے پھر اوسکو حوالہ کیے بلکہ زیادہ
شیرخان اپنے بھائی نظام کو جاگیر کے انتظام کے لیے چھوڑ کر پھر سلطان جنید کے پاس چلا گیا
سلطان جنید اون دنون مین بابر شاہ کے حضور مین جاتا تھا شیرخان کو بھی ساتھ لیگیا تھا اور بابر شاہ سے
اوسکی تقریب کرکے بادشاہی دولتخواہون مین داخل کیا چنانچہ شیرخان چندیری کے سفر مین

بابر شاہ کے ہمراہ کا بہت تھا مگر اوسنے جو غور کیا تو بادشاہ کو مہمات ملکی سے بڑا بے پروا پایا اور اہل عملہ کی کیفیت دیکھی کہ رشوتین لیکر معاملات خلائق کے درہم برہم کر دیتے تھے ان باتون کو دیکھکر یہ امر شیر خان کے ذہن نشین ہو گیا کہ ان لوگون سے ملک چھین لینا سہل ہے چنانچہ شیر خان اسی قسم کی تدبیرون مین مصروف ہوا ایک روز بابر شاہ نے کہانا کھاتے وقت کوئی حرکت گستاخی کی شیر خان سے ملاحظہ کی اوسوقت سب اہل مجلس نے موقع پاکر شیر خان کی خودسری کے خیالات اور اوسکے بغاوت کے آثار بابر شاہ کے سامنے عرض کیے شیر خان اس امر سے خائف ہو کر بادشاہی لشکر سے بھاگ کر پھر اپنی جاگیر کے پرگنون مین چلا گیا اور جنید برلاس کو یہ لکھ بھیجا کہ محمد خان کو جو مجھسے دلی عداوت تھی اوسنے میری مشغولی ملازمت کی تقریب پر سلطان محمد کو بہکا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ میری جاگیر پر وہ لشکر کشی کرے اس اضطراب مین مجھکو بادشاہ سے اجازت لینے کی نوبت نہ آئی اور بے پوچھے اپنے پرگنہ مین چلا آیا مگر میری خیر خواہی مین کسی قسم کا قصور نہین بعد ازان شیر خان سلطان محمد کا مقرب ہو کر انعامات لائقہ سے معزز ہوا اور پھر اوسکے بیٹے جلال خان کا وکیل مقرر ہو کر سارے اوسکے کاروبار کا منتظم ہوا اور جب سلطان محمد کا انتقال ہو گیا تو کل بندوبست سرکار بہار کا اوسی سے متعلق ہوا پھر شیر خان کی مخدوم عالم حاکم حاجی پور سے جو والی بنگالہ کے امیرون مین سے تھا بڑی دوستی ہو گئی پھر کچھ ایسے واقعات ہوئے کہ والی بنگالہ نے مخدوم عالم کے مقابلہ کے لیے قطب خان نامی ایک امیر کو روانہ کیا شیر خان نے مخدوم عالم کی مدد کر کے قطب خان سے مقابلہ کیا اور قطب خان کو قتل کر کے سارا خزانہ اور ہاتھی اور مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا جلال خان وغیرہ لوحانیون نے بہار کو حاکم بنگالہ کے سپرد کر کے اوسکی اطاعت قبول کر کے اور شیر خان کو بلا مین پھنسا کر خود سلامت بچ نکلے پھر بنگالیون نے ابراہیم خان ولد قطب خان کو اوسکے باپ کا انتقام لینے کے لیے شیر خان پر بھیجا شیر خان قلعہ کے اندر سے ایک مدت تک اون سے لڑتا رہا بنگالیون کی اور مدد آگئی اور شیر خان کو بھاگنے کا موقع بھی نہ رہا مجبور ہو کر باہر نکلکر مقابلہ کیا اور بڑی کوشش کر کے فتح پائی ابراہیم بھی اس لڑائی مین مارا گیا اور سارا اوسکا اسباب اور فیل خانہ اور توپخانہ شیر خان کے ہاتھ آیا اس فتح مین اوسکو بڑی قوت اور شوکت حاصل ہو گئی اور ساری بہار کی مستقل حکومت حاصل کر کے سلطنت کی استعداد پیدا کی قلعہ چنار پر جمال خان سارنگ خانی کے بیٹون کی طرف سے تاج خان نامی ایک امیر برسون سے قابض تھا اوسپر بھی

شیرخان نے قبضہ کرلیا اور وہان سے بہت خزانی اور دفینے ہاتھ آئے اور اوسکی بی بی سے جو خوبصورت
اور بڑی مالدار تھی نکاح کرلیا ان اسباب سے بھی شیرخان کی شوکت بہت بڑھگئی اور سلطنت کے ارادہ
روز بروز اوسکے ترقیون پر تھے اسی اثنا مین سلطان محمود لودی جسکو حسن خان بیواتی اور رانکا سے انکا
بادشاہ بناکر بابر شاہ کے مقابلہ مین لائے تھے وہ بابر شاہ کے مقابلہ سے شکست کھاکر ایک مدت تک
قلعہ چتور مین رہا لودی امیرون نے اوسکو وہان سے بلاکر پٹنہ کی حکومت پر بٹھایا بعد ازان محمود نے بہار کو بھی
شیرخان سے چھینکر اپنے قبضہ مین کرلیا مجبور ہوکر شیرخان نے اوسکی اطاعت اختیار کی بعد ازان شیرخان
اوس سے رخصت ہوکر سہسرام مین آیا پھر چند روز کے بعد محمود سہسرام مین ہوکر گذرا اوسوقت اوسنے
ولایت بہار کا عہدنامہ لکھکر شیرخان کے حوالہ کیا اور اپنی اور عنایتون کا امیدوار کرکے جونپور کی تسخیر کا
قصد کیا اور ہمایون کے سردارون سے اوس ملک کو فتح کرکے لکھنؤ تک اپنے قبضہ مین کرلیا اور
ہمایونی امیر اپنے آپ مین مقابلہ کی قوت نہ دیکھکر نواحی کالنجر مین ہمایون بادشاہ سے جا ملے پھر ہمایون
سلطان محمود اور بایزید اوسکے ساتھی کے دفع کے لیے بذات خود متوجہ ہوا شیرخان محمود کے
لشکر سے چند روز علحدہ رہا بعد تھوڑے دنون کے پھر شامل ہوگیا جب دونون لشکرون کا مقابلہ
ہوا اونوقت شیرخان نے ہندو بیگ قوچین مغلون کے لشکر کے امیرالامرا کو پیغام دیا کہ مین لڑائی کے وقت
طرح دیکر جدا ہوجاؤنگا سلطان محمود اور مین بایزید کا سردار ہونا مجھکو بہت ناگوار ہے چنانچہ اوسنے
یہی کیا اور سلطان محمود شکست کھاکر پھر پٹنہ کو چلا گیا اور سنہ نوسو اونچاس مین اوڑیسہ کی سرحد مین
مرگیا ہمایون نے اس فتح کے بعد ہندو بیگ کو وکیل بناکر شیرخان کے پاس بھیجا اور قلعہ چنار اوس سے
طلب کیا شیرخان نے اوسکے جواب مین حیلے بہانے کردیے تب ہمایون نے کئی امیرون کو اوس
قلعہ کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا اور پیچھے سے اونکے خود بھی اوس طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا
استنے مین شیرخان کی ایک عرضی بڑی اطاعت اور خلوص کے مضمون کی پہونچی اور اوسمین بابر شاہ
کی خدمتون کا حال اور اپنے پچھلے حقوق خصوصاً سلطان محمود سے طرح دیجانے کا ذکر لکھا اور یہ
عرضی شیرخان نے اپنے بیٹے قطب خان کے ہاتھ بہت سی فوج اوسکے ساتھ کرکے بھیجی تھی اور عیسی خان
حجاب کو بھی جو وکیل اور وزیر تھا اوسکے ہمراہ کردیا تھا قطب خان گجرات سے بھاگ کر پھر شیرخان کو پاس
پہونچا اور جبتک ہمایون گجرات سے واپس آئے اس عرصہ مین شیرخان نے بڑی قوت حاصل کرلی تھی چنانچہ ہمایون کو شکست دی

جسکی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اب شیر شاہ نے تخت نشینی کے بعد قنوج قدیم کو اپنی جگہ سے ویران کرکے
گنگا کے کنارے آباد کیا اور اب وہ شیرگڈھ کے نام سے مشہور ہے اسی طرح شمس آباد کا قلعہ
خراب کرکے دوسری جگہ بنایا اور رسول پور اوسکا نام رکھا مگر اب وہ قدیم جگہ پر آباد ہو گیا ہے اور پرانی دلی
علاء الدین کی بسائی ہوئی کو اوجاڑ کر تین کوس لنبا ایک شہر فیروزآباد بسایا اور قلعہ کا دروازہ پتھر اور گچ کا
بڑا بلند تعمیر کرایا پھر متواتر کوچ کرتا ہوا سلطان پور مین پونہچا وہان ہمایون کے بھائی باہم مخالفت کر رہے تھے
جیساکہ پہلے مذکور ہوا شیر شاہ نے وہان پہنچکر اون کو اوس ملک مین جمنے نہ دیا اسی سال مین شیر شاہ نے
حکم عام دیا کہ بنگالہ سے رہتک تک جو چار مہینے کا راستہ ہے اور آگرہ سے مانڈو تک ہر کوس پر ایک سراے تعمیر کی
اور مسجد اور پختہ کنوان بنوا دیا جاوے اور سب مسجدون مین ایک موذن اور ایک امام مسلمان اور سقاؤن
پانی بھرنے کے لیے ایک ہندو مقرر کیا اور سڑک پر دو رویہ درخت بوا دیے تاکہ مسافر اونکے سایہ مین
آمدورفت کرین چنانچہ اثر اونکا مصنف کے زمانہ تک جو شیر شاہ کے زمانہ سے باون برس بعد تھا باقی تھا
اور انصاف اوسکا ایسا تھا کہ بڑھیا عورت سونے کا طباق جہان چاہے لیے پھرے اور جنگل مین اوسکو
رکھکر سو رہے کسیکی مجال نتھی جو اوس سے تعرض کرتا مصنف صاحب اس مقام پر بڑا شکر ادا کرتے ہین
کہ ایسے منصف بادشاہ کے زمانہ مین تاریخ سترھوین ماہ ربیع الثانی سنہ نوسو سینتالیس مین پیدا
ہوئے تھے بعد ازان شیر شاہ نے کوہ بالنات پر جاکر رہتاس کا قلعہ بنایا اور اپنے نزدیک مغلون کے
لشکر روکنے کے لیے اوسکو ایک بڑی پناہ سمجھا بعد ازان خواص خان کو ہمایون کے تعاقب مین
روانہ کرکے مراجعت کی راستہ مین سنا کہ خضر خان سرک نامی ایک سردار نے بنگالہ مین سرکشی کر
سلطنت کے ڈھنگ ڈال دیے ہین یہ سنتے ہی شیر خان نے اوس طرف توجہ کی خضر خان بمقابلہ
مین پکڑا گیا شیر شاہ نے اوس ملک کو ضبط کرکے اپنے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم کر دیا اور
اپنے لشکر کے قاضی کو جسکا نام قاضی فضیلت تھا مگر عوام نے اوسکا نام اسم بامسمی قاضی فضیحت
رکھا تھا رہتاس شرقی کے قلعہ کا ناظم مقرر کیا بعد ازان شیر شاہ سنہ ۹۴۸ نوسو اڑتالیس مین آگرہ مین
آیا اور سنہ ۹۴۹ نوسو اونچاس مین مالوہ کی تسخیر کے ارادہ پر گوالیار کی طرف گیا ابوالقاسم بیگ جو ہمایون کا
ایک امیر اوس قلعہ مین تھا حاضر ہو گیا اور اوسنے کنجی قلعہ کی شیر شاہ کے حوالہ کی اور ملو خان
[illegible] اقتدار تھا شیر خان کی ملازمت مین آیا

اورشیرخان نے اوسکو اپنی عنایتون سے سرفراز کرکے بہت انعام واکرام عطا کیے اور اپنے خیمہ کے
نزدیک اوسکا خیمہ برپا کرایا اور ایک سو ایک گھوڑے اور باقی اور سامان تجمل اوسکو دینے کے لیے
چھانٹے مگر بلوچ خان اپنے دل مین شیرخان کی طرف سے ہراس کرکے غلامون کی طرح
رات کو خیمہ پھاڑ کر بھاگ گیا اور اوسکے باب مین شیرخان نے یہ شعر لکھا تھا ؎ با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی
تولیت مصطفیٰ را لاخیر فی عبید ٭ پھر شیرخان نے حاجی خان سلطانی کو مالوہ کی طرف اور شجاول خان کو
سرکار ستواس کی طرف متعین کیا ملو خان ان دونون کے مقابلہ مین شکست کھا کر بھاگا اسی عرصہ مین
حاجی خانان شروانی نے رنتنبھور کا قلعہ شیرخان کے حوالہ کردیا اور خود مع اپنے اہل وعیال کے
قصبہ بسادر مین چلا آیا مشہور ہے کہ وہان اوسکو کسی نے زہر دیا یا قبر اوسکی بٹاور سے باہر بڑی فضا کی
جگہہ پر ہے اسی سال مین پورنمل مقدم رائسین نے چندیری کو غارت کرکے اکثر لوگون کو قتل کیا
اور دو ہزار عورتین ہندو اور مسلمان اپنے حرم مین داخل کین شیرشاہ نے یہ سنکر رائسین کی
قلعہ پر لشکر کشی کی اور اوسکا محاصرہ کرلیا تاریخ اوسکے محاصرہ کی یہ ہے ؎ قیام بارگہ بادشہ مبارک باد
چند روز کے بعد شیرشاہ نے مجبور ہوکر صلح کرلی اور شاہزادہ عادل خان اور قطب خان کے
وسیلے سے پورنمل کو عہد وپیمان کرکے بلوایا اور بڑی عزت سے اپنے لشکر مین ٹھہرایا اور سو گھوڑے
اور خلعت اور بہت ساز نقد اوسکو انعام عطا کیا مگر پھر اپنے عہد سے منحرف ہوکر میر سید رفیع الدین
صفوی کے فتوی کے بموجب پورنمل کو مع اوسکے اہل وعیال اور اطفال کے ہاتھیون کے
پانون کے نیچے کچلوا دیا اور اوسکے ساتھی ہندوون مین سے جو قریب دس ہزار کے تھے ایک شخص کی بھی
جان نہ بچی سب زن ومرد اونکے کچھ قتل ہوئے کچھ آگ مین جلکر مر گئے یہ واقعہ سنہ نوسو پچاس مین ہوا
بعد چند روز کے شیرشاہ نے آگرہ سے راجہ مالدیو کے ملک کی طرف توجہ کی یہ بڑا نامی گرامی راجہ
ناگور اور جودھپور کا حاکم تھا اور ادھر کے مسلمانون پر غالب ہورہا تھا شیرشاہ کا معمول تھا کہ خواہ
مخالف بہت ہون خواہ تھوڑے مگر اپنے لشکر کے گرد قلعہ اور خندق ضرور بنالیتا تھا جب نواحی اجمیر
مین راجہ مالدیو پچاس ہزار سوار عمدہ ساتھ لیکر شیرشاہ کے مقابلہ مین آیا اوس میدان مین بالکل
ریتا تھا قلعہ اور خندق بننا ہرگز ممکن نتھا شیرخان نے سارے اپنے کار آزمودہ امیرون سے
اس باب مین مشورہ کیا سب حیران ہوئے مگر شیرشاہ کا پوتا شاہ عالم جو ایک خرد سال بچہ تھا بول اوٹھا

کہ بنجارون کو حکم دیجیے کہ اپنی گونون کو ریتے سے بھر کر لشکر کے گرد چن دین شیر شاہ نے اوس بچہ کی
یہ تدبیر نہایت پسند کی اور اوسی وقت اپنی پگڑی اوسکے سر پر رکھکر اپنا ولیعہد کیا مگر سلطنت اوسکی
قسمت مین نتھی اور سلیم شاہ نے اپنے ایام حکومت مین سب سے پہلے اوسی لڑکے کو قتل کیا القصہ
شیر شاہ کو اپنے لشکر کے پٹھان بہت عزیز تھے اسی سبب سے اکثر لڑائیون کو ٹال کر حکمت عملی سے
کام نکالتا تھا چنانچہ اوسنے راجہ مالدیو کے سردارون کی طرف سے بہت سے جعلی خط اپنے نام لکھے
اور اونکا مضمون یہ تھا کہ لڑائی کے دن آپکو مقابلہ کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہم خود راجہ مالدیو کو زندہ
گرفتار کرکے آپکے پاس حاضر کر دین گے بشرطیکہ فلانے فلانے ملک آپ ہمکو جاگیرون مین
عنایت فرماوین اور شیر خان نے ایسی تدبیر کی کہ وہ خط راجہ مالدیو کے ہاتھ مین پہنچ گئے اوسی وقت
مالدیو اپنے تمام سردارون سے بدگمان ہوگیا اور رات کے وقت تنہا اوس طرف کو ایسا بھاگا کہ پیچھا پھر کر بھی
نہ دیکھا ہرچند سب امیرون نے سمجھایا کہ ہم ہرگز دغا نہین کر سکتے یہ سارے شیر شاہ کے شعبدے ہین مگر اوسنے
ایک نمانی مجبور ہوکر گویا نامی ایک سردار مالدیو کا وزیر غیرت کے جوش مین آکر جان پر کھیل گیا چنانچہ اوسنے اس
حرکت پر مالدیو کو سخت گالیان دیکر اپنے چار ہزار آدمیون کے ساتھ شیر شاہ کے لشکر پر شبخون کا ارادہ کیا چنانچہ
رات کو شیر شاہ کے لشکر کی طرف حملہ کیا مگر راستہ بھول گئے رات بھر بھٹکتے پھرے شیر شاہ کا لشکر نملا
جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ کسی اور طرف کو بہت دور نکل گئے تھے مگر چونکہ اون سب نے مرجانے کا ارادہ
مصمم کر لیا تھا جب شیر شاہ کا لشکر سامنے نظر آنے لگا تو گھوڑون سے اوتر کر سب نے از سر نو قول و قسم کیا
اور ہر ایک نے دوسرے کے کمربند سے اپنا کمربند باندھ دیا اور ہاتھون مین ہاتھ پکڑ کر برچھی اور تلوارین لیے ہوئے
شیر شاہ کے لشکر پر پڑے شیر شاہ نے ہاتھیون کو اونپر چھوڑ دیا چنانچہ اکثر وہ لوگ پامال ہوئے جو باقی رہے
اونپر توپون اور تیرون کی بوچھاڑ کی غرض اونمین سے ایک جیتا نہ بچا اور مسلمانون مین سے ایک شخص بھی
اوس لڑائی مین نہ مارا گیا پشاوری شاعر نے جو فیضی تخلص کرتا تھا یہ بیت اوس باب مین لکھی تھی ؎
ناگہان گشت شہی بیسر ملدیو سیاہ * مات بود ار شدی مہرۂ گویا نقری * بعد اس فتح کے شیر شاہ اکثر
کہا کرتا تھا کہ بڑی خیر ہوگئی ورنہ تمام ہندوستان کی سلطنت ایک مٹھی جوار کے دانون کے بدلے مین
مین نے بیچی تھی بعد ازان رنتنبھور کا قلعہ اپنے بیٹے عادل خان کو حوالہ کرکے چند روز کے واسطے رخصت کیا
تاکہ اوسکا انتظام کرکے واپس آوے جناب مصنف لکھتے ہین مین نے ثقہ آدمیون سے سنا ہے

کہ سید رفیع الدین محدث نے جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے اسی سفر مین ایک دن شیر شاہ سے کہا کہ میرے
باپ دادے سب صاحب تصانیف تھے اور حرمین شریفین مین وعظ کہا کرتے تھے اپنے ساری کنبے مین
ایک مین ہی نالائق ہون جو روپیہ کے لالچ سے ہندوستان مین آوارہ پھرتا ہون اور بالکل جاہل ہوگیا ہون
اب حضور مجھکو رخصت فرماوین تاکہ اپنے ملک مین جاکر اپنے باپ دادون کا چراغ روشن کرون شیر شاہ نے
کہا کہ مجھکو آپ مین کچھ عذر نتھا مگر مینے تمکو ایک مصلحت کے واسطے ٹھہرایا ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے دل مین یہ
آرزو ہے کہ ہندوستان مین چند قلعہ جو ہندوون کے قبضے مین باقی رہ گئے ہین اونکو بھی تھوڑی
سی توجہ مین صاف کرلون پھر قزلباشون کی خبر لون جو سفر حج کے مسافرون کو لوٹتے کھسوٹتے اور
تنگ کرتے ہین بعد ازان تمکو وکیل بناکر شاہ روم کے پاس بھیجون اور اوس سے موافقت پیدا کرکے
حرمین شریفین مین سے ایک کی خدمت مین حاصل کرون اب قزلباشون کی یہ کیفیت ہے کہ جب
اونکو شاہ روم دباتا ہے تو اس طرف چلے آتے ہین اور جب وہ اپنے ملک کو لوٹ جاتا ہے تو پھر اپنے
اپنے مقامون پر پہنچتے ہین اگر جو تدبیر مین نے سوچی ہے بن پڑی تو اودھر سے شاہ روم اور ادھر سے مین
دونون قزلباشون کی گوشمالی پر کمر باندھین گے پھر اونکو کہین امن نہ ملیگی اور مین جو غور کرتا ہون
تو سوا آپکے تمہارے اور کوئی اس وکالت کے قابل نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کیا عجب ہے
کہ یہ حسن نیت ہی اوسکی مغفرت کا سبب ہوگیا ہو ۹۵۲ھ نوسو باون مین شیر شاہ نے کالنجر کے
قلعہ کا محاصرہ کیا یہ قلعہ ہندوستان کے بڑے مضبوط قلعون مین سے ہے شیر شاہ نے اوسکے
گرد سرنگین کھدوائین جب وہ اندر تک پہنچ گئین تو مسلمانون نے اونکے راستے سے داخل ہوکر
قلعہ والون پر آفت ڈھائی شیر شاہ نے ایک مقام پر کھڑے ہوکر بارود کے بھرے ہوے گولے
قلعہ کے اندر پھینکنا شروع کیے اتفاقًا ایک گولہ قلعہ کی دیوار مین ٹکر کھاکر لوٹا اور شیر شاہ کے لشکر مین ہی
گر کر پھٹ گیا اوسکے ٹکڑون سے جتنے گولے وہان موجود تھے سب مین آگ لگ گئی شیر شاہ کا سارا
بدن جل کر کوئلہ ہوگیا شیخ خلیل پیرزادہ اور مولانا نظام الدین دانشمند پر بھی آگ کا صدمہ پہنچا مورچے کے
قریب ایک چھوٹا ڈیرہ شیر شاہ کے لیے برپا کیا تھا شیر شاہ اوسی حال مین جون تون دوڑکر اوس
ڈیرہ مین داخل ہوا جب کچھ ہوش ہوتا تھا چلا چلا کر لوگون کو قلعہ فتح کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور جو کوئی اوسکے
دیکھنے کو ڈیرہ کے اندر آتا تھا اوس سے شیر شاہ لڑائی کا ہی اشارہ کرتا تھا چنانچہ امرا اوسکے پیچھے سامنے

بھی زیادہ جانفشانیان کرکے قلعہ والون پر ٹوٹ پڑے اور خنجر اور تلوار سے اون لوگون کا کام تمام کیا
مصنف لکھتے ہین کہ مین نے ایک بڑے معتبر آدمی سے سنا ہے کہ اوس روز ایک شخص سیاہ کپڑے اور
سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوئے لوگون کو لڑائی پر بڑھاوے دے رہا تھا سب نے اوسکو دیکھا مگر کوئی
اوسکو پہچانتا نتھا اور وہ بھی سب کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوا بعد فتح کے جو ڈھونڈھا تو اوسکا پتا نملا اسی طرح
اور طرف سے مورچہ والون نے بھی بیان کیا کہ اسی لباس کے سوار لشکر کے آگے آگے جاتے تھے
جب سب لوگ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے تو وہ غائب ہوگئے یہ بات بہت مشہور ہے کہ اوس روز
مسلمانون کی مدد کے لیے غیب کے لوگ آئے تھے شیر شاہ اوسی بیقراری مین بار بار فتح کی خبر پوچھتا تھا
ہوا بھی اوس روز بڑی گرم تھی لوگون نے صندل اور گلاب اوسکے بدن پر لگایا مگر اوسکا صدمہ دمبدم بڑھتا جاتا تھا
اور فتح کی خبر سنتے ہی دم نکل گیا یہ قطعہ اوسکی تاریخ وفات مین لکھا ہے ؎ شیر شاہ آنکہ از مہابت او
شیر و بز آب را بہم مے خورد ٭ از جہان رفت و گفت پیر خرد ٭ سال تاریخ او ز آتش مرد
اوسکے باپ دادون کا قبرستان سہسرام مین تھا اسلیے اوسکی نعش کو بھی وہین لیجاکر دفن کیا اس
بادشاہ نے پندرہ برس حکومت اور پانچ برس سلطنت کی مشہور ہے کہ جب آئینہ دیکھتا تھا
کہا کرتا تھا کہ افسوس شام کے وقت مجھکو بادشاہی ملی

ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ کا

جب شیر شاہ کا انتقال ہوگیا تو امیرون نے اوسکے بیٹے سلیم خان کو نواحی پٹنہ سے بلایا چنانچہ وہ
جلد جلد کوچ کرکے لشکر مین داخل ہوا اور پندرھوین ربیع الاول سنہ نوسو باون مین عیسی خان حجاب
وغیرہ امیرون کے اتفاق سے سلیم شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے تخت سلطنت پر بیٹھا مُلا احمد جنید نے
سنہ جلوس اس آیۂ کریمہ سے نکالا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ
يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ٭ بعد تخت نشینی کے سلیم شاہ نے اپنے بڑے بھائی عادل خان کو
جو رنتنبھور مین تھا اس مضمون کی عرضی لکھی کہ ہر چند ولیعہد تم تھے مگر چونکہ تم لشکر سے بہت دور تھے اور یہان
فتنہ اوٹھنے شروع ہوئے تھے اسلیے مین چند روز تمہارا نائب بنکر لشکر کی محافظت کرتا ہون اور جب آپ
تشریف لاوین گے تو مین ہر طرح مطیع اور فرمان بردار ہون بعد ازان سلیم شاہ نے کالنجر سے آگرہ کی طرف
توجہ کی جب قصبۂ کورہ گھاٹم پور مین پونہچا تو خواص خان نے اپنی جاگیر کے ملک سہرند سے آکر بظاہر سلیم شاہ

بیعت کی مگر باطن مین وہ عادل خان کا طرفدار تھا غرض وہان ایک بڑا جشن ترتیب دیکر از سر نو
سلیم شاہ نے اجلاس کیا پھر ایک مدت تک عادل خان اور سلیم شاہ مین خط کتابت رہی انجام کو عادل خان نے
اپنا آنا قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور خواص خانی اور جلال خان جلوانی چارون امیرونکی
رائے پر جو اس سلطنت کے بڑے رکن تھے موقوف رکھا سلیم شاہ نے ان چارون سے عہد
و قول کرکے عادل خان کو لے آنے کے لیے بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ پہلی ہی ملاقات مین عادل خان کو
جاگیر پر رخصت کر دیا جاویگا اور اوسکو اختیار ہے کہ تمام ہندوستان مین جہان چاہے اپنے لیے
جاگیر تجویز کرے غرض عادل شاہ ان چارون امیرون کے ساتھ آگرہ سے سیکری مین آیا سلیم شاہ نے
بھی شکارپور تک استقبال کیا وہان دونون کی ملاقات ہوئی اول فریقین نے تعزیت کی رسمین ادا کین
بعدازان دونون آگرہ کو روانہ ہوئے سلیم شاہ کے دل مین فریب تھا اس سبب سے اوسنے یہ تجویز
کی تھی کہ عادل خان کے ساتھی دو تین آدمیون سے زیادہ قلعہ مین نہ داخل ہونے پاوین مگر یہ تدبیر
پیش نگئی اور اوسکے ساتھ ایک بڑی جماعت قلعہ مین داخل ہوئی تب مجبور ہوکر سلیم شاہ نے اپنی طرف
بدگمانی مٹانے کے لیے حد سے زیادہ عادل خان کی خوشامد اور چاپلوسی کی اور کہا کہ ان سرکش پٹھانونکو
مین نے بڑی مشکل سے آج تک روکا ہے اب یہ آپکے حوالہ ہین اور عادل خان کو تخت پر بٹھا کر خود فرمانبردارون
کی طرح نیچے کھڑا ہوا اور دنیا داری کے طور پر بڑی خصوصیت اور ملایمت کی باتین بناتا رہا عادل خان اگرچہ
ایک نوجوان آدمی بڑا زور آور تھا اور اوسکے زور کی حکایتین بہت مشہور ہین مگر چست و چالاک تھا اور سوا
اسکے سلیم شاہ کے فریبون سے بخوبی واقف تھا اسلیے اوسنے تخت سے اوترکر سلیم شاہ کو ہی تخت پر بٹھایا اور خود
نیچے کھڑا ہوکر بادشاہی کی مبارکبادی دی اوس روز بہت سا چاندی سونا لوٹایا گیا سلیم شاہ نے بموجب
وعدہ کے بیانہ جاگیر مین دیکر اور عیسیٰ خان اور خواص خان کو ہمراہ کرکے عادل خان کو رخصت کیا اور دو
کے بعد غازی محلی کو جو محرم خاص تھا عادل خان کے قید کر لینے کے لیے بھیجا عادل خان یہ خبر سنکر
بیانہ سے بھاگا اور میوات مین خواص خان کے پاس چلا گیا خواص خان نے غازی محلی کو بلا کر اوسی سونے کی
زنجیر مین جو عادل خان کے لیے لایا تھا اوسکو قید کر دیا اور سب امیرون کو اپنا شریک کرکے ایک بڑا بھاری
لشکر لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا قطب خان اور عیسیٰ خان بھی جو بڑے نامی گرامی امیر تھے اور عادل خان کا
قول و قرار انھی کے اعتماد پر ہوا تھا سلیم شاہ کی بدعہدی سے ناراض ہوگئے اور اونھون نے عادل خان سے

کہلا بھیجا کہ شب برات کی صبح کو اول وقت تم آگرہ مین داخل ہو تاکہ ہم سب تمسے بیعت کرلین عادلخان
اور خواص خان شب برات کی رات مین سیکری مین آئے اور وہان حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کیخدمت مین رات بھر نوافل وغیرہ پڑھتے رہے اس سبب سے آگرہ جانے مین توقف ہوگیا اور مقرری
وقت پر وہان نہ پہنچ سکے بلکہ قریب دوپہر کے نواحی آگرہ مین پونہچے سلیم شاہ نے گھبرا کر قطب خان وغیرہ
امیرون سے ملایمت کی بنیاد ڈالی اور اون سب کو عادل خان کے پاس بھیجنے کی تجویز کی اور اس سے
اوسکی غرض یہ تھی کہ سب مخالف لوگ وہان سے چلے جاوین تو خود تنہا قلعہ چنار کی طرف چلدے اور
وہان کے خزانون اور دفینون کو اپنے قبضہ مین کرکے سامان لشکر کا درست کرے اور پھر عادل خان کے
آگر مقابل ہو مگر عیسی خان اس تدبیر کی بہت سی قباحتین سمجھا کر وہان کے جانے سے مانع ہوا تب سلیم شاہ
اپنے مقرب امیرون کو اور اون دو تین ہزار آدمیون کو جو اوسکے اعتمادی قدیمی نوکر تھے ساتھ لیکر
عادل خان کے مقابلہ کے لیے شہر سے باہر نکلا اور جن امیرون کو اول عادل خان کے پاس قاصد بنا کر
بھیج چکا تھا اون سے بھی یہ کہلا بھیجا کہ مجھکو ہرگز عادل خان کا اعتبار نہین خدا جانے تمہارے ساتھ
کیا معاملہ کرے اسلیے مصلحت یہ ہے کہ تم سب واپس آؤ اب میرے اور اوسکے درمیان مین زبان تیغ
سے پیغام ادا ہوگا یہ سنکر وہ سب امیر واپس آئے اور سلیم شاہ کے لشکر مین داخل ہوئے غرض آگرہ کے
قریب بڑی لڑائی ہوئی آخر عادل خان نے شکست پائی اور تنہا بھتہ کی طرف بھاگ گیا خواص خان او
عیسی خان نیازی نے میوات کا راستہ لیا ان دونون مین باہم موافقت بہت تھی سلیم شاہ کا کچھ لشکر بھی
اسکے تعاقب مین روانہ ہوا چنانچہ قصبہ فیروزپور مین اون سے مقابلہ ہوا اس لڑائی مین خواص خان اور
عیسی خان غالب آئے مگر پھر سلیم شاہ کے خوف سے کوہ کماون کے راجون کے پاس پناہ لی سلیم شاہ نے
قطب خان کو اونکے مقابلہ کے لیے بھیجا چنانچہ وہ مدت تک پہاڑون مین لوٹ مار کرتا رہا پھر سلیم شاہ
چنار کو گیا اور وہان کے سارے خزانہ گوالیار کو روانہ کیے جب وہان سے لوٹ کر قصبہ کوڑہ گھاٹم پور مین آیا
تو وہان جلال خان جلوانی کو چوگان بازی کے بہانہ سے اپنے خیمہ مین لے آیا یہ جلال خان پٹھانون مین بڑے
جتھے اور گروہ کا آدمی تھا اور باطن مین عادل خان کا طرفدار تھا اسلیے سلیم شاہ ہمیشہ اوسکی فکر مین تھا اب
قابو پاکر اوسکو اور اوسکے بھائی خداداد نامی کو طوق و زنجیر پہنا کر ایک ایسے پٹھان کے حوالہ کیا جو اوسکے خون کا
دعوی دار تھا آخر سلیم شاہ نے قصاص کے بہانہ سے جلال خان کو قتل کردیا اور خود آگرہ مین آیا

بعد ازان سلیم شاہ نے گوالیار کو تختگاہ مقرر کیا اور عادل خان کے طرفدارون کے نیست و نابود کردینے پر کمر مضبوط باندھی ایک ایک کو شطرنج کے مہرون کی طرح چن لینا شروع کیا قطب خان بھی خائف ہوکر کوچ کماون سے لاہور مین ہیبت خان نیازی کے پاس چلا گیا جسکو شیر شاہ نے اعظم ہمایون کا خطاب دیا تھا ہیبت خان نے حسب الطلب سلیم شاہ کے قطب خان کو باندھکر بھیجدیا سلیم شاہ نے قطب خان کو مع شہباز خان اور تیرہ چودہ اور نامی امیرون اور امیرزادون کے گوالیار کے قلعہ مین قید کرکے بھیجدیا آخر اونکو بارود سے اوڑا دیے گئے اونھین مین سے عادل خان کا بیٹا محمود خان تھا جسنے سات برس کی عمر مین شیر شاہ کو لشکر گرد رہتے کا قلعہ بنانے کی تدبیر بتلائی تھی اور شیر شاہ نے اوسکو اپنا ولیعہد کیا تھا چنانچہ پہلے اس قصہ کا ذکر ہوچکا اسی سال مین سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کو لاہور سے طلب کیا مگر اوسنے خود اپنے آنے مین عذر کیا اور سعید خان اپنے بھائی کو جو بڑا بہادر اور عقلمند تھا سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا سلیم شاہ نے ظاہر مین اوسپر بڑی عنایت کی اور اپنا مقرب بنایا مگر باطن مین اوسکے دفع کرنے کی فکر مین تھا ایک روز اوسکو تنہا محل کے اندر لے گیا اور بعض امیرون کے سر دکھلائے جنکو جیتا دیوار مین چنوا دیا تھا اور اوس سے پوچھا کہ تو انکو پہچانتا ہے یہ کون ہین سعید خان نے جن جن کو پہچانتا تھا اونکا نام لیا اور اس سے پہلے اون امیرون کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجکر بارود سے اوڑوا دیا تھا مگر کمال گکھر کی موت نہ آئی تھی اس سبب سے جیتا بچ رہا اسکا سبب اوسکے بچ جانے کا یہ مشہور ہے کہ کمال خان کی بہن کے ساتھ سلیم شاہ نے نکاح کرلیا تھا جب اوسنے یہ سنا کہ رات کو قیدی بارود سے اوڑائے جاوینگے تو اوسنے اس مضمون سے اپنے بھائی کمال خان کو مطلع کردیا اور چار لحاف بہت سی روئی سے بھرے ہوئے اور کئی مشک پانی اوسکے پاس بھیجدیا کمال خان نے غسل کے بہانہ سے اون لحافون کو خوب پانی مین بھگویا اور اونکو اوڑھکر سب سے علحدہ ایک کونے مین پڑ رہا جب وہان آگ لگائی گئی تو سارے قیدی جل کر خاک ہوگئے مگر کمال خان لحافون کے اندر سلامت بچ رہا صبح کو سلیم شاہ قیدخانہ کا تماشا دیکھنے کو آیا اوسکو سلامت دیکھکر کہنے لگا کہ تیرا اخلاص میرے ساتھ درست تھا اس سبب سے تجھ مین آگ نے اثر نکیا پھر سلیم شاہ نے قسم کھائی کہ اب تیرے ساتھ کبھی مخالفت نکرونگا اور اوسکو قید سے رہا کرکے حاکم پنجاب کے ساتھ گکھرون کی ولایت پر متعین کیا اور وہان اوسکو بڑا مرتبہ حاصل ہوا الغرض ان کیفیتون کے دیکھنے سے سعید خان کے دل پر ہراس غالب ہوا اور گھوڑون کی ڈاک آگرہ سے لاہور تک بٹھاکر تین شبون مین لاہور پہنچا

پھر اعظم ہمایون نے بڑی قوت پیدا کر کے لاہور مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا سلیم شاہ نے ہر طرف سے
بلا کر آگرہ مین اپنا لشکر جمع کیا اور ایک جمعیت کثیر ہمراہ لیکر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اثناء راہ مین سزاول خان نے
مالوہ سے آکر ملازمت حاصل کی اور سلیم شاہ نے اوسپر بڑی مہربانی کی بعد ازان سزاول خان بعضی اپنی
مہمات کی ضرورت سے اجازت لیکر رخصت ہوا پھر سلیم شاہ نے دہلی مین پہنچکر چند روز توقف کیا اور اپنا
لشکر کو اچھی طرح ترتیب دیکر لاہور کی طرف کوچ کیا خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی بھی کوچ کمایون سے
اعظم ہمایون کے پاس آگئے تھے چنانچہ وہ سب اپنے اپنے لشکر لیکر سلیم شاہ کے مقابلہ کے سبب
روانہ ہوئے اون دنون مین جاڑون کا موسم شروع تھا قصبۂ انبالہ مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا جسدن
صبح کو لڑائی ہوگی اوس روز شب مین اعظم ہمایون نے خواص خان سے پوچھا کہ بعد فتح کے تخت پر کون بیٹھیگا
اوسنے جواب دیا کہ عادل خان شیر شاہ کا بڑا بیٹا سلطنت کے قابل ہے نیازیون نے اس بات کو نمانا اور
کہا کہ جانفشانی تو ہم کرین پھر ملک غیر کو کیون دین سلطنت کچھ میراث نہین ہے بلکہ قوت بازو سے حاصل
ہوتی ہے خواص خان کو جو بجان ودل شیر شاہ اور اوسکی اولاد کا ہواخواہ تھا یہ بات پسند نہ آئی اور صبح کو بعد
لڑائی بھڑائی کے بعد طرح دیکر عیسیٰ خان کے ساتھ کسی طرف کو چلدیا نیازیون نے اپنی دلاوری مین کمی
نہین کی مگر فتح قسمت مین نتھی آخر کو شکست کھائی اعظم ہمایون کے بھائی سعید خان نے اوس حالمین
ایسی صورت بنائی کہ کوئی اوسکو نہ پہچانے اور چند سوارون کے ساتھ سلیم شاہ کے لشکر مین آیا ہر کسی سے
پوچھتا تھا بادشاہ کدھر ہے مین اوسکو فتح کی مبارکبادی دونگا اور دلی ارادہ یہ تھا کہ اس بہانہ سے سلیم شاہ تک
پہنچکر اوسکا کام تمام کردے سلیم شاہ نے ہاتھیون کے حلقہ کے بیچ مین اپنا مقام کیا تھا اتفاقاً اوسی
حلقہ کے کسی فیلبان نے سعید خان کی آواز پہچان لی اور ایک نیزہ اوسکے مارا مگر سعید خان اوس اژدحام سے
جان بچا کر سلامت نکل آیا ساری نیازیون کی فوج قصبۂ دھنکوٹ مین جو روہ کے قریب ہے بھاگ گئی جو
باقی رہی اونکو گنوارون نے لوٹ مار کر کے تباہ کر دیا کچھ انبالہ کی ندی نالون مین ڈوب کر مرگئے سلیم شاہ نے
ریہتاس تک خود تعاقب کیا اور وہان سے خواجہ ویس شروانی کو بڑے بھاری لشکر کے ساتھ اونکے پیچھے
روانہ کر کے خود آگرہ کی طرف لوٹا اور وہان سے گوالیار کو چلا گیا عیسیٰ خان اور خواص خان جو معرکہ مین طرح دیکر
علیحدہ ہوگئے تھے اونمین سے عیسیٰ خان تو پہاڑ کی طرف چلا گیا اور خواص خان پانسو چھ سو سوارونکے ساتھ
بھاگ کر لاہور مین آیا شمس خان لوحانی جو سلیم شاہ کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا اتفاقاً کسی ضرورت سے

لاہور سے تیس کوس پر کہین گیا تھا خواص خان مع اپنے سوارون کے لاہور کی تسخیر کے ارادہ پر
مرزا کامران کے باغ مین اوترا شہر کے آدمی قلعہ بند ہو گئے اور شمس خان کے آنے تک اوس بلا کی
حفاظت کرتے رہے خواص خان نے اوس باغ مین سے بلند بلند پیڑ کاٹ کر زینہ بنانے کا ارادہ کیا
اتنے مین خبر آئی کہ راے حسین جلوانی وغیرہ سلیم شاہی امیر بیس ہزار سوار ساتھ لیے ہوئے بہت
قریب آپونہچے خواص خان نے عیسیٰ خان سے مشورہ کرکے لاہور سے قطع نظر کی اور پانچ چھ کوس
وہان سے لوٹ کر سلیم شاہی امیرون سے مقابلہ کیا اور اوسکے سوار بلاے ناگہانی کی طرح
سلیم شاہی لشکر پر جا پڑے آخر راے حسین نے اپنے آدمیون سے کہا کہ راستہ چھوڑ دو
اور اس آفت کو ٹالو خواص خان اوس فوج کو چیر کر نکل گیا اور پھر پیچھے سے حملہ کرکے پریشانی ڈالی
اس مرتبہ ایک زخم اوسکے زانو پر لگا اور اوسکے صدمہ سے گھوڑے سے نیچے گر پڑا مگر کسی کی یہ جرأت
نہوئی کہ اوسوقت بھی اوسکو گرفتار کرے اوسکے آدمی اوسکو علانیہ چارپائی پر ڈال کر لے گئے راے حسین نے
اپنے آدمیون کو اونکا تعاقب کرنے سے منع کیا خواص خان اوس جگہ سے صحیح سلامت نگرکوٹ کی طرف
گیا اور وہان سے کوہ کماون کو چلا گیا اعظم ہمایون کے ساتھیون نے کشمیر کا ارادہ کیا اور کشمیریون سے
دھوکے مین آکر وہان کے پہاڑون کی گھاٹیون مین نیست نابود ہو گئے سزاول خان نے عثمان نامی
ایک پٹھان کا کسی سبب سے ہاتھ کاٹ ڈالا تھا اوسنے ایک روز موقع پاکر سنہ نوسو چورانوے مین
سزاول خان کے ایک تلوار کا ہاتھ مارا وہ زخمی ہوکر اپنے گھر پونہچا مگر اوسکے ذہن مین یہ آیا کہ سلیم شاہ کے
بہکانے سے اوسنے یہ حرکت کی ہے اس خیال سے اوسنے مالوہ کا راستہ لیا سلیم شاہ نے بانس والہ تک
اوسکا تعاقب کیا سرور کے زمینداروں مین سزاول خان ایسا غائب ہو گیا کہ پتا نملا تب سلیم شاہ نے عیسیٰ خان سور کو
بیس ہزار سوارون کے ساتھ اوجین مین چھوڑا اور خود گوالیار کو واپس آیا سلیم شاہ نے ابتداے سلطنت ہی سے
یہ انتظام کیا تھا کہ پانچ پانچ ہزار سوار ساری ہندوستان کی بڑی بڑی سرکارون میں متعین رہین اونمین سے
نظام سور کے بیٹے مبارز خان کو جو سلیم شاہ کا چچازاد بھائی اور سالا بھی تھا اور اسی کا آخر مین سلطان محمد
عدلی خطاب ہو گیا نے نواحی اجاون سرکار سنبھل مین بست ہزاری کرکے بھیجا تا کہ خواص خان وغیرہ کوئی
اوس طرف سرکشی نکر سکے اور پانہندہ خبرک کو اوسکا نائب مقرر کیا اسی طرح شروع سلطنت مین یہ حکم جاری کیا
کہ شیر شاہ نے جو سرائین بنوائی تھین اونمین ہر جگہ دو دو سراؤن کے بیچ مین ایک ایک اور سراے

اور مسجد اور خانقاہ اور پانی کا سقایہ اوسی طرح بنالیا جاوے اور عام لنگر جاری رہے مسلمانون کو پختہ اور ہندوونکو
کچا کھانا ملا کرے اور جن جن لوگون کے روزینہ شیر شاہ کے وقت سے مقرر ہین وہ اوسی طرح رہین نہ کم ہون
نہ زیادہ اور شیر شاہ نے جو باغ اور سرائین وغیرہ بنائین ہین وہ بھی اوسی طرح قائم رہین اور جن جن امیرون کے
گھر پاترون کے اکھاڑے تھے جیسا کہ ہندوستان ہین مشہور ہے وہ سب اون سے لیلی گئین اسی طرح
سب امیرون سے ہاتھی بھی لیلیے کمزور دُبلی ہتھنیان جو فقط بارکشی کی لائق تھین چھوڑ دین اور یہ بھی حکم کیا
کہ سرخ سراپردہ سوا بادشاہ کے اور کسی کا نہو اور تمام ولایت کو اپنا خالصہ مقرر کیا سپاہیون کی تنخواہ اوسی طرح نقد اور
جو شیر شاہ نے نکالا تھا تقسیم ہوتی تھی اور حکمنامے ہر سرکار مین بھیجا ہے جسمین سب قوانین معاملات دینی و
دنیوی و جزئی و کلی و مالی و ملکی درج تھے اور جو جو معاملہ کہ سپاہی اور رعیت اور سوداگر اور ہر قسم کے لوگون کو
پیش آتا ہے اور جن جن طریقون کی حکام کو تعمیل چاہیے وہ سب اون مین لکھے تھے خواہ شریعت کے
موافق ہون یا خلاف اور او نکو دیکھکر کچھ قاضی اور مفتی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہتی تھی اور سلیم شاہ نے
ایک کفش اور ترکش اپنے ہر سردار کو حوالہ کی تھی چنانچہ ہر جمعہ کو دن سب امیر ہشت ہزاری اور دہ ہزاری اور
پنج ہزاری خیمہ بلند ہشت سفر برپا کرتے تھے اور سلیم شاہ کی کفش اور ترکش کو ایک کرسی پر رکھتے تھے
سب سے پہلے لشکر کے سردار پھر منصف یعنی امین پھر اور سردار موافق ترتیب کے جھک جھک کر
اوسکو سلام کرتے تھے اور بڑے ادب کے ساتھ اپنے اپنے موقع پر قرینہ سے بیٹھتے تھے پھر منشی
آکر اوس حکمنامہ کو جو کم و بیش اسی جزو کاغذ پر ہوتا تھا اول سے آخر تک پڑھتا تھا ہر مسئلہ مشکل مع
جمیع شقوق کے اوسمین بتفصیل مذکور ہوتا تھا اوسی کے موافق سب عملدرآمد کرتے تھے اور اگر اتفاقاً کوئی
امیر ایک امر بھی اوسکے خلاف کرتا تھا تو فوراً منشی سلیم شاہ کو اوسکی اطلاع دیتا تھا اور وہ امیر مع اپنے
خیل و تبار کے سزا پاتا تھا سلیم شاہ کے آخر زمانہ تک یہی دستور رہا جناب مصنف مرحوم لکھتے ہین کہ مین
سنہ ۹۵۵ نوسو پچپن مین صغیر سن لڑکا تھا جو اپنے نانا کے ہمراہ فرید تاران پنج ہزاری کے لشکر کے ساتھ
بجوارہ مین جو توابعات بیانہ سے ہے گیا تھا تو مین نے یہ کیفیت اپنی آنکھ سے دیکھی تھی اور اس سے پہلے
سنہ ۹۵۴ نو سو چون ہجری مین بھی بین مین یہ معاملہ دیکھا واللہ اعلم خواجہ ویس شروانی نے جو اعظم ہمایون کی گوشمالی کو گیا
ہوا تھا دھنکوٹ کی حد پر نیازیون کے مقابلہ مین شکست پائی اور اعظم ہمایون نے قوت پاکر
سرہند تک اوسکا تعاقب کیا سلیم شاہ نے دوبارہ ایک بھاری لشکر اوسکے مقابلہ کے لیے بھیجا

اوسی موقع پرلڑائی ہوئی اس مرتبہ نیازیون نے شکست فاش پائی اوراونکی بعضی عورتین بھی قید ہوگئین
سلیم شاہ نے اونکو بیعزت کرکے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا اور علم اور سراپردہ اور تمام اسباب
سلطنت نیازیون کا جولوٹ مین آیا تھا وہ سلیم شاہ نے رنڈیون کو عنایت کیا اوراون رنڈیون مین سے
کسی کو اعظم ہمایون اور کسیکو سعید خان اور کسی کو شہباز خان خطاب دیا اونکے دروازون پر نوبت کے وقت
نقارے بجتے تھے اور دماغ اونکے آسمان پر تھے اور یہ سب شب جمعہ کو موافق دستور کے سلیم شاہ کے
سلام کے لیے جایا کرتی تھین تو نقیب آواز بلند سے کہتے تھے کہ بادشاہ ہم نظر دولت اعظم ہمایون خان
نیازی اور سعید خان نیازی اور شہباز خان نیازی دعا کہتا ہے مگر یہ بات پٹھانون کو بہت ناگوار ہوئی تھی
کیونکہ وہ سب ایک ہی برادری اور قبیلہ کے تھے بعضے کہتے ہین کہ یہ خطاب اور علم اور نقارے رنڈیونکو
اول مرتبہ کی ہی شکست مین دیے گئے تھے اعظم ہمایون کی اس شکست کے بعد کمر ٹوٹ گئی اور پھر مقابلہ کی جرأت
نہوئی اور تمام جمعیت نیازیون کی پراگندہ ہوگئی اول اونھون نے نواحی رہتاس مین گکھڑون کے پاس
پناہ لیکر کشمیر کے پہاڑون کو جا کے امن ٹھہرایا سلیم شاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر اونکی قلع قمع کے
ارادہ پر کوچ کیا جب پنجاب مین پونہچا تو کوہستان شمالی مین مناسب مقامات تجویز کرکے مانکوٹ اور
رشید کوٹ وغیرہ پانچ قلعہ تہانہ مقرر کرنے کے لیے بنائے دوبرس تک لشکر کے پٹھان چونہ اور پتھر
ڈھوتے رہے اور چونکہ بادشاہ اس قوم سے بڑا بدگمان ہوگیا تھا اسلیے اونکو بڑی ذلت اور خواری
مین رکھا اور اس مدت مین ایک حبہ تنخواہ کا بھی ندیا جنھون نے اس مصیبت سے خلاصی پائی تھی
اونکو گکھڑون کے مقابلہ پر نامزد کیا گکھڑ موافق اپنی عادت کے دن بھر پٹھانون سے لڑتے تھے اور رات کو
چورون کی طرح اونکے لشکر مین اگر جو سامنے پڑتا تھا عورت ہو یا مرد باندی ہو یا غلام اوٹھا لیجاتے تھے
اور چندروز بڑی مصیبت سے قید مین رکھکر کہین بیچڈالتے تھے سارے پٹھان ان رسوائیون
اور ذلتون سے عاجز آگئے تھے مگر سلیم شاہ کے سامنے کچھ عرض کرنے کی کسیکو مجال نتھی آخر ایک دن
شاہ محمد فرملی نے جو ایک نامی امیرون مین سے تھا اور اوسکے مزاج مین خوش طبعی اور ہزل اور گستاخی
بہت تھی سلیم شاہ سے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہے کہ آسمان سے تین تھیلیان اوترین ایک
مین سونا اور ایک مین کاغذ اور ایک مین خاک بھری ہوئی تھی زر دفتری ہندوون کے گھر گیا کاغذ بادشاہی
خزانہ مین رہا اور خاک سپاہیون کے سرون پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ پسند آیا اور حکم کیا کہ اب جو گوالیار

لوٹینگے تو محاسب حساب کرکے سپاہیون کی دو برس کی تنخواہ ادا کردینگے مگر اس حکم کی
تعمیل نہونے پائی تھی کہ سلیم شاہ کا انتقال ہوگیا نیازیون کا انجام یہ ہوا کہ اول اونکو کشمیریون نے
جو بڑے سکار اور غدار ہوتے ہین دھوکا دیکر بلایا اور راستہ بہکا کر پہاڑون کی گھاٹیون مین ڈالدیا
اور سلیم شاہ کے اشارہ سے اونکا راستہ روک کر لڑنا شروع کیا یہان تک نیازیون کی عورتین بھی
اپنی ننگ و ناموس کے خوف سے لڑکر مرگئین چنانچہ اعظم ہمایون کی مان اور بی بی بھی مقابلہ کرکے پتھرون کے
نیچے دب مری ایک بھی اونمین کا سلامت نرہا مشہور ہے کہ شیر شاہ کے زمانہ مین ان نیازیون نے عہد و پیمان
کرکے قوم سنبل کے پٹھانون کو بلایا تھا اور پھر اپنے عہد سے منحرف ہوکر شیر شاہ کے اشارہ سے اوس
قوم کے دو ہزار آدمیون کو مع زن و بچہ کے قتل کر ڈالا تھا سو وہی معاملہ اب اونکے آگے آیا غرض کشمیریون نے
اون تینون بھائیون کو قتل کرکے سر اونکے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیے جس زمانہ مین سلیم شاہ نے
گکھڑون وغیرہ کے مقابلہ پر فوج روانہ کی تھی اور خود مالگڈھ کا قلعہ بنوا رہا تھا اوسی زمانہ مین کامران مرزا
ہمایون سے شکست کھاکر کابل سے ہندوستان مین اس توقع سے آیا کہ سلیم شاہ سے مدد لیکر
پھر مقابلہ کرے سلیم شاہ نے اپنے سارے لشکر مین سے ہیمو بقال کو چھانٹ کر پٹھانون کی ایک
جماعت ساتھ کرکے کامران کے استقبال کے لیے بھیجا یہ ہیمو بقال ابتدا مین بازار کا شحنہ تھا مگر لوگونکی
چغلیان اور مخبریان کرکے اب اعتبار کے مرتبہ پر پہنچ گیا تھا اگرچہ سلیم شاہ نے پٹھانون پر بے اعتمادی اور ہیمو پر
اعتماد ہونے کے سبب سے اس امر کو میرزا کے اعتبار کا سبب تصور کیا تھا مگر میرزا اسمین اپنی خفیت
سمجھکر اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا باوجود اسکے بھی میرزا کا گمان یہ تھا کہ سلیم شاہ ملاقات کے وقت
کچھ تعظیم و تکریم سے پیش آویگا مگر سلیم شاہ دربار عام کے روز بڑے تکبر اور فرعونیت سے تخت پر بیٹھا اور
سرمست خان افغان داؤد زئی نے جو باربکی کا منصب رکھتا تھا سب تعظیمات معمولی کے ادنی نوکرونکی طرح
مرزا کو تکلیف دی اور نا انسانیت کو کام فرماکر مرزا کی گردن کو بڑے زور سے دبایا اور کئی مرتبہ چلا کر کہا
کہ بادشاہ نظر دولت کہ کامران سعتدم زادہ کابل دعا کرتا ہے سلیم شاہ نے بڑی بے پروائی سے
مرزا کی طرف دیکھکر چھوٹنٹ سونٹ کہا کہ خوش آمدی اور اپنے سراپردہ کے نزدیک ایک ڈیرہ اور شامیانہ
اوسکے واسطے کھڑا کرایا اور ایک خلعت اور ایک کنیز اور ایک خواجہ سرا مرزا کے احوال سے خبردار
رہنے کے لیے بھیجدیا کبھی کبھی مرزا کو بلاکر کچھ شعر و سخن سنا کرتا تھا مگر صحبت بڑی ناخوشی مین گذرتی تھی

اور مرزا اون تکلفات اور تواضعات سے نہایت تنگ بلکہ اپنی زندگی سے بیزار تھا اور بھاگ جانے کا موقع ڈھونڈھتا تھا پٹھان ہندی زبان مین اوسکو چھیڑا کرتے تھے اور جب وہ دربار مین آیا کرتا تھا تو کہتے تھے کہ سور آتا ہے مرزا نے سلیم شاہ کے حضور مین ایک امیر سے پوچھا کہ سور کسکو کہتے ہین اوس نے جواب دیا کہ سور مرد عظیم الشان کو کہتے ہین مرزا نے کہا تو سلیم شاہ بہت اچھا سور ہے اور شیر شاہ اس سے بھی اچھا زیادہ سور تھا اوسوقت سلیم شاہ نے حکم دیا کہ اب آیندہ کوئی مرزا سے یہ لفظ نہ کہے اور نہ اوس سے ہنسی کرے ایک روز سلیم شاہ نے مرزا سے کسی شعر پڑھنے کی فرمایش کی مرزا نے فی البدیہہ یہ مطلع پڑھا ؎ گردش گردون گردان گردنان را گرد کرد ✤ بر سر اہل تمیز ان ناقصان را مرد کرد سلیم شاہ اوسکے کنایہ کو سمجھکر ٹال گیا اور خفیہ موکلون کو حکم دیا کہ مرزا کہین جانے نپائے مرزا نے زمینداروں کے وسیلہ سے پہاڑ کے کسی راجہ کو بہت سے وعدہ کرکے اس بات پر راضی کیا کہ اوسنے چناب کے کنارہ تک گھوڑون کی ڈاک بٹھادی مرزا رات کے وقت چادر اوڑھکر ڈیرہ سے نکل گیا نگاہبانون نے یہ سمجھا کہ کوئی عورت مرزا کے محلسرا سے جاتی ہے بعد ازان مرزا گھوڑے پر سوار ہوا اور دریا اوترکر اوس راجہ کے پاس پونہچا اور وہان سے برقع اوڑھکر اور ایک جلودار ساتھ لیکر راجہ کے آدمیون کے ساتھ چلدیا جب موضع گھری مین بہت کے کنارہ پر پونہچا رات کو وہان مقام کیا وہ موضع سلطانپور قریب رہتاس کے قلعہ سے تین کوس پر واقع ہے کسی نے سلطان آدم حاکم سلطانپور کو خبر کی کہ ایک مغل کی عورت فلانی جگہ تنہا ایک جلودار کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے صبح کو وہان سے چلدیگی سلطان آدم نے کیفیت دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجے جب تحقیق حال معلوم ہوگیا تو خود مرزا کی ملاقات کو گیا مرزا نے سلطان آدم سے بڑی خوشامد کرکے عہد و قول اس بات پر لیا کہ مجھکو میرے مقام پر پونہچادے سلطان آدم نے اس امر کو قبول کرلیا ہمایون بھی وہان سے قریب آگیا تھا سلطان آدم نے ہمایون کو اس مضمون کی عرضی لکھ بھیجی اور مرزا کی جان بخشی چاہی ہمایون نے فرمان اوسکی التماس کے موافق لکھ بھیجا اور دو برس کے بعد مرزا کو بلاکر نیشتر اوسکی آنکھون مین لگاکر مکہ معظمہ کو رخصت کیا اور لفظ نیشتر ہی اس واقعہ کی تاریخ ہوا یہ سارے قصہ تاریخ اکبرنامہ اور تاریخ نظامی مین تفصیل سے مذکور ہین سلیم شاہ کے زمانہ کے واقعات مین سے ایک شاہ محمد دہلوی کا واقعہ ہے جسکا مجملاً بیان یہ ہے کہ شاہ محمد شیر شاہ کے زمانہ مین ولایت سے ہندوستان مین آیا اپنے آپ کو سید کہتا تھا مگر لوگون کو اوسکی سیادت مین

کچھ کلام تھا اوسنے اپنی وضع اور ڈھنگ مشائخ کی سی بنائی تھے اور حقیقت مین بالکل مکر تھا مگر شیر شاہ اوسکی
ولایت کا قائل تھا سلیم شاہ بھی ایام شاہزادگی سے اوسکا بڑا معتقد تھا اور اوسکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے لیے
سلطنت کی فال لیا کرتا تھا اور یہان تک ارادت رکھتا تھا کہ اوسکی جوتیان اوٹھاتا تھا مشہور ہے کہ ایک روز
ایک ٹوکرا خربزون کا بھرا ہوا کوئی شخص شاہ محمد کے واسطے لایا تھا اتفاقاً اسی وقت سلیم شاہ بھی پہنچگیا
شاہ محمد نے اوس سے کہا کہ اس ٹوکرے کو چتر بادشاہی اعتبار کرکے ہمنے تجھکو دیا اوٹھا سر پر رکھ اور چل
سلیم شاہ نے اوسکو بے تکلف اوٹھالیا اور اپنے لیے نیک فال سمجھی مگر آخر مین اس قسم کی باتین اوسکو
ناگوار معلوم ہوتی تھین اور ہمیشہ اوس سے ناراض رہتا تھا اوسکے زمانہ مین اور دو سید عالی نسب ہندوستان
مین آئے یہ دونون بڑے عابد و زاہد اور خوش خلق اور وجیہ تھے اونمین سے ایک جو خادم تھا اوسکا نام
ابوطالب تھا اور دوسرا اوسکا بھتیجا شمس الدین نامی مخدوم تھا یہ دونون ولایت عراق سے پنجاب مین
سلیم شاہ کے لشکر مین پہنچے اور وہان سے دہلی مین آکر کسی محلہ مین ٹھہرے سب خاص و عام اونکی طرف
رجوع ہوئے میر ابوطالب فن طب مین ایسا کامل تھا کہ اکثر مریضون کو اوسکے علاج سے شفا ہوتی تھی اور
قطع نظر اور قسم کی فتوحات کے اسطور پر بہت سی نذر و نیاز اونکو حاصل ہوتی تھی اور یہ مشہور تھا کہ نگین حضرت
مرتضی رضی اللہ عنہ کا اونکے پاس ہے اور اوسکا یہ خاصہ تھا کہ جسکے دل مین شک ہوتا تھا اوسکو اوس
نگین کے سامنے اچھی طرح نظر نہین آتا تھا واللہ اعلم محمد شاہ کی اون سے پہلے بھی جان پہچان تھی
اس سبب سے اوسنے یہ چاہا کہ اپنی بیٹی کا میر ابوطالب کے ساتھ نکاح کردے مگر میر ابوطالب نے
یہ امر قبول نکیا اس سبب سے لوگ شاہ محمد کے سید ہونے مین اور زیادہ بدگمان ہوگئے آخر شاہ محمد نے
اون دونون کو اپنی ہی حویلی مین بلاکر ایک محفوظ جگہ مین ٹھہرایا اور اونکی خدمت شروع کی ایک مدت تک
یہی کیفیت رہی بعد چند روز کے پچھلی رات کو چند آدمی مسلح شاہ محمد کے بالاخانہ سے اوترے اور اون
دونون کو جو اوسوقت تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے شہید کیا صبح کو حاکم شہر نے آکر شاہ محمد سے صورتحال
دریافت کی اوسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین اس معاملہ سے محض ناواقف ہون خدا جانے اونکے
قاتل کون ہین اور اسی مضمون کا ایک محضر اکابر کی مہرون سے مرتب کرکے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا
سلیم شاہ نے مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطان پوری کو جو شیخ الاسلام اور صدر الصدور تھے
اس معاملہ کی تحقیقات کے لیے دہلی مین بھیجا اور ہر طرف فرمان بھیجکر اوس زمانہ کے علما کو مثل میان حاتم سنبھلی

اور میان جمال خان مفتی وغیرہ نے ہر طرف سے بلوایا وہ نہینچنے تک اس معرکہ کی تحقیقات درپیش رہی آخر
بعد بہت سی قیل وقال کے قیاس و قرینہ سے یہی معلوم ہوا کہ شاہ محمد نے ہی لوگون کو اونکے قتل کے لیے
مقرر کیا تھا چنانچہ اونھون نے اس کیفیت سے سلیم شاہ کو مطلع کیا شاہ محمد کو جو اوس عزت سے اس خواری تک
پونہچا تھا اس کشاکش کا تحمل نہوا اور جواب آنے سے پہلے ہی اوسنے فصد کھلوائی اور اوسپر دہی پیکر مر گیا
بعضے کچھ اور بھی کہتے ہین سب پر یہ بات کھل گئی کہ ساری اوسکی عبادتین اور ریاضتین مکر کی تھین یہ حادثہ
۹۵۶ نوسو چھپن مین واقع ہوا دوسرا واقعہ اوس زمانہ کا شیخ علائی مہدوی بیانہ کا حال ہے اور وہ بالکل
سید سولہ کے قصہ کے مطابق ہے جسکا ذکر سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے احوال مین ہو چکا
مجملاً بیان اس قصہ کا یہ ہے کہ شیخ علائی کا باپ حسن نامے بنگالہ کے مشائخون مین سے تھا اتفاقاً وہ اور
اوسکا چھوٹا بھائی شیخ نصر اللہ جو بڑا عالم تھا کعبۃ اللہ کی زیارت کو گئے اور وہان سے لوٹکر جب
ہندوستان مین آئے تو بیانہ مین اقامت کی وَجَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اوس سال کی تاریخ ہوئی بڑا بھائی
مریدون کی ارشاد و ہدایت مین اور چھوٹا بھائی درس و تدریس مین مشغول ہوا شیخ علائی شیخ حسن کی
ساری اولاد مین نیکبخت زیادہ تھا اور تقویٰ اور صلاحیت کے آثار بچپن مین ہی اوسکے چہرہ سے ٹپکتے تھے
چند روز مین اوسنے تمام علوم ظاہری اور باطنی باپ کی خدمت مین حاصل کیے اور قوت طبع اور صفائی ذہن سے
سرمایہ کامل پیدا کرکے تدریس و افادہ مین مشغول ہوا بعد انتقال باپ کے علوم ظاہری کی بحث کو ترک کرکے
سجادہ نشین اور زہد اور عبادت اور ارشاد اور تلقین مین اپنے اوقات صرف کرنے لگا مگر ابھی تک کسی قدر
تقاضاے نفس امارہ اوسکی طبیعت مین باقی تھا اور یہ بات چاہتا تھا کہ کسی اور شیخ کا مرید اور اوسکے مرتبہ سے
بڑہ جاوے چنانچہ اوسنے ایک مرتبہ [illegible] اوتار کر ذلیل کیا اور قسمت
تک مقدمات لی شیخ علائی کا یہ تھا کہ [illegible] ایک [illegible] شیخ [illegible] شیخ علائی کے
بھائی اگرچہ عمر مین اوس سے بڑے تھے مگر شیخ مذکور کی بزرگی کے سبب سے سب نے اوسکی اطاعت
اختیار کی تھی اور اوسکے [illegible] میان عبداللہ نیازی پٹھان جو حضرت
شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ [illegible] تھے اور آخر کار ان سے اجازت لیکر فریج کو گئے تھے
وہان اونھون نے [illegible] کے ذکر [illegible] اوس طریقہ کا پتا لگایا اور میر سید محمد جونپوری کے جنہون نے
امام مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا معتقد ہو گئے اور مہدوی مذہب اختیار کرکے ہندوستان مین

تشریف لائے اور بیانہ مین آبادی سے دور ایک باغ کے گوشہ مین حوض کے کنارہ سکونت اختیار کی اور
پانی کے گھڑے بھر کر اپنے سر پر رکھکر لیجایا کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوجاتا تھا تو جو لکڑ ہیرے اور
کسان وغیرہ لوگ اودھر کو راستہ چلتے تھے سب کو اکٹھا کر کے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور
جس کسی کو کچھ تامل ہوتا تھا اوسکو کچھ اپنے پاس سے دیکر جماعت کی ترغیب دیتے تھے غرض یہ ثواب
ہاتھ سے نہ کھوتے تھے شیخ علائی نے اونکا طریقہ بہت پسند کیا اور اپنے خادمون سے کہا کہ دین وایمان
اسی کا نام ہے جو میان عبد اللہ نیازی کا برتاو ہے اور جس روش مین ہم گرفتار ہین وہ محض بت پرستی اور
زنار داری ہے اوسی وقت باپ دادون کا طریقہ چھوڑ دیا اور دکان مشیخت اور مقتدائی کی درہم برہم کر دی اور وہ
سارا اپنا غرور و تکبر بالائے طاق کیا اور جو جو لوگ اونکی پچھلی عادتون سے ناراض ہوگئے تھے اون سب کو خوشامد
اور عاجزی کر کے راضی کیا اور سب لنگر اور خانقاہ وغیرہ چھوڑ کر آزادی اختیار کی اور جسقدر اسباب دنیوی مہیا تھا
یہان تک کہ کتابین بھی غرض سب کچھ محتاجون کو دے دیا اور بی بی سے کہا کہ اگر فقر و فاقہ تجھکو منظور ہو تو
بسم اللہ میرے ساتھ رہ ورنہ اپنا حصہ اس مال مین سے لیلے اور تو مختار ہے جہان چاہے وہان رہ مگر وہ
اوسی فقر و فاقہ پر نہایت خوشی سے رضامند ہوگئی غرض شیخ مذکور نے میان عبد اللہ کی خدمت مین جا کر
طریقہ پاس انفاس کا سیکھا اور جس ذکر کا اونکے خاندان مین برتاو تھا شغل کیا اور قرآن شریف کی معانی
اور اوسکے نکتے اور دقیقے بہت جلد اونپر کھل گئے سارے اونکے خادم جو بعضے گھر باری آدمی اور بعضے مجرد تھے
محض توکل پر ثابت قدم ہوکر اونکی خدمت مین مصروف ہوئے اور طریقہ ذکر و شغل تعلیم پانے لگے
انمین تین سو آدمی خانہ دار تھے اکثر یہ لوگ کوئی پیشہ یا تجارت نکرتے تھے اور جب کچھ کہین سے کسیکو ملجاتا تھا
سب برابر بانٹ کھاتے تھے اور اگر شاذ و نادر کوئی شخص کچھ کسب بھی کرتا تھا تو دسوان حصہ اوسکا ضرور خدا کی راہ
مین صرف کر دیتا تھا بعد نماز فجر کے اور ایک اور وقت کسی نماز کے بعد ہر روز دو وقت سب چھوٹے بڑے
ایک دائرہ مین جمع ہوکر قرآن کی معانی سنا کرتے تھے شیخ علائی کی وعظ مین ایسا اثر تھا کہ جو کوئی ایک مرتبہ بھی
سن لیتا تھا سارے گھر بار اور بال بچون کو چھوڑ کر اونکی خدمت مین آجاتا تھا اور پھر کسی کسب و کار کے گرد
نہ پھٹکتا تھا یہ سب لوگ ایسے متوکل تھے کہ اگر بھوک کے مارے دم بھی نکل جاتا تھا تو دم نہ مارتے تھے
جو شخص غیر بھی اونکی صحبت مین جا بیٹھتا تھا تو اگر زیادہ توفیق نہوتی تھی تو اپنے گناہون سے تو ضرور توبہ
کر لیتا تھا اکثر کو یہ دیکھا گیا کہ رات کو اپنے کھانے پکانے اور استعمال کے برتن اوسلئے کہ رکھدیتے تھے

یہانتک کہ نمک اور آٹا بلکہ پانی بھی اونکے پاس نہوتا تھا اور محض اللہ کی رزاقی پر بھروسا کر لیتے تھے صبح کو خداوند کریم
کہین سے پونہچا دیتا تھا مگر باوجود ہتھیار اور لڑائی کا سامان مخالفون کے دفع کرنے کے لیے ہر شخص کے پاس
موجود رہتا تھا اسی سبب سے جو غیر شخص اونکو دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ مالدارون مین قناعت نہین یہ لوگ جس جگہ
شہر و بازار مین کوئی بات خلاف شرع دیکھتے تھے جبراً و قہراً اوس سے روک دیتے تھے اور کچھ حکام کا خیال نکرتے تھے
اور اکثر غالب ہی رہتے تھے شہر کے حاکم جو اونکے معتقد تھے وہ تو ہر طرح اونکی مدد و معاونت ہی کرتے تھے
اور جو منکر تھے وہ ڈر کے مارے کچھ نہ کہتے تھے یہانتک نوبت پونہچی کہ باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو
اور جورو خاوند بیبی کو چھوڑ کر اوس مہدوی دائرہ مین داخل ہوئے شیخ علائی کے ان معاملات اور ہجوم
میان عبداللہ کی اوقات مین خلل ہونے لگا اور وہ اس غوغا کے متحمل نہو سکے تو ایک مرتبہ اونھون نے
شیخ مذکور سے ملامت اور نصیحت کے طور پر کہا کہ یہ باتین ہمیشہ نہین رہتین اور اس زمانہ کے لوگون کو
حق بات کڑوی معلوم ہوتی ہے تمکو اون لوگون کے روک ٹوک سے کیا غرض ہے یا تو خاموش ہو کر
ایک گوشے مین بیٹھ رہو یا سفر حج پر کمر باندھو تب شیخ علائی اپنی اوسی وضع اور حالت کے ساتھ چھ سو سات سو
آدمی اپنے ساتھ لیکر اس غرض سے گجرات کی طرف روانہ ہوئے کہ شاید وہان طریقہ مہدویہ کے کسی مقتدا کی
صحبت حاصل ہو جب وہ بیانہ سے کوچ کر کے قصبہ بساور مین پونہچے تو مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ میرے والد مرحوم مجھکو بھی اونکی خدمت مین لیگئے تھے اور چونکہ مین اوس زمانہ مین بہت بچہ تھا اسی سبب سے
اب مجھکو اونکی صورت کچھ وہم و خیال سی یاد ہے جب شیخ علائی جودھپور کے قریب خواص پور مین پونہچے تھے
تو خواص خان جو اوس سرحد پر متعین تھا استقبال کے لیے آیا اور اونکے معتقدون مین داخل ہوا مگر چونکہ
خواص خان صوفیون کے جلسہ مین راگ سنا کرتا تھا اور کچھ سپاہیون کا حق غصب کر لیا کرتا تھا شیخ علائی
کل منہیات کے مانع تھے اسواسطے اوس سے موافقت نہوئی اور کچھ ایسے سبب واقع ہوئے کہ شیخ علائی
پھر بیانہ کو واپس آئے جب سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور شیخ کا قصہ اوسکے کانون تک بھی
پونہچا تو اوسنے مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطانپوری کے بہکانے سے میر سید رفیع الدین محدث اور
ابوالفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کر کے شیخ علائی کو بیانہ سے بلوایا چنانچہ وہ اپنے چند خاص مریدونکو ساتھ
جو ہر وقت زرہ پہنے اور ہتھیار باندھے رہتے تھے درگاہ مین آئے اور جو بادشاہون کے دربار مین آداب
طریقے ہین کسی کے پابند نہوئے اور موافق طریقہ مسنون کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا سلیم شاہ نے

بڑی کراہیت سے جواب دیا اور یہ حرکت شیخ کی سلیم شاہ کو اور سارے امیرون کو ناگوار ہوئی مخدوم الملک نے
اس سے پہلے بادشاہ کو یون بہکایا تھا کہ شیخ علائی مہدویت کا دعوی کرتا ہے اور امام مہدیؑ تمام جہان کے
بادشاہ ہون گے تو ضرور ہے کہ اسکا ارادہ بھی خروج و بغاوت کا ہوگا اسلیے یہ شخص واجب القتل ہے ان
عیسی خان حجاب نے جو بڑا ایک مقرب امیر تھا شیخ علائی کو شکستہ حال پھٹے ہوئے کپڑے ٹوٹی ہوئی جوتیان
پہنے دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ شخص اس حال اور ہیئت سے ہمسے بادشاہی لینا چاہتا ہے کیا ہم پٹھان مر گئے ہین
غرض شیخ علائیؒ نے گفتگو شروع ہونے سے پہلے اپنی عادت کے موافق قرآن کی چند آیتون کا ایسی
اچھی تقریر سے وعظ کہا اور اوسمین دنیا کی مذمت اور احوال قیامت اور اپنے زمانہ کے علماے دنیادار
بدعمل کی اہانت بیان کی کہ سلیم شاہ اور اوسکے مقربون کے دلون پر باوجود سنگدلی اور قساوت قلبی کے
ایسا اثر ہوا کہ انکھون سے آنسو جاری ہوگئے پھر سلیم شاہ اوٹھکر اندر محلسرا کے چلا گیا اور وہان سے شیخ علائی
اور اونکے ساتھیون کے لیے کھانا بھیجا مگر شیخ علائی نے نہ وہ کھانا کھایا نہ جب سلیم شاہ آیا تو اوسکی
تعظیم کی اور اپنے یارون سے کہدیا کہ جس کسی کا جی چاہے یہ کھانا کھالے جب سلیم شاہ نے اوس سے پوچھا
کہ تمنے کھانا کیون نہ کھایا تو اونھون نے جواب دیا کہ تمنے جو اپنے حق سے زیادہ خزانہ کا روپیہ خلاف شرع
اپنے تصرف مین کیا ہے وہ حقیقت مین سب مسلمانون کا حق ہے تمہاری ملکیت نہین اور کھانا بھی تمہارا
اسی قسم کا ہے سلیم شاہ یہ سنکر بھی غصہ کو ٹال گیا بعد ازان علماے نے شیخ علائی سے مہدویت کے مسئلہ مین
گفتگو شروع کی مگر شیخ علائی اپنی قوت تقریر سے سب پر غالب رہے میر سید رفیع الدین صفوی نے جنکا انتقال
سنہ نوسو چون ۹۵۴ مین ہوا ہے وہ حدیثین بیان کین جنمین حضرت امام مہدیؑ موعود کی علامتین مذکور ہین شیخ نے
جواب مین کہا کہ تم شافعی مذہب ہو اور ہم حنفی مذہب ہین ہمارے تمہارے اصول مین بڑا فرق ہے اور
تمہاری توجیہین اور تاویلین ہمکو تسلیم نہین پھر کیونکر تمہاری استدلال کو ہم قبول کرین اور ملا عبد اللہ تو
بات بھی نہین کہہ سکتا تھا اور شیخ نے اوس سے کہا کہ تو دنیادار فاسق ہے اور عدالت کے دائرہ سے خارج ہے
علانیہ تیرے گھر سے باجون کی آوازین لوگ سنتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جو مکھی نجاستون پر بیٹھتی ہے
وہ بدرجہا اوس عالم سے بہتر ہے جو بادشاہون اور امیرون کی خوشامدون مین مصروف ہو اور اسی قسم کی
بہت سی اہانتین بدعمل عالمون کی بیان کین اور آیتون اور حدیثون سے اوسکو ثابت کیا یہان تک کہ ملا عبد اللہ کو
دم مارنے کی مجال نرہی اتفاقاً ایک روز اسی بحث مین ملا جلال بھیم دانشمند ساکن آگرہ نے وہ حدیث جسمین

امام مہدی علیہ السلام کا حلیہ مذکور ہے پڑھی اور اوسمین لفظ اَجلی الجبہۃ جیم کے فتحہ اور لام کی تشدید سے جو جلال سے مشتق جلیل کی تفضیل ہے پڑھا یہ سنکر شیخ علائی نے تبسم کیا اور کہا کہ عوام الناس مین تو اپ آپکو بڑا عالم مشہور کرتا ہے حالانکہ عربی کی عبارت بھی صحیح نہین پڑہ سکتا پھر حدیث کے نکتون اور دقیقون اور اشارون کو کیا خاک سمجھے گا یہ لفظ صحیح اَجلی الجبہۃ جو جلی کی تفضیل ہے نہ تیرے نام جلال کی چنانچہ وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ پھر دم نمارا اور مشہور ہے کہ شیخ مبارک بھی اس مجلس مین موجود تھا اسی سبب سے اوسکو بھی مہدوی مذہب کہنے لگے تھے سلیم شاہ شیخ علائی کی تقریر پر فریفتہ ہوگیا اور اون سے کہا کہ تم ہمیشہ قرآن کا وعظ مجھکو سنایا کرو مگر مہدوی مذہب کو چھوڑ دو اور آہستہ میرے کان مین اس سے انکار بیان کردو تو مین تمکو تمام اپنے ملک کا محتسب مقرر کرون اور آج تک تم امر معروف اور نہی منکر بے میری اجازت کے کیا کرتے تھے آیندہ کو تم میری اجازت سے کیا کرو ورنہ علما نے تمہارے قتل کا فتوی دیا ہے مگر مین لحاظ کرتا ہون اور تمہارا خون بہانا نہین چاہتا شیخ اس فضول دعوی مین جو ضروریات دین سے بھی نہ تھا ایسا متعصب تھا کہ ہرگز سلیم شاہ کا کہنا قبول نکیا اور جواب دیا کہ تمہاری باتون مین آکر مین اپنا اعتقاد کیونکر بدل دون اسی اثنا مین ہر روز سلیم شاہ کو یہ خبرین پہنچتی تہین کہ آج فلانا سردار شیخ کا مرید ہوا اور آج فلانا امیر اونکے معتقدون مین داخل ہوا اور دنیا کے تعلقات ترک کردیے اور ملا عبداللہ وساہم سلیم شاہ کو شیخ علائی کے قتل پر ترغیب دیتا تھا آخر سلیم شاہ نے شیخ کو یہ حکم دیا کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ اور دکن مین سکونت اختیار کرو چونکہ ملک دکن مین مہدوی مذہب کا بہت رواج تھا اور شیخ مدت سے وہان جانے کا شائق تھا یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور بے تکلف اوس ملک کی طرف روانہ ہوا اور سرحد دکن پر ہندیہ مین پہنچا وہانکا حاکم بہار خان جسکا لقب اعظم ہمایون شروانی تھا اون کا معتقد ہوکر اوسی طریقہ مین داخل ہوا اور ہر روز اونکا وعظ سنا کرتا تھا اور اوسکا آدھا لشکر بلکہ زیادہ شیخ کا معتقد ہوگیا مخبرون نے سلیم شاہ کو یہ خبرین پہنچائین اوسکو یہ بات بہت ناگوار ہوئی مخدوم الملک کو تو شیخ علائی سے دلی عداوت ہمیشہ سے تھی اوسنے اور بہت سی جھوٹی باتین ملاکر سلیم شاہ کو بہت بھڑکایا چنانچہ سلیم شاہ نے شیخ علائی کے بلانے کا فرمان صادر کیا اسی اثنا مین سلیم شاہ آگرہ سے پنجاب کو نیازیون کا فتنہ دفع کرنے کو گیا جب بیانہ کے محاذی ہر دو مین پہنچا تو مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے کہا کہ شیخ علائی کا تو ایک ادنی فتنہ تھا اوس سے تو نجات ملی ہے مگر بڑا فتنہ شیخ عبداللہ نیازی کا جو شیخ کا مرشد اور سارے نیازیون کا پیر ہے اور ہمیشہ تین سو چار سو آدمیون کے ساتھ مسلح بیانہ کے پہاڑون مین فساد کرتا پھرتا ہے ابھی اوسی طرح قائم ہے

یہ سنکر سلیم شاہ کے دل مین جو نیازیون کے خون کا پیاسا تھا آگ لگ گئی اور اوسیوقت میان بہوہ حاکم بیانہ کو
حکم بہیجا کہ شیخ عبد اللہ کو فوراً حضوری مین روانہ کردو میان بہوہ شیخ عبد اللہ کے بڑے معتقدون مین سے تھا
اوسنے جاکر شیخ سے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ اس ملک سے کسی طرف کو ٹل جاوین تو شاید بادشاہ پھر تمہارا
خیال بھول جاوے گا اور مین بھی یہان سے کوئی عذر معقول لکھ بہیجونگا مگر شیخ عبد اللہ نے یہ بات قبول نکی اور
کہا کہ یہ بادشاہ میرے خیال کو کبھی نہین بھولیگا اور مخدوم الملک ہمیشہ موقع کا منتظر رہتا ہے پھر اگر کسی دور جگہ سے
بادشاہ مجھکو بلاوے اور مجھکو سفر عظیم کی مصیبت اوٹھانی پڑے اس سے بہتر یہی ہے کہ اب جو بادشاہ یہان
دس کوس پر سے یہین حاضر ہو جاؤن اور جو حق تعالی کا حکم ہوگا وہ ضرور ہو کر رہے گا غرض راتون رات شیخ عبد اللہ
روانہ ہو کر لشکر مین پونہچے اور صبح کو جسوقت کہ سلیم شاہ کوچ کے ارادہ پر سوار ہوتا تھا شیخ عبد اللہ نے سلام علیک کی
میان بہوہ نے زبردستی اونکی گردن ٹیڑہی کردی اور کہا اے شیخ بادشاہون کو اس طرح سلام کیا کرتے ہین
شیخ نے بہوہ کی طرف تندی کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ جو سلام کہ سنت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
صحابہ کو کیا کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ کو کیا کرتے تھے وہ یہی طریقہ ہے جو مین نے کیا
سوا اسکے مین اور کوئی سلام نہین جانتا سلیم شاہ نے غصہ ہو کر پوچھا کہ علائی کا پیر یہی ہے ملا عبد اللہ جو موقع کی
گہات مین تھا کہنے لگا کہ یہی ہے تب سلیم شاہ کے اشارہ سے لوگون نے اوس بیچارے کو بہت سی لات اور گھونسے
اور لکڑیان اور کوڑے مارے شیخ کو جبتک ہوش رہا یہ آیت پڑہتے رہے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا
فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ سلیم شاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے
ملا عبد اللہ نے کہا کہ مجھکو اور تمکو کافر کہہ رہا ہے سلیم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا اور اونکو اور زیادہ ایذا دی غرض
سلیم شاہ ایک گھنٹہ سے زیادہ سوار کھڑا رہا اور اوس مظلوم کو بیگناہی کی سزا دیتا رہا جب جان لیا کہ اونکا دم نکل گیا
تب چھوڑ کر چلدیا شیخ مین کچھ جان باقی تھی اوسی وقت لوگون نے اونکو چمڑے مین لپیٹ کر ایک رات دن تک
آگ کی گرمی مین رکھا تب اونکے ہواس ٹھکانے ہوئے یہ حادثہ ۹۵۵ھ نو سو پچپن مین ہوا بعد ازان شیخ مذکور نے
بیانہ کو چھوڑ کر سیاحت قبول کی اور ایک مدت تک افغانستان رہے اور ایک مدت تک پٹن مین بجوارہ کی
سرحد پر انبیر اور انبیر سر کے درمیان مین رہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اہل قیل و قال کی صحبت کا یہ ثمرہ ہوا آخر
سرہند مین آکر طریقہ مہدویہ سے توبہ کی اور سارے مہدوی مذہب والون کو اس عقیدہ سے باز رکھا
اور جس زمانہ مین اکبر اٹک کی طرف جاتا تھا اوسنے شیخ مذکور کو سرہند مین بلاکر اونکے اور اونکے بیٹون کے نام کچھ زمین

بطور معاش کے مقرر کردی تھی شیخ مذکور نے نوے برس کی عمر پاکر سنتا ہزار مین انتقال کیا اور جب سلیم شاہ
نیازیون پر فتح پاکر آگرہ مین واپس آیا تو پھر ملا عبد اللہ نے شیخ علائی کی طرف سے بادشاہ کو بھڑکایا اور کہا کہ
شیخ علائی کی نسبت اس ملک سے نکل جانیکا حکم ہوا تھا مگر وہ ہنوز یہین موجود ہے اور بہار خان اوسکا مرید و
معتقد ہے اور سارا لشکر اوسکا شیخ علائی کا فرمان بردار ہے کیا عجب جو کوئی فساد پیدا کرے تب سلیم شاہ نے
پھر شیخ علائی کو بلوایا اور ابکی مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ اس قضیہ کے فیصل کرنے کی طرف توجہ کی مگر سلیم شاہ
ملا عبد اللہ کو تو اہل غرض سمجھگیا تھا اور اور کوئی عالم دہلی سے اور آگرہ مین اس بحث کے قابل تھا اسلیے
یہ حکم دیا کہ شیخ علائی کو بہار مین شیخ بدہ طبیب دانشمند کے پاس لیجاؤ اور جو وہ حکم کرین اوسپر عمل کرو شیخ بدہ
بڑے نامی عالم تھے اور ارشاد قاضی پر ایک شرح اونھون نے بڑی معتبر لکھی ہے جو مشہور ہے اور شیر شاہ اونکا
ایسا معتقد تھا کہ جوتیان سیدھی کرکے اونکے سامنے رکھا کرتا تھا غرض شیخ علائی جب وہان پہونچے
تو شیخ بدہ طبیب کے گھر مین سے گانے بجانے کی آواز آرہی تھی اور بعضی اور خلاف شرع باتین بھی جنکا ذکر
نامناسب ہے اونکی مجلس مین دیکھین بے اختیار شیخ بدہ کو ان حرکتون پر ملامت کی شیخ بدہ اوس زمانہ مین بہت
بوڑھے ہوگئے تھے کلام کرنے کی بھی اچھی طرح قوت نہ تھی اونکے بیٹون نے یہ جواب دیا کہ بعضی رسمین ہندوستان
مین ایسی رائج ہین کہ اگر اونسے منع کیا جاوے اور اتفاقاً اوس قریب مین کوئی نقصان جان کا یا بدن کا یا مال کا
عائد ہووے تو ہندوستان کی بیوقوف عورتین یہ سمجھتی ہین کہ یہ نقصان اوس امر کے منع ہونے کے سبب
عائد ہوا اور اس صورت مین بالکل کافر ہو جاتی ہین اور ظاہر ہے کہ کافر ہو جانے سے اونکا فاسق ہونا
غنیمت ہے شیخ علائی نے کہا کہ یہ گمان فاسد ہے کیونکہ جب اعتقاد اول سے یہ ہے کہ گناہ کو چھوڑنے سے
کوئی نقصان جان یا مال کا ہو جاتا ہے اور موافق سنت کے عمل کرنے سے آدمی مرجاتا ہے تو وہ ابتدا ہی سے
کافر ہین پھر اونکے اسلام کا لحاظ کرنا کیا ضرور ہے بلکہ صحت نکاح مین کلام ہے چنانچہ وہ سب اس تقریر سے
قائل ہوگئے شیخ بدہ طبیب نے انصاف کرکے اون سب باتون سے استغفار کیا اور شیخ علائی کی بہت
تعریف کرکے اونکی بڑی تعظیم کی اور اول اوسنے اس مضمون کا خط سلیم شاہ کو لکھا تھا کہ مہدویت کے مسئلہ پر
کچھ ایمان موقوف نہین ہے اور امام مہدی علیہ السلام کی علامات تعین کرنے مین بہت سا اختلاف ہے
اسوجہ سے شیخ علائی کے کفر یا فسق کا حکم نہین ہو سکتا کمال یہ ہے شبہ اونکا مٹا دینا چاہیے یہان کتاب
کمیاب ہے اور وہان کے عالمون کے کتبخانون مین بہت سی کتابین ہونگی اسلیے اس مسئلہ کی وہین

تحقیق کرنا چاہیے مگر شیخ بدہ طبیب کے بیٹون نے سمجھایا کہ ملا عبد اللہ مخدوم الملک صدر الصدور ہے آپ اوسکی مخالفت کرتے ہین بیشک بادشاہ اس صورت مین آپ کو طلب کریگا اور اس ضعیفی مین یہ سفر عظیم دشوار ہوگا اس سبب سے وہ خط بھیجنا موقوف رہا اور اونھون نے شیخ بدہ سے پوشیدہ اونکی طرف سے سلیم شاہ کو ملا عبد اللہ کی خوشامد کا خط لکھ بھیجا اور اوسمین یہ لکھا کہ آج ملا عبد اللہ مخدوم الملک بڑا عالم محقق ہے جو وہ فتوی دے وہی ٹھیک ہے اوس زمانہ مین سلیم شاہ پنجاب مین تھا مقام بن مین پھر شیخ علائی اوسکے پاس پہونچے اور وہ خط بھی پہونچا سلیم شاہ نے اوس خط کو پڑھکر شیخ علائی کو پاس بلاکر کہا کہ مہدویت کے دعوی سے توبہ میرے کان مین کہدو پھر جہان چاہو وہان رہو مگر شیخ علائی نے نمانا تب سلیم شاہ نے ملا عبد اللہ سے کہا کہ اب تمکو اختیار ہے یہ کہکر اپنے سامنے شیخ علائی کے کوڑے مارنیکا حکم کیا اتفاقا شیخ علائی کی گردن مین طاعون کا پھوڑا تھا جسین پاچہ اوپر ایک بڑی بتی رکھی جاتی تھی اور اون دنون مین یہ وبا عام تھی اور سوا اسکے مشقت سفر سے بھی بہت مضمحل ہوگئے تھے غرض تیسرے کوڑے مین اونکی جان نکل گئی بعد ازان اونکی نعش کو ہاتھی کے پانون مین باندہ کر پھرایا اور دفن کرنے کی ممانعت کی اتفاقا اوسی وقت آندھی اس زور کی چلی کہ لوگون کو قیامت آجانیکا گمان ہوا تمام لشکر مین اونکے ماتم کا شور ہوا اور لوگون کو یقین ہوگیا کہ اب سلیم شاہ کی دولت کو زوال آیا اور اسقدر اونکے جنازہ پر لوگون نے پھول ڈالے کہ اونکا بدن اوسکے نیچے چھپ گیا گویا پھولون کی قبر بن گئی اور اسکے بعد سلیم شاہ کا زمانہ دو برس بھی قائم نرہا اور یہ قصہ بعینہ مثل قصہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے ہوگیا کہ سیدی مولہ کے قتل کی اوسنے بھی بہت جلد سزا پائی تھی بلکہ سلیم شاہ کو اوس سے بھی جلدی سزا مل گئی یہ سارا فساد ملا عبد اللہ کا تھا اور وہ واقع مین فقیرون سے بڑی عداوت رکھتا تھا یہ حادثہ ۹۵۷ نو سو ستاون مین ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اوس زمانہ مین دس برس کی عمر تھی اور اوسی عمر مین مین نے یہ دو تاریخین کہ اونکی شہادت کی لکھی تھین اول ذاکر اللہ اور دوسری سقٰھم ربھم شرابا اور ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا خواص خان کا قتل ہونا ہے مجملا اوس قصہ کا بیان یہ ہے کہ جب خواص خان لڑائی مین نیازیون کے ساتھ سے بھاگ کر پہاڑون کی طرف چلا گیا تو سلیم شاہ نے تاج خان کرانی کو جو سلیمان کرانی کا بھائی تھا اور پٹھانون مین بڑا عالم و فاضل تھا اوس طرف متعین کیا اور مقام بن سے اوسکو یہ لکھ بھیجا کہ اگر اور طرح ممکن نہو تو دھوکا دیکر اور قول و قسم کرکے خواص خان کو بلاؤ اور قتل کردو چنانچہ تاج خان سے جب اور کوئی تدبیر اوس طرف کے انتظام کی

ممکن نہوئی تو اوسنے سلیم شاہ کی طرف سے قول و قسم کا فرمان خواص خان کے پاس بھیجا خواص جو سیدھا سادا
مسلمان تھا اوس قول و قسم پر اعتماد کرکے تاج خان کے پاس آگیا تاج خان نے فوراً اوسکو قتل کرکے سر اوسکا
سلیم شاہ کے پاس قصبہ بن مین بھیجدیا لوگون نے اول اوسکے جسم کو قصبہ سرستی مین جو توابعات سنبھل سے ہے
دفن کرکے پھر دہلی مین لاکر دفن کیا یہ حادثہ سنہ نو سو اونسٹھ ۹۵۹ مین واقع ہوا اور مصیبت بعالم شد اوسکی تاریخ ہے
خواص خان کی عالی ہمتی کا ایک قصہ یہ ہے کہ جب شیر شاہ کے ساتھ وہ کالپی مین پہونچا تو اوسنے دو لاکھ روپیہ
وہان کے حلوائیون کو دیے تاکہ ہمیشہ رنتھمبور پر مصری بھیجتے رہین اور اسی طرح بیانہ مین جتنے آمون کے
باغ تھے سب کا روپیہ اوسکے مالکون کو دیدیا اور یہ حکم دیا کہ ہمیشہ وہ آم امیرون اور غریبون کے گھر بطور تحفہ
بھیجا کرین اسی اثنا مین شیر شاہ کا انتقال ہوگیا اور سلیم شاہ نے چوبیس ہزار روپیہ اسی حساب کی بقایا کے
خواص خان سے واپس کرکے اپنے خزانہ مین داخل کیے اسی سال مین شیخ جمالی کنبوہ دہلوی کے بیٹے
شیخ عبد الحی کا جو بڑے فاضل اور شاعر تھے اور سلیم شاہ کے اخص الخواص مصاحب تھے انتقال ہوا اسید شاہ
متوطن آگرہ نے اونکی وفات کی یہ تاریخ لکھی تھی [illegible] وقتیکہ درمیان نبود [illegible]
ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا یہ ہے کہ جس زمانہ مین سلیم شاہ قصبہ بن مین مقیم تھا تو ایک روز عصر و مغرب کے
درمیان مین اپنی عادت کے موافق تنہا کسی سواری مین بیٹھا ہوا قلعہ مان گھر کی سیر کو جو وہان سے پانچ چھ کوس تھا
جاتا تھا اتفاقاً کسی نے وادہائی کے بہانہ سے قریب آکر اسپر حملہ کیا اور تلوار اوسکی بغل مین چھپی ہوئی تھی
فوراً سلیم شاہ کے ایک ہاتھ لگایا سلیم شاہ نے پھرتی سے اوسکو کوڑے پر روکا چنانچہ دستہ اوسکا کٹ گیا
اور سلیم شاہ کے کچھ زخم بھی آیا وہ دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ سلیم شاہ چالاکی سے کود کر اوسکو لپٹ گیا اور
تلوار اوسکی چھین لی اتنے مین سزاول خان کا بیٹا دولت خان جو سلیم شاہ کا بڑا پیارا معشوق تھا
آپہونچا اور فوراً اوس شخص کے تلوار ماری پھر اور بہت لوگ جمع ہوگئے اور اوسکو پکڑ لیا لوگ اوس سے
پوچھنے لگے کہ تجھکو یہ حرکت کسنے تعلیم کی تھی سلیم شاہ نے اوس دریافت کرنے سے منع کیا اور کہا کہ خدا جانے
یہ مردک کتنون کے گھر ویران کریگا اور فوراً اوسکو قتل کر دیا مگر اوسکی تلوار کو جو دیکھا تو وہی تلوار تھی جو سلیم شاہ نے
اقبال خان کو دی تھی یہ اقبال خان ایک شخص کمینہ تھا مدت تک شیر شاہ کی خدمت مین رہا اور چونکہ بہت
بدصورت اور بیوقوف اور نالائق تھا اس سبب سے اکثر لوگ اوسکو رحمۃ الٰہی کہتے تھے جو کنایہ بولاہے سے ہے
سلیم شاہ نے خدمتگاری سے اوسکو اپنا مقرب بنالیا تھا چنانچہ سارے نامی گرامی امیرون کو اوسپے

حد ہوتا تھا مگر جس روز سے سلیم شاہ نے اوس تلوار کو پہچانا اوس روز سے اوس مرتبہ سے اوسکو گرا دیا
ہرچند لوگون نے سلیم شاہ کو اوسکے قتل پر ترغیب دی مگر اوسنے کہا کہ اپنے پروردہ کے مارنے سے
مجھکو شرم آتی ہے سلیم شاہ کو پٹھانون سے بدگمانی تو پہلے ہی سے تھی اب بدرجہا بڑھگئی تب اوسنے پٹھانون کے
نیست نابود کر دینے پر زیادہ کمر باندھی بعد ان واقعات کے سلیم شاہ نے اپنی تختگاہ یعنی گوالیار کی طرف توجہ کی جب
دہلی مین پہونچا تو خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ ہندوستان کی تسخیر کے ارادہ پر اٹک کے کنارے تک پہونچا سلیم شاہ نے
جسوقت یہ خبر سنی اسوقت جونکین گلے پر لگائی تھین اوسیوقت چھٹالین اور ایسی جلدی کی کہ نہایا بھی نہین اور سنگلے کو پٹی باندھ کر
فوراً سوار ہو گیا اور ہمایون کے مقابلہ کے ارادہ پر پھر پیچھے کو لوٹ کر شہر سے تین کوس پر منزل کی سارے
لشکر کے خراب خستہ شکستہ حال آدمی بھی مجبور ہو کر اوسکے پیچھے روانہ ہوئے دو تنخواہون نے عرض کی کہ غنیم قوی
مقابلہ پر آیا ہے اور تمہارے سپاہی بہت شکستہ حال ہو رہے ہین اگر ایسے وقت مین اونکی پچھلی تنخواہین دیدیجاوین
تو بہت مناسب ہے سلیم شاہ نے جواب دیا کہ اگر ایسے وقت مین مین اونکو تنخواہ دونگا تو میری غرض سمجھی جاویگی
اسلیے بہتر یہ ہے کہ اس فتح کے بعد دونون برس کی تنخواہ ادا کرونگا لشکر والے یہ سنکر دل سے آہ کھینچکر
اوسی بلبیا مالی مین روانہ ہوئے پھر امیرون نے عرض کیا کہ توپین یہان ہین اور بیل اونکے کھینچنے کے گوالیار میں
چھوڑ دیے ہین اب کیا کیا جاوے سلیم شاہ نے کہا کہ اتنے ہزار سپاہی کس مرض کی دوا ہین جو مفت تنخواہین
پاتے ہین غرض پیادون سے بیل اور گدھون کی طرح توپون کی گاڑیان کھچوائین بعضی توپین ایسی بھاری تھین
کہ ایک ایک کو ہزار ہزار بلکہ دو دو ہزار آدمی کھینچتے تھے اور پھر اتنی جلدی کہ سات روز کے عرصہ مین پنجاب مین جا پہنچے
اور ہمایون بادشاہ اس مرتبہ خود ہی کسی مصلحت سے کشمیر کی حد پر جاتا تھا بنر تک آیا اور پھر وہان سے کابل کو
لوٹ گیا چنانچہ اسکا حال انشاءاللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا سلیم شاہ بھی یہ خبر سنکر گوالیار کو واپس آیا اسی اثنا مین
قصبہ انبیری مین شکار کو گیا تھا وہان کچھ بدمعاشون نے بعضے امیرون کے بہکانے سے فساد کے ارادہ پر راستہ روکا
جب سلیم شاہ کو یہ خبر پہونچی تو اوس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے شہر مین داخل ہوا اور بہارالدین اور محمود
اور مدا وغیرہ مفسدون کے سرغنہ لوگون کو قتل کیا اور جن جن لوگون سے بدگمان تھا اونمین سے کچھ کو قتل
کر ڈالا اور کچھ کو قید کر لیا پھر خزانہ کا دروازہ کھول کر حکم کیا کہ دو برس کی تنخواہین سب سپاہیون کو دیدیجاوین
اسی مضمون کے فرمان سارے پنجہزاری اور دہ ہزاری امیرون کو ہر طرف لکھے اور تھوڑے سے آدمیون نے
تنخواہ پائی تھی کہ بادشاہ مرض الموت مین گرفتار ہوا اور اکثر لوگ تنخواہ سے محروم رہگئے مشہور ہے کہ

کہ سلیم شاہ کے حوالی مقعد مین دنبل نکلا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ سرطان کا مرض عارض ہوا تھا درد کے
صدمہ سے بیقرار تھا فصد بھی کھلوائی مگر کچھ فائدہ نہوا حالت اضطراب مین کبھی کبھی اوسکی زبان سے
یہ نکل جاتا تھا کہ مین خدا کو اتنا غالب نہین جانتا تھا نعوذ باللہ من ذلک مگر اس حال مین جب تک ہوش درست
رہے دولت خان اپنے پیارے معشوق کو ہر وقت سامنے بٹھائے رکھتا تھا اور اوسکی صورت دیکھا کرتا تھا
اور غش سے جسوقت آنکھ کھل جاتی تھی یہی کہتا تھا کہ دولتخان کہان ہے اور اگرچہ ضعف سے کیفیت تھی
کہ کروٹ نہین لیجاتی تھی لیکن اگر دولتخان دوسری طرف آبیٹھتا تو اوسکو یہ گوارا نہوتا تھا کہ دولت خان کو
اپنے سامنے آنے کی تکلیف دے بلکہ لوگون سے کہتا تھا کہ میرا ہی منہ اوسکی طرف کو پھیر دو ایک روز
دولت خان حاضر نتھا سلیم شاہ نے پوچھا کہ وہ کہان ہے لوگون نے کہا کہ کسی کی ملاقات کو گیا ہے سلیم شاہ
سمجھا کہ اب اسنے مجھکو جو مرتا سمجھا ہے تو اورون سے بھی زمانہ سازی شروع کی ہے اتنے مین دولتخان
آگیا سلیم شاہ نے یہ شعر پڑھا ؎ قدر من می نشناسی کہ چسانم بوفا ✽ باش تا صحبت یاران دگر دریابی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ معتبر آدمیون کی زبانی معلوم ہوا کہ سلیم شاہ نے خزانچی کو یہ حکم دیا تھا کہ ہر روز
ایک لاکھ تنگہ تک بے پوچھے دولتخان کو دیدیا کرو اور اگر وہ اس سے زیادہ درخواست کرے اوسوقت
اجازت لیا کرو غرض دمبدم مرض سلیم شاہ کا بڑھتا گیا اور طبیب معالجہ سے عاجز ہوگئے یہان تک کہ ہزارون
داغ حسرت کے دل مین ساتھ لیکر ملک بقا کو راہی ہوا سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہین اس بادشاہ نے نو برس
سلطنت کی اور نعش اوسکی سہسرام مین لیجا کر شیر شاہ کی قبر کے برابر دفن کیا اور حسب اتفاق اسی سال مین
سلطان محمود گجراتی کو جو بڑا عادل اور خدا پرست بادشاہ تھا برہان نامے خدمتگار نے شہید کیا اور نظام الملک
بحری بادشاہ دکن نے بھی اسی سنہ مین وفات پائی میر سید نعمت اللہ شوقی تخلص نے جو ایک نامی
فاضل اور بڑا مصاحب سلیم شاہ کا تھا یہ تاریخ اون تینون کی لکھی ہے ؎ سہ خسرو را زوال آمد بیکبار

کہ ہند از عدل شان دار الامان بود ۔ یکی محمود شاہنشاہ گجرات ۔ کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود
دوم اسلیم شاہ آن کان احسان ۔ کہ فرزند عزیز شیر خان بود ۔ سوم آمد نظام الملک بحری
کہ در ملک دکن خسرو نشان بود ۔ زمن تاریخ فوت این سہ خسرو ۔ چہ میپرسی زوال خسروان بود

سلیم شاہ اگرچہ بے لکھا پڑھا آدمی تھا مگر اوسکو ہر قسم کے اشعار بہت یاد تھے اور اچھی سمجھ کا آدمی تھا
اکثر میر نعمت اللہ شوقی سے شعر و سخن کی بحث رکھتا تھا اور خود بھی لطیفہ بہت بولتا تھا اور دوسرون کے

لطیفے سنکر بہت خوش ہوتا تھا اور علما اور فضلا کا بڑا معتقد تھا مشہور ہے کہ جب وہ پنجاب کو جاتے ہوئے
اوس میں ٹھہرا تو ایک روز دور سے ملا عبد اللہ سلطانپوری کو آتے دیکھا اپنے مقربون سے مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ تم جانتے ہو یہ کون آتا ہے سب نے جواب دیا کہ حضور ہی بتلا وین سلیم شاہ نے کہا کہ بابر بادشاہ کے
پانچ بیٹے تھے جنمین سے چار تو ہندوستان سے نکل گئی مگر پانچوان یہ باقی ہے سرمست خان نے کہا
کہ پھر ایسے مفتنی کو آپ نے کیون رکھ چھوڑا ہے تو سلیم شاہ نے جواب دیا کہ کیا کرون اس سے بہتر اور کوئی
شخص مجھکو نظر نہین آتا اور جب ملا عبد اللہ آئے تو اونکو اپنے تخت پر بٹھایا اور تسبیح مروارید کی بیس ہزار روپیہ کی
قیمت کی جو اوسی وقت کہین سے بطور پیشکش کے آئی تھی ملا کو حوالہ کی سلیم شاہ کی کبھی جماعت کی نماز فوت
ہوتی تھی اور کسی نشے کے پاس بھی پھٹکتا تھا

ذکر فیروز شاہ بن سلیم شاہ کا

بعد انتقال سلیم شاہ کے اوسکا بیٹا فیروز خان دس برس کی عمر میں فیروز شاہ اپنا خطاب مقرر کر کے
تخت پر بیٹھا مگر اوسکی سلطنت نہ چلی سلیم شاہ کے سالے مبارز خان ولد نظام خان نے تیسرے دن اوسکے
قتل کا ارادہ کیا بی بی بائی اوس لڑکے کی مان مبارز خان کی بہن اوسکے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی
کہ بھیا خدا کے واسطے اس معصوم بچہ کے خیال مت پڑ یہ اب کبھی بادشاہی کا نام بھی نہ لیگا اور مین اسکو لیکر
کہین ایسی جگہ چلی جاؤنگی کہ پتا بھی نہ ملے گا مگر اوس ظالم بے رحم نے ایک نہ سنی اور محلسرا کے اندر جا کر
مان کے سامنے اوس بچہ کا سر کاٹا اور جس طرح اوسنے سلیم شاہ کی نسل منقطع کر دی اوسکی نسل بھی آگے کو
نچلی مشہور ہے کہ سلیم شاہ نے کئی مرتبہ مبارز خان کے قتل کا ارادہ کر کے اپنی بی بی سے کہا کہ اگر تو اپنے
بیٹے کی زندگی چاہتی ہے تو بھائی کے خیال سے درگذر اور اگر بھائی بھی تجھکو عزیز ہے تو اس بچہ کے جیتے
ہاتھ دھو بیٹھ تو اوسنے اپنے بھائی کی سفارش کر کے یہی جواب دیا کہ میرا بھائی لہو اور لعب اور لغویات مین مصروف ہے
بادشاہی سے اوسکو کیا علاقہ پھر ایسے کا عدم وجود برابر ہے اور سلیم شاہ کی یہ کیفیت تھی کہ جسوقت مبارز خان کو
دیکھتا تھا بی بی سے کہتا تھا کہ دیکھ انجام کو تو بڑی پشیمان ہوگی اور کچھ فائدہ نہو گا چنانچہ آخر کو وہی ہوا

ذکر سلطان محمد عادل عرف عدلی کا

مبارز خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب مقرر کر کے امیرون کے اتفاق سے تخت پر بیٹھا مگر عوام اوسکو
عدلی کہنے لگے بلکہ اوسکو بھی بگاڑ کر اندھلی کہدیا کرتے تھے اس بادشاہ نے سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ کا

سنکر اوسی کے قدم پر قدم رکھا اور ابتداے سلطنت مین خزانہ کا دروازہ کھول کر خوب روپیے اشرفیان
لٹانا شروع کین اور اپنی عارضی سخاوت سے سب خاص و عام کو رضامند کر لیا مگر یہ کیفیت اوسکی فقط چند روز
رہی اسنے وزارت اور وکالت کا عہدہ شمشیر خان نامے غلام کو جو خواص خان کا چھوٹا بھائی تھا اور دولتخان
نومسلم کو جسے لوحانیون نے پالا تھا عنایت کیا اور ہیمو بقال جو میوات مین قصبۂ ریواڑی کے رہنے والے کو
جسے سلیم شاہ نے بازار کی کوتوالی سے بڑے عالی منصب پر پہونچایا تھا محمد عادل نے اوسکو مطلق العنان
کرکے جمیع مہمات مالی اور ملکی مین دخیل کیا اور چونکہ یہ بادشاہ راگ اور ناچ اور عیش و عشرت کا بڑا شائق تھا
اس سبب سے سپاہی گری سے اوسکو مناسبت کم تھی اور فیروز خان کے قتل اور ہیمو کی ترقی سے بھی سب کو
رنج ہوا سارے نامی گرامی پٹھان امیر اطاعت سے باہر ہو گئے ایک مہینہ اسکے جلوس کو نگذرا تھا کہ ہر طرف
بغاوت قائم ہو گئی اور امرا خود مختار حاکم بن بیٹھے اور سارا شیر شاہی اور سلیم شاہی انتظام درہم برہم ہو گیا ایک روز
محمد عادل گوالیار کے قلعہ مین بیٹھا ہوا امیرون کو جاگیرین تقسیم کر رہا تھا اوسی مجلس مین سرکار قنوج شاہ محمد فرملی سے
تغیر کرکے سرمست خان کے حوالہ کی شاہ محمد کا بیٹا سکندر جو ایک جوان خوبصورت اور بڑا بہادر تھا اس تغیر کے
باب مین سختی کی گفتگو کرنے لگا شاہ محمد ملامت اور نصیحت کرکے اس گفتگو سے اوسکو منع کرتا تھا سکندر نے
باپ سے بھی کہا کہ تجھکو شیر شاہ نے لوہے کے پنجرے مین قید کر دیا تھا اور سلیم شاہ نے تیرے ساتھ
احسان کرکے تیری سفارش کی اور اوس قید سے چھٹا اب یہ سور پٹھان ہمارے نکالنے کا ارادہ رکھتے ہین
اور تو اس قباحت کو نہین سمجھتا اور اسی گفتگو مین سرمست خان کو گالیان دیکر کہا کہ یہ سگ فروش چاہتا ہے
کہ ہماری جاگیر پر تصرف ہو سرمست خان نے جو بڑا قوی اور جسیم آدمی تھا سکندر کے گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا
اور اوسکے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا کہ اے فرزند اتنی سختی کیون کرتا ہے مگر سکندر اوسکے مطلب کو
سمجھگیا اور ایسا خنجر کا زخم اوسکے شانہ پر لگایا کہ سرمستخان کا کام تمام ہو گیا اور اوس مجلس مین کئی اور امیرونکو بھی
قتل کیا یہ بات مشہور ہے کہ جب سے خنجر نے ہندوستان مین رواج پایا ہے کسی نے اوس سے
ایسا کام نہین لیا جیسا کہ سکندر نے لیا اس معرکہ کا بڑا غل شور مچا عدلی بھاگ کر محلسرا مین گھس گیا اور اندر سے
کواڑ بند کر لیے سکندر نے کچھ امیرون کو قتل اور کچھ کو زخمی کرکے عدلی کا ارادہ کیا اور اوسکے اوپر ایک
تلوار کا ہاتھ چھوڑا مگر عدلی نے محلسرا کے کواڑ جھٹ پٹ بند کر لیے اور وہ تلوار کواڑ کے تختون پر پڑی جتنے
امراے عدلی کے تھے اول تو سب تلوارین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے مگر آخر سب نے جمع ہو کر اون دونون

باپ بیٹون کو گھیر لیا دو تین گھنٹے تک لڑائی ہوئی آخر سکندر ابراہیم خان سور کے ہاتھ سے اور شاہ محمد دو تحان
لوحانی کے ہاتھ سے مارا گیا اوسی روز اس معرکہ سے پہلے تاج خان کرانی عماد اور سلیمان کا بھائی حضرت اعلی
اپنا خطاب مقرر کر کے عدلی کے دیوانخانہ سے عدول کیے ہوئے قلعہ سے باہر جاتا تھا راستہ مین
شاہ محمد سے جو عدلی کے دربار مین آتا تھا ملاقات ہوئی دیر تک باہم گفتگو ہوتی رہی تاج خان نے کہا کہ آثار
برے نظر آتے ہین اور مین تو عدلی کی اطاعت سے نکل کر بغاوت کا ارادہ رکھتا ہون تم بھی میرے ساتھ آؤ
تو اور قوت دو چند ہو جاوے مگر شاہ محمد کی تو موت گھسیٹے لیے جاتی تھی ہرگز نہ مانا اور دربار مین گیا اور جو ہونا تھا ہو
تاج خان دن دہاڑے گوالیار سے بنگالہ کو چلدیا عدلی نے فوج اوسکے پیچھے روانہ کی اور خود بھی اوسکی طرف
کوچ کیا چھپرامؤ مین دونون کی فوجون کا مقابلہ ہوا بڑی لڑائی کے بعد تاج خان نے شکست کھا کر چنار کا راستہ لیا
جہان کہین عدلی کے خالصہ کے عامل پاتا تھا قید کر لیتا تھا اور جو کچھ نقد و جنس پاتا تھا سب پر قابض و
متصرف ہو جاتا تھا اسی لوٹ کھسوٹ مین سو ہاتھی بھی اوسکے ہاتھ لگے بعد ازان تاج خان سلیمان اور الیاس
اور عماد اپنے بھائیون سے جو گنگا کے کنارون کے پرگنون پر حاکم تھے جا ملا عدلی چنار مین پونچا کرانی گنگا کے
کنارے اوسکے مقابلہ پر آئے ہیمو نے سو ہاتھیون کا حلقہ عدلی سے لیکر اون پر حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کر کے
فتح پائی چنار مین عدلی کا یہ ارادہ ہوا کہ غازی خان کے بیٹے ابراہیم خان کو جو شیر خان کے بھائی بندون
مین سے تھا گرفتار کرے مگر عدلی کی بہن نے جو ابراہیم خان کی بی بی تھی اس امر سے اوسکو مطلع کر دیا
چنانچہ ابراہیم خان نے اپنا لباس اور ہیئت بدل لی اور خفیہ قلعہ سے اوتر کر بیانہ اور ہنڈون کی طرف
جو اوسکے باپ کی جاگیرین تھین روانہ ہوا عدلی نے عیسیٰ خان نیازی کو اوسکے پیچھے روانہ کیا کالپی کی
حد پر فریقین کا مقابلہ ہوا آخر ابراہیم خان نے فتح پائی اور وہان سے اور بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے
اپنی موروثی جاگیرون پر مستقل حاکم بن بیٹھا عدلی کرانیون سے قطع نظر کر کے ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوا
جب جمنا کے کنارے پر پونچا ابراہیم خان نے آشتی کے ڈھنگ ڈالے اور یہ پیغام بھیجا کہ اگر رای حسین
جلوانی اور بہار خان شروانی جسکو سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کا خطاب دیا تھا اور سوا اسکے اور کئی
نامی امیر آکر میری تسلی اور اطمینان کر دین تو اونکے قول و قسم کے اعتماد پر مین البتہ آپکی اطاعت مین آجاونگا
چنانچہ عدلی نے اون سب امیرون کو اس گفتگو کے واسطے روانہ کیا مگر اون امیرون نے
ابراہیم خان کے پاس پہونچتے ہی اوسکی بیعت کر سلطان ابراہیم اوسکا خطاب مقرر کر کے

بادشاہ بنایا اور آگرہ اور اور کئی شہرون مین خطبہ بھی سلطان ابراہیم کے نام کا پڑھا گیا عدلی نے اوسکے مقابلے
عاجز ہوکر گوالیار سے بھتہ کی طرف اور وہان سے چنار کی طرف مراجعت کی بہت سا خزانہ اور ہاتھی اور لشکر اوسکے پاس
موجود تھا احمد خان نے جسکے ساتھ عدلی کی دوسری بہن کا نکاح ہوا تھا اور وہ بھی شیرشاہ کے بھائیون مین سے
ایک بڑا بہادر آدمی تھا پنجاب کے امیرون کے دل مین عدلی کی بُرائیان بٹھاکر تاتار خان کاشی اور حبیب خان اور
نصیب خان طغرچی کی مدد سے سلطان سکندر اپنا خطاب مقرر کرکے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور بہت سی جمعیت
اکٹھی کرکے دہلی اور آگرہ کی طرف روانہ ہوا ابراہیم بھی بہت سا لشکر لیکر آگرہ سے دس کوس پر مقام فرہ مین سکندر سے
مقابل ہوا اکثر نامی امیر جیسے خان سلطانی حاکم الور جسکی شان وشوکت بادشاہون کی سی تھی اور رای حسین جلوانی
اور مسعود خان اور حسین خان غلزی وغیرہ ابراہیم کے شریک تھے اور ابراہیم نے دو سو امیرون کو سراپردہ اور علم
اور طوق اور نقارے عنایت کیے اور اکثر یہ کیا کہ جو امیر دس پندرہ سوار بھی ساتھ لیکر گیا اوسکو تالیف قلوب کیلیے
ایک بانس کا جھنڈا بناکر اور سرخ کپڑا اوسمین باندھکر عنایت کیا اور منصب اور جاگیر کا فرمان لکھدیا اسی طرح
اسّی ہزار آدمی اوسکے پاس جمع ہوگئی جس روز حاجی خان الور سے اوسکی ملازمت مین آیا تھا اوس روز ابراہیم کو
بڑی تقویت ہوگئی تھی اور اوسکو ایک بڑا وسیع اور بلند سراپردہ جسمین باہر کی جانب پرتگالی سقرلاط اور اندر
کی جانب فرنگستانی مخمل لگی ہوئی تھی اور نیا ہی تیار ہوا تھا مع فرش عمدہ اور چاندی سونے کے برتنون کے
عنایت کیا اور حاجی خان بے توقف اوسمین جاکر ٹھہرا اور اس امر پر سارے پٹھان امیرون کو بڑا رشک ہوا
سکندر کی طرف فقط دس بارہ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی جب اوسنے ابراہیم کے سپاہ کی یہ کثرت دیکھی تو
صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی اور عہدنامہ اس مضمون کا لکھا گیا کہ دہلی سے پورب کے ملک جسقدر
اب قبضہ مین ہین اور آیندہ کو فتح ہون ابراہیم خان سے متعلق رہین اور ادھر پنجاب اور ملتان وغیرہ
جہان جہان قبضہ ممکن ہو سکندر کے پاس رہین اور مغلون کی فوج کشی کا وہی ذمہ دار رہے چونکہ دونون
لشکر کے پٹھان اکثر آپسمین رشتہ دار تھے سب اس صلح سے بہت خوش ہوے لیکن سکندر کے بھائی
کالا پہاڑ اور پنج بہیہ امیرون نے جو پانچ بھائی بڑے بہادر تھے اتنی قید اور بڑھا دی کہ جب ابراہیم عدلی کا
خزانہ اور ملک بھتہ فتح کرے تو اون دونون مین بھی ہمکو شریک کرے وگرنہ صلح فسخ ہوجاویگی سکندر نے بھی
اس بات کو پسند کیا ابراہیم کو بھی امیرون نے اس امر کے قبول کرنے پر اس طرح رضامند کر لیا کہ اب
تو دفع الوقت کیجیے جب عدلی کا ملک اور خزانہ فتح ہوگا دیکھا جائیگا سکندر [illegible] آگے

مگر مسعود خان اور حسین خان غلزی وغیرہ بعضے سنئے امیرون نے یہ کہا کہ آخر سکندر سے بھی پھر ایک دن
لڑائی ہوگی اس سے بہتر یہی ہے کہ ابھی نبٹ لین اور اسوقت صلح کر لینے مین ہماری کمزوری پائی جاتی ہے
اور دشمنون کے دل بڑھین گے عدلی بھی مقابلہ کو مستعد ہوگا غرض ان گفتگویون مین صلح درہم برہم ہوگئی
ابراہیم خان نے میان یحیی تارن حاکم سنبھل کے آنے تک لڑائی موقوف رکھی یحیی ایک بڑا بہادر اور عقلمند
امیر تھا سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ مین اسنے عدلی کے بیس امیرون سے جو سنبھل پر آتے تھے بدایون کے
میدان مین مقابلہ کیا اور فتح پائی پھر راجہ متر سین کٹھیریہ سے جو پہلے سنبھل پر بھی قابض تھا اور اب پھر
اوسکو بڑی قوت ہوگئی تھی قصبہ کندرکھی کے میدان مین لڑا اور راجہ کو شکست دی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ مین اوس زمانہ مین بارہ برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ سنبھل مین تحصیل علم کے لیے گیا تھا
تو مین نے یہ تاریخ پائی ؏ چہ پس خوب کردہ اند ہ اور میرے حاضر ہونے سے پہلے میان حاتم سنبھلی بھی یہ قصہ
سُن چکے تھے جب مین اونکی خدمت مین کنز کا سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو اونھون نے فرمایا کہ
فتحہا آسمانی شد سہ بہنے فی البدیہہ تاریخ لکھی ہے حساب تو کرو اسمین کتنے عدد نکلتے ہین جب مین نے
حساب کیا تو اوسمین نوسو ساٹھ عدد نکلتے تھے مین نے عرض کیا کہ اسمین ایک عدد کی کمی ہے تو اونھون نے
فرمایا کہ ہمزۂ اضافت موافق املاے قدما کے ظاہر ہو سکتا ہے اور فتحہاء آسمانی تاریخ پوری ہوگئی بعد ازان
اونھون نے دعاے خیر کرکے میرا سبق شروع کرایا اور چند ورق کتاب ارشاد قاضی کے اپنے ہاتھ کے
لکھے ہوئے مجھکو بطور یادگار کے عنایت کیے اور پھر میرا سبق میان شیخ ابوالفتح الہدیہ خیر آبادی سے
جو اس کتاب منتخب التواریخ کے تصنیف کے وقت اپنے باپ کے سجادہ نشین تھے متعلق کر دیا
جب میان یحیی نے ولایت کانٹ اور کولہ کو فتح کر لیا اور بدایون کے راستہ سے گذر کر قصبۂ اہار مین
گنگا کا پل باندھا تو مین بھی اپنے باپ کے ساتھ امروہہ تک جا کر لشکر سے جدا ہو گیا اور میر سید محمد میر عدل
کی خدمت مین جا کر پڑھنا شروع کیا الغرض جس روز میان یحیی ابراہیم خان کے پاس پونہچا اوسکی صبح کو
ابراہیم خان نے اپنا لشکر ترتیب دیا اور میان یحیی کو سامنے اور حاجی خان کو داہنی طرف اور راے حسین جلوانی کو
مع غلزیون کے بائین طرف کرکے قلب مین اپنے لیے جگہ تجویز کی اوس طرف سے سکندر نے بھی
صفین باندھین سکندر کی فوج کے داہنی طرف والون نے جو پیچ بھیجے تھے ابراہیم کہ بائین کے فوج پر حملہ
کرکے غلبہ پایا اور اونکو آگرہ تک بھگا یا بعد ازان آگرہ مین داخل ہوکر خوب شہر کو لوٹا اور سکندر کے نام کی

منادی اگرہ مین کی اور ابراہیم خان کی داہنی طرف کی فوج نے سکندر کی فوج کے بائین طرف والون کو بھگا دیا
اور قصبہ ہودل اور پلول تک اونکا پیچھا کیا حاجی خان لڑائی کے وقت اپنے سراپردہ کی طرف جو گذرا تو دیکھا
کہ غارتگرون نے اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے فوراً الٹا پھر چلدیا اور سیدھا الور کو روانہ ہوا یحیی تاران
کچھ دیر لڑتا رہا اوسکے ہاتھ مین زخم آیا ایک دو انگلی بھی قلم ہو گئی بعد ازان وہ بھی سنبھل کو چلدیا اور
وہین جا کر دم لیا ابراہیم خان پانچ چار آدمیون کے ساتھ کسی نشیب مین سر نیچے کیے ہوئے سکندر کے مقابلہ پر
کھڑا تھا گولیان اوسکے سر پر سے گذرتی تھین جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ اوسکے مقابلہ کی فوج مین سکندر بذات خود
موجود ہے ناچار باگ پھیر کر اٹاوہ کی طرف روانہ ہوا اور چتر اور سارا اسباب سلطنت اوسکا برباد ہو گیا سکندر
اوسکے تعاقب مین اٹاوہ تک گیا وہان یہ سنا کہ ہمایون ہندوستان کے ارادہ پر پنجاب مین آ پونہچا یہ سنکر
اوس طرف کو روانہ ہوا اور سرہند مین جا کر مقابلہ کیا آخر شکست پائی ابراہیم وہان سے سنبھل مین آیا اور
از سر نو وہان کچھ جمعیت اکٹھی کر کے ایک چتر مرصع اپنے لیے بنایا اور ایک مہینے کے بعد ہزار سوار ساتھ لیکر
کیستی کے راستہ سے عدلی سے مقابلہ کرنے کے لیے کالپی کی طرف روانہ ہوا اوسی زمانہ مین عدلی نے
ہیمو بقال کو جو اوسکا وزیر اور وکیل مطلق تھا بہت سے امیر ساتھ کر کے اور پانسو ہاتھی اور بیشمار خزانہ
حوالہ کر کے آگرہ اور دہلی کی طرف روانہ کیا ہیمو نے اول ابراہیم کا مقابلہ کیا ابراہیم نے اس لڑائی مین
ایسی بہادری کی کہ شاید رستم بھی اوس سے زیادہ نکرتا مگر فتح تقدیر مین نتھی ابراہیم مین جتنی صفتین
بادشاہون کو چاہیئین سب موجود تھین خوبصورت خوش تقریر صاحب تواضع خلیق بہادر سخی مگر فتح
نصیبی تقدیر سے متعلق ہے اور اپنی کوشش کو اوسمین کچھ دخل نہین ابراہیم خان اس دو برس کے
عرصہ مین سولہ سترہ لڑائیان لڑا لیکن ہر مرتبہ اول غالب ہو کر آخر مین مغلوب ہو گیا القصہ ابراہیم خان
وہان شکست کھا کر بیانہ کی جانب روانہ ہوا ہیمو بھی اوسکے پیچھے پیچھے وہین پونہچا ابراہیم نے وہان کے
پٹھانون اور زمیندارون کو جمع کر کے پھر مقابلہ کیا مگر اپنی عادت کے موافق پھر شکست پائی ناچار بیانہ کے
قلعہ مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے پناہ گزین ہو گیا اور قلعہ کے اندر سامان بہت تھا وہین سے لڑنا شروع
کیا غازی خان ابراہیم خان کا باپ اون پہاڑون کے راستہ سے جو بیانہ سے قبلہ کی جانب ہین
ہنڈون سے رسد پونہچاتا تھا ہیمو تین مہینے تک اوس قلعہ کو گھیرے رہا اور تمام بیانہ کی اطراف و جوانب
کو لوٹ مار کے تباہ کر دیا مصنف صاحب کے والد مرحوم کی کتابین بھی قصبہ بساور مین لٹ گئین

اس سال مین تمام پورب اور آگرہ اور دہلی اور بیانہ مین ایسا قحط عظیم پڑا کہ جسکا حد و حساب نہین اکثر دنیا دار آدمی
گھرون کے دروازہ بند کرکے اندر پڑ رہے اور ایک ایک گھر مین بیس بیس بلکہ زیادہ زیادہ مر کر رہ گئے نہ گور
ملی نہ کفن لوگ کیکر کے پیڑون کے بیج اور ڈھورون کے چمڑے جو امیر آدمی ذبح کرنے کے بعد پھینک ڈالتے تھے
کھا کھا کر جیتے تھے اور اوسکے کھانے سے چند روز مین ہاتھ پانون پر ورم آجاتا تھا اور مرجاتے تھے
خشم ایزد اس سال کی تاریخ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے
کہ آدمی آدمی کا گوشت کھانے لگے تھے اور اون لوگون کی صورتین ایسی مہیب تھین کہ اونکی طرف
دیکھا نہین جاتا تھا وہ تمام ملک اوس قحط کے سبب سے اور دو برس تک اوس کشاکش کے سبب سے
بالکل تباہ اور ویران ہوگیا نہ کسان رہے نہ رعایا ہندو لٹیرے ادھر اودھر سے آکر مسلمانون کو لوٹ
کھسوٹ جاتے تھے ایک نیا حادثہ جو ۹۶۲ نوسو باسٹھ مین واقع ہوا یہ تھا کہ آگرہ کے قلعہ مین آگ لگ گئی تھی
تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب عدلی کے لشکر سے آگرہ کا قلعہ خالی ہوگیا تو غازی خان سور کے امیرون نے
چاہا کہ غلہ اور سامان لڑائی وغیرہ کا اوس قلعہ مین جمع کردین اور اسی اہتمام مین جا جاکر اوسکی کوٹھریون کو
دیکھتے بھالتے تھے اتفاقاً ایک روز صبح کے وقت چراغ لیے اوسکی کوٹھریون کو دیکھ رہے تھے ایک کوٹھری مین
باروت بھری ہوئی تھی چراغ کی گل سے اوسمین آگ لگ گئی اور دم بھر مین اوسکے شعلہ آسمان تک پہونچے
اوسکے صدمہ سے زلزلہ عظیم واقع ہوا شہر والے یہ سمجھے کہ گویا قیامت آگئی پتھرون کے ٹکڑے اور
ستون اوس قلعہ کے کئی کئی کوس تک اوڑ اوڑ کر جاتے تھے ہزارہا آدمی اوس بلائے ناگہانی مین
تلف ہوگئے اور آدمیون اور جانورون کے ہاتھ پانون بھی کئی کئی کوس تک اوڑا اوڑا کر جا پڑتے تھے
چونکہ اس قلعہ کا اصل مین بدل گڑہ نام تھا اسی سبب سے آتش بدل گڑہ اسکی تاریخ ہوئی جس
زمانہ مین کہ ہیمو بیانہ کے قلعہ کو گھیرے ہوئے تھا قحط کی یہ شدت تھی کہ لوگ روٹی کے نام پر
جان دیتے تھے مگر ہیمو کے پاس جو پانسو ہاتھی تھے چاول اور گھی شکر ہی راتب مین پاتے تھے
اور ہیمو ایک وقت سارے پٹھان امیرون کو اپنے دسترخوان پر بلا کر کھانا کھلاتا تھا اور کہتا تھا کہ بڑے بڑے
لقمے کھاؤ اور اگر کسی کو دیکھتا تھا کہ کچھ سستی سے کھاتا ہے تو اوسکو گالیان دیکر کہتا تھا کہ اے فلانی
تو آج ایسے سست نوالے کھاتا ہے کل کو اپنے جنوائی مغلون سے کیا خاک لڑیگا مگر پٹھان لوگ
سب کچھ سنتے تھے اور دم نہ مارتے تھے اور ساری اپنی آن بان بالائے طاق رکھ دی تھی

استنے مین ہیمو کو یہ خبر پونہچی کہ محمد خان سور حاکم بنگالہ نے سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کرکے اوس
بہت سا لشکر ساتھ لیکر جونپور تک تسخیر کر لیا اور اب کالپی اور آگرہ کی طرف متوجہ ہے اسی اثنا مین عدلی کا
فرمان ہیمو کی طلبی مین آیا کہ غنیم قوی نے ارادہ کیا ہے جھٹ پٹ یہان پونہچو چنانچہ ہیمو بیانہ کے
قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر اوس طرف کو روانہ ہوا جب موضع منڈاگر مین جو آگرہ سے چھ کوس ہے پونہچا
ابراہیم نے قلعہ کے اندر سے نکل کر پھر ہیمو کی فوج پر حملہ کیا اور وہی ہمولی شکست کھا کر الور کو چلدیا
تاکہ حاجی خان سے مدد لیکر پھر کچھ سامان درست کرے ہیمو نے تھربال اپنے بھتیجے کو کچھ فوج دیکر
اوسکے تعاقب مین روانہ کیا چنانچہ وہ دو منزل تک ابراہیم خان کا پیچھا کرکے پھر ہیمو کے لشکر سے جا ملا
ابراہیم خان جب الور مین پونہچا تو حاجی خان اوسکے آنے سے کچھ خوش نہوا اور نہ اوسکو مدد دی جائی
وہان سے بھی ابراہیم خان مایوس ہو کر چلا آیا اور اپنے باپ اور بھائیون اور سب عزیز قریبون کو بنڈون
مین چھوڑکر خود تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ ملک بھٹہ کا قصد کیا چند روز کے بعد حیدر خان چغتہ نے
قول و قسم کرکے ابراہیم خان کے باپ غازی خان کو بیانہ مین بلایا اور اپنے عہد سے منحرف ہو کر اوسکو
مع سب چھوٹے بڑون کے قتل کر ڈالا اور ایک آدمی بھی اوس خاندان کا باقی نرہا چونکہ ابراہیم کی حکومت سے
سب لوگ بدل و جان رضامند تھے اس سبب سے پھر اوسکے پاس بہت سی جمعیت اکٹھی ہو گئی
چنانچہ اوسنے رامچند حاکم ٹھٹہ سے مقابلہ کیا اس لڑائی مین ابراہیم خان شکست کھا کر گرفتار ہو گیا
مگر راجہ نے اوسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور موافق طریقہ زمینداروں کے کمان اوسکے سامنے بطور نذر کے
پیشکش کی اور سراپردہ اور تمام اسباب سلطنت اوسکے لیے مہیا کیا اور اوسکو تخت پر بٹھا کر خود نوکروں کی
طرح سامنے کھڑا ہوتا تھا ایک مدت تک ابراہیم خان اسی طرح وہان رہا اسی اثنا مین باز بہادر حاکم
مالوہ کا پٹھانون سے کچھ بگاڑ ہوا پٹھانون نے ابراہیم خان کو اپنا سردار بنا کر باز بہادر سے مقابلہ کیا
رانی درگاوتی گڈھ کٹنگہ کی حاکم بھی ابراہیم خان کی مدد کے لیے آئی باز بہادر نے رانی سے کچھ صلح کا پیغام
بھیجکر ابراہیم کی مدد سے باز رکھا چنانچہ رانی اپنے ملک کو لوٹ گئی پھر ابراہیم خان نے بھی وہان ٹھہرنا مصلحت
نہ سمجھکر اوڑیسہ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے زمینداروں سے موافقت کی اوسی زمانہ مین سلیمان کرانی
وہان کے راجہ پر غالب آیا اور اوسنے ابراہیم خان کو قول و قسم کرکے اپنے پاس بلایا اور پھر قتل کر ڈالا
یہ حادثہ ۹۷۵ھ نوسو پچہتر مین ہوا جب ہیمو ات دن کوچ کرتا ہوا عدلی کے پاس پونہچا تو اوس وقت مین

عدلی اور محمد خان گوریہ دونون موضع چھپر گھٹہ مین جو کالپی سے پندرہ کوس ہے جمنا کو بیچ مین کر کے
باہم مقابل ہو رہے تھے اور چونکہ محمد خان کا سامان اور لشکر بہت تھا اسلیے اوسوقت تک اوسی کا پلہ
غالب تھا اور وہ اسی خیال مین تھا کہ اب کوئی دم مین فتح ہو جاویگی مگر ہیمو کے پہنچ جانے سے معاملہ
دگرگون ہو گیا چنانچہ ہیمو نے رات کے وقت جمنا کو پایاب اوتر کر محمد خان کے لشکر پر جو اوس
طرف سے غافل تھے شبخون کیا وہ سب کے سب یکایک اس بلاے ناگہانی کے آجانے سے گھبرا گئے
اور ہوش و حواس جاتے رہے اس معرکہ مین محمد خان کے طرفدار امیر اکثر قتل ہوئے جو باقی رہے وہ
بھاگ گئے اور محمد خان خدا جانے کس طرف کو چلدیا کہ پھر اوسکا پتا نملا اور وہ سارا سامان سلطنت اوسکا
ہیمو کے ہاتھ آیا اس فتح کے بعد عدلی چنار کو گیا اور ہیمو کو بہت سا سامان اور خزانہ اور ہاتھی اور لشکر دیکے
مغلون کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو آگرہ اور اٹاوہ تک قابض و متصرف ہو گئے تھے چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی
آیندہ مذکور ہوگا اسی عرصہ مین محمد خان گوریہ کے بیٹے خضر خان نے باپ کے قائم مقام ہو کر سلطان محمد بہادر
اپنا خطاب مقرر کر کے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور باپ کا بدلا لینے کے لیے ایک بڑا بھاری لشکر
عدلی کے مقابلہ پر بھیجا عدلی نے اوس مقابلہ مین ایسی بہادری کی جسکی اوس سے توقع نتھی اور بڑی سخت
لڑائی لڑ کے مارا گیا یہ حادثہ سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ مین ہوا اور گو یہ نکبت اوسکی تاریخ ہے عدلی گانے بجانے
اور ناچنے کے فن مین بڑا کامل تھا یہان تک میان تانسین کلانوت جو ہندوستان مین اس فن کا
اوستاد مشہور ہے اوسکی شاگردی کا اقرار کیا کرتا تھا اور باز بہادر بن سزاول خان بھی جو اس فن مین
اپنا نظیر نرکھتا تھا فخریہ کہا کرتا تھا کہ مین نے یہ فن عدلی سے سیکھا ہے ایک روز دکن کا ایک سازندہ
ایک پکھاوج اتنی بڑی لایا جو آدمی کے قد کے برابر تھی کسی کے ہاتھ اوسکے دونون طرف نہ پہونچتے تھے اسی سبب سے
سب اوسکے بجانے سے عاجز تھے مگر جب وہ پکھاوج عدلی کی مجلس مین آئی تو وہ اوسکی ترکیب کو سمجھگیا
او تکیہ لگا کر ایک طرف ہاتون سے اور دوسری طرف پانون سے بجانے لگا سب مجلس والے حیران
ہو گئے عدلی اپنے امیری کے زمانہ مین جب بست ہزاری جاگیر رکھتا تھا تو ایک بھگتیے کی لڑکے نے
جو بڑا خوبصورت اور نازنین تھا اور اپنے فن مین لاثانی تھا بداون کے علاقہ کے کسی گانون سے آکر
عدلی کی مجلس مین تماشا کیا عدلی نے اوسکی صورت و سیرت پر فریفتہ ہو کر اوسکو اپنے ہی پاس نوکر
رکھلیا اور مجاہد خان اوسکا خطاب مقرر کیا جب عدلی بادشاہ ہو گیا تو اوسکو دہ ہزاری کا منصب دیا

یہ لڑکا اسقدر نازک تھا کہ ایک مرتبہ اجاون کے میدان مین چوگان بازی کے شغل مین مصروف تھا جب وہان سے
لوٹا تو غازی خان سور کے ڈیرہ مین جو سر راہ تھا آیا اور کہا کہ مجھکو بھوک کی خواہش ہے غازی خان نے کہا کہ ماحضر حاضر ہے
جب کھانا سامنے آیا تو قلیہ کی بو سونگھتے ہی اوسکو غثیان شروع ہوا اوسی طرح اوٹھکر چلدیا اوسکے امارتخانہ مین
کافور کا اسقدر استعمال ہوتا تھا کہ بھنگی دو تین سیر کافور ہر روز چن لیا کرتے تھے جب پاخانہ کی حاجت سے فارغ
ہوتا تھا تو رنگ اوسکا سرخ اور زرد اور سبز ہو جاتا تھا اور حالت بدل جاتی تھی مگر باوجود اس نزاکت اور آسودگی کے
کبھی روزہ و نماز اوسکی قضا نہوتا تھا اور کسی نشہ کی چیز بھی نکھاتا تھا مگر فلک کی نیرنگیان دیکھیے کہ جسا ان وہ مرا دہ گز
کپڑا کفن کو میسر نہ آیا یہ بھی معلوم نہوا کہ جسم اوسکا کہان گیا ان واقعات کے بعد سلطنت پٹھانون کے خاندان سے
منتقل ہوکر مغلون کے خاندان مین آئی

ہمایون کا ہندوستان سے جانا اور پھر دوبارہ ہندوستان کا فتح کرنا

جب ہندوستان کا ملک ہمایون کے ہاتھ سے نکل گیا اور اوسکے بھائیون کی نااتفاقیان حد سے زیادہ ہوئین
چنانچہ کچھ اسکا ذکر پہلے ہو چکا ہمایون نے پنجاب کو چھوڑکر بکر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور قصبہ سوہری مین منزل کی مرزا ہندال آیا
سے ملکر اوترکر قصبہ پاتر مین جو بکر سے پچاس کوس ہے اس سبب سے کہ وہان غلہ سستا تھا چلا گیا ہمایون نے
مرزا شاہ حسین ارغون حاکم تتہ کو گھوڑا اور خلعت بھیجکر یہ پیغام بھیجا کہ بعضی ضرورتون سے ہمارا اس طرف آنیکا اتفاق
ہوا اور گجرات کی فتح کا مصمم ارادہ ہے مگر یہ امر فقط تمہارے مشورہ اور اعانت پر موقوف ہے مرزا شاہ حسین نے
پانچ مہینہ یون ہی باتون مین ٹال دیے اور بادشاہ کو حیلے بہانون سے بکر سے تتہ مین بلایا تاکہ بعد اسکے
جو کچھ مصلحت ہو وہ کیا جاوے یہ معاملہ سنہ ۹۴۷ نو سو سینتالیس مین ہوا تھا ہمایون نے اوسی سال مین
حمیدہ بانو بیگم کے ساتھ نکاح کیا پھر پاتر کو چلا گیا اور وہان سے پھر سوہری کو واپس آیا مرزا ہندال کو قراچہ بیگ
حاکم قندھاری نے بلایا چنانچہ وہ وہان کو چلا گیا یادگار ناصر مرزا نے بھی جو ہمایون کے لشکر سے دس کوس تک
قندھار جانے کا ارادہ کیا ہمایون نے مرزا ابو البقا کو جو بڑا عالم تھا اوسکے پاس بھیجا اور اس ارادہ سے منع کیا
جب وہ میرزا کشتی مین بیٹھا ایک جماعت نے بکر کے قلعہ مین سے نکل کر تیر مارنے شروع کیے چنانچہ وہ مرزا
اور بہت آدمی جو اوس کشتی مین سوار تھے شہید ہو گئے یہ واقعہ ۹۴۸ نو سو اڑتالیس مین ہوا اور میر ورکا غنا
اوسکی تاریخ ہے مرزا یادگار نے بھی قندھار کا جانا موقوف رکھا پھر ہمایون نے تتہ کے جانیکا قصد کیا اور
بہت سے آدمی ہمایون کے لشکر سے جدا ہو کر مرزا کے لشکر سے ملگئے چونکہ آمدنی محصول کی زیادہ تھی

اسوجہ سے مرزا کی اوقات فراغت سے گذرنے لگی اور روز بروز قوت بڑھتی گئی ہمایون نے دریا کو اوترکر قلعہ
سیاہون کا محاصرہ کیا مرزا حسین قلعہ والون کو رسد پونہچاتا تھا اور خود بھی کشتی مین سوار ہوکر ہمایون کے
لشکر کا سد راہ ہوا ہمایون سات مہینے تک اوس قلعہ کو گھیرے رہا آخر فتح نہوا اون دنون مین قحط کی بھی بڑی
شدت ہوئی اور لشکر والون کو غلہ بالکل میسر نہ آتا تھا جانورون کو ذبح کر کرکے کھاتے تھے آخر وہ بھی تمام
ہوگئے پھر ہمایون نے مرزا یادگار ناصر کو بکر سے بلایا تاکہ اوسکی مدد سے مرزا شاہ حسین کو دفع کرکے
قلعہ کو فتح کرے مگر وہ خود نہ آیا اور تھوڑی سی مدد بھیجدی جس سے کچھ کام نچلا مرزا شاہ حسین نے یادگار ناصر سے
بادشاہ بنا دینے اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام کا جاری کردینے کا وعدہ کیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کردینے کا بھی
اقرار کیا غرض مرزا اوسکی باتون مین آکر ہمایون کا کھلم کھلا مخالف ہوگیا اور سب بادشاہی کشتیون پر اپنا قبضہ
کرلیا بادشاہ مجبور ہوکر اوس قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر پھر بھکر کو لوٹا کئی روز تک کشتیان نہ ملین آخر دو زمیندارون کے
وسیلہ سے اون کشتیون کو جو مرزا نے ڈبو دی تھین پھر نکالا اور بھکر مین آیا یادگار ناصر نے ہمایون کے
ملنے سے پہلے اپنی شرمندگی مٹانیکے لیے مرزا شاہ حسین پر حملہ کیا اور اوسکے بہت سے لوگون کو قتل کرکے
خوار اور شرمندہ ہمایون کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہت سے مخالفون کے سر پیش کیے ہمایون نے
اوسکی پچھلی تقصیرین معاف کردین مگر پھر کچھ ایسے سبب واقع ہوئے کہ یادگار ناصر نے شاہ حسین سے ملکر
اور پھر ہمایون سے مخالفت کا ارادہ کیا اور منعم خان بھی جسنے آخر مین خانخانان کا خطاب پایا ہے
بھاگنے کی فکر مین تھا مگر آخر یہ دونون اپنے ارادون سے باز رہے اسی اثنا مین مالدیو راجہ ماڑوار نے
جو سارے زمینداروں مین قوت اور شوکت زیادہ رکھتا تھا اپنی عرضیان ہمایون کی طلب مین بھیجین ہمایون نے
بھی بھکر اور ٹھٹھہ مین اپنا رہنا مناسب نہ سمجھا اور جیسلمیر کے راستہ سے ماڑوار کو چلا یہ راجہ جیسلمیر نے راستہ روکا
اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد شکست پائی اور جنگل مین دور تک پانی نہ ملا اس سبب سے سارے
اہل لشکر نے بڑی مصیبت اوٹھائی اگر کسی کنوے پر پہنچ جاتے تھے تو پانی کے اوپر لوگ ایسے لڑتے تھے
کہ خونریزی پر نوبت پہونچتی تھی اور اتنے آدمی پیاس کی بیتابی سے کنوے کے اندر کود پڑتے تھے کہ کنوا
پٹ جاتا تھا اوسی حال مین ہمایون نے یہ مطلع پڑھا ؎ چنان زد چاک ہا گردون لباس دردمندان را
کہ نی دست آستین ماند و نی پا بند سر گریبان را ؎ بعد ازان ہمایون جیسلمیر سے گذرکے ماڑوار کے قریب
پونہچا تو اتکہ خان کو راجہ مالدیو کے پاس بھیجا اور خود اوسکے لوٹنے کی انتظار مین جودھپور مین ٹھہر رہا

اسی عرصہ مین ناگور شیرشاہ کے تصرف مین آگئی تھی اور اوسنے ہمایون کی مدد دینے پر مالدیو کو بہت تہدید کی تھی اس سبب سے مالدیو ہمایون کے بلانے سے بہت پشیمان ہوا اور چند روز اتکہ خان کو حیلہ بہانہ کرکے روکا اور پھر ہمایون کے استقبال کے بہانہ سے ایک فوج حقیقت مین اوسکے گرفتار کرنے کے لیے روانہ کی اتکہ خان اوسکے دلی مطلب کو پا گیا اور بے اجازت وہان سے کوچ کرکے ہمایون کو اس مضمون سے مطلع کیا ہمایون اوسی وقت وہان سے امرکوٹ کی طرف چلدیا اور اوسی منزل مین دو جاسوس مالدیو کے آگئے تھے ہمایون نے اون دونون کے قتل کا حکم دیا جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوگئے تو ایک اونمین کا چھری اور دوسرا خنجر لیکر ہمایون کے لشکر مین پھیل پڑے اور مرد عورت گھوڑا ٹٹو جو کوئی سامنے آیا اوسکو قتل کرنا شروع کیا اسی طرح بہتون کو مار ڈالا اوسی معرکہ مین ہمایون کا گھوڑا بھی مارا گیا اوسوقت ہمایون نے تردی بیگ سے دو تین گھوڑے اور اونٹ مانگے مگر اوسنے اوسوقت بڑی خست کی اور نہ دیے مجبور ہوکر بادشاہ ایک اونٹ پر سوار ہوا تب ندیم کوکہ نے وہ گھوڑا جسپر اوسکی مان سوار تھی اور خود اوس گرم میدان مین جو آگ کا تنور تھا پیادہ چلتا تھا ہمایون کو دیا اور اپنی مان کو اوسکے اونٹ پر چڑھا دیا غرض وہ منزل جو بڑی کٹھن تھی اور ہر دم مالدیو کی آمد آمد کی خبر تھی بڑی مصیبت سے طے ہوئی رات کو ایک امن کی جگہ تجویز کرکے ٹھہرے رات بھر مالدیو کے آدمی راستہ بہک کر اونکی تلاش مین پھرتے رہے صبح کو جب ہمایون نے کوچ کیا تو حسب اتفاق خود مع چند آدمیون کے جو کل بائیس تھے اور نعیم خان اور روشن بیگ کوکہ بھی اونمین تھا لشکر سے جدا ہو لیا تھا مالدیو کے آدمی اونپر آ پہونچے فقط ان بائیس آدمیون نے ہی مقابلہ پر کمر باندھی پہلے ہی حملہ مین ہندوون کے سردار کے ایک ایسا تیر لگا کہ اوسکا دم نکل گیا اور اور بہت ہندو اوس لشکر کے مارے گئے اس فتح کی بدولت ہمایون کو ایک گونہ فارغ البالی حاصل ہوئی اور بہت سے اونٹ غنیمت مین ملے اوس منزل سے بہت سا پانی ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن ایک مقام پر پہونچے جہان پانی اتنا گہرا تھا کہ کوے پر ڈھول بجاتے تھے تب چرس کھینچنے والے بیلون تک آواز پہونچتی تھی ہمایون کے لشکر کو تین منزل تک پانی نہ ملا تھا اور پیاس کے مارے برا حال تھا وہان جو پانی ملا تو آدمیون اور گھوڑون اور اونٹون نے حرص کے مارے اتنا پانی پی لیا کہ بے انتہا ہلاک ہوگئے اور چونکہ اوس بیابان کی کچھ انتہا نتھی ناچار ہوکر امرکوٹ کا جو تتہ سے سو کوس ہے ارادہ کیا وہانکا راجہ رانا نام مع اپنے بیٹون کے استقبال کے لیے آیا اور حق المقدور ہمایون کی بڑی تواضع اور

تنظیم کی ہمایون نے جو کچھ خزانہ مین موجود تھا سب لوگون کو تقسیم کر دیا اور جو لوگ رہ گئے اونکو تردی بیگ کو جو
قرض لیکر دیا اور بہت ساز زر نقد اور پٹکے اور خنجر رانا کے بیٹون کو انعام مین دیے چونکہ رانا کے باپ کو
مرزا شاہ حسین ارغون نے قتل کر ڈالا تھا اسلیے رانا نے بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے ہمایون کو اوسپر لشکر کشی
کرنے کی ترغیب دی چنانچہ ہمایون نے سارا اپنا اسباب اور سامان بیگم بادشاہ کی بھائی خواجہ معظم کے
سپرد کر کے امرکوٹ مین چھوڑا اور خود بھکر کی طرف کوچ کیا یکشنبہ کے دن تاریخ پانچوین رجب ٩٤٩ نوسو انچاس مین
شاہزادہ اکبر امرکوٹ مین پیدا ہوا تردی بیگ نے اوسی منزل مین جاکر ہمایون کو یہ خوشخبری سنائی ہمایون نے
خوش ہوکر اکبر اوسکا نام رکھا بعد ازان جب ہمایون جون مین پونہچا تو بیٹے کو بلاکر اوسکی دیدار سے اپنی آنکھون کو
ٹھنڈا کیا ہمایون کے لشکر کی یہ کیفیت ہوئی کہ ایک ایک کر کے بھاگنا شروع ہوئی یہان تک کہ منعم خان بھی
بھاگ گیا انہین دنون مین بیرام خان نے گجرات سے آکر ملازمت حاصل کی پھر ہمایون نے اس ملک مین زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور قندھار کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کیا میرزا شاہ حسین سے کچھ کشتیان اور
اونٹ طلب کیے اوسنے ہمایون کے ٹل جانے کو بہت غنیمت سمجھکر فوراً تیس کشتیان اور تین سو اونٹ
بھیجدیے ہمایون سندھ کے پار اوتر گیا اون دنون مین قندھار مرزا کامران نے مرزا ہندال سے لیکر
مرزا عسکری کو حوالہ کردی اور مرزا ہندال کو غزنین کی حکومت دی تھی اور اوس تمام ملک مین خطبہ اپنے نام کا
پڑھتا تھا اور چند روز کے بعد مرزا ہندال کو وہان سے بھی علیحدہ کر دیا تھا اور مرزا ہندال نے سلطنت کو
ترک کر کے کابل مین آکر فقیری اختیار کر لی تھی مرزا شاہ حسین نے کامران کو لکھا کہ ہمایون اوس ملک مین آتا ہے
جس طرح ممکن ہو گرفتار کرنا چاہیے چنانچہ جب ہمایون شال مستانک مین پونہچا تو مرزا عسکری نے راستہ
روکنے کی لیے اوس طرف سے کوچ کیا اور چولی بہادر ازبک کو خبرگیری کے لیے بھیجا چولی بہادر نے
آدھی رات کے وقت ہمایون کے لشکر مین آکر بیرام خان کو اس حال سے مطلع کیا بیرام خان نے اوسیوقت ہمایون کے
سراپردہ کے پیچھے جاکر یہ ساری کیفیت عرض کی ہمایون نے اوسی وقت سے کابل اور قندھار کے
ارادہ کو فسخ کر کے فقط بائیس آدمیون کے ساتھ کہ بیرام خان اور خواجہ معظم بھی اونہین مین سے تھے عراق کا
ارادہ کیا اور بیرام خان اور خواجہ معظم کو بیگم بادشاہ اور شاہزادۂ اکبر کے لے آنے کے لیے متعین کیا
تردی بیگ سے دو چار گھوڑے طلب کیے اوسنے پھر گھوڑون کے دینے مین خست کی بلکہ ساتھ بھی
چھوڑ دیا جو شاہزادہ کی عمر اوس زمانہ مین ایک برس کی تھی اور اون دنون مین ہوا بہت گرم تھی اور

پانی بھی کم ملنے کا گمان تھا اسلیے شاہزادہ کو اتکہ خان کے سپرد کرکے لشکر مین ہی چھوڑا اور بادشاہ بیگم کو اپنے ہمراہ لیکیا جب ہمایون اوس طرف کو روانہ ہوا تو مرزا عسکری نے ہمایون کے لشکر مین آکر سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تردی بیگ کو بھی گرفتار کیا اور شاہزادہ اکبر کو بھی اپنے ساتھ قندھار مین لیجا کر سلطان بیگم اپنی بی بی کو سپرد کیا اس سفر مین بھی ہمایون کو عجیب عجیب واقعات پیش آئے یہ سارا قصہ ۹۵۰ نو سو پچاس مین واقع ہوا القصہ ہمایون سیستان سے گذر کر خراسان مین آیا اور وہان شاہ طہماسپ کے بڑے بیٹے سلطان محمد میرزا سے ملاقات کی اور سب سامان سلطنت اور ضروریات سفر وہان سے لیکر مشہد مقدس کو گیا ہر منزل مین شاہ طہماسپ کے حکم سے وہان کے حکام استقبال کو آتے تھے اور منزل بہ منزل دعوت کا سامان مہیا کرتے تھے ہمایون نے بیرام خان کو اول طہماسپ کی خدمت مین بھیجدیا اور اوسکے ہاتھ شاہ طہماسپ نے ہمایون کے نام ایک خط تشریف آوری کی تہنیت مین لکھکر بھیجا ییلاق سورلق مین دونون بادشاہون کی بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی اثناے گفتگو مین طہماسپ نے باعث شکست کا پوچھا ہمایون نے جواب دیا کہ اصل سبب اسکا بھائیون کی مخالفت ہے شاہ طہماسپ کا بھائی بہرام میرزا اس بات کو سنکر آزردہ ہوا اور اوسی وقت سے ہمایون کی عداوت اوسکے دل مین جمی اور اوسنے طہماسپ سے کہا کہ یہ اوسی باپ کا بیٹا ہے کہ کئی ہزار ایرانی قزلباشون کو اپنے ساتھ مدد کے لیے لیجا کر اوزبکون کے مقابلہ مین تباہ کرا دیے اور یہ مراد اوسکی اوس قصہ سے تھی کہ بابر بادشاہ نے شاہ اسمٰعیل کے عہد مین نجم ثانی کو ستر ہزار سوار قزلباش اوزبکون سے مقابلہ کے لیے بطور مدد کے لیے تھے اور جب نخشب کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا تو عرف کش نے یہ شعر تیر پر لکھکر قلعہ کے اندر بھیجا تھا ؎ مرفراز اُزبکان کردیم نجم شاہ را گر گناہی کردہ بود دم پاک کردم راہ را ٭ دوسرے روز جب لڑائی ہوئی تو بابر تو علحدہ ہو گیا اور قزلباشون پر بڑی تباہی آئی یہ قصہ بہت مشہور ہے مگر شاہ طہماسپ کی بہن نے جسکو امام مہدی کی نذر کے لیے رکھا تھا اور ایسی عقلمند تھی کہ سارا سلطنت کا انتظام اوسکی راے پر ہوتا تھا ہمایون کی سفارش کی ہمایون نے ایک رباعی شاہ طہماسپ کے پاس لکھکر بھیجی جسکا آخر شعر یہ تھا ؎ شاہان ہمہ سایۂ ہما میجویند بنگر کہ ہما آمدہ در سایۂ تو ٭ اور یہ شعر قطعۂ سلمان کا تضمین کرکے بھیجا ؎ از خدا امیدوارم شاہ بابا آن کند انچہ با سلمان علی در دشت ارزن کردہ است ٭ یہ شعر شاہ طہماسپ کو بہت پسند آیا مدت تک جشن اور سیر و شکار کے جلسہ رہے پھر شاہ طہماسپ نے بہت سامان جلوس ہمایون کے لیے مرتب کرکے

مذہب شیعہ قبول کرنے کی درخواست کی اس باب مین بہت سی رد و کد ہوئی آخر ہمایون نے کہا کہ بسلک
اپنے عقیدے ایک کاغذ پر لکھو جب وہ لکھ لائے تو اپنے دل مین یہ سمجھا کہ نقل کفر کفر نباشد بطور نقل کے
پڑھ دیا اور دوازدہ امامون کے نام شیعون کے طریقہ پر خطبہ مین پڑھے پھر شاہ طہماسپ نے اپنے بیٹے
شاہ مراد کو دس ہزار سوار دیکر ہمایون کی مدد کے لیے مقرر کیا شاہ مراد شیرخوار لڑکا تھا بداغ خان قزلباش
اوسکا اتالیق مقرر ہوا اور یہ ٹھہرا کہ قزلباش دوسرے راستہ سے اور ہمایون دوسرے راستہ سے
جاوین اور قندھار کو فتح کر کے شاہ مراد کے قبضہ مین چھوڑ دین غرض ہمایون طہماسپ سے رخصت ہوکر
تہار دبیل اور تبریز کی سیر کرتا ہوا مشہد مین گیا ایک مرتبہ رات کے وقت اکیلا اوس روضہ کی سیر
کر رہا تھا ایک شخص نے دوسرے شخص سے آہستہ کہا کہ ہمایون بادشاہ یہی ہے دوسرے نے کہا
ہان تب اوسنے آہستہ ہمایون کے کان مین آکر کہا کہ اب بھی خدائی کا دعوی کریگا اور اس سے اشارہ
اوس قصہ کی طرف تھا جو ہمایون نے بنگالہ مین یہ معمول کیا تھا کہ نقاب چہرہ پر ڈال لیتا تھا اور جب اوٹھاتا تھا تو لوگ
کہتے تھے تجلی ہوگئی اور تلوار کو دریا مین دھوتا تھا اور کہتا تھا کہ اب کسپر تلوار باندھین گے اور طریقہ تعظیم کا
یہ نکالا تھا کہ لوگ زمین بوس کیا کرین مگر امیر ابوالبقا اور سوا اونکے اور امیرون نے اس حرکت سے باز رکھا تھا
غرض قزلباشون نے گرم سیر مین جا کر اپنا تصرف کر لیا اور وہان سے چلکر قندھار کے قریب منزل کی ہمایون بھی
پانچ روز کے بعد اون سے جا ملا مرزا عسکری سے تین مہینے تک لڑائی رہی فریقین کے بہت سے لوگ
قتل ہوئے پھر ہمایون نے کابل مین مرزا سلیمان بدخشی اور یادگار ناصر کے پاس جو بھاگ کے پریشان حال ہو
کابل مین آگیا تھا بیرام خان کو قاصد بنا کر بھیجا قزلباش دل ہی سمجھے تھے کہ ہمارے جاتے ہی چغتہ امیر آجاوینگے
اور اطاعت قبول کر لین گے جب اونھون نے دیکھا کہ اتنی مدت تک فتح نہوئی اور بہت لوگ مارے گئے اور مرزا عسکری کی مدد کی لیے
کامران کے آنے کی بھی خبر پہنچی اس سبب سے قزلباشون نے مایوس ہوکر لوٹنے کا ارادہ کیا قضارا اسی اثنا مین
محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور میرزا حسین خان وغیرہ امرا کامران سے باغی ہوکر ہمایون کی ملازمت مین آگئے اور موید بیگ بھی جو
قلعہ مین تھا حاضر ہوگیا اور ہمایون نے اوسپر بڑی مہربانی کی مرزا عسکری نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مضطر ہوگیا اور امان لیکر حاضر ہوا ہمایون نے
اوسکی تقصیرین معاف کر دین اور اپنی عنایتون سے مالامال کر دیا اور قزلباشون سے کہا کہ تین روز تک
شہر والون سے کچھ تعرض نکرو تاکہ شہر سے باہر جا کر کہین اپنے ٹھکانے ڈھونڈ لین بعد ازان باوجودیکہ
کوئی ملک اوسوقت تک ہمایون کے قبضہ مین نتھا مگر اپنے عہد کے بموجب قندھار بداغ خان اور مرزا مراد کو

حوالہ کر دی اور قلعہ بھی اون کے قبضہ مین دیدیا مرزا مراد کی خدمت مین بداغ خان وغیرہ فقط دو تین امیر رہے
باقی سب عراق کو چلے گئے چونکہ سردی کا موسم آگیا تھا اسلیے ہمایون نے ایک اون کی جگہ شہر کے اندر اپنے
لشکر کے قیام کے لیے بداغ خان سے مانگی مگر اوس نالائق نے اوسکے جواب مین کچھ نہ کہا سب باتین
کہین اسی سبب سے سارے چغتیہ امیرون نے بھاگنا شروع کیا یادگار ناصر مرزا جو عسکر قندھار سے بھاگا تھا مگر وہ
راستہ مین سے پکڑا آیا اور پھر ہمایون نے اوسکو قید کر دیا اسی اثنا مین کئی سبب ایسے واقع ہوے کہ قندھار
قزلباشون کے قبضہ سے نکل گئی اول یہ کہ سارے چغتیہ امیرون نے ہمایون کو یہ راے دی کہ سردی کا
موسم بسر کرنے کے لیے فی الحال قندھار قزلباشون سے لیلو اور کابل اور بدخشان کی فتح کے بعد
اوسکا عوض بہت زیادہ دیدیجیو دوسرے یہ کہ میرزا مراد جو شیرخوار بچہ تھا مر گیا تیسرے یہ کہ قزلباشون نے
شہر والون پر حد سے زیادہ ظلم کیے اور چغتیہ امیرون کو قلعہ کے اندر آنے سے بالکل منع کر دیا چوتھے یہ کہ
ایک رافضی نے ایک روز اپنی عادت اور مذہب کے موافق یادگار ناصر مرزا کے قریب آ کر جو ہندال مرزا کو ساتھ
لیکر کامران کے پاس سے بھاگ آیا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت تبرا کہا مرزا یادگار ناصر کو ضبط نہوا اور ایک تیر
اوسکے ایسا مارا کہ سینہ کے پار نکل گیا اور جان اوسکی نکل گئی پھر حاجی محمد خان مع اپنے دو نوکرون کے
رسد کے اونٹون کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوا اور اوسکے نگاہبانون کو قتل کرنا شروع کیا پھر اور بھی
بہت سے چغتیہ امیر پہنچ گئے میرزا الغ بیگ اور بیرام خان بھی اونہین مین تھے سارے قزلباش اسقدر
گھبرا گئے کہ حواس درست نرہے اور ساری شیخی اونکی کرکری ہوگئی پھر ہمایون قلعہ کے اندر آیا اور اوسنے
بداغ خان کو جو بہت مضطر تھا عراق کی طرف رخصت کیا قندھار والون نے بہت سے قزلباش شہر کی گلی
کوچون مین مار ڈالے پھر ہمایون نے قندھار کی حکومت بیرام خان کو سپرد کی اور خود کابل کی طرف کوچ کیا
کامران سے کچھ دنون لڑائی رہی ہر روز ایک دو امیر کامران کی طرف سے ٹوٹ کر ہمایون سے آ ملتے تھے
مجبور ہو کر کامران نے بہت سے بزرگون اور عالمون کو بیچ مین ڈال کر اپنے گناہون کی معافی چاہی
ہمایون نے اوسکے حاضر ہونے کی شرط پر ساری تقصیرین معاف کر دین کامران چونکہ ڈرتا بہت تھا اسلیے
خود حاضر نہوا اور کابل کے قلعہ مین بند ہوگیا اور وہان سے راتون رات غزنین کی طرف بھاگا ہندال
اوسکے تعاقب مین روانہ ہوا ہمایون کابل مین داخل ہوا اور اپنے پیارے بیٹے شاہزادہ اکبر کو سینے سے لگا کے
کلیجہ کو ٹھنڈا کیا یہ فتح دسوین رمضان سنہ ۹۵۲ھ کو ہوئی اور یہ مصرع اوسکی تاریخ ہے

بی جنگ گرفت ملک کابل از وے * کامران غزنین مین بھی نہ ٹھہر سکا اور فوراً بھکر کو روانہ ہوا مرزا شاہ حسین
جسنے اپنی بیٹی کا بھی نکاح کامران کے ساتھ کردیا تھا اوسکی مدد کی مرزا یادگار ناصر بھی بھاگنے کا ارادہ رکھتا تھا
اسلیے ہمایون نے اوسکو قتل کرڈالا پھر ہمایون نے بدخشان کی تسخیر کے لیے کوچ کیا سلیمان مرزا نے
کچھ مدت مقابلہ کیا آخر شکست کھائی اس عرصہ مین کامران نے کابل کو خالی پاکر اپنا قبضہ کرلیا اور ہمایون کی
بیگمات اور شاہزادہ اکبر کو بھی قید کرلیا پھر ہمایون نے بدخشان کی حکومت مرزا ہندال سے لیکر مرزا سلیمان
کو حوالہ کی اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا کامران شکست کھاکر قلعہ کے اندر بند ہوگیا اور جب اوسپر
بہت تنگی ہوئی تو بڑی بے مہری کو کام فرماکر شاہزادہ اکبر کو قلعہ کے کنگرہ پر جو بندوقون اور توپون کا
نشانہ تھا بٹھا دیا مگر فضل الٰہی اوسکا نگاہبان رہا فریقین کے اُمرا باہمی نفاق کی وجہ سے کبھی ادھر اودھر
ہوجاتے تھے اور دونون طرف کے لوگ بہت مارے گئے آخر کامران قلعہ کو توڑکر اور اپنا لباس و ہیئت
بدل کر باہر نکلا حاجی محمد خان اوسکے تعاقب کے لیے متعین ہوا جب حاجی محمد خان اوسکے قریب پہونچا
تو کامران نے اوس سے مخاطب ہوکر کہا کہ تیرے باپ بابا قشقہ کو کیا مین نے ہی قتل کیا ہے حاجی محمد خان
پُرانا آدمی تجربہ کار تھا اس بات کو سنکر ٹال گیا اور لوٹ آیا اور ہمایون نے اپنے بیٹے اکبر کو صحیح و
سلامت پالیا پھر کامران نے پیر محمد حاکم بلخ کے پاس پناہ لی اور اوس سے مدد لیکر بدخشان کے بعضے
ملکون پر بے لڑے بھڑے سلیمان مرزا اور اوسکے بیٹے ابراہیم مرزا سے چھین کر قابض ہوگیا قراچہ بیگ نے
جو بڑے بڑے کام کیے تو بعضے بیوقوف امیرون سے متفق ہوکر ہمایون سے کچھ ایسی درخواستین کین
جنکا پورا ہونا ممکن نتھا اور جب وہ مطلب اوسکے نہ برآئے تو مع اون امیرون کے بدخشان کو چلا گیا
چونکہ اوس زمانہ مین مدت تک قلعہ مین تزلزل اور تذبذب رہا اسلیے ایک ظریف نے اوسکی نسبت یہ شعر لکھا تھا
ع قلعۂ کابل کہ در رفعت ز کیوان برتر ست * چون غلیوازی کہ شش بار دہ و شش مہ نرست * کامران نے
کئی مرتبہ مخالفت کی اور پھر حاضر ہوکر عفو تقصیر چاہی مگر ہمایون نے اپنی ذاتی مروت سے ہر مرتبہ اوسکے
قصور معاف کردیے اور اوسکی طرف سے صاف ہوگیا پھر کامران نے مکہ معظمہ کو چلے جانے کی اجازت
چاہی ہمایون نے یہ قبول نکیا اور بدخشان کی حکومت اوسکو دی اور خود بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور وہان
پیر محمد اور عبداللہ خان بادشاہ اوزبک کے بیٹے عبدالعزیز خان کو شکست دی اور چونکہ باہم امیرون مین
نفاق تھا اور کامران کی طرف سے بھی اطمینان نتھا اس سبب سے پھر کابل کو واپس آیا کامران نے

پھر عہد شکنی کرکے مخالفت کی اور شکست کھا کر سلیم شاہ کے پاس ہندوستان میں مدد لینے آیا آخر یہان سے مایوس پھرا اور پھر آدم گکھر کے وسیلہ سے گرفتار ہوا اور ہمایون نے پھر بھی اوسکی جان بخشی کی مگر اندھا کر دیا چنانچہ یہ قصہ پہلے مذکور ہو چکا ہے بعد ازان کامران مکہ کو ہجرت کر گیا اور وہان چار حج کیے اور وہین انتقال ہوا مولانا قاسم کاہی نے اوسکے وفات کی یہ تاریخ لکھی تھی سہ

کامران آنکہ بادشاہے را — کس ندیدست ہیچ او در خورد — شد ز کابل بہ کعبہ و آنجا — جان بحق داد تن بخاک سپرد
گفت تاریخ او چنین کاہی — بادشہ کامران بہ کعبہ بمرد — اور ویسی شاعر نے یہ تاریخ لکھی تھی
شہ کامران خسرو نامدار — کہ در سلطنت سر بکیوان رساند — بجا ور شد اندر حرم چار سال
بکلی دل از قید عالم رہاند — ز بعد وقوف حج چار مین — باحرام حج جان بجانان فشاند
چو در خواب ویسی در آمد کشیب — عنایت نمود و سوی خویش خواند — بگفت ار بپرسند ت از فوت ا
بگو شاہ مرحوم در مکہ ماند

مرزا کامران بڑا بہادر اور عالی ہمت اور سخی اور خوش طبع اور خوش اعتقاد تھا ہمیشہ عالمون فاضلون کی صحبت مین بیٹھتا تھا شاعر بھی تھا شعر اوسکے مشہور ہین ایک زمانہ مین ایسا متقی ہو گیا تھا کہ اپنے ملک مین انگور کے پیڑ بونے کی بھی ممانعت کر دی پھر چند روز کے بعد خود بھی بہت شراب پینے لگا مگر آخر کو تائب اور پارسا ہو کر مرا یہ واقعہ ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ مین ہوا کابل کی اخیر لڑائی مین قراچہ خان مارا گیا اور مرزا عسکری گرفتار ہو گیا خواجہ جلال محمود دیوان نے اوسکو بدخشان مین لیجا کر مرزا سلیمان کے سپرد کیا چندروز وہان قید رہا پھر چھوٹ گیا بعد ازان مرزا سلیمان نے بلخ کی طرف بھیجا اور وہ وہین سے مکہ معظمہ کو چلدیا اور اوس جنگل مین جو شام اور مکہ کے بیچ مین واقع ہے مر گیا اور اوسکے سنہ وفات کا مادہ یہ ہے سہ عسکری بادشاہ دریادل + اور انجام مرزا ہندال کا یہ ہوا کہ جب کامران نے آخر مرتبہ شکست کھا کر پٹھانون کے پاس پناہ لی اور اوسی عرصہ مین حاجی محمد خان کو ہمایون نے قتل کیا تھا ایک مرتبہ کامران نے ہندال کے لشکر پر شبخون کیا ہندال اوسی معرکہ مین مارا گیا یہ واقعہ ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون مین ہوا اور شبخون اوسکی تاریخ ہے سہ

شبیخون چون قضا انگیخت از دہر — کہ از خون شد شفق گون اوج گردون — ز عالم رفت ہندال جہانگیر
جہان بگذاشت باشاہ ہمایون — شبستان فلک را بود چون شمع — نہال قامت آن نخل موزون
خرد تاریخ فوتش جست گفتم — دریغا مرد شمعی از شب خون — اور مرزا امانی نے یہ تاریخ لکھی تھی سہ
شاہ ہندال سرو گلشن ناز — چون ازین بوستان سخت رفت — گفت تاریخ قمرے نالان

سروی از بوستان دولت رفت ۔ اور مولانا حسن علی قراس نے یہ تاریخ لکھی ہے ؏

ہنداں محمد شہ فرخندہ لقب   ناگہ ز قضا شہید شد در دل شب   شبخون الشہادتش چو کرد یا سبب
تاریخ شہادتش ز شبخون بطلب

ہمایون نے مرزا ہنداں کا سارا اسباب اور مال شاہزادہ اکبر کو عنایت کیا اور ملک غزنین بھی مع توابعات کے اوسکی جاگیر مین دیا ہمایون نے جب سنا کہ سلیم شاہ کے مرنے کے بعد ہندوستان مین بڑا فتنہ و فساد برپا ہے اور ہر طرف ملوک طوائف قائم ہو گئے ہین تو پھر ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ مصمم کیا اسی اثنا مین لوگون نے چغلیان کھا کر بیرام خان کی طرف سے ہمایون کے مزاج کو منحرف کر دیا چنانچہ ہمایون نے قندھار کی طرف یورش کی بیرام خان استقبال کے لیے آیا اور اوسکی خیر خواہی ظاہر ہو گئی اہل غرض نے جو اوسکی طرف سے باتین بنائی تھین سب جھوٹی ٹھہرین اس مرتبہ ہمایون نے مولانا زین الدین محمود کمانگر بہدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیرام خان کی معرفت ملاقات کی مولانا ممدوح خراسان کے توابعات مین سے موضع بہدا کے رہنے والے تھے اور اکثر بزرگون سے اونکی ملاقات ہوئی تھی چنانچہ مولوی جامی اور مولوی عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہما کی صحبت کا بھی اتفاق ہوا تھا اور مولانا مذکور نے نقاشی کے کام مین اپنے کمالات کو چھپایا تھا بیرام خان اونکا شاگرد تھا اور ہمیشہ اونکے درس مین جایا کرتا تھا کبھی کبھی بیرام خان کچھ یوسف زلیخا مین دخل کرتا تھا تو مولانا فرماتے تھے کہ بیرام خان کیا تو نے اپنے لیے جہان مین کوئی اور یوسف زلیخا پیدا کی ہے ایک روز ہمایون نے کھانا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے لیے پکوایا اور مولانا کی دعوت کی ہاتھ دھلانے کے وقت آفتابہ خود ہمایون نے اپنے ہاتھ مین اور طشت بیرام خان نے لیا مولانا نے سید جمال الدین محدث کے پوتے میر حبیب اللہ کی طرف اشارہ کر کے ہمایون سے کہا کہ اسکو بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہے ہمایون ناچار اونکے سامنے بھی آفتابہ لے گیا میر موصوف نے گھبرا کر کچھ تھوڑا سا پانی جھٹ پٹ اپنے ہاتون پہ ڈال لیا بعد ازان مولانا نے اچھی طرح اطمینان سے ہاتھ دھوئے اسی وقت ہمایون نے پوچھا کہ کسقدر پانی سے ہاتھ دھونا مسنون ہے مولانا نے فرمایا کہ جسقدر پانی سے ہاتھ اچھی طرح دھل جاوین باقی کچھ اہل مجلس کے ہاتھ بیرام خان نے اور کچھ کے حسین خان مرحوم قاسم خان کے داماد نے دھلوائے اوسکے بعد سب نے کھانا کھایا ہمایون مولانا کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور بہت فائدہ اوٹھایا — بعد ازان کچھ زر نقد بیرام خان کے ہاتھ بطور نذر کے بھیجا مولانا کی عادت کسی سے

تحفہ لینے کی نہ تھی بہت انکار کیا آخر بیرام خان کی اصرار کے سبب بڑی کراہیت اور نارضامندی سے
قبول فرمایا اور اوس سے زیادہ قیمت کی کتابین اپنے ہاتھ کی بنی ہوئین ہمایون کے پاس بھیجدین کیونکہ
تحفہ جانبین سے چاہیے ایک روز بیرام خان ایک شال کشمیری نہایت عمدہ اونکے لیے تحفہ لے گیا آپ نے
اوسکو ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ بہت نفیس ہے بیرام خان نے کہا کہ یہ کپڑا درویشانہ ہے اسلیے آپ کے واسطے
لایا ہون مولانا نے اپنی دونون اونگلیون سے اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھکو اپنی یہی دوہر کافی ہے یہ کسی ایسے
شخص کو جو مجھسے زیادہ مستحق ہو دینا چاہیے مولانا ممدوح کی کرامتین بھی بہت مشہور ہین مولانا معین واعظ کے
پوتے شیخ معین نے جو اکبر کے زمانہ مین چند روز لاہور مین قاضی رہا ہے ایک رسالہ مین اونکی کرامتین جمع
کی ہین منجملہ اونکی ایک یہ ہے کہ جب ہمایون کے سپاہی تیر اندازی کی مشق کرتے تھے تو وہ بھی اپنی عادت کے
خلاف وہان آجاتے تھے اور سپاہیون کو تیر اندازی کے سیکھنے پر ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے
کہ ایک دن یہ کام آویگا آخر ماچھی وارہ کی لڑائی پر جو اول ہی شکست پٹھانون کو نصیب ہوئی اوس روز
تیر اندازی کے ہی وسیلہ سے فتح ہوئی تھی اغلب ہے کہ مولانا کا اشارہ اسی دن کی طرف تھا ایک اونمین سے
یہ ہے کہ جب بیرام خان قندھار کو علی قلی خان سیستانی کے سپرد کر کے کابل مین آیا تو اوسنے اپنی طرف سے
ایک گماشتہ بڑا ظالم مقرر کیا تھا ہر روز اوسکے ظلم کی خبرین مولانا کی مجلس مین پہونچتی تھین اتفاقاً وہ بیمار ہوا
تو چند روز کے لیے لوگون کو اوسکے ہاتھ سے نجات ملی ایک روز کسی نے آپ کی مجلس مین کہا کہ اب وہ بیماری سے
پھر اوٹھا مولانا نے اوسکی طرف تیز نگاہ سے دیکھکر تندی سے فرمایا کہ شاید قیامت ہی کے دن اوٹھیگا
چنانچہ دو چار روز کے بعد وہ مرگیا الغرض ہمایون نے لوٹتے وقت یہ ارادہ کیا کہ قندھار کو بیرام خان سے
نکال کر منعم خان کے حوالہ کر دے مگر منعم خان نے عرض کیا کہ اب آپ ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین
ایسے وقت مین یہ تغیر و تبدل باعث رنج اور بیدلی لشکر کا ہوگا ہندوستان کی فتح کے بعد مضایقہ نہین
چنانچہ ہمایون نے قندھار بیرام خان کے پاس اور داور بہادر خان کے پاس پھر بحال رکھی اور لشکر کا
سامان درست کر کے ماہ ذی الحجہ ۹۶۱ھ نوسو اکسٹھ مین کابل سے ہندوستان کی طرف سوار ہوا اور
یہ قطعہ اوسکی تاریخ مین لکھا گیا جسمین صوری اور معنوی دونون تاریخین نکلتی ہین خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ کہ

گوی سبقت برد از شاہان پیشین بیشکی ÷ بہر فتح ہند از کابل عزیمت کرد و شد ÷ سال تاریخ توجہ نہصد و شصت و یکے
۹۶۱

پشاور کی منزل مین بیرام خان نے بھی قندھار سے آکر ملازمت حاصل کی غرض ہر روز کوچ کرتے

سندھ کی ندی اوتر آئے بیرام خان اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اوزبک فوج کے ہراول بنکر آگے آگے آتے تھے تاتار خان کاسی رہتاس کا حاکم قلعہ کو خالی چھوڑکر چلدیا آدم گکھر بھی آکر شریک حاضر ہوا جب لاہور مین پہونچے تو وہان سے کے پٹھان بھی مقابلہ کی قوت نہ پاکر بھاگ گئے اور امراے مغلیہ لاہور اور تھانیسر اور جالندھر اور سرہند کی طرف کو چلدیے شہباز خان اور نصیر خان افغان نے دیبالپور کے قریب شاہ ابو المعالی اور علی قلی شیبانی سے مقابلہ کرکے شکست پائی مغلون کا رعب ایسا غالب تھا کہ کئی کئی ہزار پٹھان اگر اپنے مقابلہ مین دس سوار بھی بڑی بڑی پگڑیان باندھے ہوئے دیکھ لیتے تھے گو وہ لاہوری ہی کیون ہون تو ایسے بھاگتے تھے کہ پیچھا پھر کر دیکھتے بھی نتھے جن دنون مین بادشاہ سندھ اوترا تھا سکندر سور نے ابراہیم سور پر غلبہ پاکر عدلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اتنے مین خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ سندھ بھی اوتر آیا پٹھانون کی یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص اپنی اور اہل و عیال کی جان بچانے کی فکر مین تھا اور سب کو یقین تھا کہ یہ اسلیم شاہ ہی کا کام تھا جو مغلون سے وریجا تاتھا اب کوئی اونکے مقابلہ کے قابل نہین سکندر نے باوجود ان سب امور کے اپنے ارادون کو فسخ کرکے مغلون کے مقابلہ کا ارادہ کیا کچھ فوج ہمایون کی حدود جالندھر مین جمع ہوگئی تھی سکندر نے اوسکے مقابلہ کے لیے حبیب خان اور نصیب خان طغوچی اور تاتار خان کاسی کو نامزد کیا اور خود بھی پیچھے سے آگیا یہ سنکر چغتائی امیر ستلج کے پار اوتر لیے پٹھانون نے اوسکا پیچھا کیا شام کے وقت دونون فوجون کا آمنا سامنا ہوا بڑی لڑائی ہوئی مغلون تیر مارنے شروع کیے پٹھانون کی ضرب اون تک کم پہونچتے تھے آخر پٹھانون نے نزدیک کے چھپران گانون مین آکر پناہ لی پھر پٹھانون نے بہت سی آگ جلائی تاکہ مغلون کا لشکر نظر آنے لگے مگر اس سے معاملہ اور اولٹا ہوگیا یعنی پٹھان روشنی مین ہوگئے اور مغلون پر اندھیرا ہی رہا اور اونھون نے تاک تاک کر خوب پٹھانون پر تیر مارنے شروع کیے آخر پٹھان شکست کھاکر بھاگ گئے یہ فتح مغلون کو بڑی آسانی سے حاصل ہوگئی اور اونکی طرف کے آدمی اس لڑائی مین بہت کم ضائع ہوئے اور بہت سا اسباب اور گھوڑے اور ہاتھی غنیمت مین ہاتھ آئے یہ خبر ہمایون کو لاہور مین پہونچی پھر تمام پنجاب اور سرہند اور حصار فیروزہ تک سارا ملک مغلون کے قبضہ مین آگیا ہمایون جلد جلد کوچ کرکے دہلی کے قریب پہونچا پھر سکندر نے ادھر اودھر سے بھاگے ہوئے پٹھانون کو جمع کر اسی ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی اور توپخانہ ساتھ لیکر سرہند پر حملہ کیا اور شیر شاہ کی طرح

اپنے لشکر کے گرد خندق اور قلعہ تیار کیا مغلون نے سرہند کو شہر بند کر لیا اندر سے لڑتے رہے اور ہمایون کو
اپنی مدد کے لیے بلایا ہمایون یہ سنتے ہی جھٹ پٹ سرہند مین داخل ہوا ایک مدت تک ہر روز لڑائی ہوتی رہی
آخر جس روز شاہزادہ اکبر کی سرداری کا نمبر تھا اوس روز بہت بڑا معرکہ ہوا ایک طرف سے شاہزادہ اور ایک طرف سے
بیرام خان اور سکندر خان اور عبد اللہ خان اوزبک اور شاہ ابو المعالی اور علی قلیخان اور بہادر خان نے حملہ کیا
اور بہادری اور مردانگی کمال کو پہونچا دی پٹھانون نے بھی اپنے حوصلہ سے بڑھ کر دلیری کی مگر فتح نصیب
نہوئی آخر بھاگ نکلے مغلون نے اونکا پیچھا کیا تمام راستہ مین کشتون کے ڈھیر ہوگئے اور گھوڑے
اور ہاتھی اور ہر قسم کا اسباب بے انتہا غنیمت مین ہاتھ آیا اور اسقدر پٹھانون کے سر جمع ہوگئے کہ اونسے
منارے چنوا لیے اسی وجہ سے بیرام خان نے اوس مقام کا نام سرمنزل رکھا تھا جو آج تک موجود ہے
شمشیر ہمایون اس فتح کی تاریخ ہے ؎ منشی خرد طالع میمون طلبید + انشای سخن ز طبع موزون طلبید
تحریر چو کرد فتح ہندستان را + تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید + سکندر اس لڑائی مین شکست کھا کر کوہ
سوالک کی طرف بھاگ گیا سکندر خان اوزبک بہت سا لشکر ساتھ لیکر سامانہ کے راستہ سے دہلی مین آیا
جو پٹھان دہلی مین باقی رہ گئے سب متفرق ہوگئے ہمایون نے شاہ ابو المعالی کو سکندر کے تعاقب مین
روانہ کیا اور ماہ رمضان ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ مین خود بھی دہلی مین داخل ہوا اور اکثر ہندوستان مین دوبارہ
خطبہ اور سکہ اوسکے نام کا جاری ہوا یہ بات اور بادشاہون کو بہت کم نصیب ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ شکست
ہوکر دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی ہو اس سال مین ہمایون نے اکثر ملک امیرون کو جاگیرون مین تقسیم کیے
اور پرگنہ مصطفیٰ آباد جسکا محصول تیس چالیس تنکہ ہر سال تھا تصدق روح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مقرر کیا اور حصار فیروزہ اکبر کی جاگیر مین دیا بابر نے بھی ابتدا سے فتح سے یہی جاگیر ہمایون کو دی تھی اور تمام پنجاب کا
ملک شاہ ابو المعالی کو دیکر سکندر کے مقابلہ پر نامزد کیا سکندر نے بھاگ کر شمالی پہاڑون مین پناہ لی ابو المعالی کی
مدد کے لیے جو اور امیر مقرر کیے گئے تھے اونکی جاگیرون پر بلکہ سرکاری خزانہ اور خالصہ کے پرگنون پر بھی
سکندر نے دست اندازی شروع کی اسوجہ سے وہ سب امیر بیدل ہوگئے اور سکندر نے پھر قوت پیدا کر لی
تب ہمایون نے بیرام خان کو شاہزادہ اکبر کا اتالیق مقرر کرکے سکندر کے مقابلہ پر بھیجا اور شاہ ابو المعالی کو
حصار فیروزہ کے لیے مقرر کیا اور اوسکے وہان جانے سے پہلے ہی قبا خان گنگ کو آگرہ پر اور علی قلی خان کو
میرٹھ اور سنبھل پر اور قنبر دیوانہ کو بدایون پر اور حیدر محمد خان آختہ بیگی کو بیانہ پر نامزد کیا حیدر محمد خان نے

ابراہیم سور کے باپ غازی محمد خان کو بیانہ کے قلعہ میں محصور کیا ہرچند لوگون نے غازی خان کو محاصرہ سے پہلے بھی اور بعد بھی سمجھایا کہ بیانہ سے زنتنبھور کو اور وہان سے گجرات کو چلا جاوے مگر اوسنے ہرگز نمانا اور آخر مچھلی کی طرح جال مین پھنس گیا بیانہ کے زمیندار امن مانگ کر حاضر ہوگئے حیدر محمد خان نے عہد و پیمان کر کے غازی خان کو مع اوسکے اہل و عیال کے بلا لیا اور ایک مخفوظ مکان اوسکے رہنے کے لیے مقرر کیا دوسرے دن وہان کے خزانون اور دفینون کی تحقیقات کر کے عہد سے منحرف ہوگیا اور غازی خان کو مع اوسکے تمام اہل و عیال کے یہان تک کہ شیرخوار بچون کو بھی قتل کر ڈالا اور سر اونکے ہمایون کے پاس بھیجدیے مگر ہمایون نے یہ حرکت پسند نہ کی اور میر شہاب الدین نیشاپوری بخشی کو جسکا شہاب الدین احمد خان خطاب تھا غازی خان کے مال و اسباب کی تحقیقات کے لیے بیانہ کو روانہ کیا حیدر محمد خان نے جواہرات وغیرہ نفیس اسباب کو چھپا ڈالا اور کم قیمت اسباب ظاہر کر دیا قنبر دیوانہ نے نواحی سنبھل مین بہت سی جمعیت فراہم کر لی اور جب علی قلی کو وہ جاگیر مین ملا تو کہتا تھا کہ یہ وہی مثل ہے کہ پیڑ کسی کے اور گانون کسی کا اور علی قلی خان کے سنبھل جانے سے پہلے ہی قنبر بدایون کو چلا گیا اور وہان سے کانٹ اور کولہ مین جا کر رکن خان پٹھان سے مقابلہ کیا اور فتح پائی اور ملانوہ تک اپنا قبضہ کر لیا مگر پھر پٹھانون کے مقابلہ مین شکست کھائی اور وہان کے قلعہ مین بہت سا کشت و خون کر کے بدایون مین آیا اور وہان بھی ظلم و تعدی حد سے زیادہ شروع کی ہرچند علی قلی خان نے اوسکو اپنے پاس بلایا مگر اوسنے نمانا اور کہا کہ بہ نسبت تیرے مین بادشاہ کا زیادہ مقرب ہون اور یہ میرا اسم بادشاہی کے تاج سے ملا ہوا ہے تب علی قلی خان نے اوسپر فوج کشی کی اور بدایون کا محاصرہ کر لیا وہ دیوانہ اوسوقت مین بھی شہر والون پر حد سے زیادہ ظلم کرتا تھا اور کسی کی جورو کسی کی بیٹی کسی کا مال و اسباب بزور چھین لیتا تھا اور کسی پر اوسکو اعتماد نتھا راتون کو بذات خود مورچون پر گشت کرتا تھا اور باوجود دیوانگی کے ایسا لڑتا تھا کہ ایک روز قلعہ کے ایک خالی گھر مین آدھی رات کے وقت گیا اور ایک مقام پر ذرا کھڑا ہوا پھر دو چار قدم آگے بڑھ کے کچھ غور کیا پھر یکبارگی پہلی جگہہ پر آ کر بیلدارون کو اوسی وقت بلا کر اوس زمین کو کھودنے کا حکم دیا اور کہا کہ یہان سے کچھ آواز میرے کان مین آتی ہے جب اوسکو کھودا تو معلوم ہوا کہ علی قلی خان نے قلعہ کے باہر سے سرنگ لگائی تھی جن لوگون نے اوس سرنگ کو دیکھا تھا وہ بیان کرتے تھے کہ ابتدا مین قلعہ کی جس طرف سرنگ کھودنا شروع کی تو معلوم ہوا کہ بنیاد قلعہ کی پانی تک ہے اور لوہے کے سیخچے اور سال کے لٹھے اوسمین مضبوطی کے لیے رکھے تھے مگر خاص ایک موقع خالی

مل گیا تھا وہین سے یہ سرنگ کھودی گئی تھی علی قلی خان بھی قنبر کی اس دانائی سے حیران رہگیا پھر ساری شہر والون نے
اتفاق کرکے علی قلی خان سے کہلا بھیجا کہ فلانی رات مین فلانی برج پر حملہ کیجیو ہم قلعہ کے اوپر سے کمندین اور سیڑہیان لٹکادنگے
چنانچہ یہی ہوا اور علی قلی خان کے سپاہیونکو شیخ حبیب بدایونی نے اور شیخ زادونکے بیچ کیطرف سے جو شیخ سلیم چشتی کے
رشتہ دار تھے زمین سے اوپر چڑھا لیا چنانچہ اونھون نے شہر مین داخل ہوکر آگ لگادی قنبر دیوانہ ایک کالا کمل اوڑھکر شہر سے
باہر بھاگ گیا مگر لوگ اوسکو پکڑکر علی قلی خان کے سامنے لائے علی قلی خان نے اوس سے بہت ملائمت کی گفتگو کی اور کہا کہ تو اطاعت
قبول کر تو تیری جان بخشی کردون مگر وہ دیوانہ بڑی سخت گفتگو کرتا رہا اور کسی طرح نمانا تب علی قلی خان نے
اوسکو قتل کروادیا قبر اوسکی بدایون مین مشہور ہے قنبر کی عادت تھی کہ بہت سا کھانا پکاکر لوگون کی دعوت
کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ کھاؤ مال خدا کا ہے اور جان خدا کی ہے اور قنبر دیوانہ بکاول خدا کا ہے جب
اوسکا سر علی قلی خان نے اپنی عرضی کے ساتھ ہمایون کے پاس بھیجا تو ہمایون کو بہت رنج ہوا اسی اثنا مین
ایک روز ہمایون قلعہ دین پناہ مین کتابخانہ کی چھت پر چڑھا تھا اوترتے وقت اذان کی آواز آئی ہمایون اذان کی
تعظیم کے لیے وہین بیٹھگیا اوٹھتے وقت عصا پھسلا اور اس سبب ہمایون کئی زینون کی سیڑھیون پر لڑکتا
زمین تک پونہچا جب کچھ آرام ہوا تو شیخ چولی کی پیشکش کے واسطے شاہزادہ اکبر کے پاس پنجاب مین نذر بھیجی اور
حقیقت حال سے مطلع کیا آخر پندرھوین ماہ مذکور کو اس عالم فانی سے انتقال کیا اور اوسکے مرنے کی تاریخ ہے
چو گشت از رحمت حق ساکن اندر روضۂ رضوان + بهشت آمد مقام پاک او تاریخ از ان باشد + اور مولانا قاسم نے یہ تاریخ لکھی ہے

ہمایون بادشاہ ملک معنی + ندارد کس چو او شاہنشہی یاد +
ز بام قصر خود افتاد ناگہ + وزان عمر عزیزش رفت برباد +
پی تاریخ او کاسی رقم زد + ہمایون بادشاہ از بام افتاد

اور ایک تاریخ یہ ہے ؎ مشو غافل از سال فوتش ببین + ہمایون کجا رفت و اقبال او

اور ایک تاریخ یہ ہے ؎ ای آہ بادشاہ من از بام اوفتاد + اس بادشاہ کی عمر اکاون برس کی

ہوئی پچیس برس سے کچھ زیادہ سلطنت کی اس بادشاہ کے کمالات ظاہری اور باطنی حد سے زیادہ تھے
نجوم اور ہیئت اور تمام شریف علمون مین بے نظیر تھا اور عالمون فاضلون اور بزرگون اور شاعرون کی
بڑی قدر کرتا تھا اور خود بھی شعر خوب کہتا تھا ہر وقت باوضو رہتا تھا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کا نام کبھی بے وضو نہ لیتا تھا اور اگر کسی ایسے نام کے جو لفظ عبد اور اللہ کے کسی نام سے مرکب
ہوتا تھا زبان پر لانے کی ضرورت ہوتی تو فقط عبد پر اکتفا کرتا تھا مثلاً عبد الحی کو فقط عبدل کہتا تھا وقت

وغیرہ کی پیشانی پر بجاے لفظ ہو کے گیارہ کا ہندسہ جو لفظ ہو کے عدد ہین لکھدیتا تھا اور ہر طرح کے
ادب ہمیشہ خیال رکھتا تھا تمام تمام رات صحبتون مین بسر کرتا تھا اور سستی نہ کرتا تھا اور سخاوت اوسکی
ایسی تھی کہ تمام ہندوستان کا خراج بھی وفا نہ کرتا تھا اور اسی وجہ سے وکلا اوسکے سامنے روپیہ پیش
نکرتے تھے کبھی گالی کا لفظ اوسکی زبان پر نہ آتا تھا جب بہت ہی غصہ آتا تھا تو فقط اسقدر کہ ہو سفیہ
اور گھر مین اور مجلس مین کبھی بھولے سے بھی بانیان پاؤن پہلے نرکھتا تھا بلکہ اوسکی مجلس مین کوئی وقت
کوئی اور شخص بھی اولٹا پاؤن پہلے نرکھتا تھا اور اگر کوئی یہ حرکت کرتا تو اوسکو پھر پیچھے سے لوٹاتا تھا اور حیا
ایسی تھی کہ کبھی قہقہہ سے نہ ہنستا تھا اور کسی کی طرف تیزی سے نہ دیکھتا تھا مشہور ہے کہ جب اوسنے دوبارہ
تسخیر ہندوستان کا ارادہ کیا تو شیخ حمید سنبھلی مفسر کابل تک اوسکے استقبال کو گیا ہمایون اونکا بڑا معتقد
تھا ایک روز شیخ نے ہمایون سے کہا کہ مین آپ کے سارے لشکر کو رافضی پاتا ہون ہمایون نے پوچھا
کیسے اونھون نے جواب دیا کہ ایکی مرتبہ آپ کے سارے سپاہیون کے نام یار علی اور کفش علی اور
حیدر علی وغیرہ ہین اور کسی خلیفہ کے نام پر کسی کا نام بھی نہین ہمایون کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ قلم
ہاتھ مین سے زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ میرے دادا کا نام خود عمر شیخ تھا یہ کہکر مجلس سے اوٹھکر چلا گیا اور
پھر آکر بڑی ملایمت کے ساتھ شیخ کو اپنے اچھے عقیدون سے مطلع کیا اگر سارے فضایل اوسکے
لکھے جاوین تو ایک دفتر علحدہ چاہیے اور چونکہ یہ بادشاہ قدردان بڑا تھا اسیلیے اسکے زمانہ مین شاعر بھی
بہت ہوے منجملہ اون کے ایک مولانا جنوبی بدخشی سمائی بدخشان مین تھے اور اوسنے ہمایون کی شاہزادگی
کے زمانہ مین ایک قصیدہ اوسکی تعریف مین اڑتیس شعرون کا لکھا تھا اور اوسمین ایسا کمال تھا کہ ذو الفقار
شروانی کے قصیدہ سے جو اوسنے خواجہ رشید قدر کی تعریف مین لکھا تھا اور سلمان ساوجی کے قصیدہ سے
جو اوسنے خواجہ غیاث کی تعریف مین لکھا تھا جو مشکل صنعتین رہ گئی تھین وہ مولانا جنوبی نے اپنے
اوس قصیدہ مین ختم کر دین جیسے معما اور اظہار مضمر اور تاریخ وغیرہ حقیقت مین وہ قصیدہ لاجواب لکھا ہے ؎
شہنشاہا رخ تو لالہ و نسرین لب تو جان ٭ ہمی نیم لب تو غنچہ رنگین شدہ خندان ٭ ہمی گویم خط تو سبزہ و ریحان خط تو گل
شگوفہ ظاہر قد تو فتنہ دوران دم جولان ٭ اگر اس قصیدہ کے ہر مصرع کے اول سے ایک ایک حرف لیا جاوے
تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہے ؎ شہنشاہ و دین بادشاہ زمان ٭ ز بخت ہمایون شدہ کامران ٭ اور اگر پہلی دو شعرون کے
درمیانی لفظون کو سرخی سے لکھین تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہے ؎ رخ تو لالہ و نسرین خط تو سبزہ و ریحان ٭

لب تو غنچۂ رنگین مقد تو فتنۂ دوران + اور اگر اوسکے درمیانی فقر دن کو دوسری طرف سے لوٹکر پڑھین تو یہ مطلع دوسری ردیف و قافیہ کا پیدا ہوتا ہے جو تین بحرون مین پڑھا جاتا ہے ۵ خط تو سبزۂ ریحان رخ تو لالۂ نسرین قد تو فتنۂ دوران لب تو غنچۂ رنگین + اور جو اس سرخی درمیانی کے بعد سیاہی کے لفظ باقی رہے وہ بھی ایک مطلع ہی اور اس مطلع مین اور بھی بہت سی صنعتین ہین اور اس قصیدہ کے اور چار شعرون کے اگر بعضے کلمات کو سرخی سے لکھین تو یہ قطعہ تاریخ فتح بدخشان کا حاصل ہوتا ہے ۵ تو لی شاہ شاہان دوران کہ شد بہ ہمیشہ ترا کار فتح و ظفر گرفتی بدخشان و تاریخ شد + محمد ہمایون شہ بحر و بر + اور یہ قطعہ معمہ بھی ہوتا ہے اور اس رباعی سے جو اس قصیدہ کے آیندہ شعرون سے نکلتی ہے اظہار معمہ ہوتا ہے ۵ تا خاک رہش گشت تن زار گدا + دل از غم و غصہ خود افتاد جدا جان من یار از غم یار برفت + غم شد ز جدا این دم دید آن شاہ ندا + اور گوشہ ان اوسکا یہ ہے ۵ گویند خبر فتح شہ دین پناہ ایک شاعر اونکے عہد کے شیخ زین الدین خان تھے جنکا وفائی تخلص تھا بابر بادشاہ نے اونکو تمام ہند کا مستقل صدر کر دیا تھا ایک سجد اور مدرسہ بھی انھون نے آگرہ مین جمنا کے پار بنایا تھا فن معما و تاریخ اور فی البدیہہ شعر لکھنے مین اور نظم و نثر کے جمیع کمالات مین سر آمد تھے مشہور ہے کہ جب یہ اوائل مرتبہ بابر بادشاہ کی خدمت مین آیا تو بابر نے پوچھا کہ تمھاری کیا عمر ہے اوسنے فی البدیہہ یہ جواب دیا کہ مین پانچ برس پہلے چہل سالہ تھا اور اب چہل سالہ ہون اور دو برس کے بعد چہل تمام ہون گے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری بھی کسی نے عمر پوچھی تھی تو مین نے جواب دیا کہ مین ایک سال پہلے پنجہ سالہ تھا اور اب پنجاہ سالہ ہون اور دس برس کے بعد پنجہ سال تمام ہون گے مشہور ہے کہ شیخ زین ایک مرتبہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار پر گئے اور وہان یہ حکایت شیخ کی سُنی کہ الهدایا مشترک و تنہا خوشترک تو اونھون نے یہ قطعہ لکھا ۵ شیخنا بلوا تراز حق ہدایا بود ام

آن کدام ہمن کہ گویم الهدایا مشترک	گوئی تنہا خوشترک ز انسان گفتی پیش ازین		مشترک سازد ز مسکوئی کہ تنہا خوشترک
اور یہ قطعہ بھی اونھین کی تصنیف ہے ۵	تم گریبان گیر شد سر در گریبان چون کشم		شوق دامنگیر آمد پا بدامان چون کشم
ای گریبانم ز شوقت پارہ دامن چاک چاک	بی تو یا در دامن و سر در گریبان چون کشم		شیخ زین نے ہندوستان کے

حالات اور اوسکی فتح کے بیان مین ایک تاریخ بھی لکھی ہے اور اوس مین اپنی سخنوری کو تمام کر دیا ہے شیخ مذکور نے حدود چنہار مین سنہ ۹۴۰ھ نو سو چالیس مین انتقال کیا اور ایک مدرسہ جو اونھون نے بنایا تھا اوسمین دفن ہوئے ایک شاعر اوس زمانہ کے مولانا نادری سمرقندی ہین جو اوس زمانہ کے بڑے فاضل اور جامع کمالات تھے اور ایک خوبصورت شخص نظام نامے پر عاشق تھے اور یہ اظہار معمہ اوسکے لیے لکھا تھا ۵

من دل شکستہ گویم صفت نظام نامی
بی لعل لبت حریف دردم ہمہ دم
گوشوارہ صفت سنبل شاہد گویم
بندہ شوم آن قد و رفتار را
سوی خرابات گذر نادری
بی سر و خود کجا آسودم آنجا
جہانی محرم و من ماندہ محروم
کنی ناخوش گہی خوش بودم آنجا
المنة للہ کہ بجمعیت خاطر
در حضرت گل بلبل غائب شدہ حاضر
یکجاست گل و یاسمن و سنبل و ریحان
بر شاخ درختان چو خطیبان منابر
از دانش او دانش ارباب بصیرت
اقبال نماید بمراعات اوامر
زیر علم فتح بمیدان سعادت
قائم ہمہ تیغ تو اعراض و جواہر
جبریل اگر بار دگر وحی بیارد
مشہور جہان شد چو حدیث متواتر
کس دانش بسیار ترا چون کند انکار
کاندر ہمہ فنہا شدہ کامل و ماہر
جود تو بنوعیست کہ در ساعت بخشش
مصحف آید و آن خط آیت جود و جفا

کہ نداشت ہیچ وصالش دل ناتوان نظامی
زین عمر ملولم من مسکین و غریب
یہ کلام اونکی نتائج طبع سے ہے
یار سوی ما بترحم ندید
در سر کن سر و دستار را
بقصد سجدہ سر جا بسر نہادم
ہمہ مقبول و من مردود دم آنجا

تنجیدم و در دل از تو دارم صد غم
خواہم شود آرام گہم کوی عدم
وہ چہ خرامست قد یار را
داشت مگر جانب اغیار را
سر کویت کہ عمری بودم آنجا
تو بودی کعبہ مقصودم آنجا
چہ پرسی نادری چون بی دران کوی

اور یہ قصیدہ اونھون نے ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا

باعیش نشستند حریفان معاشر
عریان ز خزان بود مگر شاہد بستان
سلطان بہار آمدہ با خیل و عساکر
خاقان معظم شہ جم قدر ہمایون
در بینش و بینش ارباب بصائر
جمع آمدہ بہر ظفر لشکر اسلام
بادش کرم لم یزلی حافظ و ناصر
در روز ازل بود خداوند جہان را
در شان تو ظاہر شود آیات ظواہر
مبنی ست کہ شرح کتب فن ریاضی
انکار بدیہی نکند غیر مکابر
با عقل حکیمانہ و اقبال تو دارد
ناخواستہ دانی ہمہ حاجات ضمائر
عارض آن لسان لب بہر اخوال و فاخر

گلزار تماشا گہ خلق ست کہ آنجا
گر خندہ صبا پارہ گل دوختہ ساتر
مرغان صفت شاہ فلک مرتبہ خوانا
کش ہست قوی دست دل انتقاد فاخر
منہی چہ خرامست در احکام شرائع
آحاد سپاہش ز دلیران عساکر
ای باکف جود تو قوام ہمہ اشیا
مقصود وجود تو درین چنبر دائر
ہر نکتہ حکمت کہ لب لعل تو فرمود
تصنیف مبین تو ز ایجاز دو اثر
احصای کمالات تو کردن نتوانم
نفس ملکی نسبت اجناس مشابہ
اور یہ معما اونسے اسم کبار کا لکھا تھا
مولانا مذکور نے ۹۶۶ نوسوچھیاسٹھ ہجری مین

انتقال کیا اور مرزا مانی کابلی نے یہ تاریخ اوسکے وفات کی لکھی ہے
واحسرتا کہ نادری نکتہ دان رفت

آن نادری که داد سخن داد در جهان | بستم بر اسم تعمیه تاریخ فوت او | گفتا خرد که رفت یکی از سخنوران

ایک شاعر اوس زمانہ کے شیخ ابوالواحد فارغی تھے انکی درویشانہ وضع تھی اور شیرین زبانی مین مشہور تھے یہ اونکا کلام ہے

از بسکہ آن جفا جو آزار سینہ نماید | اندک ترحم او بسیار مے نماید | اور یہ چند شعر واسوخت کے

مضمون مین سے لکھے ہین ؎ | بحمد اللہ کہ وا رستم ز عشق مست بدخوئے | کمی افتاد چون چشمم خود از مستی بہ یکسوئے

چو ساغر از برای جرعۂ لب بر لب ہر کس | صراحی وار مہر ساغرے مائل بہر سوئے | اور چند شعر اون کے یہ ہین ؎

عمری کہ دل بوصل تو ام بہرہ مند بود | نمود آنقدر کہ توان گفت چند بود | القصہ در فراق بسر شد شمار عمر

سرمایۂ وصال کہ اندک چند بود | اغیار دوش پیش تو بودند و خار سخن | از دورہا بر آتش حرمان سپند بود ایضاً

رشتۂ جمعیت ای یاران ہمدم مگسلید | در پریشانی پریشانیست از ہم مگسلید | ایضاً چو تیر جو دشتی از سینہ ام بگذار پیکانرا

مرا دل دہ کہ تا مردانہ در تیر ستم جانرا | شیخ مذکور کا سنہ نو سو چالیس ہجری مین انتقال ہوا اور آگرہ مین شیخ زین کی

قبر کے برابر خانقاہ مین دفن ہوئے اور اون دونون مین باہم اتفاق بہت تھا اور اتفاقات سے یہ ہوا کہ ایک ہی
سال مین دونون کا انتقال ہوا مشہور ہے کہ جب ان دونون نے ہندوستان کی طرف توجہ کی تو اپنے افلاس کے
سبب ایک کہنہ پوستین کے اور کچھ اون کے پاس نتھا شیخ زین نے شیخ ابوالواحد سے کہا کہ مین اسکو بیچنے کے
کابل کی بازار مین اس شرط پر لیے جاتا ہون کہ تم از خود کسی سے کوئی کلام نکرنا اونھون نے قبول کیا غرض
شیخ زین اوس پوستین کو بازار مین بیچنے کے لیے لے گئے ایک شخص خریدار پیدا ہوا قیمت مین جھگڑا تھا مشتری
پانچ شہرخی دیتا تھا شیخ زین زیادہ مانگتے تھے شیخ ابوالواحد بے غرضانہ طور پر وہان آکر دلالی کرنے لگے اور
بہت سی حیص بیص کے بعد کہنے لگے کہ اسے بے انصاف اس پارہ پارہ پوستین مین پانچ شہرخی سے
تو فقط پیسو اور جوئین ہین غرض اس گفتگو سے معاملہ درہم برہم ہو گیا اور شیخ زین بہت خفا ہوکر کہنے لگے
کہ ہم تو ایک روٹی کے محتاج ہین تم اسوقت مین بھی ہنسی سے نہین چوکتے ایک شاعر اوس زمانہ کا جاہی
بخاری تھا جس زمانہ مین ہمایون کابل سے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتا تھا اونھین دنون مین جاہی
ملازمت مین آیا اور جب ہمایون نے شاہ محمد خان شاپور کو کابل مین بطور صوبہ داری کے مقرر کیا اوس نے اور
عوام کی طرح ملا جاہی کو بھی بہت ایذا دی ملا نے ایک ترکیب بند شاپور کی ہجو مین لکھا چونکہ ایک بیٹی شاپور کی
ہمایون کے نکاح مین تھی اسلیے اوس سے تو کچھ تعرض نکیا اور اوسکے سارے خاندان کی نسبت بڑی فحش باتین
لکھین اور کسی مرد و عورت کو نام نہ چھوڑا چونکہ بادشاہ کو بھی شاپور سے کچھ رنج تھا اسلیے اوس ہجو کو دربار عام مین

گر نیم چون بیاد لب تشنہ حسین
مہرویا نزا خیل و سپاہت گویند
ولہ لاچون غمش مہربانی ندارے
نازش بجان کشم چہ کنم ناز پرورست

رباعی

تو لائق آنی کہ درین حسن و جمال
بیخبر روش آرام جانی نداری
با غنچہ نسبت دہن یار چون کنم

آنی کہ ز رشک مہرو ماہت گویند
شاہان زمانہ بادشاہت گویند
ولہ ہر لحظہ نازنین مرا نازہ دیگرست
تنگست غنچہ لیک سخن جای دیگرست

حیدر توقی کا بیٹا نہایت حیز اور بیدل تھا چنانچہ سنہ ۹۸۵ نوسو پچاسی مین بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور حجاز مین جو جو اوسکی
مصیبتین اور تکلیفین بیان کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ شاید تم حج کے جانے سے
بہت پشیمان ہوئے ہوگے اور وہی کیفیت جو قدسی شاعر سے لوگون نے اوٹھائی از رنج رہ بادیۂ خار مغیلان ٭ از آمدن کعبہ پشیمان شدہ باشی
اوسنے فوراً جواب دیا کہ فی الحقیقت یہی تھا بادشاہ نے کہا کہ کعبہ جانے سے پشیمانی کیون ہوئی البتہ کشتی مین
بیٹھنے سے پشیمانی ہوئی ہوگی اتنے مین ہٹھین خان اتقال نے بادشاہ کے اشارہ سے ایسی صورت بنائی کہ
باؤلے کتے نے کاٹا ہے اور کتے کی طرح بھونکتا ہوا اوسکے اوپر دوڑا اوسکی یہ کیفیت ہوئی کہ پگڑی کہین تھی
اور جوتیان کہین ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا آخر گر پڑا سب اہل مجلس کا ہنستے ہنستے برا حال ہوا جب اوسکو اس معاملہ کی
اصلیت معلوم ہوئی تو بہت شرمندہ ہوا اور پھر بادشاہ نے ہرچند تسلی کی مگر وہ ہندوستان مین نرہا ایک شاعر
اوس زمانہ کا طاہر خواندی دکنی چھوٹا بھائی شاہ جعفر کا ہے پچھلے عالمون نے خواندیون کے نسب مین بہت
کلام کیا ہے اور پہلے ایک محضر بھی اس باب مین مرتب کیا گیا تھا چنانچہ کتاب کامل التواریخ ابن اثیر جزری اور
لب التواریخ قاضی یحییٰ قزوینی مین مسطور ہے چونکہ طاہر مذکور اپنے آپ کو شاہ طہماسب کے عزیزون مین بتلاتا تھا
اسلیے رافضی مشہور تھا اور اسی سبب سے جمال الدین صدر استرآبادی نے اوسکو بہت تنگ کیا چنانچہ
وہ دکن کو چلا گیا نظام شاہ وہان کے حاکم سے بڑی موافقت آئی اور شاہ طاہر نے مرتبۂ عالی پر ترقی پائی
یہان تک کہ جملۃ الملکی کے منصب پر پونہچا اور اوسی کے سبب سے شیعہ مذہب کا اوس ملک مین رواج
ہوا اتفاقاً نظام شاہ کسی سخت بیماری مین مبتلا ہوا شاہ جعفر نے اوسکے لیے کوئی عمل پڑھا چنانچہ اوسکو
صحت ہوگئی یہ بات شاہ جعفر کی بڑی کرامت سمجھی گئی اور شاہ جعفر کے بہکانے سے نظام شاہ نے سنیہ مذہب
جو مہدویہ کے طریقہ پر رکھتا تھا چھوڑ کر شیعہ مذہب اختیار کیا اور ان دونون کی وجہ سے اوس ملک کے
بزرگون کو بڑی ایذائین پونہچین چنانچہ انجام کو بہت لوگ اکثر وہان سے چلے آئے اور شیعون کی بڑی کثرت
ہوئی القصہ شاہ طاہر نے ایک قصیدہ الوری کے قصیدہ پر ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین

مسل مہر چو آید بشبستان حمل
شوید از ناصیہ اش بار بہاری صندل
توبہ گم کردیم چندانی کہ عیش از یاد رفت
ہر دو بدنامیم اما محتسبا او کجا
ناکشتہ ہیشوییم و تو بدنام ہیشوی
ہر آنکس کہ بر کام گیتی نہد دل

لالہ فانوس برافروزد و نرگس مشعل
ایک مطلع اوسکا یہ مشہور ہے

ایضاً

ولہ

گوہ از درد سر بہمن چو دی رست کنون
در غم آباد جہان عیش از دل ما شاد رفت
ما بجرم عشق بدنامیم و زاہد از ریا
بیرون میا کہ شہرہ ایام میشوے

ایک قصیدہ اوسنے بہت اچھا لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے

بنزدیک اہل خرد نیست عاقل
شاہ طاہر ملک دکن مین ۹۵۲ھ نو سو باون

مین مر گیا اور تابع اہلبیت اوسکی تاریخ ہے ایک شاعر اوس زمانہ کا خواجہ ایوب ابن خواجہ ابو البرکات ہے ہر چند کہ یہ بزرگون کی اولاد مین تھے اور دونون باپ بیٹے علم و فضل مین بھی یکتا تھے مگر یہ دونون ذوقیات مین بھی نہایت مشہور تھے ایک مرتبہ خواجہ ابو البرکات نے یہ مطلع اپنا اوس زمانہ کے فاضلون کو سنایا

خشک شد کشت امید و تازہ شد قحط وفا + زآتش دل یاد ابر چشم ما باران نماند +

لوگون نے یہ اعتراض کیا کہ لفظ یاد دوسرے مصرع مین محض بیمعنی ہے یہان لفظ تا کا مناسب تھا خواجہ نے فی الفور یہ قطعہ اوسکی عذر خواہی مین لکھا

ہر چہ آید بہ پیش اہل نظر + بگمان خطاش خط نکنند + نقطہا گر فتند زیر و زبر + عقل را پیر و نقطہ نکنند + بخوانند و نیک فکر کنند + یا نخوانند تا غلط نکنند + اور ایک قصیدہ اوسنے سلمان ساوجی کی زمین مین لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے

تب غم دارم و درد سر ہجران بر سر
تا گرفت آتش دل در تن من چون فانوس

آمدہ جان بلب و نامدہ جانان بر سر
وا نموده چاک شد و چاک گریبان بر سر

اور یہ دو تین شعر اون کے اوس قصیدہ سے ہین جو اوسنے قاضی نیشاپوری کی ہجو مین لکھا تھا

غسل حرام نوشت و شراب کرد حلال
خلاف شرع پیمبر نوشت قصہ دگر

کہ حظ نفس من از وی نمی رسد بظہور
کہ این عصارہ تاک ست و آن قی زنبور

کہ ہیچ زان نبود در کتاب ہا مسطور
جواب داد کہ گر او قوی ضعیف شدست

زنیکہ شکوہ شوہر بہ پیش قاضی برد
رہا نبود کہ در آرد بجای خود مزدور

خواجہ ایوب کبھی ایوب اور کبھی فراقی اپنا تخلص کرتا تھا اور یہ غزل اوسکی ہے

ای شاخ گل کہ ہمچو سہی قد کشیدۂ

برگرد لب خطے ز زمرد کشیدۂ
قدرت بر آمدہ چو الف مد کشیدۂ

بر حرف دیگران زدۂ قرعۂ قبول
بر حرف عاشقان قلم رد کشیدۂ

تا یاد چشم و زلفش اگر صد کشیدۂ
از دوستان وصال فراقی طمع مبر

وز ابروان فراز الف مد کشیدۂ
تشویش مسکینی بکش ای نقشبند چین

جور و جفای یار چو بیحد کشیدۂ

[illegible] سکے حال بڑی توجہ تھی اور دل و جان سے

اوسکی صحبت کا طالب تھا چنانچہ ایک اپنے خاندان کی بیگم کے ساتھ خواجہ کا نکاح بھی کر دیا تھا مگر خواجہ کی وہ وضع نہ
چھوٹی بلکہ اوسکے نتیجہ اور زیادہ خراب ہوئے ایک روز ہمایون کی مجلس مین خواجہ سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی
کہ ذکر کرنے کے قابل نہین ہمایون نے پھر بھی کچھ خیال نکیا فقط اسی قدر پوچھا کہ اے خواجہ یہ کیا حرکت تھی پھر خواجہ نے
سفر مکہ معظمہ کا قصد کیا اور سارا سامان درست کرکے سب سے رخصت ہوکر جب کشتی مین بیٹھا تو رفیقون سے پوچھا
کہ مکہ جانیکا فائدہ کیا ہوگا اونھون نے جواب دیا کہ گناہ پاک ہو جائین گے یہ سنکر خواجہ نے کہا تو اتنے ہی گناہ کرکے
حج کرین گے تاکہ سب گناہون سے پاک ہو جاوین پس اوس ارادہ کو فسخ کر دیا اور علانیہ فسق و فجور مین مبتلا ہوا
سلطان بہادر گجراتی نے ایک اشرفی ہر روز اوسکے خرچ کے لیے مقرر کردی تھی ایک روز سلطان بہادر سوار ہوکر احمد آباد
کی بازار مین ہوکر گذرا خواجہ کو تیرپولیہ کی مسجد مین دیکھکر رک گیا اور اسی کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب تو آپ کی اوقات
اچھی طرح گذرتی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے روزینہ مقرر کر دیا ہے وہ میرے ایک عضو کے خرچ کو بھی
کافی نہین ہوتا اگرچہ خواجہ نے ایسا سخت جواب دیا مگر سلطان بہادر نے کچھ اسکا خیال نہ کرکے اوس روز سے
اوسکے روزینہ کو دوچند کر دیا اونھین دنون مین شاہ طاہر دکنی نظام شاہ کی طرف سے قاصد بنکر بڑے جلوس اور
سامان سے گجرات مین آیا تھا اور چونکہ اوسنے خواجہ کی بڑی تعریف سنی تھی اسلیے خود اوسکے گھر گیا مگر خواجہ کے
گھر کی یہ کیفیت کہ آبخورہ اور بوریا بھی سلامت نتھا شاہ طاہر خواجہ کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور اپنے شعر بھی
پڑھے اوسکے بھی سنے دوسرے روز شاہ طاہر نے خواجہ کی اپنے گھر دعوت کی اور خلعت اور گھوڑا اور کچھ زر نقد وغیرہ
اوسکے دینے کے لیے تیار کیا اوس روز کی صحبت مین کچھ مذہب کی گفتگو شروع ہوگئی خواجہ نے شاہ طاہر سے
پوچھا کہ شیعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جناب مین کیون گستاخیان کیا کرتے ہین شاہ طاہر نے جواب دیا کہ ہمارے
مجتہدون نے صحابہؓ کی لعن کو جزو ایمان ٹھہرایا ہے خواجہ نے کہا کہ جس ایمان کا جزو لعن ہو اوس ایمان پر
لعنت ہے شاہ طاہر کو بہت ناگوار ہوا اور وہ صحبت درہم برہم ہوگئی اور وہ جو کچھ اوسنے خواجہ کی خدمت کا ارادہ
کیا تھا سب ملتوی رکھا پھر چند روز کے بعد خواجہ دکن کو گیا اور وہان نظام شاہ سے ملاقات کی اوسنے بھی
بہت خاطر کی اور سارا ضروری اور تجمل کا اسباب مناسب خواجہ کے لیے بھیجدیا مگر خواجہ اپنی کج خلقیون کی
وجہ سے وہان بھی نہ ٹھہر سکا اور چند روز کے بعد رہگرای عالم باقی ہوا

ذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا

ہمایون کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بیرام خان خانخانان کے مشورہ سے جبکہ سکے رتبہ

تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ مین باغ کلانور مین تخت سلطنت پر بیٹھا تسلی اور دلاسے کے
فرمان سرحد کے امیرون کو بھیجے دہلی مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور ہ ازہمہ شاہزادہا اشرف + تاریخ
جلوس ہوئی اور ایک تاریخ یہ ہے ہ جلال الدین محمد اکبر آن شہزادۂ دوران + بتاریخ پدری گفت شاہنشاہ دورانم
اور کامبخش بھی مادۂ تاریخ ہے جلوس سے پہلے بیرام خان نے پیر محمد خان شروانی کو جو اپنی فوج کے ساتھ
سکندر کے تعاقب مین متعین تھا اور کوہ سوالک مین موضع دھمیری تک پہنچ گیا تھا حیلہ بہانہ کرکے اس غرض سے
بلوالیا کہ ہمایون کے مرنے کی ابھی خبر مشہور نہو شاہ ابوالمعالی کاشغر کا سیدزادہ بہت خوبصورت اور بہادر تھا
ہمایون کو اوس سے نہایت محبت تھی یہان تک کہ اوسکو اپنا بیٹا کیا تھا چنانچہ بیرام خان نے ایک قصیدہ
صنعت توشیح مین لکھا تھا جسکا قافیہ عظیم اور قدیم وغیرہ تھا اوسکے چوبیس شعر تھے اور ہر شعر کے اول مصرع کا
اگر ایک ایک حرف لیا جاتا تو اوسمین حضرت محمد ہمایون بادشاہ نکلتا تھا اور اگر ہر شعر کے دوسرے مصرع کے
اول کا حرف لین تو اوسمین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر اور ہر شعر کے اول مصرع کے آخر کا حرف لین تو
میرزا شاہ ابوالمعالی نکلتا تھا اور اگر اوسکے قافیہ کے سب یون کو جمع کرین تو سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ تاریخ
نظم قصیدہ کی نکلتی تھی اور معتبر سنا ہے کہ جب ہمایون دوبارہ قندھار مین آیا تو ابوالمعالی نے شراب پیکر
نشہ کی حالت مین ایک مرتبہ ایک رافضی تبرائی کو تعصب کے سبب سے قتل کر ڈالا مقتول کے وارثون نے
دعوی کیا ہمایون نے ابوالمعالی کو طلب کیا ابوالمعالی سیاہ مخمل کے کپڑے پہنے ہوئے جسکا استر
سرخ زردو تھا اور وہی تلوار جس سے قتل کیا تھا دامن کے نیچے چھپائے ہوئے اوسی مستی کے عالم مین
بڑے کر و فر سے مجلس مین آیا اور اس جرم سے بالکل انکار کیا بیرام خان نے اوسوقت یہ شعر پڑھا ہ
نشان شیروان دار و شمر لعین پیدا ست + دلیل روشن ست اینکہ چراغ زیر داماناش + ہمایون کو یہ شعر بہت پسند آیا اور
خون اوس بیچارہ کا مفت ضائع گیا کسی پر ثابت نہوا الغرض جب امیرون نے ابوالمعالی کو اکبر کے
جلوس کے وقت بلوایا تو اوسنے کہلا بھیجا کہ مجھکو کچھ عذر ہے اس سبب سے نہین آسکتا دوبارہ کہلا بھیجا
کہ خاص ایک مشورہ تمہاری راے پر موقوف ہے پھر اوسنے کچھ عذر کیا اور کچھ اپنی ایسی درخواستین ظاہر
کین جنکا پورا ہونا بہت مشکل تھا بیرام خان نے مصلحت وقت سمجھکر وہ ساری آرزو مین اوسکی قبول کین
اور جب وہ آیا تو تولک خان قورچی نے جو بڑا پہلوان تھا بیرام خان کے اشارہ سے پیچھے سے جاکر

اور اوسکو قید کر کے لاہور کو بھیجدیا ابو المعالی وہان قید سے بھاگ کر کمال خان گکھڑ کے پاس چلا گیا
اون دنون مین ملک کمال خان گکھڑ کے چچا آدم گکھڑ کے قبضہ مین تھا اوسنے ابو المعالی کی بڑی تعظیم کی اور
بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ مین غازی خان چک حاکم کشمیر سے
مقابلہ ہوا آخر ابو المعالی نے شکست پائی پھر کمال خان بھی اوس سے جدا ہو گیا پھر ابو المعالی نے ہیئت
بدل کر دیبالپور مین جا کر تولک نامے بہادر خان کے ایک نوکر کے پاس پناہ لی تولک نے اوسکو اپنے
گھر مین چھپا لیا ایک روز تولک سے اور اوسکی بی بی سے لڑائی ہوئی اوسنے فوراً بہادر خان کو جا کر اطلاع کی
کہ تولک نے ابو المعالی کو اپنے گھر مین چھپایا ہے اور دونون متفق ہو کر غدر کا ارادہ رکھتے ہین بہادر خان
اوسی وقت سوار ہوا اور ابو المعالی کو قید کر کے بیرام خان کے پاس بھیجدیا اور تولک کو قتل کر دیا بیرم خان نے
ابو المعالی کو ولی بیگ ترکمان کے سپرد کر کے بھکر کو روانہ کیا ولی بیگ نے اوسکو راستہ مین بڑی ایذا دی
اور گجرات کی طرف بھیجدیا تاکہ وہین سے مکہ کو چلا جاوے ابو المعالی نے وہان بھی ایک خون کیا اور وہان سے
بھاگ کر علی قلی خان کے پاس چلا گیا بیرام خان نے یہ سنکر علی قلی خان کو فرمان بھیجا کہ ابو المعالی کو قید
کر کے آگرہ مین بھیجدے چنانچہ جب وہ حسب الحکم آگرہ مین آیا اوسی عرصہ مین بیرام خان کے کچھ جھگڑے
واقع ہوئے جنکی تفصیل آئندہ مذکور ہوگی اور بیرام خان نے بادشاہ کی بدگمانی مٹانے کے لیے چند روز
اوسکو بیانہ کے قلعہ مین قید رکھا اور جب خود حج کا ارادہ کیا تو اوسکو بھی ساتھ لے لیا تھوڑے دنون کے بعد
ابو المعالی اوس سے بھی جدا ہو کر اکبر کی ملازمت مین آیا اور نہایت غرور کے سبب سے سواری ہی مین
ملاقات کی اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور ابو المعالی کو دوبارہ قید کر دیا باقی قصہ اوسکا انشاء اللہ تعالی آئندہ
مذکور ہوگا جس روز وہ لاہور مین قید سے بھاگا تھا پہلوان گل گز نے جو اوسکا محافظ تھا بادشاہ کے
خوف سے اپنی جان کو ہلاک کیا الغرض جب اکبر کی سلطنت مستقل ہو گئی تو پہاڑون کی طرف سکندر سے
مقابلہ مین فوج بھیجی سکندر تین مہینہ تک لڑتا رہا آخر مغلوب ہو گیا اونہی دنون مین راجہ رام چند نگر کوٹ
اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا پھر اکبر نے برسات کا موسم بسر کرنے کے لیے جالندھر کی طرف کوچ کیا اور پانچ
مہینہ تک وہین رہا ہمایون کی وفات اور اکبر کی جلوس کی خبر سنتے ہی تردی بیگ خان حاکم دہلی نے
میرزا ابو القاسم کامران کے بیٹے کو مع کارخانجات شاہی اور عمدہ عمدہ ہاتھیون کے ہمراہ خواجہ سلطان علی
وزیر خان اور میر منشی اشرف خان کے اکبر کے حضور مین بھیجدیا اسی سال مین مرزا سلیمان نے

ابراہیم مرزا کو ساتھ لیکر کابل کی تسخیر کا ارادہ کیا منعم خان نے وہان کے قلعہ مین بند ہو کر اکبر کی حضور مین
اس مضمون سے مطلع کرنے کے لیے عرضیان بھیجین اکبر نے فورًا محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان اور
خضر خان ہزارہ کو بیگم بادشاہ اور ساری بیگمون کے لے آنے کے لیے کابل کو بھیجا اس گروہ کے پہونچنے سے
پہلے ہی مرزا سلیمان نے قاضی نظام بدخشی کو جو بڑا عالم تھا اور آخر مین اوسکا خطاب قاضی خان ہو گیا تھا
منعم خان کے پاس اپنا وکیل بناکر بھیجا اور صلح کی گفتگو کی اور یہ شرط کی کہ منعم خان فقط ایک مرتبہ اوسکا نام بھی
خطبہ مین پڑہ دے چنانچہ منعم خان نے مصلحت سمجھکر اس امر کو قبول کر لیا اور مرزا سلیمان اتنی ہی بات پر
خوش ہو کر بدخشان کو چلا گیا سال اول جلوس مین علی قلی خان نے خان زمان خطاب پایا اور سنبھل کی طرف
شادی خان پٹھان پر جو عدلی کے امیرون مین سے تھا فوج کشی کی رہپ کے کنارہ بڑی لڑائی ہوئی آخر
خان زمان نے شکست پائی ابھی وہ دوبارہ لڑائی کے سامان مین تھا کہ اتنے مین دہلی اور اٹاوہ اور
آگرہ سے خط پہونچے کہ عدلی کی طرف سے ہیمو بقال نے بڑے سامان سے لشکر کشی کر کے اکثر ملک فتح
کر لیے اور دہلی کے قریب تک پہنچ گیا چنانچہ سکندر خان اوزبک آگرہ سے اور قیا خان گنگ اٹاوہ سے
اور عبد اللہ خان اوزبک کالپی سے اور حیدر محمد خان بیانہ سے اور باقی اور امیر اپنے اپنے ملکون سے کر
دہلی مین تردی بیگ خان کے پاس جمع ہو گئے خان زمان جمنا کے پرلے ہی کنارہ رہا اون تک
نہ پہنچ سکا تغلق آباد کے قریب بڑی لڑائی ہوئی عبد اللہ خان اوزبک اور لعل خان بدخشی نے جو داہنی طرف کی
فوج مین تھے حملہ کر کے ہیمو کی فوج کو بھگا کر قصبہ ہودل اور پلول تک اونکا تعاقب کیا اور غنیمت کا مال بھی بہت سے
ہاتھ آیا ہیمو بہت سے ہاتھیون کے اپنے لشکر سے جدا ہو گیا اور اسنے اوسوقت غل مچایا کہ حاجی خان الور سے
آپہونچا اور تردی بیگ خان پر جسکے پاس اوسوقت تھوڑی سی جمعیت تھی حملہ کیا اور ایک ہی حملہ مین ہیمو نے تردی بیگ خان کو
بھگا کر فتح پائی اور اس خیال سے کہ شاید مغل دھوکا دیکر پھر نہ لوٹین اونکا تعاقب نکیا جو امیر کہ ہیمو کی بھاگی ہوئے
لشکر کے تعاقب مین گئے تھے جب شام کو لوٹے تو اونھون نے اپنی جگہ پر ہیمو کو دیکھا ناچار آہستہ آہستہ
دہلی سے نکل کر بھاگ نکلے ہیمو نے اپنے آدمیون کو اونکے تعاقب سے منع کیا خان زمان بھی میرٹھ کے راستہ سے
سرہند مین ان لوگون سے آملا اکبر نے جب یہ خبر سنی تو خضر خان خواجہ کو جسکے نکاح مین گلبدن بیگم اکبر کی پھوپھی تھی
سکندر کے مقابلہ مین متعین کر کے خود ہیمو کا فساد مٹانے کے لیے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سرہند مین منزل ہوئی
خانخانان کو تردی بیگ خان [illegible] سے آگے گئے تھے اوسی منزل مین ملازمت مین پہونچے

کچھ پہلا رنج تھا مگر ایلغار اوسکو طوقان یعنی بڑا بھائی کہا کرتا تھا اب اوسنے موقع پاکر اکبر کو یہ سمجھا دیا کہ باعث اس
شکست کا تردی بیگ خان ہے اور خان زمان وغیرہ اور امراسے اپنے مدعا پر گواہی دلوائی غرض طوعاً کرہاً
اوسکے قتل کی اجازت لی پھر سیر کرتا ہوا تردی بیگ خان کے ڈیرے مین آیا اور اوسکو اپنے خیمہ مین لے آیا
مغرب کی نماز کے وقت خود تو طہارت کے بہانہ سے اوٹھ گیا اور اپنے آدمیون کو جنھین پہلے سے ہی اس کام
کے لیے آمادہ کر رکھا تھا اشارہ کیا چنانچہ اونھون نے آکر تردی بیگ خان کو قتل کر ڈالا خانخانان دوسرے دن
دربار مین بھی نہ آیا تردی بیگ خان کے داماد خنجر بیگ اور خواجہ سلطان علی میر منشی کو بھی اسی تہمت مین قید کر دیا
مگر یہ چند روز کے بعد چھوٹ گئے ہیمو نے دہلی مین بڑی قوت پیدا کر کے راجہ بکرماجیت اپنا خطاب مقرر کیا
اور اسلام کے احکام بالکل بدل دیے جب اوسنے اکبر کے متوجہ ہونے کی خبر سنی تو ایک ہزار پانسو جنگی ہاتھی
اور بہت سا خزانہ اور بے انتہا لشکر ساتھ لیکر خود بھی پانی پت تک آیا اور اپنے پہونچنے سے پہلے اوسنے
توپخانہ وہان پہونچا دیا تھا اکبر کی طرف کے کئی امیر مثل خان زمان اور اسکندر خان وغیرہ کے لشکر سے
آگے بڑھ آئے تھے اونھون نے پیشدستی کر کے تھوڑی سی لڑائی مین وہ توپخانہ اوسکا پانی پت مین
چھین لیا ہیمو نے اپنی طرف کے پٹھان امیرون کو جنکا سردار شادی خان ہیوائی تھا منصب اور جاگیر
بڑھانے کا امیدوار کر کے خزانہ کا دروازہ کھول دیا اور بہت سے انعام و اکرام دیکر سارے لشکر کی تسلی
اور دلاسا کیا مگر پٹھانون کا ہیمو کے ہاتھون سے ناک مین دم تھا اور اوسکے زوال دولت کی بدل آرزو رکھتے تھے
غرض ہیمو ہوائی نامے ایک ہاتھی پر سوار ہوکر راتون رات کوچ کر کے پانی پت سے گذر کر موضع کھرسندہ مین
پہونچا اور صبح کے وقت جمعہ کے روز دسوین محرم سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ مین خان زمان اور سکندر خان وغیرہ
اون امیرون سے جنھون نے اوسکا توپخانہ چھین لیا تھا لڑائی شروع ہوئی اکبر بھی اوس معرکہ سے تین کوس پر
آگیا تھا اور اپنے امیرون کو مدد بھیج رہا تھا چونکہ ہیمو کی طرف کے سارے امیر بیدل تھے اسلیے اوسکو فقط
ہاتھیون کی لڑائی پر بڑا بھروسا تھا چنانچہ اوسنے ایک ہاتھیون کا حلقہ ساتھ لیکر اکبر کی فوج پر حملہ کیا اور بڑا تزلزل
اور انقلاب ڈال دیا مگر پھر اودھر والون نے بھی ہوش و حواس درست کر کے تیرون کا مینہ برسایا اور اوسی
بلا کو اپنے اوپر سے ٹالا پھر ہیمو نے خاص اوس طرف جہان خان زمان تھا اپنے ہاتھی چھوڑے اودھر سے بھی
تیرون کی بوچھار ہوئی ہیمو اوسوقت ننگے سر یاوے گتے کی طرح چلا رہا تھا کبھی مارو مارو کا غل مچاتا تھا
کبھی کچھ منتر پڑھتا تھا اسی حال مین اوسکے ایک تیر آکر لگا [illegible]

کیا شادی خان سوانی بھی اس معرکہ مین
یہ حال دیکھکر متفرق ہوگئے ادہر والون نے تعاقب کرکے بڑا کشت وخون
مارا گیا شاہ قلی خان محرم ہیمو کے ہاتھی پر پونہچا فیلبان سے کہا کہ مجھکو کیون مارتے ہو ہیمو بھی تو اسی ہاتھی پر سوار ہے
چنانچہ اوسی حال مین ہیمو کو اوٹھا کر اکبر کے روبرو لائے شیخ گدائی کمبوہ وغیرہ کئی امیرون نے عرض کیا کہ چونکہ
یہ پہلا ہی جہاد ہے اسلیے حضور بھی اس کافر پر اپنی تلوار آزماوین مگر اکبر نے جواب دیا کہ یہ مردہ سا پڑا ہے اگر
کچھ اسمین حس وحرکت ہوتی تو البتہ مین تیغ آزمائی کرتا آخر سب سے پہلے خانخانان نے تلوار ماری پیچھے
شیخ گدائی نے پھر اورون نے ہاتھ صاف کیے اور اوسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اس فتح کی یہ
تاریخ ہے ؎ زروی مکر وتزویر ودغا گر حضرت دہلی ٭ بدست افتاد ناگہ از قضا ہیمون ہندو را ٭ جلال الدین محمد اکبر
آن شاہ فلک رفعت ٭ بعون لطف حق بگرفت ہندوی سیہ رو را ٭ دبیر صنع برلوح بقا با خامۂ قدرت ٭ رقم زد آن
بہر سال فتح آن بگرفت ہیمو را ٭ ایک ہزار پانسو ہاتھی اور بے انتہا خزانہ اور اسباب غنیمت مین ہاتھ آیا پیر محمد خان
اور حسین خان داماد مہدی قاسم خان وغیرہ مغلون نے بھاگے ہوون کا تعاقب کیا ہیمو کی بی بی بہت سا
خزانہ ہاتھیون پر لادے ہوئے لیے جاتی تھی الور کے پرلی طرف یہ لوگ اوسکے قریب پونہچے رانی خزانہ کو
وہین چھوڑ کر کوا اور بجوارہ کے پہاڑون مین بھاگ گئی وہ خزانہ کچھ گنوارون نے لوٹا جو باقی رہا وہ مغلون کے
ہاتھ آیا اور وہ بھی اسقدر تھا کہ ڈھالون مین بھر بھر کر سب نے تقسیم کیا جس راستہ سے رانی گذری تھی وہان
اسقدر اشرفیان اور سونے کی اینٹین زمین مین گر پڑی تھین کہ مدت تک راہگیرون نے پائین اور یہ خزانہ
کہ شیر شاہ اور سلیم شاہ اور عدلی نے برسون مین جمع کیا تھا وہ یون برباد گیا الغرض جب اکبر فتح کے
دوسرے دن پانی پت مین آیا تو وہان ایک پھولون کا منارہ چنوایا اور فوراً وہان سے کوچ کرکے دہلی مین
داخل ہوا اور از سر نو منبر کو اپنے خطبہ سے زینت دی مہینہ بھر تک وہان رہا اور آگرہ اور سنبھل کی طرف
امیرون کو روانہ کیا پھر یہ خبر آئی کہ موضع چمیاری مین جو لاہور سے بیس کوس ایک گانون ہے خضر خان
سکندر کے مقابلہ مین شکست کھا کر لاہور مین بھاگ آیا یہ سنکر اکبر نے پھر اوس طرف توجہ کی جب وہ
جالندھر تک پونہچا سکندر پھر کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر اوسکے تعاقب مین دسوہہ اور دھمیری تک گیا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اس مقام سے یہ قصد کیا ہے کہ آیندہ جزئی واقعات کو حذف
کرکے اون بڑے بڑے حادثون کو جو اکبر کی سلطنت کے چالیس برس مین واقع ہوئے ہین مجمل طور پر
... سکندر قلعہ مانکوٹ مین بند ہوگیا مغل ہر روز لڑکر اوسکی جان عذاب مین

لڑتے تھے خصوصاً محمد حسین خان داماد مہدی قاسم خان نے ان معرکون مین بڑی دلیریان کین اور اوسکا بھائی
حسن بیگ مارا بھی گیا حسین خان کی ان جانفشانیون کی اکبر نے بڑی قدر کی اور روز بروز اوسکے مرتبہ کو
بڑھایا اور عمدہ عمدہ جاگیرین اوسکے لیے مقرر کین یہان تک کہ آخر مین حکومت لاہور کی اوسکو عطا ہوئی القصہ
جب محاصرہ کو بہت مدت گذری اور اہل قلعہ مین غلہ کی کمی ہوئی تو سکندر کے امیر ٹوٹنا شروع ہوئے سید محمود
بارہہ وغیرہ سکندر سے جدا ہو کر اکبر سے آملے سکندر نے مجبور ہو کر صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی اور اپنے
بیٹے عبدالرحمن کو غازی خان سور کے ساتھ کر کے اتکہ خان اور پیر محمد خان کے وسیلہ سے اکبر کی حضور مین
بھیجا چنانچہ وہ ستائیسوین رمضان ۹۶۴ھ نو سو چونسٹھ کو ملازمت مین حاضر ہوا اور کئی ہاتھی پیشکش کے گئے
اور قلعہ بھی حوالہ کر دیا اکبر نے اس مضمون کا فرمان لکھوایا کہ بالفعل جونپور سکندر کی جاگیر مین مقرر ہو اور جب
وہ اگلے ملکون کو فتح کرے تو خان زمان اوسکا قائم مقام ہو چنانچہ سکندر پہاڑون کے راستہ سے
جونپور مین پونہچا اور جب خان زمان نے جونپور پر قبضہ کر لیا تو سکندر کا یہ ارادہ تھا کہ فرمان کے بموجب
ولایت گور پر تصرف کرے مگر وہان طرح طرح کے حادثے پیش آئے اور چند روز کے بعد سکندر نے
اس عالم فانی سے کوچ کیا جن دنون مین اکبر نے قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کیا تھا اوسی عرصہ مین محمد قلی خان برلاس
اور اتکہ خان اور سوا ان دونون کے اور کئی امیر بیگم بادشاہ وغیرہ بادشاہی عورتون کو کابل سے اکبر کے لشکر مین
لے آئے دوسری شوال ۹۶۴ھ نو سو چونسٹھ کو اکبر نے لاہور کی طرف کوچ کیا اس سفر مین خانخانان کو
اتکہ خان سے کچھ بدگمانی ہو گئی اور سبب اوسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ بادشاہی ہاتھی خانخانان کے سراپردہ کے اوپر
دوڑتا ہوا گذر گیا خانخانان یہ سمجھا کہ یہ حرکت عمداً اتکہ خان نے کی تب لاہور مین پہنچے تو اتکہ خان مع اپنے
سب بیٹون کے خانخانان کے ڈیرہ مین آیا اور اس حرکت سے اپنی بریت پر کلام مجید کی قسم کھائی تب وہ شبہ
رفع ہو گیا اسی سال مین سلطان آدم گکھڑ ملا عبداللہ سلطانپوری کے وسیلہ سے لاہور مین اکبر کی ملازمت
مین حاضر ہوا خانخانان سے اوسکا بڑا ربط ضبط اور بھائی چارہ ہو گیا اور سلطان آدم اور اوسکے بھتیجے کمال خان
مین جو کچھ جھگڑا تھا وہ بھی اکبر نے فیصل کر دیا سلطان آدم بڑی عزت اور احترام سے اپنے وطن کو واپس گیا
جب برسات کا موسم گذر گیا تو اکبر نے دہلی کا قصد کیا جالندھر مین خانخانان کا نکاح سلیمہ سلطان بیگم ہمایون کی
بھانجی میرزا نورالدین محمد کی بیٹی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوا اس تقریب مین ایک بڑا جشن ترتیب دیا
اور دونون طرف سے بہت سا روپیہ لوٹایا گیا پچیسوین جمادی الثانی ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ مین اکبر دہلی مین پہنچا

وہ اتفاقاً اوسوقت ایک برج پر بیٹھا تھا برج علی سے خان زمان کا پیغام لا اگیا اور شاید باتون باتون مین کچھ گفتگو
سخت درمیان مین آگئی پیر محمد خان نے برج علی کو اوس برج کے اوپر سے نیچے ڈال دیا اور اوسکے صدمہ سے
اوسکا بدن چور چور ہوگیا پیر محمد خان سنگدل قہقہہ لگا کر کہنے لگا کہ برج علی نے خوب اپنے نام کا اثر ظاہر کیا
خان زمان نے جب یہ خبر سنی تو چار و ناچار شاہم بیگ کی سفارت پر کمر باندھی اور مصلحت سمجھکر اوسکو پرگنہ [illegible]
مین جو جونپور سے اٹھارہ کوس عبدالرحمن بیگ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا چند روز شاہم بیگ وہان عبدالرحمن بیگ کے
ساتھ جلسہ کرتا رہا ایک روز شراب کا دور چل رہا تھا مستی کی حالت مین شاہم بیگ نے عبدالرحمن بیگ سے آرام جان
کو طلب کیا اوسنے یہ عذر کیا کہ وہ عورت میرے نکاح مین ہے اسوجہ سے اوسکا حاضر ہونا ممکن نہین شاہم بیگ
یہ سنکر بہت آزردہ ہوا غرض اون دونون مین محبت کے بدلے عداوت پیدا ہوگئی اور شاہم بیگ کے حکم سے
لوگون نے عبدالرحمن بیگ کے [illegible] آرام جان کو اوسکے گھر مین سے نکال لائے عبدالرحمن بیگ سے کچھ نہو سکا
[illegible] اوسکے ساتھ [illegible] بہت [illegible] بالاخانہ پر جہان شاہم
آرام [illegible] تھا حملہ کیا شاہم بیگ بھی مقابلہ مین آیا تھوڑی لڑائی ہوئی آخر شاہم بیگ کے ایک تیر لگا
اوسکے صدمہ سے وہ مرگیا یہ مصرع اوسکے تاریخ [illegible] برداشت آہ و گفت کہ شاہم شہید شد عبدالرحمن بیگ
[illegible] بادشاہی دربار مین حاضر ہوا اور اکبر نے اوسکی بڑی پرورش کی خان زمان نے ماتم کا لباس پہنکر
[illegible] عبدالرحمن بیگ کا پیچھا کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا [illegible] گیا خان زمان نے ان کئی سالون مین
پٹھانون کے مقابلہ مین بڑی بڑی فتحین [illegible] اوسکی لڑائیان [illegible] یادگار رہین گی اون مین
ایک [illegible] حسن خان [illegible] بیس ہزار [illegible] لیکر چڑھ آیا تھا [illegible] خان زمان کے پاس
تین چار ہزار [illegible] بہادر خان سے مقابلہ [illegible] خان زمان کھانا
کھانے مین مشغول رہا جب خبر آئی کہ مخالف بہت قریب آپہونچا خان زمان نے [illegible] شطرنج
کھیلنا شروع کیا آخر جب لوگون نے اوس سے یہ آکر کہا کہ مخالفون کی فوج نے ہمارے آدمیون کو جگہ سے
ہٹا دیا اوسوقت ہتھیار طلب کیے اور جب یہ نوبت پہونچی کہ اوسکی چھاونی کے ڈیرون کو پٹھان لوٹ چکے
اور ساری فوج اوسکی پریشان ہوگئی اوسوقت لڑائی کے لیے نکلا اور بہادر خان کو رخصت کرکے تھوڑے سے
آدمی ساتھ لیکر ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ مخالف پسپا ہوگئے آٹھ سات کوس تک اونکا تعاقب کیا اور کشتون کے
پشتے لگا دیے اسی طرح جب کورے نے جسنے سلطان بہادر اپنا لقب مقرر کرکے بنگالہ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری

کیا تھا تین ہزار چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر جونپور پر حملہ کیا اور یہان تک نوبت پونہچی کہ خان زمان کی تمام چھاونی اور اوسکا سارا مال و اسباب لوٹ لیا خان زمان بے تکلف کھانا کھانے مین مشغول رہا اور جسوقت دسترخوان سے اوٹھا غنیم اوسکے ڈیرے کے اندر داخل ہوئے اور دسترخوان اوٹھانے کی بھی نوبت نہ پونہچی آخر خان زمان نے تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر حملہ کیا اور پٹھانون کو شکست دی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا اور اسقدر غنیمت ہاتھ آئی کہ اوسکی ساری فوج مستغنی ہوگئی غرض خان زمان اور اوسکے بھائی نے پورب کے ملکون مین ایسے ایسے کام نمایان کیے کہ سب پر غلبہ لے گئے مگر اونکی سرکشی نے وہ ساری کوشش اونکی خاک مین ملادی باقی احوال اونکا انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی سال مین خان خانان نے مصاحب بیگ پسر خواجہ خان بیگ کو جو بڑا شریر اور نالائق تھا قتل کر ڈالا استرھوین محرم ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری موافق سال سوم جلوس کے اکبر آگرہ مین داخل ہوا اور اسی سال مین پیر محمد خان کے مرتبہ کی ترقی اور تنزل واقع ہوئی بیان اوسکا یہ ہے کہ پیر محمد خان جو ایک ملا تھا خانخانان کے نیابت کی بدولت اوس مرتبہ پر پونہچا کہ سب ارکان دولت اوسکے گھر جاتی تھی اور اکثر سے ملاقات ہوتی تھی اور اوسکے سامان کی یہ کثرت کہ جب دہلی سے آگرہ کو جاتے تھے تو ایک روز خانخانان پیر محمد خان کو ساتھ شکار مین مشغول تھا اتفاقاً خانخانان کو بھوک کی خواہش ہوئی اور پیر محمد خان کے باورچیخانہ سے کھانا آیا تو تین سو کاسہ شربت کے اور سات سو رکابیان نقرئی اوسکے رکابخانہ سے آئین خانخانان یہ سامان دیکھکر حیران ہوگیا اگرچہ ظاہر مین کچھہ نہ کہا مگر باطن مین اوسی وقت سے اوسکی فکر مین ہوا جب آگرہ مین پونہچے تو چندروز طبیعت پیر محمد خان کی کچھ علیل ہوئی ایک روز خانخانان عیادت کے لیے اوسکے گئے دربان نے روکا اور کہا کہ اجازت کے بعد اندر جانا ہوگا خانخانان کو یہ بات نہایت ہی ناگوار ہوئی جب پیر محمد خان کو اطلاع ہوئی تو باوجود ضعف اور بیماری کے خود دروازہ تک دوڑکر آیا اور عذر کیا کہ دربان نے آپ کو پہچانا نہ تھا اس سبب سے یہ قصور ہوا غرض خانخانان ایک ساعت بیٹھکر چلا گیا اور دو تین روز کے بعد خواجہ امینا اور میر عبد اللہ بخشی وغیرہ کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ ہمنے طالب علمی کی وضع سے تجھکو اس مرتبہ پر پونہچایا لیکن چونکہ تیرا ظرف اس رتبہ کے لائق نہین اور اب تیری وضع سے فتنہ و فساد کا احتمال ہے لہذا ہم چندروز کے لیے تیرے یہ اسباب غرور تجھسے واپس کرتے ہین تاکہ پھر تیرے مزاج کی اصلاح ہوجاوے مناسب کہ علم و نقارہ فوراً ہمارے آدمیون کو حوالہ کردے پیر محمد خان نے فوراً سارا اسباب اپنا خانخانان کے آدمیون کے حوالہ کردیا اور پھر [illegible] زہ سکہ قید کرکے بیانہ کے قلعہ مین بھیجدیا پیر محمد خان نے

وہان سے ایک رسالہ برہان تمانع مین جو آیۂ کریمہ لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا سے مستنبط ہے اور
متکلمین مین اوسکی بحث مشہور ہے خانخانان کے نام پر لکھکر بھیجا اور اپنی شفاعت کا وسیلہ ٹھہرایا مگر کچھ موثر نہوا بعد
چند روز کے خانخانان نے پیر محمد خان کو بیانہ سے مکہ معظمہ کی طرف چلے جانے کی اجازت دی چنانچہ وہ گجرات
تک پہونچا تھا کہ خانخانان کی بغاوت کا جھگڑا شروع ہوا یہ سنکر پیر محمد خان پھر واپس ہو کر اکبر کی ملازمت مین
حاضر ہوا اکبر نے اوسکو ناصر الملک خطاب دیکر خانخانان کے تعاقب مین متعین کیا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی
آیندہ مذکور ہوگا پیر محمد خان کے بعد حاجی محمد خان سیستانی خانخانان کا نائب مقرر ہوا اور شیخ گدائی کنبوہ پسر
جمال کنبوہ دہلوی کی خانخانان سے راہ و رسم بہت بڑھ گئی تھی اس سبب سے خانخانان نے سب سردارون سے
اوسکو مرتبہ مین غالب کر دیا اور صدر الصدوری کا منصب عنایت کیا اوسنے اپنے مکر و تزویر کا جال پھیلانے کو لیے
صوفیانہ وضع اختیار کی تھی اور اکثر خانخانان بلکہ کبھی کبھی خود اکبر بھی اوسکے مکان پر جا کر راگ کی مجلس مین شریک ہوتے تھے
لوگون کو شیخ گدائی کے علو نسب مین بھی کلام تھا اور سب امیرون کو اوسکے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہوا تھا کہ گویا
گھر گھر ماتم ہو رہا تھا شیخ گدائی کی یہ کیفیت ہوئی کہ اوسنے سب بزرگون اور پیرزادون کی جاگیرین ضبط کر لین اور جو
کوئی اوسکے دربار مین جانے کی ذلت گوارا کرتا تھا اوسی کو جاگیر دیتا تھا میر سید نعمت نے ایک شعر اوسکی ہجو مین
لکھکر بہت مشہور کیا تھا چنانچہ کسی نے یہ شعر شیخ گدائی کی مسجد مین بھی لکھدیا تھا شیخ گدائی نے اوسکو دیکھکر محو کر دیا
وہ شعر یہ ہے ؎ نام گدائی بزبان گدائی مخور ٭ زانکہ گدائی بدست روی گدائی سیاہ ٭ سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ مین
سید عبد اللطیف عراق سے ہندوستان مین آئے تھے اس سال مین اکبر نے اون سے دیوان حافظ کا سبق
شروع کیا سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ مین گوالیار کا قلعہ فتح ہوا اور بہیل خان نامے عدلی کا غلام جو اوس قلعہ مین بند
تھا امن مانگ کر حاضر ہو گیا اور اوسنے کنجی قلعہ کی بادشاہی آدمیون کے حوالہ کر دی اور فتح باب قلعہ گوالیار اوسکی
تاریخ ہوئی اسی سال مین سنگرام خان نامے عدلی کے غلام نے رنتنبہور کا قلعہ راے سرجن کے حوالہ کر دیا
تفصیل اوسکی یہ ہے کہ اکبر نے آگرہ مین آنے سے پہلے ہند و بیگ وغیرہ کئی سردارون کو رنتنبہور کے قلعہ پر متعین کیا تھا
اونھون نے سنگرام خان حاکم قلعہ سے مدت تک مقابلہ کیا اور اوس قلعہ کے گرد و نواح کو خوب لوٹا مگر وہ قلعہ
فتح نہوا جب بیانہ حبیب علی خان کے اور بسا ور اور تودہ بھون چغتائی خان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو اکبر نے
حبیب علی خان کو سردار اور باقی امرا کو اوسکے تابع مقرر کر کے رنتنبہور پر روانہ کیا اونھون نے سال بھر تک قلعہ کا
محاصرہ رکھا آخر اہل قلعہ عاجز آ گئے تو ... صلح کی گفتگو شروع کی اور حبیب علی خان وغیرہ کو

پیغام بھیجا کہ ایک اپنا وکیل قلعہ کے اندر بھیجو تو اوسکی معرفت جو جو گفتگو صلح کے باب مین کرنا ہے بیان کرون چنانچہ اون
لوگون نے مصنف صاحب کے والد کو اور حاجی بھکن کو اس امر کے لیے تجویز کرکے بھیجا بعد بہت سی گفتگو کے
سنگرام خان نے کئی شرطون پر قلعہ کا خالی کردینا منظور کیا ایک یہ کہ کسی قدر زر نقد اور کچھ اسباب اوسکو
حوالہ کیا جاوے اور ایک یہ کہ اوسکی معاش کی بھی کوئی صورت بادشاہی دربار مین تجویز کیجاوے مگر چونکہ
حبیب علی خان وغیرہ کے پاس سردست روپیہ سنگرام خان کو دینے کے لیے موجود نتھا اور علاوہ اسکے
یہ بھی توقع تھی کہ ہم زبردستی قلعہ کو فتح کرلین گے اس سبب سے یہ لوگ اس صلح پر راضی نہوئے تب سنگرام خان نے
وہ قلعہ رای سرجن کے حوالہ کردیا اور اوسکی عوض مین بہت کچھ اوس سے لیا اور خود حاجی خان الوری کے
ساتھ گجرات کو چلا گیا رای سرجن نے سب سامان درست کرکے قلعہ کا خوب استحکام کرلیا اور قلعہ کے
گرد و نواح کے بعض پرگنون پر بھی قابض ہوگیا حبیب علی خان وغیرہ کی ساری کوششین برباد ہوگئین آخر
چند روز کے بعد یہ سب لوگ اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے اسی سال مین جمال خان عدلی کے غلام نے جو قلعہ
چنار پر متصرف تھا اکبر کے حضور مین پیغام بھیجا کہ اگر کوئی ہوشیار وکیل اپنا بھیجدو تو مین قلعہ اپنا اوسکو سپرد کردون
خانخانان نے مہر علی بیگ سلدوز کو جو آخر مین چتور کے قلعہ کا حاکم ہوگیا ہے اس کام کے لیے تجویز کرکے
ایک فرمان جمال خان کی تسلی و دلاسا کے مضمون کا لکھکر حوالہ کیا اتفاقاً اوسی زمانہ مین مصنف صاحب بھی
بطور طالب علمی کے آگرہ مین آئے تھے اور مہر علی بیگ کے ہی مکان پر رہتے تھے مہر علی بیگ نے مصنف
صاحب کے اس سفر مین ہمراہ لیچلنے پر بہت سا اصرار کیا اور اونکے استاد شیخ مبارک ناگوری اور اون کے
والد ملوک شاہ سے سفارش اوٹھوائی اور یہان تک مبالغہ کیا کہ اگر تم میرے ہمراہ نہ چلوگے تو مین یہ قصد ہی
ترک کردونگا غرض مجبور ہوکر مصنف صاحب بھی اوسکے ہمراہ ہوئے اور قنوج اور لکھنؤ اور جونپور اور بنارس کی
سیر کرتے ہوئے ذی قعدہ ۹۶۶ھ نوسو چھیاسٹھ مین گنگا اوترکر چنار مین پونہچے جمال خان نے اپنے آدمیون کو
استقبال کے لیے بھیجا اور بڑی تعظیم سے مہر علی کو قلعہ کے اندر لیگیا اور سب شیر شاہی و سلیم شاہی مکانات دکھلائے
اور سب اسباب قلعہ کا ملاحظہ کرایا اور مہمانداری اچھی طرح کی کہ جب اوسنے فرمان کا مضمون معلوم کیا اور اوسمین
دیکھا کہ پانچ پرگنہ نواحی جونپور کے چنار کے قلعہ کے بدلے مین عطا ہوئے تو اسقدر پر جمال خان راضی نہوا اور
اسقدر خواہشین ظاہر کین جنکا پورا ہونا ممکن نتھا اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک اوسکی عرضداشت کا جواب حضور سے
پہونچے تب تک مہر علی سرکار رہے اس اثنا مین اوسنے خان زمان سے بھی کچھ گفتگو شروع کی اور فتح خان

پنوسے جو رہتاس کے قلعہ پر قابض تھا چاہا وعدہ قلعہ حوالہ کر دینے کا کر رکھا تھا مہر علی نے جب اوسکے یہ مکر و فریب دیکھے
تو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین جمال خان اور فتح خان متفق ہوکر میرا کام تمام نکردین چنانچہ ایک روز سیر کے بہانہ قلعہ سے باہر
آیا اور گنگا اوتر کر چلدیا سب رفیق اوسکے قلعہ مین ہی رہ گئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے جب یہ کیفیت
دیکھی تو جمال خان سے چاپلوسی کی باتین شروع کین اور یہ حیلہ کرکے کہ مین پھر مہر علی کو واپس لاتا ہون شام کے وقت
کشتی مین سوار ہوا اتفاقاً اوس پہاڑی کے نیچے جو قلعہ کے قریب تھی کشتی کسی گنڈ مین جا پڑی اور اوسوقت آندھی بھی
ایسی تیز چلنا شروع ہوئی کہ کشتی مین تزلزل شروع ہوا خدا خدا کرکے اوس بلا سے نجات پائی اور بہت دیر کے بعد
کشتی کنارہ پر پہونچ گئی رات کو اوسی جنگل مین شیخ محمد غوث گوالیاری کے مکان پر پہونچے شیخ ممدوح بڑے ولی کامل
اور عامل تھے صبح کو اونکے کسی مرید نے ایک غار دکھلایا جسمین شیخ ممدوح نے بارہ برس تک عبادت کی تھی اور اوس
مدت مین فقط جنگل کے میوون اور پتون ہی کی غذا پر اکتفا کیا تھا اور اونکے اعمال کا یہ اثر تھا کہ سارے بادشاہ
اونکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے رہے مہر علی کے چلے آنے کے بعد فتو نامے ایک عدلی کے غلام نے چنار کے قلعہ
قبضہ کر لیا سنہ ۹۶۶ نو سو چھیاسٹھ مین شیخ محمد غوث مع اپنے مریدون اور معتقدون کے گجرات سے آگرہ مین آئے
اکبر اونکا بڑا معتقد ہو گیا مگر شیخ گدائی کو اس بات کا بڑا حسد ہوا اور وہ یہ سمجھا کہ اب میری دکان پھیکی ہو جاویگی
اور چونکہ خانخانان کو شیخ گدائی سے بڑا ربط ضبط تھا اس سبب سے وہ بھی شیخ محمد سے اچھی طرح نملا بلکہ اپنی مجلس
مین بیٹھکر اونکو برا بھلا کہا کرتا تھا اور وہ رسالہ شیخ محمد کا پڑھ پڑھ کر لوگون کو سناتا تھا جسمین شیخ مذکور نے
اپنے کمال کا حال لکھا ہے اور اوسمین بیان کیا ہے کہ حالت بیداری مین خدا نے اپنی مجلس مین بلاکر مجھسے
گفتگو کی اور حضرت پیغمبر صلعم پر مجھکو ترجیح دیتی اسی قسم کی بہت سی خرافات اوسمین تھی اور خانخانان اسی حیلہ
طرح طرح کی ملامت شیخ کی نسبت کیا کرتا تھا آخر آزردہ ہوکر شیخ گوالیار کو چلا گیا اور وہی ایک کرور کی جاگیر
جو اوسکو دی گئی تھی اوسی پر قناعت کی اسی سال مین خان زمان کا بھائی بہادر خان بازبہادر سے مقابلہ اول خان
مقابلہ پر گجرات کی طرف نامزد ہوا قصبہ سپری تک پہونچا تھا کہ یہان خانخانان کی لڑائیان شروع ہوگئین چنانچہ
وہ پھر دربار مین واپس آیا اسی سال مین حسین خان رندری سے آگرہ مین آیا اور چند نامی سردار اپنے ہمراہ لیکر
رنتنبھور کی طرف گیا اور سوپر مین جاکر بڑے بڑے کارنمایان کیے اور وہان سے رنتنبھور کے قلعہ پر حملہ کیا چنانچہ
راے سرجن کو مقابلہ سے ہٹاکر قلعہ کے اندر داخل ہوا مگر چونکہ اسی اثنا مین خانخانان کے معاملات درہم برہم ہوگئے
یہ خبر سنکر حسین خان اوس مہم کو ویسی ہی ناتمام چھوڑکر گوالیار مین آیا اور وہان سے مالوہ کا ارادہ رکھتا تھا

کہ خانخانان نے اوسکو آگرہ مین بلالیا اس عرصہ مین سب ارکین سلطنت خانخانان سے رنج رکھتے تھے اور حقیقت
اکبر بھی اوسکی باتون سے تنگ تھا کیونکہ اوسکی سلطنت برائے نام تھی اور اختیار کلی خانخانان کے قبضہ مین تھا اکثر ایسا
ہوتا تھا کہ بعض ضروری خرچون سے بھی اوسکا ہاتھ بند رہتا تھا خزانہ بالکل خالی تھا جتنے بادشاہی نوکر تھے سب
بڑی پریشانی مین تھے اور اونکی جاگیرین بھی بڑی خراب تھین اور جتنے خانخانان کے نوکر تھے سب خوش و خورم تھے
اور اونکا سامان سب درست تھا غرض ان سببون سے سب سردار خانخانان کے زوال دولت کی آرزو رکھتے تھے اور
موقع کی گھات مین تھے اتفاقاً بیسوین جمادی الثانی ۹۶۷ھ نوسو سرسٹھ کو اکبر جمنا پار شکار کھیلنے کو گیا وہان ادہم خان
جو ماہم انکہ کی فرزندی کے سبب سے بڑا مقرب تھا اور صادق محمد خان وغیرہ نے فرصت پاکر خانخانان کی برائیان
خوب اکبر کے گوش زد کین جب اکبر سکندرہ راو مین پونہچا تو وہان ماہم انکہ نے اطلاع دی کہ بیگم بادشاہ دہلی مین
آج کل بہت بیمار ہین اور حضرت بادشاہ کو بار بار یاد کرتی ہین یہ سنکر اکبر نے دہلی کا قصد کیا شہاب الدین احمد خان
حاکم دہلی استقبال کے لیے آیا اور سب نے ملکر خانخانان کی طرف سے اکبر کو لگانا بجھانا شروع کیا اور یہان تک
نوبت پونہچی کہ سب نے متفق ہوکر اکبر سے عرض کیا کہ حضور کے دہلی مین تشریف لانے کا باعث خانخانان
ہم لوگون کو سمجھیگا اور بیشک اسکا عوض ہمسے نکالیگا چونکہ ہم مین اوسکے مقابلہ کی طاقت نہین اسلیے بہتر ہے
کہ حضور ہم کو مکہ معظمہ کی طرف چلے جانے کی اجازت دین چونکہ اکبر کو ماہم انکہ کی مفارقت گوارا نتھی اسلیے اون کی
تسلی کی اور خانخانان کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم جو بے تمہاری اجازت کے دہلی تک چلے آئے تمام ہمارے ملازم
تمہاری طرف سے وہم رکھتے ہین تمکو چاہیے کہ ان سب کی تسلی کردو تاکہ ان سب کی خاطر جمع ہو خانخانان نے
خواجہ امینا اور حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون محمد خان کو اکبر کی حضور مین بھیجا چنانچہ اونھون نے
خانخانان کی طرف سے بڑی عذر خواہی کی اور اوسکی اخلاص اور خیر خواہی کو اچھی طرح بیان کیا مگر اکبر نے اون
باتون پر کچھ دھیان نکیا اور ان لوگون کو بھی اجازت لوٹنے کی ندی سارے مہمات ملکی شہاب الدین احمد خان
اور ماہم انکہ کے اہتمام سے ہونے لگے اور انھون نے اس بات کو بہت مشہور کردیا کہ بادشاہ کا مزاج خانخانان
کیطرف سے متغیر ہوگیا ہے اور سب امیر ایک ایک کرکے آگرہ سے دہلی مین چلے آئے سب سے پہلے
قیام خان گنگ آیا جو امیر آتا تھا شہاب الدین احمد خان وغیرہ اوسکے منصب کا اضافہ کردیتے تھے اور ان
لوگون نے دور اندیشی کرکے قلعہ کی مضبوطی کا بھی بخوبی اہتمام کرلیا خانخانان نے آگرہ مین اپنے
... مشہور ہم کیا شیخ گدائی وغیرہ کی یہ رائے ہوئی کہ فی الفور دہلی مین جا

بادشاہ کو اپنے قبضہ مین کرلو زیادہ فرصت نہ دو مگر خانخانان نے اس تجویز کو پسند نکیا اور کہا کہ اکبر کا مزاج میری طرف
منحرف ہوگیا ہے اس سبب سے اب میری اوسکی صحبت راست نہوگی قطع نظر اسکے تمام عمر میری خیرخواہی مین
گذری ہے اب بوڑھاپے مین نمکحرامی کا داغ لگانا بڑی بدنامی کی بات ہے ناچار خانخانان سفر حج کا ارادہ
کرکے بیانہ کی طرف متوجہ ہوا اور سب سردارون کو اس ارادہ سے مطلع کرکے دہلی کی طرف رخصت کیا اور بہادرخان
کو بھی مالوہ سے بلوا کر ان لوگون کے ساتھ کردیا محمد امین دیوانہ کو بیانہ کی قید سے چھوڑ دیا یہان امرا نے اکبر کو
یہ سمجھائی کہ خانخانان شاید پنجاب کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ اکبر نے میر عبداللطیف قزوینی کے ہاتھ خانخانان کو یہ
پیغام بھیجا کہ اب ہمنے سارے کاروبار ملک کے اپنے اختیار مین لیلیے تمہارا مدت سے سفر حج کا ارادہ تھا خدا
مبارک کرے کسیقدر ملک اپنی جاگیر کے لیے تجویز کرلو تمہارے گماشتہ اوسکی آمدنی وہین تمہارے پاس
بھیجا کرینگے خانخانان کا تو پہلے ہی سے یہ ارادہ تھا اس حکم کو قبول کرکے میوات سے ناگور کی طرف
متوجہ ہوا اور سردارون مین سے سواے ولی بیگ ذوالقدر اور حسن قلی خان جو آخر مین خان جہان ہوگیا ہے
اور اسمٰعیل قلی خان اور اوسکے بھائی شاہ قلی خان اور حسین خان خویش مہدی قاسم خان کے کوئی اوسکے ساتھ
نرہا اور ناگور سے سب سامان جلوس اور نقارہ اور علم وغیرہ حسین قلی خان کے ہاتھ دربار مین بھیجدیا جب وہ
بیکانیر مین شیخ گدائی بھی جدا ہوگیا اکبر نے دہلی سے پنجاب کا ارادہ کیا جس دن قصبہ جھجر مین منزل تھی حسن قلیخان
مع سب سامان کے حاضر ہوا اسی منزل مین شاہ ابوالمعالی ملازمت مین حاضر ہوا اور اوسنے یہ قصد کیا کہ حالت
سواری مین ہی تسلیمات بجالاے اکبر نے اس گستاخی پر قید کرکے شہاب الدین احمد خان کے حوالہ کیا اوسی
منزل مین پیرمحمد خان شیروانی خانخانان کے معاملات درہم برہم ہوجانے کی خبر سنکر گجرات سے واپس آکر اکبر کی
خدمت مین حاضر ہوا اکبر نے اوسکو ناصر الملک خطاب اور سرداری کا سب سامان عنایت کرکے خانخانان کے
تعاقب مین تعین کیا تاکہ فی الفور مکہ کو روانہ کردے ہندوستان مین توقف کی فرصت نہ دے پیرمحمد خان
فی الفور روانہ ہوا ناگور کے قریب جاکر ٹھہر گیا اور ایک دو منزل سے شعر رقعہ مین لکھکر خانخانان کے پاس بھیجا بیت
آمدم در دل اساس عشق محکم ساختن ؛؛ با غمت جان بلا فرسودہ ہمدم ساختن ؞ خانخانان نے اوسکے جواب مین
لکھ بھیجا کہ آمدن مردانہ اما تا بنزدیک رسیدہ توقف کردن نامردانہ جب اکبر نے پھر دہلی کو مراجعت کی تو وکالت کیلیے
منعم خان کو کابل سے بلایا خانخانان کو پیر محمد خان کے تعاقب سے بہت رنج ہوا اور مالدیو راجہ جودھپور کے
خوف سے جو بڑی جمعیت کے ساتھ گجرات کا راستہ گھیرے ہوے تھا ناگور سے بیکانیر مین چلا آیا

اور بعضے آدمیون کے بہکانے سے پنجاب کا ارادہ کیا اور اپنے سارے اہل و عیال کو مع مرزا عبد الرحیم اپنے بیٹے کے
جو ان دنون بہت کم سن کا تھا تبر ہندہ کے قلعہ مین جو شیر محمد خان دیوانہ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا شیر محمد خان مذکور کو خانخانان
نے بیٹا کیا تھا اور اسی اعتماد پر اپنے اہل و عیال کے لیے وہ جگہ تجویز کی تھی مگر شیر محمد خان نے کچھ لحاظ نکیا اور
تمام مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا اور طرح طرح کی اہانت کی خانخانان نے دیبال پور مین جب یہ خبر سنی تو خواجہ
مظفر علی دیوانہ اور درویش محمد اوزبک کو شیر محمد خان کے پاس بھیجا تاکہ اوسکو فہمایش کرکے ان حرکتون سے
باز رکھین مگر شیر محمد خان نے ہرگز نمانا بلکہ خواجہ مظفر علی کو باندہ کر اکبر کے حضور مین بھیجدیا سب سے زیادہ خانخانان کو
یہ صدمہ پہونچا بعد ازان خانخانان نے جالندھر کی طرف توجہ کی شمس الدین اتکہ خان اور اوسکے بیٹے
یوسف محمد خان اور حسین خان داماد شہاب خان وغیرہ بہت سے پنجاب کے امیرون نے اکبر کے اشارہ سے
راستہ روکا موضع کنور پھلور پرگنہ دکھدار مین مقابلہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی خانخانان کی طرف سے حسین خان
داماد مہدی قاسم خان بڑی مردانگیون کے بعد زخمی ہوکر گرفتار ہوا چنانچہ اوسکو ولی بیگ اور اوسکے بیٹے
اسمعیل قلی خان وغیرہ کے ساتھ حضور مین بھیجدیا خانخانان شکست کھا کر بھاگ گیا اس لڑائی مین اوسکا مال
و اسباب بہت لٹ گیا منجملہ اوسکے ایک علم مرصع تھا جسمین موتی اور جواہر جڑے ہوئے تھے اور ایک
کرور کی لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین حضرت امام علی بن موسی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ پر
بھیجنے کے لیے تیار کرایا تھا قاسم ارسلان نے علم امام ہشتم اوسکی تاریخ نکالی تھی اتکہ خان نے سب اور
غنیمتون کے اوسکو بھی حضور مین بھیجدیا حسب اتفاق اسی سال مین خانخانان نے ہاشمی قندھاری کی
ایک غزل اپنے نام سے مشہور کی اور اوسکی عوض مین ساٹھ ہزار تنگہ نقد اوسکو بھیجدیے اوسنے جواب مین
لکھا کہ شصت کم ست تب خانخانان نے چالیس ہزار اور بھیجکر لاکھ پورے کردیے اور وہ غزل یہ ہے

من گسستم عنان دل از دست داده — وز دست دل براه غم از پا فتاده — دیوانه وار در کوه گشته
بی اختیار سر به بیابان نهاده — گاهی چو شمع ز آتش دل در گرفته — گه چون فتیله با دل آتش فتاده
بیرون ز فکر اندک و بسیار فارغم — هرگز نگفته ایم کسے باز یاده — اور ایک مطلع ہاشمی کا یہ ہے
لب خندان بود از چشم گریانی که من دارم — دلت جمعست از حال پریشانی که من دارم

اسی طرح خانخانان نے باوجود کمی خزانہ کے رام داس کلانوت کو جو سلیم شاہی گویون مین سے تھا ایک لاکھ کی قیمت کا نقد اور جنس عنایت کیا رام داس جو افغانون کے زمانہ مین امیر صاحب علم و نقارہ تھا اور اب آخر عمر مین بیچارہ

تھوڑی سی معاش پر قناعت کرکے زہد و عبادت کا طریقہ شروع کیا تھا ایک قصیدہ کے صلہ مین جو اوسنے خانخانان کے نام پر لکھا تھا ایک لاکھ تنگہ انعام عطا کیے اوس قصیدہ کا مطلع یہ ہے ؎ چون بہرہ نگین ہما شد فروبہ آب پرکار خاتمش بزمین دا ولعل ناب ۔ غرض خانخانان ایسا سیر چشم تھا کہ لاکھ کو خاک کے برابر سمجھتا تھا جب آتکہ خان پنجاب کیطرف متعین ہوا تو اسی سال کے ماہ ذی قعدہ مین اکبر نے خواجہ عبدالمجید ہروی کو آصف خان کا خطاب دیکر دہلی کا حاکم مقرر کیا اور حسین قلی خان کو اس سبب سے کہ اوسکا باپ ولی بیگ اور بھائی اسمٰعیل قلیخان خانخانان کے ساتھ تھا آصف خان کے سپرد کرکے پنجاب کو متوجہ ہوا منعم خان حسب الطلب مقیم خان خواہرزادہ تردی بیگ خان کے ساتھ کابل سے روانہ ہوکر لودھیانہ کی منزل مین ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اوسکو خانخانان کا خطاب عنایت کرکے وکالت کے منصب پر مقرر کیا اسی منزل مین اتکہ خان کے فتح پانے اور خانخانان کے بھاگ جانے کی خبر پہونچی اور سب قیدی نظر سے گذرے اکبر نے سب کو قیدخانہ مین بھیجدیا اون مین سے ولی بیگ جو بہت زخمی تھا رہ مین مرگیا اوسکے سر کو کاٹ کر دہلی کو روانہ کیا اور حسین خان کو اوسکے سالہ ملک محمد خان ولد مہدی قاسم خان کے سپرد کیا آخر مین اوسکی پرورش کی اور پٹیالی کو اوسکی جاگیر مین مقرر کیا خانخانان نے شکست کے بعد تلوارہ کے قلعہ مین پناہ لی تلوارہ پنجاب کے شمالی پہاڑون مین بیاس کے کنارہ ایک موضع ہے راجہ گوبند چند وہان کا حاکم تھا اکبر کی فوج وہین مقابلہ کے لیے پہونچی لڑائی ہوئی اس لڑائی مین سلطان حسین جلائر جو ایک جوان نہایت خوبصورت اور بہادر تھا اکبر کی طرف سے مارا گیا لوگ اوسکا سر کاٹ کر خانخانان کے پاس لے گئے اور پیش کیا دیکھی مگر خانخانان اوسکی پچھلی خدمتون کو یاد کرکے رومال منھہ پر رکھکر بہت رویا اور کہا ہیہات ایسی زندگی پر لعنت ہے جو میرے سبب سے ایسے ایسے جوان ضائع ہوتے ہین سچ ہے ۔ وہان کے ہندو وانہ خانخانان کی تقویت کی مگر اوسکے دل مین خدا کا خوف طاری ہوا اور جمال خان نامے اپنے ایک غلام کی معرفت اپنی تقصیرون کا عذر کیا ادھر سے ملا عبداللہ سلطانپوری مخاطب بہ مخدوم الملک خانخانان کی تسلی کے لیے گیا اور ابھی معرکہ لڑائی کا اوسی طرح قائم تھا اور وکیلون کی آمد و رفت جاری تھی کہ منعم خان تھوڑے سے آدمی لیکر خانخانان کے پاس گیا اور اوسکو اپنے ساتھہ لے آیا سب امیر اوسکے استقبال کو گئے اور بدستور سابق تسلیمات بجالائے اکبر نے سب اوسکی تقصیرین معاف کرکے خلعت اور گھوڑا عنایت کیا بعد ازان منعم خان اوسکو اپنی منزل مین لے گیا اور سب سامان اوسکے لیے مہیا کیا بعد دو روز کے خانخانان نے خرچ مناسب راہ کے ساتھہ لیکر مکہ معظمہ کا قصد کیا ۔ سب امیرون نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق

بطور نیوتہ کے نذرین دین حاجی محمد خان سیستانی اوسکی ہمراہی کے لیے مقرر ہوا وہان سے خانخانان دہلی کو
آیا اور اکبر حصار فیروزہ کی طرف سیر و شکار مین مصروف ہوا اور چوتھی ربیع الاول ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ کو دہلی مین
پہونچا اور وہان سے کشتی مین بیٹھکر بارھوین ربیع الثانی کو آگرہ مین پہونچا مشہور ہے کہ خانخانان ناگور کی راستہ سے
گجرات کو جاتا تھا وہان کسی جنگل مین کیکرون کے کانٹون مین اوسکی پگڑی اولجھکر گر پڑی اس امر کو خانخانان نے
اپنے حق مین بدفالی سمجھی اور ایسی خفت ہوئی کہ اوسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا حاجی محمد خان نے فی البدیہہ یہ
شعر پڑھا ؎ در بیابان چون زشوق کعبہ خواہی زد قدم ⁂ سرزنشہا گر کند خار مغیلان غم مخور ⁂ اس شعر کو سنکر
وہ اوسکا رنج جاتا رہا جب خانخانان پٹن گجرات مین پہونچا تو موسی خان فولادی حاکم پٹن اور حاجی خان الوری نے
بڑی تعظیم و تکریم سے اوسکی مہمانی کی ایک روز خانخانان سہنس لنگ نامے حوض کی سیر کر رہا تھا ایک شخص مبارک خان
نامے پٹھان جسکے باپ کو ابتداے فتح ہندوستان مین خانخانان نے قتل کرا دیا تھا اپنے باپ کا عوض
لینے کے لیے آیا شام کے وقت خانخانان کشتی مین سے اوترتا تھا مبارک خان مع چند اوباشون کے
ملاقات کے بہانہ سے قریب آیا اور ایک زخم خنجر کا ایسا لگایا کہ خانخانان کا کام تمام ہوگیا تاریخ اوسکی شہادت
کی یہ ہے ؎ بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ⁂ در راہ شہید گشت نایافتہ کام ⁂ تاریخ شہادتش ز دل پرسیدم
گفتا کہ شہید شد محمد بیرم ⁂ اور مصنف صاحب نے بطور تعمیہ کے یہ تاریخ لکھی تھی ؎ گفت گل گلشن خوبی نماند
خانخانان کا دل بڑا نرم تھا اور بزرگون کے اقوال کا بڑا معتقد تھا اوسکی مجلس مین ہمیشہ خدا و رسول کے
کلام کا ذکر رہتا تھا ایک روز بیکاری مین ایک فقیر گوشہ نشین کے پاس گیا اور اوس سے معنی آیت تُعِزُّ مَن
تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ کے پوچھے فقیر تفسیر نجانتا تھا اس سبب سے چپ رہا تب آپ ہی خانخانان نے کہا
تُعِزُّ مَن تَشَاءُ بِالْقَنَاعَةِ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِالسُّؤَالِ یعنی عزت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے ساتھ
قناعت کے اور ذلت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے ساتھ سوال کے اور کبھی جمعہ اور جماعت کی نماز اوس سے
فوت نہوتی تھی مگر تفضیل کی طرف مائل تھا اور حافظ محمد امین خطیب سے کہتا تھا کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے
خطاب مین بہ نسبت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند کلمہ تعظیم کے بڑھانے چاہیین اوسی تاریخ مین میان حاتم
سنبھلی کا انتقال ہوا اور عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ اوسکی تاریخ ہے اسی سال کی بارھوین رجب کو شزاول خان کا
بیٹا باز بہادر حاکم مالوہ بہت سے ہاتھی اور لشکر ساتھ لیکر سارنگپور سے سات کوس پر ادہم خان اور پیر محمد خان
کے مقابلہ کے لیے آیا آخر بڑی لڑائی کے بعد باز بہادر نے شکست پائی اور سارا اوسکا سامان او

حرم غنیمت مین ہاتھ آیا جس روز یہ فتح میسر ہوئی اوس دن یہ دونون سردار اپنے ڈیرون مین بیٹھے تھے اور قیدیون کو
انکے سامنے لالا کر قتل کرتے تھے اور پیر محمد خان طنز کے طور پر کہتا تھا کہ اس مقتول کی کیا بلا گردن موٹی تھی
اور اس کشتہ مین سے کسقدر خون نکلا اور آدمی جو اشرف المخلوقات ہے اور خدا کی بنائی ہوئی بنیاد ہے اس وقت
اوسکی نظر مین کھیرے ککڑی کے مانند تھا وہان کے سید اور مشائخ قرآن ہاتھون پر رکھکر امان مانگتے ہوئے آئے
مگر پیر محمد خان نے سب کو قتل کر ڈالا ادہم خان نے ساری حقیقت فتح کی اکبر کو لکھی اور تھوڑے سے ہاتھی
غنیمت کے صادق محمد خان کے ہاتھ حضور مین بھیجدیے اور اکثر عمدہ عمدہ ہاتھی اور باز بہادر کے حرم کی عورتین
اور پاترین اور رنڈیان اپنے لیے رہنے دین اکبر یہ خبر سنکر بذات خود ستائیسوین شعبان ۹۶۸ھ نو سو اڑسٹھ کو
آگرہ سے کوچ کرکے سارنگپور مین پہونچا اور ساری غنیمت ادہم خان سے وصول کرکے وہان کے مہمات کا بندوبست
کیا اور انتیسوین رمضان کو پھر آگرہ مین واپس آیا اسی سال مین عادلی کے بیٹے شیر خان نے جو باپ کے بعد
چنار مین قائم مقام ہوا تھا بہت سی فوج ساتھ لیکر جونپور پر چڑھائی کی خان زمان نے ابراہیم خان اوزبک اور
مجنون خان قاقشال اور شاہم خان جلایر کے ساتھ متفق ہوکر اوسکو شکست دی اور بڑی فتح نمایان حاصل کی
اسکے بعد اکبر کو کچھ خان زمان کی سرکشی کا وہم پیدا ہوا اسلیے خود بھی اوس طرف روانہ ہوا جب کالپی مین پہونچا تو عبد اللہ
اوزبک وہان کے حاکم کی مہمانی قبول کی بعد ازان کڑہ کو گیا اور خان زمان اور بہادر خان بھی جونپور سے چلکر
ملازمت مین حاضر ہوئے اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور طرح طرح کے نفیس تحفے پیشکش کیے آپ نے اون دونون کو گھوڑے
اور خلعت دیکر جاگیرون کو رخصت کیا الصلح خیر اس قضیہ کی تاریخ ہوئی [illegible]
منہی اقبال درین کہنہ دیر ۝ غلغلہ انداخت کہ الصلح خیر اسی سال مین سترہوین ذی الحجہ کو اکبر پھر آگرہ مین
واپس آیا آٹھوین جمادی الاول ۹۶۹ھ نو سو انہتر مین اکبر نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی
زیارت کے لیے اجمیر کا قصد کیا اور وہان کے مجاورون کو بہت سے انعامات دیے قصبہ سانبھر مین راجہ
بہارامل حاکم انبیر اور اوسکا بیٹا راے بھگوان داس ملازمت مین حاضر ہوا اور اوسنے اپنی ایک بیٹی بھی اکبر کو
نکاح مین دی بعد ازان اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو جسکی جاگیر نواحی اجمیر مین تھی میرٹھ کے قلعہ پر جو اجمیر سے
بیس کوس ہے جیمل راجپوت کے قبضہ مین تھا نامزد کیا اور خود دار الخلافہ کو واپس آیا مرزا شرف الدین نے
اہل قلعہ کو اس شرط پر امن دی کہ سب قلعہ خالی چھوڑ کر باہر چلے جاوین اور مال اسباب اپنے ساتھ کچھ
نہ لیجاوین چنانچہ جیمل قلعہ کو خالی کرکے چلا گیا مگر دیوداس نامے جیمل کے ایک سپاہی اوسنے چند لوگون کو اپنا

شکست کھا کر قندہار بھاگا اوس وقت سارے مال و اسباب میں آگ لگا دی اور شرف الدین کے مقابل ہو کر بہت سے آدمی قتل کیے آخر
بھی مارا گیا اور جو ہوا اور اوسکو ساتھ مارے گئے آخر وہ قلعہ شاہ بداغ خان اور بیگ کے قبضہ میں چنان وغیرہ اور امرا کے اتفاق سے
فتح ہو گیا ادہم خان چلا پیشتر اوس ملک کی تسخیر میں گیا بعد اوسکے اسکندر بیگ کے برہانپور اور بیجاگڑھ
حاکمون کو قتل کیا نربدہ پار اوتر گیا اور اون تمام ملکون کو قتل عام کر کے گویا آدمیون سے خالی کر دیا اتفاقاً ایک
پیر محمد خان اپنی فوج سے جدا ہو گیا تھا باز بہادر جو اوس ملک کے اور کئی حاکمون کے ساتھ اوس طرف بھاگا پھرتا تھا
موقع پا کر اوسکے سر پر آ پہونچا پیر محمد خان گھبرا کر مندو کی طرف بھاگا اور نربدہ میں مع اپنے ساتھیون کے پایاب گھوڑے
ڈال دیے اتفاقاً اوسوقت کچھ اونٹ بھی دریا اوترتے تھے اونمین سے ایک اونٹ اوسکے گھوڑے پر گر گیا پیر محمد خان
اوس صدمہ سے دار البقا کو کوچ کیا مالوہ کے سردار بعد ازان وہان توقف مناسب نہ سمجھکر بھاگ کر اکبر کی حضور میں
آئے چندروز قید رہے آخر چھوٹ گئے باز بہادر نے پھر مالوہ پر قبضہ کر لیا عبد اللہ خان اوزبک نے معین الدین احمد خان
فرنخودی وغیرہ کے اتفاق سے پھر اوس ملک کو اوس سے نکال لیا باز بہادر چندروز چتور اور اودیپور میں رانا اودی سنگھ
کی پناہ میں رہا اور چندروز گجرات میں بسر کرتا رہا آخر دربار میں حاضر ہو کر اکبر کے دولتخواہون میں داخل ہوا پھر چندروز
قید رہکر خلاصی پائی لیکن موت کے چنگل سے خلاصی نملی عبد اللہ خان اوزبک مانڈو میں اور اوسکے مددگار امیر
اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے معین الدین احمد خان دربار میں چلا آیا اسی سال میں خواجہ عبد اللہ مروارید وزیر کا
پوتا خواجہ محمد صالح صدارت کے منصب پر مقرر ہوا لیکن انعامات اور اوقاف اور معافیات کے دینے میں اوسکا
حکم مستقل تھا بالکل اختیار دیوانی والون کا تھا اسی سال میں سید بیگ ابن معصوم بیگ شاہ طہماسپ کیطرف سے
وکیل مقرر ہو کر ہمایون کی تعزیت میں ایک نامہ لایا اکبر نے اوسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور مبلغ سات لاکھ تنکہ اور
ایک گھوڑا اور خلعت انعام دیا اور سوا اسکے سب امیرون نے بہت کچھ اوسکی نذر کیا اور بہت سے
تحفے ساتھ لیکر وہ ہندوستان سے واپس گیا اوسی زمانہ میں اکبر نے انکہ خان الملقب باعظم خان کو
پنجاب سے بلا کر وکیل مطلق مقرر کیا دوشنبہ کے روز بارھوین رمضان سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر میں ادہم خان نے
منعم خان و شہاب الدین احمد خان وغیرہ کے بہکانے سے اوسکو بہت زخمی کیا اور اوسی طرح شمشیر برہنہ
ہاتھ میں لیے ہوئے حرم سرا کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا جب اکبر تلوار لیے ہوئے گھر میں سے نکلا تو اوس سے
پوچھا کہ یہ تو نے کیا حرکت کی تو اوسنے کہا کہ ایک نادولتخواہ کو سزا دیدی اوسوقت اکبر نے حکم دیا کہ اسکو
بارہ گز دولتخانہ کی چھت پر سے گرا دو چنانچہ جب اوسکو گرایا تو کچھ جان اوسمین باقی رہی اسلیے اکبر نے

حکم دیا کہ دوبارہ گرادو اعظم خان کا اوس سے ایک روز پہلے دم نکلا + دو خون شد + اوسکی تاریخ ہے مگر اسمین
ایک عدد زیادہ ہے اور دوسری تاریخ بطریق تعمیہ کے یہ ہے ع ہیئت از ظلم اعظم خان + اور ایک تاریخ
یہ ہے ع خان اعظم سپاہ اعظم خان + کہ چو اوکس درین زمانہ ندید + بشہادت رسید ماہ صیام + شربت موت
روزہ دار چشید + کاش سال گر شہید شدی + کہ شدی سال فوت خان شہید + اوسکی چہلم کے روز
ماہم اتکہ اعظم خان کا باپ بھی بیٹے کے رنج مین مرگیا اور اسی سال مین ستائیسوین رجب کو اگرہ مین مصنف
صاحب کے والد مرحوم ملوک شاہ نے انتقال کیا بساور مین لیجاکر اونکے جنازہ کو دفن کیا تاریخ اونکے
وفات کی مصنف صاحب نے یہ لکھی ہے ع سر دفتر افاضل دوران ملوک شاہ + آن بحر علم و معدن احسان و
کان فضل + چون بود در زمانہ جہانی ز فضل از ان + تاریخ سال فوت وی آمد جہان فضل + حسب اتفاق
اسی سال مین اونکے پیر شیخ پنجو سنبھلی کا انتقال ہوا اونکے وصال کی تاریخ یہ ہے ع
کمال الحق والدین شیخ پنجو + کہ آمد جنت فردوس جایش + ز روی تعمیہ تاریخ فوتش + شود حاصل ز نام دلکشایش
اور ایک مادۂ تاریخ یہ ہے + درویش دانشمند + اسی سال مین خانخانان اور محمد قاسم خان میر بحر اس خوف سے
کہ ادہم خان کے بہکانے مین شریک تھے اور بعضی اور وجہین بھی تھین سیر کے بہانہ سے کشتی مین
بیٹھے اور تھوڑی دور جاکر بعضے مفلس زمینداروں کے مشورہ سے دو تین سوار ساتھ لیکر شام کے وقت
روپڑ اور بجوارہ کے قصد پر پہاڑ کی طرف بھاگے اور وہان سے کابل کا ارادہ کیا کیونکہ وہان منعم خان کا بیٹا
غنی خان حاکم تھا جب یہ پرگنہ سروت مین پہونچے تو قاسم علی خان سیستانی انکی وضع دیکھکر سمجھگیا کہ یہ بھاگے
ہوئے ہین فوراً وہ کچھ سپاہی اپنے ساتھ لیکر ان دونون کو باندھ لایا اور سید محمود بارہہ کے آدمیون کو
جو کہین قریب تھے اطلاع کیا سید محمود نے اپنے بیٹون کو اونکے استقبال کے لیے بھیجا اور بڑی
تعظیم و تکریم سے اگرہ کی طرف روانہ کیا اکبر نے بھی کئی امیرون کو استقبال کے لیے بھیجا اور پھر منصب
وکالت کا خانخانان کو حوالہ کرکے پہلے سے بھی زیادہ قدر کی اسی سال مین میر محمد خان اتکہ جسکا خطاب
خان کلان تھا بہت سا لشکر ساتھ لیکر کمال خان گھکر کی مدد کے لیے گھکرون کے ملک مین گیا
اور وہان مقابلہ کرکے کمال خان کے چچا سلطان آدم کو گرفتار کیا اور اوسکا بیٹا لشکری نامی کشمیر کو
بھاگ گیا چند روز کے بعد وہ دونون باپ بیٹے اپنی موت مرگئے میر محمد خان اوس تمام ملک کو کمال خان کے
سپرد کرکے پھر اگرہ کو واپس آیا ایک روز اکبر نے ایک بڑا جشن عالی ترتیب دیا تھا خان کلان نے اوس

مجلس مین بہت سے شاعرون اور فاضلون اور امیرون کے سامنے ایک قصیدہ جو اپنے گمان مین نہایت
عمدہ لکھا تھا پڑھنا شروع کیا پہلا ہی مصرع اوسکے مطلع کا یہ تھا ۵ بحمد اللہ کہ دیگر آمدم فتح گھکر زدہ پا اکبر بھی متوجہ
ہوکر اوس قصیدہ کو سُن رہا تھا اور خان کلان کو بہت بڑے صلہ کی امید تھی ایسے حال مین جبھی پہلا مصرع
خان کلان نے پڑھا اوسکا داماد عبد الملک خان چلا اوٹھا کہ اسے خان دیگر آمدم کی جگہ دیگر آمدیم پڑھو کیونکہ
اس مہم مین بعضے نامراد بھی آپ کے شریک تھے تمام اہل مجلس ہنستے ہنستے لوٹ گئے خان کلان نے اپنی پگڑی
زمین پر پٹکدی اور اکبر سے کہنے لگا کہ اس مرک کے ہاتھ سے حضور ہی میری داد دلائین گے جسنے میری ساری
محنت ضائع کردی طرفہ یہ ہے کہ عبد الملک خان نے اپنے نام کا سجع یہ تجویز کیا تھا ۵ عبد را چون با ملک افزون
پس الف لامی درو اندرون کنی ۵ ملا شیری نے ایک قصیدہ اوسکی تعریف مین لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ۵
اگر گوار بباید بمقابل تو گریز ۵ تو صاحبی و مقابل نمیشوی بگوار ۵ اسی سال مین مولانا علاء الدین لاری جنھون نے
شرح عقائد نسفی پر حاشیہ لکھا ہے خان زمان کے پاس سے آگرہ مین آئے اور وہان اونھون نے
چھپر ڈال کر ایک مکان مدرسہ کے لیے بنایا مدرسہ شمس اوسکی تاریخ ہوئی بعد ازان مولانا ممدوح حج کو تشریف
لے گئے اور وہین اون کا انتقال ہوگیا اس سال مین کابل مین طرح طرح کے خلل پیدا ہوئے اور تھوڑے
عرصہ مین کئی حاکمون کا تغیر تبدل واقع ہوا خانخانان منعم خان حیدر خان اختہ بیگی کو کابل مین اپنا نائب
مقرر کر آیا تھا لیکن چونکہ اوسنے لوگون کے ساتھ بدسلوکی کی اسوجہ سے خانخانان نے اوسکو معزول کرکے
اپنے بیٹے غنی خان کو وہان کا نائب مقرر کیا مگر اوس سے بھی کئی حرکتین ناشایستہ واقع ہوئین چنانچہ
اوسنے تولک خان قوچین کو جو بڑے نامی گرامی امیرون مین سے تھا باندھ لیا آخر قابو پاکر تولک خان نے
اوسکو قید کرلیا انجام کو بڑی مشکل سے غنی خان نے عہد و پیمان کرکے اوس قید سے نجات پائی اور بدعہدی کرکے
تولک خان پر حملہ کیا تولک خان اوسنے لڑے بھڑے سے ہندوستان کو چلا آیا ماہ جوجک بیگم ہمایون بادشاہ کی بی بی
اور شاہزادہ میرزا محمد حکیم کی مان نے جو اوس زمانہ مین دس برس کا تھا شاہ ولی بیگ اتکہ اور فضائل بیگ کو جو
منعم خان کے بھائی جسکو میرزا کامران نے اندھا کردیا تھا اور اوسکے بیٹے ابو الفتح بیگ سے اتفاق کرکے اوسکا
غنی خان کو اندر نہ آنے دیا اور قلعہ کابل کا دروازہ بند کرلیا مجبور ہوکر غنی خان ہندوستان کو چلا آیا اور چونکہ
باپ منعم خان اوس سے بہت ناراض تھا اسوجہ سے دربار مین دخل نہ پایا چند روز جونپور وغیرہ مین وارد
سے آخر مرگیا فضائل بیگ بیگم کی طرف سے اور ابو الفتح بیگ اپنے باپ کی طرف سے نائب مقرر ہوکر کابل پر

قابض و متصرف ہوئے اور ان دونون نے عمدہ عمدہ جاگیرین اپنے لیے تجویز کر لین اور برا ملک مرزا کے لیے
چھوڑا آخر شاہ ولی اتکہ نے علی محمد اسپ کے ساتھ اتفاق کرکے ایک شب بیگم کے اشارہ سے حالت
مستی مین ابو الفتح بیگ کو قتل کر ڈالا اوسکا باپ سارا اپنا سامان لیکر کابل سے ہزارہ کی طرف چلدیا
بیگم کے نوکرون نے تعاقب کرکے راستہ مین اوسکو بھی قتل کر ڈالا شاہ ولی بیگ نے بیگم کے
اتفاق سے عادل شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے سارا انتظام اپنے اختیار مین لیا تب اکبر نے منعم خان کو
شاہزادہ مرزا محمد حکیم کا اتالیق اور کابل کا حاکم مقرر کرکے اوس طرف روانہ کیا اور اور بھی کئی امیر اوسکے ساتھ بھیجے
بیگم بھی مقابلہ کے ارادہ پر مرزا کو ساتھ لیکر مع تمام اپنے لشکر کے کابل سے جلال آباد مین آگئی منعم خان نے
پہلے ہی حملہ مین مع اپنے مددگار امیرون کے جو محمد قلی خان برلاس اور حسن خان برادر شہاب خان وغیرہ تھے
شکست فاش کھائی اور سارا اوسکا سامان لٹ گیا آخر بہت برے حالون سے بھاگ کر اکبر کی درگاہ مین آیا
پھر بیگم نے غدر کی تہمت رکھکر شاہ ولی بیگ کو بھی قتل کر دیا اسی سال مین شاہ ابو المعالی مکہ سے واپس آیا
اتفاقاً مرزا شرف الدین حسین اون دنون مین آگرہ سے باغی ہوکر بھاگ گیا تھا اور حسین قلی خان اور صادق خان
اوسکے تعاقب مین متعین ہوئے تھے مرزا شرف الدین مذکور کے بہکانے سے شاہ ابو المعالی نے بھی
نواحی جالور مین غارتگری شروع کی اسمٰعیل قلیخان اور احمد بیگ اوسکے تعاقب مین متعین ہوئے آخر
شاہ ابو المعالی نے قلعہ نارنول مین آکر سارے خزانہ کو لوٹ کر اپنی فوج پر تقسیم کر دیا بعد ازان ابو المعالی کے
بھائی خانزادہ نامے کو جسے شاہ لوندان بھی کہتے تھے محمد صادق خان اور اسمٰعیل قلی خان نے
گرفتار کر لیا تب شاہ ابو المعالی بدحواس ہوکر کابل کی طرف بھاگا اور پنجاب مین جاکر اوسنے اسکندر بیگ
اور احمد بیگ دونون سردارون کو جو اور امیرون سے جدا ہو گئے تھے اوسکے نوکرون سے متفق ہوکر
قتل کر ڈالا بعد ازان اوسنے کابل کو بیگم کے پاس عرضی بھیجی اور اپنا خلوص اور اعتقاد ہمایون کے ساتھ
بہت ساظاہر کیا اور عرضی کے عنوان پر شعر لکھا ع ما بدین در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم ٭ از بد حادثہ اینجا بپناہ
آمدہ ایم ٭ بیگم نے اوسکے جواب مین لکھ بھیجا ع کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ٭ اور بیگم نے اپنی بیٹی کے
ساتھ اوسکا نکاح بھی کر دیا اور سارا انتظام شاہ ابو المعالی کے ہاتھ مین آگیا بعد ازان اوسنے شوکرن پسر
قراچہ خان وغیرہ کے بہکانے سے بیگم کو بھی قتل کر ڈالا اور حیدر محمد آختہ بیگی کو بھی جو بعد شاہ ولی بیگ کے
وکیل مطلق مقرر ہوا تھا شہید کیا اور اوسکے بھائی محمد قاسم کو پابزنجیر کر لیا پھر بہت سی جماعت نے

نے سب کو پسپا کر دیا محمد قاسم
متفق ہو کر بیگم کے انتقام پر کمر باندھی قلعہ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر ابوالمعالی نے سب کو پسپا کر دیا محمد قاسم
قید سے چھوٹ کر بدخشان کو گیا اور وہان اوسنے میرزا سلیمان کو شاہ ابوالمعالی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی
اور میرزا محمد حکیم نے بھی اوسکے پاس بہی پیغام بھیجا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا اسی سال مین
مرزا شرف الدین حسین جو چار واسطون سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز کی اولاد مین تھا
جب اوسکا باپ خواجہ معین الدین بن خواجہ خاوند بن خواجہ یحیی بن حضرت خواجہ احرار سفر حج سے واپس آیا
اور عزت و آبرو بہت پائی تو مرزا شرف الدین مذکور اوسی زمانہ مین ناگور سے آگرہ مین آیا اور بعضے بدنیت آدمیون کے
بہکانے سے اکبر کی طرف سے کچھ وہم اوسکے دل مین پیدا ہوا چنانچہ اوسنے آگرہ سے بھاگ کر پھر ناگور کا راستہ لیا
اکبر نے صادق محمد خان اور حسین قلی خان کو اوسکے پیچھے نامزد کیا اور حکم دیا کہ اوّلاً اوسکی تسلی اور دلاسا کیجاوے
اور جب نمانے تو گوشمالی قرار واقعی دیجاوے مرزا مذکور اجمیر کے قلعہ کو ترخان دیوانہ کے سپرد کرکے ناگور کو چلدیا
دیوانہ قلعہ کو خالی چھوڑکر اوسکے پیچھے ہو لیا مرزا شرف الدین حسین کی جالور مین شاہ ابوالمعالی سے ملاقات ہوئی
جیسا کہ اوّل مذکور ہو چکا اور ان دونون مین یہ قرار پایا کہ شاہ ابوالمعالی حسین قلیخان کے آدمیون پر جو حاجی پور
مین تھے حملہ کرے اور اوسی راستے سے کابل کو چلا جاوے اور وہان سے شاہزادہ میرزا محمد حکیم کو ساتھ لاوے
اور اوسکے آنے تک مرزا یہان ہاتھ پاؤن مارتا رہے مگر شاہ ابوالمعالی نے جب سُنا کہ صادق محمد خان وغیرہ امرا
اوسپر فوج لا رہے ہین اسلیے اوس قرارداد سے عدول کرکے نارنول کو چلا گیا اور وہان کے حاکم کیسو شقدار کو
باندہ کر کچھ روپیہ وصول کیا اور وہان سے کابل کو چلدیا احمد بیگ اور اسکندر بیگ صادق محمد خان اور اسمٰعیل قلیخان کے
لشکر سے جدا ہو کر اوسکے پیچھے ہو لیے اور مرزا شرف الدین حسین کے چند آدمیون کو ان دو سردارون نے نوکر
رکھکر اونپر بڑا اعتماد کر لیا تھا انھین آدمیون نے زمانہ قلی نام ایک مفسد کی زبانی شاہ ابوالمعالی کو یہ پیغام
بھیجا کہ [illegible] اپنی جگہ توقف کرو جسوقت یہ دونون سردار وہان پہونچین گے ہم انکا کام تمام کر دین گے چنانچہ جب
یہ دونون سردار وہان پہونچے تو اودھر سے تو شاہ ابوالمعالی یکایک گھات مین سے نکلا اور ادھر سے ان ظالمون نے
اون دونون کو قتل کر ڈالا اونکے قدیمی نوکر یہ حال دیکھکر ادھر اودھر متفرق ہو گئے جب یہ قصہ مفصل اکبر کے
گوش زد ہوا تو اوسنے اس فتنہ کے انتظام کے لیے دہلی کی طرف توجہ کی وہان ایک اور جھگڑا پیدا ہوا اور وہ
یہ ہے کہ اکبر نے قصد کیا کہ دہلی کے امیرون اور شریفون کی بیٹیون کے ساتھ اپنے نکاح کرے عورتین اور
[illegible] جانے لگین تمام شہر مین ہول پڑ گئی

یہ سارا قصہ شیخ بدہ اور بہرہ امراے آگرہ کے اغوا سے ہوا آخر ایک عورت پر اکبر مائل ہوا اوسکے شوہر عبدالواسع نے
اوسکی خواہش کی چنانچہ عبدالواسع نے اپنی بی بی کو طلاق دی اور وہ حرم سراے بادشاہی مین داخل ہوگئی
عبدالواسع ندامت کے سبب سے دہلی کو چھوڑکر دکن مین شہر بیدر کو چلا گیا اسی عرصہ مین ایک روز اکبر سیر کرتا ہوا
مدرسہ بیگم کی طرف کو گذرا فولاد نامے ایک لڑکے نے جو مرزا شرف الدین حسین کا غلام تھا مدرسہ کی چھت پر سے
ایک تیر مارا اکبر کے بدن پر اُچٹتا ہوا لگا خیر ہوگئی ہرچند امیرون کی یہ راے ہوئی کہ مقدمہ کی تحقیقات تک اوس لڑکے کو
قید رکھیں تاکہ اون سب لوگون کا حال معلوم ہو جاوے جو جو اوسکے اغوا مین شریک ہین مگر اکبر اس امر پر راضی نہوا
اوسی وقت اوسکو قتل کرڈالا اکبر وہان سے سوار ہوکر قلعہ دین پناہ مین آیا طبیب معالجہ مین مشغول ہوئے
چند روز مین وہ زخم اچھا ہوگیا پھر اکبر نے آگرہ کا قصد کیا اور بارھوین جمادی الثانی سنہ ۹۷۰ نوسو ستر مین
وہان پہنچ گیا اسی سال مین شاہ ابوالمعالی کا جھگڑا تمام ہوا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ محمد قاسم کوہبر کی تحریک سے
مرزا سلیمان نے کابل پر فوج کشی کی ادھر سے ابوالمعالی بھی مرزا محمد حکیم کو ساتھ لیکر مقابل ہوا غوربند کے کنارہ
لڑائی ہوئی شاہ ابوالمعالی کی ایک طرف کی فوج کو شکست ہوئی تو ابوالمعالی مرزا محمد حکیم کو سلیمان میرزا کے
مقابلہ مین چھوڑکر خود اوس طرف روانہ ہوا مرزا محمد حکیم اپنے خاص آدمیون کے ساتھ دریا اوترکر سلیمان مرزا
پاس پہونچا ابوالمعالی بھی پھر ٹھہر نہ سکا مقابلہ سے بھاگا کچھ لوگون نے اوسکا تعاقب کیا آخر چار کار دون کے
گانون سے گرفتار کرکے کابل مین سلیمان میرزا کے پاس لائے سلیمان میرزا نے اوسکو اوسی طرح پابزنجیر
مرزا محمد حکیم کے پاس بھیجدیا مرزا محمد حکیم نے فوراً اوسکو پھانسی دیکر مار ڈالا یہ واقعہ سترھوین شب رمضان
سنہ ۹۷۰ نوسو ستر مین ہوا اسکے بعد مرزا سلیمان نے اپنی بیٹی کے ساتھ مرزا محمد حکیم کا نکاح کردیا اور امید علی نام
ایک اپنے معتمد نوکر کو اوسکا وکیل مقرر کرکے خود بدخشان چلا گیا اسی سال مین جمال خان نام عدلی کے
غلام نے چنہار کا قلعہ فتو نامے ایک دوسرے غلام کو حوالہ کیا اور اوسنے اپنی عرضی اکبر کے پاس بھیجی چنانچہ
شیخ محمد غوث جنکا فتو مرید تھا اور آصف خان جسکا نام خواجہ عبدالمجید ہروی تھا اکبر کی طرف سے گئے اور فتو
صلح کرکے وہ قلعہ لے لیا اور حسن خان ترکمان کے حوالہ کردیا اور فتو کو اکبر کے دربار مین لے آئے یہان
اوسنے بڑی عزت پائی اسی عرصہ مین شیخ محمد غوث کا انتقال ہوگیا اور ملا اسمعیل عطائی بمعالی نے بندۂ خدا شد
اونکی وفات کی تاریخ نکالی اسی سال کی بیسوین رمضان کو خواجہ اشرف مصنف صاحب کے نانا نے
انتقال کیا فاضل جہان اونکی وفات کی تاریخ ہے سنہ ۹۷۱ نوسو اکہتر مین خواجہ مظفر علی تربتی نے خان کا

خطاب اور منصب وزارت کل پایا او ظالم او سکے تقرر کی تاریخ ہوئی لیکن راجہ ٹوڈرمل سے اور اوس سے
موافقت نہوئی فرداً فرداً بات پر روز باہم جھگڑا ہوتا تھا اسی ظریف نے اس بیت قدیم کو جو سگِ کاشی بہ از صفاہانی
گرچہ صد بار سگ ز کاشی بہ: اس طور پر تضمین کیا سگِ راجہ بہ از مظفر خان: گرچہ صد بار سگ ز راجہ بہ: امیرون نے
راجہ کی شکایت اکبر سے کی اور اوسکے تغیر کا التماس کیا اکبر نے جواب دیا کہ تم سب اپنی اپنی سرکارون مین ہندوون کو نوکر
رکھتے ہو یہ ہماری سرکار کا ہندو ہے پھر اس سے کیون رنج کرتے ہو ایک شخص نے راجہ کی مہر کا سجع یہ تجویز کیا تھا
آنکہ شد کار ہندا از و مختل: راجہ راجہا ست ٹوڈرمل: اسی سال مین اکبر نے قاضی لال کو جو ایک بڑا ظریف تھا قصبہ برن سے
طلب کر کے کسی جرم مین قتل کیا قاضی لال اوسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین غازی خان سور جو عدلی کے بڑے امیرون مین سے تھا
اور کئی بار اکبر کے دربار مین حاضر ہوا تھا اور پھر بھاگ بھاگ گیا تھا نواحی گڑھ مین بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے آصف خان سے
مقابل ہوا آخر لڑائی مین مارا گیا اس فتح سے آصف خان کو بڑی قوت حاصل ہوئی چنانچہ اسکے بعد اوسنے گڑھ کتنگہ
ملک پر جسمین اوس زمانہ مین ستر ہزار گانون آباد تھے اور قلعہ چوراگڈہ اوسکا دار الریاست تھا حملہ کیا وہانکی حاکم رانی
درگاوتی جو بڑی خوبصورت ایک عورت تھی بیس ہزار سوار اور پیادہ اور سات سو جنگی ہاتھی ساتھ لیکر مقابل ہوئی
اس لڑائی مین فریقین نے بڑی کوشش کی آخر رانی کے ایک تیر لگا جس سے وہ قریب ہلاکت ہوئی
اوسپر بھی اوسنے ننگ و ناموس کے خوف سے اپنے فیلبان کو اشارہ کیا چنانچہ اوسنے ایک خنجر لگا کر بالکل اوسکا
کام تمام کر دیا مگر ایک کمبخت بد معاش پھر بھی نہ چوکا اور اوس مردہ سے بھی زندہ کا کام لیا بعد ازان آصف خان
چوراگڈہ کو گیا اوس رانی کا بیٹا بھی کچھ لڑائی کے بعد مارا گیا اس فتح مین اسقدر خزانہ آصف خان اور اوسکے
لشکر والون کو ملے جو حد شمار سے باہر ہین چنانچہ آصف خان کو اوس مال کے غرور مین بڑی نخوت پیدا ہوئی
آخر خان مین ملگیا اسی سال کی بارھوین ذی قعدہ کو عین موسم برسات مین اکبر نے ہاتھیون کے شکار کے لیے
نرور کی طرف کوچ کیا اور نئے نئے طریقہ ہاتھیون کے شکار کے نکالے پھر سارنگپور کے راستہ سے
ولایت منڈو مین پہونچا عبد اللہ خان اوزبک کچھ پہلے اپنے قصورون کے خوف سے منڈو سے بھاگ کر
گجرات کو چلدیا پھر چند مقیم خان نے جسکا اس یورش مین شجاعت خان خطاب ہو گیا تھا جا کر اوسکی تسلی کی
اور ہر طرح سمجھایا مگر اوسنے نمانا اکبر کی ہراول فوج سے کچھ عبد اللہ خان کی لڑائی بھی ہوئی آخر جب اکبر قریب پہونچا
تو عبد اللہ خان اپنے سارے مال و اسباب اور اہل و عیال کو وہین چھوڑ کر کچھ ضروری آدمی ساتھ لیکے

سلطان محمود کے وہان کا حاکم ہو گیا تھا اکبر کے لوگ گجرات کی حد تک عبد اللہ خان کے پیچھے گئے اور اوسکے
اہل حرم اور ہاتھیون وغیرہ کو پکڑ لائے جو باقی رہے وہ گنوارون کے ہاتھ لگے مشہور ہے کہ چنگیز خان کے زمانہ مین
گجرات ایسی آباد تھی کہ پہلے کبھی نتھی اور علم و فضل کا بھی اوسکے زمانہ مین حد سے زیادہ رواج تھا جس غریب سپاہی نے
اوسکی نوکری کرلی پھر اوسکو کسی سے احتیاج ہوتی تھی ہر روز چنگیز خان پانچ چھ جوڑے کپڑے اپنے پیشنے کے لوگون کو
دیتا تھا اور ہر جوڑا پچاس یا ستر یا اسی اشرفی سے کم قیمت کا نہوتا تھا ایک اوسکی ادنی سخاوت تھی کہ ایک روز
اپنے ملازمون کے ساتھ سیر کرتا تھا عبد اللہ خان اوزبک بھی ساتھ تھا اتفاقاً اوسی وقت دو تین کشتیان نفیس
اسباب کی بھری ہوئین اوسکی نذر گذرین فوراً وہ سب عبد اللہ خان کے حوالہ کردین منجملہ اوسکی سخاوتون کے
ایک یہ ہے کہ شاہ عارف صفوی جو حیات کی تسخیر مین مشہور ہے اور جنکا مصنف صاحب کے زمانہ مین لاہور مین موجود تھا
اوسکی یہ عادت تھی کہ لوگون کو خزانہ کے خزانہ بخش دیتا تھا اور اسقدر مال اوسکو کہین سے ملتا تھا اور اونکی [illegible]
بھی چنگیز خان کا سکہ ہوتا تھا اسی عرصہ مین میران مبارک شاہ برہانپوری نے قاصدون کو بھیجکر اطاعت قبول کی
اکبر کی طرف سے اعتماد خان خواجہ سرا اون قاصدون کے ساتھ گیا اور میران شاہ کے بیٹی کو مع اور بہت سے
تحفون کے اکبر کے لیے لایا اسی سال مین دکن کے امیرون مین سے قرب خان نے آکر اطاعت قبول کی
محرم ۹۷۲ نو سو بہتر مین اکبر نے مندو سے قصبہ نالچہ کی طرف کوچ کیا اور [illegible] بہادر خان کو [illegible] کی حکومت
عنایت کی پھر وہان سے شکار کرتا ہوا اوجین اور سارنگپور اور گوالیار کے راستے سے [illegible] ربیع الاول کو
آگرہ مین پہنچا اسی سال مین اکبر کے دو بیٹے توام حسن اور حسین نام [illegible] حرم کے بطن سے پیدا ہوئے مگر
ایک مہینے کے عرصہ مین دونون مر گئے اسی سال مین اکبر نے شہر آگرہ کی تعمیر کیا ابو الفضل نے اکبرنامہ مین اوس
وقت چند سطرین اوسکی تعریف مین مصنف صاحب سے لکھوائی ہین وہ بجنسہ نقل کیجاتی ہین
چون مہندس کارخانہ ابداع اندیشہ بلند شہریار کامگار را کہ معمار معمورہ گیتی خصوصاً بنای مقصود اوست
از آغاز فطرت اختراع آئین ایجاد فرمودہ تا بمقتضای [illegible] اراد [illegible] جہان [illegible] گرداشتن
ہر منزل و ہر گلشنی را کہ ہوای آن معتدل و فضای آن [illegible] گاہ او سواد [illegible]
محل نزول اجلال موکب اقبال ساختہ چہ اختیار اماکن تیرہ و مساکن [illegible] و سیاہ [illegible]
[illegible] بدنی و اعتدال [illegible] انسانی [illegible]
[illegible] خصوصاً [illegible] از مصالح ملکی [illegible] ان [illegible]

درین سال بجہت فال البداء بسعادت از سفر مالوه کہ اولیاے دولت منصور و اعداے ملک مقہور شده بودند پیش و بدیہت
والا نہمت و اقتضاے راے جہان آراے چنان افتاد کہ موضع ککراولی را کہ بیک فرسنگی آگره واقع شده و باعتبار
لطافت آب و نظافت ہوا بر نظیرے امکنہ رجحانے و مزیتے تمام داشتہ معسکر حشم ہمایون و مخیم دولت ابد پیوند گردانیده
و از مضایق مداخل و مخارج شہر نظارت رسی مآثر را فراغتے حاصل گشتہ اوقات فرخنده سمات را گاہے بچوگان بازی
و گاہے بدوانیدن سگان تازی و پرانیدن جانوران گوناگون مصروف سازند و بناے آن معموره بلند
اساس را بشگون استحکام مبانی قصر سلطنت بیزوال و تفاؤل از دیاد جاه و جلال گرفتہ فرمان نافذ بران گونہ
عز اصدار یافت کہ باریافتگان قرب منزلت و منظوران نظر عاطفت ہر کدام از براے خود دران مکان مرفہ
عمارات عالی و مناظر رفیع بنیاد نہند و در اندک مدت سواد آن بقعہ لطیف از پرتو توجہ حضرت ظل الٰہی خال رخ
نو عروس عالم شد و نگرہین کہ عبارتست از امن آباد نام یافت و الحمد بران چیزے کہ خاطر میخواست آمد آخر زیر پرده
تقدیر پنہان بود ظہور پیوست کہ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب اوس عمارت کا کچھہ اثر بھی باقی نہین رہا اسی سال مین
یا سال گذشتہ مین اکبر نے شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ عبدالنبی محدث کو قصبہ اندری کرنال سے
طلب کرکے صدر الصدور مقرر کیا اور یہ اجازت دی کہ مظفر خان کے اتفاق سے لوگون کی مدد معاش مقرر
کیا کرے بعد چند روز کے وہ مستقل ہو گیا ابتدا مین اوسنے اسقدر انعامات اور روزینہ لوگون کو عطا کیے
کہ اگر سب بخششین پچھلے بادشاہون کی جمع کیجاوین تو اوسکے برابر نہون لیکن آخر کو بالکل اسکے برخلاف ہو گیا چنانچہ
انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا اسی عرصہ مین اکبر کے خالو خواجہ معظم سے بعضے امور ناشایستہ سرزد ہوئے تھے
ایک روز اکبر اوسکے سمجھانے اور ایسی حرکتون سے منع کرنے کے لیے اوسکے گھر جاتا تھا مگر اوسکے دل مین اکبر
آنے کی خبر سنکر بدگمانی پیدا ہوئی اور اوسی وقت اوسنے اپنی بی بی کو قتل کر دیا اکبر نے اس حرکت پر اوسکی
بڑی گوشمالی کی بعد ازان قید کرکے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مرگیا اس سال مین مرزا سلیمان
اور مرزا محمد حکیم مین بعضے معاملون پر نوبت بجنگ و جدال پہنچی اور مرزا سلیمان بڑا بھاری لشکر لیکر مقابلہ کو آیا
مرزا محمد حکیم عاجز ہو کر جلال آباد کو بھاگ آیا مرزا سلیمان نے تعاقب کیا آخر محمد حکیم جلال آباد سے بھی کوچ کرکے
ہندوستان کے حدود مین داخل ہوا اور ایک عرضی باستدعاے امداد اکبر کو بھیجی مرزا سلیمان قنبر نامے
ایک اپنے نوکر کو جلال آباد مین چھوڑ کر پشاور کے راستہ سے کابل کو چلا گیا اسی اثنا مین اکبر کے حکم کے بموجب
قاسم خان اور کمال خان گکھڑ وغیره

سارے امراے پنجاب سے مرزا محمد حکیم کی معاونت کے لیے جمع ہوئے اور جلال آباد مین قنبر کو جو تین سو آدمیون کے
قتل کر ڈالا مرزا سلیمان یہ خبر سنکر بدخشان کو بھاگ گیا اور مرزا محمد حکیم بخاطر جمع کابل پہنچا اور سوا خان کلان مرزا محمد حکیم کی
اتالیقی کے لیے کابل مین رہا باقی سب امرا اپنی اپنی جاگیرون کو رخصت ہوئے تھوڑے دنون کے بعد مرزا محمد حکیم نے
اپنی بیوہ ہمشیرہ کا جو شاہ ابوالمعالی کی بیوی تھی بے مشورہ خان کلان کے خواجہ حسن نقشبندی کے ساتھ نکاح کر دیا اور
خواجہ حسن کو وکیل مستقل مقرر کر کے سارا انتظام اوسکے اختیار مین دیا کسی ظریف نے اوسکی نسبت یہ شعر تصنیف کیا تھا
گر خواجہ با خواجہ حسن خواہد بود ٭ مارا نہ جوال ونی رسن خواہد بود ٭ خان کلان جو بالکل بیکار تھا مجبور ہو کر بے رخصت
مرزا محمد حکیم کے لاہور مین چلا آیا اور ساری کیفیت سے اکبر کو مطلع کیا اسی سال مین شیخ الاسلام فتحپوری نے ایک
خانقاہ جدید بنائی جو خوبی عمارت مین بے نظیر اور بے مثال تھی شیخ مذکور سنہ ۹۷۱ نو سو اکہتر مین سفر حج سے
واپس آیا تھا اوسکی تہنیت مین مصنف صاحب نے ایک خط عربی مین لکھا تھا اور اوسمین اونکے آنے کی
یہ تاریخ لکھی تھی ؎ شیخ الاسلام مقتداے انام ٭ رفع اللہ قدرہ السامی ٭ از مدینہ چو سوی ہند آمد ٭ آن ہدایت پناہ حق
بند از مقدم ہمایونش ٭ یافت از مقدم خجستہ فرجامی ٭ گیر حرفی و ترک کن حرفے ٭ پہ سال شیخ اسلامی ٭ دوسری تاریخ اسی طرح
یہ تھی ؎ شیخ اسلام ولی کامل ٭ آن مسیحا نفس و خضر قدم ٭ لامع از جبہ او مہ ظلال ٭ طالع از چہرہ او نور قدم ٭ از مدینہ چو سوے
ہند شتافت ٭ آن مسیحا نفس و خضر قدم ٭ بشمر حرفے و بشمر حرفے ٭ بہر تاریخ خیر المقدم ٭ اسی سال مین آگرہ مین محل بنگالی کی
عمارت تمام ہوئی اور ایک اور قصر عالی اکبر نے بنوایا قاسم ارسلان نے اوسکی تاریخ یہ کہی تھی ؎ چون از پی عشرت شہنشاہ
فرمود بنا و خانہ فیض اثر ٭ تاریخ بگی ز عشرت آمد بیرون ٭ شد خانۂ بادشاہ تاریخ دگر ٭ پہلی رجب سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی کو
اکبر نے ہاتھیون کے شکار کے لیے نرور اور کریرہ کی طرف کوچ کیا اور لوگون کو وہان ہاتھی پکڑنے کے لیے
متعین کر کے خود گوالیار مین آیا چند روز وہان بسبب گرمی ہوا کے بیمار رہا بعد ازان صحت پا کر آگرہ کو واپس آیا
اس سال سے پہلے آگرہ کا قلعہ اینٹون سے بنا ہوا تھا اسی سال مین اکبر نے اوسکو توڑ کر از سر نو قلعہ کی بنیاد ڈالی
اور اوسکے صرف کے لیے فی جریب تین سیر غلہ تمام ملک سے وصول کیا پانچ برس کے عرصہ مین یہ قلعہ بن چکا
سنگ دیوار اوسکی پتھر کی بنی ہوئی دس گز چوڑی اور چالیس گز اونچی تیار ہوئی اور اوسکے گرد ایک خندق بنوایا
چوبیس گز چوڑا اور دس گز گہرا تھا اور جمنا کا پانی اوسمین چھوڑ دیا یہ ایسا عمدہ قلعہ ہے کہ ہندوستان مین
اوسکے مثل دوسرا نہین فیضی نے اوسکے دروازہ کی تاریخ بناے در بہشت نکالی تھی تخمیناً تین کرور روپیہ
اوس قلعہ کی تعمیر مین صرف ہوا اور چونکہ خزانہ تمام ہندوستان کا اوس قلعہ مین رہنے لگا اسوقت

منتخب التواریخ

تند بتاست ... بھی اوسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین خان زمان اور ابراہیم خان اور اسکندر خان اوزبک سے
بغاوت کی تفصیل اوسکی یہ ہے کہ عبد اللہ خان اوزبک کی سرکشی کے بعد اکبر کو سب اوزبکون سے بدگمانی پیدا ہوئی
چنانچہ اوسنے اشرف خان میرمنشی کو جونپور سے بلاکر سکندر خان اوزبک کے بلانے کے لیے اودہ کو جو اوسکی
جاگیر مین تھا بھیجا سکندر خان اشرف خان کو بلطایف الحیل اپنے ساتھ لیکر ابراہیم خان اوزبک کے پاس جو
اونکی ساری قوم مین بڑا تھا سرہرپور مین جہان اوسکی جاگیر تھی گیا اور وہان سے سب اکٹھے ہوکر خانزمان کے
پاس جونپور مین گئے سب کی راے مخالفت پر قرار پائی چنانچہ اشرف خان کو مجرمون کی طرح قید کرلیا اور سکندر خان
اور ابراہیم خان نے لکھنؤ مین اور خان زمان اور بہادر خان نے کڑہ مانکپور مین سرکشی شروع کی شاہم خان
جلایر اور شاہ بداغ خان وغیرہ خان زمان کے مقابلہ مین شکست کھاکر نیمکہار کے قلعہ مین بند ہوگئے
محمد امین دیوانہ کو خان زمان نے اوس معرکہ مین گرفتار کرلیا اور مجنون خان قاقشال شکست کھاکر
مانکپور کے قلعہ مین بند ہوگیا یہ خبر سنکر آصف خان ولایت گڑہ کٹنگہ مین اپنا نائب چھوڑکر جو بہت سا
خزانہ اور اسباب ساتھ لیکر مجنون خان کی مدد کو پہونچا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بے انتہا روپیہ تمام فوج کو
تقسیم کیا اور مجنون خان کو بھی بہت سا خزانہ دیا الغرض لیا دونون نے خان زمان کے مقابلہ پر
قائم ہوکر اکبر کو عرضیان بھیجین اور یہ شعر اپنی عرضی مین لکھا ؎ ای شہسوار معرکہ آرای روز رزم +
از دست رفت معرکہ پا در رکاب کن ٭ جب اکبر نے مالوہ سے لوٹتے وقت یہ خبر سنی فوراً منعم خان
خانخانان کو روانہ کیا تاکہ گنگا کو قنوج کے گھاٹ اوترکر فوراً وہان پہونچے اور اوسکے پیچھے خود بھی اکبر
شوال سنہ نو سو بہتر مین اوس طرف روانہ ہوا جب قنوج مین پہونچا تو قیا خان گنگ جو مخالفون سے
متفق ہوگیا تھا ملازمت مین حاضر ہوا اور خانخانان کی سفارش سے اوسکی تقصیرین معاف کین وہان
سے جلد جلد کوچ کرکے اکبر لکھنؤ مین پہونچا سکندر خان بڑے بھیڑ سے خان زمان اور بہادر خان کے پاس
چلا آیا اور اون سب نے آصف خان اور مجنون خان کا مقابلہ چھوڑکر جونپور کا راستہ لیا اور سرو
اپنے اہل و عیال کے سئی ندی کے پرے پار مقام کیا اکبر نے یوسف محمد خان ولد اتکہ خان کو [illegible]
نامزد کیا اور خود بھی اوسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوکر جونپور پہونچا آصف خان اور مجنون خان نے مع پانچہزار
سوارون کے ملازمت مین حاضر ہوکر بہت تحفہ پیشکش کیے وہ سب قبول ہوگئے جمعہ کے دن
[illegible] اور آصف خان کو سردار لشکر کا مقرر کرکے

مہینا

نرسن کے گھاٹ پر خان زمان کے مقابلہ مین متعین کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو رسالت کے طور پر سلیمان خان
کررانی حاکم بنگالہ کے پاس بھیجا تاکہ اوسکو سمجھا کر خان زمان کی مدد سے باز رکھے جب حاجی محمد خان رہتاس کے
قلعہ مین پہونچا وہان کے پٹھان خان زمان کے شریک تھے فوراً انھون نے حاجی محمد خان کو گرفتار کرکے
خان زمان کے پاس بھیجدیا چونکہ حاجی محمد خان اور خان زمان مین باہم قدیم سے ربط ضبط تھا اوسی سبب سے
حاجی محمد خان کی خان زمان نے بہت تعظیم کی اور یہ ٹھہرایا کہ اپنی والدہ کو حاجی محمد خان کے ساتھ اکبر کی حضور
مین شفاعت کے لیے بھیجے اور اپنی تقصیرین معاف کرائے اسی عرصہ مین اکبر نے حسن خان خزانچی اور
مہاپاتر بھاٹ کی معرفت جو شیر شاہ اور سلیم شاہ کے درباریون مین سے تھا اور ہندی شعر کہنے مین اور فن
موسیقی مین بڑا کامل تھا راجہ اوڑیسہ کے پاس جو بڑا نامی گرامی راجہ تھا یہ پیغام بھیجا کہ خان زمان کی ہرگز مدد نکرے
اور اپنے ملک مین پناہ نہ دے اور یہ بھی اونکو حکم دیا کہ سلیمان کو بھی یہ امر سمجھا دین چنانچہ سلیمان نے چار ناچار
اسکو قبول کیا اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور کچھ اور نفیس تحفہ بطور ہدیہ کے بھیجے اور یہ دونون وکیل ان دونون کامون سے
فارغ ہوکر آگرہ مین ملازمت مین حاضر ہوئے اسی عرصہ مین بعضے امیرون نے آصف خان سے مخالفت شروع کی
اور چورہ گڑھ کے اسباب کا مطالبہ کیا آصف خان نرہن کے گھاٹ خان زمان کے مقابلہ مین متعین تھا آخر تنگ آکر آدھی رات کے وقت
وزیر خان اپنے بھائی کے ساتھ اپنی جمعیت کو لیکر ملک کڑہ کو چلا گیا اکبر کو جب یہ معلوم ہوا تو منعم خان خانخانان کو لشکر کا سردار
مقرر کیا اور شجاعت خان کو آصف خان کی تعاقب مین نامزد کیا شجاعت خان کشتیون مین بیٹھکر گنگا اوترتا تھا آصف خان کو جو
یہ خبر پہونچی فوراً گنگا کی کنارہ پر آکر لڑائی شروع کی الغرض شجاعت خان کی کشتیونکو گنگا نہ اوترنے دیا مجبور ہوکر شجاعت خان رات کے وقت
پھر اسی طرف واپس آیا پھر آصف خان بہت سی جمعیت ساتھ لیکر اپنی جاگیر کو چلدیا تب شجاعت خان
میدان خالی پاکر اوس راستہ کو چھوڑکر کڑہ کے قریب گنگا اوترا پیچھے اور آصف خان کا تعاقب کیا مگر چونکہ
وہ بہت دور نکل گیا تھا اس سبب سے جونپور مین واپس آیا انھین دنون مین حسن خان اپنے بھائی
فتح خان حاکم قلعہ رہتاس کی طرف سے آیا اور بہت سے تحفہ پیشکش کرکے یہ پیغام دیا کہ حضور کسی سردار کو
بھیجدین تاکہ وہ قلعہ اوسکے سپرد کردیا جاوے چنانچہ اکبر نے قلیچ خان کو اوسکے ہمراہ کیا مگر فتح خان کی
اسکے بعد نیت بدل گئی اور اپنے بھائی کے بھیجنے سے بہت پشیمان ہوکر اوسکو یہ پیغام بھیجا کہ یہان سامان
بہت جمع ہوگیا ہے جسطرح ممکن ہو تو میرے پاس چلا آ چنانچہ اوسنے قلیچ خان کو چند روز حیلہ حوالہ مین
ٹالنا شروع کیا اگرچہ ظاہر مین اطاعت بہت کرتا تھا مگر قلیچ خان اوسکے نفاق کو سمجھ گیا اور بے حصول

مطلب کے واپس آیا یہ رہتاس کا قلعہ بہار کے توابعات سے ہے طول اوسکا چودہ کوس ہے اور عرض تین کوس اور
بلندی پانچ کوس قلعہ کے اندر کھیتی ہوتی ہے اور پانی کی اوسکے اندر یہ کثرت ہے کہ جہان میخ گاڑدو وہین پانی
نکل آتا ہے جب سے کہ وہ قلعہ شیر شاہ نے لیا تھا تب سے پٹھانون کے قبضہ مین تھا چنانچہ اسی طرح
فتح خان تک پہونچا اس عرصہ مین نرہن کے گھاٹ منعم خان خان زمان کے مقابلہ مین تھا خان زمان نے
بہادر خان کو سردار مقرر کرکے سکندر خان کے ساتھ میان دواب کے ملک کو روانہ کیا تاکہ جہان تک ممکن ہو
اپنے قبضہ مین کرلے یہ سنکر اکبر نے شاہ بداغ خان اور اوسکے بیٹے عبد المطلب خان اور قیا خان اور
سعید خان اور محمد معصوم خان فرنخودی وغیرہ کو میر معز الملک مشہدی کے ساتھ اونکے مقابلہ کے لیے
متعین کیا مگر معز الملک اس سرداری کے قابل نتھا منعم خان اور خان زمان مین باہم پہلے بہت ملاقات
تھی اسی سبب سے وہ پانچ چار مہینہ تک باہم صلح کی گفتگو مین ایام گزاری کرتا رہا آخر اکبر نے خواجہ جہان
اور دربار خان کو جونپور سے بھیجا تاکہ صلح یا لڑائی کا کچھ انجام معلوم کرے تب ایک طرف سے خان زمان
تین چار آدمیون کے ساتھ اور ایک طرف سے خانخانان اور دربار خان بھی دو تین آدمیون کے ساتھ کشتیون
مین بیٹھکر روانہ ہوئے دریا مین دونون کی ملاقات ہوئی آخر بہت سی گفتگوون کے بعد یہ بات طے
ہوئی کہ خان زمان اپنی والدہ اور اپنے چچا ابراہیم خان اور نیک کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ درگاہ مین
بھیجے اور اپنی تقصیرون کا عفو چاہے جب اوسکی تقصیرین معاف ہوجاوین تو سکندر خان اور بہادر خان
بھی حاضر ہوجاوین بعد ازان دربار خان رخصت ہوکر دربار مین آیا اور یہ خبر اکبر سے بیان کی دوسرے روز
خان زمان کی والدہ اور ابراہیم خان کو خانخانان اور خواجہ جہان مع ہاتھیون کے اپنے ہمراہ لائے اور
انھون نے عفو جرائم کی گفتگو شروع کی ابھی یہ بحث ناتمام تھی کہ یکایک خبر پہونچی کہ میر معز الملک نے مقابلہ
مین شکست پائی یہ خبر سنکر اکبر بہت آزردہ ہوا اور رو صلح سب درہم برہم ہوگئی تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب میر معز الملک کی
فوج سکندر خان اور بہادر خان کے مقابلہ مین پہونچی تو سکندر خان وغیرہ جہان تک آگئے تھے وہین
ٹھہر گئے اور میر معز الملک کو یہ پیغام بھیجا کہ اکبر کے حضور مین ہمارے گناہونکا شفیع بنے اور یہ درخواست
کرے کہ اگر اجازت ہو تو جسقدر ہاتھی وغیرہ ہمارے پاس ہین سب پیشکش کرین اور جب ہماری خطا معاف
ہوجاوے تو ہم بھی حاضر ہوجاوین معز الملک نے کج خلقی شروع کی اور لڑائی پر آمادہ ہوا اسی اثنا مین لشکر خان
... سے ... تھے تاکہ لڑائی یا صلح کچھ قرار پاوے اوسکو فیصلہ کردین آخر

ایک روز بہادر خان انکے لشکر کے قریب تنہا چلا آیا اور معز الملک کو مع چند امیرون کے بلاکر صلح کی گفتگو
شروع کی اور کہا کہ خان زمان اپنی والدہ اور ابراہیم خان کو دربار مین بھیجنا چاہتا ہے بلکہ بھیجدیا ہوگا اور
امیدوار ہے کہ اونکے وسیلہ سے ہمارے گناہ معاف ہوجاوینگے جب تک وہان کا جواب آوے
تب تک لڑائی موقوف رکھو معز الملک کا دماغ آسمان پر تھا ہرگز نمانا ٹوڈرمل بھی بہت تیز ہوا آخر گفتگو بہت سخت
ہوئی مجبور ہوکر بہادر خان اور سکندر خان نے بھی لڑائی کا سامان کیا اس طرف معز الملک نے لڑائی کی
صفین آراستہ کین اور میر محمد امین دیوانہ کو لشکر کا مقدمہ کیا اور خود مع عبد المطلب خان اور سلیم خان
اور کاکر علی خان وغیرہ کے قلب سپاہ مین ٹھہرا اور باقی اور امیرون کو میمنہ اور میسرہ فوج مین متعین کیا
اور دوسری طرف بھی سکندر خان اور اوسکے داماد محمد یار اور بہادر خان نے فوج کو ترتیب دی آخر لڑائی
شروع ہوئی اور دونون فوجین دو پہاڑون کی طرح ٹکرائین اولین محمد یار اس معرکہ مین قتل ہوا اور
سکندر خان گھبراکر کالی ندی مین جو اوسکی فوج کے پیچھے تھی جا پڑا اور خود تو پار اوتر گیا مگر اوسکے ساتھی
بہت سے دریا مین ڈوب گئے جو باقی رہے وہ مارے گئے معز الملک کی تمام فوج لوٹ مین مصروف
ہوئی معز الملک تھوڑے سے سردارون کے ساتھ تنہا رہگیا بہادر خان ابھی اپنی جگہ پر قائم تھا فرصت
پاکر حملہ آور ہوا معز الملک مقابلہ سے بھاگا اور شاہ بداغ اوس کشمکش مین گھوڑے پر سے گرپڑا اوسکے
بیٹے عبد المطلب خان نے ہرچند چاہا کہ باپ کو لے بھاگے مگر ممکن نہوا آخر بیٹا اپنی جان بچاکر نکل گیا
اور باپ گرفتار ہوگیا راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان شام تک لڑتے رہے پھر متفرق ہوگئے دوسرے دن
سب اکٹھے ہوکر شیرگڈھ مین آئے اور اکبر کو حقیقت حال سے مطلع کیا یہ قصہ تمام ہوا الغرض جب خانخانان
والدۂ خان زمان خان اور ابراہیم خان کو مع میر ہادی صدر اور نظام آغا کے جو خان زمان کے متعلق تھے
درگاہ مین لایا اور ہاتھی نظر سے گذرانے ابراہیم خان سر برہنہ تلوار اور کفن گردن مین ڈالے ہوئے زبان
حال سے یون کہنے لگا کہ قتل کریا درگذر کر بندۂ فرمان تو ایم. خانخانان نے بھی سفارش کی اور خان زمان
کی پچھلی خدمتین یاد دلائین اکبر نے اونکے گناہ معاف کیے اور جاگیرین بحال رکھین اور حکم دیا کہ اونکے
وکیل آگرہ مین جاکر فرمان درست کرالین اور موافق فرمانون کے عملدرآمد کرین خان زمان کی مان نے
یہ خبر اپنے بیٹون کو بھیجی بہادر خان اور سکندر خان نے بھی کوہ پارہ اور صف شکن ہاتھی جنکے جھگڑا تھا
درگاہ کو روانہ کیے اسی اثنا مین راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان کی عرضی پہونچی اور لڑائی کا حال [illegible]

کیفیت اور امیرون کا نفاق معلوم ہوا اکبر نے کہا کہ ہم خانخانان کی خاطر سے خان زمان کے گناہ معاف کر چکے
اب سب امیر درگاہ مین چلے آوین مگر معز الملک اور راجہ ٹوڈرمل پر عتاب ہوا اور جن امیرون نے لڑائی
کیوقت طرح دی تھی وہ بھی ایک مدت تک سلام سے محروم رہے مگر بعد کو اون سب کی تقصیرین معاف
ہوئین پھر اکبر قلعہ چنار کی سیر کرتا ہوا اور ہاتھیون کا شکار اوسی کے جنگل مین کھیلتا ہوا لشکر مین آملا جس زمانہ
مین کہ چنار مین اکبر کا لشکر تھا خان زمان گنگا اوتر کر اپنے عہد سے منحرف ہو گیا اور محمد آباد مین جو قصبہ ہے
کی توابعات مین سے ہے داخل ہوا اور اپنے گماشتے غازی پور اور جونپور پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجے
اکبر کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور اشرف خان میر منشی کو جونپور مین بھیجا تا کہ خان زمان کی مان کو قلعہ مین نظر بند
رکھے اور جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ آوے اوسکو گرفتار کر لیوے اور خواجہ جہان اور مظفر خان کو اپنا
نائب چھوڑ کر خود اکبر نے خان زمان پر فوج کشی کی آخر خان زمان کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر نے یہ سنکر
اوسکا تعاقب موقوف کیا اسی اثنا مین بہادر خان کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر جونپور مین پہونچا اور کمندین ڈالکر
قلعہ مین داخل ہوا اور اپنی مان کو وہان سے نکال کر اشرف خان کو بھی قید کر لیا اور زمہین کے گھاٹ گنگا اوتر کر
چلدیا پانچوین رجب ۹۷۳ھ نو سو تہتر ہجری کو پرگنہ نظام آباد توابع جونپور مین اکبر کی سالگرہ ہوئی یہ معمول تھا کہ ہر سال
دو بار بحساب تاریخ شمسی اور قمری کے اکبر سونے اور چاندی سے اپنا وزن کیا کرتا تھا اور اوسکو برہمنون پر تقسیم کر دیا
کرتا تھا اکثر شاعر اس تہنیت مین قصیدہ لکھا کرتے تھے پھر وہان سے کوچ کر کے اکبر قلعہ جونپور مین داخل ہوا
خان زمان نے جب یہ خبر سنی تو میرزا میرک کو خانخانان کے پاس اپنے گناہون کی عذر خواہی مین بھیجا اور
اوس سے دوبارہ شفاعت کی درخواست کی میرک خان زمان کی والدہ کو بھی اپنے ساتھ لایا خانخانان نے
میر عبد اللطیف قزوینی اور ملا عبد اللہ مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی صدر کو ساتھ لیکر دوبارہ خان زمان کی
سفارش کی اکبر نے پھر اوسکی تقصیرین معاف کین اور میر مرتضی شریفی کو جو میر سید شریف کی اولاد مین سے تھے
اور مخدوم الملک کو خان زمان سے توبہ کرانے کے لیے بھیجا خان زمان انکے استقبال کے لیے آیا
اور موافق انکی درخواست کے عہد و پیمان کیے پھر خان زمان نے سب اپنے عزیزون کو بڑی تعظیم اور
تکریم سے رخصت کر دیا آخر ۹۷۳ھ نو سو تہتر مین اکبر نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور جمعہ کے دن ساتوین
رمضان سنہ مذکور وہان داخل ہوا پھر وہان سے نگرچین کو جسے نیا آباد کیا تھا گیا اور وہان جانور
اڑانے اور چوگان بازی اور سگ تازی وغیرہ مین مشغول ہوا اور ایک گولہ نئی طرح کا ایجاد کیا جسکو

اندھیری رات مین چھوڑ کر سٹکے تھے اسی عرصہ مین محمد یوسف خان بسبب کثرت شراب کے بیمار ہو کر مر گیا اسی سال مین
مہدی قاسم کو مع حسین خان اوسکے داماد اور خالدی خان وغیرہ امیرون کے تین چار ہزار آدمیون کی
جمعیت کے ساتھ ولایت گڑہ کٹنگہ کی طرف آصف خان کے مقابلہ کے لیے نامزد کیا آصف خان نے
یہ سنکر قلعہ چوراگڈہ کو چھوڑ دیا اور ایک عرضی اپنے عفو تقصیرات کی امید مین روانہ کی مگر اکبر نے منظور نکیا
تب آصف خان نے خان زمان کو خط لکھا بعد ازان خود بھی اپنے بھائی وزیر خان کو ساتھ لیکر جونپور مین
خان زمان کے پاس گیا مگر خان زمان نے پہلی ہی ملاقات مین اوس سے ایسی بے پروائی کی کہ آصف خان
اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا مہدی قاسم خان نے ملک گڑہ کو ضبط کر کے تمام جاگیردارون پر
تقسیم کر دیا اور آصف خان کا تعاقب چھوڑ کر ہنڈیہ کے راستہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا حسین خان قلعہ
ستواس تک جو ملک دکن کے قریب ہے اوسکو پہونچانے گیا اسی اثنا مین ایک نیا حادثہ پیش ہوا
اور وہ یہ ہے کہ شاہزادہ سلطان محمد میرزا کو جسکا سلسلہ باپ کی طرف سے امیر تیمور سے اور مان کی طرف سے
سلطان حسین میرزا سے ملتا تھا اور اوس زمانہ مین بہت بڈھا ہو گیا تھا بادشاہ کی طرف سے پرگنہ اعظم پور
اوسکی جاگیر مین تھا ارجمندون اوسکے بیٹون ابراہیم حسین میرزا اور شاہ میرزا اور محمد حسین میرزا نے ولایت سنبھل مین
سرکشی شروع کی اوس زمانہ مین اکبر نے میرزا محمد حکیم کا فتنہ دفع کرنے کے لیے پنجاب کی طرف توجہ کی تھی خانخانان
منعم خان نے انکا مقابلہ کیا چنانچہ یہ اوسکے مقابلہ سے بھاگ کر میان دواب مین گئے اور وہان سے
دہلی پہونچے پھر وہان سے مالوہ کے ملک مین جاکر بغاوت کی بنیاد ڈالی پھر وہان سے شاہ میرزا اور
محمد حسین میرزا ہنڈیہ مین گئے اور ابراہیم حسین میرزا نے ستواس پر فوج کشی کی حسین خان اور مقرب خان
وغیرہ امراے دکن نے ستواس کے قلعہ مین بند ہو کر لڑنا شروع کیا مگر چونکہ ذخیرہ قلعہ مین نتھا اس سبب سے
چند روز مین یہ نوبت پہونچی کہ لشکر کے گھوڑون اور اونٹون اور بیلون کو کھانے لگے اور کسی طرف سے
کچھ مدد نہ آئی مگر اس حال پر بھی ہر چند ابراہیم حسین میرزا نے صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی لیکن اہل قلعہ ہرگز
راضی نہوئے اور لڑائی مین تقصیر نکی میرزا ابراہیم حسین نے مقرب خان کے بھائی برقدم خان کو ہنڈیہ مین قید
کیا تھا اور اوسکے تمام اہل و عیال کو قید کر لیا تھا آخر ایک روز اوسنے برق دم خان کا سر نیزہ پر رکھکر مقرب خان
کو دکھلایا اور اوسکی مان کو بھی جو قید مین تھی اوسکے سامنے کر کے کہنے لگا کہ ہنڈیہ فتح ہو گیا اور سارے
تیرے اہل و عیال قید مین اب تو کس اعتماد پر لڑنے مین کوشش کرتا ہے یہ معاملہ دیکھکر مقرب خان کے

حواس باختے رہے ناچار امن مانگ کر حاضر ہوگیا بعد ازان حسین خان کو بھی عہد و پیمان کرکے باہر بلا لیا
مرزایون نے اوسکو نوکری کی تکلیف دی جب اوسنے قبول نکیا تو اوسکو سلامت چھوڑ دیا چنانچہ جب
سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر مین اکبر لاہور سے آگرہ مین آیا تو حسین خان ملازمت مین حاضر ہوا پہلے سے تپیالی
اوسکی جاگیر مین تھی اب پرگنہ شمس آباد کو اور اوسپر اضافہ کردیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے
بھی تپیالی مین جاکر حسین خان سے ملاقات کی تھی نہایت خلیق اور متواضع اور درویش سیرت اور
بہادر اور سخی اور اہل سنت وجماعت اور علم پرور اور فضل دوست تھا مصنف صاحب کی اوسنے
بڑی خاطر کی چنانچہ دس برس تک اوسکی صحبت مین رہے آخر کسی بات پر رنج ہوگیا ہرچند حسین خان نے
عذر کیا اور بہت سے لوگون کو وسیلہ ڈالا یہانتک کہ بدایون مین جاکر مصنف صاحب کی والدہ مرحومہ سے
بھی سفارش کرائی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور مصنف صاحب پھر وہان سے اکبر کی ملازمت مین چلے گئے
الغرض خان زمان نے آصف خان اور بہادر خان کو پٹھانون کے بعضے ملکون پر نامزد کیا اور
وزیر خان کو کسی بہانہ سے اپنے پاس نظربند رکھا مگر ان دونون بھائیون نے خط کتابت کے
وسیلہ سے بھاگنے کا ایک دن مقرر کیا چنانچہ اوسی مقرری رات مین وزیر خان خان زمان کے
پاس ہی سے بھاگا اور آصف خان بہادر خان سے جدا ہوکر مانکپور کی طرف چلا بہادر خان نے
اوسکا تعاقب کیا جونپور اور مانکپور کے درمیان مین بڑی لڑائی ہوئی آخر آصف خان گرفتار ہوگیا بہادر خان
اوسکو ہاتھی پر عماری مین بٹھا کر روانہ ہوا اسی اثنا مین وزیر خان جونپور سے یہ خبر سنکر بہادر خان کے لشکر پر
جا پہونچا اوس وقت سب لوگ لشکر کے لوٹ کھسوٹ مین متفرق تھے اس سبب سے بہادر خان
وزیر خان کا مقابلہ نکرسکا فوراً حکم دیا کہ آصف خان کو عماری مین قتل کرڈالین اوسکی ناک پر ایک زخم بھی
لگا تھا دو تین اونگلیان بھی کٹ گئی تھین مگر وزیر خان نے پیشدستی کرکر آصف خان کو چھڑا لیا اور
دونون بھائی متفق ہوکر کڑہ کو چلدیے وزیر خان نواحی لاہور مین جس زمانہ مین اکبر محمد حکیم کے تعاقب
مین گیا تھا اور وہان قمرغہ کے شکار مین مصروف تھا حاضر ہوا اکبر نے آصف خان کے نام بھی ایک فرمان
عنایت کے مضمون کا بھیجا اسی سال مین مرزا محمد حکیم لاہور مین آیا اور سبب اوسکے آنے کا یہ ہوا کہ
جب مرزا سلیمان تیسری مرتبہ بھی کابل سے لوٹ گیا اور مرزا محمد حکیم قابض متصرف ہوگیا سارے بادشاہی
خان کلان خفا ہوکر

چلا آیا مرزا سلیمان نے موقع پاکر اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو ساتھ لیکر چوتھی بار پھر کابل پر حملہ کیا محمد حکیم محمد معصوم کوکا کو کابل مین چھوڑکر خود مع خواجہ حسن نقشبندی کے غوربند کو چلا گیا جب مرزا سلیمان نے زور سے کابل کو نلے سکا تو اوسنے اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو قراباغ مین جو کابل سے دس کوس غوربند کی سرحد پر ہے بھیجدیا چنانچہ اوسنے حیلہ کرکے صلح کی گفتگو شروع کی اور قسمین سخت کھائین چنانچہ مرزا تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر اوس سے ملنے کو گیا خواجہ حسن بھی اس صلاح مین شریک تھا مگر اور سب لوگ ناراض تھے وہ کہتے تھے کہ یہ عورت مکارہ ہے اسکا قول و فعل ہرگز اعتبار کے قابل نہین ہے مگر مرزا نے نمانا جب مرزا محمد حکیم قراباغ کو چلا مرزا سلیمان نے بہت سا لشکر لیکر اوس طرف کسی کمینگاہ مین قیام کیا لوگون نے یہ خبر مرزا محمد حکیم کو پہونچائی چنانچہ وہ فوراً غوربند کو لوٹ گیا اور وہان سے کوہ ہندوکش کو چلدیا خواجہ حسن یہ چاہتا تھا کہ اوسکو پیر محمد خان اوزبک حاکم بلخ کے پاس لیجاوے اور وہان سے مدد لے مگر اور سردار اس امر پر راضی نہوے ناچار میرزا نے ہندوستان کا ارادہ کیا اور پنجہیر کے راستہ سے جلال آباد مین اور وہان سے چلکر اٹک کو اوتر لیا پھر وہان سے اکبر کو عرضی بھیجی خواجہ حسن اپنی جماعت کو لیکر بلخ کو چلا گیا اور چند روز مین وہین نیست نابود ہو گیا سلیمان نے تھوڑی دور محمد حکیم کا تعاقب کیا تھا جو کچھ لوگ اوسکے لشکر کے پیچھے رہ گئے اونکو پکڑلیا جو اسباب ہاتھ آیا اوسکو لوٹ لیا محمد معصوم نے اسوقت مین سلیمان کے لشکر پر حملہ کرکے تاخت تاراج کردیا محمد قلی نامے اوس لشکر کا سردار چارباغ مین بند ہو گیا پھر سلیمان نے قاضی خان بدخشی کو وکیل بناکر صلح کی گفتگو کے لیے محمد معصوم کے پاس بھیجا وہ اول صلح پر راضی نہوا مگر چونکہ قاضی خان اوسکا استاد تھا اس سبب سے چارناچار اوسکو ماننا پڑا مرزا سلیمان برائے نام تھوڑی سی پیشکش ادھر سے لیکر بدخشان چلا گیا محمد حکیم کے قاصد کے پہونچنے سے پہلے اکبر نے یہ سارے جھگڑے سنکر ایک گھوڑا مع زین اور لجام مرصع اور بہت سے تحفہ اور بہت سے خزانہ کے خوشخبر خان کے ہاتھ محمد حکیم کو بھیجا اور سب پنجاب کے امیرون کو مدد کے لیے متعین کیا محمد حکیم استقبال کے لیے آیا اور دربار مین حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا تھا اسی اثنا مین فریدون خان اوسکا ماموں جا پہونچا اکبر نے اوسکو محمد حکیم کے معاملات کی درستی کے لیے بھیجا تھا مگر اوس کمبخت نے جاکر اور بہکایا اور بغاوت پر آمادہ کیا شہاب خان کا بھائی حسن خان جو کابل مین تھا اور سلطان علی نامے ایک امیر جو ہندوستان سے بھاگ گیا تھا اور اسی قسم کے واقعون کا منتظر تھا فریدون خان سے متفق ہو گئے اور محمد حکیم کو سمجھایا کہ لاہور کا لے لینا نہایت آسان ہے غرض سب کی راے مخالفت پر قرار پائی اور یہ تجویز کی کہ خوشخبر خان کو گرفتار کرلیجیے مگر چونکہ مرزا محمد حکیم کے

مزاج مین مروت بہت تھی اس سبب سے اوسنے خوشخبر خان کو بلاکر بہت آہستگی سے رخصت کردیا آخر وہ
اسی سال مین جن دنون اکبر لاہور کے قریب شکار قمرغہ مین مصروف تھا راوی ندی مین ڈوب گیا کسی شخص نے
اوسی باب مین یہ دو شعر لکھے ہین سہ خوشخبر خان بد خبر کہ نبود ✤ در جہان بد قیافتی چون وے ✤ مرد در آب گرچہ می گویند
وَمِنَ الْمَاءِ كُلُّ شَيْءٍ حَيٍّ ✤ القصہ محمد حکیم نے بغاوت پر کمر باندھی اور لوٹتا کھسوٹتا لاہور کے قریب تک
پہونچا اور مہدی قاسم خان کے باغ مین راوی ندی کے کنارہ منزل کی اور گویا یہ شعر مصداق حال تھا
چون منزل ما کنار راوی ست ✤ نا آمدہ آمدہ ما وی ست ✤ میر محمد خان اور تمام امراے انکہ خیل بڑے
سامان سے لاہور کے قلعہ مین جمع ہوگئے ہرچند مرزا محمد حکیم نے حملے کیے مگر شہر مین داخل ہونے کی
مجال نہوئی جب اکبر کو اون امیرون کی عرضیان پہونچین تو اوسنے خانخانان اور مظفر خان کو آگرہ کی حفاظت
کے لیے چھوڑا اور خود تیسری جمادی الاول ۹۷۴ھ نوسو چوہتر کو دہلی کے راستہ سے پنجاب کا ارادہ کیا محمد حکیم
یہ خبر سنتے ہی کابل کا راستہ لیا لاہور سے قطب الدین محمد خان اور کمال خان گھکر مرزا کے تعاقب مین
متعین ہوئے چنانچہ وہ تھوڑی دور پیچھا کرکے لوٹ آئے اسی عرصہ مین باقی ترخان بن میرزا محمد عیسی حاکم
ولایت سندہ کی عرضی آئی اوسمین اوسنے اپنی اطاعت ظاہر کی تھی اور سلطان محمود حاکم بکر کی شکایت
تھی کہ وہ ملک سندہ اور لاہور سے تعرض کرتا ہے اکبر نے حسب مدعا سے باقی ترخان کو سلطان محمود کے
نام فرمان صادر کیا اسی اثنا مین کہ اکبر لاہور مین مقیم تھا خانخانان کی عرضی آئی کہ الغ میرزا اور شاہ میرزا جنکی
جاگیر مین پرگنہ ہنٹور اور اعظم پور توابعات سنبھل سے تھا اپنے چچا ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا سے
متفق ہوکر باغی ہوگئے اور بعضے خالصہ کے پرگنون پر قبضہ کرلیا جب اونکا تعاقب کیا گیا تو مالوہ کی طرف
بھاگ گئے اسی عرصہ مین اکبر نے لاہور سے پانچ کوس پر ایک میدان مین قمرغہ کے شکار کا تماشا دیکھا
اور ہر جانب چالیس چالیس کوس سے گھیر کر شکار کے جانورون کو اوس میدان مین جمع کیا تخمینًا
پندرہ ہزار جانور ہر قسم کے وہان جمع ہوگئے خاص و عام کو شکار کا حکم ہوا اوس سے فراغت پاکر یکبارگی
راوی ندی مین گھوڑے ڈال دیے ایک دو آدمی کہ خوشخبر خان بھی اونمین سے تھا ڈوب گئے باقی سب
پیر کر سلامت نکل گئے جس زمانہ مین کہ اکبر قمرغہ کے شکار مین مصروف تھا مظفر خان آگرہ سے اکبر کی ملازمت
مین حاضر ہوا وزیر خان کو بھی ہمراہ لایا اکبر نے ایک فرمان آصف خان اور مجنون خان کے نام جاری کیا
... کی محافظت کرین اسی عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ خان زمان او

بہادر خان اور سکندر خان اپنے عہد سے منحرف ہو کر پھر باغی ہو گئے اور اونھون نے مرزا محمد حکیم کے بلانے کو آدمی بھیجے ہین اور یہ ارادہ ہے کہ خطبہ اور سکہ جونپور مین اوسکے نام کا جاری کرین اور ملا غزالی شاعر مشہدی نے یہ سجع اوسکے نام کا تجویز کیا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وارث ملک ست محمد حکیم ۔ اکبر نے یہ سنتے ہی میرزا میرک رضوی کو جو خان زمان کا وکیل تھا باقی خان کے سپرد کیا اور ملک پنجاب کے انتظام کو خان کلان اور اتکہ خیل کے سپرد کر کے بارھوین رمضان ۹۷۴ھ نوسو چوہتر کو خود آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اثنا سے راہ مین تھانیسر کے تیرتھ کرکھیت کا تماشا دیکھا ہندوون کا اعتقاد یہ ہے کہ چار ہزار برس سے کچھ زیادہ مدت گذری کہ اوس مقام پر کوروون اور پانڈوون کی لڑائی ہوئی تھی اور ستر یا اسی کرور آدمی مارے گئے تھے ہر سال وہان بڑا میلا ہوتا ہے ہندو لوگ سونا چاندی جواہرات اور ہر طرح کا اسباب وہان پُن کرتے ہین اوس مقام پر جوگی اور سناسیون کی لڑائی ہوا کرتی ہے اکبر نے اونکی لڑائی کا خوب تماشا دیکھا سناسی قریب تین سو آدمیون کے تھے اور جوگی پانسو تھے اسلیے اکبر نے یہ حکم دیا کہ کچھ سپاہی بھبوت بدن پر ملکر سناسیون مین جا ملین جب سپاہیون کی مدد پہونچی تو بعد بہت سی لڑائی کے سناسی غالب آ گئے فریقین مین سے بہت لوگ مارے بھی گئے جب اکبر دہلی مین پہونچا تو میرزا میرک رضوی موقع پا کر باقی خان کی حراست سے بھاگ کر اپنے موکلون مین پہونچا اس سبب سے باقی خان کو بڑا خوف پیدا ہوا آخر وہ بھی جان کے ڈر سے اونھین مین جا ملا جب اکبر آگرہ مین پہونچا تو یہ خبر آئی کہ خان زمان نے میرزا یوسف خان مشہدی کا قنوج مین محاصرہ کر لیا ہے اسلیے اکبر نے خانخانان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور چوبیسوین شوال ۹۷۴ھ نوسو چوہتر کو جونپور کی طرف متوجہ ہوا اوسوقت گرمی ایسی تھی کہ جانورون کی کھوپڑیان پگھلی جاتی تھین جب قصبہ سکنہ مین پہونچا تو خبر آئی کہ خان زمان قنوج سے بھاگ کر مانکپور مین اپنے بھائی بہادر خان کے پاس پہونچا پھر اکبر نے قصبہ بھوجپور سے محمد قلی خان برلاس اور مظفر خان اور راجہ ٹوڈرمل اور شاہ بداغ خان اور اوسکے بیٹے عبد المطلب خان اور حسین خان سردارون کے ساتھ چھ ہزار سوار کر کے سکندر خان کے مقابلہ کے لیے اودہ کی طرف نامزد کیا اور اس لشکر کا ہراول حسین خان مقرر ہوا لیکن چونکہ حسین خان اوسی عرصہ مین ستوا سے آیا تھا اور وہان قلعہ بندی کے سبب بہت مفلس اور پریشان حال ہو گیا تھا اس سبب سے اس لشکر کے ساتھ نجا سکا اور شمس آباد کو جو اوسے نئی جاگیر ملی تھی کچھ روپیہ تحصیل کرنے کو چلا گیا اس سبب سے بجاے اوسکے قیا خان کو ہراول مقرر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین انھی دنون

حسین خان کے ساتھ تھا جب وہ شمس آباد سے آگے کو چلا مین وہین رہ گیا وہان کے عجائبات مین سے
یہ ہو کہ وہان کے بڑے معتبر آدمیون نے بیان کیا کہ یہان چند روز پہلے کسی دھوبی کا ایک چھوٹا سا لڑکا گنگا کے
کنارہ ایک کراڑے پر سو رہا تھا اتفاقًا وہ دریا کے اندر جا پڑا اور قصبہ بھوجپور تک جو وہان سے دس کوس ہے
بہتا چلا گیا وہان پھر کنارہ پر جا پڑا اور اوسی طرح سلامت رہا اتفاقًا وہان کوئی اور دھوبی اوسکا رشتہ دار تھا
اوسنے اوس لڑکے کو پہچانا اور دوسرے دن اوسکے مان باپ کے پاس پہونچا دیا جب اکبر قصبۂ رای بریلی مین
پہونچا تو خبر آئی کہ خان زمان اور بہادر خان گنگا اوترکر کالپی کا ارادہ رکھتے ہین یہ سنتے ہی اکبر نے لشکر کو خواجہ جہان
کے ساتھ کرکے کڑہ کی طرف روانہ کیا اور خود مانکپور کا قصد کیا اوس روز اکبر ہاتھی پر سوار ہوکر گنگا اوترا اوسوقت
پندرہ سولہ آدمیون سے زیادہ اوسکے ہمراہ نتھے اور مجنون خان اور آصف خان جو ہراول تھے گھڑی گھڑی
مخالفون کی خبر پہونچاتے تھے اتفاقًا اوس روز خان زمان اور بہادر خان نے تمام رات شراب پی اور
رنڈیون کا ناچ دیکھا اور لڑائی کی خبرین سنکر یہ سمجھتے تھے کہ مجنون خان لڑ رہا ہے اور اوسکی اپنے نزدیک
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے اسلیے کچھ خیال نہوتا تھا اکبر کے آنے کی مطلق خبر نتھی اکبر اوس روز سندرنا سے
ایک ہاتھی پر سوار ہوا اور مرزا کوکہ کو جسکا اعظم خان خطاب تھا اپنے ساتھ عماری مین بٹھایا خود قلب مین رہا اور
آصف خان اور تمام آتکہ خیل کو میمنہ مین اور مجنون خان کو ایک جماعت کے ساتھ میسرہ مین متعین کیا خان زمان نے
جو اس حال سے غافل تھا صبح کے وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیکر خود سو رہا تھا جب اوسکی آنکھ کھلی اور اوسنے
اس لشکر کے ساتھ سامان اور جلوس بہت سا دیکھا تو یقین ہوا کہ بیشک اکبر بھی اس لشکر کے ساتھ ہے جھٹ پٹ
صفین آراستہ کین اور تھوڑے سے بھروسے کے آدمی چھانٹ کر اکبر کی فوج کے ہراول کے مقابلہ مین
متعین کیے بابا خان قاقشال نے تیرون کی بوچھاڑ کرکے اونکو خان زمان کے لشکر تک ہٹا دیا اسی حالمین
کسی بھاگے ہوئے کا گھوڑا خان زمان کے گھوڑے پر جا پڑا اور اوس کشمکش مین اوسکی پگڑی سر سے گر کر اوسکے
گلے مین پھندے کی طرح لپٹ گئی بہادر خان نے ایسے وقت مین بڑی مردانگی کی اور حملہ کرکے بابا خان کو
مجنون خان کی فوج تک ہٹا کر لے گیا پھر مجنون خان اور بہادر خان مین لڑائی شروع ہوئی اتفاقًا ایک تیر
بہادر خان کے گھوڑے کو لگا اوس صدمہ سے گھوڑا گر پڑا اوس حال مین بہادر خان گرفتار ہو گیا اوسوقت اکبر
ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگی ہاتھیون کا حلقہ خان زمان کی فوج پر چھوڑ دیا ہیرانند نامی ایک ہاتھی اکبر کیطرف کا اور دیا
[illegible] ایک تیر خان زمان کے گھوڑے کو لگا خان زمان اوس تیر کو نکالنے لگا ایک تیر اور لگا

تب وہ گھوڑا گر پڑا اور اوسکے ساتھ خان زمان بھی زمین پر گرا اس حال مین ایک فیلبان نے جو نرسنگہ نامی ہاتھی پر سوار تھا خان زمان کیطرف اپنے ہاتھی کو اشارہ کیا ہرچند خان زمان نے کہا کہ مین بڑا نامی سردار ہون مجھکو اکبر کے سامنے گرفتار کر کے زندہ لیجا تو تجھکو بڑا انعام ملیگا مگر وہ نمانا اور خان زمان کے بدن کو اپنے ہاتھی کے پانون سے کچلوا دیا تمام ہڈیان پسلیان اوسکی چور چور ہو گئین جب وہ لڑائی ختم ہوئی تو نظر بہادر نے بہادر خان کو اکبر کے حضور مین پیش کیا اکبر اوس حال مین بھی اوسکے قتل پر راضی نتھا اکبر نے اوس سے پوچھا کہ بہادر اب تیرا کیا حال ہے اوسنے جواب دیا کہ ہر حال مین اللہ کا شکر ہے بعد ازان اکبر نے خاص اپنے خاصہ مین سے کھانا اوسکو کھلایا سارے امیر بہادر خان کے زندہ رکھنے سے ناراض تھے آخر سب نے باعث ہو کر اوسکو قتل کرا دیا تھوڑی دیر کے بعد خان زمان کا سر بھی سامنے آیا ابھی تردد تھا کہ یہ خان زمان کا سر ہے یا اور کسی کا ناگہان راے ارزانی ہندو خان زمان کا وکیل جو منجملہ قیدیون کے تھا اوس سر کو اپنے سر سے لگا کر چلا چلا کر رونے لگا خواجۂ دولت خواجہ سرا جو پہلے خان زمان کے پاس نوکر تھا اور اب چند روز سے اکبر کی ملازمت مین تھا اور اکبر نے اوسکو دولت خان کا خطاب دیا تھا کہنے لگا کہ خان زمان کے سر کی علامت یہ ہے کہ وہ اکثر داہنی طرف پان کھایا کرتا تھا اگر فی الواقع یہ سر خان زمان کا ہے تو اوسکے داہنی طرف کے دانت سیاہ ہون گے دیکھا تو یہ علامت موجود تھی یہ واقعہ دوشنبہ کے روز پہلی ذی الحجہ سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر بارھوین سال جلوس کو موضع منکروال مین جو نواح الہ آباد سے ہے واقع ہوا جو لوگ خان زمان سے موافق تھے اونھون نے یہ تاریخ لکھی تھی ؎ چون خان زمان ازین جہان رفت ٭ بیاد بُنیاد فلک سراسر از پای فتاد ٭ تاریخ وفاتش ز خرد جستم گفت ٭ فریاد ز دست فلک بے بُنیاد اور جو لوگ مخالف تھے اونمین سے قاسم ارسلان نے یہ تاریخ لکھی ہے مگر اسمین ایک عدد کم ہے ؎ قتل دو نمکحرام لی دین ٭ اور ایک شخص نے یہ تاریخ لکھی تھی ؎ قتل علی قلی و بہادر ز دور چرخ ٭ جانان پسر ازین بیدل کہ چون شدہ ٭ جستم ز پیر عقل چو سال وفات شان ٭ آہی ز دل کشیدہ و گفتا دو خون شدہ ٭ اس معرکے کے مقتولون مین سے ایک خوشحال بیگ تھا کہ جس سے مالوہ مین مصنف صاحب کی بھی ملاقات ہوئی تھی بہت خوبصورت آدمی تھا اوسکی تاریخ یہ ہے ؎ خوشحال کہ بود دیدۂ اہل خرد ٭ برگشتہ ز بادشاہ از طالع بد ٭ مقتول چو شد بصحبت خان زمان ٭ تاریخ آمد کہ گل ز شیر باف شد ٭ اسی سال مین علامۂ عصر میر مرتضی شریفی نے انتقال کیا اول اونکو امیر خسرو علیہ الرحمہ کے مقبرہ مین دفن کیا بعد ازان صدر اور قاضی اور شیخ الاسلام نے عرض کیا کہ امیر خسرو ہندی ہے اور سنی اور یہ میر مرتضی عراقی ہے اور رافضی امیر خسرو کی روح کو اوسکی

نہایت ناگوار ہوئی اکبر نے حکم دیا کہ وہان سے اوکھیڑ کر اوسکو کہین اور دفن کر دو ایک شخص نے تاریخ اونکی وفات کی
یہ نکالی تھی ع علم از علما رفتہ + اور کسی اور شخص نے انھین حرفون کو دوسرے مادہ مین نکالا ہے ع علامۂ عالم رفت +
اسی سال مین مصنف صاحب کے ایک دوست شیخ ابوالفتح ولد شیخ بدہ نے جو بیانہ کے بڑے بزرگون مین سے تھے
انتقال کیا اونکے وفات کی تاریخ یہ ہے ع ابوالفتح آن دیدۂ اہل بینش + کہ در دور گردون نظیرش نیابی
چو رفت از جہان سال تاریخ فوتش + طلب از حروف فضائل مآبی + ایک عجائبات مین سے یہ ہے کہ
میرزا نظام الدین علیہ الرحمہ مصنف صاحب سے بالمشافہ کہتے تھے اور خود اونھون نے تاریخ نظامی مین بھی
یہ مضمون لکھا ہے کہ جن دنون مین خان زمان کی لڑائی ہو رہی تھی آگرہ کے پوستی اور افیونی اپنے نشہ کے
جلسون مین بیٹھکر بڑی بڑی موحش خبرین بیان کرتے تھے ایک روز ہم بھی دو تین جلسہ کے یار باہم بیٹھکر
یون کہنے لگے کہ بڑی سیر ہو اگر ہم یون مشہور کر دین کہ خان زمان اور بہادر خان قتل ہو گئے اور اونکے سر
اب آگرہ کو لاتے ہین چنانچہ ہمنے یہ خبر دو چار آدمیون سے بیان کی رفتہ رفتہ تمام شہر مین مشہور ہو گئی اتفاقاً
جس روز یہ خبر مشہور ہوئی تھی اوسی روز خان زمان اور بہادر خان قتل ہوئے تھے اور اوس سے تیسرے روز
عبد اللہ نامے مراد بیگ کا والد اون دونون کے سرون کو آگرہ مین لایا پھر وہان سے دہلی کو پھر وہان سے
لاہور کو پھر کابل کو لے گیا ع جو مشہور امر ہوتے ہین وہ آخر ہوکے رہتے ہین + زبان خلق نقارہ خدا کا
لوگ کہتے ہین + اس فتح کے بعد اکبر الہ آباد کو چلا گیا اور جو جو لوگ اس طرف سے منحرف ہو کر باغیون سے
جا ملے تھے اونکو قرار واقعی سزا دی اور میرزا میرک رضوی کو جو پہلے دہلی سے بھاگا تھا ہاتھی کے پانون کے
نیچے ڈال دیا چنانچہ اوسکو ہاتھی نے اپنی سونڈ سے دو چار جھٹکے دیے آخر اکبر نے اوسکے سیادت کی رعایت
کر کے جان بخشی کی اوس معرکہ مین بہت فتنہ انگیز جان سے مارے گئے + چہ خونہا شد + اوس معرکہ کی تاریخ ہے
بعضے خان زمان کے طرفدارون نے بہت سی عاجزی کی اونکی جانین معاف کین پھر اکبر نے دو روز کے
بعد وہان سے جونپور کو اور پھر وہان سے بنارس کو کوچ کیا تین روز وہان رہا بعد ازان تین چار روز کے عرصہ مین
پانچ چار آدمیون کے ساتھ کڑہ مانکپور کے گھاٹ گنگا کے کنارہ پر آیا سب لشکر وہین پڑا ہوا تھا وہان سے
کشتی مین بیٹھکر کڑہ کے قلعہ مین داخل ہوا جب خان زمان کے آدمی قتل کیے جاتے تھے تو قاضی طوایسی
جو بڑا متدین اور حق گو تھا عرض کیا کہ جب فتح ہو گئی اور باغیون کے مال و اسباب پر قبض و تصرف ہو گیا
تو پھر ان لوگون کا قتل کرنا موافق شرع شریف کے جائز نہین اس بات سے اکبر بہت رنجیدہ ہوا

اور منصب قضا سے اوسکو معزول کیا اور بجاے اوسکے قاضی یعقوب ساکن کڑہ کو جو فقہ اور اصول کا بڑا عالم
اور قاضی فضیلت شیر شاہی کا داماد تھا اگرچہ خوش طبعی اور ہزل سے خالی نتھا مقرر کیا اسی اثنا مین خانخاناں جسکی
طلب مین فرمان پہلے صادر ہوا تھا آگرہ سے چلکر ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے خان زمان اور بہادر خان کی سب جاگیرین
جونپور اور بنارس سے غازی پور تک اور قلعہ چنار اور زمانیہ سے جو سہ ندی کے گھاٹ تک اوسکو عنایت کین اور خلعت
اور گھوڑا دیکر اوس طرف رخصت کیا پھر اکبر نے ذی الحجہ سنہ مذکور کو عین برسات کی شدت مین وہان سے کوچ کیا
اور محرم ۹۷۵ھ نو سو پچھتر مین آگرہ مین داخل ہوا اسی سال مین محمد قلی خان برلاس اور مظفر خان وغیرہ امرا نے جو
سکندر اوزبک کے مقابلہ کے لیے ملک اودہ مین متعین ہوئے تھے وہان کے قلعہ مین اوسکا محاصرہ کیا ہر روز
لڑائی ہوتی رہی جب اوسنے خان زمان اور بہادر خان کے قتل کی خبر سنی تو بہت پریشان حال ہوا اور صلح کی
گفتگو درمیان مین ڈالی اور اس حیلہ سے قلعہ سے نکل کر کشتی مین بیٹھکر سرو ندی کے پار اوتر گیا پھر وہان سے
صلح کی گفتگو ہوئی آخر اس طرف کے کئی امیرون کو اوسنے تنہا بلا اور اوس طرف سے خود بھی مین چار آدمیون کو ساتھ
کشتی مین بیٹھکر آیا دریا مین ملاقات ہوئی فریقین مین اس بات کی عہد و پیمان ہوئے کہ اوسکو اکبر کے حضور مین
حاضر کر کے صفائی کرا دین گے آخر سکندر کو اعتماد نہوا اور وہان سے بھاگ کر پٹھانون مین جا ملا امیرون نے
گورکھپور تک اوسکا تعاقب کیا پھر اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی یہان سے وہان اونکی طلب مین صادر ہوا چنانچہ
سب امیر محمد قلی خان برلاس کو اودہ مین چھوڑ کر آگرہ کو چلے آئے اسی سال مین اکبر نے قلعہ چتور کی تسخیر کا ارادہ
کیا اور بیانہ کو حاجی محمد خان سیستانی سے تغیر کر کے آصف خان کی جاگیر مین مقرر کیا اور بسا ور اور وزیر پور اور
ماندل گڈہ بھی اوسی کے حوالے کی تاکہ آگے بڑھ کر لشکر کا سامان کرے پیچھے سے خود بھی اکبر نے کوچ کیا اور باڑی کے
راستے سے شکار کھیلتا ہوا سیوانہ مین اور وہان سے سوپر مین پہونچا راے سرجن کے آدمیون نے قلعہ سوپر کو
خالی کر دیا نظر بہادر کو وہان کی حکومت حوالہ کی اور شاہ محمد خان قندھاری کو قلعہ کوتہ بلابہ کی حراست کے لیے
متعین کیا پھر اکبر وہان سے کوچ کر کے قلعہ کاکرون مین پہونچا اور شہاب الدین احمد خان اور شاہ بداغ خان کو
مالوہ مین جاگیر دیکر محمد سلطان کے بیٹون میرزا الغ اور شاہ میرزا کی تنبیہ کے لیے متعین کیا جب وہ اوجین مین پہونچے
تو وہ دونون میرزا اونکے آنے کی خبر سنکر مالوہ کو چھوڑ کر سلطان محمود کے غلام چنگیز خان کے پاس گجرات مین بھاگ
گئے اور مالوہ بے لڑے بھڑے ہاتھ آگیا رانا اودے سنگ قلعہ چتور کو راے جیمل نامے ایک بڑے بہادر سردار کی حفاظت
مین چھوڑکر خود اودے پور کے پہاڑون اور جنگلون مین بھاگ گیا اوسی نواح مین آصف خان نے رامپور کے

قلعہ کو فتح کر کے تمام ملک کو تاخت تاراج کیا حسین قلی خان نے اُودے پور پر حملہ کیا رانا وہان سے بھی بھاگ گیا چتور کے قلعہ مین سے
ہندوون نے لڑنا شروع کیا اکبر نے قلعہ کے اندر جانے کے لیے سُرنگین کھدوائین ہر سُرنگ اسقدر چوڑی تھی کہ دس سوار
برابر برابر چلے جاوین اور اسقدر گہری تھین کہ سوار نیزہ ہاتھ مین لیے بے تکلف چلا جاوے اس لڑائی مین فریقین کے بہت سے
آدمی مارے گئے بہت دنون مین وہ سُرنگین قلعہ کے نیچے تک پہونچین تب اوس قلعہ کے دو برجون کو جو قریب قریب تھے
اندر سے خالی کر کے اومین باروت بھردی اور اونکے شتابون مین آگ لگا کر سب اسکے منتظر کھڑے تھے کہ جب یہ دونون
برج اوڑ جاوین تو اسی راستہ سے قلعہ کے اندر داخل ہووین اتفاقاً ایک برج کا شتابہ چھوٹا تھا وہ جھٹ پٹ اوڑ گیا
اور قلعہ کے اندر جانے کا ایک بڑا راستہ کھل گیا دوسرے برج کے اوڑنے مین دیر ہوئی لوگون نے دوسری برج کا انتظار نکیا
اور اسی ایک برج کے راستہ سے جو اوڑ گیا تھا قلعہ کے اندر جانے لگے کچھ لوگ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے تھے کچھ درمیان مین تھے
کہ ناگاہ دوسرے برج مین آگ لگی اوسکے قریب فریقین کے بہت سے لوگ جمع تھے سب اوڑ گئے سو سو من اور دو دو سو من کے
پتھر اوسکے ہر طرف اوڑ اوڑ کر جاتے تھے سیکڑون آدمی اونکے نیچے دب کر مر گئے اس معرکہ مین دونون لشکر تباہ ہوگئے
تمام ہندوستان کے چیل کوؤن کی روزی فراخ ہوگئی مسلمانون کے پانسو سپاہی جنمین سے اکثر کو خود اکبر بھی پہچانتا تھا مارے گئے
راتون رات ہندوون نے زور مار کر دو دیوارین اون برجون کی جگہ بنالین اس واقعہ سے تخمیناً چھ مہینہ کے بعد
شب سہ شنبہ پچیسوین شعبان سنہ مذکور کو پھر کافرون نے حملہ کیا اور قلعہ کی دیوار توڑ کر بادشاہی فوج کے مقابل ہوئے
چونکہ توپون کے چھوٹنے کے سبب کسی قدر روشنی ہوگئی تھی جیل کا منھ صاف نظر آتا تھا مسلمانون مین سے کسی نے
تاک کر اوسکے بندوق ماری وہ اوسی دم ٹھنڈا ہوگیا یہ حال دیکھ کر سب ہندو ادھر اودھر بھاگ گئے اور اپنے گھرون
اہل و عیال کو مارنے اور جلانے لگے جسکو اونکی اصطلاح مین جوہر کہتے ہین غرض جو باقی رہے وہ تلوار سے مارے گئے
اوس روز تمام رات بلکہ دن مین دوپہر تک لڑائی رہی آٹھ ہزار راجپوت اس واقعہ مین مارے گئے یہ مصرع اوس فتح کی
تاریخ کا ہے ۵ دل گفت کہ بکشاد بزودی چیتور ✤ تین روز اکبر نے وہان مقام کیا اور فتحنامہ ہر طرف کو روانہ کیے
بعد ازان آصف خان کو وہان کی حکومت دیکر پچیسوین رجب ماہ مذکور کو آگرہ کی طرف کوچ کیا اور چونکہ اکبر نے
اول نذر کی تھی اسلیے وہان سے پیادہ پا روانہ ہوا اور اوسی طرح چلتا ہوا یکشنبہ کے روز تاریخ ساتوین رمضان المبارک
کو اجمیر مین پہونچا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت سے مشرف ہوا اور وہان
بہت سی خیرات کی دس روز وہان مقام رہا میر علاء الدولہ قزوینی صاحب تذکرۃ الشعرا نے یہ تاریخ لکھی تھی ۵
[illegible]

بهر تاریخ وی از عالم غیب ٭ دیگ چتور گشا شد یکی ٭ جب اکبر اجمیر سے کوچ کرکے حدود الور مین پهونچا تو وہان شیر کا شکار کهیلا اور عادل محمد خان بیٹا شاہ محمد خان قندهاری کا جو بڑا بهادر تها تنہا شیر سے مقابل ہوا آخر دونون مر گئے پهر اکبر لشکر سے جدا ہوکر جریدہ طور پر نارنول کو گیا اور وہان حضرت شیخ نظام نارنولی سے جو بڑے بزرگ تهے ملاقات کی اور پهر وہان سے کوچ کرکے آگرہ مین پہونچا اسی سال مین مصنف صاحب نے بدایون مین اپنا نکاح کیا اوسکی تاریخ یہ ہے چون مرا ز عنایت ازلی ٭ اتصالی بماہ چہری شد ٭ عقل تاریخ کد خدائی را ٭ گفت ماہی قرین مهری شد ٭ اسی سال مین حضرت شیخ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اکابر دہلی مین سے تهے انتقال کیا اونکے وفات کی تاریخ یہ ہے سه عزیز جہان شیخ عبد العزیز ٭ کہ عالم ہمہ قطب دہلیش خواندہ ٭ سه عرصۂ آخرت تافت رخ ٭ و زین تنگنا اسپ ہمت جہاند طلب کردم از دل چو تاریخ او ٭ بگفتا کہ قطب طریقت نماند ٭ شیخ مرحوم کی عادت تهی کہ اپنا نام یون لکها کرتے تهے ذرۂ ناچیز عبد العزیز حسب اتفاق ذرۂ ناچیز مین بهی تاریخ اونکے وفات کی نکلی ۹۷۵ھ نوسو پچهتر مین اکبر نے تمام آنکہ خیل کو اور کمال خان گهکر کو پنجاب سے طلب کر لیا اور اون کی جاگیرین حسین قلی خان اور اوسکے بهائی اسمعیل قلی خان کو عطا کین چنانچہ حسین قلی خان اور اوسکے بهائی رنتنبهور کی فتح کے بعد ناگور سے آگرہ مین آئے اور وہان سے پنجاب کی طرف رخصت ہوئے اور سرکار سنبهل اور بریلی خان کلان کو حوالہ کی محمد سلطان میرزا کے دونون بیٹے جو گجرات مین چنگیز خان کے پاس پناہ لے گئے تهے اونکی موافقت وہان بهی نہ آئی اور اونهون نے وہان بهی دست درازی کی اسی سال مین وہان سے بهی بهاگ کر مالوہ مین آئے محمد مراد خان اور مرزا عزیز اللہ مشہدی اجین کے قلعہ مین بند ہوگئے اشرف خان میر منشی اور صادق محمد خان کو جو بہت سی فوج کے ساتھ رنتنبهور کے قلعہ پر متعین ہوئی تهی یہ خبر سنکر اکبر کو اطلاعی عرضی بهیجی اور پهر بموجب حکم وہ دونون مع قلیج خان کے اون دونون مرزا کے مقابلہ کے لیئے اجین کی طرف متوجہ ہوئے سرونج مین شہاب الدین احمد خان اور سارنگپور مین شاہ بداغ خان بهی اونکے ساتھ آملا اور بڑی جمعیت اکٹهی ہوگئی یہ خبر سنتے ہی وہ دونون مرزا اجین سے بهاگ کر مانڈو کی طرف چلدیئے جب وہ دونون نربدہ اوتر گئے تو اونهون نے یہ سنا کہ جهجار خان حبشی نے چنگیز خان کو احمد آباد کی ترپولیہ کے میدان مین غافل پاکر قتل کر ڈالا اور گجرات آج کل خالی ہے یہ سنتے ہی وہ دونون گجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور پہلے ہی حملہ مین چنپانیر کے قلعہ کو لے لیا پهر اونهون نے بهروچ کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک مدت کے بعد رستم خان رومی کو جو اوس قلعہ مین بند تها کسی حیلہ سے پکڑ کر قتل کر ڈالا اور اوس قلعہ پر بهی اپنا قبضہ کر لیا قلیج خان اور صادق محمد خان نربدہ تک اونکا تعاقب کرکے واپس آئے جن جن کی جاگیر مانڈو مین تهی وہ وہین رہ گئے باقی سب اپنی اپنی جاگیرون کو رخصت ہوگئے اسی سال کی

پہلی تاریخ رجب کو اکبر دہلی مین پہونچا اور چندروز نواحی پرگنہ پالم مین قمرغہ کا شکار کھیلا پھر وہان سے کوچ کرکے
آخر ماہ شعبان مین رنتنبہور پر پہونچا اور پندرہ ضرب توپ جنمین گولہ پانچ پانچ اور سات سات من کا آتا تھا سات
یا آٹھ سو کہارون نے کوہ رن پر جسکا راستہ بڑا دشوار گذار تھا پہونچا کر مین پہلے ہی دن تمام قلعہ کے اندر کے مکان
صفا صفا ہو گئے راے سرجن وہان کا حاکم قلعہ چتور کا حال سن چکا تھا اس سبب سے اوسنے صلح مین مصلحت
دیکھی اور اپنے دو بیٹون دودا اور بہوج کو بعضے زمیندارون کے وسیلہ سے درگاہ مین بھیجکر امن مانگی اودھر سے
حسین قلی خان اور خان جہان دونون قلعہ مین گئے اور راوسکی تسلی و دلاسا کرکے درگاہ مین لے آئے اوسنے
کنجی قلعہ کی حوالہ کی چہارشنبہ کے روز تیسری شوال سنہ مذکور کو وہ قلعہ فتح ہو گیا اور فتح بلتنی اوسکی تاریخ ہے
دوسرے روز اکبر نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اندر جا کر قلعہ کی سیر کی پھر اوسکو مہتر خان سلطانی کے
حوالہ کیا اور خواجہ جہان اور مظفر خان کو لشکر کا سردار کرکے آگرہ کی طرف کوچ کا حکم دیا اور خود جریدہ طور پر اجمیر مین
حضرت خواجہ صاحب رح کی زیارت کی اور پھر وہان سے کوچ کرکے چہارشنبہ کے روز چوبیسوین ذیقعدہ سنہ مذکور کو
آگرہ مین داخل ہوا شاہ فتح اللہ شیرازی کے بھائی میر فارغی نے اوس فتح کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎
چون گل نصرت شگفت در چمن فتح شاہ + منہی تاریخ گفت قلعہ گرفتند زود + اور ملا شیری نے یہ تاریخ لکھی تھی ؎
قلعہ کفر جو از دولت شہ یافت شکست + شہ کفار شکن یافتہ شیری سالش + اسی سال مین آگرہ کے قلعہ کا دروازہ
ہتھیا پول بنکر تمام ہوا اوسکی تاریخ یہ ہے ؎ کلک شیری پی تاریخ نوشت + بی مثال آمدہ دروازہ فیل + چونکہ
اکبر کے کئی بیٹے پیدا ہوئے اور سب چھوٹی ہی عمر مین مر گئے اسلیے اس سال مین جو ایک حرم کو حمل رہا تو اوسنے
حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد کی اور اوس حرم کو بھی سیکری مین شیخ ممدوح کے مکان پر
بھیجدیا شیخ نے اس سے پہلے اکبر کو بیٹے ہونے کی بشارت بھی دی تھی اکبر اوس مژدہ سے بہت خوش ہوا اور
کبھی کبھی اونکی خدمت مین بھی جایا کرتا تھا اور شیخ کی خانقاہ قدیم کے قریب جو سیکری کی پہاڑی پر تھی اکبر نے ایک اور
خانقاہ جدید اور ایک مسجد بہت بڑی بنوائی پانچ برس مین اوسکی عمارت تمام ہوئی اور بازار اور حمام اور ترپولیہ وغیرہ
بھی وہان بنوایا اور اوس بستی کا نام فتحپور رکھا اور سب امیرون نے بھی وہان اپنے محل بنوائے مصنف صاحب
اوس مسجد اور خانقاہ کی تیاری ہونے کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ هٰذِهِ الْبُقْعَةُ قُبَّةُ الْإِسْلَامِ + رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَ بَانِيهَا +
قَالَ رُوحُ الْأَمِينِ تَارِيخَهَا + لَا يُرَى فِي الْبِلَادِ ثَانِيهَا + دوسری تاریخ یہ ہے ؎ بیت معمور آمدہ از آسمان + اور اشرف خان نے یہ تاریخ لکھی تھی
ثَانِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ آمدہ + اور حضرت شیخ اکبر کو بے پردہ اپنی عورتون کے سامنے لیجاتے تھے آخر اونکے بیٹون نے کہا کہ ہماری بیبیان

ہمسے بیگانہ ہوگئین تب حضرت نے فرمایا کہ تم سب اسیر ہو عورتین بھی جہان مین بہت ہین تم اور بیبیان کرلو ایک
عجیب قصہ جو اس سال مین واقع ہوا یہ ہے کہ ایک شخص بہت حسین مہ جبین سید موسی ولد سید یحیی
کالپی کا سندی سید اکبر کی ملازمت مین رہتا تھا اتفاقاً آگرہ مین ایک سنار کی عورت موہنی نام پر جو حسن
صورت مین لاثانی تھی فریفتہ ہوگیا اور نقد دل اسکو نذر کردیا اسکے دل مین بھی اسکی محبت پیدا ہوگئی ٭
عشق صادق کا اگر فریاد رتبہ ہو حصول ٭ یار کے دل مین بھلا دیکھین اثر کیونکر نہو ٭ جب لشکر فتحپور کی طرف
گیا سید موسی آگرہ مین ہی رہے اور آگرہ کے قلعہ کی حکومت چھوڑکر جمنا کے کنارہ اپنی معشوقہ کے مکان کے قریب
مکان بنالیا اور یہان تک عشق کا غلبہ ہوا کہ رفتہ رفتہ جنون پر نوبت پہونچی ٭ رفتہ رفتہ جنون ہوا پیدا ٭ اشک مین
رنگ خون ہوا پیدا ٭ ایک دو مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ اوس اپنی محبوبہ کو اپنے معتمدون کی معرفت بلوایا مگر
یا کوتوال نے پکڑ لیا اوسکے برادری کے زرگرون کو خبر ہوگئی ٭ مین نے یارون سے بھی پوشیدہ بلایا تھا اوس پر
کسی غماز نے کردی خبر اغیار دلا کو ٭ غرض دو برس اور چار مہینہ یون ہی مفارقت مین گذرے مگر کبھی کبھی
دور سے آنکھین دو چار ہوجایا کرتین اور چشم سخنگو کے واسطے پیغام محبت ادا ہوجایا کرتے تھے ٭ چھپ چھپ کے
جھانک لیتے ہین یار کو بھی ٭ یہ اہتمام ہے کہ کسی کو خبر نہو ٭ آخر ایک روز سید موسی اوس پری پیکر کے اشارہ سے
کمند ڈال کر اوسکے کوٹھے پر پہونچے ٭ آیا ہون اونکے کوٹھے پہ مین ڈال کر کمند ٭ غماز تیری کہہ رہی ہون آنکھین خدا کرے
دیر تک باہم صحبت رہی مگر ننگ و ناموس کا پردہ چاک نہوا عفت و عصمت مین خلل نہ آیا ٭ مثنوی واقف نامہ
جو سید موسی کے بھائی سید شاہی نے اسی عشق کے قصہ مین لکھی ہے اوسکے ان شعرون سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے

مہ چند ہوای دل زدی جوش ٭ می کرد حیا ناگہ خاموش ٭ در پیش نظر زلال حیوان
یکدم نہ مجال خوردن آن ٭ دا ہا نہ کمال تشنگی گرم ٭ لبہا شدہ مہر بستہ از شرم
یک خانہ خلوت و دو مشتاق ٭ دلہا شدہ جفت ماندہ تن طاق ٭ ماندند دو خستہ دل افروز
در بازی طاق جفت تا روز ٭ این ست نبرد ما محبت ٭ کز دل ببرد خیال شہوت
چون دل نہ ہوای نفس میبرد ٭ کے عشق درآن قرار گیرد ٭ نبود بجہان بلی سر و پاے
جز در دل پاک عشق را جای ٭ عشق ست انیس جان پاکان ٭ عشق ست رفیق دردناکان
القصہ بعد لطافت و ناز ٭ بگشادہ ہزار دفتر راز ٭ دیدند قریب چون سحر را

کردند وداع یکدیگر را ٭ جب تھوڑی سی رات باقی اور سید رخصت ہونے لگے تو وہ پری زاد بھی اپنے

خانمان کو چھوڑ عزیز و یگانون سے مُنھ موڑا اونکے ساتھ ہولی ؎ کیون ہوکے مضطرب مرے ہمراہ ہو لیے ٭ کہتے تھے تم تو جذبۂ دل مین اثر نہین ٭ سید موسی نے اوس محلہ سے دور جا کر کسی اپنے دوست کے گھر مین روز تک اوسکو پوشیدہ رکھا اوسکے عزیز اقربا نے سید موسی کا گھر گھیر لیا اور بڑا شور و غل مچایا سید موسی کے چھوٹے بھائی سید شاہی کچھ لیت و لعل حیلہ حوالہ کرتے رہے جب اوس نازنین کو یہ خبر ہوئی تو اوسکو یہ خیال ہوا کہ کہین اس جھگڑے مین سید موسی پر کوئی آفت نہ آوے ناچار وہ اسی خیال سے خفیہ پھر اپنے گھر کو چلی گئی اور اپنے عاشق سے عہد و پیمان کرکے پھر ملنے کا امیدوار کر گئی اور اپنے گھر کے لوگون مین رسوائی کے خوف سے یہ حیلہ کیا کہ مین فلانی شب مین جو سوئی تو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص نہایت خوبصورت میرا ہاتھ پکڑ کر مجھکو لیچلا جب میری آنکھ کھل گئی تو جاگتے مین بھی یہ سانحہ نظر آیا کہ ایک جوان نہایت حسین ہے اور ایک تاج جواہر کا جڑا ہوا اوسکے سر پر ہے اور اوسکے دو شہپر بھی ہین اونکے وسیلہ سے اوڑتا ہے اور مجھکو بھی اپنے ساتھ اوڑائے لیے جاتا ہے پھر مجھکو ایک شہر مین لے گیا جسکی تعریف نہین ہوسکتی اور وہان ایک نہایت عمدہ مکان مین مجھکو رکھا جسمین بڑے بڑے حسینون کا ایک گروہ جمع تھا ہر چند کہ وہان آرام بہت تھا مگر مجھکو عزیزون کی مفارقت سخت ناگوار تھی رات دن اسی غم سے مین آہ و بکا کرتی تھی آخر اون لوگون نے رحم کھا کر مجھکو یہین پہنچا دیا وہ سادہ لوح اس فقرہ کو سچ جان گئے ؎ راز کھلنے نہین دیتے ہین کبھی اہل تمیز ٭ حیلے ہوتے ہین بہت بات بنانے کے لیے ٭ مگر مصلحت وقت سمجھکر چند روز اوسکے پانون مین بیڑیان ڈال دین ؎ پہنا دین بیڑیان اوس نازنین کے ساق سیمین مین ٭ یہ سچ ہے سانپ کے ہی قبضے مین ہوتا خزانہ ہے ٭ سید موسی کا اوسکے فراق مین روز بروز حال بدتر تھا جب بہت گھبراتا تو یہ غزل فریاد کی زبان پر لاتا ؎ کبھی اس دل کا بھی پورا کوئی ارمان ہوگا

کبھی یہ غنچہ بھی یارب گل خندان ہوگا
دھجیان کسکی اوڑاوگی پھر اے دست جنون
کبھی آخر بھی یہ طول شب ہجران ہوگا
اونکے گیسوی مسلسل کا نہ چھیڑو قصہ
کب نہان دل مین غم پردہ نشینان ہوگا

خوب الفت کا مزا اے دل نادان پایا
جب نہ یہ جیب نہ دامن نہ گریبان ہوگا
نیم بسمل مین تڑپتا ہون کہانتک صیاد
دل دیوانہ مرا اور پریشان ہوگا
چھوڑ بیٹھے الفت یاران وطن اے فریاد

پھر بھی اب شیفتۂ روی حسینان ہوگا
صبر کر دل کہ کبھی صبح بھی ہو جاویگی
ہاتھ اک اور لگا دیجیے احسان ہوگا
راز کیا پردہ کرین گے یہ سرشک غماز
سفر آخر تو سوے گور غریبان ہوگا

رفتہ رفتہ تمام شہر مین یہ قصہ مشہور ہوا ہر جگہہ یہی مذکور ہوا ؎ جب سے ہمارے عشق کا چرچا ہے دہر مین ٭ فرہاد قیس کا کوئی نام آشنا نہین ٭ جب اوس نازنین نے یہ حال سُنا تو ایک مشاطہ کی زبانی یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مین نے [illegible] کے منھ [illegible] خاک ڈالی تھی مگر تمہاری بیقراری اور بے صبری نے

تمام مین فضیحت کیا خدا کے لیے ع خود بھی رسوا نہو مجھکو بھی نہ بدنام کرو ٭ مصلحت یہی ہے کہ اب اس شہر مین سے
کہین کو نکل جاؤ چند روز کے لیے ٹل جاؤ مگر ایک ایسی محرم راز یہان چھوڑو کہ تمہاری مجھکو میری تمکو خبر پہونچاتی رہی
سید موسی نے جب یہ سنا بہت سا سر دھنا مجبور چھاتی پر پتھر رکھکر رتنبھور کا ارادہ کیا ع تفرقہ ایسا بھی دیکھا
کم ہے اے ہدم کہین ٭ دل کہین اور جان کہین اور تم کہین اور ہم کہین ٭ آخر اوس نازنین کو بھی جدائی
کی تاب نرہی اور اوس محرم راز کو یہ پیغام بھیجا کہ رات کے وقت فقیری کے لباس مین آکر میرے دروازہ پر صدا
کہو مین تمہارے ساتھ ہو جاؤنگی گھر والون سے ہاتھ اوٹھاؤنگی چنانچہ اسی طرح اوسنے ایک روز آکر اوسکے
دروازہ پر سوال کیا وہ تو وقت کی منتظر بیٹھی تھی فوراً کچھ دینے کے بہانہ آئی اپنی محافظ کنیز کو کسی بہانہ سے ٹالا اور اوسکے
ساتھ ہولی کچھ دیکھا نہ بھالا مین روز وہ دونون رہے بعد ازان فتحپور کا راستہ لیا مگر کبھی ملجاتی ہین گر عاشق و معشوق
آپسمین ٭ تو یہ گردون دون سو سو طرح فتنہ اوٹھاتا ہے ٭ اتفاقاً اوس نازنین کا کوئی رشتہ دار جو اتفاق سے وہان آگیا تو ان کے
سامنے آیا اوسکو پہچانا بہت سا شور اوٹھایا پہلوان جمال جو وہان کا کوتوال تھا اوسکے سپاہی آئے بہت سا پیچھے
چلائے نازنین کو اوسکے گھر پہونچایا بھگانے والے کو قید مین پھنسایا مدتون اوسنے قید خانہ کی مصیبت اوٹھائی
بڑی مشکل سے رہائی پائی سید موسی کو جب یہ خبر آئی بالکل صورت یاس نظر آئی ع تون تمناؤن کے کیا کیا کیسے
حرمان نے ٭ دل ویرانہ ہے اک گنج شہیدان اپنا ٭ جی مین کہنے لگا کہ ایسی زندگی پر ہزار بار موت کو ترجیح ہے اب ہمارا
جینا سراسر ناکامی سے رسوائی ہے تضیع ہے جب اپنی حالت پر نظر کرتا آہ سرد بھرتا کبھی یہ جرأت کی غزل پڑھنے لگتا ع

بیکس ہون وہ کہ نکلی نہ حسرت کبھو مری
جو تھی سو زیر خاک چلی آرزو مری
جلاد مجھپہ پاک محبت کا جرم ہے
یک لخت حسرتین جو ہوئین لہو مری
یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
صحبت نگہ برار تھی اوس سے کبھو مری
شفقت کہ اوسکی بانہ ہو پہنچا کیا کہ نہ آزار

رو نگے کی بعد مرگ مجھے آرزو مری
حال اوسکی دوستی مین ہوا یہ اے طبیب
گردن نہ چھوٹی جس سے جفا جو عدو مری
پیار ہو کچھ اور مجھکو نہین ہے ہوس نگہ
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
پر ہمسر ہون بعد فنا تجھسے مین کہ خاک
جرأت خدا نخواستہ ہے وہ ماہ رو مری

ق

بہم ہوس نہ پوچھ دم نزع تو مری
حق ہے رو رہے ہیں جگر سے عدو مری
تکتے نکیو نکہ چشم سے بہہ نکلین آرزو
خواہش رکھا کرون مین تری اور تو مری
مائل تھا ایک شہرۂ آفاق پر جو مین
لیجا کے اوڑا کے صبا چار سو مری
آخر یہ صبر ہو کہ گو بھاگ آ سکے یا نہ

کیا اگر دوست مانع ہوئے کچھ خورش ملامت کی پہنچ تہا یا کچھ تمکا یا غرض اسنے یہ یا جب کچھ لینے مین آبرو گئی
تو اوسکے ساتھ ہی وہ سوختہ جان خاک بسر آیا مگر ایکی مرتبہ وہ معشوقہ ایسی قید مین تھی کہ اوسکو دیدار بھی نصیب نہوا

ہم جنہین دیکھکر جیتے تھے غضب ہے فریاد ٭ اونکو دیدار کی بھی اب کوئی تدبیر نہین ٭ جب سید موسی بہت بیقرار ہوے
تو قاضی جمال نامے ایک شاعر مضافات کالپی سے سیو کنپور کا رہنے والا اونکا دلی دوست تھا اوسنے کسی تدبیر سے ایک
وقت اوس نازنین کو اوسکے گھر سے نکالا اور اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرکے جمنا کے کنارہ کنارہ لیچلا اوسکے عزیز و اقربا کو خبر
ہوگئی وہ بھی پیچھے پیچھے ہوئے تماشائیون کا بھی ہجوم اکٹھا ہو گیا چونکہ جمنا کے کنارہ جا بجا گڑھے تھے اور گلیان بہت سی
تھین راستہ صاف نتھا اس سبب سے گھوڑا چل نسکا اور ایک مقام پر ایسے پھنس گئے کہ نہ پیچھے کو اوٹ سکتے تھے
نہ آگے کو جا سکتے تھے مجبور ہوکر وہ نازنین گھوڑے سے کود پڑی اور قاضی سے کہا کہ مصلحت یہی ہے کہ تو اپنی جان
بچاکر بھاگ جا اوس کم نصیب کو میرا سلام کہیو اور کہیو کہ مین نے حتی المقدور بہت تدبیرین کین مگر تقدیر سے مجبور ہوئی
سید موسی نے جب یہ ماجرا سنا آگرہ کے قلعہ مین جسجگہ رہتے تھے دروازہ بند کرکے پڑ رہا اور تڑپ تڑپ کر جان
نکل گئی ع جان کا جانا ہے بس انجام عشق ٭ کوئی بھولے سے نہ لیجو نام عشق ٭ شاہی کہتے وقت تین [illegible]
ع ازیار دلم ہزار جان یافت ٭ یاری بہ ازین نمیتوان یافت ٭ حسب اتفاق اوسکا جنازہ اوسی نازنین کے مکان کے
سامنے کو لے گئے وہ بھی بالاخانہ کی کھڑکی مین سے بیٹھی ہوئی دیکھتی تھی جنازہ کو دیکھتے ہی اوسکا سکتہ کا سا عالم ہو گیا
آخر بیقرار ہوکر کود پڑی زنجیرین بھی پانون کی ٹوٹ گئین دیوانون کی طرح ننگے سر ننگے پانون سید ہی سید موسی کے
محلہ مین گئی وہان اب کیا خاک تھا چند روز تک جابجا دیوانی پھرتی رہی مان باپ نے بھی باولی سمجھکر ہاتھ اوٹھا لیا
آخر سید جلال متوکل کے پاس گئی وہ ایک بزرگ کامل تھے اونکے سامنے مسلمان ہوئی پھر اپنے عاشق کی قبر پر
آکر گر گئی آخر دم نکل گیا چنانچہ سید شاہی نے اپنی مثنوی مین لکھا ہے ع این واقعہ چون شنید آن ماہ

آمد سوے یار دیدہ ناگاہ	آورد بلب کلام ایمان	شد پیش جماعت مسلمان
چون یافت شرف ز دین اسلام	بربست بطوف خلد احرام	با خوبی او چو عشق شد جمع
پروانہ صفت بسوخت آن شمع	کرد از سر شوق و جذبہ فریاد	موسی بزبان گرفت و جان داد
دریک نفس آن دو سرو عشق	گشتند شہید خنجر عشق	تا آنکہ بیان باغ رضوان
باشند بہم ز خلق پنہان	آن ہر دو مصاحبان جانی	رفتند ازین جہان فانی
از درد و غم فراق رستند	پنہان ز ہمہ بہم نشستند	مصنف صاحب نے لکھا ہے

کہ اسی کے مثل ایک قصہ عشق کا پہلے بھی ہو چکا ہے کہ گوالیار کے شیخ زادون مین سے ایک شخص شیخ محمد غوث
[illegible] عاشق ہو گیا یہ خبر اکبر کو پہونچی

اکبر نے وہ ڈومنی مقبل خان کو جو ایک مقرب سرداروں مین سے تھا حوالہ کر دی شیخ زادہ تو اپنی جان پر کھیل رہا تھا کمند ڈال کر رات کے
وقت مقبل خان کے مکان پر چڑھ گیا اور اوس اپنی معشوقہ کو نکال لے گیا اکبر نے شیخ ضیاء الدین ولد شیخ محمد غوث کے نام
حکم بھیجکر دونون کو طلب کیا اور اکبر کا یہ ارادہ تھا کہ اون دونون کا نکاح کر دے مگر شیخ ضیاء الدین وغیرہ مانع ہوئے تب
اوس بیچارہ کو ضبط نہو اور اسپنے پیٹ مین خنجر مار کر مر گیا اوسکی تجہیز و تکفین کے باب مین علما کو اختلاف ہوا شیخ ضیاء الدین
وغیرہ یہ کہتے تھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَکَتَمَ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ شَہِیْدًا یعنی جو شخص کسی کا
عاشق ہوا اور باوجود اسکے اوسنے اپنی پارسائی کو ہاتھ سے نہ دیا اور اوسکی محبت کو چھپایا اور اسی غم مین مر گیا تو وہ شہید ہے
تو اس حدیث کے بموجب یہ شخص شہید ہے اسکو اسی طرح دفن کر دینا چاہیے اور شیخ عبد النبی صدر وغیرہ کہتے تھے کہ یہ
فسق و فجور مین مبتلا تھا اور ناپاک مرا واللہ اعلم بہر حال وہ ڈومنی بھی فقیر ہو کر اوسکی قبر پر جا بیٹھی چند روز کے بعد اوسی
غم مین مر گئی اسی سال مین شیخ گدائی کنبوہ دہلوی نے جو اسکے نام کو زوال تھا [illegible]
وفات پائی [illegible] اوسکی تاریخ ہے ۹۷۶ نو سو چھتہر مین جو چیتور اور رنتھنبور کے فتح ہونے کی خبر سب طرف پہونچی
تو اور قلعہ والون کی بھی ہمتین پست ہو گئین راجہ رام چند حاکم بہٹہ نے بھی دور اندیشی کر کے اپنی ہی طرف سے کالنجر کے
قلعہ کی کنجی جو بجلی خان بہار خان شروانی کے متبنی سے بہت سے روپیون کو خرید کی تھی بہت سے تحفون کے ساتھ
درگاہ مین بھیجدی اوس قلعہ کی حراست مجنون خان قاقشال کو جسکی جاگیر بھی اوسی طرف تھی سپرد ہوئی اور راجہ
نام بڑی تسلی اور دلاسا کا فرمان گیا اور پرگنہ ارل جو الہ آباد کے قریب ہے اوسکو جاگیر مین عطا ہوا اسی سال کی
سترہوین تاریخ ربیع الاول کو سات گھڑی دن چڑھے شاہزادہ سلطان سلیم فتحپور مین شیخ محمد سلیم چشتی کے مکان پر پیدا ہوا
اکبر نے بہت خوشی کر کے تمام قیدی چھوڑ دیے اور سات روز تک بڑا جشن رہا شاعرون نے بہت قصیدہ اس تہنیت کے
پیش کیے [illegible] خواجہ حسین مروی نے ایک قصیدہ پیش کیا [illegible] شعر کے پہلے مصرع سے اکبر کے جلوس کی اور
دوسرے مصرع سے شاہزادہ کے ولادت کی تاریخ نکلتی تھی اکبر نے [illegible] اوسکو صلہ مین عنایت کیے وہ قصیدہ یہ ہے

لِلّٰہِ الحمد از پی جاہ و جلال شہریار	گوہر [illegible] آمد برکنار	[illegible]
[illegible] از اوج عز و ناز گرد [illegible]	[illegible]	[illegible]
دایہ ابر بہار از مہ [illegible]	سبزہ با گل [illegible]	[illegible]
[illegible] حال از سیرہ [illegible]	تا تمام [illegible]	[illegible]
شاد شد دلہا کہ از آسمان عالی [illegible]	باز دنیا زندہ شد کز عہد ایام بہار	آن ہلال برج قدر و جود و جاہ آمد برون

یہ معلوم ہوا کہ یہ رافضی ہے تب اوسکا اراج مرزا کی طرف سے پھر گیا پھر مرزا مذکور نے اکبر کی ملازمت اختیار کی اکبر نے بھی اوسکے
ساتھ بڑی رعایت کی اور وکیل مقرر کر کے حسین خان حاکم کشمیر کے پاس بھیجا اتفاقاً انھین دنون مین کشمیر کے کسی رافضی نے
قاضی حبیب کو جو بڑے متعصب سُنّی تھے اسی تعصب مذہبی کے سبب سے زخمی کیا تھا ابھی قاضی موصوف زندہ تھے کہ
حسین خان نے علما کے فتوی کے بموجب اوس رافضی قاتل کو قتل کر ڈالا مرزا محمد مقیم نے باعث ہو کر اون مفتیون کو
اس جرم مین کہ ایسے شخص کے قتل کا فتوی کیون دیا ایک بڑے کٹّے رافضی کے حوالہ کیا چنانچہ اوسنے اون مین سے
تین چار کو قتل کر ڈالا اوسی عرصہ مین مرزا مذکور اور میر یعقوب وکیل حسین خان دختر حسین خان کو پیشکش کے طور پر
اکبر کے حضور مین لائے یہ قصہ بھی اکبر کے کانون تک پہونچا شیخ عبد النبی وغیرہ علمانے اون دونون کے قتل کا
فتوی دیا چنانچہ اکبر نے فتحپور کے میدان مین اون دونون کو قتل کر دیا اسی سال مین اکبر نے لکھنؤ کے پرگنہ کو
حسین خان سے تغیر کر کے مہدی قاسم خان کو جسنے سفر حج سے لوٹ کر فتحپور مین ملازمت حاصل کی عنایت کیا
حسین خان کو اس امر پر بہت رنج ہوا مہدی قاسم خان کی بیٹی حسین خان کے نکاح مین تھی اور اون دونو مین
محبت بھی بہت تھی اب اوسنے اس خفا پر اپنے چچا غضنفر بیگ کی بیٹی سے ایک نکاح کیا پھر چند روز کے بعد اوسکو
پٹیالی مین اور پہلی بی بی کو خیر آباد مین اوسکے بھائیون کے پاس بھیجدیا اور چونکہ اوسنے سنا تھا کہ کوہ سوالک پر بہت سے
بتخانے سونے چاندی کی اینٹون کے بنے ہوئے اور سوا اسکے وہان مال بہت ہے اسی سبب سے اوسنے اودھ کے
راستہ سے کوہ سوالک کا قصد کیا پہاڑی تھوڑی سی لڑائی کے بعد اپنی عادت قدیم کے بموجب بڑے بڑے پہاڑون کو
جنکا راستہ خطرناک تھا چلے گئے حسین خان اوس جگہ گیا جہان پیر محمد خان کا بھانجا سلطان محمود شہید ہوا تھا
وہین مقبرہ شہیدون کا بنا ہوا تھا حسین خان نے فاتحہ اونکی ارواح طیبہ پر پڑھی اور اوس مقبرہ کو جو کچھ شکستہ
ہو گیا تھا پھر درست کرایا وہان سے آگے بڑھ کر قصبہ جرایل تک جو راجہ رنگا کی عملداری مین تھا تمام ملک کو تاخت و
تاراج کیا وہان سے اجمیر راجہ مذکور کا پایہ تخت جو سونے اور چاندی اور ابریشم اور مشک وغیرہ تبت کے تحفون کی
کان تھا دو دن کا راستہ رہ گیا تھا کہ ناگاہ اوس پہاڑ کی خاصیت قدیم کے بموجب گھوڑون اور نقارون اور
آدمیون کی آوازون کے شور و غل سے بادل اور بارش کی بڑی کثرت ہوئی غلہ اور گھاس بالکل نایاب ہو گئی
لشکر کے لوگ بھوک کے مرنے لگے ہر چند حسین خان نے آگے بڑھنے کی ہمت دلائی اور وہان کے مال و اسباب کی
طمع دی مگر لشکر والون کی ہمت نہ پڑی مجبور ہو کر وہان سے لوٹا لوٹتے وقت پہاڑیون نے مقابلہ کیا اور ہر طرف سے
پیچھے ہو کے تیر مارنے شروع کیے علاوہ اوسکے پتھر مینہ سی برسائے کہ ان صدمون سے حسین خان کے لشکر کے

بہت سے لوگ شہید ہوئے اور جو زخمی ہوئے وہ بھی زہر کی تاثیر سے پانچ چھ مہینہ کے عرصہ مین سب مر گئے نعیم کے
طور پر تلخ بی مزہ ، اوس واقعہ کی تاریخ ہے پھر حسین خان اکبر کے حضور مین آیا اور بدلا لینے کی غرض سے کانت و گولہ کے
ملک مین جو دامن کوہ مین واقع ہے جاگیر کی استدعا کی چنانچہ یہ درخواست قبول بھی ہوئی پھر کئی مرتبہ حسین خان نے
پہاڑون پر حملہ کیے لیکن کبھی کامیاب نہوا اور وہ اور اوسکا تمام لشکر وہین تمام ہوگیا چنانچہ یہ قصہ آیندہ مذکور ہوگا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اس سفر مین حسین خان سے رخصت ہوکر بداون مین آیا اور وہان مین نے
اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد کا جسکو مین نے جان کی برابر پالا تھا ایک جگہ مناسب تجویز کرکے نکاح کیا اتفاقا
اوس سے تین مہینہ کے بعد اوس بھائی اور ایک اور میرے بیٹے عبد اللطیف کا انتقال ہوگیا یہ ترکیب بند
اوسکے مرثیہ مین لکھا تھا ص

هیچکس نیست که فریاد من او رسد
بین کزین حادثه غیب چه غم زاد مرا
گرچه بنیاد من از صبر قوی بود ولی
وه که یکبار بسالی نکند یاد مرا
حال دل هیچ ندانم بکه گویم چه کنم
خاطر جمع مرا باز پریشان کردی
سرو من بردی ازین باغ بزندان کجا
در غمش بشکست کلبه احزان کردی
حاصل آن کس که ازو بود سر و سامانم
جای در دشت به پهلوی غریبان کرده
آخر ای دیده چه دیدی که ز عالم رفتی
روشنی رفت ز دل تا تو ز چشمم رفتی
دولت از هیچ مرا شاد نشد در عالم
رخت بستی و ازین مرحله غم رستی

یارب این روز چه روزی ست که ناگاه مرا
نرسد هیچکسی لیک بفریاد مرا
مایه شادی و امید دلم رفت بخاک
سیل غم آمد و انداخت ز بنیاد مرا
چرخ بیداد چه غمها که بمن داد کنون
چاره درد دل خود که بجویم چه کنم
گوهری کان تو لعلم بود از اغیار نهان
باغ را بی من ماتم زده زندان کردی
دیگل تیره نهادی گل نورسته من
بردی او را و مرا بی سر و سامان کردی
وقت گل آمد و شد جای محمد در خاک
دیده پوشیده ازین دیده پر نم رفتی
بوده چشم مرا همچو نگین در حسانم
حیف صد حیف که ناشاد ز عالم رفتی
بر دل از کار جهان هیچ نبودت باری

وین چه جانکاه بلاییست که رو داد مرا
ماه من آخر شب رفت پس ... ...
بعد ازین دل بچه امید شود شاد مرا
آن کسی را که نهم یاد بر وز صد بار
داد خود از که ستانم که ... مرا
ای فلک وه که دلم خسته و ویران کردی
آشکارا ز نظرم بردی و پنهان کردی
او چه غم را بکنج گرگ ستمگر ... مرا
روز من با شب تیره ز چه یکسان کردی
آن برادر که درین شهر غریب آمده بود
جای آنست که از غصه کنم بر سر خاک
چشم تاریک مرا روشنی از روی تو بود
چون نگین عاقبت لا له ز چشمم رفتی
جان پاک تو درین مرحله بس تنگین بود
یاری از کار جهان خوش دل و خرم رفتی
رفتی ز حسرت تو زین دل حیران ... بود

غمت از دل نرود تا غمت جان نرود
قصهٔ گل که فرو ریخت ز آسیب خزان
یک بیک پیش تو بر وجه حسن گوید باز
تنگدل غنچه صفت گشتم و کس پیدا نیست
که بتو زین دل پر پیچ و شکن گوید باز
روم و بر سر گور تو قیامی بکنم
با تن خستهٔ و بیتاب چه حالست ترا
از جدائی تو احباب بسی بد حالند
دور از صحبت اصحاب چه حالست ترا
میخورم خون جگر بیتو مرا پرس گهی
زیر گل ای گل سیراب چه حالست ترا
ای همه از رخ خوب تو جدا افتاده
الله الله تو کجا من بکجا افتاده
قدر وصل تو ندانستم و این بود جزا
که سر و کار تو با حکم خدا افتاده
قادری ناله و فریاد نمی دارد سود
هم خدا از وی و هم او ز تو خوشنود بود
در گلستان جنان چون گذرد جلوه کنان
نور اسلام چراغ شب تارش بادا
از عروس کهن دهر چو بگرفت کنار
دم بدم رحمت حق همدم و یارش بادا
تا ابد مسکن او در روضهٔ علیین بادا

کیست آنکس که نشان تو بمن گوید باز
کیست القصه که با مرغ چمن گوید باز
با تو گوید سخنم را بزبانی وانگاه
گر تو حرفی بمن ای غنچه دهن گوید باز
دور رفتی و نیامد ز دیار تو کسی
تا جوابی شنوم از تو سلامی بکنم
تو بخواب اجل و بیتو قیامت برخاست
ای جدا مانده ز احباب چه حالست ترا
بود جائی تو بمحراب و کنون می نگرم
که درین خوردن خوناب چه حالست ترا
در چنین منزل غمناک بنزدیک تو کیست
در فراق تو بصد گونه بلا افتاده
بار گل همه کس میدهی و ندانم این بار
که ملاقات تو با روز جزا افتاده
سال تاریخ تو شد گفت چو سرو افتاد
در دعا کوش که نوبت بدعا افتاده
یارب اندر چمن خلد گذارش بادا
حور و غلمان ز یمین و ز یسارش بادا
بر مزارش چو کسی نیست که افروزد شمع
نو عروسان بهشتی بکنارش بادا
مردمان قطرهٔ اشکی که فشانند بر او
این دعا از من و از روح الامین آمین بادا

خبر جان روان گشته بتن گوید باز
قاصدی کو که غمم درد مرا روی بروی
بهر تسکین ز زبان تو سخن گوید باز
هست صد پیچ و شکن در دلم از ماتم تو
که ز احوال تو یک شمه بمن گوید باز
گویم ای گوهر نایاب چه حالست ترا
خیز و سر برکن ازین خواب چه حالست ترا
شده از دوری اصحاب بنزدیک هلاک
مانده تنهائی ز تو محراب چه حالست ترا
بر گلابت صد گل سیراب دمید از اشکم
مونس روز انیس شب تاریک تو کیست
تو بصحرائی و من مانده درین شهر غریب
بر تو صد پشته خس و خار چرا افتاده
کردمی جان بسر و کار تو لیکن چکنم
آن سهی سرو چه ناگاه ز پا افتاده
از خدا خواه که کارش همه محمود بود
قصر فردوس برین جای قرارش بادا
در شب تار چو عزم سفر عقبی کرد
پرتو لطف خدا شمع مزارش بادا
هیچ یاری چو نشد همدم او بعد از مرگ
گردد آن قطرهٔ در ناب و نثارش بادا
اسی سال مین ہمایون کے مقبرہ کی

عمارت تمام ہوئی یہ ایک نہایت عمدہ مقبرہ دہلی مین جمنا کے کنارہ میرک مرزا غیاث کے اہتمام سے آٹھ برس کے

عرصہ مین تیار ہوا پنجشنبہ کے روز تیسری محرم سنہ ۹۷۸ نوسو اٹھتر کو دوسرا شاہزادہ سلطان مراد بدستور سابق شیخپورہ سیکری مین شیخ
چشتی کے مکان پر پیدا ہوا اوس سال مین بھی اکبر نے اوسی طرح کا جشن کیا مولانا قاسم ارسلان نے ایک قطعہ اس تہنیت مین
لکھا تھا جسکے ہر شعر کے پہلے مصرع سے شاہزادہ سلطان سلیم اور دوسرے مصرع سے شاہزادہ سلطان مراد کی ولادت کی
تاریخ نکلتی تھی وہ قطعہ یہ ہے ؏ اولین شہزادہ آن تابندہ ماہ ۞ ماہ وار از اوج عزت شد عیان ۞ آن دوم فرزند اکبر بادشاہ
آیتی نازل شدہ از آسمان ۞ اسیطرح اک شعر اور اسی التزام سے لکھا گیا ہے ؏ زنور پاک چو سلطان سلیم شد
عیان ۞ بانوای شاہ مراد ابن اکبر عادل ۞ خواجہ حسین مروی نے بھی ایک قطعہ سات شعرون کا لکھا تھا اوسمین بھی ایسا التزام
تھا اون تاریخین نکلتی ہین ؏ داد دو شہزادہ بشاہ این سپہر ۞ چہرہ آن ہر دو بہ از آفتاب ۞ اول از وہ ثانی شاہ جہان
ثانی از دو لبر عالی جناب ۞ وان یکی از بین اشارت سپہر ۞ مژدہ رسان بود بصد فتح باب ۞ آن دگری باعث امن و امان
مہر سپہر دادہ باو مہد خواب ۞ مژدہ کہ مولود شد از دولت ۞ گفتہ ازو مصرع اولی جواب ۞ از دومین مصرع ابیات ہم
سولد شہزادہ ثانی بیاب ۞ باد مدام آن شہ و شہزادہ را ۞ جاہ و سکندر فر و افراسیاب ۞ پھر اکبر بھی آگرہ سے فتحپور مین آیا اور بارہ روز
وہان توقف کرکے اسی سال کی بیسوین ربیع الآخر کو اپنی نذر پوری کرنے کے لیے اجمیر کا ارادہ کیا اور وہان ایک قلعہ کی بنیاد
ڈالی اور امیرون نے بھی حسب الحکم وہان بڑی بڑی عمارتین بنوائین جمعہ کے روز چوتھی جمادی الآخر کو وہان سے کوچ کرکے
بارہ روز کے عرصہ مین ناگور مین پہونچا اور وہان ایک بڑا حوض کھودنے کی تجویز کی کسیقدر حصہ اوسکا ہر ایک امیر کے ذمہ مقرر
کردیا اور شکر تلاو اوسکا نام رکھا اسی سال مین چندرسین پسر مالدیو حاکم مارواڑ ملازمت مین حاضر ہوا اور رای کلیان مل
راجہ بیکانیر بھی مع اپنے بیٹے رای سنگھ کے حاضر ہوکر دختر اپنی بطور پیشکش کے لایا وہ دختر حرم مین داخل ہوئی راجہ کو
بیکانیر کی طرف رخصت کیا اور اوسکے بیٹے رای سنگھ کو اکبر نے عزت کے ساتھ رکھا اس راستہ مین اکبر نے گورخر کا شکار
بھی کھیلا پھر حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے پٹن کو گیا مرزا عزیز کوکہ ملقب باعظم خان نے جسکی جاگیر اوسطرف تھی
ایک جشن عالی ترتیب دیا اور بہت سے تحفہ پیشکش کیے ایسی دھوم کی ضیافت اس سے پہلے کم ہوئی ہوگی اوس جلسہ کی
تاریخ یہ ہے ؏ مہمانان عزیز ند شہ و شہزادہ ۞ پھر اکبر وہان سے لاہور مین آیا اور وہان حسین قلی خان کی مہمانی
قبول کی پھر دوبارہ حصار فیروزہ کے راستہ سے اجمیر کو آیا اور وہان سے متواتر کوچ کرتا ہوا فتحپور مین داخل ہوا امیر خلیفہ کا
بیٹا محب علی خان مدت سے سپاہگری کو چھوڑکر ایک گوشہ مین بیکار بیٹھا ہوا تھا اس سال مین اکبر نے اس خیال سے
اوسکی پرورش کی کہ اوسکی ساس عیسی ترخان حاکم ٹھٹہ کے نکاح مین تھی علم اور نقارہ اوسکو دیکر ملتان مین جاگیر
[illegible] کے حکم بھیجا اور مجاہد خان اوسکے پوتے کو جو بڑا بہادر تھا

محب علی خان کے ہمراہ گیا محب علی خان حضور سے رخصت ہوکر ملتان میں آیا اور چار سو سوار اپنی جاگیر سے بھرتی کیے
بعد ازان سلطان محمود حاکم بکر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم ہمیشہ مجھکو بلاتے تھے اور کہلا بھیجتے تھے کہ اگر تم یہان آؤ تو ٹھٹہ کو لے لینا
بہت آسان ہے کسی دوسری کی مدد کی ضرورت نہیں ہے میں اس امر کا دستگار ہون یہ خبر حضرت بادشاہ کے بھی گوشگزار ہوئی
چنانچہ اسی خیال سے مجھکو اوس ملک پر نامزد کیا ہے اب وقت مدد کا ہے اوسنے جواب میں لکھا کہ اگر تم جیسلمیر کے راستے سے
سندھ کی تسخیر کا ارادہ کرو تو البتہ میں کمک بھیجون مگر بکر کے راستے سے تمکو نجانے دونگا کیونکہ مجھکو اعتماد نہین یہ سنکر
محب علی خان اور مجاہد خان بکر کیطرف متوجہ ہوئے سلطان محمود نے سارا اپنا لشکر مقابلہ کے لیے بھیجا محب علی خان لڑائی میں
غالب آیا اور بکر والے شکست کھا کر پانیاکے قلعہ میں بند ہوگئے اور محب علی خان نے اون لوگونکو امن دیکر اوس قلعہ پر بھی قبضہ
کر لیا سلطان محمود نے بکر کے قلعہ میں بہت سا لشکر مع توپچیون اور تیر اندازونکے روانہ کیا پھر وہی معاملہ پیش آیا اور
وہ لوگ بھاگ کر قلعہ میں بند ہوگئے وہان آدمیونکے ازدحام سے ایسی وبا پھیلی کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی کم وبیش مرنے لگے آخر
٩٨٢ سنہ نوسو بیاسی میں سلطان محمود بھی جو بہت بوڑھا تھا اور اوسکے اوسان بھی ٹھکانے نہ تھے مرگیا وہانکا قلعہ اکبر کے تصرف
میں آیا چنانچہ اوسنے فتحپور سے میر گیسو کو وہانکے خزانونکی تحقیقات کے لیے روانہ کیا اسکندر خان اوزبک پٹھانونکے پاس سے
بھاگ کر جونپور میں منعم خان کے پاس پناہ لایا تھا اس سال میں منعم خان نے اوسکو حضور میں حاضر کیا اکبر نے اوسکو خلعت چارقب
اور شمشیر مرصع اور گھوڑا مع زین مطلا کے عنایت کرکے سکندر خان کو لکھنؤ میں جاگیر دی اور خانخانان کی مدد کے لیے متعین کرکے
جونپور کو رخصت کیا سکندر خان وہانسے لکھنؤ میں آیا اور چند روز کے بعد دسوین جمادی الاولی ٩٨٠ سنہ نوسو اسی کو مرگیا اسی سال
میں جمال خان ثالث شیخ منگن بدایونی جو بہت خوبصورت آدمی تھا اور مصنف صاحب کا قدیمی دوست تھا عید قربان کو روز
سنبھل میں خان کلان کے ساتھ تیر اندازی کر رہا تھا اوسی حال میں ایک شخص اجنبی نے اوسکو ایک پان کا
بیڑہ دیا اوسکے کھاتے ہی ضعف طاری ہوا تھوڑی دیر کے بعد مرگیا مصنف صاحب نے اس واقعہ کی یہ تاریخ
لکھی ہے ع صد آہ از جوانی وزیب جمال خان ۔ اور شیخ اعظم شیخ یعقوب کشمیری نے یہ تاریخ لکھی تھی ع سیپرہ جان
بروز عید قربان ۔ ٩٧٩ سنہ نوسو اوناسی میں ایک بڑا محل آگرہ میں اور ایک فتحپور میں تیار ہوا قاسم ارسلان نے
اونکی تاریخ یہ لکھی تھی ع تمام شد دو عمارت مثال خلد برین ۔ بدور دولت صاحبقران ہفت اقلیم ۔ یکی بہ بلدۂ دار الخلافت اکبر
دگر بخطۂ سیکری مقام شیخ سلیم ۔ سپہر پی تاریخ این دو عالی قصر ۔ رقم زدہ دو بہشت برین بملک قدیم ۔ اسی سال میں
ماہ رمضان کی اخیر تاریخ کو شیخ سلیم چشتی نے انتقال کیا ایک تاریخ اونکی ۔ شیخ ہندی ۔ اور دوسری ۔ شیخ حکما ۔ اور تیسری
۔ شیخ حکام ہے ۔ اسی سال میں مصنف صاحب پر ایک سخت واقعہ پیش آیا بیان اوسکا یہ ہے کہ جب کاتب

ہور کولہ محمد حسین خان کی جاگیر مین مقرر ہوا مصنف صاحب وہانکی صدارت کے منصب پر متعین ہوئے ایک روز
حسب اتفاق تگنگوہ مین حضرت شیخ بدیع الدین شاہمدار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فائض الانوار پر گئے تھے وہان بمقتضائے
بشریت کسی معشوق پر انکی طبیعت مائل ہوئی مگر فوراً اوسکی سزا بھی یہ ملی کہ اوسی معشوقہ کی قوم کے چند آدمیون نے
آکر نو زخم تلوار کے حضرت کے بدن پر لگائے اون مین سے ایک زخم سر کا کاری لگا تھا اوسکے صدمہ سے بیہوشی طاری
ہوئی پھر قصبہ بانگر مؤ مین جاکر ایک جراح کا علاج کیا ایک ہفتہ مین زخم بھر گئے پھر یہ کانت کولہ کو گئے بعد صحت کے زخمون نے
پھر عود کیا حسین خان نے اونکی بڑی خدمت کی بعد ازان وہان سے بدایون کو گئے وہان ایک طبیب نے سر کے زخم
کو دوبارہ چاک کیا اوس صدمہ مین نوبت قریب ہلاکت کے پہونچی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوس صدمہ مین
ایک روز مین نے حالت غفلت مین عجیب معاملہ دیکھا کہ چند سپاہی مجھکو پکڑ کر آسمان پر لے گئے وہان بعینہ ایک عدالت کا
دفتر کھلا ہوا تھا او متصدی اور محرر اور چوبدار اپنے اپنے کام مین مصروف تھے غرض اونمین سے ایک محرر نے کاغذ کو
دیکھکر کہا کہ یہ وہ شخص نہین اوسیوقت مجھکو ہوش آگیا اور مرض کو صحت شروع ہوئی فقیر مترجم کہتا ہے کہ اوس حالت
بیہوشی مین مصنف صاحب کو یہ ایک خیال بندھگیا تھا واقع مین کچھ اسکی حقیقت نتھی کیونکہ مسلمانون کے اعتقاد مین
فرشتون سے سہو ممکن نہین اسی سال مین بدایون مین آگ کا بڑا صدمہ ہوا اور ہزارہا آدمی ہندو اور مسلمان جل کر
خاک سیاہ ہوگئے گاڑیان بھر بھر کر مردون کو دریا مین ڈالدیا ہندو مسلمان کا کچھ تمیز نہوتا تھا کچھ لوگ آگ سے بھاگ کر
قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے تھے وہان بھی آگ کے شعلون نے امن ندی وہان سے نیچے کو گر پڑے اکثر مرگئے جو جان سے
بچے وہ اپاہج ہوگئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس واقعہ سے چند روز پہلے ایک مجذوب بدایون مین میرے
مکان پر آیا تھا اور اوسنے کہا تھا کہ اس شہر سے نکلجاؤ یہان خدا کی قدرت کا ظہور ہونے والا ہے اوسکو دیوانہ سمجھکر
اس قول کا اعتبار نکیا سنہ ۹۸۰ نوسو اسی مین گجرات کا ملک فتح ہوا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب وہان بدانتظامی کے
سبب بہت سی ریاستین قائم ہوگئین اکبر نے اپنے لشکر کو جمع کرکے اوس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا بیسوین ماہ صفر کو
آگرہ سے کوچ کیا پندرھوین ربیع الاول کو اجمیر مین پہونچا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی
زیارت سے مشرف ہوکر دوسرے روز میر سید حسین خنگ سوار کی زیارت کو گیا اوسی روز میر محمد خان کلان کو مع دس ہزار
سوار کے بطور ہراول کے آگے کو روانہ کیا پھر وہان سے متواتر کوچ کرتا ہوا نوین جمادی الاول کو ناگور مین پہونچا اجمیر مین
دوسری جمادی الاول کو شیخ دانیال نامے ایک مجاور کے مکان پر ایک شاہزادہ پیدا ہوا اکبر کو ناگور سے دو منزل آگے
یہ خوشخبری پہونچی بہت خوش ہوکر اوس شاہزادہ کا نام بھی دانیال رکھا اور اوسکے ولادت کی تاریخ یہ ہے ہو گفتا ناصر شرع نبی بادہ

اور لفظ شریعت مین بھی تاریخ نکلتی ہے جب نواحی میرٹھ مین پہونچا تو خبر آئی کہ سروہی مین ایک راجپوت قاصد بنکر آیا اور چلون ملان
سینہ پر ایک ہاتھ جمدھر کا ایسا مارا کہ شانہ کے پار ہوگیا مگر خیر ہو گئی جان سلامت رہی دس پندرہ روز کے عرصہ مین وہ
زخم اچھا ہوگیا اور اوس راجپوت کو قتل کر ڈالا جب اکبر کا لشکر سروہی مین پہونچا تو قریب سو ڈیڑھ سو راجپوت کے مرنے پر آمادہ ہوکر
مقابل ہوئے چنانچہ سب قتل ہوگئے تاتار خان حاکم دہلی کا بیٹا دوست محمد اس معرکہ مین شہید ہوا اسی منزل مین اکبر نے
رای سنگہ بیکانیری کو جودھپور کی طرف متعین کیا تاکہ گجرات تک راستہ صاف کر دے اور راستہ مین کوئی کھٹکا باقی نرہے
اور مانسنگہ ولد راجہ بھگوان داس کو بڑی فوج کے ساتھ ایدر کی طرف نامزد کیا تاکہ شیر خان فولادی کے بیٹون کا جو اوسی
طرف جاتے تھے تعاقب کرے پہلی رجب کو لشکر پٹن مین داخل ہوا اکبر نے اوس ملک کو سید احمد خان بارہہ برادر سید محمود کی
جاگیر مین عنایت کیا مانسنگہ نے پٹھانون کا تعاقب کر کے بہت غنیمت حاصل کی یہ خبر سنکر شیر خان جو مع اعتماد خان وزیر
مطلق اور غلام سلطان محمود گجراتی کے احمد آباد کا چھ مہینہ سے محاصرہ کیے ہوئے تھا سراسیمہ ہوکر بھاگ گیا اور ساری جمعیت
پٹھانون کی متفرق ہوگئی نوین رجب کو سلطان مظفر ولد سلطان محمود گجراتی جسکو اعتماد خان نے قید کر کے تمام انتظام
سلطنت اپنے قبضہ مین لیا تھا ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اوسکو شاہ منصور وزیر کے حوالہ کر کے تیس روپیہ ماہواری
واسطے خرچ کے مقرر کیے آخر وہ پھر قید سے چھوٹ کر بھاگ گیا چنانچہ حال اوسکا انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا دوسرے روز
اعتماد خان اور شاہ ابوتراب اور سید حامد بخاری اور اختیار الملک حبشی اور ملک الشرق اور وجیہ الملک اور الغ خان
حبشی اور جھجار خان حبشی وغیرہ تمام امراے گجراتی ملازمت مین حاضر ہوئے اور اعتماد خان نے شہر احمد آباد کی کنجی حوالہ کی
اکبر نے تمام حبشیون کو اپنے معتمد امیرون کے سپرد کیا جمعہ کے روز چودھوین رجب کو احمد آباد مین دریا کے کنارہ پر اکبر کے
خیمہ ہوئے اور وہان خطبہ اوسکے نام کا پڑھا گیا اسی مہینہ کی بیسوین تاریخ کو سید محمود خان بارہہ اور شیخ محمد بخاری نے
بیگمات مین محل بادشاہی کو لشکر مین داخل کیا دوشنبہ کے روز دوسری شعبان کو اکبر نے کھنبایت کی طرف ابراہیم حسین مرزا
اور محمد حسین مرزا کی تنبیہ کے لیے جو چند روز سے بھروچ اور سورت پر قابض ہوگئے تھے توجہ کی اسی عرصہ مین اختیار الملک
حبشی جو گجرات کے بڑے نامی امیرون مین سے تھا فرصت پاکر احمد آباد سے احمد نگر کی طرف بھاگ گیا اکبر نے یہ حال دیکھکر
اعتماد خان کو بسبب مزید احتیاط کے شہباز خان کنبو کے سپرد کیا چھٹی شعبان کو لشکر کھنبایت مین داخل ہوا
چودھوین کو بڑودہ مین پہونچا اکبر نے تمام گجرات کی حکومت مرزا عزیز کوکہ کو حوالہ کر کے احمد آباد کو رخصت کیا سترھوین
شعبان کو یہ خبر پہونچی کہ ابراہیم حسین مرزا نے قلعہ بھروچ مین رستم خان رومی کو قتل کر دیا اور اوس راستہ سے ہوکر
جو بڑودہ سے آٹھ کوس پر تھا بھاگنا چاہتا ہے یہ خبر سنکر اکبر نے خواجہ جہان اور شجاعت خان وغیرہ امرا کو جو

شاہزادہ سلیم کی خدمت میں تھے لشکر کی محافظت کے لیے چھوڑا اور شہباز خان کو سید محمود بارہہ اور شاہ قلی خان
محرم وغیرہ امرا کے بلانے کے لیے جو سورت کی طرف نامزد ہوئے تھے بھیجا اور خود ملک الشرق گجراتی کو ساتھ لیکر
ابراہیم حسین مرزا کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا جب مہندری ندی کے کنارہ پر پہونچا تو رات ہوگئی تھی چنانچہ وہ شب اوسی
جگہ بسر کی جو امرا سورت کی طرف نامزد ہوئے تھے وہ بھی اسی شب میں اکبر کے لشکر سے آملے صبح کو خبر آئی کہ مہندری ندی کے
پرلے کنارہ قصبہ سرنال میں میرزا حسین کا لشکر ہے یہ سنکر اکبر نے مانسنگہ کو ہراول مقرر کرکے دریا سے عبور کیا
ابراہیم حسین مرزا جو جمیعت ہزار سوار کی اپنے ساتھ رکھتا تھا دوسرے راستہ ہوکر قصبہ سرنال سے چلا گیا اور
باہنگ جنگ کے جنگل میں مقابلہ پر مستعد ہوا مانسنگہ کا لشکر مہندری کے کنارہ اور طرف کو اور اکبر کا لشکر اور طرف کو
ہولیا آخر ابراہیم حسین مرزا کے لشکر سے مقابلہ ہوا ابراہیم حسین نے باباخان قاقشال وغیرہ کے لشکر پر حملہ کرکے
دور تک ہٹا دیا چند آدمی دونون طرف سے مارے گئے اسی معرکہ میں راجہ بھگونت داس کا بیٹا بھوپت نامی بھی
قتل ہوا جس مقام پر اکبر کا لشکر تھا وہ زمین تنگ اور ناہموار تھی اور ہر طرف اوسکے تھوہڑ کے پیڑون کا بن تھا اس
سبب سے مخالف دلیر ہو رہے تھے چنانچہ اوس طرف سے تین آدمیون نے بڑھ کر حملہ کیا ایک راجہ بھگونت داس کی طرف
متوجہ ہوا راجہ نے تھوہڑ کے پیڑون کی آڑ میں ایک نیزہ اوسکے مارا چنانچہ وہ اوسکی ضرب سے زخمی ہوکر بھاگ گیا دو شخص نے
اکبر کا جو اوس لشکر میں سب سے آگے تھا ارادہ کیا مگر مقابلہ کی تاب نہ ہوئی آخر بھاگ گئے مقبول خان غلام میرزا نے
اونکا پیچھا کیا پھر اکبر کے لشکر نے بھی حملہ کرکے مخالفون کے بے انتہا آدمی قتل کیے آخر ابراہیم حسین میدان سے بھاگا
چونکہ شام ہوگئی تھی اس سبب سے اکبر نے تعاقب موقوف کرکے شب کو اوسی جگہ مقام کیا ابراہیم حسین مرزا چند
آدمیون کے ساتھ احمد نگر کے راستہ سے سروہی کو گیا اور وہان سے ناگور میں آیا وہان بھی امیرون کے مقابلہ
میں شکست کھا کر دہلی میں ہوتا ہوا نواحی سنبھل میں پہونچا چنانچہ اوسکا باقی حال انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور
ہوگا اٹھارھوین شعبان کو اکبر نے وہان سے مراجعت کرکے بڑودہ میں منزل کی وہان سے قلعہ سورت کی تسخیر کا
ارادہ کیا یہ قلعہ خداوند خان وزیر گجراتی نے فرنگیون کے مقابلہ کے لیے سمندر کے کنارہ پر ۹۴۷ھ نوسو سینتالیس میں
بنایا تھا اور چنگیز خان کے مرنے کے بعد وہ قلعہ مرزاؤن کے قبضہ میں آگیا تھا مرزاؤن نے انتظام اوس قلعہ کا
ہمزبان نامے ہمایون کے ایک قورچی کو جو اکبر کی ملازمت سے بھاگ کر مخالفون سے جا ملا تھا حوالہ کیا تھا اور
خود تمام اوس ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے تھے جب اس شکست کی خبر اہل قلعہ کو پہونچی تو گلرخ بیگم کامران مرزا کی

محرم جو صادق محمد خان وغیرہ کی ہمراہی مین سب سے آگے قلعہ کی طرف نامزد ہوا تھا کچھ دور اوسکے تعاقب مین گیا
اور بہت سا مال و اسباب اوسکا بطور غنیمت کے لیکر واپس آیا اکبر نے راجہ ٹوڈرمل کو قلعہ کی کیفیت اور اوسکی آمد و رفت
کے راستون کی تحقیق کے لیے آگے روانہ کیا چنانچہ اوسنے سارے وہان کے حالات اور اوسکی سہل طور پر فتح ہو جانیکی تدبیرین
اکبر کے خاطر نشان کین ساتوین رمضان کو قلعہ سے کوس بھر کے فاصلہ پر اکبر نے منزل کی اور ہر طرف سے اوسکا محاصرہ
کیا اور چارون طرف مورچے قائم کر کے قلعہ والون کو سخت مجبور کیا دو مہینہ کے عرصہ مین اونچے اونچے ٹیلے اور پشتے اوس
قلعہ کے گرد بنائے اور اوپر سے توپین مارنا شروع کین یہانتک کہ اہل قلعہ کو سر اوٹھانے کی بھی مجال نرہی اور ایک حوض کہ
پانی قلعہ کے اندر رہا تا تھا وہ بھی بند کر دیا تب تو قلعہ والے سخت عاجز ہوئے اور سب نے متفق ہو کر مولانا نظام الدین نامے
ایک طالب علم کو جو بہت خوش تقریر تھا امن مانگنے کے لیے بھیجا چنانچہ وہ امیرون کے ذریعہ سے ملازمت مین حاضر ہوا
اکبر نے اوسکی التماس کو قبول کیا اور قاسم علی خان ایقال اور خواجہ دولت ناظر کو قلعہ مین بھیجا تاکہ سب کی تسلی اور دلاسا
کر کے حضور مین حاضر کرین اور چند متصدی بہت ہوشیار امانت دار بھیجے تاکہ سارے اہل قلعہ کے نام قلمبند کر لین اور
تمام وہان کا مال و اسباب ضبط کر کے فہرست اوسکی نظر سے گذرانین اکبر نے ہزبان کو مع چند اوسکے ساتھیون کے
بعوض بعضی بے ادبیون اور بیہودہ گفتگویون کے جو اوسنے قلعہ بند ہونے کے زمانہ مین کی تھین بہت سی تنبیہ و تادیب
کر کے موکلون کے سپرد کیا باقی سب کو چھوڑ دیا یہ فتح تئیسوین شوال سنہ ۹۸۰ نوسو اسی مین حاصل ہوئی اشرف خان میر منشی
نے قطعہ اس فتح کی تاریخ مین لکھا تھا ٭ کشور کشای اکبر غازی کہ بی سخن ٭ جز تیغ او قلاع جہان را کلید نیست ٭ تسخیر کرد قلعہ سورت
بحملہ ٭ این فتح جز بسعی از بخت سعید نیست ٭ تاریخ فتح شد کہ عجب قلعہ گرفت ٭ اینہا بدولت شہ عالم بعید نیست
دوسرے روز اکبر اوس قلعہ کی سیر کو گیا وہان چند دیگین بڑی بڑی اور چند ضرب زن نظر سے گذرین جب سلیمان سلطان
خواندکار روم نے گجرات کی تسخیر کے لیے دریا کے راستہ سے فوج بھیجی تھی اور آخر وہ فوج وہان سے واپس گئی تھی وہ
دیگین دریا کے کنارہ پر پڑی رہگئی تھین خداوندخان وزیر نے جب سورت کا قلعہ بنایا تو اکثر تو قلعہ مین لے آیا جو باقی رہی
تھین وہ حاکم جوناگڈہ نے اوس قلعہ مین پہونچا دین اکبر نے اون سب کو وہان بیکار سمجھکر آگرہ کے قلعہ مین بھیجدیا
خداوندخان نے یہ قلعہ اسواسطے بنایا تھا کہ فرنگی لوگ جو اوس طرف سے اکثر مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور تمام
وہان کے ملکون کو لوٹ لیجاتے تھے اون سے نجات ملے چنانچہ فرنگی اوس قلعہ بنانے مین بہت مانع ہوئے اور بڑی بڑی
توپین مارین مگر کچھ فائدہ نہوا ہر طرف اوس قلعہ کی دیوارون کی بنیاد پانی تک ہے اور اسی قدر عمیق اوسکے گرد خندق
ہے دو طرف کی دیوار جو خشکی سے متصل ہے وہ پتھر اور اینٹون سے بنی ہوئی ہے طول ہر دیوار کا پینتیس گز اور عرض

لوہی کے ساتھ ایک دوسری کو اون پتھرون کے تمام دیوار سر اور ہی گز بیس بھی عرض کا خندق اور ہی گز بیس ارتفاع اور گز چودہ
قلابون سے جڑ دیا ہی اور اوسکی درزون مین سیسا پلادیا ہی کنگرہ اوسکے بڑے بڑے بلند نہایت خوبصورت ہین جو برج
دریا کیطرف ہین اونمین کھڑکیان بنائی ہین جنکو چوکندی کہتے ہین فرنگیون کے نزدیک یہہ ایجاد پرتگال کی ہی چوکندی
کے نہ بنانے دینے مین فرنگیون نے بڑی کوشش کی اور بہت دنون تک لڑتے رہے آخر صلح کی گفتگو کرکے اون کے
بند کردینے کی عوض مین بہت سا روپیہ دینے لگے مگر خداوندخان نے ہرگز نمانا اکبر نے اوسی روز حکومت اوس قلعہ کی
قلیچ خان کے بیٹے کو حوالہ کی اور چودھوین ذی قعدہ کو احمدآباد کی طرف متوجہ ہوا اس قلعہ کے محاصرہ کے زمانہ مین کئی
واقعہ درپیش ہوئے اول یہہ کہ میرزا شرف الدین حسین کو جو دس برس سے آوارہ پھرتا تھا بہار جیو راجہ بگلانہ
پکڑ کر لایا وہ بے ادبانہ حاضر ہونا چاہتا تھا اسلیے اوسکی تنبیہ کرکے موکلون کے سپرد کیا اور جب بہروچ مین منزل ہوئی
تو چنگیزخان کی مان نے جھجھار خان حبشی پر چنگیزخان کے خون کا دعوی پیش کیا اکبر نے بعد تحقیق مقدمہ کے جھجھار خان
کو ہاتھی کے پانون سے کچلوا دیا اونھین دنون مین ابراہیم حسین میرزا مقام سرنال پر شکست کھا کر دہلی گیا اور پٹن مین محمد حسین میرزا
اور شاہ میرزا سے جا ملا اور سب نے متفق ہوکر سورت کا قلعہ چھڑانے کی یہہ تدبیر کی کہ ابراہیم حسین میرزا ہندوستان
مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیرخان فولادی سے متفق ہوکر پٹن کا محاصرہ کرین اکبر
ان سب طرف کے فسادون سے گھبراکر دودل ہوجایگا اور اوسوقت مین ضرور احمدآباد کو چلا آئیگا چنانچہ
سید احمد خان بارہہ پٹن کے قلعہ مین بند ہوگیا قطب الدین محمد خان وغیرہ سارے امیر جنکی مالوہ اور چندیری مین
جاگیرین تھین اوسکی مدد کو گئے اور رستم خان اور عبدالمطلب خان اور شیخ محمد بخاری دہلوی بھی احمدآباد مین
آئے اور وہان سے اعظم خان کو ساتھ لیکر پٹن کی طرف متوجہ ہوئے محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیرخان فولادی
قلعہ کے محاصرہ کو چھوڑکر پٹن سے پانچ کوس پر رستم خان وغیرہ کے مقابلہ کے لیے آئے اور اون کے ہراول نے
بادشاہی فوج کی میمنہ میسرہ کو پریشان کردیا ادھر والون نے بھی شجاعت اور مردانگی ختم کردی آخر مخالف
پراگندہ ہوئے تمام بادشاہی فوج لوٹ کھسوٹ مین مصروف ہوئی شیرخان فولادی افیونی تھا بسبب قبض
طبیعت کے پہر بھر تک طہارتخانہ مین بیٹھا رہا جب وہان سے فارغ ہوا تو بالکل میدان خالی ہوگیا تھا دو تین ہزار
آدمی جو اوسکے ساتھ کے تھے اونکو لیکر شیرخان نے شیخ محمد بخاری دہلوی پر حملہ کیا چنانچہ وہ اس معرکہ مین شہید ہوگئے
پھر اعظم خان نے شیرخان پر یورش کی تب شیرخان بھی بھاگ کر اپنے ساتھیون سے جا ملا شیرخان سے کسی نے پوچھا

بداغ خان اور ایک دوسرا کوئی اور بڑے بہادر ہین اور یہ دونون کبھی معرکہ ہاتھ سے نہین دیتے اونہین کے دھوکے مین
مین نے شیخ محمد پر حملہ کیا تھا اور اگر اول سے مجھکو اونکا حال معلوم ہوتا تو کبھی یہ جرأت نکرتا محمد حسین میرزا دکن کو چلا گیا
شیر خان نے جوناگڈہ مین امین خان غوری وہان کے حاکم کے پاس پناہ لے یہ فتح آٹھوین رمضان ۹۸۱ نوسو اکاسی
مین واقع ہوئی اعظم خان نے سید احمد خان بارہہ کو بدستور سابق قلعہ پٹن مین چھوڑا اور خود سورت مین جاکر اکبر کی
ملازمت مین حاضر ہوا اختیار الملک حبشی جو احمد آباد مین قید خانہ سے بھاگ کر معتمد الفوت سے جا ملا تھا چند روز ہر طرف
فتنہ و فساد برپا کرتا رہا آخر بعضے پرگنون پر قابض و متصرف ہو گیا تھا قطب الدین محمد خان وغیرہ امرای بادشاہی نے
اوسکو جنگلون اور حصارون مین سے نکال کر پکڑا اور اوس ضلع مین تمام اپنے تھانہ بٹھا دیے اوسی زمانہ مین اکبر کا
لشکر سورت سے کوچ کر کے محمود آباد مین آیا تھا ملازمت مین حاضر ہوئے پہلی ذی قعدہ سنہ مذکور کو اکبر کا لشکر احمد آباد
مین پہونچا دس روز وہان توقف رہا اوس مقام پر اکبر نے اعظم خان کو احمد آباد کی حکومت اور سارے امراے اتکہ کو
جدا جدا ضلع عنایت کیے اور مظفر خان کو ڈھائی کرور کی جاگیر دیکر سارنگپور اور اجین اور تمام مالوہ کی حکومت تفویض کی
عید قربان کے روز احمد آباد سے کوچ کیا اور محرم ۹۸۱ نوسو اکاسی مین منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا اوسی
مقام پر سعید خان کی عرضی ملتان سے آئی اوس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین میرزا گرفتار ہو گیا تھا بعد ازان مر گیا
دوسری صفر کو اکبر آگرہ مین داخل ہوا مجملاً احوال ابراہیم حسین میرزا کا یہ ہے کہ وہ گجرات سے فتنہ انگیزی کا ارادہ کر کے
میرٹھ مین آیا اور وہان ایک قافلہ جو آگرہ کو جاتا تھا اوسنے لوٹ لیا پھر ناگور کو گیا خان کلان کا بیٹا فرخ خان قلعہ
اندر بند ہو گیا ابراہیم حسین نے تمام شہر کو خوب لوٹا کھسوٹا ایک روز وہان رہا پھر نارنول کی طرف متوجہ ہوا نارنول
بیس کوس کے فاصلہ پر ہی تھی کہ اتفاقاً راے رام اور راے سنگھ جو گجرات کے راستہ کی نگہبانی پر تعین تھے جودھپور
مع ایک ہزار سوارون کے ناگور مین آتے فرخ خان نے اونکو اپنا متفق کر کے مرزا کا تعاقب کیا اور موضع کھتولی مین
منزل کی ابراہیم حسین یہ خبر سنکر ایسا بھاگا کہ اوس روز کچھ اوسکا پتا نملا شام کے وقت جو دوسری تاریخ رمضان کی
تھی فرخ خان کے لشکر والے سب روزہ دار تھے ایک بڑے حوض کے کنارہ پر روزہ افطار کرنے کے لیے ٹھہرے
ابراہیم حسین نے یکایک پیچھے سے آکر اونپر تیرون کی بوچھار کی اون لوگون نے بھی مستعد ہو کر مقابلہ مین کمی کی ابراہیم نے
وہان بھی شکست کھائی اوسکے ساتھی آدمی جو سات سو سے بھی کسی قدر کم تھے اندھیری رات مین جا بجا متفرق ہو گئے
اونمین سے اکثر گرفتار ہو کر قتل ہوئے چنانچہ سو آدمی فرخ خان کے ہاتھ آئے اون سب کو فوراً تہ تیغ کیا کچھ لوگ زخمی
ہو کر بہت سی مصیبتین اوٹھا کر پھر مرزا سے جا ملے غرض مرزا کی نیت بد کی شامت سے کہین اوسکا مطلب حاصل نہو

پھر مرزا مین سو آدمیون کے ساتھ تمام ملک کو تاخت تاراج کرتا ہوا جمنا اور گنگا اوتر کر پرگنہ اعظم پور مین جو قدیمی اوسکی جاگیر تھی پہونچا
پھر اوسنے یہ تجویز کی کہ سنبھل پر قبضہ کر لون تو بڑی امن ملے گی کیونکہ ادھر کوہ کماؤن بڑی حفاظت کی جگہ اوس سے متصل ہے
اودھر گنگا غنیم کے حملون کی مانع ہوگی مگر یہ مطلب بھی اوسکا حاصل نہوا اور امراے بادشاہی اوسکی سدراہ ہوئے
اتفاقاً اسی عرصہ مین حسین خان مہدی قاسم خانی کانت و گولہ اپنی جاگیر کے ملک سے سرکشون اور باغیون کی تنبیہ کے لیے
بدایون اور پٹیالی کے ملکون مین آگیا تھا مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری اور راجہ بہاڑا مل نے جو وزیر مطلق تھے
فتحپور سے اوسکو لکھا کہ اُن دنون مین ابراہیم حسین میرزا جو جگہ شکست کھا کر نواحی دہلی مین آگیا ہے اور پایہ تخت
آجکل بالکل خالی ہے مناسب ہے کہ جس طرح ممکن ہو تم بہت جلد یہان کو چلے آؤ یہ سُنکر حسین خان فوراً اوس طرف
کوچ کیا اثناے راہ مین جب موضع اودہ پرگنہ جلیسر سے آگے بڑھا تو راجہ اوڈلیہ جو مدت سے قزاقی کرتا تھا اور بہت سے
امیرون کے مقابلہ مین غالب آچکا تھا حسین خان کا سدراہ ہوا اوس روز رمضان کی پندرھوین تاریخ تھی اکثر
سپاہی روزہ دار تھے دوپہر کا وقت تھا سب لوگ متفرق راستہ چلے جاتے تھے کہ یکایک بندوقون کی آواز آنا شروع
ہوئی راجہ نے گنوارون کو ساتھ لیکر اونچے اونچے پیڑون پر تختے بچھا لیے اور اوپر سے تیر اور بندوقین مارنا شروع کین
چنانچہ اس معرکہ مین اکثر آدمی حسین خان کی طرف کے قتل اور اکثر زخمی ہوئے ایک گولی حسین خان کی زانو پر لگی جسکے
صدمہ سے اوسپر ضعف طاری ہوا لیکن اوسنے بڑے استقلال سے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا مصنف صاحب بھی
اوس لشکر کے ساتھ تھے انھون نے چاہا کہ اوسکے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کسی درخت کی پناہ مین لیجاوین مگر حسین خان نے
منع کیا اور لڑائی پر ترغیب دی بڑی کشمکش ہوئی بیشمار آدمی فریقین کے مارے گئے آخر قریب شام کے مسلمانون نے
فتح پائی ہندوون کے غول کے غول بھاگنے شروع ہوئے اوس روز لڑتے لڑتے سپاہی ایسے تھک گئے کہ ہاتھ
ہلانے کی بھی طاقت نرہی تھی بعضے لوگون نے اوس حال مین بھی روزہ نہ توڑا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب بہت
بیطاقت ہوگیا تو مین نے بھی ایک گھونٹ پانی سے اپنی حلق کو تر کیا بعضے آدمی پیاس کی شدت سے مر گئے اس فتح کے
بعد حسین خان پھر کانت و گولہ کو چلا گیا اور اوس ملک کا خوب استحکام کر کے اوسی زخم کی حالت مین ڈولی مین سوار
ہوکر بانس بریلی کے راستہ سے ابراہیم حسین کے مقابلہ کے لیے پھر روانہ ہوا ابراہیم حسین کا لشکر سنبھل سے
پندرہ کوس ورلی طرف پڑا ہوا تھا مگر چونکہ اوسکو حسین خان کی بہادری کا حال معلوم تھا اس سبب سے اوسنے
مقابلہ سے مُنھ موڑ کر امروہہ کا راستہ لیا آدھی رات کے وقت حسین خان سنبھل مین پہونچا معین الدین خان فرنخودی
اور امیر جو اوسکی مدد کو آئے تھے سب قلعہ کے اندر بند تھے حسین خان کے نقارہ کی آواز سُنکر یہ سمجھے کہ مرزا آگئے

حملہ کیا سب پر رعب عظیم طاری ہوا جب قلعہ کے نیچے سے بہت چلا چلا کر کہا کہ حسین خان مدد کو آیا ہے تب دروازہ کھولا صبح کو
شیخ فتح اللہ ترین خلیفہ شیخ الاسلام فتحپوری کے مکان پر جاکر سب نے مشورہ کیا سب کی رائے یہ قرار پائی کہ تولک خان
قوچین اور بیگ نورین خان اور رحمن قلی خان اور کاکر علی خان وغیرہ امرا جو مرزا کے مقابلہ کے لیے آئے ہین
اور پرگنہ اہار مین گنگا کے کنارہ ہمارے منتظر ہین ہم سب اون سے جا ملین اور جو اون سب کی رائے ہو اوسپر
عمل کرین مگر حسین خان اس رائے مین شریک نہوا اور اوسنے کہا کہ جب تم سب سنبھل سے چلے جاؤگے تو مرزا کو
دلیری اور زیادہ ہو جائیگی دو باتون مین سے ایک بات اختیار کرنا چاہیے یا یہ کہ تم گنگا اوترکر مرزا کا سامنا روکو اور مین
پیچھے سے اوسپر حملہ کرون یا مین گنگا اوتر جاؤن تم اس طرف سے اوسکی خبر لو مگر کوئی امیر ان امرون پر راضی نہوا مجبور
ہوکر حسین خان اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر تولک خان قوچین وغیرہ امیرون کے پاس اہار مین گیا اور اونکو وہان کے
شکستہ اور مختصر قلعہ مین پڑے رہنے پر بہت ملامت کی اور یہی مشورہ اونپر پیش کیا اور کہا کہ غنیم نے دار السلطنت کے
قریب فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے اگر تم سب مستعد ہو جاؤ تو اوسکا زندہ گرفتار کر لینا کچھ بات نہین ہے اون سب نے جواب دیا
کہ ہمنے مخدوم الملک اور بہار ال کے لکھنے کے بموجب غنیم کو نواحی دہلی سے نکال کر اضلاع سنبھل مین پہونچا دیا یہ ملک
معین الدین احمد خان کی جاگیر مین ہے اب یہان کے جوابدہ بھی وہی ہون گے ہمسے کچھ تعلق نہین ہم مرزا کے لڑنیکے لیے
مامور نہین ہوئے بلکہ حراست دہلی پر متعین ہین اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرزا نے امروہہ کو لوٹ کر تباہ کر دیا اور وہان سے
اب گنگا اوترکر لاہور کا ارادہ رکھتا ہے یہ سنکر حسین خان اون نادولتخواہ امیرون سے جدا ہوکر مرزا کے مقابلہ کے لیے
فوراً گڈہ مکتیسر کو گیا بادشاہی امیرون مین سے ترک سبحان قلی خان اور فرخ دیوانہ اوسکے ہمراہ ہوئے گڈہ مکتیسر مین آیا تو
سے اور امیرون کے بھی خط آئے کہ جلدی نکرو ہم بھی تمہارے پاس پہونچتے ہین اور بعد اسکے طوعاً کرہاً وہ سب اوس سے
جا ملے مگر یہ ہمراہی اونکی رغبت خاطر سے نتھی بلکہ مجبوری سے تھی مرزا میدان خالی پاکر تمام ملک کو لوٹتا کھسوٹتا چلا جاتا
تھا چنانچہ جب وہ قصبہ پایل مین پہونچا تو اوسکے آدمیون نے مسلمانون کے اہل و عیال کو حد سے زیادہ بے عزت کیا
چنانچہ بارہ کنواری لڑکیون کے پردہ ننگ و ناموس کو چاک کر ڈالا اونمین سے بعضی مر بھی گئین باقی اور شہرون مین بھی
یہی حال کیا حسین خان بھی اوسکا تعاقب کیے ہوئے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا اور باقی اور امیر بھی حسین خان کے
پیچھے پیچھے تھے سرہند تک جاکر اور امیر رہ گئے مگر حسین خان اپنے ساتھیون کو لیکر جو سو آدمیون سے زیادہ نتھے
اور آگے کو بڑھا جب لدھیانہ مین پہونچا تو خبر آئی کہ مرزا لاہور مین پہونچا اور وہان کے سب آدمی قلعہ بند ہو گئے ہین
غرض میرزا وہان سے بھی آگے بڑھ کر شیرگڈہ اور جہنی مین پہونچا حسین قلی خان نے جو نگرکوٹ اور کانگڑہ کے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا مرزا کی یہ خبرین سنکر وہان کے ہندوون سے دار و مدار کر کے پانچ من سونا نگرکوٹ والونے
بطور پیشکش کے دیا اور بادشاہی خطبہ پڑھکر میرزا یوسف خان اور مسند عالی فتوٗ غلام عدلی اور اسمٰعیل قلی خان اور
راجہ بیربر وغیرہ کو ساتھ لیکر مرزا کے تعاقب مین سنکرہ تک پہونچا حسین خان نے یہ سنکر قسم کھائی کہ جب تک
حسین قلی خان کے پاس نہ پہونچ جاؤنگا کھانا نکھاونگا اور تلونڈی کے گھاٹ بیاس کو اوتر کر شیرگڈہ مین
جو توابع جہنی سے ہے پہونچا اور وہان حضرت شیخ داؤد قادری جہنی والہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا جب اونکی
مجلس مین کھانا آیا تو حسین خان نے قسم کا عذر پیش کیا اونھون نے فرمایا کہ کفارت یمین سہل ست وآزردن
دل دوستان جہل تب حسین خان نے فوراً ایک غلام کو آزاد کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اونکے ساتھ کھانا
کھایا اور اوس شب کو اونھین کی خدمت بابرکت مین مستفیض رہا اوس روز تمام لشکر کا کھانا حضرت شیخ کے لنگرگاہ سے تھا
اور جانورون کو گھاس دانہ بھی اونھین کی زراعت خاص سے ملا صبح کو لشکر وہان سے روانہ ہوا مصنف صاحب لکھتے
ہین کہ مین تین روز کے بعد لاہور سے شیرگڈہ مین پہونچا اور شیخ ممدوح کی خدمت مین طرح طرح کے فیض حاصل کیے
چار روز تک اونکی ملازمت مین رہا اور چند شعر فی البدیہہ اونکی تعریف مین لکھکر پیش کیے اور انھون نے پسند بھی
فرمائے سہ ای منزہ نسبت ایجاد تو از ما و طین ٭ ذات پاکت چون پیمبر رحمۃ للعالمین ٭ ہست اسم اعظمت داؤد
گو تاثیر آن ٭ چون سلیمان جن و انس آمد زیر نگین ٭ نکتۂ وجہ اللہ یقین من نمیشد سالہا ٭ روی تو دیدم عیان
شد نکتۂ عین الیقین ٭ اور میرا جی یہ چاہتا تھا کہ کار و بار دنیا سے تعلق ترک کر کے ہمیشہ اوس خانقاہ کی جاروب کشی مین
مصروف ہون مگر شیخ ممدوح اس امر پر راضی نہوئی اور فرمایا کہ اب ہندوستان کو جانا چاہیے جب مین وہان سے
چلا تو بے اختیار چلا چلا کر رونے لگا یہ خبر حضرت شیخ کو پہونچی اور اگرچہ تین روز سے زیادہ اوس خانقاہ مین کسیکو
ٹھہرنے کی اجازت نتھی مگر مجھکو چوتھے روز بھی ٹھہرالیا جب طلنبہ ایک منزل رہا تو حسین خان نے اس مضمون کا
ایک خط حسین قلی خان کو لکھا کہ مین چار سو کوس سے مرزا کے تعاقب مین آیا ہون مناسب یہ ہے کہ تم ایک روز
لڑائی مین توقف کرو اور مجھکو بھی اس فتح مین شریک کرلو اگرچہ حسین قلی خان نے اس امر کو قبول کرلیا مگر لڑائی کا
اتفاق اوسی روز ہوا میرزا ابراہیم حسین اوس روز حسین قلی خان کے آنے سے غافل شکار مین مصروف تھا
بعض آدمی اوسکے کوچ کے ارادہ مین تھے بعضے متفرق اپنے کار و بار مین مصروف تھے یکایک حسین قلی خان نے حملہ کیا
ابراہیم حسین کا چھوٹا بھائی مسعود حسین میرزا مقابل ہوا مگر اوس کشمکش مین اوسکے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر
کھائی کہ مسعود حسین زمین پر گر کر گرفتار ہوگیا میرزا ابراہیم حسین جب شکار سے لوٹا تو کام تمام ہوچکا تھا ہرچند اوسنے

دلیری کو کام فرما کر بڑے بڑے حملے کیے مگر کچھ فائدہ نہوا مجبور ہوکر سرکہ سے بھاگ نکلا فتح سے دوسرے روز حسین خان بھی
پانسو سواروں کے ساتھ نقارہ بجاتا ہوا طلنبہ مین پہونچا حسین قلی خان نے ساری کیفیت لڑائی کی اوس سے
بتفصیل بیان کی حسین خان نے کہا کہ غنیم زندہ نکل گیا تمکو اوسکا تعاقب کرکے گرفتار کرنا بہت ضرور تھا جبتلک
وہ پکڑا نجاوے کام ناتمام ہے حسین قلی خان نے جواب دیا کہ ہمارا لشکر نگرکوٹ کا سفر کرکے آیا ہے اور راستہ
مین بڑی محنت اوٹھائی ہے اسلیے ہمنے اسی فتح کو غنیمت سمجھا اب نوبت اور لوگون کی ہے حسین خان اس توقع پر
کہ شاید نوبت اوسکی بھی آجاوے اور یہ پانسو کوس کی محنت اوسکی ضائع نجاوے وہان سے آگے بڑھا جو آدمی اوسکے
ساتھ کے تھک گئے تھے اونکو فیل و نقارہ کے ساتھ لاہور کو بھیجدیا اور خود چند آدمیون کے ساتھ مرزا کے تعاقب مین
روانہ ہوا اور اوسکے اور میرزا کے درمیان مین تھوڑا ہی سا فاصلہ رہ گیا تھا ایک شب میرزا کا لشکر اوس مقام پر جہان
بیاس اور ستلج دونون آپسمین ملی ہین اوترا جھیلون کے گروہ نے جو ملتان کی رہنے والی ایک رذیل قوم ہے
مرزا کے لشکر پر تیرون کا مینھ برسایا مرزا نے اپنے آدمیون کے ساتھ جنمین اکثر زخمی اور بیکار تھے اونکا مقابلہ کیا مگر وہان
بھی شکست کھائی اتفاقاً ایک تیر مرزا کے نوخرہ پر ایسا لگا کہ اوسکے نخرہ مین بیٹھکر پار ہوگیا مرزا کے لشکر کے سب لوگ اوسکو تنہا چھوڑ کر
ادھر اودھر متفرق ہوگئے مگر دو جہان گئے مارے گئے مرزا کے دو غلام قدیمی اوسکو فقیرانہ لباس پہنا کر اوسی ضعف کے
حال مین ایک طرف کو لے گئے رات کو ایک فقیر گوشہ نشین شیخ زکریا نامے کے مکان پر پناہ لی شیخ زکریا نے ظاہر مین
بہت ملایمت کی مگر خفیہ ملتان مین آدمی بھیجکر سعید خان کو اس امر سے مطلع کیا سعید خان نے دولت خان نامے
اپنے غلام کو بھیجا وہ مرزا کو گرفتار کرکے لے گیا سعید خان نے اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی جب وہ گجرات سے لوٹ کر آیا تھا
آگیا تھا تب وہ عرضی پہونچی حسین خان مرزا کی گرفتاری کی خبر سنکر ملتان مین گیا اور وہان سعید خان سے
ملاقات کی سعید خان نے حسین خان سے کہا کہ تم مرزا سے ملاقات کرو حسین خان نے جواب دیا کہ اگر مین
ملاقات کے وقت تسلیم کرون گا تو بادشاہ کی اخلاص کے خلاف ہوگا اور اگر تسلیم نکرون گا تو مروت اس امر کی
مقتضی نہین اور مرزا اپنے دل مین کہیگا کہ جس روز اسکو محاصرہ ستو اس سے امن ملی تھی تو بہت سی تسلیمین بجالایا
اور آج جو ہمپر برا وقت آیا ہے تو اسقدر استغنا کرتا ہے مرزا نے یہ سنکر کہلا بھیجا کہ تم آؤ تسلیم تمہاری معاف ہے
مگر باوجود اسکے حسین خان جاکر تسلیم بجالایا مرزا نے افسوس کرکے کہا کہ ہمارا ارادہ بغاوت کا نتھا مگر جب ہم جان سے
تنگ آگئے تو بیگانہ ملک کو چلے گئے وہان بھی کسی نے نچھوڑا اور چونکہ ہماری تقدیر مین یہ شکست لکھی تھی کاش اگر تمہارے
ہاتھ سے ہوتی تو بہت مناسب ہوتا کیونکہ تم میرے ہمجنس ہو تمہاری بھی رعایت کا باعث ہوتا مگر بڑا افسوس یہ ہے

کہ مین نے حسین قلی خان کے مقابلہ مین شکست کھائی جو ہمارے دین اور مذہب سے بھی بیگانہ ہے غرض بعد اسکے
حسین خان اوس ملک سے رخصت ہوکر کانت و گولہ اپنی جاگیر کے ملکون کو چلا گیا چندروز کے بعد مرزا اوس قید کی حالت
مین ملتان مین مر گیا پھر کانت اور گولہ سے حسین خان درگاہ مین آیا اودھر سے حسین قلی خان مسعود حسین مرزا کو آنکھین باندہکر
مع تمام اون قیدیون کے جو مرزا کی طرف سے گرفتار ہوئے تھے اور وہ سب قریب تین ہزار آدمیون کے تھے اور گدھے اور سور
اور کتے کے چمڑے اون سب کے منہ پر چڑھا دیے تھے فتحپور مین ملازمت مین حاضر ہوا اونمین سے چند آدمی طرح طرح کی
عذابون سے مارے گئے باقی سب کو چھوڑ دیا چند معزز نوکر مرزا کے جو سب قریب سو آدمیون کے ہونگے اور اونھون نے
القاب خانی کا پایا تھا ملتان کے راستہ مین حسین خان کے پاس پناہ لائے تھے اور حسین خان نے اونکو اسن دیکر
اپنے ساتھ لے لیا تھا اور اپنی جاگیر مین جاکر اون سب کو اونکے گھرون کو رخصت کر دیا تھا حسین قلی خان نے اکبر کے
سامنے اونکا بھی ذکر کیا حسین خان نے جواب دیا کہ چونکہ قیدیون کے قتل کا حکم تھا اسلیے بادشاہ کے سر کے تصدق مین
اون سب کو چھوڑ دیا اکبر نے اس امر سے درگذر کی اور کچھ حسین خان سے بازپرس نکی اونھین دنون مین سعید خان نے
ملتان سے آکر میرزا ابراہیم حسین کا سر جو اوسکے مرجانے کے بعد تن سے جدا کر لیا تھا ملازمت مین حاضر ہوکر پیش کیا
سنہ ۹۸۰ نوسواسی مین نگرکوٹ حسین قلی خان نے فتح کیا تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ اکبر کو صغر سن کے زمانہ سے برہمنون
اور بادفروشون اور ہر قسم کے ہندوون سے ربط خاص تھا ابتداے جلوس مین ایک برہمن بادفروش ولایت کالپی سے آکر
ملازمت مین حاضر ہوا برہمداس اوسکا نام تھا اور ہمیشہ سے پیشہ اوسکا یہ تھا کہ ہندوون کی تعریفون مین کبت کہا کرتا تھا
اس فن مین اوسکو نہایت مہارت تھی اکبر کے مزاج مین اوسکو بہت دخل ہو گیا روز بروز اوسکے مرتبہ کی ترقی ہوتی رہی یہانتک
کہ بڑے منصب پر پہونچا اور اکبر کے خاص مصاحبون مین شامل ہوا اول اوسکو کب رائی یعنی ملک الشعرائی کا خطاب دیا
بعد ازان راجہ بیربر نام عنایت کیا اور چونکہ اونھین دنون مین راجہ جے چند حاکم نگرکوٹ سے اکبر کا مزاج کچھ منحرف ہوا اسلیے نگرکوٹ کے
قلعہ کو راجہ بیربر کی جاگیر مین عنایت کیا اور ایک فرمان حسین قلی خان حاکم لاہور کے نام لکھا کہ نگرکوٹ کو فتح کرکے راجہ بیربر کے
قبضہ مین دیدے حسب الحکم حسین قلی خان نے میرزا یوسف خان اور جعفر خان پسر قزاق خان اور فتو مسند عالی وغیرہ
امراے پنجاب کو ساتھ لیکر اوس طرف توجہ کی اول دھمیری اور گوالیار اور کوٹلہ کے قلعون کو بزور تسخیر کیا اور وہان اپنے
محافظ چھوڑے وہان سے نگرکوٹ کا راستہ بہت خراب تھا حسین قلی خان اوسی راستہ کو تمام اپنا لشکر اور ہاتھی اور
گھوڑے اور بڑی بڑی توپین لیگیا اور قلعہ کانگڑہ کا جاکر محاصرہ کیا بدھی چند پسر راجہ جے چند قلعہ کے اندر بند ہو گیا
نگرکوٹ سے باہر ایک بڑا نامی بتخانہ تھا جسکے میلہ مین ہر سال لاکھون بلکہ کرورہا ہندو جمع ہوتے تھے اور ڈھیرون سونا

اور چاندی اور ہر قسم کا اسباب چڑھاتے تھے اوسپر مسلمانون نے قبضہ کرلیا اور سونے کا چتر جو اوسکے گنبد پر تھا اوسپر
بہت سے تیر مارے اور دو سو سیاہ مادہ گاو جو ہندوون نے وہان پرستش کے واسطے چھوڑ دی تھین مسلمانون نے
ذبح کر ڈالین اور اونکا خون تمام اوس بتخانہ کے در و دیوار پر چھڑکا اور وہان کے بیشمار مجاورون کو قتل کیا اس سبب سے
سارے ہندو میربر کو بہت ملامت کرتے تھے پھر مسلمانون نے قلعہ کے باہر بابر سارے نگرکوٹ پر قبضہ کرلیا اور بدہی چند
کے مکان پر توپین مارنا شروع کین چنانچہ اسّی آدمی اونکے صدمہ سے مارے گئے پھر بدہی چند نے صلح کی گفتگو شروع
کی اور قریب تھا کہ وہ قلعہ فتح ہو جاوے کہ یکایک خبر پہونچی کہ مرزا ابراہیم حسین نے لاہور پر حملہ کیا ہے اور قطع نظر اسکے
حسین قلی خان کی فوج کے لوگ تنگ بھی بہت تھے اس سبب سے حسین قلی خان نے صلح کرلی اور پانچ من سونا
بوزن اکبر شاہی جو اوس بتخانہ کی ایک سال کی آمدنی تھی اور سوا اسکے اور بہت سا عمدہ عمدہ ہر قسم کا اسباب
بطور نذر کے بدہی چند سے قبول کیا اور اسی سال کے ماہ شوال مین وہان خطبہ اکبر کے نام کا پڑھا اور راجہ جے چند کے
دروازہ کے سامنے ایک بڑی مسجد کی بنیاد ڈالی بعد ازان ابراہیم حسین میرزا کا فتنہ دفع کرنے کے لیے متوجہ ہوا
جب قصبہ جماری مین پہونچا تو حضرت خواجہ عبد الشہید نبیرۂ خواجہ احرار قدس سرہ العزیز کی خدمت سے مشرف ہوا
خواجہ ممدوح نے فتح کی بشارت دی اور ایک کپڑا ملبوس خاص اپنا خان مذکور کو عنایت فرمایا اور یہ اوسی دعا کا اثر تھا
کہ حسین قلی خان نے طلبنہ مین آتے ہی میرزا ابراہیم حسین پر فتح پائی چنانچہ یہ قصہ پہلے مذکور ہوچکا اسی سال میرزا
سلیمان کروانی حاکم بنگالہ نے جسنے اپنا خطاب حضرت اعلی مقرر کرکے کٹک بنارس پر اپنا قبضہ کرلیا اور جو جگناتھ کو جو
ہندوون کی بڑی پرستش گاہ ہے دار الاسلام بنایا تھا اور کامروپ سے اوڑیسہ تک تمام ملک اوسکے قبضہ مین آگیا تھا
انتقال کیا بعد اوسکے اوسکا بیٹا بایزید قائم مقام ہوا پانچ چھ مہینہ کے عرصہ مین پٹھانون نے اوسکو قتل کرکے اوسکے
چھوٹے بھائی داؤد بن سلیمان کو تخت پر بٹھایا اسی سال مین یا سال گذشتہ مین حضرت شیخ نظام الدین انبیٹھی اولیا
رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال کیا ۹۸۱ھ نو سو اکاسی مین دوبارہ اکبر گجرات کے فتنہ و فساد رفع کرنے کے لیے سانڈنی پر
سوار ہو کر نو روز کے عرصہ مین فتحپور سے احمد آباد پہونچا اور وہان اون لوگون کو جنھون نے اعظم خان کو قلعہ مین
گھیر لیا تھا گوشمالی دیکر پھر بہت جلد واپس آیا تفصیل اوسکی یہ ہے اول مرتبہ اکبر احمد آباد کی حکومت اعظم خان کے سپرد
کر آیا تھا وہان کے مفسدون نے ہر طرف سرکشی شروع کی اختیار الملک گجراتی نے حبشیون کی جماعت کو ساتھ لیکر
احمد نگر وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور محمد حسین میرزا نے گجرات سے آکر اول سورت کی تسخیر کا ارادہ کیا مگر وہان قلیج خان
مانع ہوا تو محمد حسین میرزا نے کھنبایت مین آکر اپنا قبضہ کرلیا اعظم خان نے اختیار الملک پر بذات خود فوج کشی کی

احمد نگر اور ایدر کے درمیان مین دونون کے لشکرون کا مقابلہ ہوا اور اعظم خان نے تورنگ خان ولد قطب الدین محمد خان
کو مع سید حامد کے محمد حسین میرزا کے مقابلہ کے لیے بھیجا محمد حسین میرزا نے کئی لڑائیان بڑی دلیری سے لڑین
آخر شکست کھاکر اختیار الملک سے جا ملا اور جھجار خان حبشی کا بیٹا اور شیر خان فولادی کے بیٹے بھی اختیار الملک کے
شریک ہوگئے تب اوسنے یہ ارادہ کیا کہ دوسرے راستہ سے جاکر احمد آباد مین داخل ہو اعظم خان پیشدستی کرکے
شہر مین داخل ہوا اور اوسنے قطب الدین احمد خان کو بھی بھروچ سے اپنی مدد کے لیے بلا لیا مگر چونکہ اعظم خان کو اپنے
آدمیون پر اچھی طرح اعتماد نہ تھا اس سبب سے قلعہ کے اندر بند ہوگیا اختیار الملک نے قریب بیس ہزار کی جمعیت گجراتیون
اور پٹھانون اور راجپوتون کی جمعیت ساتھ لیکر قلعہ کا محاصرہ کیا ہر روز لڑائی ہوتی تھی فاضل محمد خان ولد رشید محمد خان
کلان اس معرکہ مین مارا گیا اعظم خان نے ان سارے حالات سے اکبر کو مطلع کرکے عرضیان اوسکی طلب مین
لکھین اکبر نے اون امیرون کو جو پہلے اس مہم مین ساتھ تھے ایکمرتبہ اپنی ہمراہی کا حکم دیا اور حسین قلی خان کو
خان جہان کا خطاب دیکر مع امراے پنجاب کے اوس طرف روانہ کیا اور سعید خان کو ملتان کی طرف نامزد کیا اور
شجاعت خان کو اپنے لشکر کی لیین ڈوری کے ساتھ آگے آگے روانہ کیا اور یکشنبہ کے روز چوبیسوین ربیع الثانی
کو تیز ساڈنیون پر سوار ہوکر بساور اور تودہ کے راستہ سے خود روانہ ہوا اور روز مین سو کوس راہ طے کرکے
چھبیسوین ماہ مذکور کو اجمیر مین پہونچا اور وہان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے
مشرف ہوکر اوسی روز شام کے وقت چلدیا قصبہ بالیانہ مین فوج کو معاینہ کرکے ترتیب دیا خانخانان بیرم خان کے
بیٹے مرزا جان کو قلب سپاہ مین متعین کیا اور سید محمود بارہہ اور صادق محمد خان وغیرہ امرا کو اوسکے ساتھ کیا اور
میر محمد خان کلان کو میمنہ مین اور وزیر خان کو میسرہ مین نامزد کیا اور محمد قلی خان اور ترخان دیوانہ کو ہراول فوج کا
مقرر کیا وہ دونون تمام لشکر مین سے جو قریب تین ہزار سوار کے تھا سو سوار عمدہ کارآزمودہ چھانٹ کر آگے بڑھے
جب وہ قصبہ کری مین جو احمد آباد سے بیس کوس ورلی طرف ہے پہونچے تو مخالفون نے وہان کے قلعہ سے
نکل کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر مین سیکڑون باغی قتل ہوئے آخر مغلوب ہوکر بھاگ گئے چونکہ قلعہ کے فتح کرنے
کو لیے اکبر کا حکم نہ تھا اسواسطے اون دونون نے وہان سے پانچ کوس آگے بڑھ کر مقام کیا بعد ازان اکبر کے
لشکر نے بھی وہین پہونچکر منزل کی نوین روز اکبر نے احمد آباد سے تین کوس ورلی طرف مقام کیا وہان سے آصف خان
کو خان اعظم کے بلانے کے لیے بھیجا اور اوس روز تمام فوج کو ہتھیار اپنے خزانہ خاص سے تقسیم کیے پہلے سے
مخالف بالکل غافل تھے جب اونھون نے آواز کرنا کی سنی تو سب مضطرب ہوکر اپنے گھوڑون کیطرف دوڑے

محمد حسین میرزا وہ تین سواروں کے ساتھ تحقیق حال کے لیے دریا کے کنارہ آیا سب اتفاق اس طرف سے ترکہ سپاہ اکبر
بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ دریا پار گیا تھا محمد حسین میرزا نے اوس سے پوچھا کہ بہادر یہ کسکی فوج ہے اوسنے بیان کیا کہ بادشاہ کی فوج ہے
محمد حسین نے کہا کہ چودہ روز ہوئے کہ میرے قاصدوں نے بادشاہ کو فتحپور میں چھوڑا ہے اور قطع نظر اسکے اگر بادشاہی فوج ہے
تو وہ ہاتھی جو ہمیشہ ہمرکاب رہتے ہیں کہاں ہیں سجانقلی نے جواب دیا کہ نو روز کے عرصہ میں ہاتھی چار سو کوس کا فاصلہ کیونکر
طے کر سکتے تھے یہ سنکر میرزا نے فوراً اپنی فوج کو ترتیب دیکر مقابلہ کا سامان کیا اور اختیار الملک کو پانچ ہزار سواروں کے
ساتھ خان اعظم کے مقابلہ پر بھیجا تاکہ اوسکو قلعہ سے باہر نہ نکلنے دے اکبر کی فوج نے بھی دریا سے عبور کیا میرزا نے سبقت کر کے
ڈیڑھ ہزار مغل جو سب خانی کا خطاب رکھتے تھے اور بڑی بڑی جاگیروں اور منصبوں کے امیدوار تھے ساتھ لیکر بادشاہی فوج کے
ہراول محمد قلی خان اور ترخان پر حملہ کر کے سامنے سے ہٹا دیا اور حبشیوں اور پٹھانوں نے معاً وزیر خان پر جو بیسری
فوج میں تھا حملہ کیا دونوں طرف کے بہادروں نے بڑی بڑی دلیریاں کیں اوسوقت یا معین اکبر کے ورد زبان تھا
جب اکبر نے ہراول کو کمزور دیکھا تو خود بھی اونمیں شامل ہو گیا اور مخالفوں کی فوج کو متواتر حملہ کر کے درہم برہم کر دیا سیف خان
کوکہ اپنی جماعت کو لیکر غنیم کی فوج کے اندر گھس گیا اونمیں سے ایک شخص بھی زندہ نہ پھرا محمد حسین مرزا نے اپنی کوشش میں
کچھ قصور نکیا لیکن تقدیر سے مجبور تھا گھوڑا اوسکا زخمی ہو کر میدان سے بھاگا اتفاقاً ایک تھوہڑ کا پیڑ سامنے آگیا مرزا نے
یہ قصد کیا کہ گھوڑے کو کودا کر اوس پیڑ کو پھلانگ جاوے مگر یہ ممکن نہوا اور اوس حال میں مرزا بھی گھوڑے سے زمین پر
گر پڑا گدا علی نامے ایک شخص اوسکے تعاقب میں تھا فی الحال مرزا کو گرفتار کر کے اکبر کے روبرو حاضر کیا اکبر نے بنی ملامت
کے ساتھ کچھ اوسپر عتاب کر کے راے سنگھ کے سپرد کیا وزیر خان نے بھی مردانگی کو کار فرما ہو کر اپنے مقابلہ کے پٹھانوں اور
حبشیوں کو پسپا کر دیا اسی طرح خان کلان نے شیر خان فولادی کے بیٹوں کو مغلوب کیا اسکے بعد سب مخالفوں کے
پانوں اوکھڑ گئے اور میدان غنیم کی فوج سے خالی ہو گیا اس فتح کے بعد اکبر ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مخالفوں کا حال تحقیق کر رہا تھا
کہ یکایک اختیار الملک گجراتی جو پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے خان اعظم کا راستہ روکے ہوئے تھا مرزا کی شکست کی خبر
سنکر مقابلہ کے لیے آیا اوسکو دیکھتے ہی تمام اکبر کی فوج میں اضطراب عظیم پیدا ہو گیا اکبر نے اور اوسکی تمام فوج نے یا معین کا
شور مچا دیا اور مخالفوں پر تیر برسانے شروع کیے بعد ازاں چند سرداروں نے حملہ کر کے بڑے بڑے کارنمایاں کیے
منجملہ اونکے حسین خان نے بھی اوس روز بڑا کام کیا اکبر نے اپنی شمشیر ہلالی خاص جو ساری تلواروں میں عمدہ تھی
اوسوقت اوسکو عنایت کی اختیار الملک بے اختیار بگٹٹ گھوڑا پھینکے چلا آتا تھا اتفاقاً اوسکا گھوڑا بھی کیکر کے
پیڑوں میں جا پھنسا اوس کشمکش میں اختیار الملک گھوڑے سے گر پڑا سہراب بیگ ترکمان نے جو اوسکا پیچھا کیے ہوئے

پہلا آتا تھا فوراً اوسکو پکڑ لیا اختیار الملک نے کہا کہ ای جوان تو ترکمان معلوم ہوتا ہی اور ترکمانون کو حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے
نہایت خلوص ہوتا ہے مین سید بخاری ہون میری جان پر رحم کر سہراب بیگ نے جواب دیا کہ مین تجھکو پہچانتا ہون تو
اختیار الملک ہی یہ کہکر اوسکے سر کو جدا کیا اس اثنا مین گھوڑا اوسکا کوئی اور لے اوڑا سہراب بیگ نے وہ سر لاکر اکبر کے
حضور مین پیش کیا اکبر نے اوسکے عوض مین اوسکے ساتھ بڑی رعایت کی اوس معرکہ مین قریب ہزار سرون کے میدان مین
پڑے ہوئے تھے اکبر نے اون کو جمع کرکے ایک منارہ بنوایا تاکہ سب کو عبرت حاصل ہو جسوقت اختیار الملک کی لڑائی گرم
تھی رای سنگ کے آدمیون نے محمد حسین میرزا کو ہاتھی سے اوتار کر قتل کر ڈالا اسی حال مین خان اعظم قلعہ سے نکل کر بملازمت مین
حاضر ہوا اکبر اوس سے بغلگیر ہو کر ملا اور بڑی مہربانی سے اوسکی مزاج پرسی کی پانچ روز اعتماد خان کی منزل مین توقف کیا
بعد ازان قطب الدین محمد خان کو مع اوسکے بیٹے نورنگ خان کے بھروچ اور چاپانیر کی طرف شاہ مرزا کے مقابلہ کے لیے
بھیجا اور خان کلان کو حکومت پٹن اور وزیر خان کو دولقہ اور دندوقہ کی طرف نامزد کیا اور لشکر خان بخشی کو ایدر کے راستہ سے
آگرہ اور فتحپور کی طرف روانہ کیا سولھوین جمادی الاول کو اکبر نے احمد آباد سے کوچ کرکے محمود آباد مین جو سلطان محمود گجراتی کے
متعلقات مین سے تھا منزل کی اور وہان سے خان اعظم وغیرہ تمام گجرات کے امیرون کو اوس طرف رخصت کیا اور میرزا
غیاث الدین قزوینی بخشی کو آصف خان کا خطاب اور دیوانی اور بخشیگری گجرات کی عنایت کی تیسری جمادی الثانی کو
اکبر اجمیر مین داخل ہوا اور سانگانیر کی منزل سے راجہ ٹوڈرمل کو جو آگرہ مین رسد کے انتظام کے واسطے رہ گیا تھا گجرات کی
جمع کی تحقیقات کے واسطے روانہ کیا ساتوین جمادی الآخر کو آگرہ مین داخل ہوا کل آمد و رفت اس سفر کی ڈیڑھ مہینہ
مین تمام ہوئی اسی مہینہ کی پچیسوین تاریخ کو شاہزادون کے ختنے ہوئے اور بائیسوین ماہ رجب کو شاہزادہ سلطان سلیم کو
مولانا میر کلان محدث ہروی کے پاس پڑھنے کے لیے بٹھایا مولانا مذکور میرک شاہ بن میر جمال الدین محدث کے شاگرد تھے
اسی سال مین مظفر خان کو جسکے پاس سارنگپور کی حکومت تھی بلاکر وزیر مطلق مقرر کیا اور جملۃ الملکی کا خطاب اور
اوسکے القاب مین بڑھا دیا اور شیخ محمد بخاری جو پٹن کی لڑائی مین مارے گئے تھے اور سیف خان جو احمد آباد کی اخیر
لڑائی مین کام آئے تھے اون دونون کا قرض قریب ایک لاکھ روپیہ کے تھا وہ سب اکبر نے اپنے خزانہ سے
ادا کیا اسی سال مین اکبر نے راجہ ٹوڈرمل کو ایک تلوار عنایت کی اور لشکر خان بخشی کے ساتھ جسکو اکثر عوام الناس
شہبر خان کہتے تھے فتح بنگالہ کے اہتمام کے لیے منعم خان خانخانان کے پاس بھیجا اور شہر اللہ کنبوہی لاہوری کو
شہباز خانی کا خطاب عنایت کرکے میر بخشی کیا اور یہ سجع اوسکی مہر کا مقرر ہوا ؎ از یمن عنایات صاحبقرانی ۔ ہر سیار ہم
زخدمت بشہباز خانی ۔ اسی سال مین میر محسن رضوی جو دکن کے ملکون کو بطور رسالت کے گیا تھا تحفہ لائق

وہان کے عالمون سے دربار مین لایا اسی سال کی سولھوین شوال کو بنگالہ کی تسخیر پر حضرت خواجہ سے استمداد کے لیے اکبر اجمیر
روانہ ہوا موضع دابر مین جو فتحپور سے چار کوس پر ہے خواجہ عبد الشہید نبیرۂ خواجۂ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر سے ملاقات
کر کے مرزا شرف الدین حسین کی خلاصی کی درخواست کی اکبر نے اگرچہ اونکی بلا پر بہت تواضع اور تعظیم کی مگر یہ درخواست
منظور نکی چنانچہ خواجۂ مذکور آزردہ خاطر ہوکر رخصت ہو گئے جب اجمیر سات کوس رہی تو وہان سے اکبر پیادہ پا ہو لیا
بارھوین ذی قعدہ کو اوس مزار متبرک کی زیارت سے مشرف ہوا اسی مہینہ کی سترھوین تاریخ کو نوروز کا دن تھا اس روز کی
اکبر ہمیشہ تعظیم کیا کرتا تھا چنانچہ بدستور سابق اوس روز ایک جشن عالی ترتیب دیا اور بقدر ایک لاکھ روپیہ کے حضار مجلس کو
تقسیم کیا تئیسوین تاریخ کو وہان سے آگرہ کی طرف قصد کیا اور وہان پہونچکر بنگالہ کی مہم کے سامان مین مصروف ہوا
اور بہت سی کشتیان تیار کرائین اونمین سے شیر سر اور نہنگ سر دو کشتیان بڑی وسیع تھین اسی سال کے آخر ماہ ذی الحجہ
مین مصنف صاحب حسین خان کی صحبت ترک کر کے بداؤن سے آگرہ مین آکر جمال خان قورچی اور حکیم عین الملک کے
وسیلہ سے اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوئے چونکہ اون دنون مین اکبر کے دربار مین اہل علم کی بہت قدر تھی اس سبب سے
فوراً اکبر نے اونکو اپنے مصاحبون مین داخل کر کے بڑے بڑے عالمون سے مباحثہ کرایا اور بذات خود غالب و مغلوب کی
تمیز کرتا تھا لیکن مصنف صاحب اپنے ذہن کی تیزی اور طبیعت کی قوت کے سبب غالب رہے اول ہی ملاقات مین اکبر
مصنف صاحب کی تعریف کر کے یہ کہا تھا کہ یہ فاضل بداؤنی حاجی ابراہیم سرہندی کی سرکوبی کریگا اسلیے اکبر کا دلی
منشا یہ تھا کہ مصنف صاحب حاجی ابراہیم کو مناظرہ کے وقت الزام دین چنانچہ یہی ہوا اور مصنف صاحب نے
اکثر اوسکو ملزم کیا شیخ عبد النبی صدر کو مصنف صاحب سے یہ رنج تھا کہ انھون نے اوس سے توسل نکیا تھا
اب جو گفتگو مین بھی ہمیشہ اوس سے مقابلہ ہونے لگا تو اور کدورت بڑھ گئی مگر رفتہ رفتہ آخر کو وہ کلفت دور ہوکر باہم موافقت
پیدا ہو گئی اونھین دنون مین شیخ ابو الفضل خلف شیخ مبارک ناگوری جو بڑا دانشمند اور صاحب علم تھا ملازمت
مین حاضر ہوا اکبر نے اپنی عنایات گوناگون سے اوسکو ممتاز کیا اسی سال مین بڑی بڑی عمارتین اجمیر کے رستے
مین تیار ہوئین سبب اوسکا یہ تھا کہ چونکہ اکبر نے فرط اعتقاد سے ہر سال اجمیر کا جانا لازم کر لیا تھا اسلیے آگرہ سے
اجمیر تک ہر منزل پر ایک محل تیار کرایا اور ہر ہر کوس پر ایک منارہ اور کنوان بنوایا اور کئی لاکھ ہرنون کی سینگ
جو اکبر نے اپنی مدۃ العمر مین شکار کیے تھے اون مناروں پر بطور یادگار کے نصب کرا دیے ہیل شاخ اوسکی تاریخ
ہوئی اسی سال مین شہباز خان کنبو کی راے کے موجب داغ محلہ کی رسم جاری ہوئی اور تمام ملک مین کروڑی
مقرر ہوئے سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی مین صفر کی چاندرات کو بنگالہ کا قصد کر کے اکبر کشتی مین سوار ہوا باعث اس

قصہ کا یہ ہوا کہ سلیمان افغان کرزانی سلیم شاہ کے وقت سے بنگالہ پر بالاستقلال متصرف تھا جب اوسکا انتقال ہوا تو اوسکا
بڑا بیٹا بایزید چند روز باپ کا قائم مقام رہا مگر چونکہ امیرون کے ساتھ اوسنے بدسلوکیان کین اس سبب سے بعضے امیرون
نے اوسکو قتل کرڈالا تب سلیمان کا چھوٹا بیٹا داؤد جو ولیعہد بھی تھا بادشاہی کا خطاب مقرر کرکے تخت نشین ہوا سلیمان
ہمیشہ بادشاہان دہلی کو عرضیان بھیجتا رہتا تھا اور دائرۂ اطاعت سے کبھی باہر نہوتا تھا داؤد نے یہ طریقہ بالکل موقوف
کردیا یہ خبر اکبر کو قلعہ سورت مین پہونچی وہان سے خانخانان منعم خان کے نام جو اون دنون جونپور مین تھا فرمان صادر ہوا
کہ داؤد کی تنبیہ قرار واقعی کرکے بہار کو تسخیر کرے چنانچہ خانخانان ایک بڑا بھاری لشکر لیکر اوس طرف متوجہ ہوا اور دو لاکھ
روپیہ نقد اور بہت سے عمدہ تحفہ داؤد سے بطور پیشکش کے لیکر صلح کرکے واپس آیا اون دنون داؤد حاجی پور مین تھا
چند روز کے بعد لودی اوسکا امیر الامرا جس سے تمام ملک کا انتظام متعلق تھا مخالف ہوکر رہتاس کے قلعہ مین استقلال کا
دم بھرنے لگا داؤد نے قتلو خان حاکم جگناتھ کے بہکانے سے بلطائف الحیل اوسکو گرفتار کیا اور سارا اوسکا مال و اسباب
ضبط کرلیا لودی نے اوس حال مین بھی کہ اوسکو اپنے مرنے کا یقین تھا نصیحت سے درگذر نکی اور کہا کہ اگرچہ
مجھکو یقین ہے کہ میرے قتل کے بعد تجھکو بڑی پشیمانی ہوگی اور کچھ فائدہ نہوگا مگر مین ایک تدبیر بتلاتا ہون اگر اوسپر
عمل کریگا تو بہتر ہوگا اور وہ یہ ہے کہ مین نے جو دو لاکھ روپیہ پر مغلون سے صلح کرادی ہے اسپر ہرگز اعتماد نکیجیو وہ ہرگز
فقط اتنے پر صبر نکرینگے اسلیے مناسب ہے کہ اول تو ہی پیشدستی کیجیو کیونکہ پہلی چوٹ کرنے والا ہمیشہ میری ہوتا ہے
داؤد نے اوسکی باتون کو غرض آمیز سمجھکر کچھ خیال نکیا اور فوراً اوسکو قتل کرڈالا یہ سنکر مغلون کی ہمت اور زیادہ
بڑھ گئی خانخانان بہت سا لشکر لیکر دوبارہ پٹنہ اور حاجی پور کی طرف متوجہ ہوا اوس وقت داؤد کو لودی کی قدر ہوئی
اور اوسکے قتل سے بہت نادم ہوا مگر اب حسرت و افسوس سے کیا فائدہ تھا تب اوسنے پٹنہ کے قلعہ کی شکست و ریخت
کی مرمت کی اور لڑائی سے پہلے ہی قلعہ مین بند ہوگیا اور چونکہ امرا اوسکی بدسلوکیون سے ناراض تھے اس سبب سے
سب متفرق ہوگئے اکبر نے اوس تاریخ کو کہ پہلے مذکور ہوئی مرزا یوسف خان کو لشکر کا سردار کرکے خشکی کے رستہ سے
روانہ کیا اور شہاب الدین احمد خان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑکر خود دریا کے راستہ سے روانہ ہوا اوس وقت
مصنف صاحب نے یہ رباعی تصنیف کی تھی ۵ شاہنشہ داد گستر و دین پرور ٭ جمشید جہانستان محمد اکبر
بنشست بروی بحر چون اسکندر ٭ ہم بحر بفرمان وی آمد ہم بر ٭ بڑا شاہزادہ بھی اس سفر مین ہمراہ ہوا کشتیون کی
یہ کثرت تھی کہ دریا کا پانی بالکل نظر نہ آتا تھا ملاح وغیرہ جو اپنی زبانون مین گیت گاتے جاتے تھے وہ بھی بڑا مزا
دیتی تھی دن بھر کشتیون مین بیٹھکر سیر و شکار کرتے ہوئے چلے جاتے تھے رات کو لنگر ہوتا تھا اور ہر طرح کی

علمی بحث اور شعر و شاعری کا تذکرہ رہتا تھا ٹیسوین صفر کو الہ آباد مین جہان گنگا اور جمنا دونون ملتی ہین منزل
ہوئی ہندو جو مذہب تناسخ کے قائل ہین دوسرے قالب مین اپنے مدعا حاصل ہونیکی امید پر اوس جگہہ
طرح طرح کے عذابون سے اپنے آپکو قتل کیا کرتے تھے بعضے ایسے چیرتے تھے بعضے زبان کاٹ ڈالتے تھے بعضے
اونچا اونچے درختون پر چڑھکر گنگا مین گرکر ڈوب مرتے تھے اکبر نے وہان بڑی عمارت بنوائی اور الہ آباد اوسکا نام رکھا
اس سے پہلے پیاگ اوسکا نام تھا بنارس سے شیر بیگ تواچی کو کشتی مین بٹھاکر خانخانان کے پاس روانہ کیا
دوسری ربیع الثانی کو موضع یحیی پور سے جو توابعات جونپور سے ہے اور گنگا اور گودی ندی اوس مقام پر باہم
ملی ہین شاہزادہ اور اہل حرم اور صدر اور قاضیون کی کشتیون کو گودی ندی کے اوپر چڑھاکر جونپور کو روانہ کیا
خود بھی دو تین منزل اوس طرف گیا تھا مگر خانخانان کی استدعا کے بموجب واپس ہوکر پھر گنگا کے راستے
روانہ ہوا اسی منزل مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود بکری نے انتقال کیا اور محب علی خان اوس تمام ملک پر
قابض ہوگیا چھٹی ماہ مذکور کو لشکر پتنکی کے راستے سے آیا تھا غازی پور مین اکبر سے ملگیا اسی منزل مین
اعتماد خان خواجہ سرا سے خانخانان کے پاس سے آیا اور اوسنے سب احوال خانخانان کے لشکر کا مفصل بیان
کیا اور یہ درخواست کی کہ بہت جلد اوس طرف توجہ کرنا چاہیے سال فتح کا تاریخ اوسے یہ کی اصفہانی جعفر بیگ نے
جو خان زمان کی شکست کے بعد جونپور مین متوطن ہوگیا تھا جعفر کے قاعدے کے بموجب جو چند حرف نکالے اون
سے یہ شعر مرکب ہوا ع [illegible]
وہان سے مراجعت کرکے چند جونپور مین آیا تو سید میر کو بھی ملازمت مین حاضر ہوا اور یہ فال جفر کی دیکھی اور بزور
یہ شعر نکالا ع مژدہ فتح بناگاہ رسید [illegible] مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی
اوس سے ملاقات کی اور یہ علم سیکھنا چاہا اوسنے منظور کیا مگر یہ کہا کہ یہ علم اہل بیت سے مخصوص ہے اور کتنی طبیعت
اور مین جنپر اسکا حصول موقوف ہے آخر معلوم ہوا کہ وہ شرط شیعہ مذہب کا اختیار کرنا تھی اور یہ بھی کھل گیا کہ یہ
فال بھی رمل اور فالون کے محض جعلی اور اختراعی ہے اور جس شخص کو کچھ قوت ذہن کی حاصل ہو وہ اپنی طبیعت
سے ایسی باتین نکال سکتا ہے چنانچہ مین نے ابجد ازین بے اوسکے بتائے اس فن کو حاصل کرلیا بیسوین
ربیع الثانی کو جوسا مین لشکر داخل ہوا اسی منزل مین خانخانان کی عرضی آئی اوسکا مضمون یہ تھا کہ عیسی خان
نیازی جو پٹھانون کا بڑا نامی اور بہادر سردار تھا بہت سے ہاتھی اور بیشمار لشکر ساتھ لیکر پٹنہ کے قلعہ سے نکل کر
مقابل ہوا اوسکو لشکر خان کے ایک غلام نے قتل کیا ہاشم خان برادر شہاب الدین احمد خان خلع خانخانان کے

ساتھ تھا اور اوسکا بیٹا محمد معصوم اکبر کے ساتھ تھا ہر روز ہاشم خان کی عرضیان جنمین وہان کی لڑائیون کا حال
مندرج ہوتا تہا محمد معصوم کے وسیلہ سے پیش ہوتی تھین اس سبب سے ہر روز محمد معصوم کا تقرب بڑھتا جاتا تھا چنانچہ اکبر نے
انھین دنون مین اوسکو نیابت خان کا خطاب عنایت کیا مگر آخر کو اوسنے بڑی بغاوتین کی ہین اور اوسکی سزائین
پائی ہین چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مذکور ہوگا دسوین جمادی الاول کو موضع رومنی مین جو توابعات بھوجپور کہنہ سے
ہی منزل ہوئی یہان سے اکبر نے قاسم علی خان بقال کو خانخانان کے پاس مشورہ پوچھنے کے لیے بھیجا چنانچہ وہ
بہت جلد واپس آیا اکبر نے اوس سے تمام وہان کے حالات دریافت کیے جب اوسنے یہ پوچھا کہ حسین خان اور اوسکا
چچا طلا سہالی کوچک محمد خان جو خانخانان کی مدد کے لیے نامزد ہوئے تھے اونکا کیا حال ہی چونکہ قاسم علی خان کو حسین خان سے
پہلا رنج تھا اس سبب سے اوسنے جواب دیا کہ کوچک خان البتہ خدمت مین مصروف ہے مگر حسین خان نواحی کانت و گولہ
لکھنو اور اودہ کے علاقہ مین پہونچا اور وہان بنجارون کو لوٹتا کھسوٹتا ہے یہ سنکر اکبر کو حسین خان سے بڑا رنج ہوا
چنانچہ جب وہ اس مہم سے لوٹا تو اوسنے حسین خان کو کورنش کی اجازت نہ دی آخر حسین خان نے بادشاہی عنایت سے
امید قطع کر کے شمالی پہاڑون مین ہندوون سے مقابلہ کیا اوس معرکہ مین زخمی ہوا اوسی حال مین آگرہ مین آکر انتقال کیا
چنانچہ یہ حال بھی مجملاً آئندہ مذکور ہوگا اسی مہینے کی سولھوین تاریخ کو قریب پنج پہاڑی کے جو پٹنہ سے دو تین کوس پانچ گنبد
ہندوون کے بنائے ہوئے ہین خانخانان کی منزل مین نزول واقع ہوا خانخانان نے سرداری کے طبق نوچھاور کیے اور
بہت سے عمدہ عمدہ تحفہ نذر سے گذرانے حاجی پور کے قلعہ سے پٹنہ کے قلعہ کو بہت مدد آتی تھی اکبر نے وہان سے غرابون مین
بٹھا کر تین ہزار سپاہی مع سامان قلعہ گیری کے حاجی پور کے قلعہ کو روانہ کیے خان عالم کو اوس فوج کا سردار کیا اور
راجہ گجپتی کو جو بڑا بہادر تھا بڑی جمعیت کے ساتھ جو مور و ملخ سے بھی زیادہ تھی خان عالم کی مدد کے لیے متعین کیا اندونون
فوجون نے حاجی پور کا ہر طرف سے خشکی اور تری مین محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کی اکبر بھی لڑائی کا تماشا دیکھنے کے لیے
دریا کی طرف ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا لیکن چونکہ وہان سے حاجی پور دور بہت تھا اور دھوئین کی کثرت تھی اس سبب سے کچھ
نظر نہ آتا تھا اکبر نے شام کے وقت چند کار آزمودہ جوانون کو غرابون مین لڑائی کی مفصل خبر لانے کے لیے بھیجا اہل قلعہ نے
اٹھارہ کشتیون مین جنگی سپاہی بٹھا کر اونکے مقابلہ کے لیے روانہ کیے تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ جماعت قلیل اکبر کی دریائی
فوج پر غالب آئی چنانچہ یہ لوگ خان عالم تک جا پہونچے اوس طرف سے فتح خان بارہہ نے بہت پٹھان ساتھ لیکر حملہ
کیا آخر قتل ہو گیا بڑی کشمکش کے بعد وہ قلعہ فتح ہوا اور بہت سے سردارون کے سر اکبر کے پاس روانہ کیے پھر وہ سر اودہ کے
سامنے بھیجے گئے تاکہ اوسکی عبرت بڑھے مصنف صاحب نے یہ تاریخ لکھی کشش کی ۵ جنبش دین بہر کشاد پٹنہ

انداخت چو سایہ بر سواد پٹنہ ✦ فی الحال رقم زد از پئے تاریخش ✦ منشی خرد فتح بلاد پٹنہ ✦ دوسرے روز اکبر پنج پہاڑی
چڑھکر پٹنہ کے قلعہ کو بغور دیکھتا تھا اور اوسکے اطراف و جوانب کا ملاحظہ کرتا تھا اوسوقت قلعہ والون نے توپین مارنا شروع
کین حالانکہ وہ قلعہ وہان سے تین کوس پر تھا مگر برابر توپون کی گولہ اکبر کے لشکر مین آتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ مین سید عبد اللہ خان چوگان بیگی حاکم بیانہ اور بجونہ کے ڈیرہ مین تھا میرے سر کے اوپر کو بھی ایک گولہ گذر گیا اور چونکہ
میری کچھ دنون کی زندگی باقی تھی اس سبب سے جان بچ رہی اگرچہ داؤد کے پاس بیس ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی اور بڑا
توپخانہ تھا مگر حاجی پور کی فتح کے بعد اوسپر ایسی ہیبت چھائی کہ مقابلہ کی تاب نرہی اکیسوین تاریخ شب کے وقت کشتی مین
سوار ہوکر گور کا راستہ لیا سریہندی بنگالی جسنے لودی کو قتل کرایا تھا اور بکرماجیت اوسکا خطاب تھا خزانہ کشتی مین بھر کر
لے اوڑا گوجر خان کررانی نے جسکا رکن الدولہ خطاب تھا بہت سے ہاتھی ساتھ لیکر جنگل کی طرف رخ کیا بہت سے آدمی بدحواس
ہوکر دریا مین ڈوب کر مر گئے کچھ قلعہ کی فصیلون اور برجون پر سے خندق مین گر کر مر گئے کچھ لوگ اوس کشاکش مین ہاتھیون
پاؤن کے نیچے کچل گئے پن پن ندی کے پل پر سے گوجر خان نے سب ہاتھیون کو اوتارا اوس ہجوم مین وہ پل ٹوٹ گیا اوسوقت
بہت سے سوار اپنے ہتھیار اور اسباب پھینک کر اوس دریا مین ڈوب مرے آخر شب مین داؤد کے بھاگنے کی خبر ملی
تب اکبر شہر پٹنہ مین داخل ہوا پانچ ہاتھی وہان غنیمت مین ہاتھ آئے یہ مصرع اس فتح کی تاریخ ہوئی ع ملک سلیمان ز داؤد
رفت ✦ اکبر نے خانخانان کو پٹنہ کی حراست کے لیے چھوڑا اور بذات خود گوجر خان کا جو داؤد کے سارے ہاتھی اپنے ساتھ
لیے جاتا تھا تعاقب کیا اور پن پن کو اوتر کر دریاپور مین جو پٹنہ سے چھبیس کوس گنگا کے کنارہ پر ہے پہونچا وہان چار سو
ہاتھی نامی ہاتھ آئے گوجر خان بھاگ نکلا شہباز خان میر بخشی اور مجنون خان اوسکے تعاقب میں دریاپور سے سات کوس تک
جاکر لوٹ آئے اونھون نے عرض کیا کہ گوجر خان پل بھونندی سے اوتر گیا اور اکثر آدمی اوسکے دریا مین ڈوب گئے اکیسوین
ماہ مذکور کو خانخانان دریا کے راستہ سے دریاپور مین آیا اور سب کشتیان اپنے ہمراہ لایا چندروز وہان مقام رہا دس ہزار سوار
اکبر نے اور خانخانان کے ہمراہ کیے اور اوس لشکر کی چہرہ تنخواہ کا بھی اضافہ کیا اور تمام بنگالہ کی سرداری خانخانان کو حوالہ
کی پھر وہان سے لوٹ کر اکبر غیاث پور مین جو گنگا کے کنارہ ہے داخل ہوا اور دوسری جمادی الاول سنہ مذکور کو میرزا یوسف خان
کو لشکر کی سرداری عنایت کی اور مظفر خان کو فرحت خان کے ساتھ قلعہ رہتاس کی تسخیر کے لیے نامزد کیا کہ اوس
قلعہ کو فتح کرکے وہان کی حراست فرحت خان کو حوالہ کرے اور خود درگاہ مین حاضر ہو اسی مہینہ کی تیسری تاریخ جونپور
مین آکر اکبر نے تمام وہان کے مہمات کا انتظام کیا اور تمام وہان کی عمارتین بنظر اجمالی دیکھین وہان سے بنارس مین
ایک رات رہا کہ وہان چھپر کے مکان تیس تیس ہزار اور چالیس چالیس ہزار روپیہ کی تیاری کے بنے ہوئے تھے وہان

کوچ کرکے اسی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو اکبر جونپور مین پہونچا اور جونپور اور بنارس کو خالصہ مین داخل کیا اور اوسکا انتظام میرزا میرک رضوی اور شیخ ابراہیم سیکری والہ کو سپرد کیا نوین جمادی الثانی کو جونپور سے دہلی کا قصد کیا موضع خانپور مین منزل ہوئی اسی قصبہ مین قاضی نظام بدخشی جو بدخشان اور ماوراء النہر کے بڑے عالمون سے تھا اور تصوف مین بھی اوسکو بڑا دخل تھا مع فیروزہ کابلی کے جو مرزا محمد حکیم کے خانہ زادون مین سے تھا اور سوا‌ے طالب علمی کے کسی قدر فن موسیقی مین بھی مہارت رکھتا تھا ملازمت مین حاضر ہوئے دانای بدخشی اوسکے آنے کی تاریخ ہوئی اکبر نے پانچ ہزار روپیہ نقد اور ایک شمشیر مرصع قاضی نظام کو انعام مین عنایت کی رفتہ رفتہ چند روز مین اوسکو قاضی خان کا خطاب عنایت کیا اور اوسکے بعد غازی خان کے خطاب سے مخاطب ہوکر سہ ہزاری کے منصب سے سرفراز ہوا فیروزہ اگرچہ جوہر مین زیادہ تھا مگر روزبروز اوسکے مرتبہ کو تنزل ہوتا گیا اسی منزل مین خانخانان کی عرضی آئی اوسکا مضمون یہ تھا کہ داؤد پٹنہ سے بھاگ کر گڑہی مین گیا اور اوس قلعہ کا استحکام کرکے اپنے معتبرون کے حوالہ کیا اور وہان سے خود ٹانڈہ کی طرف چلا گیا جب بادشاہی فوج وہان پہونچی تو اوسی جماعت پر رعب غالب آیا اور اوس قلعہ کو بڑے بڑے خالی کرکے چلے گئے ماہ جمادی الثانی مین شیرگڈہ عرف قنوج مین اکبر نے مصنف صاحب سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ کتاب سنگھاسن بتیسی کو جسمین بتیس حکایتین بکرماجیت حاکم مالوہ کے احوال سے اخیر تک طوطی نامہ کی طرح ترجمہ کرکے نظم ونثر سے مرتب کرو اور آج ہی اوسکا ترجمہ شروع کرکے ایک ورق پیش کرو اور ایک برہمن کو مقرر کیا تاکہ اوسکا مطلب مصنف صاحب کو سمجھا دیا کرے چنانچہ مصنف صاحب نے اوسی روز ایک ورق شروع حکایت کا ترجمہ کرکے نظر سے گذرانا اکبر نے اوسکو پسند کرکے بہت تعریف کی جب وہ کتاب تمام ہوگئی تو نامہ خرد افزا اوسکا تاریخی نام رکھا اور اکبر نے اوسکو قبول کرکے اپنے کتب خانہ مین داخل کیا جب کرادلی مین منزل ہوئی تو خواجہ عبدالشہید رحمہ اللہ علیہ سمرقند کے سفر کا ارادہ کرکے رخصت کی واسطے حاضر ہوئے اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی مُشت استخوان کو اوسی ملک مین پہونچا دون بعد ازان انھون نے اکبر کی کمر مین اپنے ہاتھ سے تلوار باندہ کر دوبارہ مرزا شرف الدین حسین کے چھڑانے کا التماس کیا مگر اکبر نے نمانا تب اونھون نے بہت رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ مین اور کیا کہون یہ حرکت اس ہندوستان ملک کو بہت مضر ہے مین نے خدا سے یہی درخواست کی ہے کہ تمہاری نعمت ایمان سلب کرے بعد ازان وہ رخصت ہوئے جب سمرقند مین پہونچے فوراً انتقال ہوگیا بیسوین جمادی الثانی کو قصبہ سکندرپور مین منزل تھی وہان خبر آئی کہ داؤد ٹانڈہ کو بھی چھوڑکر اوڑیسہ کی طرف چلا گیا اور بے لڑے بھڑے خانخانان نے اوس ملک پر بھی قبضہ کرلیا جب اگرہ مین منزل ہوئی تو وہان سے اکبر نے دہلی کی طرف قصد کیا اور رجب کی چاندرات کے روز وہان داخل ہوا چند روز

وہان رہا تو ان مین مشغول رہا انھین دنون مین حسین خان پتیالی او بھونگانون کے قریب بقصد ملازمت آیا تھا
اکبر نے اوسکو کورنش کی اجازت نہ دی اور شہباز خان میر بخشی کو حکم دیا کہ حسین خان کو اوس طناب سے جو دولتخانہ کے
گرد کھچی ہوئی ہے باہر کردے او وقت حسین خان نے فقیری اختیار کی او جسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ
او سارا سپہگری کا اسباب اوسکے پاس موجود تھا سب فقیرون اور مستحقون اور ہمایون کے مقبرہ کے
مجاورون اور مدرسون اور خانقاہون مین صرف کردیا او خود بالکل قلاش ہوگیا جب اکبر نے یہ حال سنا تو پھر
اوسکو حسین خان پر رحم آیا او حکم دیا کہ پٹنہ کانٹھ اور کولہ او پتیالی وغیرہ کا جو ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کی جاگیر ہے
ایک فصل تک بدستور سابق پھر اوسکے قبضہ مین رہنے دو [illegible] وہان دخل نکرنے پاوے اور جب دو تین
کچھ سوار بھرتی کر لیگا تو اور کوئی جاگیر اوسکے لائق تجویز ہوجاویگی حسین خان کے اخراجات اور سخاوت اس حد تک
بڑھی ہوئی تھی کہ او جمین دس سوار نوکر رکھنے کی بھی گنجایش نتھی مگر بضرورت دفع الوقت کے واسطے اپنی جاگیر کو
گیا اور وہان کچھ سامان درست کرکے کوہ شمالی کی تسخیر پر متوجہ ہوا ابتداے شعبان مین اکبر دہلی سے اجمیر کی طرف
متوجہ ہوا جب نارنول مین منزل ہوئی تو حسن قلی خان خان جہان کی تہنیت کے لیے آیا او انھین دنون مین
خان اعظم بھی احمدآباد سے جلد جلد کوچ کرکے ملازمت مین حاضر ہوا بعد ازان اکبر وہان سے کوچ کرکے شروع
ماہ رمضان المبارک مین اجمیر کے قریب پہونچا او سات کوس سے پیادہ پا جاکر اوس مزار پرانوار کی زیارت سے
مشرف ہوا اور ایک جوڑی نقارہ دائود کی جو اکبر نے اوس درگاہ کے نقار خانہ کی نذر کے لیے رکھی تھی وہان
داخل کی اور بدستور سابق ہر روز اوس روضۂ منورہ کی زیارت کے لیے جاتا تھا اور راتون وہان فقرا اور علما
اور صلحا سے صحبت رکھتا تھا وجد و سماع کی مجلسین منعقد ہوا کرتی تھین اور جو جو لوگ فن موسیقی مین بڑے
کامل تھے وہ وہان گایا کرتے تھے اور اونکو بہت سے انعامات عطا ہوا کرتے تھے وہین سے اکبر نے طیب خان
ولد محمد طاہر خان میر فراغت حاکم دہلی کو بہت بہادر سپاہیون کے ساتھ چندرسین ولد مالدیو کی تنبیہ کے لیے
جو نواحی جودھپور او سیوانہ مین مسلمانون کو لوٹتا کھسوٹتا تھا نامزد کیا جب یہ فوج وہان پہونچی تو چندرسین
کسی بن مین جہان درخت بڑی کثرت سے تھے بھاگ گیا وسط ماہ رمضان المبارک مین اکبر نے خان اعظم کو گجرات
کیطرف رخصت کیا اور [illegible]
[illegible]
[illegible]

شہید ہوا بعد ازان شہباز خان کنبوہ نے جاکر چندروز مین اوس قلعہ کو فتح کیا اسی سال مین اکبر نے میر گیسو بکاول کو
قلعہ بکر کیطرف روانہ کیا تاکہ اوس قلعہ کا بندوبست کرے اور سلطان محمود بکری کے مال کی تحقیقات کرے اسی سال مین
گجرات مین بڑی وبا آئی اور قحط بھی اس شدت کا ہوا کہ ایک من جوار ایک سو بیس ٹکہ کو ملتی تھی ان مصیبتون مین بہت
خلق تباہ ہوئی اسی سال مین خواجہ امینا وزیر نے جسکا خواجہ جہان خطاب تھا پٹنہ سے لشکر کے لوٹتے وقت لکھنو مین انتقال
کیا جس زمانہ مین اوسکا مرتبہ بڑے عروج پر تھا اونھین دنون مین صبوحی شاعر نے اوسکے باب مین یہ رباعی لکھی تھی

برا اہل ہنر سد سکندر در بستہ است :: یاجوج کہ گویند صف لشکر تست :: در دور تو آثار قیامت پیدا است :: دجال تو ئی خواجہ امینا خر تست

اگرچہ خواجہ امینا اپنی ذات سے نہایت بخیل تھا یہانتک کہ رات کا پکا ہوا کھانا باسی صبح کو کھایا کرتا تھا لیکن لوگون کی
حاجت روائیون مین بے نظیر تھا جب اوسکو کسیکی پرورش منظور ہوتی تھی تو کسی قدر روپیہ وس سے بطور رشوت کے لیتا تھا بعد ازان
اکبر سے اوسکی تقریب کرکے جاگیر اور نقارہ اور منصب اور خطاب دلوا دیتا تھا اور تمام خراسان اور عراق اور ماورا النہر کے
علما خواجہ امینا کے پاس آتے تھے اور وہ اونکو بادشاہ سے بہت سا روپیہ دلا دیا کرتا تھا اور اوسکی سعی سے اور امرا بھی
بہت کچھ دیا کرتے تھے چنانچہ حافظ تاشکندی شاگرد ملا عصام الدین ابراہیم اسفراینی کو جو عربیت مین بڑے کامل تھے
اور سورۂ محمد پر اونھون نے ایک تفسیر لکھی ہے اوس سے اونکے علم کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے خواجہ مذکور نے تیس چالیس ہزار
روپیہ اکبر سے اور امرا سے دلوا دیے چنانچہ وہ بڑے سامان سے منعم خان خانخانان کے پاس گئے اور پھر بڑے
زردار ہوکر ٩٨٦ نوسو چھیاسی مین سفر حج کو تشریف لیگئے اور وہان سے اپنے وطن مین جاکر انتقال کیا اس زمانہ کے
مضحکات مین سے ایک یہ ہے کہ حاجی ابراہیم سرہندی اکبر کی مجلس مین علما سے بحث مین بہت سا مکابرہ اور مجادلہ
کیا کرتا تھا اور طرح طرح کے مغالطہ دیا کرتا تھا جب حافظ مذکور نے تفسیر اپنی اکبر کے حضور مین پیش کی تو حاجی ابراہیم
میرزا مفلس سے جو علوم عقلیہ مین بڑا کامل تھا پوچھا کہ موسی کیا صیغہ ہے اور کس کلمہ سے مشتق ہے اتفاقاً اوسوقت مرزا
مذکور سے جواب مناسب نہ دیا گیا اسوجہ سے عوام کو یقین ہوگیا کہ حاجی ابراہیم علم مین سب پر غالب ہے مگر یہ امر بڑی
بے انصافی کا تھا لوگون نے قاضی زادہ لشکر سے جو متھرا کا قاضی تھا پوچھا کہ تم بحث مین کیون نہین شریک ہوا کرتے
اونھون نے جواب دیا کہ اگر حاجی ابراہیم نے مجھسے عیسی کا صیغہ پوچھا تو مین کیا جواب دونگا یہ لطیفہ اوسنے نہایت بلیغ
کہا اسی سال مین اکبر کو آبادی ملک اور ترقی زراعت کی طرف زیادہ توجہ ہوئی تمام رقبہ پرگنات کا خشکی اور تری اور شہر
اور جنگل اور پہاڑ اور دریا کو پیمایش کیا اور اسقدر زمین کو جسکے مزروعہ ہونے کے بعد ایک کروڑ تنکہ محاصل کا حاصل ہو
[illegible]

اور ہر ایک کروری سے اوسکے علاقہ کی محاصل کی ضمانت لی اول فتحپور سے پیمایش شروع ہوئی ایک کروڑ اول کا آدم پور اور
دوسرے کا شیث پور اور ایوب پور پیغمبرون کے نام کی ترتیب سے نام رکھے یہ سارے معاملات رفاہیت رعایا کے لیے
مقرر کیے تھے مگر یہ معاملہ برعکس ہوگیا یعنی تمام ولایت کروریون کے ظلم سے ویران ہوگئی اور سب لوگ اپنے جورو بچے چھوڑکر
ادھر اودھر بھاگ گئے اور زرجمع کے وصول مین بڑی دقت ہونے لگی راجہ تودرمل نے کروریون سے بڑی شدت سے
محاسبہ لیا چنانچہ بڑے عمدہ عمدہ آدمیون پر حساب کے وقت بہت سی مار پڑی اور شکنجہ مین کھینچے گئے اور کچھ لوگ
دیوانخانہ کچہری مین قید ہوگئے اور اونپر یہ شدتین ہوئین کہ سب اوسی مصیبت مین مرگئے آخر اونکو گور و کفن بھی
نملا اور چونکہ تمام ملک سوائے بعضے پرگنون کے جو خالصہ مقرر کیے گئے تھے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم تھا امرا
فسق و فجور اور طرح طرح کے اسرافات بیجا مین بہت سا روپیہ صرف کرتے تھے سپاہ نوکر رکھنے کی گنجایش نہوتی تھی
جب کبھی لڑائی کا موقع ہوتا تھا چند غلام اور شاگرد پیشہ ساتھ لیکر معرکہ مین حاضر ہوجاتے تھے سپاہی کار آزمودہ نہین
میسر آتا تھا اسلیے شہباز خان نے جو میر بخشی تھا رسم داغ و محلہ کی جو ضابطہ سلطان علاء الدین خلجی کا ہے اور بعدازان
شیرشاہ کے زمانہ مین بھی یہی طریقہ جاری رہا از سرنو جاری کیا کہ اول امرا کو منصب بیستی کا عنایت ہو جب وہ موافق
اپنے منصب کے بیس سوار بھرتی کرکے ملاحظہ سے گذرانے اور اوسکی لیاقت کے موافق اور زیادہ ترقی منظور ہو
تو اوسوقت اوسکو منصب صدی عنایت ہو تب اوسپر لازم ہوگا کہ سپاہی اور گھوڑا اور اونٹ اور ہاتھی وغیرہ سب
سامان موافق اپنے مرتبہ کے بہم پہونچاوے جب یہ سب سامان اوسکے پاس خاطرخواہ مہیا ہوجاوے تب منصب ہزاری
اور دوہزاری کا پنجہزاری تک مرحمت ہو اور اگر وہ موافق اپنے منصب کے سامان مہیا نکرے تو پھر اوسکا تنزل
کردیا جاوے جب یہ ضابطہ مقرر ہوئے تب امیرون نے یہ تدبیر شروع کی کہ منصب لینے کے لیے اپنے غلامون اور چند
بارگیرون کو سپاہیون کا لباس پہناکر پیش کردیتے تھے اور جب خاطرخواہ جاگیر لے لیتے تھے تو بارگیرونکو رخصت
کرتے تھے جب پھر ضرورت ہوتی تھی تو پھر کچھ بھیڑ بھاڑ اکٹھی کرلیتے تھے غرض بیچارہ سپاہیون کی کسیطرح قدر
نہوئی دھنے اور جولاہے اور بڑھئی اور بنیے گھوڑا اور سامان کرایہ کا لاکر منصب پاتے تھے اور کروری یا احدی
یا داخلی وغیرہ ہوجاتے تھے بعدازان اوس گھوڑے اور سامان کا پتا نہوتا تھا اکثر اکبر نے دیوانخانۂ خاص مین
اپنے سامنے سپاہیون کو مع تمام سامان اور لباس کے ہاتھ پانون باندھکر ترازو مین وزن کرایا ہے بعدازان
معلوم ہوا ہے کہ وہ سب سامان اوسکا کرایہ کا ہوتا تھا خود اکبر اپنی زبان سے کہا کرتا تھا کہ ہم ان سب لوگون کا
[illegible]

بلکہ نیم اسپہ بھی مقرر کیے کہ دو دو سوار و تین تین ایک گھوڑا مقرر ہوا چھ روپیہ ماہواری جو گھوڑے کے خرچ کی ہوتی تھی اوسمین
نی کس تین تین روپیہ پڑگئے مگر بایہمہ اکبر کا اقبال ایسا تھا کہ جہان کہین غنیم تھے سب نیست نابود ہوگئے چندان
سپاہیون کی احتیاج نہ رہی اسی سال مین اکبر نے منعم خان خانخانان اور راجہ تو ڈرمل کو داؤد کے تعاقب مین
اوڑیسہ کی طرف اور مجنون خان قاقشال کو گھوڑا گھاٹ کی طرف بھیجا خانخانان اور منعم خان نے کٹک بنارس کا
قصد کیا اسلیے کہ داؤد نے ٹانڈہ سے بھاگ کر وہان کے قلعہ مین پناہ لی تھی اور مجنون خان نے اول گھوڑا گھاٹ مین
سلیمان منگلی وہان کے جاگیردار سے جو بڑا بہادر تھا اور جمعیت بھی اوسکے پاس حد سے زیادہ تھی مقابلہ کیا بہت سی لڑائی کے
بعد سلیمان قتل ہوا اور اسقدر مال غنیمت قاقشالون کے ہاتھ آیا کہ اوسکا اوٹھانا دشوار ہوا تمام اہل و عیال پٹھانون کے
قید ہوگئے مجنون خان نے سلیمان منگلی کی دختر سے اپنے بیٹے جباری کا نکاح کیا دوبارہ مجنون خان کے جلال الدین
سور کی اولاد سے جو ایک زمانہ مین اوس ملک مین صاحب سکہ و خطبہ ہوگیا ہے حدود گھوڑا گھاٹ مین لڑائی ہوئی
تمام زمیندار اوس ملک کے مخالفون سے متفق ہوگئے چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد مجنون خان کو شکست ہوئی مخالفون نے
ٹانڈہ کی حد تک اوسکا تعاقب کیا بعد ازان قلعہ گور پر قبضہ کر لیا معین الدین احمد خان فرنخودی اور مجنون خان نے
ٹانڈہ کی حراست کی اور خانخانان کی فتح کے منتظر تھے آخر چند روز کے بعد یہ خبر آئی کہ داؤد خانخانان کے مقابلہ سے بھاگ
گیا اور خانخانان مظفر و منصور ہوکر اب اس ملک کی طرف متوجہ ہوا ہے یہ خبر سنتے ہی سب پٹھان جنگلون مین بھاگ
گئے راجہ ٹوڈرمل محمد قلی خان برلاس اور محمد قلی خان توقبائی اور مظفر مغول کو ساتھ لیکر داؤد کے تعاقب مین [illegible]
کوچ کرتا ہوا گوالپاڑہ کی حد تک جو بنگالہ کے متعلقات مین سے ہے پہونچا داؤد نے وہان سے دس کوس آگے
رین کساری نامے ایک مقام مین بہت سی جمعیت اکٹھی کی اور دہرپور کے قلعہ مین اوسنے پناہ لی اسی اثنا مین
داؤد کا چچازاد بھائی جنید جو جرأت اور شجاعت مین مشہور تھا اور پہلے اکبر کی خدمت مین بھی رہ چکا تھا اور بعد ازان
آگرہ سے بھاگ کر گجرات کو گیا تھا اور پھر گجرات سے بنگالہ کو بھاگ کر چاہتا تھا کہ جوالا رین کساری مین داؤد سے
جا ملے راجہ ٹوڈرمل نے مرزا ابو القاسم کو سا اکو جسکا نمکین لقب ہے نظر بہادر کے ساتھ اوسکے مقابلہ کے لیے بھیجا
یہ دونون شکست کھا کر راجہ کے پاس بھاگ آئے تب راجہ خود اوسکے مقابلہ کے لیے گیا اوسوقت جنید نے
مقابلہ سے بھاگ کر جنگل مین پناہ لی اور وہان سے مدنا پور مین جا کر چند روز توقف کیا اوسی مقام پر
محمد قلی خان برلاس نے بیمار ہوکر انتقال کیا اسی وجہ سے بادشاہی لشکر مین بڑا فتور پڑگیا سب لوگ میدنی پور سے

یہ ساری کیفیت خانخانان کو لکھی تب خانخانان نے شاہم خان جلایر اور لشکر خان بخشی کو جسے عسکر خان اور بعد ازان
استر خان بھی کہنے لگے تھے اور سوای اونکے اور امیرون کو راجہ کی مدد کے لیے بھیجا چنانچہ یہ لوگ بردوان مین راجہ
جا ملے راجہ امیرون کو اوسی منزل مین چھوڑ کر تنہا قیا خان کے پاس گیا اور اوسکی تسلی اور دلاسا کرکے لوٹا لایا تھا
وہان سے کوچ کرکے مدارن کے راستہ سے جہورن مین گئے بر جلین مین یہ خبر آئی کہ داؤد نے اپنے اہل عیال کو
کٹک بنارس مین چھوڑ دیا اور خود لڑائی کا سامان تیار کر رہا ہے یہ سنکر خانخانان بھی راجہ سے جا ملا پٹھانون نے اپنے
لشکر کے گرد خندق کھود کر قلعہ سا بنا لیا بیسوین ذی قعدہ ۹۸۲ھ نو سو بیاسی کو نواحی بجہورہ مین بڑی بھاری لڑائی ہوئی
شروع لڑائی مین داؤد کے ہاتھیون نے جو بڑے مست تھے خانخانان کے لشکر پر حملہ کیا اوسوقت خانخانان نے حکم دیا
کہ زنبورکین اور توپین جو گاڑیون پر رکھی ہوئی تھین صفون کے آگے چھوڑنا شروع کرین چنانچہ اونکے چھوڑتے ہی ہاتھی
روگردان ہوئے اور بہت سے پٹھان گولیون کی ضرب سے مارے گئے اسی اثنا مین گوجر خان نے جو داؤد کے لشکر کا ہراول
تھا خان عالم اور خواجہ عبد اللہ اور کچک خان اور سید عبد اللہ چوگان بیگی اور مرزا علی عالم شاہی پر جو خانخانان کے
لشکر کے ہراول تھے حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ مین اونکو پسپا کرکے قیا خان گنگ کے لشکر تک ہٹا دیا اس معرکہ مین خان عالم
بڑی بہادری کرکے مارا گیا اور اوسکی فوج نے درہم برہم ہوکر اوس غول مین جہان خانخانان مع اور امیرون کے تھا پناہ لی
تھوڑی دیر کے بعد خانخانان کی فوج مین بھی تزلزل پڑا ہرچند خانخانان نے بندوبست کیا مگر لوگون کے پانون اوکھڑ گئے تھے
کچھ انتظام نہو سکا یکایک گوجر خان حملہ کرکے خانخانان تک جا پہونچا اوسوقت خانخانان کے پاس تلوار بھی نتھی
گوجر خان تلوارین مارتا تھا اور خانخانان اوسکے جواب مین کوڑے مارتا تھا اسی حال مین خانخانان کے گھوڑے نے
ہاتھیون سے ڈر کر سرکشی شروع کی اوسوقت خانخانان معرکہ مین قائم نرہ سکا اور بھاگے ہوئے آدمیون کو جمع کرنے کے
بہانہ سے کئی کوس تک بھاگا پٹھانون نے بہت دور تک اوسکا تعاقب کیا پھر قیا خان گنگ وغیرہ کئی امیرون نے
پٹھانون کی فوج پر تیرون کا مینھ برسا دیا آخر یہ نوبت پہونچی کہ فریقین مین حرکت کی بھی قوت نرہی گوجر خان جو
خانخانان کے تعاقب مین گھوڑا بھگائے ہوئے چلا جاتا تھا ناگہان اوسکے ایک ایسا تیر لگا کہ جسکے صدمہ سے
گھوڑے پر سے گر کر مر گیا یہ حال دیکھکر اوسکے لشکر والے بدحواس ہوکر بھاگے اور بھاگتے وقت بہت سے
مارے گئے جب خانخانان نے گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سنی تو اوسنے گھوڑا پھیر کر پھر میدان کا قصد کیا
اور مخالفون پر تیرون کی بوچھار کی راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان وغیرہ سے جو بادشاہی لشکر کی میمنہ فوج مین
تھے غنیم کی میسرہ فوج پر جسکا سردار اسمعیل خان آبدار ملقب بہ خانخانان تھا حملہ کیا اوسیطرح شاہم خان

جلایر او. پاینده محمد خان مغل وغیرہ اور سرداروں نے جو بادشاہی فوج کی میسرہ فوج مین تھے پٹھانون کی میمنہ فوج پر
جسکا سردار خان جہان حاکم اوڑیسہ تھا یورش کی اور ہر طرف سے مخالفون کو بھگا کر اوس غول پر جہان داؤد تھا جا پڑے
تب اوس غول مین بھی پریشانی پڑی تمام جنگی ہاتھی تیرون کے زخمون سے چور چور ہو گئے جب داؤد نے دور سے خانخانان کے
لشکر کا علم دیکھا اور گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سُنی بدحواس ہو کر میدان سے بھاگا تمام اوسکے بڑے بڑے نامی ہاتھی
برباد ہو گئے خانخانان نے اوس منزل مین چند روز توقف کر کے اپنے اور تمام فوج کے زخمیون کا علاج کیا لشکر خان کے زخم
بہت کاری آئے تھے اونکے صدمہ سے مر گیا داؤد وہان سے بھاگ کر کٹک بنارس مین گیا خانخانان نے اوس منزل سے
راجہ کو شاہم خان جلایر اور قبا خان اور سید عبداللہ خان اور محمد قلی خان توقبائی اور سعید خان بدخشی کے ساتھ داؤد کے
تعاقب مین روانہ کیا اور اقرار کیا کہ مین زخمیون کی صحت کے بعد تمسے آکر ملتا ہون جب یہ فوج کلکل گھاٹی مین پہونچی داؤد نے
کٹک بنارس کے قلعہ کو مستحکم کیا اور سب پٹھانون نے مرنے پر آمادہ ہو کر پھر لڑائی پر کمر باندھی خانخانان بھی یہ خبر سُنکر
کٹک بنارس مین پہونچا مہندوی ندی کے کنارہ منزل کی اور وہان سے صلح کی گفتگو شروع کی دو روز تک اس
بحث مین ردوبدل رہا آخر بعد اسکے یہ قرار پایا کہ داؤد خانخانان سے آکر ملاقات کرے اور صلح کی عہد و پیمان کے بعد
بہت سا ملک بنگالہ کا داؤد کے پاس چھوڑ دیا جاوے چنانچہ ایک روز مقرر کر کے خانخانان نے بہت سے جلوس اور
سامان سے اپنی مجلس کو آراستہ کیا اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا ہر امیر نے اپنے اپنے منصب پر وضع مناسب کے
ساتھ قیام کیا تمام فوج سراپردہ کے دروازہ پر بڑی شان و شوکت سے دو رویہ صفین باندھ کر کھڑی ہوئی اوس
طرف سے داؤد بھی بڑے تجمل کے ساتھ سب پٹھانون کے سردارون کو ساتھ لیکر آیا اور دیوانخانہ کی طرف متوجہ ہوا
خانخانان بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ وسط سراپردہ تک تعظیم کے لیے آیا داؤد نے ملتے وقت تلوار اپنی کمر سے کھول کر
خانخانان کے سامنے رکھدی اور کہا کہ جب تمسے عزیزون کو زخم اور آزار پہونچے تو مین اپنی سپاہی گری سے
بیزار ہون خانخانان نے وہ تلوار اوٹھا کر ایک اپنے خدمتگار کے حوالہ کی اور داؤد کا ہاتھ پکڑ کر اپنی تکیہ کے پہلو مین
بٹھایا اور بڑی نوازشون کے ساتھ مشفقانہ اوس سے گفتگو کی پھر دسترخوان سامنے آیا خانخانان عمدہ عمدہ کھانے
بڑے اصرارون سے داؤد کو کھلاتا تھا اس جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد صلح کی گفتگو مین شروع ہوئین اور ایک عہدنامہ
لکھا گیا خانخانان نے ایک تلوار جسکا سب سامان مرصع تھا اپنی سرکار سے منگا کر داؤد کی کمر پر باندھی اور کہا کہ اب
تمنے طریقہ دولتخواہی اختیار کیا ہے تو یہ تلوار بادشاہ کی طرف سے تمکو دیجاتی ہے ولایت بنگالہ کی نسبت جیسا مین التماس
کرونگا ویسا ہی فرمان تمہارے نام آجائیگا اور بہت سے تحفہ عمدہ عمدہ داؤد کو دیکر رخصت کیا وہ جلسہ بڑی شگفتگی

تمام ہوا دسوین ماہ صفر ۹۸۳ھ نوسو تراسی کو خانخانان ٹانڈہ مین آیا اور وہان سے بذریعہ عرضی کے یہ سارا ماجرا اکبر کے حضور مین
عرض کیا اکبر نے حسب استدعاے اوسکے ایک فرمان مع خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑے مع زین و لگام کے
بھیجدیا اور مہم بنگالہ کا تصفیہ بالکل اوسکی راے پر چھوڑ دیا اسی سال کی سولھوین جمادی الثانی کو میان شیخ داؤد جہنی والے
انتقال کیا اور شیخ داؤد ولی + اونکی وفات کی تاریخ ہوئی اور مصنف صاحب نے + کمالات دستگاہ ماہ + تاریخ نکالا ذی قعدہ
۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین جب اکبر فتحپور سے لوٹکر آیا تو اوسنے فتحپور مین خانقاہ جدید کے نزدیک ایک عبادتخانہ یعنی چار ایوان
بنوایا انھین دنون مین شیخ ابوالفضل ولد شیخ مبارک ناگوری نے جسکو علامی کہتے ہین اور یہ سارا فساد بیدینی کا اونہین کا
اوسی نے برپا کیا تھا اکبر کی ملازمت حاصل کی اور ایک تفسیر آیۃ الکرسی کی جسمین نکات قرآنی بہت درج تھے اور مشہور ہے کہ اوسکے
والد کی تصنیف تھی پیش کی اکبر نے اوسکو بہت پسند کیا اور + تفسیر اکبری + اوسکی تاریخ ہوئی اکبر تو یہ شخص سب مولویون کی سرکوبی
کے لیے جو نخوت و تکبر مین فرعون سے بڑھکر دماغ رکھتے تھے خوب حاطرخواہ ملگیا ابوالفضل کو سارے علماے اسوجہ سے زیادہ تر مخالفت
تھی کہ جب اکبر کے دربار مین اہل بدعت کی بہت سی دارو گیر ہوئی اور اکثر اس قسم کے لوگ قتل ہونے لگے تو ... نے قتل
میر حبشی اور شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک وغیرہ کے متفق اللفظ یہ بیان کیا کہ شیخ مبارک مہدوی بھی اہل بدعت مین سے ہے اور
بڑا گمراہ ہے اور اور لوگونکو بھی گمراہ کرتا ہے چنانچہ اکبر نے محتسبون کو شیخ کے حاضر کرنے کے لیے بھیجا شیخ مذکور مع اپنے بیٹون کے
روپوش ہوگیا لوگون نے اوسکی مسجد کے منبر کو توڑ ڈالا شیخ مذکور نے اول حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے پاس پناہ لی اور اونسے
اسی باب مین سفارش چاہی اونھون نے کچھ تھوڑا سا خرچ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارے حق مین اس ملک سے گجرات کی طرف
بھاگ جانا نہایت مناسب ہے جب شیخ مبارک وہان سے ناامید ہوا تو اوسنے مرزا عزیز کوکہ کا توسل کیا مرزا مذکور نے
شیخ مبارک کی کمالات اور درویشی اور اوسکے اولاد کی فضیلت کی اکبر کے حضور مین تعریف کی اور بیان کیا کہ شیخ مرد
متوکل ہے اور کوئی زمین بھی حضور سے اوسکے مدد خرچ کے لیے مقرر نہین ہے پھر ایسے شخص کے ستانے کا کیا سبب ہے
اوسوقت اکبر نے شیخ مبارک سے درگذر کی مگر چند روز کے بعد زمانہ اوس سے ایسا موافق ہوگیا کہ شیخ ابوالفضل نے
بادشاہ کی حمایت پر اون سب عالمون سے من مانی بدلے لیے اور طرح طرح کی ایذائین پہونچائین بلکہ سارے
خدا کے بندون کی تخریب کی اور جن جن لوگون کے وظیفے بطور مدد معاش کے حضور سے مقرر تھے سب بند کرادیے
زبان حال و قال سے ہمیشہ یہ کہتا تھا ؎ یارب بجہانیان دلیلی بفرست ٭ نمرود ز اہر پشہ نیلی بفرست ٭ فرعونی و شد
دست برآورد ستمے ٭ موسی و عصا و رود نیلی بفرست ٭ جب اس وضع سے اکثر لوگ اوسکے دشمن ہونے اور
اسوجہ سے بہت سے فتنہ اور فساد پیدا ہوئے تو ابوالفضل اکثر یہ رباعی ورد زبان رکھتا تھا ؎

آتش بدو دست خویش در خرمن خویش ✤ چون خود زده ام چه نالم از دشمن خویش ✤ کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
ای وای من و دست من و دامن خویش ✤ جب ابوالفضل کے مقابلہ مین بحث کے وقت کسی مجتہد کا قول کوئی سند مین
لاتا تھا تو جواب مین کہتا تھا کہ فلانے حلوائی اور فلانے کفش دوز اور فلانے چرم گر کا قول ہم پر حجت نہین ہو سکتا تمام علما
اور مشائخ کا انکار اوسکو بڑا موافق ہو گیا تھا سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی مین عمارت عبادت خانہ کی تمام ہوئی منشا اوسکے تعمیر
کرانے کا یہ تھا کہ ان چند سال مین اکبر کو بڑی بڑی فتحین حاصل ہوئین اور روز بروز سلطنت کو ترقی ہوتی گئی اور سارے
کام حسب مراد ہو گئے کوئی مخالف جہان مین نر ہا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ مقدس کے
مجاورون سے اکثر صحبت کا اتفاق ہوا اسوجہ سے اکبر کے دربار مین اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر رہتا تھا اور
حقائق تصوف اور مسائل فقہی اور حکمی کی اکثر تحقیق رہتی تھی بارہا اکبر ساری ساری رات اسم یا ھُو اور یا ھادی کے
ذکر مین بسر کرتا تھا منعم حقیقی کی تعظیم کمایننبغی اوسکے دل مین جانشین ہوئی تھی اکثر اوقات پچھلے پہر سے پرانے حجرہ کے
ایک پتھر پر جو بادشاہی عمارتون کے قریب آبادی سے علیحدہ پڑا ہوا تھا مراقبہ مین مشغول رہتا تھا اور چونکہ اکبر نے یہ بھی
سنا تھا کہ سلیمان کررانی حاکم بنگالہ ہمیشہ پچھلی رات سے اوٹھکر ڈیڑہ سو علما اور مشائخ کے ساتھ تہجد کی نماز جماعت کے
ساتھ ادا کیا کرتا تھا اور اوسکے بعد قرآن اور حدیث کا اوسکی مجلس مین ذکر ہوتا رہتا تھا جب صبح کی نماز پڑہ چکتا تھا اوسوقت
مہمات ملکی کے انتظام مین مشغول رہتا تھا اور تمام اوقات اپنے اوسنے ایک ایک کام کے لیئے تقسیم کیے تھے اونمین کبھی فرق
نکرتا تھا اور علاوہ اوسکے ایک وجہ یہ ہو گئی تھی کہ اوس زمانہ مین مرزا سلیمان کی بدخشان سے آنے کی خبر تھی اور بادشاہ
مذکور صوفی مشرب صاحب حال و قال تھا اور بذات خود لوگون کو مرید بھی کرتا تھا یہ تمام وجوہات منشاء اس امر کی ہوئین
کہ اکبر نے میان عبد اللہ نیازی سرہندی کے حجرہ کو جو ابتدا مین حضرت شیخ سلیم چشتی کے مرید تھے اور بعد کو مہدوی دائرہ مین
داخل ہوئے تھے چنانچہ مفصل حال اونکا پہلے مذکور ہو چکا از سر نو تعمیر کیا اور چارو نطرف اوسکے ایوان بنائے عمارت
انوپ تلاؤ کی بھی اسی زمانہ مین تمام ہوئی اوس حجرہ کا نام اکبر نے عبادتخانہ رکھا تھا مگر آخر مین گویا عبادتخانہ ہو گیا
ملا شیری نے اس باب مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ✤ درین ایام دیدم جمع با اموال قارونی ✤
عبادتہای فرعونی عمارتہای شدادی ✤ اکبر ہمیشہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اوس عبادتخانہ مین بیٹھتا تھا اوس مجلس مین
سوائے علما اور فضلا اور مشائخ اور بعضے خاص خاص ہمنشینون کے کسی شخص غیر کو نہ بلاتا تھا اور وہان ہر قسم کا
مذاکرہ علمی رہتا تھا ایک روز اوسی مجلس مین جلال خان قورچی نے جو مصنف صاحب کی ملازمت کا وسیلہ ہوا تھا اثنای
گفتگو مین عرض کیا کہ مین شیخ ضیاء اللہ ولد شیخ محمد غوث کی ملاقات کو آگرہ مین گیا تھا اونپر افلاس ایسا غالب ہو گیا ہے

میسر

کہ ایک روز چند سیر چنے اونکو میسر آئی تھی اوسمین سے کچھ تھوڑی سی مجھکو دی کچھ آپ کھائی کسیقدر گھر کے آدمیون کو بھیجدیے
یہ سنکر اکبر کو میان شیخ ضیاء اللہ کا خیال آیا اور اونکو بھی بلا کر اپنے عبادتخانہ مین جگہ دی چونکہ ہر شب کو اوس مجلس مین
سادات اور علما اور مشائخ اور امرا حاضر ہوتے تھے اونمین باہم بیٹھنے کی تقدیم اور تاخیر پر ہمیشہ کچھ نچ ہوتا تھا اسلیے اکبر نے
یہ مقرر کیا کہ سادات جانب غرب مین اور علما جانب جنوب مین اور مشائخ جانب شمال مین بیٹھا کرین اور خود نوبت بنوبت ہر ایک
صف مین آکر طرح طرح کی گفتگو کیا کرتا تھا اوس مجلس مین خوشبوؤن کا بھی استعمال بہت ہوتا تھا اور زر بھی بیشمار
اہل استحقاق کو جو مقربون کے وسیلہ سے وہان پہونچ جاتے تھے عطا ہوتا تھا عمدہ عمدہ کتابین جو اعتماد خان گجراتی کے
کتب خانہ کی فتح گجرات کے بعد خزانۂ عامرہ مین داخل ہوئی تھین بذات خود اکبر نے سب علما کو تقسیم کین چند کتابین
مصنف صاحب کو بھی دی تھین اونمین سے ایک انوار المشکوٰۃ تھی جسمین ایک فصل مشکوٰۃ الانوار سے زیادہ تھی جو
کتابین بچ رہین وہ امرا کو طالب اجناس کے عوض مین جسکو راس الغنی زوال شمس کہتے تھے عطا کین ایک روز
اثنائے مناظرہ مین علمانے بڑا غل شور مچایا یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی مصنف صاحب سے کہا کہ آیندہ اسطرح مین
جو شخص نامعقول باتین کہتے ہین اونکو ہمین بتلادو تاکہ ہم اونکو اپنی مجلس سے اوٹھا دین یہ سنکر مصنف صاحب نے آہستہ
آصف خان سے کہا کہ اس صورت مین اکثر شخص قابل اوٹھا دینے کے ہونگے اکبر نے آصف خان سے پوچھا کہ بداؤنی نے
کیا کہا جو کچھ مصنف صاحب نے کہا تھا وہ اوسنے بیان کر دیا یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی اور اکثر بہتون سے اونکا
قول کو نقل کیا مخدوم الملک و مولانا عبد اللہ سلطانپوری کو زک دینے اور ذلیل کرنے کے لیے اوس مجلس مین بلا کر
اور حاجی ابراہیم اور شیخ ابو الفضل وغیرہ ہمیشہ بحث مین اونسے مقابلہ کیا کرتے تھے اور اونکی ہر بات مین گرفت کیا کرتے تھے
اور اکثر امرا جو باطنا بھی بادشاہ کا ایما پاکر اونکی اون دونون کی طرف سے دل آزاری کیا کرتے تھے چنانچہ ایک شب
خانجہان نے کہا کہ مخدوم الملک نے آجکل فتوی دیا ہے کہ ہندوستان کے لوگون کو اندنون حج کا جانا فرض نہین
بلکہ گناہ کی بات ہے جب اوس سے وجہ پوچھی گئی تو اوسنے دلیل اوسکی یہ بیان کی کہ مکہ کے فقط دو راستے ہین ایک
عراق ہوکر سو یہ راستہ خشکی کا ہے اور قزلباش اس راستہ مین بہت ایذا دیتے ہین دوسرا راستہ دریا کا ہے سو
اوس راستہ مین فرنگیون سے عہد و پیمان کرنے کی ذلت اوٹھانی پڑتی ہے اور اُس عہدنامہ مین حضرت عیسی اور
مریم علیہما السلام کی تصویرین ہوتی ہین تو گویا یہ ایک صورت بت پرستی کی ہے پس دونون راستون مین سے ایک راستہ
بھی صاف نہین دوسرے مخدوم الملک نے اپنے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط کرنے کا یہ حیلہ نکال لیا ہے کہ آخر ہر سال مین
سارا اپنا خزانہ اپنی منکوحہ کو ہبہ کر دیتا ہے اور دوسرے سال کے تمام ہونے سے پہلے واپس کر لیتا ہے اسی طرح اور

بہت سی اوسکی خست اور رذالت اور ستمگاری اور دنیاداری اور مکاری جو اوسنے سارے مشائخ اور فقرا خصوصًا اہل استحقاق
پنجاب کے ساتھ کی تھی ایک ایک بیان کی چنانچہ ان باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ جبرًا قہرًا اوسکو مکہ معظمہ کو بھیجنا چاہیے جب اوس سے
پوچھا کہ تمپر حج فرض ہے تو اوسنے انکار کیا یہ زمانہ شیخ عبدالنبی کی عین جاہ وجلال کا تھا مخدوم الملک کے مرتبہ کو زوال شروع ہوا تھا
خود بادشاہ بھی کبھی کبھی شیخ عبدالنبی کے مکان پر علم حدیث سننے کے لیے جایا کرتا تھا ایک دومرتبہ جوتیان بھی سیدھی کرکے اوسکے
پانون کے سامنے رکھیں بڑا شاہزادہ اوسکے حجرہ میں جاکر مولوی جامی کی چہل حدیث کا سبق پڑھا کرتا تھا ظرفہ یہ ہے کہ
شیخ مذکور علم حدیث میں اپنے آپکو حافظ اور امام سمجھتا تھا لیکن باوجود اسکے اوسنے حدیث المحرم سوء الظن میں لفظ حزم
کو بجاے معجمہ و راے مہملہ پڑھایا حالانکہ صحیح با حاے مہملہ و زاے معجمہ ہے چنانچہ لڑکے بھی اس بات کو جانتے ہیں برسون تک
شیخ کو اس اپنی خطا پر تنبیہ نہوئی جب بادشاہ کا مزاج اوس سے منحرف ہوا تو مرزا عزیز کوکہ نے یہ بات اکبر کے خاطرنشان
کی کہ مہارت اوسکی علم حدیث میں اسقدر ہے نقیب خان اکثر کتاب حیوۃ الحیوان کو اکبر کے روبرو پڑھا کرتا تھا اور اوسکا
ترجمہ سمجھایا کرتا تھا انھین دنون مین اکبر نے شیخ ابوالفضل کو اوسکے ترجمہ کا حکم کیا چنانچہ شیخ مبارک نے اوسکا فارسی مین ترجمہ کیا
اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ جن جن لوگون کی معافیات بطور مدد معاش کے مقرر ہین جبتک وہ لوگ اپنے فرمانونکو
صدر سے منظور نکرالین تبتک کروری اونکی معافیات کو مجرا ندین یہ مصیبت تمام ہندوستان مین عام ہوئی اور سارے
اہل استحقاق پورب کی انتہا تک اور پچھان مین ولایت بکر تک کی جمع ہوئی جس کسی کی کوئی امیر سفارش کردیتا تھا
اوسکا کام خاطرخواہ ہوجاتا تھا اور جسکو یہ مرتبہ میسر نتھا وہ سید عبدالرسول وغیرہ شیخ کے وکیلون بلکہ فراشون اور
دربانون اور سائیسون اور بھنگیون کو رشوتین دیکر اس بلا سے نجات پاتے تھے اور بغیر ان دونون صورتون کے جو
کوئی اوسکے دروازہ پر جاتا تھا ڈنڈے کھاتا تھا بہتسے لوگ نامراد اوس کشمکش مین گرمی کی مصیبت اوٹھا کر مر گئے اکبر کو بھی
یہ سب خبرین پہونچتی ہین مگر شیخ کے لحاظ سے کچھ اوسکے منہ پر نہ کہہ سکتا تھا جب وہ اپنی مسند جاہ وجلال پر بیٹھتا تھا تو بڑے
بڑے نامی امیر عالمون اور فاضلون اور مشائخون کو اوسکے دربار مین لیجاتے تھے اور اونکی سفارش کرتے تھے وہ
بڑی نخوت سے پیش آتا تھا اور تعظیم کسیکی بہت کم کرتا تھا جب اوسکے سامنے بہت سی خوشامد اور عاجزی کیجاتی تھی
تو ایسے عالمون کو جو ہدایہ وغیرہ انتہا کی کتابین پڑھا سکتے تھے سو بیگہ یا اس سے کم وبیش زمین تجویز کرتا تھا اور باقی
زمین کو جو برسون سے اونکے قبضہ مین ہوتی تھی نکال لیتا تھا لیکن جاہلون اور کمینون بلکہ ہندوون کو بھی بہت
سی زمین مئی بھی دیتا تھا روز بروز عالمونکی بیقدری تھی جب دوپہر کے بعد دیوانخانہ مین کرسی پر وضو کرنے کے لیے بیٹھتا تھا
تو مستعمل پانی کی چھینٹین اوڑکر بڑے بڑے نامی امیرون اور بادشاہی مقربون کے منہ پر اور بدن پر اور کپڑون پر

گرتی تھین اور وہ بیچارے فقیرون کی حاجت روائی کے لیے سب کچھ گوارا کرتے تھے اور خاطر خواہ اوسکی خوشامد کرتے تھے طرح طرح کی
ذلتین اوٹھاتے تھے ہرگز کسی بادشاہ کے زمانہ مین کسی صدر کو یہ مرتبہ حاصل نہوا تھا اوسی زمانہ مین مصنف صاحب کو اکبر نے
مسجد کا امام مقرر کیا اور کسیقدر خرچ اونکو دیکر یہ حکم دیا کہ موافق منصب یستی کے گھوڑے داغ کرالو ابوالفضل بھی اونہین دنون نیا نیا
دربار مین داخل ہوا تھا اوسکے لیے بھی یہی حکم ہوا چونکہ وہ بڑا ہوشیار تجربہ کار تھا اسلیے اوسنے قبول کر لیا چنانچہ اوسکا نتیجہ
کہ رفتہ رفتہ منصب دوہزاری اور مرتبۂ وزارت پر نوبت پہونچی مگر مصنف صاحب نے اس خیال سے قبول نکیا کہ اگر کچھ زمین
بطور مدد معاش کے ملجائیگی تو بقیۃ العمر گوشہ عافیت مین بسر ہو جائیگی چنانچہ شوال ۹۸۳ھ نوسوتراسی مین ایک ہزار بیگہ
زمین بطور مدد معاش کے مصنف صاحب کے لیے مقرر ہوئی ہرچند اونھون نے عذر کیا کہ اس قلیل مدد معاش پر مین
ہمیشہ خدمت مین نہین رہ سکتا مگر کچھ فائدہ نہوا اکبر نے وعدہ کیا کہ ہم لشکر مین اکثر بطور انعام کے تمہاری مدد کیا کرینگے
اور شیخ عبد النبی نے کہا کہ ہمنے تمہارے امثال اور اقران مین سے کسیکو اسقدر مدد معاش نہین دی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ وہ وعدہ جو اکبر نے کیے تھے اونکا نتیجہ ایک دو بار کے کبھی ایفا نہین ہوا اور خدمتین بڑی سخت مفت مین سر پر پڑین اس
زمانہ مین سب سے پہلے مسئلہ جو اکبر نے پوچھا یہ تھا کہ کے عورتین ایک نکاح مین جمع کرنا درست ہے علما نے جواب دیا کہ چار
حرّہ سے زیادہ عقد مین جمع کرنا جائز نہین اکبر نے کہا کہ ہم ابتداے شباب مین اس مقدار کے پابند نتھے جسقدر عورتین چاہین
نکاح مین جمع کین اب اوسکا کیا علاج ہو ہر ایک شخص نے اپنی راے کے موافق اسکا جواب دیا پھر اکبر نے کہا کہ ہمنے ایک روز
شیخ عبد النبی سے سنا ہے کہ کسی مجتہد نے نو عورتون تک جمع کرنے کا فتوی دیا ہے علما نے جواب دیا کہ البتہ ابن ابی لیلی کا
یہی مذہب ہے اور بعضون نے بنظر ظاہر آیہ کریمہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ کے اٹھارہ
عورتون تک جمع کرنا تجویز کیا ہے مگر یہ روایتین مرجوح ہین قابل عمل کے نہین پھر اکبر نے شیخ عبد النبی سے یہ مسئلہ پوچھوا بھیجا
اوسنے جواب دیا کہ مین نے چار سے زیادہ عورتین جمع کرنے پر فتوی نہین دیا تھا بلکہ اختلاف بیان کیا تھا یہ بات اکبر کو بہت
ناگوار ہوئی اور کہا کہ شیخ عبد النبی نے ہمارے ساتھ نفاق کیا پہلے کچھ کہا تھا اب کچھ کہا اسی روز سے اکبر کو شیخ عبد النبی سے
عداوت شروع ہوئی پھر اکبر نے اس باب مین ہر قسم کی روایتین جمع کین اور بہت سی رد و بدل کے اوسکی یہ راے
ٹھہری کہ بطریق متعہ کے جسقدر عورتین جمع کرے جائز ہے چنانچہ امام مالک متعہ کی جواز کے قائل ہین اور شیعہ تو اوس اولاد کو
جو متعہ سے پیدا ہووے اوس اولاد پر جو نکاح سے پیدا ہوئی ہو زیادہ عزیز رکھتے ہین اسکا علما نے بہت سا انکار کیا
نقیب خان نے موطا امام مالک کی پیش کی اوسمین حدیث متعہ کے ممانعت کی موجود تھی پھر امام مالک متعہ کی جواز کے
کیونکر قائل ہو سکتے تھے ایک روز حجرۂ انوپ تلاؤ مین اکبر کی مجلس تھی وہان قاضی یعقوب اور شیخ ابوالفضل اور حاجی ابراہیم

وغیرہ اور سوا اونکے ایک دو عالم وزیر تھے ابو الفضل نے سارے علما کے معارض ہو کر وہ روایتین جو اوسکے باپ نے جمع کی تھین
پیش کین اس اثنا مین اکبر نے مصنف صاحب کو بھی بلوایا اور اون سے پوچھا کہ تم اس باب مین کیا کہتے ہو اونھون نے
عرض کیا کہ یہ سارا جھگڑا ایک بات مین فیصل ہوتا ہے متعہ نزدیک امام مالک رحمہ اللہ علیہ و شیعون کے بالاتفاق مباح ہے
اور نزدیک امام اعظم اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہما کے حرام پس اس صورت مین ایک قاضی مالکی مذہب سے فتوی دلا دیجیے تو
امام اعظم رح کے مذہب مین بھی جائز ہو جاویگا یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی قاضی یعقوب نے اس باب مین مصنف صاحب سے
بہت سی بحث کی مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مجھکو خوب یاد ہے کہ جو امر مختلف فیہ ہو وہ قضاے قاضی سے مجمع علیہ
ہو جاتا ہے اور اسکے ثبوت کے لیے مسئلہ قرارت فاتحہ کا امام کے پیچھے اپنی سند مین بیان کیا اور سواے اسکے اور بہت سے
مسئلہ اپنے ہویدا ذکر کیے اور یہ قصہ بھی بیان کیا کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بغداد مین حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی قدس اللہ سرہ وسرہما کی ملاقات کو گئے تھے اور وہان اونھون نے شیخ مذکور سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی
موافق مذہب امام شافعی کے اخذ کی جب وہ بزرگ ہندوستان کو واپس آئے تو یہان کے لوگون نے اس باب
مین اونپر بہت طعن کی اوس وقت علماے دہلی نے اوسکے جواز بلکہ استحسان کا فتوی دیدیا تھا اوس وقت قاضی کہ یہ
معقول ہوا اور بہت سے تجبر کے ساتھ کہنے لگا کہ مین کیا کہون مبارک ہو متعہ مباح ہے اکبر نے اوسی وقت حکم دیا کہ
قاضی حسین عرب مالکی اس مسئلہ کے جاری کرنے کے لیے قاضی مقرر ہوا اور قاضی یعقوب آج سے معزول ہو چنانچہ
قاضی حسین عرب نے موافق اپنے مذہب کے جواز متعہ کا بھی حکم دیا سارے علما کو اس کاروبار سے بڑی حیرت ہوئی
چند روز کے بعد اکبر نے مولانا جلال الدین ملتانی کو جو مدرس متبحر تھے مگر مدد معاش اون بیچارہ کی تغیر ہوگئی تھی
بلا کے تمام ممالک کا قاضی مقرر کیا اور قاضی یعقوب کو صوبہ گور کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا اوسی روز سے
خلاف واختلاف کا دروازہ کھل گیا یہانتک کہ نوبت اجتہاد پر پہونچی اور روز بروز بیدینی کی ترقی ہوتی گئی القصہ انھین
دنونمین اکبر نے شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو یہ حکم دیا کہ تحقیق کرکے ہندوون پر جزیہ مقرر کرین اس بارہ مین ہر طرف
کو فرمان لکھے گئے مگر چند روز مین وہ حکم بالکل نسیاً منسیاً ہو گیا انھین دنون مین اکبر نے علما سے پوچھا کہ اگر لفظ اللہ و
اکبر کا ہم اپنی مہر پر اور سکہ مین کندہ کراوین تو جائز ہے یا نہین اکثر نے جواب دیا کہ بہت خوب ہے مگر حاجی ابراہیم
نے کہا کہ اس ترکیب مین دوسرا احتمال بھی ہے اگر ولذکر اللہ اکبر نقش کیجیے تو مناسب ہے اور اس ترکیب مین
احتمال غیر بھی قطع ہو جاتا ہے مگر اکبر نے یہ پسند نکیا اور کہا کہ احتمال غیر کو یہان کچھ گنجایش نہین کیونکہ بندہ باوجود عجز کے
خدائی کا دعوی کیونکر کر سکتا ہے مقصود ہمارا فقط مناسبت لفظی ہے اس مدعا کو اور طرف لیجانا کیا ضرور ہے

اسی سال مین اکبر نے مسئلہ متعہ کی تحقیق سے پہلے سید محمد میر عدل کو جسکا وہ بہت لحاظ کرتا تھا بکر کا صوبہ مقرر کرکے بھیجدیا
اور ایک شمشیر خاص اور گھوڑا اور خلعت عنایت کیا چنانچہ وہ ملک بکر مین جا کر مر گیا بعد ازان کوئی ایسا شخص
میر عدلی کے عہدہ کے لائق میسر نہ آیا مشہور ہے کہ ایک روز حاجی ابراہیم سرہندی نے لباس سرخ و زرد کی اباحت کا
فتوی دیا اور ایک حدیث اس باب مین روایت کی میر عدل نے بادشاہ کی مجلس مین اوسکو بدبخت و ملعون کہا
اور بہت گالیان دین اور عصا مارنے کے لیے اوٹھایا اوس بیچارہ نے بڑی مشکل سے جان بچائی اسی سال مین
حکیم ابوالفتح گیلانی اور حکیم ہمایون جسنے اپنا نام بدل کر بعد کو ہمایون قلی نام رکھا تھا اور اوسکے بعد حکیم ہمام نام رکھا تھا
اور نور الدین قراری تخلص تینون بھائی گیلان سے آکر اکبر کی ملازمت مین آئے انکے بڑے بھائی کو علم مجلسی مین بہت دخل تھا
اس سبب سے اوسنے اکبر کے مزاج مین بہت دخل پیدا کر لیا اور اکبر کی خوشامد سے بیدینی کی باتین حد سے زیادہ کرنے لگا
اسیوجہ سے روز بروز اوسکا رتبہ بڑھتا گیا چند روز کے بعد ملا محمد یزدی جسکو یزیدی کہتے تھے ولایت سے آکر اوسنے مل گیا
اوسنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت مطاعن کہنے شروع کیے اور یہ ارادہ کیا کہ اکبر کو شیعہ بنا لے مگر راجہ بیربر اور ابوالفضل اور
حکیم ابوالفتح اس باب مین اوس سے بھی بڑھ گئے اور ان تینون نے ملا اکبر کو ملحد محض کر دیا چنانچہ وحی اور نبوت اور معجزہ اور
کرامت کا مطلق منکر ہو گیا مصنف صاحب ان امور مین رفاقت نکرسکے انمین سے ہر شخص کا انجام کار انشاء اللہ تعالی
آیندہ مذکور ہو گا اسی زمانہ مین اکبر نے قاضی جلال وغیرہ علما کو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا حکم دیا علما مین اس تفسیر کی نسبت
باہم بہت سا جھگڑا ہوا دیبی چند راجہ بھجوے نے کہا کہ اگر گاے خداے تعالی کے نزدیک متبرک نہوتی تو سب سے پہلے قرآن
مین سورۂ بقر کیون مذکور ہوتی جب اکبر کی مجلس مین تاریخ کے واقعات بیان ہوتے تھے تو روز بروز صحابہ رضی اللہ عنہم
کی نسبت اوسکا عقیدہ زیادہ فاسد ہوتا جاتا تھا نماز روزہ و نبوت کے اعتقادات کو اوسنے تقلید تجویز
غیر معقول اور تحقیق کے خلاف بنا بالکل دین کا مدار اوسکی راے مین عقل پر ٹھہرا منقول کا کچھ اعتبار نرہا اوسی زمانہ سے
فرنگیون کی بھی آمد و رفت شروع ہوئی بعضے بعضے اعتقادات جو اونکی عقل کے موافق ہوے اکبر نے اونسے بھی اخذ کیے شیخ بدر الدین
ولد شیخ سلیم چشتی ... اوسنے نوکری چھوڑکر باپ کا قائم مقام ہو گیا تھا اور گوشہ عافیت مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا
اسی سال مین ایک شب اکبر نے اوسکو عبادت خانہ مین طلب کیا چونکہ اب وہ فقیر ہو گیا تھا اسوجہ سے وہ طریقہ آداب کا
جسکا پہلے مقید تھا اب پابند نہوا یہ بات اکبر کو بھی ناگوار ہوئی اثناے گفتگو مین کچھ اوسکو بھی رنج ہوا سواے اسکے اور بھی سبب
ہوے چنانچہ وہ تین چار برس کے بعد بے اطلاع کیے اجمیر گیا اور وہان سے گجرات کو چلا گیا اور وہان سے اوسنے
مجرد طور پر کشتی مین بیٹھکر مکہ معظمہ کا راستہ لیا اکثر وہان شش کا روزہ رکھا کرتا تھا اور گرمی مین ننگے پانون خانہ کعبہ کا

طواف کیا کرتا تھا چند روز کے بعد اوسی جگہ اوسکا انتقال ہوگیا اسی سال مین شیخ بھاون ایک برہمن دکن سے آکر اکبر کی ملازمون مین شامل اور وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوگیا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ اتھربن بید کا جو ہندوون کی چار بیدون مین سے چوتھا بید ہے ہندی سے فارسی مین ترجمہ کرو جب مصنف صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا تو اکثر عبارتین اوسکی پیچیدہ بہت تھین جنکا مطلب اچھی طرح سے سمجھ مین نہ آتا تھا اور وہ برہمن بھی جو اوسکا ترجمہ سمجھاتا تھا اوسکے بیان سے عاجز تھا مصنف صاحب نے یہ امر اکبر کے حضور مین عرض کیا تب اکبر نے اول شیخ فیضی کو بعد ازان حاجی ابراہیم سرہندی کو اوسکے ترجمہ کا حکم دیا اوس سے بھی خاطر خواہ نہ لکھا گیا منجملہ اوس بید کے احکامون کے یہ مضمون بھی تھے کہ جاننا اوس عبارت کا جسمین لام بہت ہین گویا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ نہ پڑھین نجات نہوگی دوسرے یہ کہ گاے کا گوشت کھانا کئی شرطون سے مباح ہے تیسرے یہ کہ چاہیے کہ مردہ کو دفن کیا کرین جلایا نکرین شیخ مذکور انھین دلیلون سے سب ہمنون پر غالب آیا اور اسی تقریب سے دائرہ اسلام مین داخل ہوا سلیمہ سلطان بیگم نور الدین محمد میرزا کی بیٹی جو پہلے خانخانان کے نکاح مین تھی بعد ازان اکبر کی بیبیون مین داخل ہوئی تھی اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین گلبدن بیگم بنت بابر شاہ کے ساتھ سفر حج کو گئی تھی اور سال بھر تک گجرات مین رہی تھی بعد ازان چار برس تک مکہ مین رہکر چار حج کیے لوٹتے وقت جہاز تباہ ہوگیا سال بھر تک عدن مین رہنے کا اتفاق ہوا ۹۹۰ھ نوسو نوے کے ماہ شعبان مین پھر ہندوستان کو واپس آئی اوسوقت سے یہ دستور ہوا کہ اکبر ہر سال ایک شخص کو اپنے سردارون مین سے امیر حاج مقرر کر کے بہت سا خرچ اوسکو دیا کرتا تھا اور سب لوگون کو اذن عام ہوتا تھا کہ جسکا جی چاہے اوسکے ساتھ حج کو جائے اور ہر سال بہت سا خرچ اور تحفہ مکہ والون کے لیے بھیجا کرتا تھا پانچ چھ برس کے بعد یہ طریقہ بھی بالکل موقوف ہوگیا مرزا سلیمان بابر بادشاہ کے زمانہ سے بدخشان کا مستقل حاکم تھا سبب پیر محمد خان اوزبک اور مرزا سلیمان کی بی بی ولی نعمت بیگم سے بلخ مین مقابلہ ہوا تھا تو اوس لڑائی مین مرزا سلیمان کا بیٹا ابراہیم مرزا مارا گیا بعد ازان اور بہت سے حادثہ مرزا سلیمان پر آئے اور ابراہیم میرزا کا بیٹا شاہرخ میرزا باغی ہوکر تمام بدخشان کے ملک پر قابض ہوگیا تب مرزا سلیمان کابل مین مرزا محمد حکیم کے پاس مدد لینے کے لیے آیا مگر اوسنے کسی قسم کی مدد نکی اوسوقت مرزا سلیمان نے محمد حکیم سے یہ درخواست کی کہ کچھ اپنے آدمیون کو میرے ساتھ کرکے اٹک کے کنارہ تک پہونچا دو محمد حکیم نے عمداً اس قسم کے آدمی مرزا سلیمان کے ساتھ کر دیے جو پہلی ہی منزل سے اوسکو چھوڑکر بھاگ گئے مرزا سلیمان اپنے بیٹے کو بھی اپنے ہمراہ لے آیا تھا تنہا اور بے سامان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اکثی جگہ پٹھانون نے راستہ روکا مرزا سلیمان نے اونکے مقابلہ مین بڑی بہادریان کین اور ایک تیر کا زخم بھی اوسکے لگا بڑی پریشانی سے اٹک تک پہونچا اور وہان سے کئی گھوڑے ایک عرضی کے ساتھ اکبر کے حضور مین بھیجے اکبر نے پچاس ہزار روپیہ مع بہت سے

سامان

سامانِ تجمل اور بیشمار عراقی گھوڑون کے آغا خان خزانچی کے ساتھ مرزا سلیمان کو بھیجے اور اس سے پہلے راجہ بھگوان داس حاکم لاہور
اکبر کے حکم کے بموجب اٹک تک مرزا سلیمان کے استقبال کو گیا تھا اور ہر روز اوسکی ضیافت کے لوازمہ مہیا کرتا تھا اسی طور جب
مرزا سلیمان وہانسے روانہ ہوا جس جگہہ آتا وہان کے امیر پیشوائی کو جاتے تھے اور مہمانداری کے شرائط بجا لاتے تھے اسی اثنا میں
اکبر نے اعظم خان کو بھی گجرات سے بلایا تاکہ اس جلسہ مین وہ بھی شامل ہو چنانچہ چوتھی رجب ۹۸۲ نوسو بیاسی کو اعظم خان فتحپور
مین آکر ملازمت مین حاضر ہوا ایک روز باتون باتون مین اعظم خان نے داغ کے طریقہ نکالنے مین جو دقتین واقع ہوئین
اور کروریون کے ظلم اور سپاہیون کے لین دین کی خرابی اور رعایا کی تباہی اور اسی قسم کی اور بہت سی باتین صاف
صاف بیان کین یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی اور مدت تک اعظم خان کو دربار مین نہ آنے دیا اور نگہبان مقرر کیے تا
اور کوئی سردار بھی اعظم خان سے ملنے نجاوے چند روز کے بعد اعظم خان کو آگرہ مین بھیجدیا تاکہ ہمیشہ کے لیے اپنے
باغ مین نظربند رہے اور اوس سے باہر نہ نکلنے پاوے نہ اوسکے پاس کوئی اور شخص جانے پاوے جب مرزا سلیمان
متواتر کوچ کرتا ہوا متھرا مین آیا تو ترسون محمد خان اور قاضی نظام بدخشی جسکو مرزا سلیمان نے قاضی خان اور اکبر نے
غازی خان کا خطاب دیا تھا استقبال کو گئے اسی سال کی پندرھوین رجب کو مرزا سلیمان حدود فتحپور مین پہونچا
اول سب ارکین دولت اوسکے استقبال کو گئے بعد ازان خود اکبر بھی بہت سے امیرون کو ساتھ لیکر پانچ کوس تک
پیشوائی کو گیا اوس روز یہ اہتمام ہوا تھا کہ پانچ ہزار ہاتھی جنمین سے بعضون پر فرنگی مخمل اور بعضون پر زربفت کی جھولین
پڑی تھین اور طلائی اور نقرئی زنجیرین اور سیاہ اور سفید جھالرین سرون اور گردنون پر تھین دو رویہ سڑک پر کھڑے
ہوئے تھے اسی طرح سے بہت سے عراقی گھوڑے طلائی زینون سے سجے ہوئے جلو مین جلوہ گر تھے دو دو ہاتھیون کے بعد
ایک ایک گاڑی چیتے کی تھی جنکے گلے مین مخمل اور قماش کے سنہرے پٹے پڑے ہوئے تھے اور اون گاڑیون کے بیلون کے
سرون پر زردوزی کام کے تاج رکھے ہوئے تھے غرض اوس روز ایسا سامان تھا کہ تمام جنگل گویا باغ کا نمونہ تھا جب
مرزا سلیمان کی دور سے اکبر پر نظر پڑی بے تکلف گھوڑے سے اوترکر آداب بجا لانے کے لیے دوڑا یہ دیکھکر اکبر بھی بر
وقت کے ساتھ گھوڑے سے اوترا اور مرزا سلیمان کو معمولی تواضعات اور تسلیمات سے باز رکھا دونون بغلگیر ہو کر ملے
بعد ازان اکبر سوار ہوا اور مرزا سلیمان کو بھی سوار کرایا وہانسے بڑی مہربانی کی باتین کرتے ہوئے چلے انوپ تلاو کے
کنارہ دولتخانہ کے در و دیوار پر منقش زری کے سایبان اور زمین فرش سے آراستہ ہوئی اور سونے کے برتن اور
سوا اسکے ہر قسم کے جلوس کے سامان سے وہان آرایش ہوئی اوسی مکان مین آکر اکبر نے مرزا سلیمان کو ادنا
اپنے برابر تخت پر بٹھایا بعد ازان شاہزادہ کو بھی بلاکر مرزا سلیمان سے ملاقات کرائی اوسکے بعد کھانے کا جلسہ ہوا

جب اوس سے فراغت پائی تو اکبر نے مرزا سلیمان سے مستحکم وعدہ کیا کہ مین تمکو ہر قسم کی خاطر خواہ مدد دیکر بدخشان کو فتح کرا دونگا بعد ازان ہتیاپول کے برج مین جہان نقار خانہ تھا مرزا سلیمان کے رہنے کے لیے ایک مکان مقرر ہوا مرزا سلیمان اکثر اوکے عبادتخانہ مین مشائخ اور علما کی صحبت مین بیٹھا کرتا تھا اور وہان وجد وحال بھی اوسپر طاری ہوتا تھا اور تصوف کی باتین بہت کیا کرتا تھا جماعت کی نماز مگر اوس سے فوت نہوتی تھی ایک روز مصنف صاحب نماز کے امام تھے بعد نماز کے اونھون نے فقط دعاے مسنونہ پر اکتفا کیا مرزا نے اعتراض کیا کہ تمنے فاتحہ کیون نہ پڑھی مصنف صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین فاتحہ پڑھنے کا معمول نتھا بلکہ بعضی روایتون مین اسکو مکروہ بھی لکھا ہے مرزا سلیمان نے کہا کہ کیا ولایت مین عالم نہین ہین وہان کے لوگ فاتحہ پڑھا کرتے ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ہمکو کتاب سے کام ہے کسیکی تقلید سے کیا غرض اکبر نے کہا کہ اب آیندہ کو فاتحہ بھی پڑھ لیا کرو مگر باوجود اسکے مصنف صاحب نے اسکی کراہت کی روایتین بھی دکھائین انھین دنون مین اکبر نے مرزا سلیمان کے دکھلانے کے لیے توریکا طریقہ جو چغتیہ قدیمی رسم تھی چندروز کے لیے از سر نو جاری کی دیوانخانہ مین دستر خوان عام بچھایا جاتا تھا اور سپاہیونکو بلاکر کھانا کھلاتے تھے جب مرزا سلیمان چلا گیا یہ طریقہ بھی موقوف ہو گیا پھر اکبر نے خان جہان حاکم پنجاب کو حکم دیا کہ پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر مرزا سلیمان کے ساتھ جاوے اور بدخشان کو شاہرخ میرزا سے نکال کر مرزا سلیمان کے حوالہ کر دے بعد ازان پھر پنجاب کو واپس آوے لیکن ابھی اسکی تعمیل نہوئی تھی کہ خبر آئی کہ داود سے صلح کرنیکے بعد منعم خان خانخانان ٹانڈہ سے جہانکی آب وہوا نہایت معتدل تھی کوچ کرکے گنگا اوترکر اپنے لشکر کو گور مین لے گیا تھا یہ شہر پہلے بنگالہ سے متعلق تھا آب وہوا وہانکی نہایت خراب تھی ہر چند امیرون نے منع کیا تھا مگر وہ نمانا وہان طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوئین اور شکر مین وبا پھیل گئی اتنے آدمی مرے کہ کئی ہزار آدمی جو اوس ملک مین متعین تھے اونمین سے شاید سو آدمی بھی زندہ نرہے جب زندہ لوگ مردون کو دفن کرتے کرتے تھک گئے تو دریا مین بہانا شروع کیا مگر خان خانان کو پھر بھی کچھ خیال نہوا اور اوس شہر سے کنارہ نکیا لوگ اوسکی نازک مزاجی کے سبب سے اوسکے سامنے کچھ کہہ نسکے آخر اسی سے کئی برس اوپر کی عمر مین خانخانان کا بھی ماہ رجب سنہ ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین وہین انتقال ہو گیا چونکہ خانخانان کا کوئی وارث نتھا سارا اوسکا مال ومنال جو حد سے زیادہ تھا سرکار مین ضبط ہو گیا بعد اوسکے مرنے کے امرا نے شاہم خان جلایر کو اپنا امیر مقرر کر لیا یہ سنکر اکبر نے اپنے پہلے حکم کو منسوخ کرکے خان جہان کو خانخانان کا قائم مقام کیا اور ایک قباے زردوزی اور چار قب طلا اور پٹکا اور شمشیر مرصع مع گھوڑے اور زین طلا کے اوسکو انعام مین عنایت کی اور حکومت بنگالہ پر نامزد کیا

مرزا سلیمان کی نسبت خواہ اوسکی استدعا سے یا اپنی راے سے یہ تجویز کی کہ سمندر کے راستہ سے اس سال سفر حج
سے مشرف ہو چنانچہ پچاس ہزار روپیہ اپنے خزانہ سے اور بیس ہزار روپیہ خالصہ گجرات سے اوسکو عطا کیے اور قلیچ خان کو
اوسکے ہمراہ کیا تاکہ بندر سورت تک پہونچا دے غرض اسی سال مین سلیمان حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا
اور اوسکی برکت سے بدخشان کی حکومت دوبارہ اوسکو مل گئی چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا لوٹتے وقت
اوسنے ایک اپنی بیٹی کا نکاح مظفر حسین میرزا حاکم قندھار سے کر دیا جو انہین دنون لاہور مین آیا تھا اور وہان سے اکبر کے
دربار مین حاضر ہوا تھا اور دوسری بیٹی کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ کیا اسی سال مین حسین خان جس سے مصنف کتاب
کو قدیمی دلی رابطہ تھا اور مدت تک اوسکی صحبت مین بھی رہے تھے داغ و محلہ کی رسم سے جس سے سپاہیون پر بڑی
مصیبت ہوتی تھی عاجز ہو کر اور طرح طرح کی مصیبتین اوٹھا کر کانت و گولہ سے اپنے خاص آدمیون کو ساتھ
لیکر روانہ ہوا بداؤن اور سنبھل کے حدود سے گذر کر گنگا کو اوتر کر میان دواب مین پہونچا وہانکی رعایا ہر گز زر مالگذاری
داخل نکرتی تھی اور کروری کی تو کیا حقیقت تھی جاگیردار کو خیال مین نہ لاتی تھی حسین خان نے اون لوگون کو خوب
لوٹا کھسوٹا بعد ازان کوہ شمالی کی طرف توجہ کی حسین خان کو ہمیشہ سے کوہستان کے فتح کرنے کی دلی آرزو تھی
اور وہان جو اسنے سونے اور چاندی کی کانین اور طلائی و نقرئی بت سنے تھے اسوجہ سے دل و جان سے اوس
نواحی کا مشتاق تھا چنانچہ اوسنے بسنت پور کا جو پہاڑ کی بلندی پر ایک مقام ہے احاطہ کیا ملک الشرق گجراتی
کروری تھانیسر نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور کروری بھی ادھر اودھر روپوش ہو گئے سب نے ملکر حسین خان کو
باغی مشہور کیا اور اس مضمون کی عرضیان اکبر کو لکھین اکبر نے سعید خان مغول سے جسکی حسین خان سے بڑی دوستی
تھی اور وہ انہین دنون ملتان سے آیا تھا حسین خان کی بغاوت کا حال پوچھا اوسنے بالکل انکار کیا جب اکبر نے
رعایا کے اوس مال کا جو حسین خان نے لوٹ مار کرکے تلف کیا تھا ضمانت نامہ اوس سے حسین خان کی جانب
سے مانگا اوسنے اس سے بھی انکار کیا اور بالکل آشنائی اور محبت یکقلم برطرف کر دی سید ہاشم پسر سید محمود بارہہ
اور سید محمد میر عادل امروہوی کے بیٹون کو بکر کے بھیجنے سے پہلے اکبر نے حسین خان کے مقابلہ مین نامزد کیا
بسنت پور کی لڑائی مین حسین خان کے شانہ کے نیچے ایک گولی کا زخم کاری لگا اور بہت آدمی اوسکی طرف کے
مارے گئے تب وہان سے شکست کھا کر حسین خان کشتی مین سوار ہو کر گنگا کے راستہ سے پٹیالی کی طرف
جہان اوسکے اہل و عیال تھے متوجہ ہوا جب گڈھ مکتیسر مین پہونچا تو سید ہاشم وغیرہ اوسکو اکبر کے حکم سے
بموجب اوسی زخمی ہونیکی حالت مین آگرہ کو لیگئے اور وہان صادق محمد خان کی حویلی مین اوسکو اوتارا

فتحپور سے شیخ بینائی طبیب کو اوسکے معالجہ کے لیے بھیجا وہ زخم کی صورت دیکھکر پھر فتحپور کو واپس گیا اور اکبر سے عرض کیا
کہ یہ زخم مہلک ہے پھر اکبر نے حکیم عین الملک کو معالجہ کے لیے روانہ کیا اوسکے ساتھ مصنف صاحب بھی بسبب محبت
قدیم کے اکبر سے رخصت لیکر اوسکے دیکھنے کے لیے آئے اور بہت دیر تک حسرت و افسوس کی باتین کرتے رہے اسی اثنا مین
بادشاہی جراح مرہم باندھنے کے لیے آئے ایک بالشت کی سلائی بزور شگاف کرکے اوس زخم کے اندر کی مگر حسین خان
ایسا بہادر تھا کہ اوسوقت مین بھی ذرا اوسکی تیوری نہ بدلی بلکہ بے تکلف مسکراتا رہا وہ اوس سے آخری ملاقات تھی
پھر بعد ازان مصنف صاحب فتحپور کو چلے گئے تو وہان دو چار روز کے بعد یہ خبر آئی کہ اوسی حالت مین آخر کو
حسین خان کے دست جاری ہو گئے اوسی صدمہ مین مر گیا اوسکے جنازہ کو پٹیالی مین لیجا کر دفن کیا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جب سید محمد میر عادل بکر کو جانے لگے مین تھوڑی دور اونکو پہونچانے گیا راستہ مین یہ خبر مین نے
اونسے بیان کی وہ سنکر زار زار رونے لگے اور حسین خان کی چستی اور چالاکی کی بہت تعریف کرنے لگے اور کہا
کہ جو شخص دنیا سے آزادی چاہے وہ ایسا ہی فعل اختیار کرے جو حسین خان نے کیے تھے اوسی گفتگو مین اونھون نے
یہ بھی کہا کہ سب یار ہمارے چلدیے خدا جانے اب ہمسے تمسے بھی پھر ملاقات ہو یا نہو یہ بات اونکی سچی ہو گئی بکر مین
جاتے ہی اونکا انتقال ہوا فی الحقیقت وہ اونسے آخری ملاقات تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نو برس
تک اونکی صحبت مین رہا جو وصف مین نے اونمین پائے اور بزرگون مین اوسکا دسوان حصہ بھی نہین سنے پاک
اعتقاد بڑے متقی اور پرہیزگار اور عالی ہمت تھے شجاعت مین بے نظیر تھے اور تواضع اونکی ایسی تھی کہ بڑے اور چھوٹے
کو یکسان سمجھتے تھے غرض جتنی صفتین کاملون کو چاہیین سب اونمین موجود تھین جس زمانہ مین وہ لاہور مین حاکم تھے
بغرض متابعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقط نان جوین پر اکتفا کرتے تھے کئی ہزار پرانی مسجدین تعمیر کرائین ایک روز
ایک ہندو مسلمانونکی صورت بنا کر اونکی مجلس مین آیا اونھون نے مسلمان سمجھکر موافق اپنی عادت کے حد سے
زیادہ اوسکی تعظیم کی جب معلوم ہوا کہ یہ ہندو ہے بہت نادم ہوئے اوس روز سے یہ حکم دیا کہ تمام ہندو اپنی آستین
مین ایک ٹکڑا رنگے ہوئے کپڑے کا سی لیا کرین تاکہ مسلمانون اور ہندوؤن مین فرق ہو جاوے عوام اوسکو تکریہ
کہتے تھے تکری کے معنی لغت مین پیوند کے ہین چند روز کے بعد اونھون نے یہ بھی حکم دیا کہ ہندو لوگ زین پر سوار
نہوا کرین بلکہ گھوڑے کی پیٹھ پر سونٹا کا ڈال کر سوار ہوا کرین بہت سے سادات اور اہل علم و فضل اونکے ملازم
تھے ہمیشہ اونمین سے صحبت رکھتے تھے چار پائی پر کبھی نسوتے تھے کبھی تہجد کی نماز اونکی فوت نہوتی تھی جماعت کے بھی
بڑے پابند تھے لاکھون اور کرورون روپیہ کی جاگیر رکھتے تھے مگر ایک گھوڑے سے زیادہ اونکے طویلہ مین نہوتا تھا

اور کبھی وہ بھی کسی مستحق کو دیدیتے تھے تو سفر ہو یا حضر پیادہ پا رہجاتے تھے تب غلام اونکے اور گھوڑا اونکے واسطے تجویز کرتے
تھے چنانچہ ایک شاعر کے ایک قصیدہ کا یہ مصرع ہے ع خان مفلس غلام باسامان خزانہ جمع کرنے کی قسم کھائی تھی جب تک وہ
اونکے سامنے آتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ تیر کی طرح میرے سینہ مین چبھتا ہے جبتک لوگون کو تقسیم نکردیتے تھے تب تک انکو
چین نہوتا تھا اور یہ اونھون نے نذر کی تھی کہ جو غلام اونکی ملک مین آوے پہلے ہی دن آزاد ہے اور سوا
تین عورتون کے جو اونکی منکوحہ تھین اور کسی عورت سے کبھی اونکو کچھ تعلق نہین ہوا اخروٹ کو اپنے اعتقاد مین مسکرات
مین سے جانتے تھے ایک روز شیخ الہدیہ نے جو مشائخ کبار مین سے تھے اونکو خزانہ جمع نکرنے اور بہت سا روپیہ
لٹانے سے منع کیا سید ممدوح کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور غصہ ہوکر فرمایا کہ روپیہ جمع کرنا اگر سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی ہے تو البتہ ضرور ہے ورنہ تمسے بزرگون سے تو ہم یہ امید رکھتے ہین کہ جسقدر تعلق ہوس دنیاوی کا ہم مین باقی ہو
وہ بھی کم دور کردو نہ یہ کہ حرص دنیا بڑھانے مین سعی کرو قوت اور ہیبت اور شجاعت بھی اونکی ایسی تھی کہ بڑے بڑے
بہادرون مین نہین ہوتی لڑائی کے وقت یہ دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ یا شہادت نصیب ہو یا فتح لوگون نے کہا کہ
حضرت فتح کی دعا کو مقدم کیجیے تو کہتے تھے کہ مین زندہ لوگون کی نسبت اون لوگون سے ملنے کا جو دنیا سے چلے گئے
زیادہ شائق ہون سخاوت اونکی ایسی تھی کہ اگر بالفرض تمام جہان کے خزانہ اور تمام روے زمین کی سلطنت اونکو
ملجاتی تو پہلے ہی دن قرضدار ہوجاتے یہ قطعہ اونکے حال پر خوب صادق تھا ع صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان ؎
یگانہ ایزد دادار بی عدیل و همال ؎ وگرنہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت سخا ؎ امید بندہ نماندے بایزد متعال ؎
کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ ایک ہی مرتبہ ڈیڑہ سو گھوڑے عراقی اور جنس اور ترکی سوداگر سے خریدے ہین قیمت
مین اوس سے کچھ گفتگو نہین کی بس اسیقدر کہا ہے کہ تو جانے اور تیرا خدا جانے اور بعد خریدنے کے اوسی مجلس مین
یارونکو تقسیم کردیے ہین اور اوسپر بھی عذر کیا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اونکی پہلی ہی ملاقات جب
ہوئی تھی جسوقت لشکر گڑہ کتکنہ کی طرف متعین ہوا تھا اونھون نے آگرہ مین ایک عراقی گھوڑا پانسو روپیہ کو خریدا
اور فورًا مجھکو دیدیا جب اونکا انتقال ہوا تو ڈیڑہ لاکھ روپیہ یا زیادہ اونپر قرض تھا مگر بسبب کہ اونکو ایسا عزیز رکھتے تھے
کہ تمام قرضخواہون نے ساری اپنی دستاویزین چاک کرڈالین اور تمام قرض اپنا معاف کرکے اونکے واسطے
مغفرت کی دعا کی ایک حبہ کا اونکے وارثون سے دعوی نکیا چونکہ مصنف صاحب خوش آواز بہت تھے اسواسطے
اکبر نے انکو پیش نماز مقرر کیا کل سات امام تھے ہر روز ایک شخص کی باری ہوتی تھی چہارشنبہ کے روز انکی نوبت
مقرر ہوئی خواجہ دولت ناظر سے یہ کام متعلق تھا کہ وہ ہر شخص کو اوسکی نوبت پر حاضر کردیتا تھا اوسی سال مین

خواجہ امین الدین محمود نے جو خواجہ امینا مشہور تھے انتقال کیا سارا اونکا مال خزانہ عامرہ میں داخل ہوا اسی سال عرض
ستروین ذی قعدہ کو اکبر نے اجمیر کا سفر کیا اور جب اجمیر ایک منزل رہی تو موافق عادت قدیم کے اکبر وہان سے پیادہ پا
گیا اسی مہینہ کی نوین تاریخ نوروز ہوا تھا اور سنہ جلوس بائیسوان شروع ہوا تھا اسی اثنا میں یہ خبر آئی کہ منعم خان
خانخانان کی وفات کے بعد داؤد نے مقابلہ کر کے سب بادشاہی امیرون کو گور اور ٹانڈہ سے نکالدیا چنانچہ سب لوگ
حاجی پور اور پٹنہ میں چلے آئے اور خان جہان اسوجہ سے کہ لشکر اوسکا ابھی لاہور میں ہے بہت تامل سے جاتا ہے
اسوجہ سے اکبر نے ترک سبحان قلی کے ہاتھ خان جہان کو یہ فرمان بھیجا کہ بہت جلد جاؤ چنانچہ اوسنے بائیس روز کے
عرصہ میں ہزار کوس زمین طے کی پھر اجمیر میں یہ خبر آئی کہ خان جہان نے کرہی میں پہونچکر داؤد سے مقابلہ کیا اور
بڑی لڑائی کے بعد فتح پائی اور قریب ڈیڑھ ہزار آدمیون کے قتل اور قید کیے پھر وہان سے آگے بڑھ گیا ابتدائے محرم
سنہ ۹۸۴ نو سو چوراسی میں اکبر راجہ مانسنگھ ولد بھگوانداس کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ میں لے گیا اور
وہان استمداد کر کے خلعت اور گھوڑا مع تمام لوازم کے اوسکو عنایت کیا بعد ازان کوکندہ اور کوبھل میر کیطرف جو
رانا کیکا سے متعلق تھا نامزد کیا پانچ ہزار سوار ہمراہ کیے اور آصف خان میر بخشی اور غازی خان بدخشی اور شاہ غازی خان
تبریزی اور مجاہد خان اور سید احمد خان اور سید ہاشم بارہہ اور مہتر خان خاصہ خیل وغیرہ کو بھی ہمراہی کا حکم ہوا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین غازی خان اور آصف خان کو اجمیر سے تین کوس تک پہونچانے گیا تھا
یکایک جہاد کا شوق میرے دل میں بھی پیدا ہوا فی الحال میں وہان سے لوٹ کر شیخ عبد النبی صدر کے پاس گیا
اور اون سے یہ آرزو بیان کر کے التماس کیا کہ آپ مجھکو بادشاہ سے رخصت دلوا دیجیے اوسنے قبول تو کیا مگر بادشاہ
سے عرض کرنیکا خود وعدہ نکیا بلکہ یہ کام سید عبد الرسول اپنے وکیل کے ذمہ رکھا چونکہ یہ شخص بڑا فضول تھا
اسوجہ سے اوسکے واسطے سے یہ عرض میں نے مناسب نہ سمجھی تب میں نے نقیب خان کا جس سے میرا بہت سا
ربط تھا توسل کیا اوسنے اول بہت سا منع کیا اور کہا کہ اگر اس لشکر کا سردار ہندو نہوتا تو سب سے پہلے اس سفر کا
ارادہ میں کرتا میں نے جواب دیا کہ ہم اپنا سردار بادشاہ کو سمجھتے ہین مانسنگھ وغیرہ سے ہمین کیا غرض تب
نقیب خان نے موقع پا کر اکبر کے حضور میں عرض کیا کہ عبد القادر رخصت چاہتا ہے اکبر نے کہا کہ وہ تو عہدۂ
امامت پر متعین ہے کیون جاتا ہے نقیب خان نے کہا کہ جہاد کی آرزو رکھتا ہے تب اکبر نے مجھکو بلا کر پوچھا کہ تم
کیون جاتے ہو میں نے التماس کیا کہ میری آرزو یہ ہے کہ اس اپنی سیاہ ڈاڑھی کو حضور کی دو تنخواہی میں صرف
کرون اکبر نے کہا انشاء اللہ تم فتح کی خبر لاؤ گے پھر مراقبہ میں جا کر بڑی توجہ سے دعا مانگی میں نے پانون چومنے کا قصد کیا

تو اکبر نے اپنا پانون ہٹا لیا جب دیوانخانہ سے باہر نکلا تو اکبر نے پھر مجھکو بلایا اور دونون ہاتھون مین بھر کر پنسٹھ اشرفیان
مجھکو عنایت کین پھر رخصت کیا جب مین شیخ عبد النبی سے جو اوندنون دل کی کدورت دور کرکے مجھسے صاف ہوگیا تھا
ملنے گیا تو شیخ مذکور نے کہا کہ جسوقت لڑائی شروع ہو ضرور میرے واسطے دعا مانگنا کیونکہ بموجب حدیث شریف کے وہ وقت
قبولیت دعا کا ہے مین نے قبول کرکے اونسے دعا کا التماس کیا بعد ازان سامان درست کرکے اور اپنے موافق یارونکو ساتھ لیکر
مین نے سفر کیا یہ سفر بڑی خیر و خوبی سے تمام ہوا آخر کو مین ایک فتحنامہ اور ایک مشہور ہاتھی متنازع فیہ رانا کنکا کا لیکر فتحپور مین آیا
اسی سال کی بیسوین محرم کو اکبر نے مہم کوکندہ کا سرانجام کرنے کے لیئے فتحپور کا قصد کیا اوصفر کی چاندرات کو روز وہان
پہونچا اتنے مین یہ خبر آئی کہ جب خان جہان کرہی سے آگے بڑھا اودنے ٹانڈہ سے نکل کر موضع آسو محل مین جسکے ایک
طرف گنگا اور دوسری طرف پہاڑ ہے پناہ لی اور اپنے لشکر کے گرد خندق کھودکر قلعہ بنا لیا ہے اور وہان سے ہر روز لڑتا ہے
اور اونھین لڑائیون مین خواجہ عبد اللہ پوتے خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز کے بڑی بہادریان کرکے شہید بھی ہو گئے
اور اوس طرف سے خانخانان پٹھانونکا سردار قتل ہوا یہ سنکر اکبر نے مظفر خان حاکم پٹنہ و بہار کے نام فرمان بھیجا کہ
کہ تم اوس طرف کی تمام فوج لیکر خان جہان کی مدد کو جاؤ اسی سال کی ربیع الاول کے مہینہ مین میرزا محمد شریف ولد
میر عبد اللطیف قزوینی جو ایک جوان طبیعت دار خوش خلق خوش آواز بلکہ تمام صفات سے موصوف تھا فتحپور کے میدان
مین اکبر کے ساتھ چوگان کھیل رہا تھا اتفاقاً گھوڑے سے گرا فوراً جان نکل گئی اوسوقت وہان بڑا ایک شور اوٹھا یہ معرکہ
دیکھکر اکبر بہت گھبرایا اور بالکل اوسکے حواس جاتے رہے تب قطب الدین محمد اتکہ نے گھوڑے کی باگ پکڑکر کہا کہ حضور
یہان کیا کرتے ہین دولتخانہ کو تشریف لیجائیے تب اکبر وہانسے گھوڑا دوڑا کر مکان کو چلا گیا جب اوسکے دل کو تسکین
ہوئی تو فرمان صحت و سلامتی کے مضمون کے سب سرحد کے امیرونکو بھیجے منجملہ اونکے ایک فرمان مانسنگہ اور
آصف خان کے نام بھی پہونچا ابتداے ماہ ربیع الاول ۹۸۴ھ نوسو چوراسی مین کوکندہ کی فتح واقع ہوئی مجملاً وہ
بیان یہ ہے کہ جب مانسنگہ اور آصف خان اپنے لشکر کے ساتھ اجمیر سے کوچ کرکے مانڈل گڈہ کے راستے سے
بلدہ نام دیہ مین جو کوکندہ سے سات کوس ورلی طرف راجہ کنکا کا دارالریاست تھا پہونچے تو رانا اپنی فوج کو ساتھ
لیکر مقابلہ کے لیئے بڑھا اوسوقت مانسنگہ ہاتھی پر سوار ہوکر مع خواجہ محمد رفیع بدخشی اور شہاب الدین گروہ پایندہ
قزاق اور علی مراد اوزبک اور راجہ لون کرن حاکم سانبھر وغیرہ اور راجپوتونکے قلب سپاہ مین قائم ہوا اور چیدہ
نامی جوانون کو چھانٹکر ہراول بنایا اور اونھین اتنی اور کئی آدمیونکو منتخب کرکے سید ہاشم بارہہ کے ساتھ
ہراول سے بھی آگے روانہ کیا جسکو جوزہ ہراول کہتے ہین سید احمد خان بارہہ مع ایک جماعت کے میمنہ مین

اور قاضی خان مع جماعت شیخ زادہای سیکری کے میسرہ مین متعین ہوا رانا کنکا تین ہزار سوار ساتھ لیکر پہاڑ کے پیچھے سے
آیا اور اوسکی فوج کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ جسکا سردار حکیم سور تھا پہاڑ کی قبلہ کی جانب سے ہراول کے مقابلہ مین آیا
اور چونکہ وہان راستہ بہت ناہموار تھا اور تھوڑ کے پیڑ بڑی کثرت سے تھے اس سبب سے ہراول اور جوزہ ہراول باہم ملکر
ایک ہوگئے اور اوسوقت مخالف لوگ غالب ہوگئے اور سارے راجپوت جنکا سردار راجہ لون کرن سانبھری تھا
ہراول فوج کے سامنے ہوتے ہوئے میمنہ کی جانب سے میسرہ کی طرف کو بھاگے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی
ہراول کی فوج مین تھا مین نے آصف خان سے کہا کہ ہمارے سامنے یہ راجپوت آگئے اب دوست دشمن مین کیونکر فرق کرین
اوسنے جواب دیا کہ تم تیر مارنے شروع کرو کوئی ہو چنانچہ اسی طرح تیراندازی شروع کی اور مخالفون پر تاک تاک کے تیر مارے سادات
بارہہ اور بعضے اور جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیے جو رستم سے بھی نہو سکتے بہت سے آدمی دونون طرف کے کام آئے
رانا کی فوج کا دوسرا حصہ جسمین رانا خود موجود تھا گھاٹی مین سے نکلا اور قاضی خان کو جو دہانہ گھاٹی پر تھا ہٹا کر قلب فوج پر
جا پڑا سیکری والے شیخ زادہ یکبارگی بھاگ نکلے بھاگتے وقت شیخ منصور داماد شیخ ابراہیم کی سرین پر ایک تیر لگا جسکی جراحت
مدت تک رہی قاضی خان باوجودیکہ بیچارہ ایک مُلّا آدمی تھا مگر اوس روز بڑی جرات کرکے دیر تک میدان مین کھڑا رہا اوسکے
داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر تلوار کا زخم بھی لگا جب عاجز ہوا تو وہان سے ہٹ کر قلب مین چلا گیا جو لوگ اول ہی دلہ مین بھاگ
نکلے تھے وہ پانچ چھ کوس تک بھاگ کر دریا اوتر گئے ہرگز اونھون نے باگ نہ پھیری عین گرمی ہنگامہ مین مہتر خان نے
چنداول کی فوج مین نکل کر نقارہ بجادیا کہ خود اکبر بھی آپہونچا یہ سنکر سب کے دل بڑھ گئے اور بھاگنے والونکو بھی ایکطرح کی تقویت
ہوگئی مخالفون کی طرف سے راجہ رامساہ گوالیاری نبیرہ راجہ مان نے جو رانا کے آگے آگے آتا تھا راجپوتونکی جان پر بڑی
آفت ڈالی یہ وہی راجپوت تھے جو میمنہ سے بھاگ کر میسرہ مین سادات کے پاس رہ گئے تھے اور انھین کے بھاگنے کی وجہ سے
آصف خان کے بھی پانون اوکھڑ گئے تھے اور اگر سادات ہمت نکرین تو جیساکہ اول دلہ مین ان راجپوتون نے کام بگاڑا تھا
وہی انجام کو بھی رسوائی حاصل ہوتی مخالفون کے ہاتھی بادشاہی فوج کے ہاتھیون کے برابر آگئے اونمین سے دو مست ہاتھی
باہم لڑنے لگے حسین خان ہاتھیونکا فوجدار جو راجہ مانسنگھ کے پیچھے ایک اور ہاتھی پر سوار تھا اس کشمکش مین وہ بھی گر پڑا
اوسوقت مانسنگہ مہاوت کی جگہ اوس ہاتھی پر خود سوار ہوگیا اور ایسے وقت نازک اوسنے ایسی ثبات قدمی کی کہ کوئی نکر سکیگا
وہ دو ہاتھی جو باہم لڑتے تھے اونمین ایک بادشاہی فوج کا ہاتھی تھا اور اوسکے مقابل رام پرشاد نامے رانا کا ایک
بڑا قوی ہاتھی تھا دونون ایک دوسرے کو ریل دیتے تھے رانا کی طرف کے رام پرشاد نامے ہاتھی پر جو فیلبان سوار تھا
اوسکے ایک تیر لگا وہ اوسی ہاتھیونکی کشمکش مین زمین پر گر پڑا تب ادھر کے ہاتھی کا فیلبان چالاکی کرکے اپنے ہاتھی سے

کو دکر رانا کیطرف کے ہاتھی پر جا بیٹھا فی الواقع اوسوقت اوسنے بڑا کام کیا یہ حال دیکھکر رانا کے پانون اوکھڑ گئے اور ساری
اوسکی فوج مین تذبذب پڑگیا یکی جوان جو مانسنگہ کی محافظت کر رہے تھے آگے بڑھ کر ایسے لڑے کہ اونکی لڑائی گویا ایک کارنامہ ہے
مخالفون کی طرف سے جیمل چتوری کا بیٹا اور رام ساہ راجہ گوالیاری اور اوسکا بیٹا سالباہن جنھون نے بڑی بڑی
بہادریان کی تھین اس لڑائی مین مارے گئے اور گوالیار کے راجون کی نسل سے کوئی شخص اس قابل باقی نرہا جو سند لینیکی
کی لائق ہو رانا جو مادھو سنگہ کے مقابلہ مین تھا اوسکے بھی تیرون کے کئی زخم لگے حکیم سور سادات کے مقابلہ سے بھاگ کر
رانا کے پاس پناہ لے گیا دونون ٹکڑے اوسکی فوج کے ملکر ایک ہوگئے رانا نے میدان سے بھاگ کر پھر اونھین پہاڑون مین
جنمین چتوڑ کی فتح کے بعد آوارہ پھرتا تھا پناہ لی اوس لڑائی کے روز گرمی بھی حد سے زیادہ تھی عین گرمی کے چلے کے دن تھے
صبح سے دوپہر تک معرکہ رہا پانسو آدمیون کا اوس میدان مین کھیت ہوا اونمین سے ایک سو بیس مسلمان اور باقی
ہندو تھے زخمی تین ہزار سے زیادہ تھے ہوا مین یہ گرمی تھی کہ سپاہیونکو حرکت کی طاقت نرہی تھی اور گمان غالب یہ تھا
کہ رانا دھوکا دیکر پہاڑ کی پیچھے ٹھہرا ہوا ہی اسوجہ سے کسی نے اوسکا تعاقب نکیا اور لوٹ کر خیمون مین آئے زخمیونکا
علاج شروع کیا اور اوس فتح کی یہ تاریخ ہوئی ؎ وبشّر ومن اللہ فتحٌ قریبٌ ✻ دوسرے دن وہان سے
کوچ کر کے لڑائی کے میدان کا ملاحظہ کرتے ہوئے گھاٹی سے گذر کر گوکندہ مین پہونچے چند لوگ جو رانا کے محل کی
محافظت کرتے تھے اور کچھ لوگ جو بتخانہ مین رہتے تھے سب قریب بیس آدمیون کے لڑکر مر گئے ہندوؤنکا قدیم طریقہ
یہ ہے کہ جب مغلوب ہوکر شہر خالی کرتے ہین تو کچھ لوگ اپنی ناموس کے لحاظ سے لڑکر اپنی جان گنواتے ہین اور چونکہ
یہ خیال تھا کہ کہین رانا رات کو شبخون نمارے اسلیے کوچہ بندی کرکے خندق اور دیوار اسقدر شہر گوکندہ کے گرد تیار کرایا
کہ سوار اوسپر سے نہ آسکے پھر دوسرے دن میدان مین کشتونکی اور اون گھوڑونکی جو مارے گئے تھے اسم نویسی شروع کی
تاکہ اکبر کو جو عرضی بھیجی جاوے اوسمین یہ سب تفصیل درج ہو سید احمد خان بارہہ نے کہا کہ نہ ہم مین سے کوئی آدمی
مارا گیا نہ گھوڑا پھر اسم نویسی کی کیا ضرورت ہے اب غلہ کی فکر سب کامون پر مقدم ہی کیونکہ اوس کوہستان کے ملک مین
غلہ بہت کم پیدا ہوتا تھا چنانچہ اونمین غلہ کے نملنے سے فوج نے بڑی تکلیف اوٹھائی تھی سب امیرون نے ملکر اس بات
مین باہم مشورہ کیا اور یہ ٹھہری کہ ہر روز ایک امیر سردار بنکر غلہ کی تلاش مین جاوے چنانچہ اسی قرارداد کے بموجب ہر روز
ایک امیر جاتا تھا اور پہاڑیون پر جہان کہین کچھ بستی یا آدمیونکا مجمع پاتے تھے لوٹ لاتے تھے اور فقط جانورونکے
گوشت پر اوقات بسر ہوتی تھی آم وہان بڑی کثرت سے تھے اکثر عوام الناس کی فقط آمون پر ہی گذر ہوتی تھی اسیوجہ سے
بہت لوگ بیمار بھی ہوگئے وہان کے آم جو تولے گئے تو اکبری وزن سے سیر سیر بھر کے ہوتے تھے پوست بھی اونکا

پتلا ہوتا تھا مگر شیرینی کم اور ذائقہ اچھا تھا اسی اثنا مین اکبر نے معرکہ کا مفصل حال تحقیق کرنیکے لیے محمود خان خواص کو
بھیجا چنانچہ متواتر کوچ کرتا ہوا وہان پہونچا اور ایک روز رہکر سب حال معلوم کیا اور پھر وہان سے واپس ہوکر بہت جلد
اکبر کیخدمت مین پہونچا اور معرکہ کی شرح بتفصیل عرض کی اکبر نے ساری کارگذاریان سردارون کی بہت پسند کین
مگر یہ بات کہ راناکو زندہ نکل جانے دیا اور اوسکا تعاقب نکیا پسند نہ آئی امیرون کی یہ رای ہوئی کہ رام پرشاد نامے
ہاتھی کو جو غنیمت مین ہاتھ آیا تھا اور کئی مرتبہ اوسکو اکبر نے رانا سے طلب کیا تھا مگر اوس کمبخت نے ندیا تھا فتحنامے کے
ساتھ درگاہ کو روانہ کرین جب اوسکی ہمراہی کے لیے کسی سردار کو تجویز کرنے لگے تو آصف خان نے مصنف صاحب کی
نسبت کہا کہ یہ محض اپنے دلی شوق اور ثواب کی نیت سے آئے تھے انکے ہمراہ فتحنامہ بھیجدینا چاہیے مانسنگہ نے
کہا کہ ابھی تو یہان بڑا کام باقی ہے انکو چاہیے کہ معرکہ مین ہر جگہ صف سے آگے بڑہکر امامت کیا کرین مصنف صاحب نے
جواب دیا کہ یہان امامت کی کیا ضرورت ہے مین جاکر خود حضرت بادشاہ کا امام بنونگا یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور اوس
ہاتھی کی حفاظت کے لیے تین سو سوار ساتھ کرکے روانہ کیا اور خود بھی سیر و شکار اور تھانہ بٹھانے کی غرض سے
قصبۂ موہنی تک جو گوگندہ سے بیس کوس ہے ساتھ آیا اور وہان سے ایک سفارشنامہ لکھکر مصنف صاحب کو وداع
رخصت کیا چنانچہ باکھور اور مانڈل گڈہ کے راستہ سے قصبۂ انبیر مین جہان مانسنگہ کا وطن تھا پہونچے راستہ مین
جو لوگ اس لڑائی کی کیفیت اور مانسنگہ کے فتح پانی کی حقیقت سنتے تھے بہت تعجب کرتے تھے بلکہ اونکو یقین نہ آتا تھا
جب انبیر پانچ کوس رہا اتفاقًا وہان وہ ہاتھی دلدل مین اندہ گیا جتنا آگے کو بڑھتا تھا اوتنا ہی زمین کے نیچے کو
بیٹھا جاتا تھا چونکہ پہلی ہی خدمت تھی اسوجہ سے مصنف صاحب کو بڑا تردد پیدا ہوا آخر اوس نواح کے بہت سے لوگ
جمع ہوئے اور اونھون نے کہا کہ پارسال بھی ایک بادشاہی ہاتھی یہان اندہ گیا تھا جب یہان پانی بہت سا ڈالا
تو زمین نرم ہوگئی تھی اور ہاتھی آسانی سے نکل گیا تھا یہ سنکر فورًا اسیقون نے یہی تدبیر کی تب وہ ہاتھی نے اوس
بلا سے نجات پائی وہان سے چلکر انبیر مین پہونچے تین چار روز وہان رہے پھر قصبۂ تودہ کے راستہ سے جو مصنف
صاحب کی پیدا ہونے کی جگہ ہے باور مین پہونچے اور وہان سے کوچ کرکے فتحپور مین داخل ہوئے اور ابتدائے
ماہ ربیع الثانی مین راجہ مانسنگہ کے باپ راجہ بھگوانداس کے وسیلہ سے اکبر کی کورنش حاصل ہوئی مصنف صاحب نے
امیرونکی عرضیان مع ہاتھی کی پیش کین اکبر نے پوچھا اس ہاتھی کا نام کیا ہے مصنف صاحب نے عرض کیا کہ اسکا نام
رام پرشاد ہے اکبر نے کہا کہ یہ سب پیر کے طفیل سے حاصل ہوا ہے اسواسطے اسکا نام آیندہ کو پیر پرشاد ہونا چاہیے
پھر اکبر نے کہا کہ وہان کے امیرون نے تمھاری تعریف بہت لکھی ہے سچ سچ کہو تم کس فوج مین تھے اور کیا کیا کام کیے

مصنف صاحب نے کہا کہ بادشاہون کے حضور مین سچی بات بھی بڑے خوف سے بیان کرتا ہون جھوٹی بات کیونکر کہ
سکونگا پھر جو کچھ واقعی واقعی حال تھا وہ سب مصنف صاحب نے تفصیل تمام اول سے آخر تک بیان کیا پھر اکبر نے پوچھا
کہ تم خالی ہاتھ تھے یا مسلح مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ایک زرہ اور ایک خود میرے پاس موجود تھا اکبر نے پوچھا کہ یہ
سامان تمنے کس سے لیا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ سید عبداللہ خان سے اوس زمانہ مین ہر وقت اکبر کے سامنے
اشرفیونکا ڈھیر رہتا تھا چنانچہ دونون ہاتھون مین بھر کر چھیانوے[96] اشرفیان مصنف صاحب کو انعام مین عطا کین پھر پوچھا
کہ تمنے شیخ عبدالنبی سے بھی ملاقات کی یا ابھی نہین انھون نے جواب دیا کہ سیدھا سفر سے آکر دربار مین حاضر ہوا ہون
ابھی کسی سے بھی ملاقات نہین کی پھر اکبر نے ایک دوشالہ نخودی اعلی قسم کا دیا اور کہا کہ اسکو لیتے جاؤ اور شیخ مذکور سے
جا کر ملاقات کرو یہ دوشالہ ہماری طرف سے اونکو دیکر کہنا کہ یہ خاص ہمارے کارخانہ کا ہے ہمنے فرمایش کر کے تمھارے لیے
نیت سے تیار کرایا ہے اسکو تم اوڑھو مصنف صاحب اوس دوشالہ کو لیکر شیخ عبدالنبی کے پاس گئے اور اکبر کا پیغام
ادا کیا شیخ عبدالنبی بہت خوش ہوا اور ان سے کہا کہ مین نے رخصت کے وقت تمسے کہدیا تھا کہ جب لڑائی شروع ہو
تو میرے لیے ضرور دعا مانگیو انھون نے جواب دیا کہ مین نے یہ دعا پڑھی تھی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یہ سنکر شیخ عبدالنبی نے
کہا کہ یہی کافی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ شیخ عبدالنبی آخر کو ایسے برے حال سے مرا کہ خدا کسیکو
نہ دکھائے خان جہان گھل گانون مین داؤد سے مقابلہ کر رہا تھا اور اسکا منتظر تھا کہ مظفر خان اور لشکر بہار اور حاجی پور کا
اوسکی مدد کو پہونچے اسلیے اکبر نے اسی سال مین سید عبداللہ خان کو مع فرمان کے اوسکے پاس بھیجا فرمان مین
یہ درج تھا کہ ان امیرون کے بھیجنے کا اہتمام ہو رہا ہے اور ہم بذات خود بھی آنیوالے ہین اور پانچ لاکھ روپیہ ڈاک چوکی کے
وسیلہ سے اوس لشکر کی مدد کے لیے روانہ کیے اور بہت سی کشتیان غلہ کی بھری ہوئی بھی آگرہ سے روانہ کین اسی
اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ نواحی حاجی پور اور پٹنہ کے ایک زمیندار گجپتی نے باغی ہو کر بہت سی جمعیت اکٹھی کر لی ہے اور آرہ
پر یورش کر کے فرحت خان اور اوسکے بیٹے میرک رد ائی کو جو تھانہ آرہ مین تھے شہید کر ڈالا اور راستہ بالکل بند ہو گیا ہے
اسی سال کی چھبیسوین ربیع الثانی کو اکبر نے بنگالہ کے ارادہ سے فتحپور سے کوچ کر کے پانچ کوس پر منزل کی اسی منزل مین
سید عبداللہ خان داؤد کا سر لیکر ملازمت مین حاضر ہوا اور وہ بیت جعفر کی فال مین جو سید میرکی نے پٹنہ سے
لوٹتے وقت جونپور مین نکالی تھی پوری ہو گئی سہ مژدۂ فتح بنا گاہ رسید . سر داؤد بدرگاہ رسید . اس لڑائی کا مجملاً
قصہ یہ ہے کہ جس روز سید عبداللہ خان خان جہان کی لشکر مین پہونچا اوسی روز خان جہان نے لڑائی کا اہتمام کیا

دوسرے روز جو پندرھوین ماہ ربیع الثانی کی تھی خان جہان نے فوج کو ترتیب دیا اور ایک ایک امیر کیواسطے میدان مین جگہ
متعین کردی مظفرخان نے پانچ ہزار کی جمیعت سے صفین آراستہ کین داؤد اپنے غرور کے نشہ مین مست ہو کر اپنے چچا
جنید کرانی کو اور سوا اسکے اور بہت سے سردارونکو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا لڑائی شروع ہوئی اول حملہ مین ایک توپکا
گولہ جنید کی زانو مین لگا تمام بدن اوسکا پاش پاش ہو گیا اور جب دونون فوجین باہم ملکر لڑنے لگین تو پٹھانون کو
شکست ہوئی اتفاقاً داؤد کا گھوڑا ایک دلدل مین اندھ گیا فوراً حسن بیگ اوسکو گرفتار کر کے خان جہان کے پاس
لے آیا اوسوقت داؤد پر تشنگی بڑی غالب تھی پانی مانگنے لگا لوگون نے اوسکے جوتے مین ہی پانی بھر کر سامنے کیا اوسنے
پانی پینے سے انکار کیا تب خان جہان نے خاص اپنے پینے کا پانی اوسکو پلا کر سیراب کیا چونکہ داؤد بہت خوبصورت
آدمی تھا اسوجہ سے خان جہان اوسکے قتل پر راضی نتھا مگر سب امیرونکی راے یہ ٹھہری کہ اسکے زندہ رکھنے مین بڑے
فساد کا احتمال ہے اسواسطے اوسکے قتل کا ارادہ کیا دو زخم لگائے مگر کارگر نہوئے تب اوسکو بڑے عذابون سے قتل کیا
اور اوسکے سر کو جدا کر کے اوسمین گھاس بھر دی اور بہت سی خوشبوئین اوسکو لگا کر سید عبداللہ خان کے ہاتھ دربار کو
روانہ کیا اوس لڑائی مین ہاتھی اور غنیمت کا مال بہت ہاتھ آیا اس سال مین اکبر نے اس فتح کے شکریہ ادا کرنیکو لیے
تئیسوین جمادی الثانی کو اجمیر کا قصد کیا چھٹی رجب کو حضرت خواجہ کے عرس کے دن اجمیر مین پہونچا اور سلطان خواجہ
ولد خواجہ خاوند محمود کو میر حاج کر کے سفر حج کو اکبر نے روانہ کیا اور چھ لاکھ روپیہ کا نقد و جنس حرمین شریفین کے مستحقون
کو دیے اور حرم مبارک مین ایک مکان بنوانے کے لیے اوسکو حوالہ کیے اور جسوقت سلطان خواجہ رخصت ہونے لگا
اکبر احرام والونکی صورت بنا کر ننگے پانون ننگے سر اور اوسی طرح کا لباس پہنکر اور کسیقدر سر کے بالونکا بھی قصر کر کے
چند قدم بطور مشایعت کے اوسکے ساتھ گیا اوسوقت لوگون پر بڑی رقت طاری تھی اور ہر طرف سے ایک شور
برپا تھا اور قطب الدین محمد خان اور قلیچ خان اور آصف خان کو خواجہ مذکور کے ہمراہ کر کے یہ حکم دیا کہ اس قافلہ کو
کوکن تک پہونچا دو بعد ازان تمام رانا کے ملک کو پامال کر دو اور جہان کہین رانا کا پتا ملے اوسکو ہرگز زندہ نچھوڑو
اسی اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ شاہ طہماسپ کا انتقال ہو گیا اور شاہ اسمعیل ثانی اوسکا جانشین ہوا تاریخ اوسکے
جلوس کی ہے سنہ اول دولت فتح و ظفر است بعد ازان اکبر نے حکم عام دیا کہ جسکا جی چاہے حج کو جاوے
خرچ راہ خزانہ سے ملیگا یہ سنکر بہت لوگون نے قصد کیا اور بڑی مخلوق اس سعادت سے مشرف ہوئے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسکے برخلاف اب یہ حال ہے کہ جو کوئی سفر حج کے لیے رخصت مانگتا ہے وہ واجب القتل
[illegible] سے لشکر ہر بڑی تکلیف ہے اسلیے اکبر نے

مانسنگھ اور آصف خان اور قاضی خان کو تنہا وہان سے بلا لیا مانسنگھ اور آصف خان مین باہم نفاق بہت تھا اور تندخوئی
بعضی حرکتین اکبر کو ناپسند ہوئی تھین اسلیے چند روز ان دونونکو کورنش سے محروم رکھا مگر غازی خان بدخشی اور مہتر خان اور
علی مراد اوزبک اور خنجری ترک اور ایک دو شخص اور کہ مصنف صاحب بھی اونھین مین سے تھے روز بروز تقرب مین بڑھ گئے
باقی اور لوگون پر کچھ دنون عتاب رہا پھر اونکے بھی قصور معاف ہو گئے چونکہ رانا اودے پور اور خانپور کے کوہستان مین
قزاق بنکر لوٹتا پھرتا تھا اسلیے اکبر نے اوسکی تنبیہ کیواسطے اسی مہینہ کی انیسوین تاریخ کو اوس طرف کوچ کیا خواجہ
شاہ منصور شیرازی ابتدا مین بادشاہی خوشبو خانہ کا داروغہ تھا اور چونکہ مظفر خان کو اوس سے عداوت بہت تھی اس
سبب سے وہ یہان سے بھاگ کر جونپور مین منعم خان کے پاس چلا گیا تھا وہان اوسنے بڑی عزت پاکر دیوانی کا منصب
حاصل کیا منعم خان کے حادثہ کے بعد پھر اکبر نے فرمان بھیجکر اوسکو طلب کیا چنانچہ انھین دنون وہ ملازمت مین حاضر ہوا
اور چونکہ وہ نہایت کاردان اور لائق آدمی تھا اسلیے اکبر نے اوسکو کل ممالک محروسہ کا دیوان مقرر کیا رفتہ رفتہ تمام مہمات
ملکی مین دخیل ہو گیا حسب اتفاق انھین دنون ستارۂ دنبالہ دار مغرب کیطرف ظاہر ہوا اور چونکہ شاہ منصور بھی اپنی دستار کا
دنبالہ بہت دراز چھوڑتا تھا اسوجہ سے ستارۂ دنبالہ دار لوگون نے اوسکا نام مقرر کر دیا یہ شخص حساب مین سپاہیون
بہت سختی کرتا تھا اسواسطے لوگ اسکے ظلمون کے مقابلہ مین راجہ اور مظفر خان کے ظلم بھی بھول گئے اسی سال مین
یہ خبر آئی کہ شاہ اسمعیل ولد شاہ طہماسپ بادشاہ عراق کو اوسکی ہمشیرہ پری جان خانم نے امیرون سے متفق ہو کر
قتل کر ڈالا امیر حیدر معمائی نے اوسکے جلوس کی تاریخ + شہنشاہ روی زمین + اور اوسکے وفات کی تاریخ + شہنشاہ
زیر زمین + نکالی گویا دمدار ستارہ کا اثر عراق مین ظاہر ہوا ابتدا غدر و فساد ملک مین قائم ہو گیا تبریز اور شروان اور مازندران بھی
والی روم نے زبردستی قبضہ کر لیا چند روز کے بعد سلطان محمد خدا بندہ نے جو شاہ طہماسپ کا دوسرا بیٹا
شاہ اسمعیل کا سوتیلا بھائی تھا تخت پر جلوس کیا اسکے زمانہ مین رفض جسقدر اوس ملک مین کم ہو گیا اور اوسکی
عوض مین الحاد ہندوستان مین زیادہ ہو گیا ۔ نفاق آمدہ در ہند از بلاد عراق + عراق قافیہ سیدان برگذار
نفاق + جب قصبہ موہنی مین اکبر کی منزل ہوئی تو وہان سے اوسنے قطب الدین محمد خان اور راجہ بھگوانداس کے
نام فرمان لکھا کہ یہ دونون سردار گوگنڈہ مین توقف کرین اور قلیچ خان مع اور امیرون کے ایدر تک جو احمد آباد سے
چالیس کوس ہے حاجیون کے قافلہ کو پہونچا دے اور پھر قلعہ ایدر کا محاصرہ کرے اور وہان کے راجہ نرائنداس کو
قرار واقعی گوشمالی دے قلیچ خان نے بموجب اس حکم کے تیمور خان بدخشی کو پانسو سوارون کے ساتھ قافلہ کے ہمراہ
کر دیا اور راجہ ایدر وہان سے بھاگ کر رانا کی طرح پہاڑون مین آوارہ پھرنے لگا اسی منزل مین شہاب خان کے

شاہ بداغ خان اور اوسکا بیٹا عبد المطلب خان اور شاہ فخر الدین خان وغیرہ مالوہ کے جاگیردار ملازمت مین حاضر ہوئے اکبر نے غازی خان بدخشی کو ہزاری کا منصب دیکر مع شریف محمد خان آتکہ اور مجاہد خان اور ترک سبحان قلی خان کے تین ہزار سوارون کے ساتھ ہونی کے تھانہ مین چھوڑا اور کوہستان مدار یہ مین عبد الرحمن بیگ پسر جلال الدین بیگ اور عبد الرحمن ولد مؤید بیگ کو پانسو سوارون کے ساتھ متعین کیا اور قطب الدین خان اور راجہ بھگوانداس کو بھی کو کندہ سے طلب کر لیا اور شاہ فخر الدین اور جگناتھ کو اودے پور مین اور سید عبد اللہ خان اور راجہ بھگوانداس کو درۂ اودے پور کے دہانہ مین مقرر کیا اور خود وہانسے کوچ کر کے نواحی بانسواڑہ اور ڈونگر پور مین پہونچا اوسی جگہہ راجہ ٹوڈر مل بنگالہ سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور پانسو ہاتھی مع اور بہت سے اوس ملک کے تحفون کے پیش کیے اکبر نے آصف خان کو ایدر کے لشکر کا سردار مقرر کر کے بھیجدیا تھا اور قلیچ خان کو وہان سے بلا لیا تھا اسی منزل مین قلیچ خان کو مع کلیان رائے بقال ساکن کھنبایت کے بندر سورت کو بھیجا تاکہ فرنگیون سے عہد و پیمان کر کے خواجہ سلطان کے جہاز کو روانہ کرا دے چونکہ پہلا کوئی عہد و پیمان نتھا اس سبب سے اوس جہاز کو فرنگیون نے روک لیا تھا اور اس کام سے فارغ ہو کر مالوہ مین لشکر سے آملے اسی سال کے ذی الحجہ کے مہینہ مین نوروز ہوا اور تیئیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا اکبر نے نوروز کے جشن کو قصبۂ دیپال پور مین جو مالوہ کے توابعات سے ہے بڑی دھوم دھام سے ترتیب دیا مصنف صاحب چونکہ بیمار سخت ہو گئے تھے اس سبب سے لشکر کا ساتھ چھوڑ کر بساور مین رہ گئے تھے اب اونکو افاقہ ہوا تو بانسوالہ کے راستہ سے لشکر کا قصد کیا ہنڈون مین سید عبد اللہ خان سے ملاقات ہوئی اونھون نے بیان کیا کہ وہ راستہ بہت خراب ہے چنانچہ وہ اوس طرف سے لوٹا کر مصنف صاحب کو اپنے ساتھ بجونہ مین لیگئے چند روز وہان رہنے کا اتفاق ہوا پھر اس خیال سے کہ بادشاہی امامت انکے ذمہ تھی رضوی خان کے ساتھ گوالیار اور سارنگپور اور اوجین ہوتی ہوئے بارھوین ذی الحجہ کو حسدو دیبال پور مین لشکر سے جا ملے اور ایک قرآن حمائل بہت نفیس اور ایک بیاض خطبون کی جسمین بڑے صنائع بدائع کے خطبہ تھے پیش کی یہ بیاض اور قرآن حافظ محمد امین خطیب قندھاری کے تھے جو خوشخوانی مین بے نظیر تھا اوسکو بساور کے قریب سے چور لیگئے تھے سید عبد اللہ خان نے پیروی کر کے وہ دونون چیزین پھر پیدا کین اور مصنف صاحب کے حوالہ کر دی تھین اکبر اونکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور حافظ محمد امین کو بلا کر ہنسی کے طور پر کہا کہ یہ قرآن حمائل ایک جگہہ سے ہمارے لیے آیا ہے ہمنے تمکو ہی دیا محمد امین اوسکو پہچان کر ایسا خوش ہوا کہ گویا از سر نو جان تازہ پائی اور بہت سے آداب بجا لایا اور کہنے لگا کہ

حضور نے اوسی روز سید عبد اللہ خان سے فرمایا تھا کہ اندونون چیزون کو تم ضرور تلاش کرکے نکالوگے جب اوسنے
ملنے کی کیفیت مصنف صاحب سے پوچھی اونہون نے بیان کیا کہ بیلدارونکی قوم اکثر بساور کے علاقہ کی گانوونمین
رہتی ہے اور یہ لوگ اسی بہانہ سے راہزنی کیا کرتے ہین اونہین لوگون نے اس اسباب کو بھی چورایا تھا اونہین آپسمین
جو کچھ جھگڑا ہوا تو ایک شخص نے اونہین مین سے اس امر کی سید عبداللہ خان کو خبر کردی چنانچہ عبداللہ خان نے
سبکو گرفتار کرلیا اونہون نے بہت سی چوریون کا اقرار کیا یہ سنکر اکبر نے حافظ سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی اوکا
اسباب بھی پیدا ہوجاویگا تم اپنی خاطر جمع رکھو اوسنے عرض کیا کہ میرا اصلی مقصود اسی قرآن اور بیاض کا ملنا تھا
کیونکہ میرے آبا و اجداد سے موروثی چلی آتی تھین باقی اور اسباب کے نکلنے کا چندان غم نہین چنانچہ جب
اوس سفر سے مراجعت کا اتفاق ہوا وہ اسباب بھی سب بیلدارون سے ملگیا سید عبداللہ خان نے فتحپور مین
لاکر پیش کیا اسی منزل مین مصنف صاحب کو امر نوامامت کا حکم دیا ہفتہ مین ایک دن رات اونکی نوبت
ہوتی تھی خواجہ دولت ناظر خواہی نخواہی چوکی مین لاکر حاضر کردیتا تھا چند روز اکبر نے اوس ملک کے انتظام کے لیے
دیپالپور مین توقف کیا اور شہاب الدین احمد خان وغیرہ بڑے بڑے نامی امیرون کو راجہ علی خان کے مقابلہ
کے لیے برہانپور کو بھیجا اور اوس لشکر کی داغ و محالی کا عہدہ شہباز خان بخشی کو سپرد کیا اوسی منزل سے
راجہ ٹوڈرمل کو اعتماد خان گجراتی کے ساتھ ولایت گجرات کی جمع کی تحقیقات اور اوس ملک کے انتظام کے لیے
نامزد کیا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ آصف خان نے ایدر کو فتح کرلیا اور راجہ نراین داس کو شکست ہوئی تفصیل
اوس قصہ کی یہ ہے کہ جب قلیچ خان ایدر سے علی مراد اوزبک کے ہمراہ جو اوسکو بلانے گیا تھا دربار کو متوجہ ہوا
اور آصف خان وہانکی سرداری کے لیے متعین ہوا ایدر کا راجہ جو دربدر پھرتا تھا رانا کیکا اور بہت سے زمیندارون
کی مدد سے بہت سی جمعیت اکٹھی کرکے تھانۂ ایدر سے اس کوس پر آکر شبخون مارنے کا ارادہ رکھتا تھا آصف خان
اور میرزا محمد مقیم اور تیمور بدخشی اور امیر ابو الغیث بخاری اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ نے مشورہ کرکے یہ بات ٹھہرائی
کہ قریب پانسو سوارون کے تھانہ کی محافظت کے لیے چھوڑین اور پیش دستی کرکے خود ہی اوسپر شبخون کرین چودھوین
ذی الحجہ سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی کو صبح صادق کے وقت سات کوس راہ گئے تھے اوس طرف سے راجہ نراین داس اپنی
فوج لیے آتا تھا مقابلہ شروع ہوا بڑی لڑائی کے بعد میرزا محمد مقیم جو بادشاہی فوج کا ہراول تھا شہید ہوا آخر نراین داس کو
شکست ہوئی آصف خان نے یہ سارا لڑائی کا حال مفصل بذریعہ عرضی کے اکبر سے عرض کیا اکبر نے آصف خان کو
اور وہانکے سب سردارون کو نیکنامی کے فرمان بھیجے اسی سال مین میر سید محمد میر عدل کو حکومت بکر پر نامزد کیا

اونھون نے میر سید ابوالفضل وغیرہ اپنے بیٹون کو قلعہ سنبو پر روانہ کیا چنانچہ اونھون نے تھوڑے دنون مین اوس
قلعہ کو فتح کر لیا میر سید صفائی نے اوسکی یہ تاریخ لکھی تھی ع فتح سنبوی شد باولاد نبی ۔ اونھین دنون مین میر
سید محمد کا انتقال ہو گیا اور سید فاضل اونکے وفات کی تاریخ ہے اسی زمانہ کے واقعات مین سے ایک واقعہ
شریف آملی کا آنا اور دیبالپور مین اوسکا اکبر کے دربار مین حاضر ہونا ہے تفصیل اوسکی یہ ہے کہ یہ ملحد ہمیشہ شہر مین
آوارہ پھرا کرتا تھا اور ہمیشہ مذہب بدلتا رہتا تھا کچھ دنون صوفی بنا رہا اور بلخ مین مولانا محمد زاہد کی خانقاہ مین
فقیرونکے ساتھ بسر کرتا رہا لیکن چونکہ درویشی سے اوسکو مناسبت ذاتی تھی وہان بھی اوسنے بیہودہ باتین بکنا
شروع کین تب مولانا ممدوح نے اوسکو وہان سے نکالا اور اونھون نے چند شعر بھی اوسکی شان مین لکھے تھے اونمین سے
ایک شعر یہ ہے ع ہست یک ملحد شریف بنام ۔ ناتمامی بطور خویش تمام ۔ وہان سے وہ پھرتا پھرتا دکن مین
آیا جب وہان بھی اوسکی خباثت ظاہر ہوئی تو وہان کے حاکمون نے اول تو اوسکے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر آخر کو
ایک گدھے پر سوار کر کے بڑی رسوائی کے ساتھ اوس ملک سے نکالدیا جب اوسنے دیکھا کہ ہندوستان کا
ملک بڑا وسیع ہے اور وہان کوئی کسی سے غرض نہین کرتا جو شخص جس حال پر چاہے رہے اسلیے وہ گرتا پڑتا
مالوہ مین پہونچا اور بہت سے عوام خصوصاً عراق کے ملحد اوسکے پاس جمع ہو جاتے تھے اور اوسکے اشارہ سے
یہ مشہور کرتے تھے کہ یہ دسوین صدی کا مجدد ہے سب مین یہی شور مچگیا رفتہ رفتہ اکبر کو بھی خبر پہونچی چنانچہ
ایک شب اکبر نے بھی اوسکو بلوایا اور ایک بڑے خیمہ کی مسجد مین جسمین پانچون وقت جماعت سے نماز پڑھا کرتا تھا
اوس سے خلوت مین ملاقات کی اول اوس مردود نے ایک مسخرونکی سی صورت بنا کر کورنش ادا کی بعد ازان دیر تک
آنکھین بند کیے ہوئے اور ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا رہا اوسکی اوس ہیئت سے بالکل کذب اور ریا اور نفاق
ٹپکتا تھا آنکھین اوسکی کنجی تھین جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی علامت ہے بہت دیر کے بعد اکبر نے
اوسکے بیٹھنے کا حکم دیا تب وہ ایک سجدہ ادا کر کے دو زانو اونٹ کی طرح بیٹھا اکبر اوس سے دیر تک اوسی
خلوت مین گفتگو کرتا رہا فقط حکیم الملک اوس مجلس مین کھڑا ہوا تھا اور کسیکو دخل نہ تھا مصنف صاحب اوس
مکان کے باہر تھے کبھی اوسکی آواز بلند ہو جاتی تھی تو لفظ علم کا سننے مین آتا تھا بڑی بڑی خرافات کی باتین اوسنے
بیان کین اور اونکو وہ اپنے نزدیک حقیقۃ الحقائق اور اصل الاصول سمجھتا تھا اوسنے ایک کتاب بھی
تصنیف کی تھی ترشح ظہور اوسکا نام رکھا تھا اوسمین بھی طرح طرح کی خرافات درج کی تھی اور باوجود اس
جہالت کے اکبر کے مزاج مین اوسکو نہایت دخل ہو گیا چنانچہ اب وہ منصب ہزاری پر سرفراز ہے اور

ولایت بنگالہ مین لوگونکو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتا ہے یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اور یہ شعر
بعینہ اوسکے مصداق حال ہے ؎ پار بودم قتلغ بیگ امسال قطب الدین شدم + گر بمانم سال دیگر قطب دین
حیدر شدم + جب اکبر اوس ملک کے انتظام سے بالکل فارغ ہوگیا تو سیر و شکار کرتا ہوا فتحپور کے راستے سے
تیئسوین صفر ۹۸۲ھ نوسو بیاسی کو فتحپور مین پہونچا فیضی نے اوسکے آنیکی تہنیت مین ایک غزل لکھی تھی جسکا
مطلع یہ ہے ؎ نسیم خوشدلی از فتحپور می آید + کہ بادشاہ من از راہ دور می آید + دو تین مہینہ کے بعد
یہ خبر آئی کہ گجرات مین غدر ہوگیا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ جب راجہ ٹوڈرمل اس مرتبہ گجرات کو گیا تو مظفر حسین میرزا
ابن ابراہیم حسین میرزا میرزا کامران کا نواسا جسکو اوسکی مان محاصرہ سورت کیوقت دکن کو لیگئی تھی مہر علی نام
ایک مفسد کے بہکانے سے جسکو میرزا ابراہیم حسین نے پرورش کیا تھا چند بدمعاش اپنے ساتھ جمع کرکے
گجرات مین خلل ڈالنے پر آمادہ ہوا شریف محمد خان اتکہ کا بیٹا باز بہادر اور بابا بیگ دیوان گجرات نے مظفر حسین میرزا
سے پرگنہ پتلاد مین مقابلہ کیا آخر شکست پائی میرزا وہان سے کھنبایت مین گیا دو تین ہزار سوار اوسکی جمعیت
اوسکے ساتھ تھی باوجودیکہ وزیر خان حاکم گجرات کے پاس تین ہزار سوار تھے مگر اوسکو اپنی فوج پر اعتماد نتھا
اسواسطے وہ لڑائی مین مصلحت نہ دیکھکر قلعہ مین بند ہوگیا اور یہ ساری کیفیت راجہ ٹوڈرمل کو جو پٹن مین تھا
لکھبھیجی راجہ فوراً احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا میرزا احمد آباد کو چھوڑکر دولقہ کو چلا گیا وزیر خان اور راجہ نے اوسکا
تعاقب کیا بڑی لڑائی ہوئی آخر میرزا شکست پاکر جوناگڈہ کو چلا گیا راجہ وہان سے فتحپور کو چلا آیا مظفر حسین
مرزا نے پھر جوناگڈہ سے آکر وزیر خان پر حملہ کیا وزیر خان اوسی مصلحت سے بے لڑے بھڑے پھر قلعہ مین
بند ہوگیا مظفر حسین مرزا نے سیڑھیان لگاکر قلعہ پر چڑھ جانا چاہا اور قریب تھا کہ قلعہ کو فتح کرلے اسی اثنا مین
مہر علی کے جو بڑا مدار المہام مظفر حسین مرزا کا تھا ایک گولی لگی اور وہ اوسکے صدمہ سے ملک آخرت کو راہی
ہوا یہ حال دیکھکر مظفر حسین مرزا کے پاؤن اوکھڑ گئے اور وہان سے بھاگ کر سلطانپور اور ندربار کیطرف
کو چلدیا جو امراے نامدار کہ شہاب الدین احمد خان کی سرداری مین راجہ علی خان کے مقابلہ کیلیے
نامزد ہوئے تھے انھون نے تمام اوس ملک کو تاراج کرکے راجہ علی خان کو قلعہ کے اندر بند کردیا تھا
اور قریب تھا کہ اوسکو گرفتار کرلین اسی اثنا مین قطب الدین محمد خان کچھ رنج کھا کر ان امیرون سے
جدا ہوگیا بھروچ اور بڑودہ اوسکی جاگیر کے ملکون مین مظفر حسین میرزا نے بڑا فساد برپا کر رکھا تھا
اسلیے وہ اپنی جاگیر کیطرف متوجہ ہوا اس باہمی تفرقہ کی وجہ سے برہانپور کی فتح مین بڑا فتور پیدا ہوگیا

تب امیرون نے حسب مصلحت وقت کچھ پیشکش مناسب راجہ علی خان سے لیکر درگاہ کو بھیجدی اسی
سال مین حکیم عین الملک شیرازی جو سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی مین ہمراہ وکیل عادل خان حاکم دکن کے بطور
رسالت کے گیا تھا واپس ہوکر آیا اور بہت سے نامی ہاتھی اور عمدہ عمدہ تحفہ عادل خان کے بھیجے ہوئے
پیش کیے پھر اکبر نے دیپ چند راجہ منجھولہ کو تغیر کرکے حکیم عین الملک کو فوجداری بانس بریلی پر نامزد کیا
وہان پہونچکر اوس نے ایک عرضی لکھی اوسمین کئی درخواستین تھین منجملہ اونکے ایک درخواست یہ تھی کہ جب سے
حضور سے رخصت ہوکر مین اس اوجڑ ملک مین آیا ہون کوئی لائق یار رو مین سے میرے ہمراہ نہین لہذا
التماس یہ ہے کہ مولوی عبدالقادر یعنی مصنف صاحب کو حضور یہان بھیجدین تو نہایت مناسب ہے
کیونکہ وہ اس ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہین اور سوا اسکے دربار مین بھی کچھ اون سے ایسی
خدمت متعلق نہین یہ امر مولوی عبدالقادر کی بھی خوشی اور میری بھی سربلندی کا باعث ہوگا خواجہ
شاہ منصور نے یہ ساری عرضی اکبر کو سنائی اکبر نے ہر درخواست پر کچھ حکم مناسب لکھوایا جب اس تحریر تک
پہونچا ہان یا ناہ کا کچھ حکم ندیا یاد رجب سنہ ۹۸۵ نوسو پچاسی کو اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے
عرس مین شریک ہونیکے لیے اجمیر کی طرف متوجہ ہوا جس روز تودہ مین منزل تھی شاہ ابوتراب جو اکابر
سادات شیراز سے تھے اور سب سلاطین گجرات اونسے رجوع کرتے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اوسی دن
راجہ ٹوڈرمل بھی جو بعد شیخ مرزا مظفر حسین کے دربار کو روانہ ہوا تھا دربار مین حاضر ہوا اکبر نے شاہ ابوتراب کو
سیرٹھ کے قریب سے میر حاج بناکر حاجیون کے قافلہ کے ساتھ روانہ کیا اور اعتماد خان گجراتی کو بھی بہت سا
روپیہ دیکر مکہ معظمہ کے جانے کی اجازت دی اور اس سال مین بھی اشتہار عام دیا کہ جو شخص حج کو
جاوے خرچ سرکار سے پاوے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی شیخ عبدالنبی صدر سے
التماس کیا کہ میرے واسطے بھی حضور سے اجازت حاصل کردیجیے شیخ نے کہا کہ تمہاری والدہ زندہ
ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ہان زندہ ہین پھر شیخ نے پوچھا کہ تمہارا کوئی اور بھائی ہے
جو بعد تمہارے اونکی خدمتگذاری کرے مصنف صاحب نے جواب دیا کہ اور کوئی نہین بظاہر اسباب
ایک مین ہی اونکے رزق کا وسیلہ ہون تب شیخ عبدالنبی نے کہا کہ اول اونکی اجازت حاصل کرو
تو بہتر ہے آخر یہ بات بیسر نہوئی قصبہ انبیر کے قریب موضع موتھان ایک بڑا پرانا شہر آباد اوجڑا پڑا تھا
اوسکو اکبر نے ازسرنو آباد کیا اور ایک بڑا اونچا قلعہ اور باغ اور دروازہ بنواسئے اور یہ کام تھوڑا تھوڑا

سب امیرونکو تقسیم کردیا اور ایسی کوشش کی کہ اٹھ روز مین یہ سب کام تمام ہو گئے اور ادھر اودھر سے اکر رعایا بھی یہان
آباد ہو گئی اور راے منوہر داس ولد راے لونکرن حاکم سانبھر کے نام پر اوسکا نام منوہر پور تجویز کیا اس منوہر کا نام چند روز سے
مرزا منوہر ہے بڑے شاہزادہ کی خدمت مین اوسنے نشو و نما پائی تھی اب ایک جوان قابل ہے شعر کی کتاب ہے اور توسنی
تخلص کرتا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی ذکر اوسکا تذکرہ شعراء مین مذکور ہوگا وہان سے اکبر نارنول کے راستہ سے
دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شیخ نظام نارنولی سے جو بڑے مشائخ وقت مین سے تھے ملاقات کی بعد ازان دہلی مین
پہونچا اور وہانکے سب اولیاء اللہ کی زیارتون سے مشرف ہوا اسکے بعد نواحی پالم مین چند روز شکار کھیلا اسی
سال کے رمضان کے اخیر عشرہ مین مصنف صاحب کے گھر سے جواب لب او رمین تھا بیٹا پیدا ہوا اسکی خبر آئی
مصنف صاحب نے ایک اشرفی اکبر کے حضور مین بطور نذر کے پیش کی [illegible] کی درخواست کی اکبر نے [illegible]
پڑھ کر پوچھا کہ تمہارے باپ اور دادا کا کیا نام ہے مصنف صاحب نے کہا کہ میرے باپ کا نام ملوک شاہ اور دادا کا
نام حامد تھا اکبر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام عبد الہادی رکھنا چاہیے [illegible] یا ہادی شب و روز
اکبر کا ورد تھا چند حافظ محمد امین نے جو منجملہ بادشاہی [illegible] نام [illegible] کہ ایک ختم
ایک ختم اوس لڑکے کی درازی عمر کے لیے پڑھا اگرچہ [illegible]
چھ مہینہ کا ہو کر مر گیا [illegible]
پانچ مہینہ کی رخصت لیکر بساور کو گئے بعض ضروریات وہان ایسی [illegible] ایک سال
تک رہنے کا اتفاق ہوا اپنے [illegible] اخر کو وہ [illegible] اکبر کی
حال پر نہ رہی جب اکبر پنجاب کو جاتا تھا تو منزل ہانسی مین [illegible] بیگ قورچی کی عرضی پہونچی اوسکا مضمون تھا
کہ مظفر حسین میرزا گجرات سے بھاگ کر دکن کو جاتا تھا راجہ علی خان نے اوسکو پکڑ کر قید کیا ہے اکبر نے
غرہ ذی الحجہ ۹۸۵ھ نو سو پچاسی کو راجہ علی خان کے نام مقصود جوہری کے ہاتھ [illegible] فرمان بھیجا کہ میرزا کو حضور
مین بھیجدے سنہ ۹۸۶ھ نو سو چھیاسی مین محرم کی چاندرات کے دن نوروز ہوا اور اکبر کے جلوس کا تیئسوان برس
شروع ہوا پھر اکبر پٹن مین جا کر حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا پھر اوسنے نواح نندنہ مین
قمرغہ کا شکار کھیلا چار روز کے عرصہ مین بے انتہا جانور شکار کیے جب قریب ہوا کہ اوس شکارگاہ کی [illegible]
شکار تمام ہو جاوے یکایک اکبر کے مزاج کی کیفیت بدل گئی اور ایسی حالت ہو گئی کہ بیان نہین ہو سکتی [illegible]
[illegible] کے موافق کچھ گمان کرتا تھا اوسیوقت شکار موقوف کیا اور جس درخت کے نیچے اکبر کا [illegible]

وہان بہت سا روپیہ فقیرونکو تقسیم کیا اور ایک بڑی عمارت اور بڑا وسیع باغ اوس جگھ تیار ہوا اور اپنی سر کے بال کترواے
اور اوسکے ساتھ اکثر مصاحبون نے بھی بالونکا قصر کیا یہ خبر جب بنگالہ کے ملک مین پہونچی وہان لوگون نے جھوٹ موٹ
اکبر کے مرجانے کی خبر اوڑادی اسوجہ سے وہان کے انتظام مین بڑا خلل واقع ہوگیا تھا مگر چند روز کے بعد جب صحیح خبر پہونچی
تو سب فساد دب گئے پسہرہ کی منزل مین بیگم بادشاہ دار السلطنت سے آکر لشکر مین پہونچی اودہی جگھ پنجاب کی حکومت
سعید خان مغول کے حوالہ کی پھر اکبر نے قاضی علی بغدادی نبیرہ میر قاضی حسین مینڈی کو اس کام کے لیے مقرر کیا کہ پنجاب وغیرہ کے سب
ائمہ اور انکے قدیم محال ضبط کرکے خاص ایک جگھ رقبہ ناپ دے اور سبکو ایک گانو مین شریک کردے اسوجہ سے تمام معافیداروں پر بڑی
تباہی آئی اور یہ سب اسوجہ شیخ عبد النبی اور اوسکے وکیلونکی بیدیانتی سے ہوئی پھر اکبر نے وہانسے فتحپور کو مراجعت کی اور خضر آباد کے قریب تیسری
جمادی الثانی سنہ مذکور کو کشتی مین سوار ہوا اور سارے امرا اور مصاحب بھی کشتی مین سوار ہوئے باقی لشکر خشکی کے راستہ سے روانہ ہوا
اور اسی مہینہ کی اونتیسوین ۲۹ تاریخ کو دہلی مین پہونچا اور رجب کی چاند رات کو کشتی سے اوترکر خشکی کے راستہ سے روانہ ہوا اور اسی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو
اجمیر مین حضرت خواجہ صاحب کے عرس مین جاکر شریک ہوگیا دوسرے روز وہان سے دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا ہر روز
پچاس کوس راہ طے کرتا تھا نوین تاریخ جمعہ کے روز صبح کے وقت منزل تودہ مین پہونچا مصنف صاحب بھی بساور سے
آکر اوسی جگھ ملازمت مین حاضر ہوئے اور کتاب الاحادیث جو فضیلت جہاد اور ثواب تیراندازی مین چہل حدیث ہے اور
نام اوسکا تاریخی ہے پیش کی اکبر نے وہ کتاب اپنے کتب خانہ مین داخل کی اوس ملاقات مین مصنف صاحب کی
وعدہ خلافی کا کچھ مذکور نہوا اوسی روز اکبر شام کے وقت فتحپور مین پہونچا اکثر اوقات عبادتخانہ مین عالمون اور مشائخون سے
صحبت رکھتا تھا خصوصًا ہر جمعہ کی شب کو تمام رات جاگتا تھا اور ہمیشہ مسائل دین کے اصول اور فروع کی تحقیق
ہوتی تھی علما اکثر باہم بحث مباحثہ کیا کرتے تھے اور اسقدر باہم اختلاف تھا کہ اکثر ایک دوسرے کو کافر کہدیا کرتے تھے
اور سنی اور شیعہ اور حنفی اور شافعی اور فقیہہ اور حکیم کے مباحثون سے بڑھ کر اصل اصول مین خلل پڑنے لگا مخدوم الملک نے
ایک رسالہ لکھا اور اوسمین یہ ثابت کیا کہ شیخ عبد النبی نے خضر خان شروانی کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
جناب مین بے ادبی کیا کرتا تھا اور میر حبش کو جو رافضی غالی تھا ناحق قتل کیا ہے اور شیخ عبد النبی کے پیچھے نماز پڑھنا
درست نہین اسلیے کہ اوسکے باپ نے اوسکو عاق کردیا ہے علاوہ اسکے اوسکو بواسیر خونی کا عارضہ ہے شیخ عبد النبی نے
بھی اوسکی بہت کی گمراہی اور جہالت ثابت کی اور بعضے علما اس طرف ہوگئے بعضے اوس طرف جب آپسمین یہ
جھگڑے پڑے تو ایسے وقت مین بیدین مفسدون نے موقع پاکر شبہات باطل پیش کرنے شروع کیے اکبر کی
یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ اپنی ذات سے یہ طالب حق تھا لیکن عامی محض اور کافرون اور رذیلون سے اوسکو ہمیشہ ترسیت

انسیت تھی سفہون کے شکوک نے اوسکو بڑی حیرت مین ڈال دیا مقصود اصلی بالکل جاتا رہا یہ حال ہوگیا
کہ پانچ چھ برس کے بعد مطلق اسلام کا اثر نہ رہا اور اوسکے بہت سے باعث ہوئے بعضے اون مین سے تحریر ہوتے ہین
اکبر کے دربار مین ہر مذہب اور ہر شہر کے علما جمع تھے ہر ایک سے بذات خود بحث کیا کرتا تھا ہر روز قسم قسم کی تحقیقین
اور باریک باریک نکتہ بیان ہوتے تھے جس مذہب کی بات اوسکو پسند آجاتی تھی وہی بات اختیار کرلیتا تھا
گو وہ بات اہل اسلام کے خلاف ہو چنانچہ لڑکپن کے زمانہ سے بوڑھاپے تک ہمیشہ اوسکے اعتقاد بدلتے رہتے تھے
آخر اوسکا عقیدہ سارے مذہبون کے خلاف ایک نئی طرح کا پیدا ہوگیا تھا اور یہ سمجھگیا تھا کہ ہر مذہب مین عقلا
اور صاحب کشف و کرامات موجود ہین اور حق ہر مذہب مین دائر ہے کسی ایک مذہب سے خاص نہین پس ایک
ایسے مذہب نئے ہین جسکو نکلے ہوئے ہزار برس بھی نہین ہوئے حق کو منحصر کرلینا کیا ضرور ہے اور ایک کو ثابت
کرنا اور دوسرے کی نفی کرنا ترجیح بلا مرجح ہے سب سے زیادہ برہمن لوگ خلوت و جلوت ہین اکبر کی صحبت مین رہتے تھے
اور اکبر کا اعتقاد یہ تھا کہ ان لوگون کی کتابون مین سب مذہبون سے زیادہ ہر طرح کے علوم اور کمالات انسانی کا
بیان ہے اور برہمنون نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ اپنے مذہب کے اثبات پر سمجھا دی تھین اور اکبر کے اعتقاد مین
ایسی گمراہی آگئی تھی کہ کسی طرح زائل نہوتی تھی اور واقعات حشر اور کل نقلیات کا جو نصوص شریعت سے
ثابت نہین بالکل منکر ہوگیا اور جو جو اعتراض مخالفون نے مذہب اسلام پر کیے ہین اور وہ کتب کلامیہ مین
بتفصیل مع جوابات کے مذکور ہین سفہون نے اوسکے سامنے بیان کرنا شروع کیے اور ہر شخص اپنے
مذہب کی طرف اوسکو ترغیب دیتا تھا چند روز یہ معمول رہا کہ دیوی برہمن کو جسنے مہابھارت کا ترجمہ
کرایا تھا ایک چارپائی پر بٹھا کر اپنی خوابگاہ کے قصر کے برابر معلق لٹکا دیا کرتا تھا اور اوس سے ہندون کے
مذہب کی کہانیان اور بتون اور آتش اور آفتاب اور برہما اور مہادیو اور بشن اور کشن اور رام اور مہاپائی
کی پرستش کا طریقہ سیکھا کرتا تھا تناسخ کو بھی اپنے اعتقاد مین حق سمجھنے لگا اس وجہ سے خوشامدی لوگون نے
اس باب مین رسالہ تصنیف کیے اور بڑی بڑی دلیلین تناسخ کی حقیقت پر قائم کین ہندوون کا مذاق اکبر کی
طبیعت مین بہت آگیا شیخ تاج الدین ولد شیخ زکریا اجودھنی دہلوی شاگرد شیخ زمان پانی پتی صاحب شرح
لوائح کا بھی ایک مدت اکبر کی صحبت مین رہا یہ شخص علم تصوف مین گویا شیخ ابن عربی ثانی تھا نزہت الارواح کی
اسنے ایک بہت بڑی شرح لکھی ہے شریعت کا بھی چندان پابند نتھا اکبر اوسکو بھی دیوی برہمن کی طرح
چارپائی پر بٹھا کر اپنے قصر کے برابر لٹکا دیا کرتا تھا اوس سے وحدت وجود کا مسئلہ جو ان باطل صوفیونکا

عقیدہ ہے اور رفتہ رفتہ اوس سے نوبت کفر و الحاد پر پہونچتی ہے تعلیم کیا اور فرعون کے ایمان کا مسئلہ جیسا کہ
فصوص الحکم میں مذکور ہے اور اسی طرح اور بہت سی باتین جو ظاہر شریعت کے خلاف ہین سکھائین اور یہ بیان
کیا کہ اگرچہ کافرون کا ہمیشہ دوزخ مین رہنا تو یقینی ہے لیکن ہمیشہ عذاب رہنے مین کلام ہے اور آیات قرآنی اور
احادیث نبوی مین تاویلات بعیدہ پیش کین اور یہ بھی کہا کہ انسان کامل وقت کے خلیفہ سے مراد ہوتی ہے
اور وہ حضور کی ذات ہے بلکہ کچھ اس سے بھی بڑھا کر خدائی کے مرتبہ کے قریب پہونچا دیا اور یہ سمجھایا کہ بادشاہ کا
اوب فرض عین ہے اور اوسکی ذات قبلہ حاجات ہے اسلیے اکبر نے اپنی طرف کو سجدہ کرانا تجویز کیا اور زمین بوس
اوسکا نام ٹھہرایا جیسے جاہل فقیرون کے عمل اوسکی سند مین بیان کیے گئے اسی طرح شیخ یعقوب کشمیری نے جو
اپنے زمانہ کا مقتدا بنا ہوا تھا اور اوسکی تصنیفات بھی بہت مشہور ہین بعضی باتین تمہیدات عین القضات
ہمدانی کی بیان کین اونمین سے ایک یہ مضمون تھا کہ جیسے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسم الہادی کے مظہر ہین
ابلیس اسم المضل کا مظہر ہے ان دونون صفتون نے اس کارخانۂ دنیا مین ظہور کیا ہے اور ملا محمد یزدی
رافضی بھی اوسی طرح اوپر جا کر خلفاے ثلثہ اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت لعن طعن کیا کرتا تھا اور جمیع
تابعین اور تبع تابعین اور سلف اور خلف کو برا کہا کرتا تھا اور مذاہب اہل سنت و جماعت کی ہر طرح قباحتین
سمجھایا کرتا تھا اور سواے مذہب شیعہ کے سبکو گمراہ بتلاتا تھا اکبر یہ سب باتین مخالفون کی سنکر اہل حق سے
بد اعتقاد تو ہو ہی گیا تھا علاوہ اوسکے یہ ہوا کہ علما مین باہم ایسا جھگڑا اٹھا کہ ایک فعل کو ایک حلال بتلاتا تھا
دوسرا اوسی کو حرام کہہ دیتا تھا ان باتون سے اکبر کا انکار اور زیادہ بڑھ گیا اور چونکہ اکبر اپنے زمانہ کے علما کو
امام غزالی اور امام رازی بلکہ جمیع سلف سے بہت بڑھا ہوا سمجھتا تھا جب اوسنے انکی کیفیتین دیکھین تو اونکو بھی
ویسا ہی قیاس کر لیا کچھ لوگ فرنگستان کے علما جنکو پادری کہتے ہین اور بعضے اونمین سے جو اپنے وقت کے
مجتہد ہوتے ہین اونکو یہ بھی اختیار ہوتا ہے کہ مصلحت وقت سمجھکر احکام شریعت کو جس طرح چاہین
بدل دین اور اونکے حکم سے اونکا بادشاہ بھی عدول نہین کر سکتا اونکو پایا کہتے ہین بلوائے اونھون نے
اپنے مذہب کے موافق انجیل پیش کی اور مسئلہ تثلیث کے دلائل بیان کیے اور مذہب نصرانیت کی حقیت
ثابت کی شاہزادہ مراد نے بحکم جہنپنا انجیل کے تیمنًا اور تبرکًا پڑھے ابو الفضل کو اوسکے ترجمہ کا حکم ہوا
انجیل مین بجاے بسم اللہ کے یہ فقرہ لکھا ہوا تھا اے نامی وی ژژو کرستو یعنی اے اللہ کہ نام
تیرا مہربان اور بہت بخشنے والا ہے شیخ فیضی نے اوسکا دوسرا مصرع یہ کہا سبحانک لاسواک یاھو

اور عیسائیون نے دجال کے اوصاف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت کیے نعوذ باللہ من ذلک بیربر نے یہ
سمجھایا کہ آفتاب پورا پورا مظہر ذات الٰہی کا ہے اور غلہ اور سبزہ اور میوہ کا تیار ہونا اوسیکی تاثیر سے ہے اور تمام
جہان کی روشنی اور تمام عالم کی حیات اوسیکی ذات سے متعلق ہے پس وہ بیشک عبادت کے لائق ہے اور چاہیے
کہ اوسکے طلوع کی طرف منھ کر کے عبادت کیجاوے نہ اوسکے غروب کی طرف اسی طرح آگ اور پانی اور پتھر اور درخت اور
گاے بلکہ گوبر بھی ذات الٰہی کے مظہر ہین خوشامدی حکیمون اور فاضلون نے ان باتون کی تائید کر کے کہا کہ آفتاب
نیر اعظم ہے اور تمام جہان کو اوس سے فیض پہونچتا ہے اور وہی سب بادشاہون کا مربی ہے اور بادشاہ اوسکی
تعظیم کا رواج دینے والے ہین اسی سبب سے اکبر نے نوروز کے دن کی بہت تعظیم شروع کی اور ابتداے جلوس سے
ہر سال اوس روز بڑا جشن ہوا کرتا تھا اوس روز اکبر لباس بھی اپنا سبعہ سیارہ مین سے کسی ایک ستارہ کے
رنگ کے موافق پہنتا تھا اور دعاے تسخیر آفتاب کی جو ہندوون نے سکھلائی تھی اوسکو اکبر آدھی رات کے وقت اور
طلوع آفتاب کے وقت پڑھا کرتا تھا اور گاے کا ذبح اور اوسکا گوشت کھانا اکبر نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا بلکہ اوسکے
عوض عمدہ عمدہ آدمیون کا ذبح کرنا مقرر کیا حکما نے بھی اسکی تائید مین بیان کیا کہ گاے کا گوشت ردی الہضم ہے اور
اوس سے طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین شہر نوساری متعلقہ گجرات سے کچھ لوگ آتش پرست اکبر کے دربار مین
آئے اونھون نے دین زردشت کو حق بتلایا اور آگ کی عبادت مین بڑا ثواب سمجھایا چنانچہ اکبر نے حکم دیا کہ ابوالفضل کے
اہتمام سے محل کے اندر ایک آتشخانہ موافق طریقہ ملوک عجم کے تیار ہوا کیونکہ آگ خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی
ہے اور اوسیکے نورون مین سے ایک نور ہے اور ہندوستان کے راجپوتون کی بیٹیان جو اکبر کی حرمسرا مین تھین اونکے
ساتھ شرکت کر کے اکبر بھی ہوم کا طریقہ جو ایک قسم کی آتش پرستی ہے ہمیشہ بجالاتا تھا جب پچیسوان سال اکبر کے جلوس کا
شروع ہوا تو نوروز کے دنون مین علانیہ آفتاب اور آگ کو سجدہ کرتا تھا اور اوسکے مقربون کا بھی یہ معمول تھا کہ بوقت
چراغ روشن ہوتا تھا کھڑے ہو جاتے تھے اور سلونو کے دن اکبر ٹیکا ماتھے پر کھینچکر دولتخانہ مین آیا اور برہمن کے
ہاتھ سے ایک جواہر کا گنڈا بطور راکھی کے ہاتھ مین باندھا سب امیرون نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے جواہر وغیرہ
اوسکو بھینٹ پیشکش کیے اور بادشاہ کی موافقت سے اپنے ہاتھون مین بھی سب نے راکھیان باندھین
غرض جو کچھ مسلمانون کے مخالفون نے بیان کر دیا اوسکو اکبر نے بڑی پکی بات سمجھ لیا اور جتنے احکام اسلام کے
تھے سب اوسکی سمجھ سے باہر تھے اور کہتا تھا کہ عرب کے فقیہون نے جو غلط اور ڈھکوسلے یہ احکام وضع کیے
العیاذ باللہ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ احکام اسلام کے باطل کرنے کے لیے دلیل کی بھی ضرورت نہ رہی

لکھتے ہین کہ ایک شب دیوان خانۂ خاص مین مجھکو ابوالفضل سے جلسہ کا اتفاق ہوا تو ابوالفضل نے کہا کہ ہمکو سب مصنفین سے
دو باتون کی شکایت ہے اول یہ کہ جسطرح خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تفصیل سے لکھا ہی
تفصیل سے پچھلے پیغمبرون کا حال کیون نہ لکھا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبرون کے حالات مین بہت کتابین
ہین ابوالفضل نے کہا وہ سب نہایت مختصر ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ چونکہ پچھلے پیغمبرون کے عہد کو بڑا
زمانہ ہوا اس سبب سے مفسرین اور ارباب تاریخ کے نزدیک اسی قدر ثابت ہوا ہے ابوالفضل نے جواب دیا
کہ یہ جواب ٹھیک نہین دوسری یہ کہ کوئی پیشہ ور ایسا نہین جسکا ذکر تذکرۃ الاولیا و نفحات الانس وغیرہ
کتابون مین اولیا کے زمرہ مین درج نہو خاندان اہل بیت نے کیا قصور کیا ہے کہ اونکا ذکر داخل نہین کیا اسکا
بھی مصنف صاحب نے کچھ مناسب جواب دیدیا مگر اوسنے قبول نکیا بعد ازان مصنف صاحب نے پوچھا
ان مذہبون مین سے تمھارا میل کس مذہب کی طرف زیادہ ہے ابوالفضل نے جواب دیا کہ میرا جی یہ چاہتا ہے
کہ چند روز الحاد کا طریقہ اختیار کرون مصنف صاحب نے بطریق مذاق کے کہا کہ اگر نکاح کی قید بھی اوٹھا دو تو مناسب
ہو جائیگا کسی نے کہا ہے ع برداشت غل شرع بتائید یزدی ٭ از گردن زمانہ علی ذکرہ السلام [illegible]
ابوالفضل قہقہہ مار کر ہنسا اور یہ گفتگو یہین ختم ہو گئی ابوالفضل اکبر کے اشارہ سے مذہبی باتون مین صدر اور قاضی اور
حکیم الملک اور مخدوم الملک وغیرہ سے دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور اونکی رسوائی اور ذلت مین کسی طرح کی کمی نکرتا تھا
بادشاہ کو یہ باتین بہت پسند آتی تھین آخر اونھون نے خفیہ آصف خان میر بخشی کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ تم کیون
ہمسے ضد کیا کرتے ہو ابوالفضل نے جواب دیا کہ ہم شب و روز کے نوکر ہین مثل مشہور ہے کہ نوکر بادنجان نیستم چنانچہ
چند روز مین ابوالفضل نے اکبر کی حمایت پر ایک ایک کو ذلیل کر کے دربار سے نکال باہر کیا ابوالفضل کی باتین
اس قسم کی تھین کہ کوئی مسلمان سواے حکیم ابوالفتح اور ملا محمد یزدی کے بعضی باتون مین اوسکا شریک نہوتا تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب دربار مین یہ معاملات پیش ہونے لگے مین نے گوشۂ عزلت اختیار کیا اور اوس
مجلس سے حتی الامکان جدائی پسند کی اسیوجہ سے نظرون سے گر گیا کبھی کبھی دور سے جا کر کورنش کر لیا کرتا تھا
اور یہ سارے تماشے دیکھا کرتا تھا چونکہ ان واقعات مین ایک ایک حال کی تفصیل ہر ہر سال کی ترتیب سے ممکن نتھی
اسوجہ سے یہ ذکر مجملاً لکھا گیا مصنف صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ مین اللہ کی ذات پر بھروسا کر کے یہ قصہ صاف صاف
دلیرانہ لکھ رہا ہون اگرچہ یہ بات احتیاط سے بہت دور ہے اور خدا گواہ ہے کہ سواے دلسوزی مذہب کے کوئی
[illegible] اس تحریر کا باعث نہین اسی سال مین ایک حکیم فتحپور مین آیا اور اوسنے کہا کہ مین ایک ایسا مکان

بنا سکتا ہون جسکے چارون طرف پانی ہو اور اوس پانی مین غوطہ مار کر مکان کے اندر آجاوین اور پانی اوس
مکان کے اندر بالکل نفوذ نکرے اسواسطے اکبر نے ایک حوض بیس گز مربع جسکا عمق تین گز تھا دولتخانہ کے
صحن مین تیار کرایا اور اوسکے بیچ مین ایک حجرہ سنگین بنوایا اور اوسکی چھت پر ایک منارہ بلند بنایا گیا اور
اوس حجرہ کے چارون طرف پل بنائے گئے مگر اوس حکیم کا دعوی بالکل جھوٹ ہوگیا چنانچہ وہ چھپ کر
کو بھاگ گیا مگر اوس سے سترہ برس کے بعد حکیم گیلانی نے لاہور مین ایک اسی قسم کا حوض تیار کرایا اور
معمائی نے حوض حکیم علی اوسکی تاریخ نکالی پھر اکبر نے اوس حوض ناتمام کو زر سیاہ سے جو مبلغ بیس کروڑ
روپیہ کا تھا بھروایا ایک روز اکبر نے شیخ پنجھو نامے ایک قوال کو جو بڑا خوش الحان صوفی وضع شیخ ادہن جونپوری کے
مریدون مین سے تھا اور اوسیکا نام اوسکی وفات کی تاریخ ہے اپنی صحبت مین بلایا اور اوسکو بہت پسند کیا
اور میان تانسین وغیرہ اور بڑے بڑے گویون کو بھی بلوایا مگر شیخ پنجھو کو اون سب پر ترجیح دیکر حکم دیا کہ تمام
حوض کا سونا شیخ پنجھو لیجاوے مگر سب اوس سے او ٹھ نسکا تب خود اوسنے تھوڑے سے زر کا التماس کیا
تب اکبر نے اوسکی عوض مین قریب ہزار روپیہ کے اوسکو انعام مین عطا کیے باقی وہ سونا اکبر نے تین برس کے
عرصہ مین مصرف اور غیر مصرف مین صرف کر دیا انھین دنون مین اکبر نے شیخ مبارک سے صرف ہوائی کا جزو
شروع کیا اس سے ایک روز پہلے شیخ فیضی نے کہا تھا کہ شیخ ہمارے بالکل تکلف نہین رکھتے اکبر نے کہا کہ
بیشک انھون نے سب تکلفات اپنے تمکو حوالہ کر دیے ہین پھر اکبر نے شیخ پنجھو اور میان تانسین اور سارے
گویون کو شیخ مبارک کے پاس بھیجا تاکہ وہ اپنی رائے کے بموجب اون مین ایک دوسرے کو ترجیح دیدے
شیخ نے میان تانسین سے کہا کہ مین نے سنا ہی تم بھی کچھ گاتے ہو جب اوسنے گایا تو شیخ نے اوسکے راگ کو
جانورون کے چلانے سے تشبیہ دی اور بہت ناپسند کیا اسی سال مین مرزا محمد حکیم کا کوکہ معصوم خان
جو ایک جوان بہادر تھا اور بڑے بڑے کار نمایان اوس سے ظہور مین آئے تھے مرزا سے خفا ہو کر اکبر کی ملازمت
مین حاضر ہوا اکبر نے اوسکو پانصدی کا منصب عنایت کر کے ولایت بہار پر نامزد کیا وہان وہ کالا پہار
پٹھانون کے سردار سے جو قوت اور شوکت مین سب سے ممتاز تھا مقابلہ کر کے غالب آیا تب اکبر نے فتحپور سے
فرمان منصب ہزاری کا اور گھوڑا اور خلعت اوسکے لیے بھیجا مشہور ہے کہ اوسنے خواب مین دیکھا تھا کہ
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے اوسکی پیٹھ پر اپنا پنجہ مبارک رکھا ہے اوسکی برکت سے کبھی اوسنے کسی
لڑائی مین پیٹھ نہین پھیری اور نشان پنجہ کا اوسکی پشت پر ظاہر تھا اسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے

ملا طیب کو جو ایک نالائق آدمی تھا کیتھل سے بلاکر صوبہ بہار اور حاجی پور کا دیوان اور راے پرکھوتم کو بخشی اور ملا مجدی سرہندی کو جو سلیم شاہ کے وقت میں پروانہ نویس تھا امین اور شمشیر خان خواجہ سرا کو صاحب اہتمام خالصہ کا مقرر کیا یہ لوگ ایسے بدطینت آدمی تھے کہ وہان جاکر ہوش سے باہر ہوگئے اپنے گمان مین نہ خدا کے بندہ تھے نہ بادشاہ کی رعیت طرح طرح کے ظلم اور بدعتین اونسے ظہور مین آئین مخلوق پر جبر کرنے مین اونھون نے بادشاہ کی کفایت سمجھی تھی آخر انھون نے زبردستی معصوم خان کو باغی کرادیا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی عنقریب مذکور ہوگا اسی مہینہ مین جوہری نے بہت سی پیشکشین راجہ علی خان کی مع مرزا مظفر حسین کے خاندیس سے لاکر پیش کین چند روز کے بعد اکبر نے مرزا کا قصور معاف کردیا اور آخر مین اوسکو اپنی دامادی سے عزت بخشی اسی سال مین شہباز خان بخشی کو مع غازی خان بدخشی اور شریف خان اتکہ وغیرہ کے رانا کیکا کے مقابلہ پر نامزد کیا رانا کونبھل میر مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے داخل ہوا اس فوج نے اپنی کوشش سے اوسکو فتح کرکے تمام اوس ملک کو غارت کردیا رانا نے رات کے وقت اوس قلعہ سے بھاگ کر کسی اور کوہستان مین پناہ لی اسی سال مین سلطان خواجہ مکہ معظمہ سے مراجعت کرکے آیا اور اوسنے عربی گھوڑے اور ایک غلام حبشی اور سواے اسکے اور بہت نفیس تحفہ پیش کیے اکبر نے اوسکو صدارت کا منصب عنایت کیا اور ٩٨٦ھ نوسو چھیاسی مین خواجہ محمد یحیی نبیرۂ خواجۂ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو میر حاج مقرر کرکے چار لاکھ روپیہ اوسکے حوالہ کیے اور اسی سال کے ماہ شوال مین اوسکو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو بھی جنکی باہمی مخالفت کی وجہ سے اکبر سلف اور خلف سے بداعتقاد اور مذہب اسلام سے منحرف ہوگیا تھا اسی قافلہ کے ساتھ زبردستی مکہ معظمہ کی طرف اخراج کیا چنانچہ وہ سال آیندہ مین اپنے مقصد کو پہونچے آخر علم نے اثر اپنا ظاہر کیا ھُوَ عَزِیْزٌ فَقَدْ ذَلُّوْا اونکے سفر کی تاریخ ہوئی ابتداے ٩٨٧ھ نوسو ستاسی مین یہ خبر آئی کہ خان جہان حاکم بنگالہ نے انتقال کیا اکبر نے اوسکے بھائی اسمعیل قلی خان کے نام فرمان عنایت اور نوازش کا بھیجا اور مظفر خان کو جو دیوانی کے منصب پر تھا حاکم اوس ولایت کا اور رضوی خان کو بخشی اور حکیم ابو الفتح کو صدر اور راے پتر داس اور میر ادہم کو باہم شریک کرکے دیوان مقرر کرکے فتحپور سے روانہ کیا اسی سال کی اونتیسوین صفر کو چالیس برس کی عمر مین مصنف صاحب کے ایک بیٹا بہار مین پیدا ہوا محی الدین اوسکا نام رکھا اکبر نے ملا عشقی کو جسے خانی کا خطاب اور دیوانی کا منصب حاصل تھا اور ایک مثنوی اوسکا مسجع کات مین مشہور ہے قاضی صدر الدین لاہوری کے ساتھ کشمیر کی طرف بطور وکالت کا بھیجا تھا

اس سال مین واپس آیا اور علی خان حاکم کشمیر کے ایلچی محمد قاسم کے ہمراہ بہت سی زعفران اور مشک اور قسطاس اور
شال وغیرہ کشمیر اور تبت کے تحفہ پیشکش لایا انھین دنون مین اکبر نے حکیم علی داماد حکیم الملک گیلانی کو جو خصوصاً
علم طب اور عموماً جمیع علوم مین بے نظیر تھا عادل خان دکنی کے وکیلون کے ساتھ بیجانگر کو بھیجا انھین دنون مین
میر نظام بہنوئی میرزا شاہرخ کا بطور رسالت کے بدخشان سے آیا اور بدخشان کے گھوڑے اور خیل آبدار اور
اونٹون کی قطارین پیشکش کین چونکہ ان روزون مین اکبر ریاست دینی اور دنیوی دونونکا طالب تھا اسوجہ سے
دوسرے کی تبعیت اوسکو ناگوار تھی جب اوسنے یہ سنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم
اور سوا اسکے اور بعضے امیرون نے مثل امیر تیمور صاحبقران اور میرزا الغ بیگ گورکان وغیرہ کے بذات خود خطبہ
پڑھا ہے اسلیے اکبر بھی بظاہر اونکی متابعت اور بباطن مین اپنی نمود کے خیال سے جمعہ کے روز جمادی الاول کی چاند رات
سنہ ۹۸۷ نو سو ستاسی کو فتحپور کی جامع مسجد مین جو محل بادشاہی کے قریب بنوائی تھی خطبہ پڑھنے کے واسطے گیا
اور یکبارگی ہیبت اوسپر ایسی طاری ہوئی کہ تمام بدن لرزنے لگا اور بڑی مشکل سے شیخ فیضی کے یہ تین شعر اور
لوگونکی مدد سے پڑھکر منبر سے اوتر آیا اور پھر حافظ محمد امین کو امامت کا حکم دیا اور وہ شعر یہ ہین ٭ خداوندیکہ مارا
خسروی داد ٭ دل دانا و بازوی قوی داد ٭ بعدل و داد مارا رہنمون کرد ٭ بجز عدل از خیال ما برون کرد ٭ بود
وصفش ز حد فہم برتر ٭ تعالی شانہ اللہ اکبر ٭ چونکہ اندنون مین عقائد اسلامی پر طعن و تشنیع بہت شروع ہوئی
تھی اور چند ہندوون اور بے ایمان مسلمانون نے صریح اعتراض نبوت پر شروع کیے تھے اسلیے بہت سے [illegible]
مصنفین نے نعت اپنی تصنیفات مین سے موقوف کردی اور ہر کتاب کے خطبہ مین بعد حمد کے القاب بادشاہی
درج ہوتا تھا اسکی تمام جہان مین بدنامی ہوئی انھین دنون مین مظفر خان حاکم بنگالہ نے پانچ لاکھ روپیہ
اور سوا اسکے اور بہت سے نامی تحفے مثل ہاتھی اور پارچے کے جو حد حصر سے زیادہ تھے بطور پیشکش کے
بھیجے اور اونتیس ہاتھی محمد معصوم کابلی کے بھیجے ہوئے نظر سے گذرے دوسرے جمعہ کو اکبر نے فقیرون اور
مستحقون کو چوگان بازی کے میدان مین جمع کیا اور خود بھی وہان گیا قریب ایک لاکھ آدمیون کے زن و مرد
وہان جمع ہوگئے تھے اور سلطان خواجہ صدر اور قلیچ خان ایک ایک شخص کو روپیہ تقسیم کرتے تھے اوس
کشمکش مین اسی مرد اور عورتین اور بچے ہلاک ہوئے اور بعضی عورتونکی کمرون سے جنکے [illegible] مار
گئے تھے روپیون اور اشرفیون کی ہمیانیان نکلین اس سبب سے اکبر بے فقیرون سے [illegible] ہوگیا اور حکم
کیا کہ اسکے بعد تھوڑے آدمی جمع ہوا کرین چندروز کے بعد یہ رسم بھی باقی نہ رہی انھین دنون [illegible]

قطب الدین محمد خان انکہ کو اتالیق بڑے شاہزادہ کا مقرر کیا اور ایک بڑی مجلس بھی ترتیب دی اوسنے بہت سے عمدہ ہاتھی اور اور پیشکشیں موافق اپنے منصب کے پیش کین اور موافق قاعدہ کے شاہزادہ کو کندھے پر اوٹھا کر طبق زر اور جواہر کے نثار کیے اسی سال مین عبداللہ خان اوزبک کا ایلچی مع ایک شوقیہ خط کے ماوراء النہر سے آیا اکبر نے مرزا فولاد برلاس کو مع خواجہ خطیب بخاری کے اوس خط کے جواب کے ساتھ بہت سے تحفہ ہمراہ کر کے بھیجا نامہ کے آخر مین یہ شعر لکھا تھا ؎ چو ما دوست باشیم با یکدیگر ٭ بود بحر و بر ایمن از شور و شر ٭ انھین دنون مین ایک محضر مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی صدر الصدور اور قاضی جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ اور صدر جہان مفتی کل اور شیخ مبارک اور غازی خان بدخشی وغیرہ کے اہتمام سے لکھا گیا اوسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مجتہدون سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مسائل مختلف فیہا مین اگر مرجوح روایت کو وہ اختیار کرے تو جائز ہے اس سے یہ غرض تھی کہ کوئی شخص احکام ملکی اور شرعی مین اکبر کے حکم سے انکار نکر سکے اس باب مین بھی بڑی طویل بحث ہوئی گفتگو اس باب مین تھی کہ اجتہاد اور مجتہد کسکو کہتے ہین اور امام عادل کو جو ملکی مصلحتون سے اچھی طرح واقف ہو یہ اختیار ہے کہ بحسب مصلحت وقت کسی مسئلہ مختلف فیہ کو جاری کر دے آخر بعضون نے برغبت اور بعضون نے بجبر اوسپر مہرین کین وہ محضر بجنسہ نقل کیا جاتا ہے محضر ٭ مقصود از تشیید این مبانی و تمہید این معانی آنکہ ٭ چون ہندوستان صینت عن الحدثان بمیامن معدلت سلطانی و تربیت جہانبانی مرکز امن و امان و دائرۂ عدل و احسان شدہ طوائف انام از خواص و عوام خصوصاً علمای عرفان شعار و فضلای دقائق آثار کہ ہادیان بادیۂ نجات و سالکان مسالک اوتوا العلم درجات اند از عرب و عجم رو بدین دیار نہادہ توطن اختیار نمودند جمہور علمای فحول کہ جامع فروع و اصول و حاوی معقول و منقول اند و بدین و دیانت و صیانت اتصاف دارند بعد از تدبیر وافی و تامل کافی در غوامض آیۂ کریمہ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ و احادیث صحیح اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ مَنۡ یُّطِعِ الۡاَمِیۡرَ فَقَدۡ اَطَاعَنِیۡ وَ مَنۡ یَّعۡصِ الۡاَمِیۡرَ فَقَدۡ عَصَانِیۡ وَ غَیۡرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّوَاهِدِ الۡعَقۡلِیَّةِ وَ الدَّلَائِلِ النَّقۡلِیَّةِ قرار دادہ حکم نمودند کہ مرتبۂ سلطان عادل عند اللہ زیادہ از مرتبۂ مجتہد است و حضرت سلطان الاسلام کہف الانام امیر المومنین ظل اللہ علی العالمین ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابداً اعدل و اعقل و اعلم باللہ اند بنا بران اگر در مسائل دین کہ بین المجتہدین مختلف فیہاست بذہن ثاقب و فکر صائب خود یک جانب را از اختلافات [illegible] جانب حکم فرمایند متفق علیہ شود و اتباع

برعموم برایا و کافۂ رعایا لازم و متحتم است و ایضاً اگر بموجب رای صواب نمای خود حکمے از احکام قرار دهند که مخالف نصی
نباشد و سبب ترفیه عالمیان بوده باشد عمل بران نمودن بر همه کس لازم و متحتم است و مخالفت آن موجب سخط اخروی
و خسران دینی و دنیوی است و این مسطور صدقاً و فورحسبة لله و اظهاراً لاجراء حقوق الاسلام بمحضر علمای دین
و فقهاے متدین تحریر یافت و کان ذلک فی شهر رجب سنة سبع و ثمانین و تسع مائة
اس محضر کا مسودہ شیخ مبارک کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اون نے بھی جبراً قہراً اور سب دستخط کیے شیخ مبارک نے
بھی رغبت سے اوسکے نیچے لکھا کہ این امریست کہ من بجان و دل خواہان و از سالہا باز منتظر آن بودم
جب یہ فتوی طیار ہو گیا تو پھر اکبر کا اجتہاد شروع ہوا کسیکو مقابلہ کی مجال نرہی احکام شریعت مین جو چاہا
کرنے لگا ابو الفضل بھی دینداری سے ہاتھ اوٹھا کر بالکل اوسکی خواہش کا تابع ہو گیا اسلام کا نام تقلید رکھ چھوڑا
اور بیدینی کی باتین تحقیق قرار پائین اسی سال کی سولھوین کو اکبر نے اجمیر کی طرف کوچ کیا مصنف چھٹا
لکھتے ہین کہ اوس روز سے ابتک چودہ برس ہوئے پھر کبھی اکبر کا اوس طرف رخ نہوا چھبیسوین شعبان کو
اجمیر کے قریب پہونچا پانچ کوس سے پیادہ پا ہو کر اوس روضۂ متبرکہ کی زیارت کو گیا اہل عقل اس بات پر ہنست
ہنستے تھے کہ خواجۂ اجمیری سے ایسا اعتقاد اور اصل شریعت سے جسکی بدولت اسطرح کے لاکھون ولی پیدا
ہوئے ہین ایسا انکار جب مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی چلے گئے تب اکبر نے اور نئی نئی بیدینی کی باتین نکالین
قرآن کو مخلوق بتایا پیغمبرون پر وحی آنے کو محال سمجھا نبوت اور امامت مین طرح طرح کے شک پیدا کیے اور
جن اور ملائک اور معجزون اور کرامتون وغیرہ کا صاف انکار کیا اور قرآن کے تواتر اور اوسکی کلامیت مین
بھی کلام ہوا اور بعد بدن کی خرابی کسی روح کا باقی رہنا اور اوسپر ثواب اور عذاب ہونا غیر ممکن سمجھا اور اس
قسم کے شعرون کی سند پکڑی ع ازحقیقت بدست کورے چند + مصحف ماند و کہنہ گورے چند +
گور باکس سخن نمیگوید + سر قرآن کسے نمی جوید ع عید آمد و کارہا نکو خواہد کرد + چون روے عروس
ساقی مئی ناب در سبو خواہد کرد + چون خون خروس + افسار نماز و پوزبند روزہ + یکبار دگر از گردن
این خران فرو خواہد کرد + افسوس افسوس + اور یہ مقرر کیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ
علانیہ پڑھا کرین اور جب یہ احتمال ہوا کہ شاید اسمین فتنہ و فساد پیدا ہون فقط قلعہ کے اندر ہی گویند
یہ تکلیف رہی + فتنہای امت + اسکی تاریخ ہے پھر اکبر نے قطب الدین محمد خان اور شہباز خان وغیرہ سے
کہا کہ تقلید اسلام کی چھوڑ دو اون سب نے انکار کیا قطب الدین محمد خان نے کہا کہ اور ولایتون کے حاکم

مثل بادشاہ روم وغیرہ کے جب ان باتون کو سنین گے تو کیا کہین گے کیونکہ وہ سب دیندار ہین خواہ تقلید ہو
خواہ تحقیق اکبر نے بطور طعن کے اوس سے کہا کہ تو بادشاہ روم کی طرف سے غائبانہ ایسی سخت گفتگو کرتا ہے اور تو نے
واپنے لیے ٹھکانا نکالا ہے کہ جب یہان سے نکلے تو وہان تیری قدر ہو بس اب تو یہان سے کالا منھ کر وہین
چلا جا شہباز خان بھی اس گفتگو مین بہت تیز ہو گیا بیربر بار بار دین اسلام کی نسبت طعن کی گفتگو کرتا تھا
شہباز خان نے اوسکو صاف صاف مغلظہ گالیان دیکر کہا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کرتا ہے
ہم بیر اکا کام تمام کر سکتے ہین غرض بڑی بیمزگی پر نوبت پہونچی اکبر نے بالتخصیص شہباز خان کو اور عموماً سبکو
یہ کہا کہ ہم ابھی حکم دیتے ہین کہ تم سبھون کے موبنھ پر گوہ کی بھری ہوئی جوتیان لگائی جاوین انھین دنون مین
ترسون محمد خان حاکم پٹن گجرات سے آیا اسی سال مین قاضی علی بغدادی نے جو معافیات کے ضبط کرنے
اور اون سب کو ایک جگہ جمع کر دینے کے لیے مقرر ہوا تھا ہزاری سہ صدی تک سب معافیداردن کو اکبر کی
نظر سے گذارنا شروع کیا اون لوگون کی اکثر زمین ضبط ہو جاتی تھی کچھ تھوڑی سی ملتی تھی سارے شریفا اور
بزرگ خاندانون پر تباہی آئی اور اس مفلسی کی وجہ سے اکثر شریفون کی اولاد آوارہ ہو گئی تمام مدرسے اور مسجدین
ویران ہو گئین حکیم الملک شیخ ابو الفضل سے مخالفت کیا کرتا تھا اور اوسکو فضلہ کہتا تھا اسوجہ سے اکبر نے
اوسپر بڑی سختی کی آخر مکہ کی طرف نکال دیا اسی سال کے رمضان کے مہینہ مین قاضی علی مذکور نے اجمیر مین
مصنف صاحب کو بھی اکبر کے سامنے پیش کیا اور ہزار بیگہ زمین جو انکو بطور مدد معاش کے ملی تھی
اوسکا ذکر کیا مصنف صاحب نے چند روز سے خدمت چھوڑ دی تھی اور یہ سمجھا تھا کہ مین اب یاد نہ آؤنگا
اکبر نے کہا کہ ہمکو یاد ہے کہ انکے فرمان مین کوئی شرط بھی تھی قاضی علی نے کہا کہ ہان بشرط خدمت انکو
زمین دی گئی تھی اکبر نے کہا کہ انسے پوچھو کہ کیا کوئی ضعف ہو گیا جو خدمت چھوڑ دی غازی بدخشی نے فوراً
جواب دیا کہ قسمت کا ضعف تھا ۔ ۔ ۔ متریون نے پچھلی امامت کا حق سمجھکر مصنف صاحب کی سفارش کی
شہباز خان بخشی نے کہا کہ یہ ہمیشہ خدمت مین رہتے ہین اکبر نے کہا کہ ہم کسی سے زبردستی خدمت نہین لیتے
اگر یہ خدمت کا ارادہ نہین رکھتے تو نصف زمین انکی ضبط ہو جاوے نصف معاف رہے مصنف صاحب نے
یہ امر جھٹ پٹ قبول کر لیا اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا قاضی علی نے پھر عرض کیا کہ انکے حق مین کیا حکم ہے
اکبر نے بڑے سیاہ دل کے ساتھ یہ کہا کہ شیخ عبد النبی سے جو اوس وقت تک لشکر کے ساتھ موجود تھا یہ پوچھو کہ یہ
کسقدر زمین کا استحقاق رکھتے ہین شیخ نے مولانا الہ داد امروہوی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ یہ عیال دار

بہت ہین اور سنا ہی کہ انکا خرچ بھی زیادہ ہے یہن انکے لیے آٹھ سو یا سات سو بیگہ زمین تجویز کرتا ہون مگر نقیب خان
نے اس عرض کو پیش کرنا مناسب نہ دیکھا اور مصنف صاحب کو خدمت قبول کرنے پر اصرار کیا یہ سلوک بھی مصیبتین
انپر اس سبب سے آئین کہ اگرچہ اکبر نے کئی مرتبہ کہا مگر انھون نے داغ کرانا قبول نہین کیا اور گویا اس شعر کے
مضمون پر عمل کیا ۔ شادم کہ یک سوار ندارم پیادہ ہم ✤ فارغ ز قید شاہم و از شاہزادہ ہم ✤ اسی سال مین
اکبر نے تمغا اور جزیہ جسکا محاصل کئی کرور ہوتا تھا معاف کر دیا اس امر کی تاکید مین فرمان صادر ہوئے اسی
سال مین محمد معصوم خان بیٹا معین الدین احمد خان فرنخودی کا جسکے پاس جونپور کی حکومت تھی درگاہ مین
حاضر ہوا پھر اکبر نے اوسکو جونپور کی طرف بھیجدیا اور ملا محمد یزدی کو وہانکا قاضی القضاۃ مقرر کیا محب علی خان
ولد میر خلیفہ کو دہلی کی حکومت عطا کی ملا محمد یزدی نے جونپور مین پہونچکر فتویٰ دیا کہ اس بادشاہ سے بغاوت
واجب ہے چنانچہ محمد معصوم کابلی و محمد معصوم خان فرنخودی اور میر معز الملک اور نیابت خان اور عرب بہادر اور
سوا اسکے اور بہت سے سردار تلوارین کھینچ کر مقابل ہوئے ہر طرف بغاوت پھیلی جن معافیدارونکی زمینین
ضبط کی تھین وہ کہتے تھے کہ بادشاہ نے ہماری زمینون مین اور خدا نے اوسکے ملک مین تداخل کیا مہتر سعادت جسکا
پیشرو خان خطاب تھا جونپور مین معصوم خان کے پاس گیا تھا جب وہان سے لوٹا تو اوسنے اس فتویٰ کی حقیقت
اکبر سے عرض کی تب اکبر نے میر معز الملک اور ملا محمد یزدی کو کوئی حیلہ کرکے جونپور سے طلب کیا جب وہ فیروزہ آباد مین
جو آگرہ سے اٹھارہ کوس ہے پہونچے تو اکبر نے حکم دیا کہ سوارون کو اُنسے جدا کرین اور جمنا کے راستہ مین کشتی مین
بٹھا کر گوالیار کو لیجاوین اور اسکے پیچھے یہ حکم بھیجا کہ فوراً انکو قتل کرو چنانچہ سپاہی لوگ جو انکے محافظ تھے وہ اور کشتی مین
ہو گئے اور ان دونون کو ایک پرانی کشتی مین بٹھایا بعد ازان ملاحون نے حسب الحکم اوس کشتی کو ڈبو دیا بعد چندے
قاضی یعقوب بنگالہ سے آیا اوسکا بھی یہی حال کیا پھر جن جن مولویون سے شبہ تھا ایک ایک کو چن چنکر قتل کرنا
شروع کیا لاہور کے سب عالمون کو جلا وطن کرکے پریشان کر دیا چنانچہ قاضی صدر الدین لاہوری کو جنکی تحقیق علمی
مخدوم الملک سے بھی زیادہ تھی گجرات مین بھروچ کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا اور ملا عبد الشکور گولدار کو جونپور کا قاضی
کیا اور ملا محمد معصوم بہار کی طرف نامزد ہوا اور شیخ منور کو مالوہ کی طرف نکالا اور اوس صوبہ کی صدارت اوسکے سپرد کی
اسیطرح اور ونکو بھی ادھر ادھر ٹال دیا فقط شیخ معین جو ملا معین واعظ کے پوتے بہت بوڑھے تھے اس آفت سے
بچکر لاہور مین باقی رہے آخر سنہ ۹۹۵ نو سو پچانوے مین اونکا انتقال ہوا حاجی ابراہیم سرہندی کو گجرات کا صدر مقرر
کرکے بھیجا تھا اوسنے وہان کے معافیدارون سے رشوت لیکر بہت سا روپیہ اکٹھا کیا اور جو شخص رشوت نہ دیتا تھا

اوسکی زمین ضبط کر لیتا تھا یہ بات اکبر تک بھی پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دکن جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اکبر نے بغاوت کی
تہمت رکھکر اوسکو بلاکر حکیم عین الملک کے سپرد کیا راتون کو اپنی مجلس مین بھی اوسکو بلاتا تھا اوسنے ایک رسالہ لکھکر
پیش کیا اور خوشامد کی وجہ سے جھوٹی باتین بزرگون سے نقل کر کے اوسمین درج کین مگر آخر کو اوسکا یہ فریب کھل گیا
چنانچہ اوسنے شیخ عربی سے منسوب کر کے ایک پرانی کتاب مین جسکو کیڑا لگ چکا تھا یہ عبارت نقل کی کہ امام صاحب زمان
عورتین بہت کریگا اور ڈاڑھی کتروایا کریگا غرض کہ یہی صفتین جو اکبر مین موجود تھین اسی طرح اوسمین درج کین اکبر ان
باتون سے بہت راضی ہوا اور اوسکو بھی اپنے مصاحبون مین داخل کیا اسیطرح لوگون نے ملا ابو سعید برادرزادہ میان مان
پانی پتی کی کتاب مین ایک موضوع حدیث بنا کر پیش کی کہ ایک صحابی کا بیٹا ڈاڑھی منڈا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے آیا آپ نے فرمایا کہ اہل بہشت کی یہی صورت ہوگی چونکہ وہ شاہ فتح اللہ اور شیخ ابو الفضل اور حکیم ابو الفتح
دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور اونکی مذمتین کرتا تھا اس سبب سے اکبر نے اوسکو رنتنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا
چنانچہ وہ وہین مرگیا بعد مرنیکے اوسکے جسم کو قلعہ کی فصیل پر سے نیچے پھینکدیا اوسکا جسم بہت سے کپڑون مین
لپٹا ہوا تھا اور مشہور ایسا ہوا کہ وہ خود قلعہ سے گر کر مر گیا یہ واقعہ سنہ ۹۹۴ نوسوچورانوے مین ہوا اس زمانہ کا یہ حال تھا
کہ جتنے عالمون نے علم پڑھا تھا وہ سب اونکے واسطے وبال ہوگیا اکبر نے سب عالمون اور مشائخ کو فرمان بھیجکر
اپنے دربار مین طلب کیا اور سب کی مدد معاش کی تحقیقات کی موافق دستور دربار کے سب عالمون کو بھی
تسلیمات کرنا واجب پڑتی تھی اور اکبر اونکی سب زمینین ضبط کر کے موافق اپنی راے کے تھوڑی سی زمین
چھوڑ دیتا تھا اور جسکو سمجھتا تھا کہ یہ لوگون کو مرید کرتا ہے یا اسکے گھر راگ کی مجلسین ہوتی ہین یا کسیطرح کا
ذی عزت آدمی ہے اوسکو دوکاندار نام رکھکر کسی قلعہ مین قید کر دیتا تھا یا بنگالہ یا بکر کی طرف نکال دیتا تھا
بیچارہ بوڑھے پیرون اور شیخون پر سب سے زیادہ تباہی آئی چنانچہ تمام صوفیون اور اہل ذوق نے
اپنے طریقہ کو چھوڑ دیا اکثر جلاوطن ہو کر ادھر اودھر گوشون مین چھپ رہے اور واقع مین اول صوفیون کی
ایسی سرد مجلسین اور بے اثر حالتین اور طرح طرح کی نالائق حرکتین اور نامناسب تکلفات اسی قابل تھین
کہ اونکا نتیجہ یہ ہوا اوسی سال مین مظفر خان نے بنگالہ مین جاکر معاملات مین سخت گیری شروع کی اور
اوس طرف کے سب امیرونکو طرح طرح کی ایذا دی اکثرون کی جاگیرین ضبط کر لین اور داغ محلہ کی رسم موقوف
دربار کے اور اونکے محاسبہ پرانے طریقون پر شروع کیے بابا خان قاقشال اور خالدی خان نے
جو عمدہ سردارون مین سے تھے داغ سے معافی اور اپنی جاگیر کی بحالی چاہی کچھ فائدہ نہوا اور جسقدر زر روپیہ

جاگیر کا بسیداغ محلیہ کے اوسنے تحصیل کر لیا تھا اوسکی عوض خالد بجال کو مقید کیا اتفاقاً انھین دنون مین
مظفر خان کے نام اکبر کا فرمان پہونچا کہ روشن بیگ نامے مرزا محمد حکیم کا نوکر کابل سے بھاگ کر بنگالہ کو چلا گیا ہے
اوسکو تلاش کرکے قتل کرو جب مظفر خان نے بہت جستجو کی تو وہ شخص قاقشالون مین سے ملا اوسوقت
مظفر خان نے باباخان سے بہت سخت گفتگو کی اور بادشاہی فرمان رکھا کر دربار عام مین روشن بیگ کو گردن مار
دیا یہ دیکھکر سب سپاہی وہان کے ڈر گئے آخر سب نے متفق ہوکر اپنے سر منڈائے اور صورتین بدل کر شہر گور
مین جسکو قدیم زبان مین لکھنوتی کہتے ہین بغاوت پر کمر باندھکر جمع ہوئے اور جہان کہین مظفر خان کا
مال ملا لوٹ لیا تب مظفر خان نے بہت سی کشتیان جمع کرکے حکیم ابو الفتح اور پتنبر داس کو حکم دیا کہ اپنی فوجون
کو لیجاکر ان سپاہیون کی گوشمالی کرو لیکن حکیم ابو الفتح بیچارہ لڑائی بھڑائی کے کام سے ناواقف تھا
پتنبر داس ایک ادنی ہندو متصدی تھا ان دونون سے کیا ہوتا ہے تب مظفر خان نے تسلی اور دلاسا کا
فرمان قاقشالون کو بھیجا اور اوسمین لکھا کہ تمھاری جاگیرین از سر نو بحال ہونگی یہ پیغام رضوی خان اور
پتنبر داس کی معرفت اونکے پاس پہونچا اور میر ابو اسحاق کو بھی ان دونون کے ہمراہ کیا قاقشالون نے
ان سب کو قید کر لیا کسیطرح پر راضی نہوئے انھین دنون مین ملا طیب اور راے پرکھوتم بخشی نے
معصوم خان کابلی اور عرب بہادر وغیرہ سارے بہار کے امیرون کی جاگیرین بالکل تغیر کر دی تھین اور اونکے
ساتھ بڑی بدسلوکی سے پیش آئے تھے اور اسی فوج کو لیکر جوسہ ندی کے پار معصوم خان سے لڑنے
کے لیے گئے تھے ایسے وقت مین یکایک عرب بہادر نے اونپر حملہ کیا اور راے پرکھوتم کو قتل کرکے تمام مال و
اسباب لوٹ لیا بعد ازان معصوم خان وغیرہ نے باباخان سے متفق ہوجانے کے لیے کرہی کا ارادہ کیا
مظفر خان کی طرف سے خواجہ شمس الدین محمد خوافی نے اونکا راستہ روکا بڑی لڑائی ہوئی آخر معصوم خان
غالب آکر قاقشالون سے جا ملا اور سب نے بالاتفاق گنگا اوترکر مظفر خان پر حملہ کیا اوسوقت مظفر خان
ٹانڈہ گڑھ کے قلعہ مین جو فقط ایک پرانی چار دیواری باقی تھی بند ہو گیا اور وزیر خان اور جمیل بیگ نے جو پرانے
امیرون مین سے تھے جان محمد خان بدبہودی وغیرہ سپاہیون کو ساتھ لیکر اوسپر حملہ کیا اور حکیم ابو الفتح اور
خواجہ شمس الدین وغیرہ امیرون کو قید کر لیا مگر یہ دونون سردار مع راے پتنبر داس کے کسیطرح قید سے
چھوٹ کر وہان کے زمینداروں کی مدد سے حاجی پور مین پہونچے حکیم نور الدین فراری اوسی کشمکش مین
مر گیا پھر قاقشالون کے گروہ اور معصوم خان نے عہد و قول کرکے مظفر خان کو ٹانڈہ کے قلعہ مین سے نکالا

اور پھر طرح طرح کے عذابون سے قتل کیا اور سارا مال و اسباب اوسکا لوٹ کر تمام ولایت بنگالہ اور بہار پر
قبضہ کر لیا اور بہت سی فوج سوار اور پیادون کی جمع کی اور میرزا شرف الدین حسین کو جسے اکبر نے قاسم علی خان
بقال حاکم کالپی کی قید سے نکال کر بنگالہ مین بھیجدیا تھا اپنا سردار بنایا جب اکبر نے اس فساد کا حال سنا
تو راجہ ٹوڈرمل کو مع صادق محمد خان اور ترسون محمد خان وغیرہ بڑے بڑے امیرون کے اس فساد کے
رفع کرنے کے لیے فتحپور سے نامزد کیا اور محب علیخان حاکم رہتاس اور محمد معصوم خان فرنخودی حاکم
جونپور اور سوا اے ان دونون کے اور بہت سے اوس طرف کے جاگیردار راجہ کی مدد کے لیے متعین ہوئے
ابھی یہ راستہ مین تھے کہ شاہم خان جلایر نے سعید خان بدخشی سے مقابلہ کر کے اوسکو قتل کر ڈالا
محمد معصوم جونپوری تین ہزار سوار ساتھ لیکر راجہ سے آملا مگر راجہ نے جو غور کیا تو اوسمین بھی بغاوت کے آثار
پائے جاتے تھے اسوجہ سے راجہ نے بظاہر اوسکی بہت سی تسلی کی مگر یہ سب حال اکبر کو لکھ بھیجا محمد معصوم کابلی
اور میرزا شرف الدین حسین اور قاقشالون وغیرہ نے تیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی اور بہت کشتیان اور
توپخانہ آراستہ کر کے نواحی قصبہ منگیر مین راجہ کے مقابلہ کا ارادہ کیا چونکہ راجہ کو اپنے لشکر پر اعتماد نتھا اسوجہ سے
لڑائی مین مصلحت نہ سمجھکر اوسنے منگیر کے قلعہ مین پناہ لی اور ہر روز قلعہ مین سے لڑتا تھا جب خزانہ ہو چکا تو
اوسکے لشکر پر خرچ کی بہت تکلیف ہوئی تب زین الدین کنبو شہباز خان کے داماد نے ایک لاکھ روپیہ
ڈاک چوکی کے طور پر دریا کے راستہ سے راجہ کے پاس پہونچائے چنانچہ اوسکو چند روز کے لیے مختصر طور پر
خرچ مین لایا اسی طرح تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد کبھی دریا خان آبدار اور کبھی سرمدی اور کبھی سیٹھ
بھگوانداس خزانچی کے بیٹے کی معرفت اوسکے پاس لاکھ لاکھ روپیہ پہونچتے تھے اونھین دنون مین عبد الحی
خواص ولد قاضی صدر الدین سنبھلی جو ایک بہت خوبصورت آدمی مگر نہایت بیوقوف تھا اور اوس
معرکہ مین اوسکی بھی کسی ڈاک چوکی پر تعیناتی تھی جوان مر گیا یہ شخص بھی مذہب اور ملت کے باب مین
خبط کی باتین کیا کرتا تھا ہمایون فرلی ولد شاہ فرلی جسکا ہمایون قلی خان خطاب تھا اور اوسنے اکبر کے
مذہبی معاملات اجمیر مین بچشم خود دیکھے تھے تبر خان دیوانہ سے متفق ہو کر راجہ کے لشکر سے بھاگ گیا اور
مخالفون سے جا ملا اسی عرصہ مین بابا خان سخت بیمار ہو گیا تب جباری ولد مجنون خان قاقشال نے
بابا خان کا یہ حال دیکھکر اوس معرکہ سے چلے جانے کا ارادہ کیا اور معصوم خان کابلی بھی وہان سے
بہار کو چلدیا غرض ساری جماعت مخالفون کی متفرق ہو گئی عرب بہادر نے وہان سے جا کر پٹنہ پر حملہ کیا

بہار خان

بہار خان خاص خیل جو سید عارف کے نام سے مشہور تھا پٹنہ کے قلعہ مین بند ہو گیا راجہ ٹوڈرمل نے معصوم خان
فرنخودی کو بہت سے لشکر کے ساتھ بہار خان کی مدد کے لیے بھیجا تب عرب بہادر اوسکا مقابلہ چھوڑ کر گجپتی کے پاس جو ایک
بڑا نامی زمیندار تھا چلا گیا پھر راجہ اور صادق خان مع تمام اپنے امیرون کے معصوم خان کابلی کی گوشمالی کے لیے
بہار کی طرف متوجہ ہوئے رات کے وقت معصوم خان نے صادق خان پر شبخون کیا اوس معرکہ مین ماہ بیگ نام ایک
سردار جو الغ خان حبشی کے ساتھ قراول مقرر ہوا تھا مارا گیا الغ خان اپنی جان بچا کر نکل گیا صادق محمد خان ایسے
وقت مین بڑا ثابت قدم رہا معصوم خان حتی المقدور لڑتا رہا جب دیکھا کہ کچھ کام نہین بنتا تب وہان سے بھاگ کر
چند مدت اوس جنگل مین قزاقی کرتا رہا آخر عیسی خان زمیندار اوڑیسہ کے پاس پناہ لے گیا انھین دنون مین شجاعت خان
اور اوسکا بیٹا قائم خان جو دونون باپ بیٹے علم موسیقی مین بڑے کامل اور جوان ظریف اور نازک تھے اکبر کے حسب الطلب
سارنگپور سے فتحپور کو جاتے تھے راستہ مین اونکے نوکرون نے دونونکو قتل کیا اور سارا مال و اسباب اونکا لوٹ کر چلدیئے
اس واقعہ کے بعد اکبر نے شریف خان اتکہ کو مالوہ کی طرف نامزد کیا اور خود اوسکے مکان پر جاکر اوسکی مہمانی قبول کی بعد ازان
شریف خان مالوہ کو روانہ ہوا اسی سال مین اکبر نے خان اعظم کو جو بہت دنون سے [illegible] ملا کر پانچ ہزار سوار کے
ساتھ حکومت بنگالہ پر نامزد کر کے بھیجا اور شہباز خان کو بھی ولایت رانا سے طلب [illegible] فوج کے ساتھ خان اعظم
کی مدد کے لیے متعین کیا چنانچہ خان اعظم نے سرحد حاجی پور مین پہونچکر گجپتی کے علاقہ کا [illegible] ڈالا اور وہان سے
عرب بہادر کو نکالا اوسی سال مین اکبر نے حکیم الملک جیلانی کو اپنے نئے مذہب کا مخالف [illegible] مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا
اور اوسکی معرفت پانچ لاکھ روپیہ وہان کے شریفون اور مستحقون کے لیے بھیجے حکیم الملک [illegible] مکہ مین رہا اور [illegible]
ہرچند اکبر نے فرمان اوسکی طلب مین بھیجے مگر وہ نہ آیا آخر وہین مر گیا اسی سال مین اکبر نے تمام مشائخ ہندوستان کو
جمع کیا اور اونکو اپنی صحبت مین بلا کر طرح طرح کی تحقیقاتین کیا کرتا تھا وہ لوگ اکثر خوشامد اور چاپلوسی کی باتین
کرتے تھے اکبر کا مقصود اصلی یہ تھا کہ کسی کی کوئی خرق عادت بچشم خود ملاحظہ کرے مگر یہ بات اون لوگون کو کہان نصیب
تھی آخر اونکی باتین دیکھکر اکبر کی بداعتقادی اور زیادہ بڑہ گئی چنانچہ شیخ جمال بختیار کے خلیفہ شیخ عبدالعزیز ساکن قصبہ
ہستونہ کے اکبر کے حکم کے بموجب عبادتخانہ مین رہتے تھے اور لوگون کے دکھانے کے لیے نماز معکوس پڑھا کرتے تھے
اور کوئی حرم اکبر کی حاملہ تھی اوسکی نسبت اونھون نے یہ کہا تھا کہ اسکے بیٹا پیدا ہوگا [illegible]
بہت سی بیہودہ حرکتین اونکی اکبر نے دیکھین اوسی طرح سید ہاشم فیروزآبادی [illegible] اپنے بزرگونکی دوکان [illegible]
ان لوگونکا حال دیکھکر اکبر کا پچھلے بزرگون سے بھی اعتقاد جاتا رہا شیخ [illegible]

وہ حکم کی تعمیل کے بموجب اوسیوقت اپنی خانقاہ سے قاصدون کے ساتھ پیادہ پا چلدیے پیچھے سے لوگ اونکی سواری کا
ڈولا لائے اور فتحپور مین آکر شیخ جمال بختیار کے گھر اوترے اور وہان سے اکبر کو پیغام بھیجا کہ میری ملاقات آجتک کسی
بادشاہ کو مبارک نہین ہوئی تب اکبر نے اونھین اوسی طرح رخصت کردیا اوسی طرح شیخ الہدیہ خیرآبادی مع اپنے
بیٹے شیخ ابوالفتح کے حسب الطلب درگاہ مین آئے اکبر نے کھڑی ہوکر بڑی تعظیم سے اونکے ساتھ ملاقات کی جب
اونسے کچھ گفتگو کی تو اونھون نے اپنے کان کی طرف اشارہ کیا کہ مین اونچا سنتا ہون تب اکبر نے اونکو بھی معذور رکھکر
رخصت کیا اسی سال مین بیدین عالمون نے متفق ہوکر بہت سی دلیلین اس بات پر پیش کین کہ امام صاحب زمان
جو کل مذہبون کے اختلاف کو رفع کریگا وہ آپ ہین شریف خان نے محمود بسخوانی کے کسی رسالہ سے یہ مضمون نقل کیا
کہ ٩٩٠ نوسو نوے مین ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سے باطل بالکل دور ہوجائیگا سب نے متفق
ہوکر یہ کہا کہ لفظ صاحب دین حق کے حساب جمل سے ٩٩٠ نوسو نوے عدد ہوتے ہین سو اس زمانہ مین آپ اسکی مصداق
ہین اور خواجہ مولانا ملحد جفردان نے مکہ معظمہ سے آکر وہان کے شریفون کا ایک رسالہ پیش کیا اوسکا مضمون یہ تھا
کہ صحیح حدیثون کے بموجب دنیا کی مدت سات ہزار برس تھی سو اب تمام ہوچکی اب زمانہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کا ہے
اور خود بھی اوسنے ایک رسالہ تصنیف کرکے پیش کیا اوسمین بھی اسی قسم کے واہیات تھے شیعون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے اسی قسم کے قول نقل کیے بعضون نے یہ رباعی جو حکیم ناصر خسرو سے منسوب تھی پیش کی ؎ در نہصد و ہشتاد و نہ از حکم
قضا ٭ آیند کواکب از جوانب یکجا ٭ در سال اسد ماہ اسد روز اسد ٭ از پردہ برون خرامد آن شیر خدا ٭ غرض یہ سب
باتین اس بات کی باعث ہوئین کہ اکبر نے خود نبوت کا دعوی کیا لیکن نہ نبوت کی لفظ سے بلکہ دوسری عبارت سے
اسی عرصہ مین راجہ ٹوڈرمل کی عرضی پہونچی کہ مین نے معصوم خان فرنخودی کو آجتک بڑی تسلی اور دلاسا کرکے
روکا ہے مگر خواجہ شاہ منصور دیوان اوس سے اور ترسون محمد خان سے زرباقی کا حد سے زیادہ تقاضا کرتا ہے
چنانچہ وہ دونون نہایت مجبور ہوگئے ہین اسوقت مین ایسی باتین مناسب نہین ہین کہین ایسا نہو کہ لشکر
مین تفرقہ پڑجاوے اکبر پہلے بھی شاہ منصور کی سخت گیریان سُن چکا تھا اس سبب سے اکبر نے اوسکو
بیدخل کرکے چندروز یہ کام کسی مصلحت سے شاہ قلی خان محرم کے سپرد کیا پھر بجاے اوسکے آصف خان کے
بھائی وزیر خان کو دیوان کل مقرر کیا اور قاضی علی بغدادی کو جو ایک شخص نہایت نالائق تھا اوسکا مددگار کیا
یہ دونون متفق ہوکر کام کیا کرتے تھے اسی زمانہ مین اکبر کی درگاہ مین لوگ ایک آدمی لائے جسکے کانون کا
سوراخ نہ نکلا تھا مگر باتون کو اچھی طرح سنتا تھا اسی سال ... اکبر کو اسکی تحقیق کا خیال ہوا کہ حدیث مین

جو آیا ہے کہ سب بچہ مذہب اسلام پر پیدا ہوتے ہیں یہ بھی صحیح ہے یا نہیں چنانچہ اوسنے بیس شیر خوار بچہ
آبادی سے دور ایک مکان میں رکھے اور یہ اہتمام کیا کہ وہ کسی شخص کی آواز نہ سنیں اور بڑی مودب
دائیاں اونکی پرورش کے لیے مقرر کریں اور یہ تاکید کی کہ کسی بات کی اونکو تعلیم نکرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ
خود بخود کونسا مذہب سیکھتے ہیں اور سب سے پہلے کیا کلمہ کہتے ہیں اول لڑکون کے ماں باپون کو بہت سا روپیہ
دیکر راضی کردیا اور لڑکون کے لیے جو مکان تجویز ہوا تھا اوسکا نام گنگ محل رکھا تین چار برس کے عرصہ میں کئی
لڑکے اونمیں سے مرگئے باقی جتنے تھے وہ گونگے ہو گئے تھے اسی سال میں اکبر نے شاہزادہ دانیال کو مع شیخ جمال
بختیار اور شیخ فیضی کے جو شاہزادہ کا اوستاد تھا اور سوا اے انکے دونون کے بہت سے امیرون کو ساتھ کرکے
اجمیر کو بھیجا اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ وہان کے فقرا کے لیے روانہ کیے اس سال میں راجہ ٹوڈرمل اور سب
بادشاہی امیرون نے برسات کا موسم حاجی پور میں گذارا معصوم خان فرنخودی جو بہت آزردہ تھا بے اجازت
امیرون کے پاس سے رخصت ہوکر جونپور میں چلا آیا یہان اوسنے بغاوت اختیار کی اکبر نے پیشرو خان عرف
مہتر سعادت کی معرفت جو دار وغہ فراش خانہ کا تھا ایک فرمان اوسکے دلاسا و تسلی کا بھیجا اور جونپور تر سون محمد خان
کو اور اودہ معصوم خان فرنخودی کو عنایت کیا مگر اوسنے پھر بھی گفتگو بڑی پریشانی اور بیہودگی کی اور اودہ میں جاکر سامان
لڑائی کا تیار کیا جب مہتر سعادت وہان سے لوٹ کر دربار میں آیا تو اوسنے سارے اوس طرف کے امیرون کا اور
ملا محمد یزدی کے فتوی کا قصہ اکبر کو سنایا تب اکبر نے ملا محمد یزدی اور معز الملک کو بلا کر سزا کو پہونچایا جیسا کہ پہلے مذکور
ہوچکا ہے انھیں دنون میں نیابت خان ولد ہاشم خان نیشاپوری نے جسکو اکبر نے پٹنہ کو سفر کرتے وقت مہربانی
کرکے جیوسی اور پیاگ میں جاگیر عنایت کی تھی بغاوت کی اور کڑہ پر حملہ کیا وہاں کی حکومت اسمعیل قلی خان کیطرف سے
الیاس خان نامی ایک پٹھان سے متعلق تھی نیابت خان نے مقابلہ کرکے الیاس خان کو قتل کیا اور قلعہ کا
محاصرہ کرکے تمام ملک کا لوٹنا شروع کیا تب اسمعیل قلی خان نے وزیر خان اور مطلب خان اور شیخ جمال
بختیار وغیرہ امیرون کو نیابت خان کی گوشمالی کے لیے بھیجا اور اکبر نے شاہ قلی خان محرم اور بیربر کو معصوم خان
فرنخودی کے دلاسا کے لیے اودہ کی طرف روانہ کیا اور وزیر خان کے رخصت ہونے کے بعد خواجہ شاہ منصور
کو قید سے نکال کر پھر دیوانی کے کام پر مقرر کیا نیابت خان لشکر کے آنے کی خبر سنکر کڑہ کو چھوڑ کر قصبہ گیشت
کیطرف جو توابع پٹنہ سے ہے چلدیا امیرون نے دریا اوتر کر اوسکا تعاقب کیا اور بہت جلد اوسکے سر پر جا پہونچے
تب اوسنے لوٹ کر مقابلہ کیا اور تنہا اتنے امیرون سے ایسا لڑا کہ ہمیشہ کو یادگار رہیگا تمام فوج کو زیر و زبر کرکے

شیخ جمال کو میدان مین گھوڑے پر سے گرایا لیکن پھر چھوڑ دیا آخر کو شکست کھا کر اودھ مین معصوم خان کے
پاس چلا گیا عرب بہادر بھی اسی زمانہ مین شہباز خان سے شکست کھا کر وہان پناہ لایا اور شہباز خان عرب بہادر کے
تعاقب مین اول جونپور کو گیا پھر اودھ مین آیا معصوم خان کے پاس لڑائی کا سامان اسقدر جمع تھا کہ جسکی انتہا
نہین تیس چالیس نشان فوج کے اور کل اسباب لڑائی کا بیشمار اوسکے پاس مہیا تھا فوراً اوسنے
شہباز خان کو شکست دیکر بھگایا چنانچہ شہباز خان ایک روز مین چالیس کوس راستہ طے کرکے جونپور مین
آیا اتفاقاً ترسون محمد خان جو شہباز خان کے میمنہ لشکر مین متعین تھا جنگل مین چھپ رہا جب معصوم خان کی فوج
فتح کے بعد لوٹ مین مصروف ہوئی اوسوقت اوسنے معصوم خان کے تھوڑے سے آدمی دیکھکر قابو پایا اور ایسا
حملہ کیا کہ معصوم خان کو میدان سے بھاگنا پڑا جب یہ خبر شہباز خان کو پہونچی تو وہ بھی اوسی پانون لوٹ کر دوسرے دن
ترسون محمد خان سے آملا اور پھر جمعیت اکٹھی کرکے معصوم خان پر حملہ کیا شہر اودھ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر
معصوم خان شکست پاکر تن تنہا بھاگا اور اوسکی مان بہن بی بی اور بیٹیا اور تمام مال و اسباب سب مخالفون کے
ہاتھ آیا وہ بدحواس بھاگ کر کوہ سوالک کی طرف چلا گیا یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی مین ہوا انھین
دنون مین حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون باجا لایا وہ ایک صندوق کی طرح بقدر آدم تھا ایک فرنگی
اوسکے اندر بیٹھکر تارون کو بجاتا تھا اور دو آدمی باہر سے اوسمین انگلیان مارتے تھے طرح طرح کی آوازین
اوسمین سے نکلتی تھین اور فرنگی بار بار لباس سرخ زرد بدل کر اوسکے اندر سے آتے جاتے تھے تمام اہل مجلس
دیکھکر اوسکو حیران رہے اسی مجلس مین اکبر نے کہا کہ ہر شخص اپنے کمال کے بموجب بیان کرے کہ آج کل سب سے
زیادہ عقلمند کون ہے مگر بادشاہون کے نام نہ لین کیونکہ یہ اوس سے مستثنیٰ ہین ہر شخص جس جس کا اعتقاد
رکھتا تھا نام لینا شروع کیا حکیم ہمام نے کہا کہ سب سے زیادہ عقلمند مین اپنے آپکو جانتا ہون اور شیخ ابوالفضل نے
اپنے باپ کا نام لیا محرم ۹۸۹ھ نوسو نواسی مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم معصوم خان فرنخودی کے حسب الطلب اور
فریدون خان اپنے ماموں کے بہکانے سے ہندوستان کی تسخیر کے لیے متوجہ ہوا ہے اور شادمان نامی
ایک نوکر اوسکا فوج لیکر اٹک کو اوتر آیا مان سنگھ ولد بھگوانداس نے شادمان پر حملہ کرکے اوسکو قتل کر دیا اور
یہ خبر سنکر خود مرزا محمد حکیم اٹک اوتر کے سید پور تک آگیا یہ سنکر اکبر نے آٹھ مہینہ کی تنخواہ پیشگی تمام فوج کو تقسیم کی
اور شاہزادہ دانیال کو مع سلطان خواجہ صدر اور شیخ ابراہیم چشتی کے اپنا نائب مقرر کرکے فتحپور سے
پنجاب کی طرف متوجہ ہوا جب سرا باد مین جو فتحپور سے پندرہ کوس ہے پہونچا تو شہباز خان کی فتح یابی کی خبر ہوئی

جب مانسنگھ نے شادمان کو قتل کیا تھا تو اوسکے اسباب میں سے تین فرمان محمد حکیم کے بھیجے ہوئے نکلے
ایک حکیم الملک گیلانی کے نام دوسرا شاہ منصور دیوان کے نام تیسرا [illegible] خان میر بحر کے نام تھا اکبر نے
اونکو پڑھ کر اس امر کو سب سے مخفی رکھا جب دہلی میں پہونچا تو یہ خبر آئی کہ مرزا لاہور میں داخل ہو کر مہدی قاسم خان
کے باغ میں اوترا اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگھ اور سعید خان قلعہ کے اندر بند ہو گئے ہیں اور مرزا محمد حکیم کا وزیر
ملک ثانی جسکا وزیر خان خطاب تھا مرزا سے رنجیدہ ہو کر پانی پت میں شاہ منصور کے پاس آگیا ہے اور اوسکے
وسیلہ سے اکبر کی ملازمت کرنا چاہتا ہے مگر اس وزیر خان کی جدائی کو اکبر نے مرزا کی کسی مصلحت ملکی پر
محمول کیا اور چونکہ شاہ منصور سے پہلے بدگمانی ہو چکی تھی اسوجہ سے یہ اور قرینہ اوس گمان کا ہو گیا
چنانچہ اکبر نے قید کر کے اوسکو فرمان دکھائے ہر چند اوسنے انکار کیا اور قسمیں کھائیں مگر اکبر کو یقین نہوا جب نواحی
شاہ آباد میں پہونچے تو دو خط ایک شرف بیگ نامے شاہ منصور کے نوکر کی طرف سے اور دوسرا کسی اور کی طرف سے
شاہ منصور کے نام قاضی علی کے بھائی ملک علی نے پیش کیے اوس میں شرف بیگ نے جو شاہ منصور کی طرف سے
پرگنہ فیروزپور کا شقدار تھا شاہ منصور کو یہ لکھا تھا کہ میں نے فریدون خان کے وسیلہ سے مرزا سے ملازمت حاصل کی
اوسنے سب جگہ اپنے عامل بھیجدیے مگر ہمارا پرگنہ معاف کر دیا اسکو دیکھکر اکبر کو اپنے پچھلے گمان کا اور زیادہ یقین ہو گیا
اور اکثر بلکہ تمام امرا نے جو شاہ منصور سے بہت ایذائیں پا چکے تھے متفق ہو کر اوسکے قتل میں سعی کی چنانچہ
دوسرے روز صبح کے وقت خدمت رائے نے اکبر کے حکم کے بموجب کچکوٹ میں اوسکو قتل کیا پھر اکبر
وہاں سے کوچ کر کے سرہند اور کلانور کے راستہ سے رہتاس میں ہوتا ہوا اٹک کے کنارہ پہونچا مرزا [illegible]
لاہور سے ایسا بھاگا کہ کابل تک اوسنے کبھی پیچھا پھر کے نہ دیکھا اسی سال کے ربیع الاول کے مہینہ میں اکبر نے
اٹک کے کنارہ سندساگر میں قلعہ اٹک بنارس کے مقابلہ پر دوسرا قلعہ کٹک بنارس کے نام سے بنایا اور اوس
جگہ سے اکبر نے شاہزادہ سلطان مراد کو مع قلیچ خان وغیرہ امیروں کے کابل کیطرف روانہ کیا اور اس سے
پہلے مانسنگھ کو مع بہت سے سرداروں کے پشاور کو بھیجدیا انھیں دنوں میں مرزا محمد حکیم نے خواجہ
ابو الفضل نقشبندی اور محمد علی دیوانہ کو ایلچی بنا کر اپنی تقصیروں کی معافی چاہی اکبر نے اون دونوں کے سا
حاجی حبیب اللہ کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ اس شرط پر تقصیریں معاف ہوتی ہیں کہ پچھلی حرکتوں سے پشیمان ہو
اور آیندہ کے لیئے قسم کھاؤ اور اپنی ہمشیرہ کو جو خواجہ حسن کے نکاح میں ہے ہماری درگاہ میں بھیجدو مرزا نے
اپنی ہمشیرہ کے بھیجنے کے باب میں حاجی سے یہ کہا کہ خواجہ حسن اس امر پر راضی نہیں اور وہ اوسکو بدخشاں کو

سے کیا ہے اور اپنی پچھلی حرکتوں سے پشیمانی ظاہر کی اور آئندہ کے لیئے قسم کھائی پندرھوین جمادی الثانی کو اکبر نے اٹک کو اوترکر خواجہ نظام الدین احمد کو جلال آباد میں شاہزادہ مراد اور امیرون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ جو کچھ تمہارا مشورہ ہو اوس سے ہمکو مطلع کرو سب نے عرض کیا کہ خود آپ کا تشریف لانا عین مصلحت ہے اور جب وہان سے نظام الدین احمد اور حاجی حبیب اللہ نے باتفاق آکر پشاور میں اپنے پیغام ادا کیئے تو نظام الدین احمد نے یہ کہا کہ اگرچہ بظاہر امرا یہ کہتے ہین کہ اس مہم کے لیئے ہم کافی ہین مگر اونکا دلی منشا یہ ہے کہ حضرت بھی ضرور تشریف لیجاوین تب اکبر نے شاہزادہ سلیم کو لشکر میں چھوڑکر تنہا طور پر اوس طرف کا قصد کیا اور ہر روز بیس بیس کوس کا راستہ طے کرتا ہوا موضع سرخاب میں جو شاہزادہ مراد کے لشکر سے پندرہ کوس تھا پہونچا اوسی روز مرزا محمد حکیم نے کابل سے سات کوس موضع خورد کابل نامے مین شاہزادہ مراد سے مقابلہ کیا آخر شکست کھاکر بھاگا اور یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان اوزبک کے پاس پناہ لیجاوے شاہزادہ کابل میں داخل ہوا اس لڑائی سے ایکدن پہلے فریدون خان نے شاہزادہ کے لشکر کے چنداول پر حملہ کیا تھا اور بہت سے آدمیون کو قتل کرکے قلیج خان وغیرہ کا خزانہ لوٹ لیگیا تھا حاجی محمد نام ایک شخص اکبر کی ملازمت سے ڈاک چوکی میں وہان گیا تھا اوسنے یہ سارا معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا اور سرخاب میں لوٹکر اکبر سے مفصل بیان کیا اسوجہ سے اکبر کو بڑا تردد ہوا دوسرے روز جب اکبر وہان سے کوچ کرتا تھا تو فتح کی خبر آئی دسوین رجب کو اکبر کابل کے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ تک وہان کے باغون کی سیر کرتا رہا جب مرزا محمد حکیم کے معتبر آدمیون سے شاہ منصور کے فرمان کا قصہ پوچھا اور اس امر مین بہت سی تحقیقات کی تو ایسا معلوم ہوا کہ شہباز خان کے بھائی کرم اللہ نے بعضے امیرون کے اتفاق سے جعل بنایا تھا اور وہ خط بھی امیرون کا بنایا ہوا تھا تب اکبر کو شاہ منصور کے قتل ہو جانے پر بڑا افسوس ہوا مگر سوا افسوس کے اور کچھ نتیجہ ظاہر نہوا پھر اکبر نے لطیف خواجہ امیر شکار کو مرزا کے پاس اوسکی تقصیرون کی معافی کا پیغام لیکر بھیجا اور اوزبکون کے پاس جانے سے منع کیا اوسوقت مرزا نے عہد و پیمان کرکے علی محمد اسپ کو لطیف خواجہ کے ساتھ درگاہ مین بھیجا تب اکبر نے کابل پھر مرزا کے حوالہ کرکے جلال آباد کیطرف مراجعت کی اس مقام پر محمد قاسم خان میر بحر کا بھائی خواجہ محمد حسین جو مرزا کے معتبر امیرون سے تھا ملازمت مین حاضر ہوا جلال آباد سے اکبر نے ایک بڑی بھاری فوج کتور کے پہاڑون کی طرف جو کافرون کا مسکن تھا نامزد کی اور خود وہان سے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سندساگر مین پہونچا اور پل کے وسیلہ سندکو اوترکر سارا لشکر وہین چھوڑا اور بذات خود تنہا کوچ کرتا ہوا رمضان کی چاندرات کو لاہور مین آیا اور

پنجاب کی حکومت پھر سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگہ کو حوالہ کی اور ملا الہداد امروہوی اور ملا الہداد
سلطانپوری اور ملا شاہ محمد شاہ آبادی اور ملا شیری شاعر کو پنجاب کی معافیات کی تحقیقات کے لئے
صدر مقرر کیا انمین سے ملا الہداد امروہوی اور ملا شیری اپنے کام مین نیکنام رہے اور باقی دونون
شخصون کی سبکو شکایت رہی اور میان دواب کے ملک مین شیخ فیضی کو صدر مقرر کیا اور گنگا پار کے
ملک مین حکیم ہمام کو اور دار السلطنت مین حکیم ابوالفتح کو صدارت کا منصب دیا جب اکبر کابل کی طرف
گیا تھا تو اوسکے پیچھے ہندوستان مین شہباز خان نے گرہی سے پنجاب تک تمام ملک کو بطور خود اپنی جاگیر
سمجھ لیا تھا اور جس شخص کو جو منصب چاہتا تھا دیدیتا تھا اب جو اکبر پانیپت مین داخل ہوا تو شہباز خان
نے بڑے کر و فر سے ملازمت حاصل کی جب اکبر نے اوس سے پوچھا کہ تجھکو یہ جرات کس وجہ سے حاصل
ہوئی تو اوسنے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح دلاسا نکرتا تو سب یکقلم باغی ہو جاتے اب آپکا
ملک ہے اور آپکی ہی فوج ہے جس کسیکو جو منصب چاہو دو اور جس سے چاہو نکال لو اور پچیسوین شوال کو اکبر دہلی
مین آیا چھوٹا شاہزادہ اور سب بیگمات استقبال کے لیے آئے پچیسوین ذی قعدہ کو اکبر دار السلطنت
پہونچا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اس سفر مین لشکر کا ساتھ چھوڑکر کسی سبب سے پشاور مین
رہگیا تھا جب اکبر فتحپور مین آیا تو مصنف صاحب بھی چھٹی تاریخ اسی مہینہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے
اکبر نے شیخ ابوالفضل سے پوچھا کہ انھون نے اس سفر مین لشکر کا ساتھ کیون چھوڑ دیا ابوالفضل نے
جواب دیا کہ یہ شخص بھی منجملہ بد معاشون کے تھا یہ بحث بس اسی بات پر ٹل گئی اکبر نے کابل کے قریب
بھی صدر جہان کو ایک روز حکم دیا تھا کہ جو لوگ ہمارے بے باری ہمارے لشکر کے ساتھ ہین اور جو ساتھ
نہین اونکو بلا کر حاضر کرو جب مصنف صاحب کی نوبت پہونچی تو خواجہ نظام الدین احمد صاحب تاریخ
نظامی نے جسکو سال بھر پہلے سے مصنف صاحب سے بہت سا ربط ہو گیا تھا انکو بیمارون مین لکھوا دیا
اور بہت سے خط مصنف صاحب کو اس مضمون کے بھیجے کہ جب اکبر یہان سے مراجعت کرے تو تم
لاہور یا دہلی تک یا متھرا تک جہانتک ممکن ہو استقبال کے لیے ضرور آئیو مگر مصنف صاحب سے یہ بھی
نہو سکا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوس زمانہ مین میرا یہ حال تھا کہ اکثر عالم خواب مین شعر میری
زبان سے نکل جاتے تھے چنانچہ ایک روز مین نے خواب مین یہ شعر کہا اور بیداری مین مدت تک اسکا
اثر مجھپر رہا ۵ آئینہ ما روے ترا عکس پذیرست ٭ گر تو نہ نمائی گنہ از جانب ما نیست ٭ جس زمانہ مین

اکبر کابل کی طرف متوجہ ہوا تھا سعید خان بدخشی کے بیٹے بہادر نے بہادر شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے ترہٹ
مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اوسنے اپنی مہر کا یہ سجع نکالا تھا۔ بہادر شاہ سلطان ست بن
اسفندیشہ سلطان ۔ پدر سلطان وخود سلطان زہی سلطان بن سلطان ۔ آخر اعظم خان کے نوکرون نے
اوسکو قتل کر ڈالا معصوم خان فرنخودی مدت تک کوہ سوالک مین حیران و پریشان پھرتا رہا آخر اوسنے بھی اعظم خان کے
وسیلے سے اپنے گناہ معاف کرائے اکبر نے تسلی اور دلاسا کا فرمان اوسکے نام بھیجا چنانچہ اوسنے فتحپور مین اکبر کی ملازمت
حاصل کی چند روز کے بعد ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت دربار سے اوٹھکر اپنے گھر کو جاتا تھا شہر کے دروازے سے
باہر چند لوگون نے اوسپر حملہ کیا اور اوسکا تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس روز معصوم خان ملازمت مین حاضر
ہوا تھا اوسی روز نیابت خان بھی بیگم بادشاہ کے وسیلے سے دربار مین حاضر ہوا اکبر نے اوسکا چچا شہاب الدین احمد
خان حاکم مالوہ کی خاطر سے چند روز اوسکی جان بخشی کرکے رنتنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا مدت تک وہان قید رہا
اور وہان کے قیدیون سے متفق ہوکر پھر اوسنے فساد اوٹھانا چاہا تب اکبر نے سنہ ۹۹۷ نوسو ستانوے مین فرمان
بھیجکر اوسکو قتل کرادیا انھین دنون مین حاجی بیگم اکبر کی سوتیلی مان نے جو ہمایون کے روضہ کی مجاور تھی انتقال کیا
اس سبب سے وہان کے مجاورون مین بھی تفرقہ پڑگیا انھین دنون مین اکبر نے شیخ جمال بختیار کی معرفت
شیخ قطب جلیسری مجذوب کو بلاکر فرنگیون کے پادریون سے مقابلہ کرایا اور تمام علما کو اوس جلسہ مین جمع کیا
شیخ نے کہا بہت سی آگ روشن کرو اور مین اور میرا مخالف دونون اوسمین کود پڑین جو سلامت رہے وہی
حق پر ہے چنانچہ یہی ہوا شیخ نے ایک فرنگی کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ ہان بسم اللہ کسی فرنگی کی جرأت نہ پڑی اکبر نے
شیخ کو مع اور بہت سے فقیرون کے بکر مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مرگیا اسی طرح سے اور بہت سے فقیرونکو
اودھر اودھر بھیجدیا اور اکثر کو قندھار بھیجکر وہان سے اونکے عوض گھوڑے منگائے اور شیخ عدل کے
پوتون کو کہ جونپور کے مشائخون مین سے تھے بلاکر اجمیر مین بھیجدیا اور اونکا وظیفہ مقرر کردیا اسی طرح
حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ حسن کو جو خاطر خواہ تسلیمات نہین بجالاتا تھا ملکہ
کی طرف نکال دیا مدت کے بعد اوسنے وہان سے آکر فتحپور مین ملازمت حاصل کی پھر اوسی طرح تسلیمات معمولی
قاعدۂ دربار کے بجا نہ لایا تب اکبر نے قید کرکے اوسکو بکر مین بھیجدیا نوین محرم سنہ ۹۹۰ نوسو نوے کو
اعظم خان بنگالہ سے آیا ایک رات اثناے گفتگو مین اکبر نے اوس سے کہا کہ ہمنے تناسخ کے حق ہونے پر
بہت دلیلین قائم کی ہین ابوالفضل تمکو سمجھا دیوین گے اوسنے قبول کرلیا پھر اکبر نے اعظم خان کو بہت سے

انهون کے ساتھ جو کابل کے سفر مین همرکاب تھے معصوم خان کابلی پر نامزد کیا اسی سال کی پندرهوین سفر کو
نوروز ہوا اکبر کے جلوس کو اٹھائیسوان برس شروع ہوا نوروز کا جشن بڑی دھوم دھام سے ترتیب دیا اور دونون
دیوان خاص و عام مین آئینہ بندی کرکے طرح طرح کی آرایش کی اور فرنگی پردی اور عمدہ عمدہ تصویرین اور نیز
نصب کین اور بڑے بڑے خیمہ بلند کیے اور بازار آگرہ اور فتحپور کا بھی اسی طور پر آراستہ کیا اٹھارہ روز تک
جشن کی دھوم دھام رہی اور طرح طرح کے گویّے ہندی اور فارسی اور لاکھون رنڈیان ہر روز جمع ہوتی تھین اور
ایک ایک روز ایک ایک امیر کے گھر جلسہ ہوتا تھا اکبر بھی وہان جاتا تھا اور بہت سی پیشکش اور اسباب مہمانی کا
اون سے لیتا تھا اور چونکہ اکبر کے گمان مین یہ تھا کہ ہزار برس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہوچکے اور اس
دین کی باقی رہنے کی اسقدر مدت تھی تو اب اکبر نے اپنے نئے مذہب کی باتین علانیہ ظاہر کین جتنے علما اور مشائخ
جنکا کچھ لحاظ ہوتا اون سے ہندوستان کو خالی کردیا اب کسی کا اوسکو لحاظ پاس نرہا تب اوسنے ارکان اسلام کے
باطل کرنے پر کمر مضبوط باندھی اور نئے نئے حکم جاری کرنا شروع کیے چنانچہ اول حکم جو جاری کیا وہ یہ تھا کہ رحلت
کی زمانہ سے تاریخ الفی لکھین اور سوا اسکے اور حکم عجیب و غریب نکالے کہ عقل اون مین حیران تھی اونمین سے
ایک یہ ہے کہ لوگون کو ضرور ہے کہ دربار مین جاتے وقت بجاے تسلیمات کے سجدہ کیا کرین زمین بوس اسکا
نام رکھا گیا اور ایک حکم یہ تھا کہ اگر شراب واسطے صحت بدن کے موافق دستور اہل حکمت کے پیین جس سے کچھ فتنہ
وفساد برپا نہو تو مباح ہے مگر بہت سی مستی اور بیہوشی حرام ہے چنانچہ اکبر جس شخص کو ایسا پاتا تھا بہت سزا
کرتا تھا ایک دوکان شراب کی اکبر نے قلعہ کے دروازہ پر خاتون دربان کے اہتمام سے جو اصل مین کسی کلال کی
نسل سے تھا کھلوائی اور اوسکا ایک نرخ مقرر کردیا تاکہ جو کوئی بیماری کے علاج کے لیے شراب خریدنا چاہے تو دوکان سے
خریدے خریدار کا اور اوسکے باپ کا نام لکھا جاتا تھا اور ایک دوکان مستون کے لیے کسی اور جگہ کھولی گئی مشہور ہے
کہ اس شراب کی اجزا مین سور کا گوشت بھی تھا اکثر آدمی اپنے آپ کو چھپاکر جھوٹ موٹ اور کا نام لکھوادیتے تھے اور
شراب لیجاتے تھے باوجود ان احتیاطون کے بڑے بڑے فتنہ وفساد ہوتے تھے اور اگرچہ ہر روز بہت
لوگون کو سزا ہوتی تھی مگر کچھ فائدہ نہوتا تھا اور چونکہ دار السلطنت مین تمام ہندوستان سے اگر اسقدر
رنڈیان جمع ہوئین کہ حد شمار سے باہر تھین اون سب کو اکبر نے شہر سے باہر ایک محلہ مین آباد کرکے شیطان پورہ
اوسکا نام رکھا اور وہان بھی داروغہ اور محافظ مقرر کیے تاکہ جو کوئی اونکے پاس جاتا یا اونکو اپنے گھر لیجاتا
اول نام اور نسب اپنا لکھوادے بغیر اسکے ہرگز وہان جانا نہین ہوسکتا تھا اور جو اونمین کواری لڑکیان

ہوتی تھیں اونکا خواستگار اگر کوئی امیر شاہی ہوتا تھا تو داروغہ اکبر سے عرض کرکے اجازت لیتا تھا اور عوام کو اونسے تعلق کرنے کی مجال نہتھی وہان بھی اکثر بدمعاش لوگ جھوٹ موٹ اپنا نام بدل کر لکھوا دیتے تھے اور اوس مقام پر جا کر طرح طرح کی فتنہ انگیزی بلکہ خونریزی کیا کرتے تھے اور اگرچہ ہمیشہ بہت سے لوگون کو قصاص دیا جاتا تھا مگر وہ لوگ ہرگز باز نہ آتے تھے بلکہ فخریہ یہ فعل اختیار کیا کرتے تھے اور اکبر مشہور نامی رنڈیون کو خفیہ بلا کر پوچھا کرتا تھا کہ تمھاری بکارت کسنے زائل کی ہے وہ اکثر امیرون کے نام لے دیا کرتی تھیں اکبر اونکو بہت بہت سخت قید کیا کرتا تھا اور بڑی بڑی سزائیں دیتا تھا ایک بار ایک رنڈی نے راجہ بیربر کا نام لے دیا اون دنون میں وہ اپنی جاگیر پر پرگنہ کورہ میں تھا جب اوسنے یہ پردہ فاش ہوجانے کی خبر سنی تو یہ ارادہ کیا کہ جوگی ہوکر کہین کو چلا جاوے تب اکبر نے بڑی تسلی اور دلاسا کا فرمان بھیجکر بلا لیا ایک حکم یہ جاری ہوا کہ گاے کا گوشت بالکل حرام ہوجاوے اور اس باب میں بڑی تاکید تھی اور باعث اسکا یہ تھا کہ خوردسالی کے زمانہ سے اکبر کی صحبت ہندوون کے ساتھ بہت رہی ہندو لوگ گاے کی تعظیم بہت کرتے ہین اور تمام جہان کے قیام کا باعث اوسکو سمجھتے ہین یہی باتین اکبر کے بھی ذہن میں بیٹھ گئیں اور ہندوستان کے بڑے بڑے راجون کی بیٹیان جو اکبر کے حرم میں داخل تھیں اونھون نے بھی اکبر کے مزاج میں بہت دخل پایا تھا اور گاے کا گوشت اور لہسن اور پیاز کے کھانے اور جو لوگ ڈاڑھیان رکھتے ہین اونکی صحبت سے منع کیا تھا اور اونھین کی خاطر سے اکبر نے اپنے دربار میں بالکل طریقے ہندوون کے برتنے شروع کیے جو باتین اونکی مرضی کے برخلاف تھین چھوڑ دی تھین اور بڑا مخلص اپنا اوسکو سمجھتا تھا جو اوسکی خاطر سے ڈاڑھی منڈاتا تھا بیدین مولویون نے ڈاڑھی منڈانے کے باب میں دلیلیں پیش کرنا شروع کین کہ اصل مادہ ڈاڑھی کا خصیتین سے متعلق ہے اسواسطے کسی خواجہ سرا کے ڈاڑھی نہین نکلتی پس ایسی چیز کے رکھنے میں کیا ثواب ہے اور پہلے زمانہ میں عابد و زاہد لوگ تھے اونھون نے ڈاڑھی چھوڑنا اسوجہ سے اختیار کیا تھا کہ یہ بھی ایک ملامت کا طریقہ ہے اسلیے ریاضت میں داخل ہے اور اب ملامت اور ریاضت ڈاڑھی کے منڈانے میں ہے اسلیے کہ آجکل کے فقہا ڈاڑھی دور کرنے کو عیب سمجھتے ہین اور اون بیدینون نے کسی فقہ کی کتاب سے یہ جملہ نکالا کما یفعلہ بعض القضات حقیقت میں یہان قضات کی جگہ عصات کا لفظ تھا اوسکو تحریف کرکے قضات بنا دیا اور یہ معنی کہدیے کہ عمل بعضے عراق کے فاضلون کا ڈاڑھی منڈانا تھا حالانکہ اوسکے معنے یہ تھے کہ جو عمل بعضے عاصیون کا ہو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب میں نیا نیا اکبر کی ملازمت میں آیا تھا تو ایک اور حکیم ابو الفتح نے جو میری ڈاڑھی حد شرعی کے

سیقدر کم دیکھی تو میر ابو الغیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مجھ پر طعن کیا اور کہا کہ تمسے آدمیون کو ڈاڑھی کا قصر کرنا مناسب نہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ یہ تقصیر حجام کی طرف سے ہے میرا قصور نہین تو حکیم ابو الفتح نے کہا کہ ہرگز آئندہ کو ایسی حرکت نہ کیجیو کیونکہ بہت بدنما اور نازیبا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چند روز کے بعد وہی حکیم ابو الفتح ڈاڑھی منڈا کر اچھا خاصا عورت بن گیا چند روز کے بعد اکبر کے دربار مین نصاری کے طور پر ناقوس بجانا اور اونکے تینون خداؤن کی تصویرین ملاحظہ کرنا اور اس قسم کے سارے لہو و لعب معمول ہو گئے + کفر شائع شد + اوسکی تاریخ ہے آخر دس بارہ برس کے بعد یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امرا اعلانیہ مذہب اسلام سے توبہ کرکے اکبر کے مذہب مین داخل ہوئے چنانچہ مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ نے اپنے قلم سے یہ اقرار نامہ اکبر کو لکھدیا + منکہ فلان بن فلان باشم بطوع و رغبت و شوق قلبی از دین اسلام مجازی و تقلیدی کہ از پدران دیدہ و شنیدہ بودم ابرا و تبرا نمودم و در دین الٰہی اکبر شاہی در آمدم و مراتب چارگانہ اخلاص کہ ترک جان و مال و ناموس و دین باشد قبول کردم + اس قسم کے اقرار نامہ اس نئے مذہب کے مجتہد کو سپرد کیے جاتے تھے اور اقرار نامہ لکھنے والون کی پرورش بہت زیادہ ہوتی تھی اور مذہب اسلام کے مقابلہ پر سور اور کتے کی تعظیم شروع کی اور اونکی نجاست سے انکار کیا ہر صبح کو قلعہ کے اندر اور باہر کتے اور سور چھوڑ دیا کرتے تھے اکبر اونکو دیکھنا عبادت سمجھتا تھا اور ہندوون نے یہ سکھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دس صورتون مین حلول کیا ہے اونمین سے ایک سور بھی ہے اور بعضے فقیرون کا قول مشہور ہے کہ کتے مین دس صفتین عمدہ ایسی ہین کہ اگر آدمی مین ہون تو ولی ہو جاوے اس قسم کے قولون سے اکبر نے حجت پکڑی فیضی اپنے دسترخوان پر کتون کو بٹھا کر کھانا کھایا کرتا تھا اور بعضے مردود عراق کے شاعر اور ہندوستان کے لوگ فخریہ کتون کی زبانین اپنے منھ مین لیتے تھے ایک مسئلہ اکبر نے یہ نکالا کہ جنابت کا غسل بالکل موقوف ہونا چاہیے کیونکہ انسان کی اصل نطفہ منی سے ہے اور سارے نیک اور بد آدمی اسی سے پیدا ہوئے ہین پس بڑا تعجب ہے کہ پیشاب اور پاپخانہ کے نکلنے سے تو غسل واجب نہو اور ایسی لطیف چیز کے نکلنے سے غسل واجب ہو اور ایک بات یہ نکالی کہ جس روز مردہ مرے اوس روز کھانا پکا کر اوسکو ثواب پہونچانا ایک لغویات ہے اس سے کچھ حاصل نہین اور وہ جب قسم جمادات مین ہو گیا اوسکو ثواب کیا پہونچے گا بلکہ جس روز وہ پیدا ہوا اوس روز جشن کرکے کھانا پکانا چاہیے اور اس کھانے کا نام آش حیات رکھا اور ایک مسئلہ یہ نکالا کہ شیر اور جنگلی سور کا گوشت مباح ہے اور اوسکے

کھانے سے صفت شجاعت کی آدمی مین اثر کرتی ہے اور چچا اور ماموں اور قریب کی رشتہ دارونکی بیٹیون سے
نکاح جائز نہین کیونکہ ایسے موقعون پر آدمی کی خواہش کم ہوتی ہے اور مردون کا سولہ برس سے کم مین اور
عورتون کا چودہ برس سے کم مین نکاح کرنا نہین چاہیے کیونکہ اس عمر کی اولاد ضعیف ہوتی ہے اور طلائی
ابریشمی کپڑون کا پہننا مثل فرض عین کے ہوگیا اور نماز روزہ اور حج وغیرہ ارکان اسلام بالکل ساقط ہوگئے
اور بعضے بے ایمانون نے مثل ملا مبارک کے بیٹے کے جو کہ ابو الفضل کا شاگرد رشید تھا رسالہ ارکان اسلام کی
حقارت مین تصنیف کیے اور اونکو اکبر نے بہت پسند کیا اور اونکے مصنفون کی بڑی پرورش کی اور
حساب سنون کا تاریخ ہجری سے موقوف کر کے اپنے سال جلوس سے مقرر کیا اور مہینون کے نام موافق
فارسی مہینون کے جاری کیے اور موافق طریقہ زرتشتیون کے ہر سال مین چودہ عیدین مقرر کین اور
مسلمانون کی عیدون کی بالکل رونق جاتی رہی اور اس اپنے سال کا اکبر نے سال الٰہی نام رکھا اور فلوس
اور روپیون مین سنہ الف ثبت کرنا شروع کیے اور یہ اشارہ اس طرف تھا کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایک ہزار برس کی مدت ہو چکی عربی کا پڑھنا اور جاننا عیب سمجھا گیا اور فقہ اور حدیث پڑھنے والون کو طعن
ہونے لگے اور علم نجوم اور حکمت اور طب اور حساب اور شعر اور تاریخ اور افسانہ کا رواج ہوا اور جو حرف خاص
عربی زبانون کے تھے مثل ثا و حا و عین و صاد و ضاد و طا کے اونکا تلفظ بالکل موقوف کیا اور عبد اللہ
کو ابد اللہ اور احدی کو اہدی کہنا اکبر کو بہت پسند آتا تھا اور یہ دو شعر شاہنامہ کے اکثر اکبر اپنی صحبت کے لیے
لایا کرتا تھا ۞ ز شیر شتر خوردن و سوسمار ۞ عرب را بجائے رسیدست کار ۞ کہ ملک عجم را کنند آرزو ۞
تفو باد بر چرخ گردان تفو ۞ اور جہان کہین کوئی شعر کسی شاعر کا اکبر اپنے مطلب کے موافق پاتا تھا
اوسکو سند پکڑ لیتا تھا جتنے عقائد اسلامیہ اصول اور فروع کے ہین سب مین تمسخر اور استہزا شروع کیا
اگر کوئی شخص بحث کرتا تھا تو سب کا جواب فقط منع تھا یعنی کسی بات کو تسلیم نکرتا تھا اور یہ بات ظاہر ہے
کہ مناظرہ کے وقت ثابت کرنے والیکے مقابلہ مین مانع ہمیشہ غالب ہوتا ہے خصوصاً جب کہ وہ
بادشاہ وقت ہو کیونکہ مباحثہ مین فریقین کے مرتبہ کا برابر ہونا بھی شرط ہے بیدین علما ہر طرف سے
دین اسلام پر شکوک پیدا کر کے اکبر کے سامنے بطور تحفہ کے پیش کیا کرتے تھے چنانچہ لطیف خواجہ کے
جو ماوراء النہر کے بزرگ زادون مین سے تھا شمائل ترمذی کی اس حدیث مین کلام کیا کانّہ جید
دمیۃ فی صفاء الفضۃ ... یعنی آنحضرت صلعم کی گردن گویا ... تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن گویا بت کے

تشبیہ دینا کیونکر درست ہوگا اسی طرح قریش کا قافلہ جو ابتداے ہجرت مین مسلمانون نے لوٹا تھا
اوسپر اعتراض کیا اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی بیبیان کرنا اور اونکی بیبیان اورونکو
حرام ہونا باعث طعن اور ملامت کا ہو الغرض مذہب اسلام پر اتنے اعتراض کیے کہ تفصیل اونکی حد
بیان سے باہر ہے راتون کو اکبر کی مجلس مین چالیس آدمی موافق عدد چہل تن کے بیٹھا کرتے تھے
اور ہر شخص اپنی خواہش کے موافق گفتگو کیا کرتا تھا لیکن جو شخص مسئلہ علمی پوچھتا تھا اوسکو یہ جواب
دیتے تھے کہ مسئلہ مولویون سے پوچھنا چاہیے اور جو بات عقل اور حکمت سے متعلق ہو وہ ہمسے پوچھو
جب تاریخ کی کتابین پڑھی جاتی تھین تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی طرح طرح کے اعتراض ہوتے تھے
خصوصاً خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر اور باغ فدک کے قصہ پر اور صفین کی لڑائی پر غرض ان امور مین شیعہ
اور سنیون پر ہر حال غالب سمجھے جاتے تھے نیک لوگون کو ہر طرح کا خوف و خطر تھا بیدینون کی بن پڑی تھی
ہر روز ایک نیا اعتراض دین اسلام پر پیدا ہوتا تھا غرض ان امور سے تمام ہندوستان مین غوغاے
عظیم برپا ہوا ملا شیری نے اسی باب مین ایک قطعہ دس شعر کا لکھا تھا چنانچہ اوسکے چند شعر یہ ہین
تا بزاید سر زمان کشور بر انداز افتی ∴ فتنہ در کوی حوادث کدخدا خواہد شدن ∴ با عقاب تو صحنو اتیغ در ارباب شرع ∴ بار بسر زدمہ گرد
ادا خواہد شدن ∴ فیلسوف کذب را خواہد گریبان پارہ شد ∴ خرقہ پوش زہد را تقوی ردا خواہد شدن ∴ شورش عشرت اگر در
خاطری از جاہلی ∴ کز خلائق مہر شیخ جدا خواہد شدن ∴ خندہ می آید مرا زین بیت بس کز طرفگی ∴ نقل بزم منعم و ورد گدا خواہد شدن
بادشاہ امسال دعواے نبوت کردہ است ∴ گر خدا خواہد پس از سالی خدا خواہد شدن ∴ نوروز کی مجلسون مین
اکثر عالمون اور فاضلون بلکہ قاضی اور مفتی کو بھی شراب پینے کی تکلیف دیجاتی تھی اور اس نئے مذہب کے
سب مجتہد خصوصاً مفتی کا یہ قول تھا کہ ہم فقہا کی ضد پر شراب پیتے ہین نوروز کے آخر روز کو جو اونیسوان درجہ
حمل کا اور شرف الشرف کا دن ہوتا تھا سب دنون مین زیادہ تعظیم کرتے تھے اور امیرون کو منصب بڑھاتی تھے
اور جب سے کہ وہ مہمانی و پیشکش ادا کرتے تھے اوسکے موافق اونکو منصب اور جاگیرین عطا ہوتی تھین انہین
دنون مین شاہم خان جلایر بنگالہ سے اور راجہ بھگونت داس لاہور سے آگئے اور چونکہ اعظم خان وغیرہ امراے بھی
حاجی پور سے اکبر کے دربار مین چلے آگئے تھے انکے پیچھے خبیثہ بہادر نامے معصوم خان کابلی کے ایک نوکر نے
ترخان دیوانہ اور مرخ بدخشی سے متفق ہوکر بہار مین غدر برپا کیا محمد صادق خان نے محب علی خان کو اپنا
شریک کرکے اوس سے مقابلہ کیا اور لڑائی مین غالب آکر خبیثہ کو قتل کیا اسی سال مین گلبدن بیگم اور

سلیم سلطانہ بیگم حج سے واپس آ کر آئین اور شاہزادہ سلطان سلیم جہانگیر اونکے استقبال کے لیے گیا تھا حضرت خواجہ کے روضہ کی زیارت ہوئی لیکن نذرین وغیرہ سب موقوف رہین انھین دنون مین محمد صادق خان بہار سے آیا اور اوسکو اعظم خان کے ساتھ اکبر نے معصوم خان کابلی کے مقابلہ پر نامزد کیا اور شاہ قلی خان محرم اور شیخ ابراہیم چشتی وغیرہ امرا جو سفر کابل مین لشکر کے ساتھ نہ گئے تھے محمد صادق خان کی مدد کے لیے رخصت ہوے انھین دنون مین شاہ ابوتراب و اعتماد خان گجراتی سفر حج سے واپس آ گئے اور ایک ایسا بڑا بھاری پتھر لا ئے کہ ایک مضبوط ہاتھی اوسکے اوٹھانے کے لیے چاہیے اور ایک پانون کا نشان اوسپر بنا ہوا تھا شاہ ابوتراب کہتا تھا کہ یہ نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاے مبارک کا ہے اکبر چار کوس تک اوسکے استقبال کے لیے گیا اور اوسکے حکم کے بموجب سب امیر نوبت بہ نوبت اوسکو اوٹھاتے ہوے شہر تک لائے اسی سال مین ماہ شعبان کی اونیسوین تاریخ بڑے شاہزادہ کا وزن ہوا اور اوسی سال مین یا سال آیندہ مین شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک جو ہمیشہ کے لیے نکالے گئے تھے مرزا محمد حکیم اور بعضے امراے بادشاہی کی بغاوت کی خبر سنکر مکہ سے گجرات مین واپس آئے اور اونکو یہ خیال تھا کہ وہی پہلے سے مرتبہ پھر ہمکو ملجائینگے مخدوم الملک کا سنہ ۹۹ نوسو نوے مین احمد آباد مین انتقال ہوگیا قاضی علی فتحپور سے اوسکے ترکہ کی تحقیقات کرنے کے لیے لاہور مین آیا اور اسقدر خزانہ اوسکے نکلے کہ وہم و گمان سے باہر تھے بہت سے صندوق سونے کی اینٹون سے بھرے ہوے مخدوم الملک کے قبرستان مین مردون کی طرح دفن تھے اونکا بھی سراغ ملا اور جسقدر روپیہ اوسکا اور لوگون کے پاس رہگیا اوسکا شمار خدا ہی کو معلوم ہے سارا اوسکا مال و اسباب اور خزانہ اور کتب خانہ خزانہ عامرہ مین داخل ہوا اوسکے بیٹون پر چند روز تنبیہ رہی پھر اونکو چھوڑ دیا گیا مگر ایسے مفلس ہو گئے تھے کہ نان و نفقہ کو محتاج تھے عبد النبی فتحپور مین آیا اور اکبر سے اوسنے کچھ سخت گفتگو کی اوسوقت اکبر نے اپنے ہاتھ سے گھونسا اوسکے منھ پر مارا شیخ عبد النبی نے کہا کہ چھری مارکر مجھکو ایکمرتبہ مار ڈالیے اور ستر ہزار روپیہ جو مکہ کو جاتے وقت اکبر نے اوسکو دیے تھے اوسکا حساب سمجھنے کے لیے شیخ عبد النبی راجہ ٹوڈرمل کے حوالہ کیا گیا ایک مدت تک وہ بیچارہ دفترخانہ کی کچہری مین قید رہا آخر ایک شب کو چند لوگون نے گلا گھونٹکر اوسکو مار ڈالا اسنارون کے میدان مین دوسرے دن دوپہر ڈھلے تک اوسکی نعش اوسی طرح پڑی رہی یہ واقعہ سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے مین ہوا اور شیخ النبی اوسکے وفات کی تاریخ ہے اسی سال مین شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور شیخ الاولیا اونکی وفات کی تاریخ ہے اسی سال مین آصف خان میر بخشی نے اوسکا مرزا غیاث الدین علی نام

وفات پائی خدا یا ورش باد ہ اوسکے مرنے کی تاریخ ہے اور اوسکا بھتیجا مرزا جعفر اوسکا قائم مقام ہوا
انھین دنون مین حاجی ابراہیم سرہندی کو گجرات کی صدارت سے معزول کیا اور جب اکبر نے یہ سنا
کہ اوسنے بہت سا روپیہ رشوت کا جمع کیا ہے اور بہت سی عورتین اپنے تصرف مین کر رکھی ہین اور اوسکا یہ بھی
ارادہ تھا کہ دکن مین جاکر باغی ہو جاوے تب اوسکو قید کرکے رنتنبہور کے قلعہ مین بھیجدیا اور وہان
جو کچھ اوسکا انجام ہوا پہلے مذکور ہو چکا ہے اسی سال مین شیخ مبارک نے ایک روز خلوت مین اکبر کے
سامنے بیربر سے کہا کہ جیسا کہ تمھاری کتابون مین بہت سی تحریف ہو چکی ہے ہمارے دین مین بھی بہت
تغیر ہو گیا ہے اسی سال مین بیدین لوگون نے کہنا شروع کیا کہ ایک ہزار برس دین محمدی کو تمام
ہو چکے اب بادشاہ کو نیا مذہب نکالنا چاہیے آخر سب کی راے اس بات پر قرار پائی کہ جو ارادہ خاطر مین ہے
رفتہ رفتہ حکمت عملی سے اسکا ظہور ہو کسی پر جبر اور زبردستی نچاہیے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اگر کچھ نفع
دنیوی کی بھی توقع ہوتی تو اکثر خاص و عام اس دام شیطانی مین پھنس جاتے یہ رباعی حکیم ناصر خسرو کی
بیدینون کے ورد زبان تھی ؎ در نہصد و تسعین دو قران می بینم ٭ وز مہدی و دجال نشان می بینم
یا ملک بدل گردد یا گردد دین ٭ سری کہ نہان ست عیان می بینم ٭ اور جب نئے دین نکالنے کی
بحث ہوئی تو راجہ بھگونت داس نے کہا کہ ہم نے قبول کیا کہ ہم ہندو اور مسلمان دونون برے
ہین لیکن یہ تو بتلائیے کہ وہ تیسرا مذہب کونسا ہے جو ہم قبول کرلین یہ سنکر اکبر کسیقدر معقول ہوا
اور اوسقدر شدت سے توقف کی مگر احکام شریعت کے تغیر اور تبدل مین کچھ فرق نہوا احداث بدعت
اس سال کی تاریخ ہے انھین دنون مین اکبر نے قاضی جلال ملتانی کو یہ تہمت رکھکر کہ اوسنے ایک جعلی
تمسک بناکر پانچ لاکھ تنگہ خزانہ سے وصول کرلیے ہمراہ خواجہ فرحت اللہ کشی کے جو شیعہ مذہب تھا اس
خیال سے دکن کو بھیجدیا کہ چونکہ وہان کے حاکم مذہب مین بہت تعصب رکھتے ہین قاضی کو بڑی
مصیبتون سے ہلاک کرینگے لیکن چونکہ وہان کے حاکم یہ سن چکے کہ قاضی اس سفر مین دین
اسلام پر بخوبی قائم رہا اور ہمیشہ اکبر سے اور اوسکے بیدین مصاحبون سے مقابلہ کرتا رہا اسوجہ سے
وہ سب اسکے بڑے معتقد ہو گئے تھے اور اسوجہ سے اوسکے آنے کو اونھون نے غنیمت سمجھکر حد سے
زیادہ اوسکی تعظیم اور توقیر کی اور سواے چند ضیع کے جو مدد معاش کے لیے اوسکو دیے تھے اور
اور بھی بہت سی اوسکی خدمت کرتے تھے اور ہرچند وہ اون سے حج کی رخصت مانگتا تھا مگر اونکو

اوسکی جدائی گوارا نہوتی تھی آخر کو قاضی اس سعادت سے بھی مشرف ہوا اور لطحاد وشرب کی ملک مین اوسنے ملک آخرت کو سفر کیا اکبر نے اوسکی جگہ قاضی عبد السمیع ماوراء النہری کو مقرر کیا یہ شخص نہایت فاسق اور فاجر تھا شراب علانیہ پیتا تھا اور رشوت لینا گویا اوسکے مذہب مین فرض عین تھا اور چونکہ اکبر کو شریعت سے کسی قسم کی بحث نتھی اسواسطے بدنامی رفع کرنے کے واسطے ایسے ہی ادنی کا قاضی مقرر کردینا کافی تھا انھین دنون مین اکبر نے جماعت کی نماز اور اذان جو پانچون وقت لوگون کے دکھانے کے لیے دربار مین معمول تھی ایک قلم موقوف کردی اور ہیاہتنک کافرون کی صحبت کا اثر ہوا کہ احمدؐ اور محمدؐ اور مصطفیؐ وغیرہ نامون کا سننا اکبر کو نہایت ناگوار معلوم ہوتا تھا اور چند آدمی درباری اس نام سے مسمّی تھے اونکے نام بدل کر بجاے لفظ محمدؐ کے رحمت کا لفظ مقرر کیا مثلاً محمد خان کو رحمت خان کہتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ واقع مین یہ شریف نام اون خبیثون کے لیے نہایت نامناسب تھے اور اونکا تغیر بعین مصلحت بلکہ واجب تھا کیونکہ کتے اور سور کے گلے مین جواہرات کا باندھنا نہایت ظلم کی بات ہے یہ ساری فسادکی آگ آگرہ سے بھڑکی جس سے تمام خاص وعام کے خاندان جل کر خاک سیاہ ہوگئے ماہ ربیع الثانی ۹۹۰ نو سو نوے مین میر فتح اللہ شیرازی جو الٰہیات اور ریاضیات اور طبیعیات اور طلسمات اور نیرنجات اور جر اثقال اور تمام علوم نقلی وعقلی مین بے نظیر تھے حسب الطلب اکبر عادل خان دکنی کے پاس سے فتحپور مین آئے اور اکبر کے حکم کے بموجب خانخانان اور حکیم ابو الفتح اونکے استقبال کے لیے گئے اکبر کی صدارت کا منصب اونکو عطا کیا یہ منصب اب فقیرون کی زمین ضبط کرنے کے لیے باقی تھا کسیکو کچھ عطا ہونیکا کیا ذکر اکبر نے پرگنہ بساور اوسکی جاگیر مین عنایت کیا اور داغ وغیرہ بھی اوسکو معاف رکھا اور چونکہ اکبر نے سنا تھا کہ وہ میر غیاث الدین منصور شیرازی کا بیواسطہ شاگرد ہے اور میر مذکور نماز روزہ کا چندان مقید نتھا اسلیے اکبر کو یہ گمان تھا کہ شاید اس کفریات مین وہ بھی شریک ہوجاویگا مگر وہ اپنے مذہب پر بڑا ثابت قدم رہا اور باوجود کمال حب جاہ اور دنیاداری اور امرا پرستی کے اپنے مذہب کی طرفداری کسی طرح نچھوڑی خاص بادشاہی دیوانخانہ مین کسیکی مجال نتھی کہ علانیہ نماز پڑھے مگر یہ شخص ہمیشہ بیجا با جابن دربار مین موافق اپنے مذہب امامیہ کے نماز پڑھا کرتا تھا جب اکبر اس بات پر مطلع ہوا تو اوسکو بھی ارباب تقلید سے سمجھکر اپنی بحث مذہبی مین شریک کیا مگر ... علم ... سے اور بعض ... کا مصلحتون سے اوسکی تعظیم اور تکریم مین کچھ ... سے ... چکا

فرق نہوا اور مظفر خان کی چھوٹی بیٹی سے اوسکا نکاح بھی کردیا پھر اکبر نے اوسکو وزارت کا منصب دیکر
راجہ ٹوڈرمل کا شریک کیا چنانچہ وہ بے تکلف راجہ کے کاروبار مین دخل دیتا تھا وہ ایسا سادہ مزاج
آدمی تھا کہ امیرون کے لڑکون کو اونکے گھر جاکر تعلیم کیا کرتا تھا چنانچہ اول حکیم ابو الفتح کی بیٹی کو
پھر ابو الفضل کی بیٹی کو اسیطرح اور امیرون کی بیٹیون کو جو سات آٹھ برس کی بلکہ اس سے بھی
کم و بیش ہوتی تھین لکھنا سکھاتا تھا اور ہمیشہ بندوق کندھے پر رکھکر اور توشہ دان کمر سے باندہ کر پیادہ پا
اکبر کی سواری کے ساتھ جنگل کو جایا کرتا تھا اوسکی ان حرکتون نے عالمون کی رہی سہی بھی قدر خاک مین
ملا دی تھی مگر باوجود اس سب سادگی کے اپنے مذہب پر مضبوط رہتا تھا اوسکے آنے کی تاریخ اس مصرع سے
نکلتی ہے ؎ شاہ فتح اللہ امام اولیا ؛؛ ایک روز اکبر اوسکے سامنے بیربر سے خطاب کرکے کہنے لگا کہ یہ بات
کیونکر عقل مین آتی ہے کہ ایک شخص اپنا بھاری جسم لیکر ایک لحظہ مین اپنی خوابگاہ سے آسمان پر جاوے اور
خدا سے نوے ہزار گونگو کی باتین کرے اور پھر وہان سے واپس آوے تو ابھی تک بستر اوسکا گرم رہے
اور سب آدمی اس قصہ کی تصدیق کرلین اسی طرح سے شق القمر وغیرہ کے قصہ سمجھ سے باہر ہین اور ایک پانون
اوٹھا کر اکبر سبکو دکھلاتا تھا اور کہتا تھا کہ ممکن نہین ہے جبتک دوسرا پانون زمین پر قائم رہے ہم کھڑے
رہین پھر آسمان تک چلا جانا کیونکر ہوگا بیربر وغیرہ بے ایمان لوگ یہ گفتگو سنکر آمنا و صدقنا کہتے تھے بلکہ
اپنی طرف سے تائیدین پیش کرتے تھے اس گفتگو مین اکبر بار بار میر فتح اللہ کی طرف دیکھتا تھا اور دراصل
یہ باتین اوسیکو سنانی منظور تھین کیونکہ وہ نیا آیا ہوا تھا اور مقصود یہ تھا کہ کسیطرح اوسکو اپنی طرف کھینچ
لین مگر وہ بیچارہ سر نیچے کو ڈالکر چپ کھڑا ہوا تھا کچھ نہ بولتا تھا انھین دنون مین ملا احمد ٹھٹہ والا جو بڑا
متعصب رافضی تھا اور خود زبردستی حکیم بھی بن گیا تھا دکن سے آکر اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اوسکے باپ
دادے سند مین سب فاروقی مذہب اور حنفی مذہب تھے مگر وہ ناپاک سب پر لعنت کرتا تھا حدیث مین آیا ہے
کہ جو شخص اپنے باپ پر لعنت کرے اوس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اسلیے اوسکی لعنت اوسی پر لوٹتی تھی
شاہ طہماسپ کے زمانہ مین وہ عراق مین گیا تھا اور وہانکے تبرائیون کی صحبت اوٹھا کر کچھ اوسنے بھی بڑھالیا تھا
جب شاہ طہماسپ کے بعد اسمعیل ثانی بادشاہ ہوا تو یہ برخلاف اپنے باپ کے مذہب تسنن پر بڑا التعصب
رکھتا تھا اسلیے اوسنے رافضیون کو قتل کرنا اور ایذا دینا شروع کیا تب ملا احمد میرزا مخدوم شریفی کے ساتھ
جو بڑا سنی تھا اور کتاب النواقض فی رد الروافض اوسکی تصنیف سے ہے مکہ کو گیا اور وہان سے دکن مین آیا

اور وہان سے میدان خالی پاکر ہندوستان مین داخل ہوا یہان اوسنے بیہودہ باتین بکنا شروع کین اور
لوگون کو بیدینی کی طرف ترغیب دینے لگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابھی وہ شیخ فیضی کی صحبت مین نہین پہونچا تھا
اور بہت دلیر نہوا تھا کہ ایک روز بازار مین مجھکو ملا بعضے عراقیون نے اوس سے میری بہت تعریف بیان کی او
پہلی ہی ملاقات مین کہا کہ انکے چہرہ سے رفض کا نور ظاہر ہوتا ہے مین نے فوراً جواب دیا کہ جیسے تمہارے چہرہ سے
تسنن کا نور ظاہر ہوتا ہے باقی حال اوسکا انشاء اللہ تعالی پھر مذکور ہوگا اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا
کہ چونکہ ہزار سال ہجرت کو ہوچکے اب سب جگہ ہجری تاریخ لکھی جاتی ہے اسلیے مناسب ہے کہ ایک ایسی کتاب
تصنیف ہووے کہ جسمین ابتدا سے آج تک سب مسلمان بادشاہون کا حال درج ہووے اور اوسکا نام
تاریخ الفی رکھا جاوے اور اوسمین جب سال لکھے جاوین لفظ ہجرت کی جگہ لفظ رحلت لکھا جاوے چنانچہ
اکبر نے روز وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک کے وقائع لکھنے کے لیے سات آدمیون کو حکم دیا
سال اول نقیب خان کے ذمہ رہا اور دوسرا سال شاہ فتح اللہ کے اسیطرح حکیم ہمام اور حکیم علی اور
حاجی ابراہیم سرہندی جو اونھین دنون مین گجرات سے آیا تھا اور مرزا نظام الدین احمد اور مصنف
صاحب کو ایک ایک سال تقسیم کر دیا پھر دوسرے سات برس کے لکھنے کا اور آدمیون کو حکم دیا غرض
اسی طرح پینتیس ۳۵ برس کی ترتیب ہوگئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ساتوین برس کا حال مین نے
خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھا تھا اوسکو ایک شب اکبر دیکھ رہا تھا جب اوسمین شہر کوفہ کی تعمیر کا
اور قصر الامارت کے منہدم ہونیکا بیان آیا اور حضرت ام کلثوم بنت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما کا ذکر اور
پانچ وقت کی نمازون کا تعین اور شہر نصیبین کا فتح ہونا اور وہان سے مرغ کے برابر بچھو نکلنے کا حال دیکھا
تو اکبر نے ان بیانون پر بہت سا جھگڑا شروع کیا آصف خان ثالث جسکا نام مرزا جعفر تھا وہ بھی کچھ گفتگو
اکبر کی مدد پر کرنے لگا مگر شیخ ابو الفضل اور غازی خان بدخشی نے ان سب کی توجیہات صحیح صحیح بیان
کین جب مصنف صاحب سے پوچھا کہ تمنے یہ حال کیسے لکھے ہین تو اونھون نے جواب دیا کہ مین نے
جو کچھ کتابون مین دیکھا لکھدیا کچھ اپنی طرف سے نہین لکھا اوسیوقت اکبر نے روضۃ الاحباب وغیرہ سیر کی
کتابین خزانہ سے منگائین نقیب خان سے کہا کہ اسکی تحقیق کرو اوسنے اوسیوقت مطابق نفس الامر کے
وہ حالات اون کتابون مین نکال دیے تب مصنف صاحب نے اوس ہیجل گیر و دار سے رہائی پائی
پھر اکبر نے حکم دیا کہ چھتیسوین سال کے بیان سے فقط ملا احمد تاریخ الفی کو لکھا کرے اس باب مین

حکیم ابوالفتح نے اوسکی سفارش کی تھی چونکہ وہ اپنے مذہب مین نہایت تعصب رکھتا تھا اسلیے اوسنے جو کچھ
اپنی اعتقاد کے جو کچھ چاہا لکھا چنگیز خان کے حال تک اوسنے دو جلدون مین وہ کتاب لکھی ایک شب مرزا فولاد برلاس
نے اوسکے گھر جاکر یہ کہا کہ تمکو اکبر نے بلایا ہے جب وہ گھر سے نکلا تو کوچہ لاہور مین بسبب اوسکے تعصب مذہب کے
اور بعضی ایذاؤن کے جو مرزا کو اوس سے پہونچی تھین مرزا مذکور نے اوسکو قتل کر دیا باقی کتاب مین ۹۹۷ سنہ نو سو ستانوے کے
واقعہ تک آصف خان نے تمام کین سنہ ایک ہزار مین اکبر نے مصنف صاحب کو یہ حکم دیا کہ اس کتاب کو
اول سے آخر تک مقابلہ کرکے صحیح کرین اور بعضے سالون کے واقعات مین جو تقدیم اور تاخیر ہو گئی تھی اوسکو
ترتیب دیوین ایک برس کے عرصہ مین مصنف صاحب نے اوس کتاب کی پہلی دو جلدون کو ترتیب دیا اور
تیسری جلد آصف خان کے حوالہ کی اسی سال مین اکبر نے مہابھارت کے ترجمہ کا حکم دیا یہ کتاب
ہندوون کے اعتقاد مین بڑی معظم اور مکرم ہے اور اوسمین طرح طرح کے قصہ اور نصیحتین اور تدبیرین
اور اخلاق اور آداب اور معرفت کی باتین اور ہندوون کے عقیدہ اور اونکے مذہب اور اونکی عبادت کے
طریقہ کورون اور پانڈون کے ذکر کے ضمن مین مذکور ہین یہ لوگ ہندوستان کے کسی زمانہ مین
بادشاہ تھے بعضے کہتے ہین کہ اونکو چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ مدت ہوئی اور بعضون کا قول یہ ہے
کہ اونکو اتنی ہزار برس سے بھی کچھ زیادہ زمانہ گذرا بہرحال حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے ہونگے
ہندو لوگ اس کتاب کے پڑھنے کو بڑی عبادت سمجھتے ہین اور ہر طرح مسلمانون سے چھپاتے ہین اور سبب
اوسکے ترجمہ کرانے کا یہ ہوا کہ اکبر نے شاہنامہ اور امیر حمزہ کے قصہ کو ستر جلدون مین پندرہ برس کے
عرصہ مین لکھوایا اور اوسمین تصویرین کھنچوائین جنمین بہت سا سونا خرچ ہوا اسی طرح ابومسلم کے
قصہ اور جامع الحکایات کو اول سے آخر تک کئی بار سنا تب یہ بات اکبر کے ذہن مین آئی کہ یہ ساری
بناوٹ کی شاعری ہے لیکن چونکہ اچھی ساعت مین یہ کتابین لکھی گئی تھین اور اوسوقت ستارہ موافق
تھا اس سبب سے سب مین مشہور ہو گئین اب پچھلی ہندی کی کتابون کو جو ہندوستان کے قدیم
داناؤن نے جو بڑے عابد اور زاہد اور ریاضت کرنے والے تھے تصنیف کی ہین اور وہ سب نہایت
صحیح ہین اور ہندوون کے دین اور اعتقاد اور عبادت کے طریقون کا اوسی پر دار و مدار ہے ہم اپنے
نام پر فارسی مین ترجمہ کراوین اور چونکہ ابھی تک وہ کتابین اس زبان مین نہین ہوئین اسوجہ سے
اونمین زیادہ لطف ہوگا اور طرح طرح کی اونسے برکتین حاصل ہونگی اسلیے اکبر نے تمام ہندوستان کے

دانایون کو جمع کر کے حکم دیا کہ مہابھارت کا ترجمہ سمجھاوین کئی راتون کو اکبر نے بذات خود اوسکا مطلب نقیب خان کو
سمجھایا اور نقیب خان نے اوسکو فارسی زبان مین لکھا تیسری شب کو اکبر نے مصنف صاحب کو بلا کر
حکم دیا کہ تم بھی اس کام مین نقیب خان کے شریک رہو غرض تین چار مہینہ کے عرصہ مین اوس کتاب کے
اٹھارہ فنون مین سے دو فن تیار ہوئے پھر اوسکے کسیقدر حصہ کو ملا شیری اور نقیب خان نے تمام کیا
اور کسیقدر حصہ کو سلطان حاجی تھانیسری نے لکھا پھر شیخ فیضی کو حکم کیا اور اوسنے اپنی نظم و
نثر مین دو فن اوسکے لکھے پھر یہ کام حاجی مذکور سے متعلق ہوا دو فن اوسنے اور لکھے اور جو کچھ ابتدا سے
اوسکے ترجمہ مین قصور ہو گیا تھا وہ اوسنے صحیح کر کے بعینہ اصل کتاب کے مطابق کر لیا چنانچہ
اوس کتاب کے سو جزو تیار ہوئے اور یہ اہتمام ہوا کہ اصل کتاب سے ایک نقطہ تک کا فرق نہ رہا پھر اگرز
کسی سبب سے حاجی مذکور کو بکر کی طرف نکال دیا اوس کتاب کا اکبر نے رزمنامہ نام رکھا اور بہت سی
تصویرین اوس مین کھنچوائین شیخ ابو الفضل نے جسنے پہلے آیت الکرسی کی تفسیر لکھی تھی اب اوسکے عوض
مین اوسنے مہابھارت کے ترجمہ پر دو جز کا خطبہ لکھا اکبر نے سب امیرون کو حکم دیا کہ ہر شخص تیمنًا او
تبرکًا اوس ترجمہ کا ایک ایک نسخہ اپنے پاس رکھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس سال کے
واقعات مین سے بہت اہمال کیا ہے اس سبب سے اگر تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو تو معاف کرنا چاہیے جب
اکبر کے جلوس کو اٹھائیسوان برس شروع ہوا تو نوروز کے دن پچیسوین صفر سنہ ۹۹۱ نو سو اکانوے
مین جو اکبر کے زمانہ کا اونتیسوان[۲۹] نوروز تھا بڑی دھوم دھام سے جشن کیا اور تھوڑی تھوڑی دو کانون کی
آرایش ایک ایک امیر کے تعلق کی شاہ فتح اللہ نے اپنے حصہ کی دو کانون مین نئے نئے شعبدہ
جر ثقیل وغیرہ کے بنائے اندنون مین بعضے نئے حکم بھی اکبر نے جاری کرائے اونمین سے ایک یہ تھا کہ
تمام سال مین کوئی شخص یکشنبہ کے روز اور نوروز کے دنون مین اٹھارہ روز اور ماہ آبان مین جو
اکبر کی ولادت کا مہینہ تھا اور سوا اسکے اور بعضے خاص دنون مین کسی جانور کو ذبح نکرے اور جو کوئی
ذبح کریگا اوسکو سخت سزا دیجائیگی اور تمام جائداد ضبط کیجائیگی اور خود بھی اکبر نے گوشت سے یہانتک
پرہیز کیا کہ تمام سال مین چھٹے مہینہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت مین اوسکے کھانیکا اتفاق ہوتا تھا
اور اوسکا ارادہ یہ تھا کہ رفتہ رفتہ بالکل گوشت کھانا موقوف کر دے پھر اکبر نے آفتاب کی عبادت کرنے کی
[illegible] لازم کے صبح اور شام اور دو پہر اور آدھی رات اور ایک ہزار ایک آفتاب کے نام

دوپہر کے وقت بڑے خلوص سے پڑھا کرتا تھا اور اوسوقت دونون اپنے کان پکڑکر گھوما کرتا تھا اور بناگوش پر
گھونسے مارا کرتا تھا اور اسیطرح کی بہت سی حرکتین کیا کرتا تھا پھر اوسنے ماتھے پر قشقہ کھینچنا شروع کیا اور
آدھی رات کے وقت اور طلوع آفتاب کے وقت نوبت بجانیکا حکم ہوا ساری مسجدین اور عبادتخانہ ہندوونکے
فراشخانہ اور چوکی خانہ ہوگئے اور جماعت کے بدلے اون مین جماع ہونے لگے شہر کے اندر جو قبرستان تھا اوسکو
برابر کردینے کا حکم دیا انھین دنونمین ایک لاکھ روپیہ نقد اور کئی ہاتھی اور بہت سا اسباب اکبر نے اپنی مان کو اور
اسیطرح بہت سا سامان اپنی پھوپی گلبدن بیگم اور ساری بیگمون کو انعام مین دیا اور حکم عام کیا کہ ہر شخص ادنی سے
اعلی تک نذر پیش کرے اسی سال مین اعظم خان وغیرہ امرا نے جو ٹانڈہ کی طرف نامزد ہوئے تھے ٹانڈہ پر اپنا قبضہ
کرلیا اور خالدی خان جتاری اور مرزا بیگ قاقشال معصوم خان کابلی سے جدا ہوکر اعظم خان سے ملگئے معصوم خان
بعضے زمینداروں کے پاس پناہ لے گیا اوسی سال مین اکبر نے حکام دکن کی تالیف قلوب کے لیے گجرات کی
حکومت اعتماد خان کے سپرد کی اور شاہ ابوتراب کو امین اور خواجہ نظام الدین احمد کو میر بخشی اور ابوالقاسم تبریزی
برادر مولانا عبد القادر اخوند بادشاہی کو دیوان مقرر کیا اور محمد حسین اور میر ابوالمظفر ولد اشرف خان اور میر ہاشم
اور میر صالح داجی اور سید ابواسحاق وغیرہ کو وہان کی جاگیرداری کا حکم دیا شہباز خان کو اکبر نے اوسکی بعضی گستاخیون کی
وجہ سے قید کردیا تھا اور جو اوسنے سرکاری روپیہ بیموقع اور بیمصرف صرف کیا تھا اوسکا حساب کتاب اوس سے
طلب تھا شیخ ابوالفضل نے اوسکی سفارش کی اسلیے اکبر نے اوسکے قصور معاف کرکے راجہ ٹوڈرمل کے چنگل سے
خلاصی دی اور اوسی سال کے ماہ ربیع الثانی کی سترھوین تاریخ کو بنگالہ کی طرف رخصت کیا تاکہ اوس سرکار کو
جاگیرداروں کے حوالہ کرے اور معصوم خان کابلی کو صوبہ عیسی سے نکال دے انھین دنون مین یہ خبر آئی کہ خان اعظم
نے شیخ فرید بخاری کو صلح کے واسطے قتلوی افغان لوحانی حاکم اوڑیسہ کے پاس بھیجا تھا قتلوی اونکو پیرزادہ سمجھکر
دور تک استقبال کے لیے آیا اور اونکی خدمتگاری مین مصروف ہوا جب صحبت منعقد ہوئی کورفرہ زمیندار
بنگالہ جو قتلوی کے تمام لشکر مین منتخب تھا شیخ ممدوح کی برابری کرنے لگا شیخ اوسکو ایک زمیندار سمجھکر حقارت کی
نظر سے دیکھتے تھے اسی اثنا مین شاہو ولد شیخ راجو بخاری سرہندی اور اور بخاریون نے بھی سخت گفتگو شروع کی
جب شیخ وہان سے روانہ ہوئے اور قتلوی بھی اونکی جلو مین جاتا تھا ایسے وقت مین کورفرہ نے راستہ روک کر مقابلہ
کیا بڑی لڑائی ہوئی شاہو مع اپنے بہت سے آدمیون کے مارا گیا شیخ فرید اوس معرکہ سے صحیح سلامت نکل آئے
اسی سال مین برہان الملک جو مرتضی نظام الملک حاکم دکن کا بھائی تھا اپنے بھائی کے پاس سے بھاگ کر اول

مالوہ مین قطب الدین خان کے پاس گیا اور وہان سے اسی سال کے بعد جب مین اکبر نے اوسکو بالیاس سے پہلے ایک
شخص مجہول کو چہوڑ دیا تہا جو جہوٹ موٹ برہان الملک بنکے آیا تہا اکبر کی ملازمت حاصل کی تہی اکبر نے دو دن اوسکو بار
عنایت کی تہی اب وہ خوف کے سبب سے بہاگ کر جوگیون مین جا ملا بڑی تلاش کے بعد اوسکو پکڑ کر قید کر دیا اسی سال
مین اکبر نے شہر سے باہر دو مکان مسلمان ہندو فقیرون کو کہانا کہلانے کے واسطے بنوائے ایک کا خیر پورہ اور دوسرے کا
دہرم پورہ نام رکہا ابو الفضل کے نوکر وہان محافظ مقرر ہوے سب فقیرون کو بادشاہی لنگر سے کہانا ملتا تہا اور جب
جوگیون کے گروہ بڑی کثرت سے آنے لگے اونکے لیے ایک اور سرا بنوائی گئی اوسکا جوگی پورہ نام رکہا اور راتکو
ایک کچھ خاص آدمی اپنے ساتھ لیکر جوگیون کی صحبت مین جایا کرتا تہا اور اونسے حقیقت اور معرفت اور اعتقادات اور
شغل اور مراقبہ اور سلوک اور کیمیا اور سیمیا اور ریمیا سیکہا کرتا تہا اور اپنی کیمیا گری سے سونا بناکر اکبر نے سب
لوگون کو دکہایا ہر سال مین ایک شب جسکو شیو رات کہتے ہین جوگیون کا بڑا مجمع ہوتا تہا اور ہر طرف سے جمع
ہوتے تہے اور اکبر بڑے بڑے جوگیون کے ساتھ ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوتا تہا وہ لوگ اوسکو درازی عمر کی جو عمر طبعی سے
بہی کئی حصہ زیادہ ہو گی بشارت دیتے تہے اور چونکہ اور بعضے قرینہ بہی اسکے ساتھ ملگئے تہے اسلیے اکبر کو اس امر کا
کامل یقین ہو گیا تہا بعضے حکیمون نے اسکی تائید مین یہ بیان کیا کہ عمرون کی کمی دور قمری کی خاصیت سے ہوا کرتی تہی
وہ زمانہ تمام ہو چکا اور دور زحل کی نوبت آئی اسکی خاصیت یہ ہے کہ سب پچہلے احوال بدل جائینگے اور لوگونکی
عمرین بہت بڑی بڑی ہوا کرینگی جیسا کہ آسمانی کتابون مین لکہا ہوا ہے کہ بعضے آدمیون نے ہزار برس تک
بندگی کی اور ہندی کتابون سے بخوبی ثابت ہے کہ لوگونکی عمرین دس دس ہزار برس کی ہوئی ہے اور اب بہی تبت
پہاڑ مین لامہ کا گروہ جو خطا کے عابد زاہد فقیر ہین دو سو برس کے بلکہ زیادہ بہی عمر کے پائے جاتے ہین اسلیے
اکبر نے اوس گروہ کی موافقت کے لیے مباشرت اور کہانے اور پینے خصوصاً گوشت کہانے مین بڑی کمی کردی
اور سر کے بال بیچ مین سے منڈا کر چارون طرف کے بال چہوڑ دیے اسواسطے کہ اونکے خیالات مین سے ایک
یہ بہی گمان تہا کہ کاملون کی روح وسط سر کے راستے نکلتی ہے اور اوسوقت ایک بڑی آواز رعد کے گرجنے کی سی
معلوم ہوتی ہے یہ نشانی اس بات کی ہے کہ اس میت نے نجات پائی اور موافق طریقہ تناسخ کے اوسکی روح نے کسی
بڑے بادشاہ کے بدن مین حلول کیا اکبر نے اپنے مذہب کے طریقہ کا توحید الٰہی نام رکہا اور خاص خاص لوگ جو
بادشاہ کے بڑے مخصوص تہے اور بڑے خلوص سے اوس نئے مذہب مین اوسکے مرید تہے اونکو موافق جوگیون کی

کہ ہر صبح کو جسوقت اکبر جھروکہ مین بیٹھکر سورج کی عبادت کیا کرتا تھا جبتک اوسکی صورت نہ دیکھ لیتے تھے مسواک کرنا
اور کھانا اور پینا اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے پھر نوبت یہانتک پہونچی کہ ہر شب کو بہت سے حاجتمند لوگ ہندو اور مسلمان
عورتین مرد بیمار و تندرست اپنی اپنی حاجت روائیون کے واسطے اکبر کے حضور مین جمع ہوتے تھے اوسوقت دربار عام
ہوا کرتا تھا ایک بہت بڑا ازدحام جمع ہوجاتا تھا اور جسوقت اکبر آفتاب کے ایک ہزار ایک نام کی تسبیح سے فارغ
ہوکر باہر آتا تھا سب ہندو سجدہ مین گر پڑتے تھے پھر برہمنون نے ایک ہزار ایک نام اکبر کے بھی ترتیب دیے اور کہا
کہ رام اور کشن کی طرح آپ بھی ایک اوتار ہین اور پرمیشر نے تمہاری صورت مین حلول کیا ہی اور پچھلے لوگونکی تصنیف
منسوب کرکے دوہرہ اور ہندی کے شعر پیش کرتے تھے جنکا مضمون یہ ہوتا تھا کہ ہندوستان مین ایک
بادشاہ ہوگا جو برہمنون کی تعظیم اور گاے کی حفاظت اور تمام جہان کو اپنے انصاف سے آباد کریگا اور
پرانے پرانے کاغذون پر بھی باتین لکھکر پیش کیا اور مختلف فرقون مین سے جس شخص کے اعتقاد کو اکبر
بہت درست سمجھتا تھا اوسکو احدی کہتا تھا اور کہتا تھا یہ وہ لوگ ہین کہ آگ اور پانی کے طوفان پر جا رہینگے
اسی سال مین اکبر نے فتحپور کے خاص دولتخانہ مین موافق حنفیون کے دہ اندر دہ حوض مین پانی جمع کیا
اور موافق طریقہ شافعیون اور شیعون کے قلتین کو بھرا پھر جب اونکو تولا تو حوض کا پانی اون دونون سے
زیادہ تھا پھر اکبر نے ایکدن کہا کہ سُنی اور شیعہ آپسمین جدا ہوجاوین سارے ہندوستانی سنیون کی
طرف آگئے اور کل عراقی شیعون کی جانب چلے گئے پھر مصنف صاحب اس مقام پر لکھتے ہین کہ ہر خاص
واقعہ اس قسم کا بیان نہین ہوسکتا اسواسطے مین ان مضمونون کو چھوڑکر اپنا اصلی مقصود لکھتا ہون جب اعتماد خان
گجرات کی حکومت جو اوسکی بڑی آرزو تھی پاگیا اور وہ مظفر کو روانہ ہوکر سروہی مین پہونچا تو اوسنے اوس
مقام کو سرنالی کے علاقہ سے نکال کر رانا کے بھائی جگمال کے حوالہ کیا اور وہان سے مع سب امیرونکے
کوچ کرکے بارھوین شعبان کو احمد آباد مین پہونچا شہاب الدین احمد خان جو وہانکا پہلا مستقل حاکم تھا
اور وہان کے سارے فتنہ فساد کو وہی روکے رہا تھا شہر کو خالی کرکے عثمان پورہ مین آن پڑا مگر تمام اوسکے
نوکر اس تغیر اور تبدل سے بہت ناراض ہوئے اور سب نے متفق ہوکر حسب الطلب مظفر ابن سلطان محمود
گجراتی کے کاٹھیوار کا راستہ لیا یہ مظفر اکبر کے دربار سے بھاگ کر اوس ملک مین اپنے ننہال کے لوگونکے
پاس پناہ لے گیا تھا اور رات دن کسی موقع کی فکر مین تھا اب ان لوگون نے اوسکو بادشاہ بنایا ہر چند
اعتماد خان نے شہاب الدین احمد خان سے کہا کہ تم ان لوگون کو تسلی اور دلاسا کرکے بلا لو مگر اوسنے نمانا

اور کہا کہ یہ لوگ ایسے ہی دن کی خدا سے آرزو رکھتے تھے اور میرے ہلاک کرنے کی فکر مین تھے اب یہ سب بنائی سے
یہ کام نہین بنے گا تم جانو اور تمہارا ملک یہ کہکر قصبہ کری مین جو احمد آباد سے بیس کوس ہے چلا گیا اعتماد خان
اور نظام الدین احمد کی طرف سے ایک دو آدمی اون لوگون کے پاس گئے اور اونکو ہر طرح سمجھایا مگر وہ کسی صورت سے
نمانے ستائیسوین شعبان کو مظفر اپنی فوج کو ساتھ لیکر دولقہ مین جو احمد آباد سے بارہ کوس ہے آیا
اوسیوقت اعتماد خان اور نظام الدین احمد شہر کو خالی کر کے شہاب الدین احمد خان کے لوٹا لینے کے لیے
کری کو گئے اور شہر کی حفاظت شیر خان ولد اعتماد خان اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ کے سپرد کر گئے او
یہ ارادہ کیا کہ وہان سے آکر اپنے لشکر کا سامان درست کرین گے غرض اونھون نے کری مین جا کر
شہاب الدین احمد خان کو اس طرح راضی کیا کہ سب پہلے پرگنہ بدستور قدیم تمہاری جاگیر مین رہینگے
اور دو لاکھ روپیہ نقد واسطے مدد خرچ کے تمکو اور دیا جاویگا جب اعتماد خان وغیرہ اوس طرف کو گئے
ادھر مظفر نے شہر کا قصد کیا احمد آباد سے تین کوس سرکیج مین پچھلے بادشاہون کی قبرین ہین وہان کے
مجاورون نے ایک چتر اوسکی نذر کر کے سلطنت کی بشارت دی اس امر کو اوسنے اپنی نیکفالی سمجھکر
احمد آباد پر آنکر قبضہ کر لیا اعتماد خان وغیرہ راتون رات کری سے روانہ ہو کر صبح کے وقت عثمان پور مین پہونچے
اس طرف سے مظفر اپنی فوج لیکر دریا سے احمد آباد کی ریتی مین مقابلہ کے لیے آیا اوسوقت اعتماد خان اور
شہاب الدین احمد خان سے ہرچند تدبیرین اون لوگون مین تفرقہ ڈالنے کی کین اور اپنے بھاگے ہوئے
نوکرون کی تسلی اور دلاسا کے لیے روپیہ قرض لینا اور رقعی پرچے لکھنا شروع کیے مگر کوئی صورت
بہتری کی نہ نکلی اور چونکہ اپنے آدمیون پر اعتماد نتھا اسلیے لڑنیکا بھی موقع نملا کچھ تھوڑا سا سامنا کر کے
نہروالی مین جو احمد آباد سے پینتالیس کوس ہے ایکدن مین جا پہونچے تمام سامان اونکے لشکر کا
لٹ گیا اور نظام الدین احمد کے بیٹے محمد شریف کا بھی تمام مال و اسباب غارت ہو گیا مگر وہ
جرأت کر کے اپنے باپ سے جا ملا آخر ان بھاگے ہوئے امیرون اور اون سرداروں نے جو تھوڑے سے
مدد کے لیے آ گئے تھے اور سب ملکر قریب ایک ہزار کے تھے پٹن کے قلعہ کی درستی کر کے پناہ لی مظفر نے
اپنے ادنی ادنی سپاہیون کو بڑے بڑے خطاب دیکر ولایتون کا امیدوار کیا اور اعلی اعلی منصب
عطا کیے خدا کی قدرت ہے یہی مظفر ایک زمانہ مین تیس روپیہ ماہواری پاتا تھا اب تیس ہزار فوج کا
[illegible]

سورت میں پڑا تھا بلاکر مع چار ہزار سواروں کے پٹن پر بھیجا پٹن کے سرداروں نے شہباز خان کے بھائی زین الدین کنبو کو
قطب الدین محمد خان کے پاس بھیجا تاکہ اوس طرف سے وہ اور اس طرف سے یہ لوگ احمد آباد پر چڑھائی کرکے مظفر کو
بیچ میں گھیر لیں مگر مظفر نے پیشدستی کرکے بڑا بھاری لشکر ساتھ لیکر بڑودہ میں قطب الدین احمد خان سے مقابلہ کیا
آخر قطب الدین محمد خان شکست پاکر بڑودہ کے قلعہ میں بند ہو لیا اور سب اوسکے سردار مظفر سے آن ملے اس لڑائی
میں سے پہلے شیر خان پانچ ہزار سوار لیکر نواحی قصبہ بسیانہ میں جو پٹن سے پندرہ کوس ہے پہونچا شہاب الدین احمد خان اور
اعتماد خان نے یہ سنکر جالور کی طرف بھاگنے کا ارادہ کیا مگر نظام الدین احمد نے کوشش کرکے اونکو روکا غرض نظام الدین احمد
سے تھوڑی جمعیت کو ساتھ لیکر جو دو ہزار سے زیادہ تھی شیر خان سے مقابل ہوا بڑی لڑائی کے بعد نظام الدین احمد نے
فتح پائی اور شیر خان نے بھاگ کر احمد آباد کا رستہ لیا ہر چند نظام الدین احمد نے اس باب میں اصرار کیا کہ اوسکا تعاقب
ہو فوراً احمد آباد کو روانہ ہوں مگر اور امیروں نے قبول نکیا اور اوسوقت میں مصلحت بھی یہی تھی کیونکہ قطب الدین محمد خان کا
انجام اوسوقت معلوم نہیں ہوا تھا اس لڑائی میں غنیمت کا مال بیشمار ان سرداروں کے ہاتھ آیا اور جرأت کرکے چاہا کہ
پہونچا تھے میں یہ خبر آئی کہ مظفر نے بڑودہ کے قلعہ کی برانی دیواروں کو توڑ ڈالا اور قطب الدین احمد خان نے زین الدین کنبو کو
قول و قرار کرنے کے لیے مظفر کے پاس بھیجا تھا اوسنے اوسیوقت زین الدین کو قتل کرڈالا اور خواجہ محمد صالح کو بہ نگرانی
شکنجہ کرکے جان سے چھوڑ دیا اور حج کو روانہ کردیا اور قطب الدین محمد خان کو امن دیکر قلعہ سے نکالا قطب الدین محمد خان
بڑی عاجزی سے اوسکی ملازمت میں آیا اور بہت سی تسلیمات بجالایا مظفر تھوڑی دور استقبال کرکے بڑی تعظیم سے لایا
اور اپنی مسند پر بٹھاکر بڑی خوشامد سے پیش آیا اور اوسکا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ قطب الدین خان سے کچھ تعرض کرے
مگر فوارزی نام بن پہلوان کے زمیندار نے اغوا کرکے قطب الدین خان کو قتل کرا دیا پھر مظفر بے پرواہ ہوکر بھروچ میں گیا اور
وہاں کے قلعہ کو قطب الدین خان کے متعلقوں سے صلح کرکے لے لیا اور وہاں چودہ لاکھ روپیہ خزانہ کمبھایت سے
جو امام الدین کروڑی لے گیا تھا اور قطب الدین خان کے سارے خزانہ اور اسباب جو دس کروڑ کی قیمت سے زیادہ
کی تھی اپنے قبضہ میں کیے اور بڑی جمعیت اکٹھی کرلی یہ خبر سنکر نظام الدین احمد وغیرہ سردار پٹن کو چلے گئے اور مرزا خان
ولد بیرم خان خانخانان وغیرہ امیروں کو کہ اکبر نے اوسکی مدد کے لیے نامزد کیا تھا اوسکے آنے کے منتظر رہے پھر مرزا خان آیا
تو ایک روز ٹھٹہ میں رہکر آگے بڑھا اور سرکیج میں منزل کی مظفر بڑودہ سے لوٹکر بھروچ کے قلعہ کو اپنے سامان سے اور
جرکس رومی کو جو اکبر کی نوکری سے بھاگ گیا تھا حوالہ کیا اور شاہ بھیکم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب مرزا خان کے
لشکر سے دو کوس پر منزل کی دوسرے روز بڑی بھاری لڑائی ہوئی آخر مظفر شکست پاکر محمود آباد کو بھاگ گیا

سید ہاشم بارہہ اور خضر آقا وکیل مرزا خان نے یہ لڑائی فتح کی اس طرف کی لوگ بھی اس معرکہ مین بہت سی زخمی ہوئے
اور مخالفون کی تو آدمی اتنی مارے گئے کہ جنکی کچھ حد نہین یہ واقعہ ۱۳ محرم ۹۹۱ھ سنہ نو سو اکانوے کو ہوا مرزا خان نے اس سے
پہلے نذر کی تھی کہ اگر فتح حاصل ہووے تو جسقدر مال اسباب وہان موجود ہے سب محتاجون کو دیدونگا اسلیے اوسنے اپنی نذر
پوری کرنے کے لیے اپنی نوکرون کو حکم دیا کہ اوسکے تمام مال و اسباب ہاتھی گھوڑے وغیرہ کی قیمت کا تخمینہ کرین مگر اون
لوگون نے ایسا کم تخمینہ کیا کہ واجبی قیمت کا دسوان حصہ بھی محتاجون کو نہ پہونچا دولت خان افغان لودی اور ملا محمود
وغیرہ مرزا خان کے نوکرون نے عرض کیا کہ ہمنے تمہاری نوکری کرکے کیا گناہ کیا ہے کہ بادشاہی نوکرونکے مقابلہ مین
ہم لوگ بہت ذلیل ہین اور مجلسون مین ہمسے اوپر بیٹھے ہین چاہیے کہ تسلیم اور نوری وغیرہ مین ہمارے برابر رہین مرزا خان کو
یہ نامعقول بات پسند آئی اور اوسنے بہت سے گھوڑے اور خلعت سارے امیرون کے لیے تیار کیے اور ایک بڑی مجلس جشن کی
دی اور خود خانہ مین جلوس کرکے چاہا کہ سارے امیرون کو دربار مین بلاکر خلعت عطا کرے اور نظام الدین احمد کو جسکی
بہن بہرام خان کے نکاح مین تھی بلاکر اس باب مین رائے لی اوسنے اس حرکت سے بہت منع کیا اور کہا کہ اگر بادشاہ سنیگا
تو بہت ناراض ہوگا اور قطع نظر اسکے شہاب الدین خان جو پنجہزاری منصب رکھتا ہے اور عمر مین بھی ہمسے بڑا ہے
اوس سے ہمکو تسلیم لینا کیا مناسب ہے اور اعتماد خان بھی کسی زمانہ مین اپنے پاس بیٹھا رہا ہے اور رکھتا انتساب اوس سے
تسلیم لینا کون خوبی کی بات ہے اور پاینده محمد خان مغل تو یہ بات سنتے ہی اوٹھ چکا مرزا خان نے یہ رائے پسند کی اور
وہ ارادہ موقوف رکھا اس فتح سے تین روز کے بعد اتلیج خان وغیرہ امرائے مالوہ احمد آباد مین آئے پھر خبر آئی کہ مظفر
سمور آباد سے جو مندری ندی کے کنارہ پر ہے کھنبایت کو چلا گیا اور ہنگامہ کے آدمی قریب دو ہزار کے اوسکے پاس
جمع ہوگئے ہین یہ سنتے ہی مرزا خان امیرون کو ساتھ لیکر اوسکے تعاقب مین روانہ ہوا مظفر یہ سنکر وہان سے بھی بھاگا
اور نادوت کی طرف بھاگا مرزا خان نے بڑودہ مین آکر دولت نامے مظفر کے ایک نوکر پر کھنبایت مین لشکر بھیجا اور اوسکو
قید کیا پھر مرزا خان نادوت تک گیا اور قلیج خان وغیرہ امیرون کو کوہستان کی طرف بھیجا جہان مظفر نے
پناہ لی تھی یہ ساری فتحین نظام الدین احمد کے سبب سے حاصل ہوئین اور وہی امیرونکو ترغیب دیکر ہمت بڑھاتے
رکھتا تھا اور خود اوسنے بھی بہادریان اپنے منصب کی لیاقت سے بلکہ طاقت بشری سے بھی بڑھ کر کین مظفر تھوڑے
آوارہ پھرنے لگا مرزا خان احمد آباد مین آیا اور امرائے مالوہ وغیرہ کو قلعہ بھروچ کی محاصرہ پر متعین کیا چنانچہ سات مہینے کے
جبرس روجھی جو مظفر کی طرف سے اوس قلعہ کا حاکم تھا مارا گیا اور مظفر کا سالا نصیر بھاگ گیا اسی سال مین اکبر نے
مرزا خان اور لشکر مالوہ گجرات کی طرف متعین کرنے کے بعد آگرہ سے کشتی مین بیٹھکر الہ آباد کی سیر کا ارادہ کیا یہ ایک نیا شہر

بجائے شہر پیاگ پور کے جو ہندؤنکا قدیم معبد تھا آباد ہوا تھا اور وہان کئی قلعے بھی بنائے گئے تھے اوسی روز یہ خبر آئی کہ شیخ بدرالدین خلف
شیخ سلیم چشتی نے مکہ مین وفات پائی شیخ ممدوح نے طے کا روزہ سات دن کا رکھا تھا اور اوسی حال مین بڑی گرمی کی وقت
برہنہ پا خانہ کعبہ کے طواف مین مشغول ہوئے چنانچہ اونکے پاؤن مین آبلہ پڑ گئے اور تپ محرقہ عارض ہوئی عید قربان کے دن
سنہ ٩٩٠ نوسو نوّے مین انتقال کیا اکبر نے یہ خبر ہادی حسین خادم خانقاہ شیخ کو کہلا بھیجی یہ سنکر شیخ ممدوح کے خاندان پر
بڑی مصیبت ہوئی اور سلسلۂ ہدایت اور ارشاد کا اونکے خاندان سے بالکل منقطع ہو گیا اکبر نے الہ آباد پہونچکر چار مہینہ توقف
کیا اور زین خان کوکا اور بیربر کو جو اول راجہ رامچند کے نوکر تھے بطور ایلچی گری کے جوراگڈہ مین راجہ مذکور کے پاس بھیجا رامچند نے
اطاعت قبول کی اور بہت سا اسباب مہمانی کا پیشکش کر کے زین خان کو اپنے پاس رہنے دیا چنانچہ زین خان نے
راجہ کے ساتھ فتحپور مین ملازمت حاصل کی جب راجہ فتحپور مین آیا تھا تو اوسنے ایک سو بیس لعل اور اسیطرح پر اور بہت سے
جواہر عمدہ پیشکش کیے تھے اونمین سے ایک لعل کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور پھر راجہ اپنے بیٹے بابو نام کو خدمت مین
چھوڑ کر وطن کو چلا گیا تھا اور وہان جاتے ہی مر گیا یہ راجہ ہمہ صفت موصوف تھا خصوصًا ہمت اوسکی نہایت عالی تھی
ایک ادنی اوسکی بخشش یہ تھی کہ میان تانسین کلاونت کو ایکدن ایک کرور روپیہ دیا انھین دنون مین اعظم خان
حاجی پور سے آکر الہ آباد مین اکبر کی ملازمت حاصل کی اور چند روز کے بعد پھر واپس گیا تاکہ اپنے لشکر کو بھی لے آوے
اسی دن سے الہ آباد مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین اور اکبر کی یہ رائے قرار پائی کہ آیندہ کو یہی شہر دار السلطنت رہے
اور وہانکی دار السلطنت سفر کر کے نیا [illegible] کہ تجویز کیا [illegible]
دو چوکی اوسی شہر و کسیت ہوئی نفیس و دلکشا شریف [illegible] شہر کے لیے تصنیف کیا [illegible] زہے خورشید
ماہ پیچ باد [illegible] مشرق و مغرب جہان [illegible] الہ آباد [illegible] انھین دنون مین سے ملا الہداد امروہوی اور ملا شیری جو پنجاب
میان دوآب مین صدارت کا منصب رکھتے تھے خوشامد کی غرض سے اکبر کی ملازمت مین آئے اور ملا شیری نے ایک
نظم ہزار شعاع نام جسمین ہزار قطعہ تھے آفتاب کی تعریف مین تصنیف کر کے پیش کیا اکبر نے اوسکو بہت پسند کیا
اسی سال کے ذی الحجہ کے مہینہ مین اکبر نے گجرات کی مہم کا بندوبست کرنے کے لیے الہ آباد سے فتحپور کا قصد کیا جب
نواحی اٹاوہ مین پہونچا تو مرزا کی فتح پانے کی خبر پہونچی جب اکبر ماہ صفر سنہ ٩٩٢ نوسو بانوے مین دار السلطنت مین
پہونچا تو اوسنے گجرات کے امیرونکے نام بڑی عنایتون کے فرمان صادر کیے اور مرزا خان کو خانخانان کا خطاب
اور گھوڑا اور خلعت اور پٹکا اور خنجر مرصع اور پنجہزاری کا منصب جو گویا امیرونکے لیے معراج تھی عنایت کیا اور
نظام الدین احمد کو بھی گھوڑے اور خلعت اور زیادتی منصب سے سرفراز کیا اسیطرح اور امیرونکے بقدر خدمت

سہ ہند کے منصب بڑھا دیے انھین دنون مین اکبر نے مصنف صاحب کو کتاب رامائن کے ترجمہ کرنیکا حکم دیا یہ کتاب
مہابھارت سے بھی پہلے تصنیف ہوئی ہے اور اوسمین پچیس ۲۵ ہزار اشلوک ہین ہر اشلوک پینسٹھ حرف کا ایک فقرہ ہے اوس
کتاب مین راجہ رام چندر حاکم شہر اودہ کا جسکو رام بھی کہتے ہین اور ہندو اوسکو خدا کا اوتار سمجھتے ہین قصہ ہے اور
مجملاً اوسکا بیان یہ ہے کہ رام چندر کی بی بی سیتا کو ایک دیو راون نامے حاکم جزیرہ لنکا کا لے گیا رام چندر مع اپنے
بھائی لچھمن کے اوس جزیرہ پر چڑھے او بہت سا لشکر بندرون اور ریچھونکا جو حد حساب سے باہر تھا اپنے ساتھ لیا اور
ایک پل چار کوس چوڑا سمندر پر باندھا بعضے بندر بغیر پل کے وسیلہ کے ہی سمندر کو کود گئے اور بعضے پل پر سے اوترے
راجہ رام چندر نے بھی ایک بندر پر سوار ہو کر اوس پل سے عبور کیا ایک ہفتہ تک بڑی لڑائی رہی رام چندر نے راون کو مع
تمام اوسکی اولاد کے قتل کیا اور اوسکے خاندان کو جو ایک ہزار برس سے قائم تھا برباد کر دیا اور لنکا کو راون کے بھائی
کے حوالہ کر کے اپنے شہر کو آئے ہندوؤنکا اعتقاد یہ ہے کہ راجہ رام چندر نے دس ہزار برس تمام ہندوستان مین حکومت کی
اور اوسکے زمانہ کو اب تک لاکھون برس گذر گئے اس زمانہ کے عجائبات مین سے ایک یہ ہے کہ [illegible]
بھنگن کو لائے جو عورت سے مرد ہو گئی تھی ایک پنڈت رامائن کا ترجمہ کرا رہا تھا وہ بھی اوسکو دیکھ آیا اور اوسنے
آکر یہ بیان کیا کہ یہ عورت تھی شرم کے مارے پردہ منہ پر سے نہین اوٹھاتی اور کچھ نہین بولتی تھی اون نے اوسکی تائید مین
بہت سی دلیلین پیش کین اور کہا کہ اس قسم کے بہت سے واقعات پہلے ہو چکے ہین اسی سال مین ملا عالم کابلی نے
جو بڑا خوش بیان عالم تھا وفات پائی اتشعث طماع اوسکے وفات کی تاریخ ہوئی کتاب فواتح الولایت اوسکی تصنیفات
سے ہے انھین دنون مین بیسوان برس اکبر کے جلوس کا شروع ہوا اور آٹھوین ربیع الاول ۹۹۰ نو سو نوے کو تحویل آفتاب کی
برج حمل مین واقع ہوئی اس نوروز کو بھی اکبر نے بدستور سابق دوکانون مین آئینہ بندی کی اور بڑی دھوم کا جشن
ترتیب دیا ایک کانسہ کی گاو بھی جسمین سے ناقوس کی طرح آواز نکلتی تھی اور بہت سی غبارہ ہونگیون کی ایجاد سے
چھوڑے گئے معتقدون نے اپنا مال و جان ناموس دین سب اخلاص پر فدا کیا اور اس آزمائش مین بہت
نیک لوگ ضائع ہوئے نوبت بنوبت اکبر کے معتقد اوسکے مرید ہوتے تھے اور شجرہ کے عوض اونکو ایک تصویر دیجاتی تھی وہ
علامت اونکے اخلاص کی شمار ہوتی تھی اور ایک جواہر کے مرصع غلاف مین لپیٹ کر پگڑی مین اوسکو رکھ لیتے تھے
اور سر کاغذ کے عنوان پر اللہ اکبر لکھنا مقرر ہوا اور جوا اور سود حلال کیا گیا اسیطرح اور بہت سی حرام چیزون کی بھی
اباحت کا حکم ہوا دربار مین ایک قمارخانہ بھی بنوایا گیا اور خود سرکار نے بھی جوئے مین شرکت کی اور بہت سا روپیہ
جواریونکو دیا جو کچھ اوسکا نفع ہوتا تھا وہ سرکار کے روپیہ کی ترقی تھی اور یہ حکم دیا کہ چودہ برس سے کم عمر مین عورتونکا

سولہ برس سے کم عمر مین مردون کا ہرگز نکاح نہو اور قصہ زفاف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو احادیث
مین مذکور ہے اوسکا اکبر بالکل منکر ہوا اوسیطرح اور بہت سے طعن پیغمبرؐ پر کیے اور جو جو لغزشین بعضے پیغمبرون سے
واقع ہوگئی ہین مثل قصہ حضرت داؤد علیہ السلام و اوریہ وغیرہ کے وہ اسکے منکر ہوجانیکے لیے بہانہ ہوگئین اور جس کسیکو
اکبر اپنے اعتقاد کے بموجب نہ پاتا تھا اوسکو مردود بلکہ واجب القتل جانتا تھا اور دنیا کی ریاست اوسیکو تھی جو دین مین اوسکے
شریک ہوتا تھا سب کامون پر یہی کام مقدم تھے پھر اکبر نے بیگمات کی سیر کرنے کے لیے دوکانون کو جو نوروز کی جشن مین آراستہ
کی گئی تھین بالکل مردون سے خالی کرایا اوس جلسہ مین بھی بہت سا روپیہ تقسیم ہوتا تھا اور اکثر لڑکی لڑکون کے نکاح بھی
اوسی جلسہ مین ہوا کرتے تھے ہر چند اکبر نے یہ چاہا کہ نکاح کی قید بھی سب لوگون مین سے اوٹھ جاوے مگر چند دون پر زور نچلا
مسلمان لوگ ہر طرح اوسکے اختیار مین تھے اور ناموس اور عزت بھی بالکل اونسے اوٹھ گئی تھی انھین دنون مین اعظم خان
حاجی پور پٹنہ سے اکبر موجب وعدہ اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا مرزا محمد حکیم کی عرضیین آئین اونسے یہ معلوم ہوا کہ
تمام بدخشان پر عبد اللہ خان اوزبک نے قبضہ کرلیا اور مرزا سلیمان مکہ سے اگر بدخشان پر قابض ہوگیا تھا
مرزا شاہرخ نے اوزبک سے شکست پائی اب دونون بطریق التجا کے ہندوستان کو آتے ہین اسی سال کے
شروع ذی قعدہ مین اٹک کے کنارہ سے مانسنگہ کی عرضی اس مضمون کی آئی کہ مرزا شاہرخ اٹک کے کنارہ پر آیا اور
مانسنگہ نے اوسکی پیشوائی کے لیے جاکر چھ ہزار روپیہ نقد اور بہت سا اسباب اور پانچ ہاتھی پیشکش کیے بعد ازان
اوسنے اٹک سے عبور کیا یہ خدمت مانسنگہ کی اکبر کو بہت پسند آئی اس سال مین بہت سے نامی سردارون نے
انتقال کیا اونمین سے ایک محمد باقی خان برادر ادہم خان جسکی ولایت گڑہی مین جاگیر بھی تھی اور دوسرا غازی خان
بدخشی جسکو اکبر نے الہ آباد سے اودہ کی طرف رخصت کیا تھا اور وہین اوسکا انتقال ہوا یہ آخر عمر مین البیابس ضعیف
ہوگیا تھا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نرہی تھی جب اوس سے کوئی پوچھتا تھا کہ تمہارا کیا حال ہے تو کہتا تھا کہ شکر ہے
کہ حرص کی قوت سے مین قائم ہون اور سارے اپنے نوکرون پر سردار ہون مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایکدن
قلیچ خان کے گھر بہت سے لوگ افطار کے لیے جمع ہوئے تھے وہان غازی خان نے سورہ انا فتحنا کی تفسیر بیان
کرنا شروع کی مین نے اومین ایک دو جگہ تعرض کیا اوسنے کچھ اوسکا جواب دیکر بہت سخت گفتگو کی تو مین نے کہا کہ سبحان اللہ
ولایت کی بزرگون کے بھی اخلاق معلوم ہوگئے تو اوسنے کہا کہ شاید تمکو یہ گمان ہوگا کہ یہ شرارت میری بسبب منصب ہزاری کے
ہے مین نے جواب دیا کہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے وہ اسپر بہت خفا ہوا آخر آصف خان بخشی کے وسیلہ سے میری اوسکی صفائی
ہوگئی جس روز اوسنے الہ آباد سے کوچ کیا تھا مین دور تک اوسکے ساتھ علمی باتین اور بزرگون کے اقوال کہتا سنتا چلا گیا

اور بعد ازان اوسکو رخصت کرکے واپس آیا یہ گویا آخری ملاقات تھی تیسرا سلطان خواجہ کہ وہ بھی اکبر کے خاص مریدون
مین سے تھا اوسکی قبر جو ایک نئی طرز کی بنائی گئی تھی اوسپر ایک جالی آفتاب کے مقابلہ مین تیار ہوئی تاکہ بروقت
روشنی آفتاب کی کہ جو گناہون کی پاک کرنے والی ہے پڑتی رہے مشہور ہے کہ آگ کا شعلہ بھی اوسکے منھ کو لگایا تھا
ملا احمدی ٹھٹھہ والے نے سلطان الخوارج اوسکی وفات کی تاریخ نکالی مگر اسمین ایک عدد کم ہے شروع سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے
مین مرزا شاہ رخ و راجہ بھگوانداس فتحپور کے قریب آپہونچے اکبر نے شاہزادہ دانیال کو مع شیخ ابراہیم چشتی وغیرہ
امیرون کے اونکے استقبال کے لیے بھیجا اور جب وہ آئے تو ایک لاکھ روپیہ نقد اور بہت سا فراشخانہ کا اسباب
اور تیس عراقی گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور کئی قطار اونٹ اور خچر اور بہت سے خدمتگار عنایت کیے انھین دنون مین
شاہزادہ سلطان سلیم کی جب سولہ برس کی عمر ہوگئی تو موافق اپنے ضابطہ مقرری کے راجہ بھگونت داس کی
بیٹی کے ساتھ اوسکا نکاح کیا اور خود آپ نے اوسکے گھر جاکر قاضیون اور شریفون کے حضور مین عقد کیا اور دو کروڑ تنکہ
مہر مقرر ہوا اور ساری رسمین جو ہندوون مین مقرر ہین جیسے آگ کا جلانا سب بجالایا اور اوسکے مکان تک دولتخانہ
بہت سا روپیہ نوچھاور کیا گیا اور راجہ بھگوانداس نے کئی طویلہ گھوڑے اور سو ہاتھی اور بہت سے غلام
اور چھوکریان حبشی اور ہندی اور چرکسی اور طرح طرح کے مرصع آلات اور جواہر اور سونے اور چاندی کے
برتن اور طرح طرح کے اسباب جو شمار سے خارج تھے جہیز مین دیے اور سارے امیرونکو جو اس جلسہ مین
شریک تھے موافق حیثیت کے گھوڑے عراقی اور تازی اور ترکی مع زین طلائی وغیرہ کے عطا کیے پنجشنبہ کے
روز اونتیسوین ربیع الاول سنہ ۹۹ نوسو نوے کو نوروز شروع ہوا مرزا نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ مین جو سال سال کی
ترتیب سے لکھی ہے لکھا ہے کہ اس نوروز سے اکبر کے جلوس کو انتیسوان برس شروع ہوا حالانکہ دوسرا قرن
اکبر کے جلوس کو چھبیسوین ربیع الاول سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے مین جب اکبر اٹک بنارس مین تھا شروع ہوا ہے
چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اور غلطی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شمسی اور قمری مہینون کی تفاوت
کے سبب سے ہر قرن مین ایک برس کا فرق ہو جاتا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ناچار مین نے بھی
مرزا کی متابعت کی اب اسکی صحت اور تحقیق اوسکے ذمہ ہے اور علاوہ اسکے ایک یہ بات ہے کہ مرزا اون
دنون مین گجرات مین تھا نہ اکبر کی خدمت مین الغرض اس مرتبہ بھی بدستور سابق جشن عالی مرتب ہوا اور
دو کانون کی آئینہ بندی ہوئی سب امیرون نے موافق اپنی لیاقت کے ایک ایکدن اپنے اپنے گھر اکبر کی
کی مہمانی کی یہانتک کہ سب اہل حرفت اور دوکانداروں کے لیے بھی عطریات اور طعام اونھین کی مہمانی سے

ہوتا تھا اب پنجہزاری سے احدی تک ہر شخص نے بموجب حکم کے اپنا حیثیت کے موافق نذر پیش کی چنانچہ مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ مجبور ہوکر مین نے بھی چالیس روپیہ پیش کیے قبول بھی ہو گئے اس جشن مین اکبر نے بڑے
شاہزادہ کو دوازدہ ہزاری کا اور دوسرے کو نہ ہزاری کا اور تیسرے کو ہفت ہزاری کا منصب عطا کیا اور وہ
فراشخانہ اور سب اسباب سلطنت ہر ایک کے لیے جدا کر دیا میر مرتضی اور خداوند خان امراے دکن نے ولایت
برار سے احمدنگر مین جو دار السلطنت نظام الملک کا ہے جا کر نظام الملک کے وزیر صلابت خان سے مقابلہ کرکے
شکست پائی اور وہان سے بھاگ کر راجہ علی خان کے پاس برہان پور مین آئے راجہ علی خان نے سارے اونکے
ہاتھی گھوڑے لوٹ لیے اور اونمین سے ڈیڑھ سو ہاتھی اپنے بیٹے ابراہیم خان کے ہمراہ اول دربار مین بھیجدیے
اور باقی گھوڑے اپنے ساتھ لیکر نوروز کے جشن مین ملازمت مین حاضر ہوا اور اکبر کو دکن کی تسخیر کی ترغیب دی چنانچہ
اکبر نے شاہ فتح اللہ کو جسکا نام اسکے بعد میر فتح اللہ اور خطاب عضد الدولہ ہو گیا پانچ ہزار روپیہ اور گھوڑا اور خلعت
عنایت کرکے اور تمام ہندوستان کا صدر مقرر کرکے دکن کی طرف نامزد کیا تاکہ خان اعظم اور شہاب الدین احمد خان
وغیرہ امرا کو اپنے ساتھ لیکر اوس مہم کا سامان کرے اوسنے کمالاے شیرازی ایک نوکر کو صدارت کے کام مین
اپنا نائب چھوڑا اسی سال کے ماہ رجب مین کابل سے یہ خبر آئی کہ مرزا سلیمان جو بدخشان سے شکست پا کر کابل
مین مرزا محمد حکیم کے پاس آ گیا تھا اور وہان اوسنے ایک موضع اسانو نام پر قناعت کی تھی حسب اتفاق اوسکو
کوئی ایسا موقع ملگیا کہ پھر اوسنے بدخشان کی سرحد پر اوزبکون سے مقابلہ کرکے فتح پائی اور اوس گروہ کے بہت سے
لوگون کو قتل کرکے اور بعضون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور اوس ملک پر دوبارہ قابض ہو گیا اسی سال کے
ماہ شعبان مین خانخانان حسب الحکم گجرات سے فتحپور مین آیا مظفر نے گجرات مین دوبارہ سرکشی کی اور چونکہ
اوسکو امین خان غوری حاکم جونہ گڈھ سے بہت رنج تھا اسلیے اوسنے جونہ گڈھ کے قلعہ کا محاصرہ کیا قلیچ خان
احمد آباد مین رہا اور نظام الدین احمد نے اوسطرف کے سب امیرونکو اکٹھا کرکے مظفر پر حملہ کیا چنانچہ مظفر وہان سے
بھاگ کر ولایت کچھ کو چلا گیا انھین دنون مین نظام الدین احمد نے مصنف صاحب کے نام گجرات سے
ایک خط لکھا اوسکا مضمون یہ تھا کہ خانخانان نے رخصت ہوتے وقت وعدہ کیا ہے کہ مین اس مرتبہ ملا الہداد
امروہوی اور ملا عبد القادر کو اکبر سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لاونگا اسلیے تمکو چاہیے کہ اونکے ساتھ اگر چند روز
اس ملک کی بھی سیر کرو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے خانخانان سے ایک مرتبہ کتب خانہ مین
جو فتحپور مین ایک دیوانخانہ کتابون کے ترجمہ کرنے کا مکان تھا ملاقات کی اور وہ پھر بہت جلد گجرات کی طرف

رخصت ہوگیا اور سوا اسکے کابل کیطرف روا روی درپیش ہوئی اس سبب سے یہ قصد پھر ملتوی رہا
خانخانان نے کرہی سے دس کوس پر پہونچکر یہ قصد کیا کہ سروہی اور جالور پر قبضہ کرلے اودھر سے نظام الدین احمد
اور سید ہاشم بارہہ بھی اوسکے آکر شریک ہوگئے سروہی کے راجہ نے بہت سی پیشکش دیکر ملازمت حاصل کی اور
غزنی خان جالور والہ نے اگرچہ اس مرتبہ آکر ملاقات کی لیکن جسوقت خانخانان دربار کو جاتا تھا اوسوقت اوس سے
بعضی حرکتیں نامناسب واقع ہوئی تھیں اس سبب سے خانخانان نے اوسکو قید کرکے احمد آباد پہونچا دیا اور
جالور کو اوس سے نکال کر اپنی فوج وہان چھوڑی سید محمود بارہہ کا پوتا سید جمال الدین نامے کئی برس سے
ایک ہیں نامے رنڈی پر عاشق ہوکر دربار سے بھاگ گیا تھا اور پہاڑون مین اوسنے بڑی جمعیت اکٹھی کرلی تھی اور
وہان کے پرگنون مین لوٹ مار کرتا تھا اور چند روز کے بعد پہاڑون سے اوتر کر اوسنے پٹن گجرات مین اپنے چچا سید قاسم
کے پاس پناہ لی تھی اب خانخانان نے اوسے پکڑکے بموجب اوسکو بلاکر غزنی خان کے لاہور مین قید کرکے
بھیجدیا تھوڑے دنون کے بعد بیان محمد وفاخرانچی مرحوم کی بیٹی کے ساتھ غزنی خان کا نکاح کیا اور [illegible]
شہروانی اوسکے مارے گئے [illegible] اپنی ملازمت مین رکھ لیا اور سید جمال الدین کو نخاس مین سولی پر
چڑھا کر بہت سے تیر مارے انھین دنون مین مانسنگہ اور خواجہ شمس الدین کی اٹک بنارس سے عرضی آئی اوسکا
یہ مضمون تھا کہ آجکل مرزا محمد حکیم بہت بیمار ہے اور فریدون نے پشاور سے ایک بڑا قافلہ لیکر کابل کا ارادہ کیا تھا
راستہ مین جب درہ خیبر مین پہونچا تو روشن ملحد کے بیٹے سے جو ایک ہندوستانی آدمی ہے مقابلہ ہوا اوسے شکست کھا
پھر پشاور کو واپس آیا اتفاقاً وہان کے قلعہ مین آگ لگ گئی اور سوداگرونکا اسقدر اسباب جل گیا جو ہزار اونٹ پر
لادا جاتا فریدون خان اوس آگ کے صدمہ سے بھاگ کر دوسرے راستہ سے کابل کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ
اثنائے راہ مین پانی بہت کم ملا اس سبب سے ستر آدمی پیاس کے مارے مرگئے اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ عبداللہ خان
نے پھر مرزا سلیمان پر بہت سا لشکر بھیجا اور اوسپر فتح پاکر بدخشان سے نکال دیا اور اوس ملک پر اپنا قبضہ
کرلیا مرزا سلیمان وہان سے بھاگ کر کابل کی طرف متوجہ ہوا انھین دنون مین کابل سے یہ خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم
بسبب کثرت شراب کے سخت بیمار ہوگیا تھا اور طرح طرح کے امراض متضادہ عارض ہوئے تھے اور رعشہ بھی
پیدا ہوگیا تھا بارھوین شعبان سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے کو ملک آخرت کی طرف سفر کرگیا تیسری رمضان کو یہ خبر
وحشت اثر اکبر کو پہونچی تب اوسکو غزنی اور کابل کی محافظت کا بڑا اندیشہ ہوا اول اوسکی یہ رائے تھی کہ وہ
ملک مرزا محمد حکیم کے بیٹون ہی کے پاس رکھے مگر امیرون نے عرض کیا کہ وہ لڑکے بہت چھوٹے ہین ملک کے بندوبست کے

قایل نہین اسلیو اکبر نے خانخانان کو فرمان لکھکر بہت جلد گجرات کی طرف نامزد کیا اور عضد الدولہ کو جو میر
خان اعظم اور شہاب الدین احمد خان کے تسخیر دکن کے لیے نامزد تھے مالوہ مین بھیجدیا اور اسی مہینہ کی دوسری
تاریخ پنجاب کی طرف خود کوچ کرکے عید کا چاند دہلی مین دیکھا پانی پت کی منزل سے میر ابو الغیث بخاری کو نواحی
لکھنؤ مین جاگیر دیکر رخصت کیا اسی مہینہ کی اونتیسوین ۲۹ تاریخ کو ستلج کے کنارہ پہونچا انھین دنون مین ایک
ہفتہ کے فاصلہ سے شیخ جمال بختیاری نے لدھیانہ مین اور خواجہ اسمعیل نبیرۂ شیخ الاسلام نے جو بڑا خوبصورت آدمی
تھا تھانیسر مین انتقال کیا اور بطور تعمیہ کے اوسکی وفات کی یہ تاریخ ہے ۵ رفت زباگلی زباغ جہان ۔ سیالکوٹ سے
تین کوس پر بالا آگرہ دادا مہر وبوی کا انتقال ہوا پھر اکبر نے نواحی لاہور سے صادق خان کو حکومت بکھر پر نامزد کیا
اور سترہوین ذی قعدہ کو چناب کے کنارہ منزل ہوئی اسی منزل مین شیخ عبد الرحیم لکھنوی نے جو میر ابو الغیث اور شیخ محمد
بخاری کا مصاحب تھا اور خان زمان کے پاس سے انکر امیری کے درجہ پر پہونچا تھا اور اس کو پرگنہ پٹھان اوسکی
جاگیر مین تھا بسبب جوش جنون کے حکیم ابو الفتح کے خیمہ مین اپنے ہاتھ سے اپنے بدن مین خنجر مار لیا اکبر نے اوسکی زخم
کو اپنے ہاتھ سے باندہ کر حکم کیا کہ سیالکوٹ مین اسکی محافظت کرین تھوڑے دنون کے بعد اوسکو صحت ہوگئی مگر وہ
جنون اوسکا اوسیطرح باقی رہا اسی مہینہ کی ستائیسوین تاریخ بہت ندی سے عبور ہوا اور اسی منزل مین محمد علی
خزانچی نے جو کابل کی طرف متعین تھا اگر عرض کیا کہ مرزا محمد حکیم کے انتقال کے بعد فریدون خان نے اور کیقباد اور
افراسیاب مرزا کے بیٹون نے جنکے بسبب صغر سن کے مہمات ملکی مین کچھ دخل نہین وہان کے امیرون کے
اہتمام سے مانسنگہ سے اکر ملاقات کی اور مانسنگہ نے اپنے بیٹے کو مع خواجہ شمس الدین خوافی کے کابل مین
چھوڑا اور وہان کے سارے آدمیون کی تسلی اور دلاسا کرکے خود ملازمت مین آتا ہے ذی الحجہ کی پانچوین تاریخ
راولپنڈی مین منزل ہوئی اسی جگہ مانسنگہ مرزا محمد حکیم کے بیٹون اور نوکرون کو لیکر حاضر ہوا اکبر نے ہر شخص پر
موافق اوسکی حیثیت کے عنایت کی اور مدد خرچ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کیا نواحی اٹک بنارس سے اکبر نے مرزا شاہرخ
اور راجہ بھگونت داس اور شاہ قلی خان محرم کو مع پانچ ہزار سوارون کے ولایت کشمیر کی تسخیر کے لیے رخصت کیا
اور سیدان اسمعیل قلی خان اور رائے سنگہ درباری کو بلوچون پر اور زین خان کوکہ کو سواد اور بجور کے
پٹھانون پر نامزد کیا گیارھوین محرم ۹۹۴ھ نو سو چورانوے کو اٹک بنارس مین منزل ہوئی اس زمانہ سے
پچیس برس پہلے ایک ہندوستانی سپاہی نے پیر روشنائی اپنا نام رکھکے وہان کے اکثر پٹھانون اور احمقون کو
مرید کر لیا تھا اور بیدینی اور گمراہی کے مذہب کو رواج دیا تھا اور خیر البیان نام ایک کتاب تصنیف کی تھی

اوسمین اپنے فاسد عقیدہ بیان کیے تھے پھر چند روز کے بعد اوسکا انتقال ہوگیا تھا اور جس زمانہ مین اکبر سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی
مین کابل سے مراجعت کیے ہوئے آتا تھا اوسکا بیٹا جلالہ نامے جسکی عمر چودہ برس کی تھی ملازمت مین حاضر ہوا
اکبر نے اوسکو بڑی مہربانی کرکے اپنی بخششون سے سرفراز کیا لیکن چونکہ اوسکی ذات مین جبلی شرارت تھی اس
سبب سے پٹھانون کے ملک مین جاکر اوسنے راہزنی شروع کی اور بہت سے لوگونکو اپنے ساتھ متفق کرکے ہندوستان
اور کابل کا راستہ بند کردیا اکبر نے اوسکے بندوبست کے لیے کابل کو مانسنگہ کی جاگیر مین مقرر کیا تاکہ اون مفسدونکا
بخوبی انتظام کرے اسی سال کے ماہ صفر مین سعید خان گکھر اور راجہ بیربر اور شیخ فیضی اور فتح اللہ شربتی وغیرہ
امیرون کو زین خان کی مدد کے لیے رخصت کیا اور چند روز کے بعد حکیم ابو الفتح وغیرہ ایک جماعت کو بھی اونکے پیچھے
روانہ کیا چنانچہ یہ سب لشکر زین خان سے جاملے اور پٹھانون کے تمام ملک کو تاراج کرکے اونکی زن و فرزند کے
قید کرنے مین کوئی کمی نہ کی جب کراکر نامے ایک پہاڑ کی گھاٹی مین پہونچے تو بیربر کو آکر ایک شخص نے خبر دی کہ آجکی
رات پٹھان شبخون کا ارادہ رکھتے ہین اگر اس تنگ گھاٹی سے جسکا عرض تین چار کوس سے زیادہ نہین ہے
نکل جاؤ تو بہتر ہے اوسوقت دن قریب زوال کے تھا بیربر نے فورًا بغیر اسکے کہ زین خان سے مشورہ کرے وہانسے
کوچ کردیا سارا لشکر اوسکے پیچھے ہولیا شام کے وقت اوس تنگ گھاٹی مین سے گذرتے تھے پٹھانون نے پہاڑون کے
اوپر جمع ہوکر تیرون اور پتھرون کا مینہ برسانا شروع کیا چونکہ راستہ بہت تنگ تھا اور تاریکی کے سبب سے
کچھ نظر نہ آتا تھا اوس کشمکش مین لوگ مضطرب ہوکر ادھر اودھر گڑھون مین گرنے لگے ایکو کسیکی خبر نہ تھی غرض اس
لشکر پر بڑی شکست آئی اور آٹھ ہزار آدمیون سے زیادہ ضائع ہوئے اور بیربر بھی جو اپنی جان کے خوف سے
بھاگا پھرتا تھا مارا گیا اور سوا اوسکے بہت سے سردار مثل حسن خان پنی اور خواجہ عرب بخشی خان جہانی اور
ملا شیری شاعر وغیرہ کے ہلاک ہوئے اور قید اسقدر ہوئے کہ قید شمار سے باہر ہے خواجہ عرب کی شہادت کی تاریخ
مگر ایک عدد اسمین کم ہے از خواجہ عرب حیف حکیم ابو الفتح اور زین خان اسی سال کی پانچوین ربیع الاول کو
شکست پاکر اور بڑی خواری اوٹھاکر اٹک کے قلعہ مین پہونچے اور چونکہ اکبر کو یہ گمان تھا کہ انھون نے نفاق کی
وجہ سے بیربر کو ہلاک کرادیا اس سبب سے ان لوگون پر بڑا عتاب ہوا مدت تک دربار سے مردود اور کورنش سے محروم رہے
چند روز کے بعد پھر مرتبہ بلکہ اوس سے بھی زیادہ حاصل ہوگیا امیرون مین سے کسیکے مرنے کا اکبر کو اتنا رنج نہین ہوا
جتنا بیربر کا غم ہوا کہتا تھا کہ افسوس اوسکے جسم کو بھی تو نہ لائے کہ آگ اوس تک پہونچتی پھر اپنے دل کو یون
سمجھاتا تھا کہ وہ تو سب قیدون سے آزاد اور محض مجرد تھا یہی آفتاب کی گرمی اوسکے پاک کرنے کو کافی ہے بلکہ

وہ ایسا پاک ہے کہ اوسکے پاک کرنے کی اور ضرورت بھی نہین پھر یہ خبر آئی کہ پٹھان اٹک پر چڑھے آتے ہین اسلیے اکبر نے
دوسرے دن شاہزادہ سلطان مراد کو سندر ساگر ندی اوتار کر راجہ ٹوڈرمل کے ہمراہ مفسدون کے دفع کرنے کے لیے
متعین کیا پھر بعد کو شاہزادہ کو بلا لیا اور فقط راجہ اوس خدمت پر متعین ہوا اور اوسنے کوہستان مین جاکر بہت سے
قلعہ بنائے اوس طرف سے مانسنگھ جو پیر روشنائی کے بیٹے پر غالب ہوا تھا اوسنے وہان بہت مفسدون کو قتل اور قید کیا
اس اثناء مین یہ خبر آئی کہ میر قریش ایلچی عبداللہ خان کا مع نامہ کے اور نظر بی اوزبک حاکم بلخ مع اپنے بیٹون کے جو دن[?]
کہ خان مذکور سے رنجیدہ ہوکر ملازمت کا ارادہ رکھتے ہین اکبر نے شیخ فرید بخشی اور احدیون کی جماعت کو اوس قافلہ کے
استقبال کے لیے بھیجا اور اس گروہ نے مدد کرکے اونکو خیبر سے نکالا روشنائیون نے راستہ روک کر مقابلہ کیا آخر
شکست پائی اس سال مین چھبیسوین ربیع الاول کو نوروز اور اکبر کے جلوس کو اکتیسوان [31] سال اور بطور [?] کے
بتیسوان برس شروع ہوا اٹک کے دیوانخانہ مین بڑی آرایش کی میر قریش کو اوس دن کورنش کی اجازت ملی
مانسنگھ بھی اوسی جشن مین ملازمت مین حاضر ہوا شیخ فیضی نے ایک قصیدہ تہنیت مین کہا جسکا مطلع یہ ہے
۵ فرخندہ باد یارب بر مملکت ستانی ٭ از مبدء خلافت تاریخ قرن ثانی ٭ مرزا شاہرخ اور راجہ بھگوانداس اور
شاہ قلی خان محرم سرحد کشمیر پر بولیاس کی گھاٹی مین پہونچے اور اونھون نے زین خان کی شکست کی خبر
سنی تو صلح مین مصلحت سمجھکر یوسف خان حاکم کشمیر سے آشتی کرلی اور زعفران زار اور محاصل شال اور دار الضرب
کو خالصہ سے منسوب کیا اور وہان بہت سے عامل اپنے مقرر کیے اور یوسف خان کو اپنے ساتھ لیکر ملازمت مین آئے
اکبر کو یہ صلح پسند نہوئی اسواسطے سب امیر دربار سے محروم رہے پھر شرف آفتاب کے دن سبکو بلاکر کورنش کی
اجازت دی انھین دنون مین عبداللہ خان کے ایلچی اور نظر بی نے مع اپنے بیٹون کے ملازمت حاصل کی اکبر نے
چار لاکھ تنکہ جو پانسو تومان عراق کے برابر ہوتے ہین نظر بی کو انعام مین دیے چوبیسوین ربیع الثانی سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے
کو اکبر نے اٹک سے لاہور کا ارادہ کیا اور بہت کے کنارہ سے اسمٰعیل قلی خان کو بجای مانسنگھ کے تھانون [?] کے مقابلہ کو اور مانسنگھ
کو حکومت کابل کے لیے متعین کیا اور سید حامد بخاری کو اسمٰعیل قلی خان کی مدد کے لیے اور اوس طرف کے راستہ
صاف کرنے کے لیے پشاور کو روانہ کیا سترہوین جمادی الثانی کو لاہور مین منزل ہوئی انھین دنون مین عرب بہادر
نواحی بہرائچ مین حکیم ابو الفتح کے نوکرون سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اپنی موت سے مر گیا اوسکا سر
کاٹکر لائے اور قلعہ لاہور مین اکبر کے سامنے پیش کیا اونیسوین رجب کو راے سنگھ بھٹی کی دختر کے ساتھ
شاہزادہ سلطان سلیم کا نکاح کیا ابتدا سے شعبان مین محمد قاسم خان میر بحر اور فتح خان فیلبان وغیرہ امیرون کو

کشمیر کی تسخیر کے لیے رخصت کیا یوسف خان کو اکبر نے قید کرکے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا راجہ بھگوانداس جو اوسکو عہد
پیمان کرکے لایا تھا ندامت کے سبب سے اپنے بدن مین جمدھر مار کر مر گیا جب امراے بادشاہی کتریل کی گھاٹی مین
پہونچے تو یعقوب خان ولد یوسف خان جو اول اکبر کے دربار مین منجملہ خواصون کے تھا اور مظفر گجراتی کی طرح تیس چالیس
روپیہ ماہواری پاتا تھا پھر یہان سے بھاگ کر کشمیر کو چلا گیا تھا اور بسبب تعصب رفض کے اوسنے وہان کے قاضی کو جو
سُنّی مذہب تھا اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور بڑی فساد کی بنیاد ڈال کر اور سب باپ کے نوکرون کو متفق کرکے پہاڑ کی
گھاٹیون کا بندوبست کرکے مقابلہ پر آمادہ ہوا لیکن چونکہ وہ بدسلوک اور بدمعاش تھا اسلیے کچھ لوگ اوس سے
جدا ہو کر محمد قاسم خان سے آن ملے اور کچھ لوگون نے سری نگر مین جو وہانکا دار السلطنت ہے مخالفت کی یعقوب خان
دار السلطنت کے فتنہ کو مقدم سمجھکر شہر کی طرف متوجہ ہوا تب بادشاہی فوج بے تکلف کشمیر کے ملک مین داخل ہوئی
آخر یعقوب خان مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ کر کوہستان مین پناہ لے گیا اور ولایت کشمیر بالکل اونکے قبضہ مین
آئی یعقوب نے پھر کچھ جمعیت اکٹھی کرکے قاسم خان کا مقابلہ کیا آخر پھر شکست کھا کر بھاگ گیا پھر اوسنے ایک
شبخون کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا امیرزادہ علی خان اوس لڑائی مین مارا گیا جب یعقوب کو پہاڑ کی گھاٹیون مین
گھیر لیا اور قریب تھا کہ گرفتار کرلین تب اوسنے عاجزی سے پیش آکر قاسم خان سے ملاقات کی قاسم خان
اوسکو ہمراہ لیکر اکبر کی ملازمت مین آیا اور آخر اکبر نے اوسکو بہار مین راجہ مانسنگہ کے پاس جہان اوسکے باپ کو
پہلے بھیج چکا تھا روانہ کیا یوسف اور یعقوب دونون قیدخانہ مین علت مالیخولیا مین مبتلا ہو کر مر گئے اکبر نے اوسی مہینے
رمضان کو میر قریش ایلچی کو ہمراہ حکیم ہمام برادر حکیم ابوالفتح اور میر صدر جہان مفتی کے عبداللہ خان کے باپ
سکندر خان کی عزاپرسی کے لیے ماوراء النہر کی طرف روانہ کیا اور ڈیڑہ لاکھ روپیہ اور بہت سے تحفہ ہندوستان کے
محمد علی خزانچی کے ہاتھ سوغات مین بھیجے انھین دنون مین روشنائیون نے بیس ہزار پیادہ اور پانچ ہزار سوار
ساتھ لیکر سید حامد بخاری پر حملہ کیا سید حامد کو اپنے آدمیون کو لیکر مقابل ہوا پشاور مین لڑائی ہوئی
آخر سید حامد مارا گیا پھر اکبر نے زین خان کوکا اور شاہ قلی خان محرم اور شیخ فرید بخشی کو اوسکا انتقام لینے کے لیے
روانہ کیا اور مانسنگہ نے کابل سے بہت سا لشکر لیکر درہ خیبر مین آکر اونسے مقابلہ کیا بڑی شکست دی دوسرے
دن روشنائیون نے بڑا ہجوم کرکے اوسپر حملہ کیا تمام رات اور دن بڑی لڑائی رہی اسیوقت مین مانسنگہ کا
بھائی مادھو سنگہ بڑی فوج اپنے ساتھ لیکر اوسکی مدد کے لیے آیا تب پٹھان مقابلہ سے بھاگے اور قریب دو ہزار
[illegible] مرزا سلیمان بدخشان مین اوزبکون سے لڑکر غالب کبھی

مغلوب ہوا آخر کابل ہوکر درہ خیبر میں مانسنگھ کے پاس آیا اور وہان سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ ربیع الاول سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے مین اوسنے لاہور مین آکر اکبر کی ملازمت حاصل کی عجیب اتفاقات سے ایک یہ ہے کہ جب شاہرخ مرزا نے شکست کھائی تھی تو اوسکے بیٹے محمد زمان مرزا کو جسکی عمر بارہ برس کی تھی اوزبکون نے قید کرلیا اور عبداللہ خان نے اوسکو اپنے پیر مرشد خواجہ کلان نقشبندی کے جو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے تھے سپرد کیا تاکہ اور قیدیون کے ساتھ اسکو بھی قتل کردین مگر اونھون نے اوس لڑکے کے بدلے کسی اور قیدی کو قتل کرکے اوسکو چھوڑ دیا اور اندنون مین جو مرزا سلیمان اکبر کی درگاہ مین آیا وہ بھی اپنی وضع بدلے ہوئے ماوراء النہر کے فقیرون کے ساتھ آکر شرف ملازمت سے معزز ہوا اور ایک ہزار اشرفیان اکبر نے اوسکو انعام مین عنایت کین پھر یہان سے وہ حج کو گیا اور وہان سے پھر بدخشان مین آکر بہت جمعیت اکٹھی کی اور اوزبکون کو کئی بار مقابلہ کرکے شکست دی آخر وہان کے پہاڑون پر اوسنے قبضہ کرکے غنیم کو نکال دیا اکبر نے لاہور سے دو ہزار اشرفیان اور بہت سی کمانین اور بندوقین اوسکے لیے سوغات مین بھیجین کئی برس اوسنے اوزبکون کا مقابلہ کیا آخر شکست پاکر پھر لاہور مین آیا باقی حال اوسکا انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا گیارھوین ربیع الثانی سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے کو نوروز سلطانی کا جلسہ اور جلوس اکبری کو تینتیسوان برس اور بقول مرزا کے چھتیسوان برس شروع ہوا اور بدستور سابق پھر بڑی دھوم دھام کے جشن مرتب ہوئے اور بہت سے ضابطہ نئے ایجاد کیے اونمین سے ایک یہ کہ ایک عورت سے زیادہ کوئی نکاح نکرسکے مگر اوس صورت مین کہ وہ بانجھ ہووے خدا ایک ہے اور بی بی بھی ایک ہے اور جب عورت کی عمر بہت ہوجاوے اور اوسکا حیض منقطع ہوجاوے تو وہ نکاح نکرسکے اور بیوہ عورتین اگر نکاح کرنا چاہین تو اونکا کوئی مانع نہو اور جو ہندوون کی لڑکی کنواری مرگئی ہو وہ آگ مین نہ جلائی جاوے اور جب وہ لوگ جو خاص اکبر کے مرید ہون باہم ملاقات کرین تو ایک اونمین سے اللہ اکبر کہے دوسرا جل جلالہ اور یہی گویا بجاے سلام اور بجاے جواب سلام کے تھا اور ہندی مہینہ کا حساب اٹھائیسوین تاریخ سے شروع ہوا اور تیرھوین تاریخ سے جو راجہ بکرماجیت کا نکالا ہوا ہے موقوف ہوجاوے اور ہندوون کے تیوہار بھی اسی حساب سے ہوا کرین مگر یہ امر جاری نہوا اگرچہ اکبر نے اس باب مین سنہ ۹۹۰ نوسو نوے مین بھی فتحپور سے فرمان بھیجے تھے اور یہ بھی حکم دیا کہ رذیل لوگ شہرون مین علم پڑھنے سے محروم رہین کیونکہ سارے فساد انھین لوگون سے اوٹھتے ہین اور ایک حکم یہ جاری ہوا کہ ہندوون کے معاملات برہمن فیصل کیا کرے نہ قاضی مسلمان اور اگر قسم کی ضرورت پڑے تو لوہا گرم کرکے منکر کے ہاتھ پر رکھین اگر جل گیا تو جھوٹا ہے اور نجلا تو سچا ہے یا کھولتے ہوئے روغن مین اوسکا ہاتھ ڈالدین یا یہ کہ جتنی دیر مین

ایک تیر پھینکین اور اوسکو اوٹھا لاوین اتنی دیر تک وہ پانی مین غوطہ لگائے رہے اگر اتنی دیر سے پہلے اوسنے
سر اوٹھا لیا تو وہ جھوٹا ہے اور ایک حکم یہ جاری ہوا کہ دفن کرتے وقت مردون کا سر شرق کی طرف اور پانون مغرب
تشریف کیا کرین اور اپنا سونا بھی اکبر نے اسی ہیئت سے مقرر کیا اسی سال مین اکبر نے عبد المطلب خان کو ایک جماعت
کے ساتھ پیر روشنائی کے بیٹے جلالہ کی تنبیہ کے لیے بھیجا چنانچہ اوسنے وہان جا کر اسقدر مفسدون کو قتل کیا کہ جنکا
شمار نہین ہو سکتا تھا اور زین خان کے لشکر کے جو لوگ قید ہو گئے تھے اونمین سے ایک ایک کے بدلے بہت بہت سی
اونکی عورتین اور مرد قید کر لیے اسی سال مین راجہ بھگوانداس کی دختر کے بطن سے شاہزادہ سلطان سلیم کا
بیٹا سلطان خسرو پیدا ہوا اکبر نے اوسکی بہت خوشی کی اس سال کی عجیب باتون مین سے ایک یہ ہے
کہ جب ہندوون نے دیکھا کہ بیربر کی مفارقت کا اکبر کو بڑا صدمہ ہے اوسکے دوبارہ زندہ ہونے کی خبرین اوڑائین
اور یہ مشہور کیا کہ لوگون نے دیکھا ہے کہ بیربر نگرکوٹ کے پہاڑون مین جوگیون اور سناسیون کے ساتھ سیر
کرتا تھا اکبر کو بھی ان باتون کا یقین ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ چونکہ وہ تعلقات دنیوی سے آزاد تھا اس سبب سے
عجب نہین جو اوسنے فقیری کا لباس اختیار کیا ہو اور یوسف زیون کی لڑائی کی خفت سے یہان نہ آتا ہو
درباری لوگ ہر روز اسی قسم کی خبر اوڑا دیتے تھے چنانچہ اکبر نے کسیکو اس معاملہ کی تحقیق کے لیے نگرکوٹ کو
بھیجا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ باتین بالکل خلاف تھین بعد ازان یہ سنا کہ وہ کالنجر کے قلعہ مین جہان اوسکی جاگیر
تھی موجود ہے اور وہان کے عاملون نے اس مضمون کی ایک عرضی لکھی کہ تیل ملتے وقت ایک حجام نے جو اوسکے
حال سے واقف تھا اوسکے بدن پر علامتین پہچانین اور وہ پوشیدہ رہتا ہے تب اکبر نے بھی ایک فرمان
بھیجا وہان کے کروری نے جھوٹ موٹ ایک مسافر کو پکڑ کر بیربر فرض کر لیا تھا اور پھر یہ دھوکا چھپانے
کے لیے اوسکو قتل کر کے یہ لکھ بھیجا کہ بیشک بیربر یہان تھا لیکن اوسکو موت آگئی اور سعادت پابوسی
سے محروم رہا یہ سنکر اکبر نے اوسکا دوبارہ ماتم کیا اور وہان کے کروری وغیرہ کو بلا کر مدت تک شکنجے مین
رکھا کہ تمنے ہمکو پہلے سے خبر کیون نہ کی اور اون سے بہت سا روپیہ جرمانہ کا اس بہانہ سے وصول کیا
اسی سال مین صادق خان نے ولایت ٹھٹھہ پر جا کر قلعہ سیہوان کا محاصرہ کیا اور محمد باقی ترخان کے
پوتے مرزا جانی بیگ نے جو وہانکا حاکم تھا اپنے باپ دادون کے دستور کے موافق ایلچی مع بہت سے تحفون کے
درگاہ مین بھیجے چنانچہ اسی سال مین ذی قعدہ کی پچیسوین تاریخ اکبر نے حکیم عین الملک کو اپنے ایلچیون کے
ساتھ مرزا جانی کے پاس بھیجا اور اوسکا ملک اوسی پر مقرر رکھا اور صادق خان کے نام فرمان صادر کیا

کہ اب اوسکے ملک سے تعرض نکرو ابتدا سے ماہ ربیع الثانی مین اکبر نے مانسنگہ کو کابل سے بلاکر زین خان کوکہ کو وہان
متعین کیا اور اسی مہینہ کے آخر مین خانخانان مرزا خان مع شاہ فتح اللہ شیرازی عضد الدولہ کے گجرات سے
لاہور مین آیا اور ستائیسوین رجب کو صادق خان بکر سے آیا مجملاً احوال مظفر خان اور خانخانان کا یہ ہے
کہ جب مظفر ناوقت مین دوبارہ شکست کھاکر چنپانیر کے راستہ سے سورت کی طرف بھاگا تو اوسنے کونڈل مین
جو جونہ گڈہ کے قلعہ سے پندرہ کوس ہے قرار پکڑا تین ہزار سوار متفرق پھر اوسکے پاس جمع ہوگئے پھر اوسنے ایک
لاکھ محمودی اور کمر خنجر مرصع امین خان غوری حاکم سورت کو دیکر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور اسیقدر روپیہ جام کو
دیا جسکا ارادہ یہ تھا کہ احمد آباد کو تسخیر کرلے امین خان نے از روے ہوشیاری اور پختہ کاری کے مظفر کو یہ کہلا
بھیجا کہ تم جام کو لیکر روانہ ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون اور جام نے بھی یہ بہانہ کردیا کہ مین اپنے لشکر کا سرانجام
کرتا ہون تم آگے بڑھو چنانچہ مظفر احمد آباد سے ساٹھ کوس ایک موضع مین پہونچکر امین خان غوری اور جام کا
منتظر تھا یکایک خانخانان نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر اوسپر حملہ کیا مظفر امین خان اور جام کی مدد سے
مایوس ہوکر کوہستان کی طرف بھاگا اور دوارکا مین جاکر پناہ لی جام نے اپنے وکیل کو اور امین خان نے
اپنے بیٹے کو شاہ ابوتراب کے وسیلہ سے خانخانان کے پاس بھیجا اور جام کے آدمی خانخانان کو کوہستان
مین لے گئے وہان بہت غنیمت ہاتھ آئی مظفر نے ہزار سوارون کے ساتھ جو مغل اور کاٹھی اوسکے ننہال
کی طرف کے لوگ تھے گجرات کی طرف بھاگا اور آشیہ نام ایک جگہ مین جو سابرمتی کے کنارہ کولیون کے رہنے کی
جگہ ہے اور وہان بلندی پستی بہت ہے پناہ لی خانخانان نے کچھ اپنے امیر دولابتی کرکے اسیدان کے لیے
وہان چھوڑے تھے چنانچہ اونھون نے سید قاسم خان بارہہ کو اپنا سردار بناکر مقابلہ کیا وہان بھی مظفر نے
شکست پائی اور اوسکے ہاتھی اور آفتاب گیر اور آفتاب پرست بادشاہ کی فوج نے لوٹ لیے اور اوسکے بہت سے
عزیز و اقارب وہان مارے گئے اور وہ خود بھاگ کر کاٹھی واڑہ کی طرف جو توابع سورت سے ہے چلا گیا پھر
خانخانان نے بڑودہ سے لوٹ کر جام پر حملہ کیا جام نے بھی آٹھ ہزار سوار مقابلہ کے لیے جمع کیے مشہور ہے کہ اوسکے
دو ہزار نوکر کھانا پینا چھوڑ کر مرنے پر آمادہ ہوکر آئے تھے جب دونون لشکر مین سات کوس کا فاصلہ رہا تو جام نے
اپنے بیٹے کو مع تین ہاتھیون اٹھارہ کچھی گھوڑون کے جو مشابہ عربی گھوڑون کے تھے اور سواے اسکے اور
بہت سے تحفہ دیکر خانخانان کے پاس بھیجا اور صلح کرلی اسی زمانہ مین خانخانان حسب الطلب اکبر کے اول شعبان
مین آیا مظفر نے اوسکے پیچھے کاٹھیون اور بعضے زمیندارون کی مدد سے قلعہ جونہ گڈہ کا محاصرہ کیا

قلیچ خان نے یہ سنکر نظام الدین احمد و سید قاسم بارہہ وغیرہ امیرون کو احمد آباد سے سورت کی طرف بھیجا جب
مظفر نے اونکو مقابلہ کی تاب نہ پائی تو گجرات کو چلا گیا جسکا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے اور جب خانخانان سرہندی اور
جالور اور سروہی کے راستہ سے احمد آباد مین پہونچا تو اکبر نے عضد الدولہ شاہ فتح اللہ کو باتفاق میر مرتضی اور
خداوند خان حاکم برار اور اعظم خان اور شہاب الدین احمد خان اور رائے سین تمام امرای مالوہ کے اوس طرف
نامزد کیا اور وہان کے سب جاگیر دارون کے نام اس مضمون کا فرمان لکھا کہ اعظم خان کو سردار بناکر اول برار کو
دکنیون کے قبضہ سے نکالو پھر سب متفق ہو کر احمد نگر کی طرف متوجہ ہو یہ سب فوجین جاکر ہنڈیہ مین جو دکن کی سرحد
ہے جمع ہوئین اور باہم انمین نفاق پیدا ہو گیا اعظم خان نے شہاب الدین احمد خان سے یہ کینہ نکالا کہ اوسکے
باپ کے قتل کا فتنہ شہاب الدین احمد خان کے اغوای سے برپا ہوا تھا چنانچہ اوسنے شہاب الدین احمد خان
اور عضد الدولہ سے ہر مجلس مین سخت گفتگو کرنا شروع کی اور باوجود اوستادی کے عضد الدولہ کے ساتھ
بہت سا تمسخر کیا کرتا تھا چنانچہ شہاب الدین احمد خان رائے سین کے پاس اوسکی جاگیر کے ملک مین چلا گیا
اعظم خان نے اوسپر حملہ کیا اور قریب تھا کہ بڑی لڑائی ہو خواجہ فتح اللہ بخشی وغیرہ فساد بڑھاتے تھے مگر عضد الدولہ
نے کوشش کر کے رفع شر کر دیا راجہ علی خان حاکم آسی اور برہان پور نے بادشاہی لشکر کی باہمی مخالفت کو
غنیمت سمجھکر اور دکن کے لشکر کو اپنے ساتھ متفق کر کے مقابلہ کا ارادہ کیا عضد الدولہ نے اوسکو بہت سمجھایا
مگر اوسکے دل مین کچھ اثر نہوا تب وہ وہان سے لوٹ کر گجرات مین آیا تاکہ خانخانان کو دکن کی تسخیر پر ترغیب دیکر
اپنے ساتھ لیجاوے راجہ علی خان نے مع تمام لشکر دکن کے اعظم خان پر حملہ کیا وہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر برار کیطرف
بھاگا اور جب وہ وہان بھی نہ ٹھہر سکا تو شہر ایلچ پور کو چلدیا اور اوسکو لوٹ کھسوٹ کر ندربار مین پہونچا اور
دکنی منزل بہ منزل تعاقب کرتے چلے آتے تھے تب اعظم خان اپنے لشکر کو ندربار مین چھوڑ کے تنہا طور پر تھوڑے
آدمیون کے ساتھ خانخانان اپنے بہنوئی کے پاس مدد لینے کے لیے احمد آباد مین گیا خانخانان دور تک
اوسکے استقبال کے لیے آیا محمود آباد مین نظام الدین احمد کے مکان پر دونون کی ملاقات ہوئی اور یہ
قرار پایا کہ اول خان اعظم مع خانخانان کے احمد آباد مین جاکر اپنی ہمشیرہ سے ملین پھر دونون متفق ہو کر
دونون دکنیون کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور نظام الدین احمد کو مع تمام امیرون کے جو اوس طرف
نامزد ہوئے تھے بڑودہ کو بھیجدیا اور یہ دونون سردار بھی اونکے پیچھے سے روانہ ہوئے اعظم خان نے
بہت جلد ندربار مین جاکر اپنے لشکر کا سامان کیا خانخانان بھروچ مین آیا اعظم خان نے اوسکو لکھا

کہ بارش کا موسم بہت قریب ہی اسلیے اسسال لڑائی کو موقوف رکھنا چاہیے پھر خانخانان نے بھروچ اور
احمد آباد کا ارادہ کیا اور راجہ علی خان اور سب دکنی اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے جب پانچ مہینہ اس قصہ کو گذرے
تو خانخانان نے ایک عرضی اکبر کے حضور مین جب وہ اٹک بنارس مین تھا اس مضمون کی لکھی کہ حضور تسخیر
بدخشان کا ارادہ رکھتے ہین مین چاہتا ہون کہ اس سفر مین ہمرکاب رہون جب اکبر کا لشکر اٹک سے لاہور مین
آیا ایک فرمان ایسے مضمون کا صادر ہوا کہ قلیج خان اور نظام الدین احمد گجرات مین رہین اور خانخانان دربار
مین چلا آوے چنانچہ خانخانان مع عضد الدولہ کے دوبارہ ملازمت مین حاضر ہوا جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے
خانخانان کے پیچھے گجرات مین نظام الدین احمد نے بڑے بڑے کارنمایان کیے جو تاریخ نظامی مین بہ تفصیل مذکور
ہین اسی سال مین میر ابو الغیث بخاری نے جنکی تعریف حد بیان سے باہر ہے درد قولنج کے عارضہ سے لکھنؤ مین
انتقال کیا اوسکی نعش کو دہلی مین لاکر اوسکے باپ دادون کے مقبرے مین دفن کیا ہے ستودہ سیر اوسکی وفات کی تاریخ ہے
مصنف صاحب نے یہ چند شعر اوسکے مرثیہ مین لکھے ہین

مرثیہ

جہانی دیدم از آسودگان یکسر بپیرامونش ۔ ازین سو رفتہ انبوہ و وزان سو ماندہ یکسر
دران شہر خموشان از زبان حال می جستم ۔ ز شہرستان گیتی رفتہ و گردیدہ مہمانش
ابو الغیث آنکہ گردون غوث خواند و قطب کیہانش ۔ ز ہی شایستہ میر سید فرخندہ طلعت ہم
بخارائی کہ بلی قبۃ الاسلام بود از وی ۔ چہ شد آن قبۂ اسلام و یا رب چہ مسلمانش
نشستم در حریم تربت خویش چون گل صفہا ۔ بپایش از قندیلہا نخو سوختم شمعے
بساط مرقد او ساختم نمناک از اشکی ۔ اگرچہ ابر رحمت شستہ زباران غفرانش
بگورستان او روزی چو گذر کردم از عبرت
کہ از وی حال پرسم یا نشانہا شند ایشانش
از انجملہ امیر پاک طینت بود تراب آئین
کہ خلق مصطفی بود عیان در روی خندانش
چو درویش سپاہی بود خاک پایش ار یابم
اگرچہ مشعل ربانی آمد نور ایمانش

اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ ہر قسم علوم عربیہ کا پڑھنا بالکل ترک کردے اور سوائے نجوم اور حساب اور طب اور فلسفہ کے کوئی شخص
کچھ نہ پڑھے کشاد فضل اسکی تاریخ ہوئی اسی سال کے ماہ شعبان مین مانسنگہ درگاہ مین حاضر ہوا اور
اسی سال مین یہ خبر آئی کہ عبد اللہ خان نے ہرات کو فتح کرکے علی قلی خان وہان کے حاکم کو مع بہت سے
ترکمانون اور اہل شہر کے قتل کر دیا شکست ہوئی اوسکی تاریخ ہے محرم سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے مین
مانسنگہ حکومت بہار اور حاجی پور اور پٹنہ پر نامزد ہوا شب عاشورہ مین اکبر نے مانسنگہ اور خانخانان
سے یارانہ کی گفتگو کرکے مذہبی باتون مین امتحان لینا چاہا مانسنگہ نے بے تکلف عرض کیا کہ اگر مریدی سے
جانسپاری مقصود ہے تو وہ مین اپنے ہاتھ پر رکھے ہوئے ہون امتحان کی کیا ضرورت ہے اور اگر مذہب مین

گفتگو ہے تو مین خود ہندو ہون اگر آپ فرمائین مسلمان ہوجاؤن تیسرا مذہب مین کوئی جانتا نہین غرض
یہ بحث اتنی بات پر ٹل گئی زیادہ اکبر نے کاوش نکی پھر مانسنگہ بنگالہ کو روانہ ہوا انھین دنون مین اکبر نے
محمد قاسم خان کو کشمیر سے بلاکر وہان کی حکومت مرزا یوسف خان رضوی مشہدی کے حوالہ کی بارھو
صفر ۹۹۶ نوسو چھیانوے کو محمد صادق کو یوسف زیون کے دفع کرنے کے لیے بجور پر نامزد کرکے
سیالکوٹ وغیرہ پرگنون کو جو مانسنگہ کی جاگیر مین تھے اوسکی جاگیر مین عنایت کیا اور اسمٰعیل قلی خان کو
بجور سے بلاکر گجرات مین قلیچ خان کا قائم مقام کرکے بھیجا اور قلیچ خان کو دربار مین طلب کرلیا اسی مہینہ
مین مرزا فولاد بیگ برلاس نے ملا احمد رافضی کو جو صحابہ کی نسبت علانیہ تبرا کہا کرتا تھا کسی بہانہ سے
آدھی رات کیوقت گھر سے بلاکر قتل کیا ؛ زہی خنجر فولاد ؛ اوسکی تاریخ ہے اور دوسری ؛ خوک سقری ؛ +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حالت نزع مین اوسکا مُنہ دیکھا تھا بعینہ سُور کی صورت تھی
اور جو دیکھتا تھا نعوذ باللہ پڑھتا تھا اکبر نے اوسکے عوض مین مرزا فولاد کو ہاتھی کے پانون سے
بندھوا کر لاہور مین پھرایا چنانچہ وہ شہادت کے درجہ کو پہونچا اول اکبر نے حکیم ابوالفتح کی معرفت اوس سے
پوچھا تھا کہ تو نے تعصب مذہب کے سبب سے اوسکو قتل کیا اوسنے جواب دیا کہ اگر مجکو تعصب مذہب
ہوتا تو کسی اور اوس سے بھی بڑے کو قتل کرتا حکیم نے یہی سخن اکبر سے عرض کردیا تب اکبر نے کہا کہ یہ
سخت حرام زادہ ہے اسکو چھوڑنا اچھا نہین وگرنہ اوسکی مردانگی اور اہل حرم کی شفاعت کے
سبب سے اکبر کا ارادہ تھا کہ اوسکی جان بخشی کردے مقتول قاتل سے تین چار روز کے بعد جہنم مین پہونچا
مشہور ہے کہ شیعون نے اوسکے غسل کے وقت بموجب قاعدہ اپنے مذہب کے ایک میخ اوسکے مقعد مین
ٹھونک کر دریا مین بہت سے غوطہ دیے اوسکو دفن کے بعد شیخ فیضی اور شیخ ابوالفضل نے محافظ
اوسکی قبر پر مقرر کردیے اور باوجود اوسکے جس سال اکبر کشمیر کو گیا اہل لاہور نے اوسکے جسم ناپاک کو
نکال کر آگ مین جلادیا بائیسوین ربیع الثانی سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے کو تحویل آفتاب برج حمل مین
واقع ہوئی اور تینتیسوان یا چونتیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا جشن نوروز کی تقریب مین
دولتخانۂ عام مین جہان ایک سو چودہ ایوان تھے عمدہ عمدہ فرش اور مُصوّر پردون سے آرایش کرکے
طرح طرح کی زیب وزینت کی اس مرتبہ بھی بہت سے احکام مخالف شرع کے جاری ہوئے ؛ شیوع معصیت ؛
اوسکی تاریخ ہے انھین دنون مین قلیچ خان گجرات سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور طرح طرح کے

تحفہ پیش کیے اکبر نے حکم دیا کہ باتفاق راجہ ٹوڈرمل کے دیوانخانہ مین بیٹھکر تمام مہمات مالی و ملکی کا انتظام کیا کرے
راجہ ٹوڈرمل اوس زمانہ مین بالکل مبہوت ہو گیا تھا اور اونھین دنون مین ایک شب کو موقع پاکر ایک شقی شخص نے
اوسکے تلوار کا ایک زخم لگایا مگر کچھ اوسکا اثر نہوا اسی سال مین راجہ کمایون جسکے باپ دادون نے کبھی کسی بادشاہ سے
ملاقات نکی تھی کوہ سوالک سے آکر لاہور مین اکبر کی ملازمت سے مشرف ہوا اور بہت سے نادر نادر تحفے پیشکش کیے منجملہ اوسکے
کچھ پہاڑی لگایون کی دُمین تھین اور ایک ہرن تھا جسمین سے مشک نکلتا تھا مگر وہ بسبب گرمی ہوا کے راستہ
مین مر گیا مصنف صاحب کہتے ہین کہ مین نے اوسکو اپنی آنکھ سے دیکھا دو اگلے دانت اوسکے نکلے ہوئے تھے بالکل
لومڑی کی صورت تھی اور سینگون کی جگہ کچھ اوٹھا ہوا تھا نیچے کا دھڑ اوسکا چھپا ہوا تھا مشہور ہے کہ اوس پہاڑ مین
پردار آدمی بھی ہوتے ہین اور اوڑا کرتے ہین اور اوس ملک مین آمون کے ایسے پیڑ ہوتے ہین جسمین ہمیشہ پھل آتے ہین
واللہ اعلم انھین دنون مین حکیم عین الملک مع مرزا جانی کے ایلچیون کی ملازمت مین آیا اور بہت عمدہ عمدہ تحفے لایا
اکبر نے اوسکو بڑی عنایتون سے سرفراز کیا سنہ ٩٩٩ نو سو ننانوے مین مصنف صاحب نے رامائن کا ترجمہ جو
چار برس کے عرصہ مین لکھکر دوبارہ صاف کر لیا تھا پیش کیا اور اوسکے آخر مین یہ شعر لکھا تھا ؎ ما قصہ نوشتیم
بہ سلطان کہ رساند؛ جان سوختہ کردیم بجانان کہ رساند؛ اکبر نے اسکو بہت پسند کیا پوچھا اسکے کسقدر جزو ہوگئے
ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مسودہ کے ستر جزو تھے مگر اب جو صاف کیا گیا تو ایک سو بیس جزو مین لکھا گیا
پھر اکبر نے کہا کہ اسکا دیباچہ بھی لکھنا چاہیے مگر چونکہ اوسکی چندان ضرورت نتھی اور دیباچہ بے نعت کے لکھنا پڑتا
اسواسطے مصنف صاحب نے اس امر کو ٹالدیا انھین دنون مین شیخ کمال نامے ایک بیابانی فقیر کو راوی
ندی کے کنارہ سے لوگ لائے اور اوسکی یہ تعریف کی کہ یہ باتین کرتا کرتا یکایک دریا کے اس کنارہ سے اوس کنارہ تک
چلا جاتا ہے اور وہان سے اپنے مخاطب سے کہتا ہے کہ فلانے اپنے گھر کو جاؤ اکبر اوسکو خلوت مین دریا کے کنارہ لیگیا
اور کہا کہ ہم اس قسم کی کراماتون کے طالب ہین اگر تم ہمکو یہ خرق عادت دکھلاؤ تو یہ سارا ملک و مال سب تمہاری
ملکیت ہے اور ہم بھی تمہارے غلام ہین مگر اوس سے کچھ بھی نہو سکا تب اکبر نے کہا کہ ہم تیرے ہاتھ پانون باندہ کر قلعہ کے
اوپر سے دریا مین ڈالے دیتے ہین اگر تو سلامت نکل گیا تو خیر ورنہ جہنم مین پہونچیگا تب اوسنے اپنے پیٹ کیطرف
اشارہ کرکے کہا کہ مین سارے مکر اپنے اس دوزخ کے بھرنے کے لیے کرتا ہون اور اوسکا ایک بیٹا اوسکے ہمشکل تھا اور
یہ معمول تھا کہ نماز شام کے وقت باپ دریا کی اس طرف باتین کرتے کرتے وضو کے بہانہ کسی غار مین چھپ رہتا تھا
اودھر اوسکا بیٹا دریا کی دوسری طرف سے مخاطب کا نام لیکر کہتا تھا کہ فلانے اپنے گھر کو جاؤ پھر اکبر نے اوسکو

قید کرکے نگر مین بھیجدیا وہان بھی اوسنے کرامت کی تسخیان مارکر خانخانان اور دولت خان اوسکے وکیل کو اس سے
بڑہ کر بہت سی باتین دکھلائین چنانچہ ایکمرتبہ جمعہ کی رات کو ہاتھ اور پانون اور سر اور تمام اعضا اپنے اوسنے
جدا کردیے اور پھر اچھا خاصہ ہوگیا دولت خان افغان جو خانخانان کا وکیل مطلق تھا یہ دیکھکر اوسکا مرید ہوگیا
اور خانخانان بھی اوسکا دھوکا کھاکر اسقدر معتقد ہوگیا اور ایکمرتبہ اوسنے خانخانان سے کہا کہ خضر علیہ السلام
نے تمکو دعا دی ہے اور ایک سونے کی گنبد پانی مین مانگی ہے جب خانخانان نے وہ گنبد حوالہ کی تو اوسنے دھوکا
دیکر لوہے کی گنبد خانخانان کے سامنے دریا مین ڈالدی اور سونے کی گنبد خود اوڑالی انھین دنون مین اکبر کے
دل مین یہ خیال آیا کہ راماین کے ترجمہ کا صلہ مصنف صاحب کو دے چنانچہ اوسنے ایک دن حکیم ابو الفتح سے
کہا کہ یہ شال خاص عبد القادر کو دیدو اور گھوڑا اور کچھ خرچ بھی اوسکو عنایت ہوگا اور شاہ فتح اللہ
عضد الدولہ سے کہا کہ تمام بساور کا دروبست تمہاری جاگیر مین دیا گیا اور وہان کی سب معافیدارونکی
زمینین بھی تمکو بخشدی گئین مصنف صاحب کا نام لیکر کہا کہ چونکہ وہ بداونی ہین اسلیے ہمنے بلا قصور اوسکی
جاگیر کو بساور سے بداون مین تغیر کیا شاہ فتح اللہ نے ایک ہزار روپیہ جو اوسکے شقدار نے بساور کے یتیمون او
بیوون ائمہ سے بجبر وصول کیے تھے خریطہ مین ڈالکر پیش کیے اور کہا کہ میرے عاملون نے اسقدر روپیہ
وہان کے ائمہ سے بچائے ہین اکبر نے کہا کہ یہ ہمنے تمکو بخشے اس معاملہ کو تین مہینہ نگذرے تھے کہ شاہ فتح اللہ نے
انتقال کیا جب مصنف صاحب کا فرمان درست ہوگیا تو یہ ایک برس کی رخصت لیکر اول بساور مین
آئے پھر بداون کو گئے اور وہان سے یہ ارادہ تھا کہ گجرات مین جاکر مرزا نظام الدین احمد سے ملاقات کرین
مگر بعضے تعلقات مانع ہوئے اسی سال مین سید عبد اللہ خان چوگان بیگی اور میرزادہ علی خان نے
جو نامی امیرون مین سے تھے کشمیر مین انتقال کیا سید عبد اللہ خان نے بارھوین ربیع الاول کو بہت سا
کھانا پکواکر ثواب اوسکا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کا تحفہ کیا تھا اور بہت سے
روپیہ فقیرونکو دیے تھے اور اپنے سارے گناہون سے توبہ کرکے مرزا یوسف خان کے ساتھ شکار کو گیا تھا
وہین تپ عارض ہوئی اور انتقال ہوا اور میرزادہ علی خان سے ایک سال پہلے جس شب مین یعقوب خان
نے محمد قاسم خان پر شبخون کیا تھا مارا گیا بائیسوین جمادی الثانی ۹۹۷ھ نو سو ستانوے کو اکبر کابل
سے سیر کشمیر کے لیے جسکا باغ خاصہ نام رکھا تھا روانہ ہوا اور اہل محل کو مع شاہزادہ سلطان مراد کے
بھنبر مین جہان سے کشمیر کا راستہ کوہستان سے جدا ہوتا ہے چھوڑکر خود بہت جلد اوس ملک مین پہونچکر

سیر و تماشای مین مصروف ہوئے اور وہان سے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجکر یہ لکھا کہ اہل حرم کو رہتاس مین لیجا کر ہمارے آنیکے منتظر رہو انھین دنون مین علامہ عصر شاہ فتح اللہ شیرازی کو کشمیر مین تپ محرقہ پیدا ہوئی اور چونکہ وہ خود بھی طبیب حاذق تھا اوسنے اپنی رائے سے ہریسہ کھانا شروع کیا ہرچند حکیم علی نے منع کیا مگر وہ نمانے آخر اوسی حال مین اوسکا انتقال ہوا اور تخت سلیمانی مین جو کشمیر کی کسی شہر کے قریب ایک پہاڑ ہے سید عبد اللہ خان چوگان بیگی کی قبر کے برابر مدفون ہوا ملک الشعرا شیخ فیضی نے اوسکے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ مین ع

دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد
ہمہ خونابہ در بار در کاس کرام افتد
زبان جہل جنبد بی محابا در سخن رانی
چو نا میوہ گر از شاخ آگہ نیم خام افتد
ز صد بو نصر رفت و بو علی تا او پدید آمد
گہی با کوکب اشراقیان گرد فلک تازی
شہنشاہ جہان را از وفاتش دیدہ پرنم شد

جہان عقل را در نیم روز علم شام افتد
حقیقت گم کند سر رشتہ تحقیق مقصد را
مطالب نادرست آید دلائل ناتمام افتد
گرانی امہات فضل را فرزند روحانی
بسی را قضا در تہ دکان زنگونہ بر آری
سبابات از وجود کامل او بود دوران را
سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون ز عالم شد

ہمہ گنجینہ اقبال در دست لیام آمد
معانی از بیان ما تا رہ ابطاء از کلام افتد
دل مستکملان ہر در نقص ابد ماند
ابو الآبا یعنی شاہ فتح اللہ شیرازی
گہی با محمل شاہیان گرد زمین گردی
بدوران جلال الدین محمد اکبر غازی

اسی سال کی ستائیسوین رمضان کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر پکھلی کے راستہ سے قلعہ اٹک کی طرف روانہ ہوا دھنتور کی منزل مین حکیم ابو الفتح نے وفات پائی حسن ابدال مین مدفون ہوا خدایش مزاد باد اوسکی وفات کی تاریخ ہے جب اکبر اٹک مین پہونچا تو شاہزادہ مع اہل محل کے ملازمت مین حاضر ہوا یوسف زئیوں کا فتنہ باقی تھا اونکے دفعہ کے لیے اکبر نے اوسی منزل سے شہباز خان کو نامزد کیا اور بائیسوین ذی قعدہ سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے کو کابل مین پہونچا اسی اثنا مین حکیم ہمام اور صدر جہان عبد اللہ خان اوزبک کے پاس سے لوٹ کر آئے اور اوسکا ایک خط لائے جسمین بڑی محبت اور اتحاد کی باتین لکھی تھین سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے مین راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس امیر الامرا جو لاہور مین رہگئے تھے ملک آخرت کو سفر کیا اونکی تاریخ یہ ہے ع گفتہ ٹوڈر و بھگوان مردند اور کسی نے ٹوڈرمل کی یون لکھی ہے ع ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم ٭ چون رفت سوی دوزخ خلقے شدند خرم ٭ تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم ٭ خوش گفت پیر دانا وی رفت در جہنم ٭ بیسوین محرم سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے کو اکبر کابل کی حکومت محمد قاسم خان میر بحر کے حوالہ کرکے ہندوستان کو لوٹا اور گجرات کی حکومت اعظم خان کو بلکر فرمان بھیجکر مالوہ سے اوس طرف کو نامزد کیا اور نظام الدین احمد کو ملازمت مین بلا لیا اور گجرات کی عوض جونپور خانخانان کو مرحمت ہوا

مالوہ شہاب خان کے پاس رہا اعظم خان نے شہاب خان کی ضد پر تمام مالوہ کے ملک کو تباہ کر دیا انھین دنون مین
خداوند خان دکنی رافضی نے جسکا نکاح اکبر نے ابو الفضل کی بہن کے ساتھ کرا دیا تھا اور گجرات مین قصبۂ کری
اوسکو جاگیر مین ملا تھا ملک آخرت کو سفر کیا اوسکی وفات کی تاریخ ہے "خداوند خان دکنی مردہ" چودھوین جمادی الاول
کو تحویل نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کا پینتیسوان برس شروع ہوا اکبر نے دیوانخانہ لاہور کی آرایش کا حکم
دیا نوروز کے دوسرے دن اکبر وہان داخل ہوا اور تیسرے دن نظام الدین احمد مع ایک جماعت شتر سوارون کے
بارہ دن کے عرصہ مین چھ سو کوس کی راہ طے کر کے ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے حکم دیا اسی ہیئت سے سب شتر سوار
قلعہ کے اندر چلے آوین بڑا تماشا تھا اون لوگون پر اکبر نے بڑی عنایتین کین انھین دنون مین راجہ بھگوانداس
کے انتقال کے بعد مان سنگہ کو راجگی کا خطاب ملا اور ایک فرمان بڑی مہربانیون کا اوسکی تعزیت مین مع خلعت
اور گھوڑے کے بھیجا شرف آفتاب کے دن مصنف صاحب نے بداون سے آکر ملازمت حاصل کی اور سات برس کے
بعد نظام الدین احمد سے ملاقات ہوئی اوسی سال مین اعظم خان گجرات سے ولایت سورٹھ اور جوناگڈھ کی
طرف متوجہ ہوا اور جام ستر سال اور دولت خان امین خان غوری کا بیٹا جو اپنے باپ کا قائم مقام ہو کر
اپنی دلیری اور لشکر پر ایسا مغرور تھا کہ کسیکو اصل نہین سمجھتا تھا بیس ہزار آدمیونکی جمعیت لیکر مقابلہ کو
آیا اعظم خان نے اپنے لشکر کے سات حصہ کر کے ایسی لڑائی لڑی کہ مدتون سے ایسا معرکہ نہین ہوا تھا
خواجہ رفیع بدخشی سردار فوج میمنہ جو بڑا بہادر جوان تھا اور محمد حسین شیخ جو قدیمی امیرون مین سے تھا اس
معرکہ مین شہید ہوئے اور ہراول کی فوج مین سے ابو تراب کا بھتیجا شرف الدین بھی مارا گیا اور مخالفون کے
چار ہزار آدمی ضائع ہوئے یہ فتح پنجشنبہ کے روز چھٹی شوال سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے کو ہوئی اور شیخ فیضی نے
فتوحات عزیزی+ اوسکی تاریخ لکھی اوسی سال مین شیخ وجیہ الدین نے جو بڑے عالم اور صاحب تقوا
متقی تھے احمد آباد مین وفات پائی "شیخ وجیہ دین" + اونکی تاریخ ہے اور اسی سال مین شیخ جانبلدہ
خلیفہ شیخ عبد العزیز دہلوی نے جو قصبہ سینہ مین مسند ارشاد و ہدایت کے زینت بخش تھے اس
عالم فانی سے کوچ کیا اونکے ایک مرید نے "حقیقت فقر" اونکی تاریخ نکالی انھین دنون مین اکبر نے جو پورے
خانخانان کو تغیر کر کے ملتان اور بکر کی حکومت عنایت کی اور ولایت سندھ اور بلوچستان اور ٹھٹھہ
فتح کرنے کے لیے نامزد کیا ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۹۹ نو سو ننانوے مین خانخانان کو مع شاہ بیگ خان اور
[illegible] امیرون کے اوس طرف بھیجا

اور سو ہاتھی اونکی ہمراہ گیی اور شیخ فیضی نے قصدہ منہشہ اوسکی تاریخ نکالی اسی سال مین یہ خبر آئی کہ شہاب الدین خان نے مالوہ مین انتقال کیا شہاب خاتم اوسکی وفات کی تاریخ ہر اور زسیم الاوصاف بھی ایک مادہ ہوا انہین دنون مین اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ تاریخ کشمیری کو جو ملا محمد شاہ آبادی نے حسب الحکم فارسی مین ترجمہ کیا تھا سلیس عبارت مین منتخب کرے مصنف صاحب نے دو مہینہ مین اوسکے انتخاب سے فراغت پائی اور یہ شعر اوسکے آخر مین لکھا ؎ در عرض یک دو ماہ بہ تقریب حکم شاہ ؛ این نامہ شد چو خط پری پیکران سیاہ ؛ اکبر نے بہت پسند کرکے اوسکو کتاب خانہ مین داخل کیا اسی سال مین شیخ ابراہیم چشتی نے فتحپور مین وفات پائی اور بڑا انتہا روپیہ چھوڑا چنانچہ پانچ کرور روپیہ نقد اور بہت سے ہاتھی گھوڑے اوسکے خزانہ مین داخل ہوئے اور سوا سے اوسکے جو اوسکے بیٹون اور وکیلون کو ملا اوسکی انتہا نہین اور چونکہ یہ نہایت خسیس تھا اسو جہ سے زسیم الاوصاف اور شیخ لئیم اوسکی تاریخ ہے اسی سال مین بہت سے امیرون نے لاہور مین انتقال کیا اونمین سے خنجری ترک نے بواسیر کے مرض سے اور شیخ عبدالرحیم نے ایک ہاتھی کے صدمہ سے اور انہین دنون مین ملا عرفی شاعر کا بھی انتقال ہوا عرفی نے مرتے وقت یہ رباعی کہی تھی ؎ عرفی دم نزع ست و ہمان سستی تو ؛ آخر بچہ پایہ بار بستی تو ؛ فردا ست کہ دوست نقد فردوس بکف ؛ جویاے متاع ست و تہیدستی تو ؛ اور چونکہ عرفی اکثر مقتدیٰن اوستادون کی نسبت بے ادبی کیا کرتا تھا اس سبب سے اوسکی یہ تاریخ لکھی ہے ؎ گفت عرفی جوانمرگ شدی ہے اور دشمن خدا بھی ایک مادہ ہے انہین دنون مین حکیم ہمام نے کتاب معجم البلدان کی جو دو سو جز کی ایک کتاب ہے بہت سی تعریف کرکے عرض کیا کہ اگر اوسکا ترجمہ عربی سے فارسی مین ہو جاے تو نہایت مناسب ہے اور اوسمین عجیب حکایتین اور نئے نئے فائدے ہین چنانچہ اکبر نے بارہ عالمون کا جنمین سے بعضے عراقی اور بعضے ہندی تھے جمع کرکے ایک ایک ٹکڑا اوس کتاب کا ترجمہ کے لیے حوالہ کیا اونمین دس جز کا ٹکڑا مصنف صاحب کے بھی حصہ مین آیا ایک مہینہ کے عرصہ مین مصنف صاحب نے ترجمہ کرکے سب سے پہلے پیش کیا اور راوسی کے ذریعہ سے وطن جانیکی رخصت مانگی چنانچہ منظور ہو گئی چوبیسوین جمادی الاول ۹۹۹ھ نو سو ننانوے کو نوروز ہوا اور چھتیسوان برس اکبر کے جلوس کا شروع ہوا اس مرتبہ بھی بدستور سابق بڑی آرایش ہوئی اور بڑی دھوم دھام کا جشن ہوا اس سال مین جو نئے حکم ایجاد ہوئے اونمین سے یہ بھی ہین کہ گاے اور بھینس اور بھیڑ اور گھوڑے اور اونٹ کا گوشت بالکل حرام ہے اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہونا چاہے اوسکو منع نکرین اور

نجیجاوین اور بارہ برس کی عمر سے پہلے لڑکونکی ختنہ نہ کیجاوین اور اوسکے بعد اختیار ہے خواہ کرین یا نکرین اور جس شخص نے
جانورون کا ذبح کرنا اپنا پیشہ مقرر کیا ہو اوسکے ساتھ جو کوئی کھانا کھاوے اوسکے ہاتھ قطع کیے جاوین اور جو وہ اوسکے
گھر کا آدمی ہو تو فقط وہ اونگلیان جنسے وہ کھانا کھاتا ہو کاٹی جاوین حاجی مرزا بیگ کابلی جو علی رای حاکم تبت خورد کے
پاس گیا تھا اس سال مین واپس آیا اور ایک دختر اوسکی لوالایا جسکا نکاح بڑے شاہزادہ کے ساتھ کیا گیا اسی سال
آخر ماہ شعبان مین اکبر نے نظام الدین احمد کو پرگنہ شمس آباد کی طرف جو اوسکی جاگیر مین تھا بھیجدیا اور وہانکی لڑائیون مین
اسکی خالا کا بیٹا محمد جعفر شہید ہوا اوسکی تاریخ یہ ہے چو منشور شہادت یافت جعفر از در داور ۔ بود تاریخ سال او
شہید پاک شد جعفر ۔ اسی زمانہ مین مصنف صاحب نے پھر اکبر سے وطن جانیکی رخصت مانگی قبول نہوئی
مرزا مذکور نے عرض کیا کہ اوسکی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اپنے بھائیونکی تسلی اور دلاسا کے لیے رخصت کا
التماس کرتا ہے تب بمجبوری اکبر نے رخصت دی چلتے وقت صدر جہان نے کئی بار کہا کہ سجدہ کرو مگر انہون نے نمانا
تب اکبر نے رنجیدہ ہوکر کہا کہ چھوڑ دو لیکن کچھ خرچ بطور انعام کے نہ دیا چند روز کے بعد نامہ خرد افزا کتاب خانہ سے
گم ہو گیا اس تقریب مین اکبر نے مصنف صاحب کو کئی مرتبہ یاد کیا ہر چند اونکے دوستون نے بداؤن مین قاصد
بھیجکر مصنف صاحب کو اس امر سے مطلع کیا مگر کچھ ضرورتین اسقدر واقع ہوئین کہ حاضر نہو سکے تب اکبر نے حکم دیا
کہ اونکی جاگیر ضبط کر لو اور زبردستی بلا لو مرزا مذکور نے غائبانہ اونکی بہت سفارش کی اور شیخ ابو الفضل نے مکرر
عرض کیا کہ اگر کوئی مانع کلی پیش نہ آتا تو وہ ہرگز وہان نہ ٹھہرتا اسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے چار امیرونکو
دکن کے چار حاکمون کے پاس بھیجا شیخ فیضی کو راجہ علی خان حاکم آسی اور برہان پور کے پاس اور امین الدین
کو جسکا اول محمد امین نام تھا اور اوسنے خود التماس کرکے اپنا امین الدین نام حاصل کیا تھا برہان الملک کے
پاس جو اکبر کی درگاہ سے دکن کے امیرونکی مدد کے لیے گیا تھا اور احمد آباد مین جاکر مستقل حاکم بن بیٹھا تھا او
میر محمد امین نامے کو جو پہلے صادق خان کا نوکر تھا عادل خان حاکم بیجاپور کے پاس اور میر منیر کو قطب الملک
حاکم گلکنڈہ کے پاس اور یہ حکم دیا کہ شیخ فیضی راجہ علی خان کی رسالت سے فارغ ہوکر برہان الملک کی پاس
بھی جاوے وہان شیخ فیضی اور امین الدین کے بڑی صحبتین رہین اور آخر کو رنج ہو گیا انھین دنون مین اکبر کی
کچھ طبیعت علیل ہوئی اور درد شکم طاری ہوا اوسکی وجہ سے بڑا قلق تھا اور اوسی بے شعوری کے حال مین
اکبر کو بڑے شاہزادہ کی طرف بدگمانی پیدا ہوئی اور یہ شک ہوا کہ اسنے زہر دیا ہے بار بار اوس سے کہتا تھا کہ
بابا شیخو جیو یہ سلطنت سب تمہارے ہی لیے تھی پھر تمنے یہ حرکت کیون کی اور حکیم ہمام پر بھی جو بڑا معتمد تھا

کچھ کھلا دینے کی تہمت ہوئی اوس حال مین بڑے شاہزادہ نے شاہزادہ مراد کی محافظت کے لیے چند لوگ
مقرر کر دیے تھے تھوڑے دنون کے بعد اکبر کو بالکل صحت ہو گئی سب اہل حرم اور شاہزادہ مراد نے یہ قصہ اکبر سے
عرض کیا تب اکبر نے اسی سال کی بیسوین ذی الحجہ کو شاہزادہ سلطان مراد کو جسکا پہاڑی لقب تھا مالوہ
کی حکومت اور علم اور نقارہ اور نوبت اور تمن اور توغ اور سارے سلطنت کے لوازمات اور چارقب شاہی
جو شاہزادون سے مخصوص ہین عنایت کی اور اسمعیل قلی خان کو اوسکا وکیل مقرر کر کے رخصت کیا اور
سب وہان کے بڑے بڑے امیرونکو اوسکی ملازمت کا حکم دیا غرض ان دنون شاہزادون کے درمیان مین
بہت سی دوری کر دی اکثر لوگون کو یہ گمان ہوا کہ یہ شاہزادہ اپنی مثال ا ر شوکت مین سب بھائیون
سے بڑھا ہوا ہے اسی وجہ سے سب لوگ اوسکے پاس جمع ہو گئے اور شاہزادہ مذکور نے بہت سا لشکر نواحی آگرہ
اور قنوج اور گوالیار سے ساتھ لیکر اوندچہ کے زمیندار مدھکر پر جو اپنی مثال اور شوکت مین سب
ہندوستان کے راجون سے ممتاز تھا اور اوسنے اوس ملک مین بڑا فساد برپا کر رکھا تھا یورش کی نواحی
نہرور مین بڑی لڑائی ہوئی آخر شاہزادہ نے فتح پائی اور مدھکر نے بھاگ کر راہزنی کا طریقہ شروع کیا اور اس طور پر
اوسنے بہت سے لوگونکو قتل کیا چونکہ شاہزادہ کا مزاج بہت خراب تھا اسوجہ سے تمام جمعیت اوسکی
پریشان ہو گئی اور اکثر لوگ مفلس اور محتاج ہو کر ادھر اودھر چلے گئے انھین دنون مین مدھکر مر گیا اوسکا
بیٹا بہت سی پیشکشین لا کر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شاہزادہ نے اوسکو مع یار محمد ولد
صادق خان کے لاہور مین اکبر کے پاس بھیجدیا اور اُجین مین اپنا قرارگاہ مقرر کیا جو آدمی اوسکی خدمت
مین نامزد ہوئے تھے سب اوسکی بدسلوکیون کی وجہ سے جو نشست و برخاست اور رفتار اور ترک بر
تکبر کے ساتھ باپ کی تقلید کرتا تھا بلکہ کچھ اوس سے بھی بڑھا ہوا تھا ناراض ہو کر بعضے باجازت اور بعضے
بے اجازت چلدیے اور آخر کو یہ معلوم ہوا کہ وہ جو اوسکا حشمت و وقار ابتدا مین تھا اوسکی بیوقوفی کی
وجہ سے تھا نہ عقلمندی سے انھین دنون مین دولت خان پسر امیر خان غوری حاکم جوناگڈہ نے جو
جام کی لڑائی مین زخمی ہوا تھا وفات پائی اکبر نے اعظم خان کو اوس قلعہ کی تسخیر کے لیے نامزد کیا
امین خان کے وزیرون نے دولت خان کے بیٹے کو سردار بنا کر چند روز مقابلہ کیا آخر امن مانگ کر
پانچوین ذی قعدہ سنہ مذکور کو قلعہ کی کنجی حوالہ کر دی چھبیسوین محرم سنہ ١٠٠١ ایک ہزار ایک مین خانخانان
نے مرزا جانی بیگ سے ایک رات دن تک بڑا مقابلہ کیا فریقین سے بڑی جرأت ظہور مین آئی دو سو آدمی

جانی بیگ کی طرف کے قتل ہوئے آخر خانخانان نے فتح پائی پھر جانی بیگ نے اپنے لشکر کے گرد قلعہ بنا لیا اور خانخانان نے دو مہینہ تک اوسکا محاصرہ رکھا انہین دنون مین ڈیڑہ لاکھ روپیہ ایک مرتبہ اور ایک لاکھ روپیہ اور لاکھ من غلہ اور سو بڑی بڑی توپین دوسرے مرتبہ دریا کے راستہ سے اور بہت سے توپچی اور رای سنگھ کو جو چار ہزاری امیرون مین سے تھا جیسلمیر کے راستہ سے اکبر نے خانخانان کی مدد کے لیے بھیجا اور جانی بیگ بہت سی لڑائیون کے بعد مغلوب ہوا تب اوسنے اپنی دختر خانخانان کے بیٹے کو دیکر صلح کر لی پانچوین جمادی الثانی سنہ [illegible] کو تحویل نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کو سینتیسوان برس شروع ہوا بدستور سابق آئینہ بندی اور جشن آراستہ ہوا اور درباری لوگون نے بڑے اہتمام سے داڑھیان منڈائین اسلیے مصرع تاریخ یہ ہے ؏

نگفته ریشها بر باد داده مفسدی چندی ✥ اس مرتبہ بھی اور کئی نئے حکم نکلے اونمین سے ایک یہ تھا کہ پچھلے بادشاہون کے سکہ کی جو روپیہ اور اشرفیان ہون سب گلا کر چاندی سونے کے بھاؤ بیچڈالین پہلے سکون کا نام باقی نرہے اور جتنے اکبر کے زمانہ کے سکہ ہون سب کا چلن ایک بھاؤ رہے نئے پرانے مین فرق نہو یہ کام قلیج خان سے متعلق تھا وہ ہر روز صرافون کو بلا کر اونسے مچلکہ لیتا تھا اور جرمانہ کرتا تھا اسی دار و گیر مین کئی صرافونکو اوسنے قتل بھی کیا مگر پھر بھی وہ دھوکے سے باز نرہتے تھے اس حکم کے اہتمام مین سب طرف کو فرمان بھیجے گئے لیکن کچھ فائدہ نہوا آخر خواجہ شمس الدین خوافی دیوان کل کے اہتمام سے یہ حکم جاری ہوا اکبر نے شرف آفتاب کے روز جو انیسوان درجہ حمل کا ہوتا ہے جعفر بیگ کو جسکا لقب آصف خان بخشی تھا جلالہ روشنائی کی تنبیہ کے لیے روانہ کیا کیونکہ اوسنے عبد اللہ خان اوزبک کے پاس سے آکر کابل کے راستہ مین پھر رہزنی شروع کی تھی اور یہ حکم دیا کہ محمد قاسم خان حاکم کابل کو ساتھ لیکر بالکل مفسدونکا استیصال کرے اور نظام الدین احمد کو بخشیگری کل کے منصب پر تعین کیا آخر شعبان مین زین خان کوکہ کو بھی آصف خان کی مدد کے لیے اور ولایت سواد و بجور کے آباد کرنے کے لیے جو بالکل ویران ہوگئی تھی نامزد کیا اور اسی سال کے ماہ شوال مین حافظ سلطان رخنہ ہروی نے جو بڑے مخیر آدمی تھے نوے برس کی عمر مین وفات پائی ان سے بہت چیزین یادگار رہین خصوصًا سرہند مین بہت سے باغ اور عمارتین جو ہند مین اپنا ثانی نہین رکھتین اونکی وفات کی یہ تاریخ تعمیہ کے طور پر ہے ؏ رخنہ در باغ شد و آب نماند ✥ اور بعضے سرہندی نے دو تاریخین اونکی وفات کی نکالین ایک یہ ✥ باغ بی آب شد ✥ اور دوسری یہ ؏ جو او در گوشۂ باغ ست مدفون ✥ بجو تاریخ او از گوشۂ باغ ✥ اور ایک شخص نے یا حافظ مادہ تاریخ نکالا

مرزا یوسف خان رضوی اپنے بھتیجے یادگار کو کشمیر مین اپنا نایب چھوڑکر چوبیسوین شوال کو بارشت
مین حاضر ہوا پھر اکبر نے قلیچ خان کو لاہور کے انتظام کے لیے چھوڑا اور عین بارش مین وہان سے کوچ کرکے
راوی ندی سے اوترا پھر لشکر کو بڑے شاہزادہ کے ساتھ کرکے خود آگے آگے شکار کھیلتا ہوا چناب ندی کے
کنارہ پہونچا وہان یہ خبر آئی کہ یادگار حسین بیگ شیخ عمری بدخشی سے جو کشمیر کے خراج کا تحصیلدار تھا مقابلہ
کرکے غالب آیا اور اوسنے قاضی علی بغدادی کو جو وہان کی دیوانی کا منصب رکھتا تھا لیکن سارے مفسدون کا
دشمن تھا اور بڑے بڑے سخت محاسبہ پیش کرکے تمام رعایا اور فوج کو اوسنے جان سے تنگ کیا تھا ناک کان کاٹکر
بڑی رسوائی سے قتل کیا اور اوسکی یہ تاریخ ہے چونکہ قاضی علی بغدادی ؎ حسرت روزگار یا خود بردہ ؎ خامہ منشی
قضا بنوشت ؎ سال تاریخ او کہ ہو ذی فرد ؎ پھر یادگار نے وہان کے سب پرانے عالمون سے متفق ہوکر تخت سلطنت پر
جلوس کیا کشمیر کی رسم یہ ہے کہ جب نیا بادشاہ تخت پر جلوس کرتا ہے تو فوج کے لوگ ننگی تلوارین کرکے دو رویہ
اوسکے گرد کھڑے ہوجاتے ہین یادگار نے جو خطبہ پڑھتے وقت یہ حال دیکھا تمام اوسکے بدن مین لرزہ پڑگیا اور
غش کھاکر گر پڑا بڑی دیر مین ہوش ہوا اتفاقاً اوسی روز اوسنے ایک سجع اپنی مہر کیواسطے تجویز کیا اپنے
حضور مین نگینہ پر کندہ کراتا تھا ایک ریزہ نگینہ کا اوڑکر اوسکی آنکھ مین جا پڑا دیر تک آنکھین ملتا تھا او چلاتا تھا ان
بدفعلیون سے لوگ سمجھے تھے کہ اسکی سلطنت کو بہت تھوڑے دنون وفا ہوگی حسین بیگ شیخ عمری نے شکست پاکر
کشمیر کی گھاٹیون مین سے نکل کر راجوری مین چلا آیا اور وہان اکبر کے حکم کا منتظر تھا یادگار نے اپنے مصاحبون کو
منصب اور جاگیرین دیکر خطاب عنایت کیے اور یوسف خان کے اہل وعیال کو سارا زر و زیور چھینکر اوسکے
بیٹے کے ساتھ بڑی رسوائی سے کشمیر سے نکالا اکبر نے مرزا یوسف خان سے بدگمانی کرکے چند روز شیخ ابو الفضل کے
سپرد کیا اور شیخ فرید بدخشی کو مع شیخ عبد الرحیم لکھنوی اور بہت سے امیرون کے آگے روانہ کیا اور خود شاہزادہ کے
آنے تک چناب کے کنارہ ٹھہرا رہا بھنبر مین جہان سے کوہستان شروع ہوا ہے یہ خبر آئی کہ یادگار بہت سی
فوج لیکر مقابلہ کے لیے آیا اور ہیراپور نامے ایک گھاٹی مین منزل کی اور بڑی خاطر جمعی سے اپنے خیمہ کے اندر
تمام رات فسق و فجور مین مبتلا تھا آدھی رات کیوقت مرزا یوسف خان کے بعضے نوکرون نے پٹھانون سے متفق
ہوکر اوسپر حملہ کرکے قتل کر ڈالا تین روز کے بعد اوسکا سر اکبر کے حضور مین آیا اور حساب کیا تو معلوم ہوا کہ
ابتداے جلوس سے چالیسوین دن یادگار کا سر لشکر مین آگیا اور گیند کی طرح ادھر اودھر پھینکا جاتا تھا
پھر اوس سر کو قلعہ لاہور کے کنگورے مین لٹکا دیا اسی سال کے ماہ ذی الحجہ مین مصنف صاحب حسب الحکم

بدایون سے کوچ کرکے لشکر مین آملے منزل بھنبر مین حکیم ہمام نے عرض کیا کہ مولوی عبد القادر کورنش کے لیے
حاضر ہوا چاہتے ہین اکبر نے پوچھا کہ اپنے وعدہ سے کتنے دنون کے بعد آئے حکیم ہمام نے جواب دیا کہ پانچ مہینہ کی
دیر ہوگئی پھر اکبر نے پوچھا کہ کیا سبب ہوا تو اوسنے بیماری کا عذر کیا اور اسی مضمون کا ایک محضر بدایون کے
سردارون کا اور عرضی حکیم عین الملک کی جو دہلی سے لائے تھے پیش کی جب اکبر نے سبکو پڑھا تو کہا کہ پانچ
مہینہ بیماری نہین رہتی کورنش کی اجازت نہ دی مصنف صاحب اوسی طرح محروم اور مغموم لشکر مین جو اکبر نے
شاہزادہ دانیال کے ہمراہ رہتاس مین چھوڑ دیا تھا پڑے رہے اور وہان حصن حصین اور قصیدہ بردہ کا ختم
پڑھتے رہے آخر اونکی دعا قبول ہوئی چنانچہ جب پانچ مہینہ کے بعد لشکر کشمیر سے لاہور مین پہونچا تو اکبر انپر مہربان
ہوا تقریب اوسکی یہ ہوئی کہ اکبر کو جامع رشیدی کا ترجمہ کرانا منظور تھا میر نظام الدین احمد وغیرہ مصنف صاحب
کے دوستون نے غائبانہ ایک روز اکبر کی مجلس مین مصنف صاحب کا ذکر کیا تب اکبر نے اونکے حاضر ہونیکا
حکم دیا اسی سال کی ستر ہوین ربیع الثانی کو مصنف صاحب دربار مین حاضر ہوکر کورنش بجا لائے اور
ایک اشرفی نذر کے طور پر پیش کی اکبر بڑی التفات سے پیش آیا اور وہ سارا انکا حجاب رفع ہوگیا پھر اکبر نے حکم دیا
کہ کتاب جامع رشیدی کا شیخ ابو الفضل کی راے کی موجب انتخاب کرو چنانچہ مصنف صاحب نے
خلفاء عباسیہ اور مصر و بنی امیہ کا شجرہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اور وہان سے
حضرت آدم تک اور اسی طرح اور انبیاؤن کے نسب تفصیل سے لکھکر پیش کیے اکبر نے اوسکو پسند کرکے اپنے
خزانہ مین داخل کیا چھٹی محرم سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار ایک کو اکبر کشمیر مین پہونچا اٹھائیس روز وہانکی سیر کی پھر
وہانکی حکومت میرزا یوسف خان کے حوالہ کرکے چھٹی صفر کو کشتی مین بیٹھکر بارہ مولا کی طرف جو کشمیر کی سرحد
پکھلی کے سر راہ ہے روانہ ہوا راستہ مین زین لنکا نامے حوض کی سیر کی یہ ایک حوض دو پہاڑون شرقی
اور غربی کے درمیان مین بہت گہرا ہے اور دور اوسکا تیس ۳۰ کوس ہے دریائی بہت اوسمین ہوکر گذرتا ہے
سلطان زین العابدین نے اوس حوض کو بمقدار ایک جریب کے پتھرون سے پاٹ کر اوسپر نہایت عمدہ
عمارت بنوائی ہے جسکی ثانی ہندوستان مین نہین لشکر والون نے جو کشمیر کے عجائبات دیکھے اون مین سے
ایک یہ تھا کہ موضع خانپور مین ایک درخت دیکھا جسکا تنہ دو ہاتھ موٹا تھا اور بلندی اوسکی ایک گز اندازے
زیادہ تھی اور شاخین اوسکی بید مجنون کی طرح جھکی ہوئی تھین اگر ایک لڑکا بھی اوسکی ایک شاخ کو ہلا دیتا
تو سارا درخت لرز جاتا تھا کشمیر کے سارے عجائبات شاہ فتح اللہ شیرازی نے اپنے رسالہ مین بہ تفصیل لکھے ہین

اور شیخ ابو الفضل کے اکبر نامہ مین بھی داخل ہوئے ہین اس سال کی پہلی ربیع الاول کو اکبر رہتاس مین آیا
اور اوسی مہینہ کی پندرھوین تاریخ پشاور کی طرف کوچ کیا چھٹی ربیع الثانی کو وہان پہونچا انھین دنون مین یہ خبر
پہونچی کہ بہادر کوڑہ جسکا حال کچھ پہلے ذکر ہو چکا ہے قتلو نوحانی حاکم اوڑیسہ کے مرنے کے بعد سنگت سنگہ ولد مانسنگہ
سے مقابل ہوا اور بڑی لڑائی کے بعد اوسکو شکست دی جب مانسنگہ نے اوسپر حملہ کیا تو مقابلہ کی تاب نلاکر
پہاڑون اور جنگلون مین چھپ رہا اور تمام بنگالہ کا ملک دریا کے کنارہ تک مانسنگہ کے قبضہ مین آگیا
یکشنبہ کے روز سترھوین جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک کو تحویل آفتاب کی برج حمل مین ہوئی اور اکبر کی
جلوس کو اڑتیسوان برس شروع ہوا اس مرتبہ بھی بہت سے نئے نئے ضابطہ ایجاد ہوئے چوبیسوین جمادی
الثانی سنہ کو خانخانان اور مرزا جانی نے ملازمت مین آکر اکبر کی بڑی بڑی عنایتون سے سربلندی پائی اور جو
امیر اس خدمت مین خانخانان کے ہمراہ تھے سب کے منصب اور جاگیر کی ترقی کی اول ملتان کو مرزا جانی کی
جاگیر مین عنایت کیا بعد ازان اوس سے تغیر کرکے مرزا رستم کے حوالہ کیا اور ٹھٹہ کا ملک مرزا جانی کو دیا چنانچہ
انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ جب خان اعظم نے ولایت سورت پر قبضہ کرلیا تو مظفر
گجراتی نے اوس نواحی سے بھاگ کر کنکار زمیندار ولایت کچھ کے پاس پناہ لی جب خان اعظم نے اوسپر بھی حملہ کیا
تب کنکار اپنی ننگ ناموس کے خوف سے خان اعظم کی خدمت مین حاضر ہوا اور مظفر کو بھی حالت غفلت مین قید
کرکے خان اعظم کے پاس روانہ کیا مظفر اثنای راہ مین قضاے حاجت کے بہانہ سے بیٹھا اور ایک اوسترہ سے
جو ہمیشہ اوسکے پاس رہتا تھا اپنے گلو کو کاٹ کر ہلاک ہو گیا ناچار لوگ اوسکا سر کاٹ کر خان اعظم کے پاس
لے گئے اور اوسنے لاہور کو اکبر کے حضور مین روانہ کیا انھین دنون مین ایک سو بیس ہاتھی جو اوڑیسہ کی
فتح مین ہاتھ آئے تھے مانسنگہ نے بنگالہ سے بھیجے چونکہ اکبر نے یہ ضابطہ مقرر کیا تھا کہ امراے سرحد کو ہمیشہ
تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد درگاہ مین حاضر ہونا چاہیے اسی لیے اس سال مین اعظم خان کی طلب مین جو
چھ برس سے ملازمت مین حاضر نہین ہوا تھا فرمان صادر ہوا اور جوناگڈہ کو جو اعظم خان نے فتح کیا تھا
اوس سے نکال کر راجہ مانسنگہ کے حوالہ کیا چونکہ مرتبہ اخیر مین جو خان اعظم بنگالہ سے فتحپور مین آیا تھا تو
اوسنے مذہبی باتون مین اکبر سے بہت بحث کی تھی اور شیخ ابو الفضل اور بیربر سے بادشاہ کے سامنے
بہت سخت گفتگو کی تھی اسوجہ سے خانخانان کو بڑا وہم تھا اور جب جام سے لڑائی ہوئی تھی تو اوسنے
نذر کی تھی کہ بعد فتح کے داڑھی چھوڑ دونگا چنانچہ یہ نذر بھی اوسنے پوری کی اور اکبر نے اس مضمون کا فرمان

اوسکو لکھا کہ شاید تیری ریش گرانی کرتی ہے جو تو نہین آتا اسوجہ سے خان اعظم کے دل مین اور بھی خوف زیادہ
پیدا ہوا اور مفسدون نے بھی اکبر کو اوسکی طرف سے بہت بہکایا آخر خان اعظم پہلی رجب کو اپنے سارے اہل و
عیال اور سارے خزانہ کو لیکر کشتی مین سوار ہوکر جونا گڈہ سے بندر دیو کو روانہ ہوا اور وہان سے سفر حج کا
ارادہ کیا اس واقعہ کی یہ تاریخ ہے مگر ایک عدد زیادہ ہے قطعہ بجای راستان شد خان اعظم + ولی در زعم
شاہنشاہ کج رفت + چو پرسیدم ز دل تاریخ این سال + بگفتا میرزا کوکہ بہ حج رفت + اکبر نے یہ خبر سنکر
شاہزادہ سلطان مراد کے نام مالوہ مین اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ گجرات مین جاکر اپنا قبضہ کرے
اور بجاے اسمعیل قلی خان کے محمد صادق خان کو اوسکا وکیل مقرر کرکے دربار سے رخصت کیا اور بہرائچ
کو قلیچ خان سے تغیر کرکے اوسکی جاگیر مین دیا انھین دنون مین زین خان کوکہ اور آصف خان نے جو سواد
اور بجور کے پٹھانون اور جلالہ روشنائی کی تنبیہ کے لیے نامزد ہوئے تھے بالکل اون لوگون کو نیست و نابود
کر دیا اور جلالہ کے اہل و عیال اور اوسکے بھائی وحدت علی کو مع تمام اوسکے خاندان کے جو قریب چودہ ہزار
آدمیون کے تھے قید کرکے دربار مین روانہ کیا سارے قیدیونکا حساب حد سے زیادہ ہے اسی سال کی
اکتیسوین ذی قعدہ کو اکبر نے مالوہ کی حکومت میرزا شاہرخ کو عنایت کی اور شہباز خان کنبو کو جسے اکبر نے
تین برس تک قید مین رکھا اور سات لاکھ روپیہ نقد اوس سے وصول کیے کانگڑہ کے قلعہ سے جہان وہ قید
تھا بلاکر مالوہ کے انتظام کے لیے میرزا شاہرخ کا وکیل مقرر کیا اسی سال کی سترھوین ذی قعدہ کو شیخ مبارک
نے وفات پائی شیخ کے بیٹون نے اوسکی تعزیت مین سر اور داڑھی اور مونچھین اور بھوین منڈائین
ملک الشعرا شیخ فیضی نے یہ تاریخ اوسکی وفات کی نکالی فخر الکمل + اور مصنف صاحب نے شیخ کامل +
مادہ نکالا اور شریعت جدید + اسی چار ابرو کی صفائی کی تاریخ ہوئی آٹھوین محرم سنہ ایک ہزار دو کو
میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی جو ملک داور اور اوسکی نواحی کا
حاکم تھا اور اوسکے بڑے بھائی مظفر حسین میرزا کے پاس قندھار اور گرمسیر کی حکومت تھی اپنے بھائی سے
خفا ہوکر مع اپنے بیٹون اور حقیقی بھائیون اور تمام اہل و عیال کے اکبر کی ملازمت مین آیا حکیم عین الملک
وغیرہ امیرون کو اکبر نے اوسکے استقبال کے لیے روانہ کیا اور بہت سے ڈیرہ اور فراشخانہ اور ایک خنجر مرصع
اوسکے لیے بھیجا اور خانخانان اور زین خان کوکہ مع بہت سے امیرون کے حسب الحکم لاہور سے چار کوس تک
اوسکے استقبال کے لیے گئے جب وہ ملازمت مین آیا تو اکبر نے ایک کرور تنگہ نقد مرادی انعام مین دیکر

پنجہزاری کا منصب اور ملتان کی جاگیر اوسکو عنایت کی انہین دنون مین شیخ فیضی اور اوسکے چار مہینے کے بعد
حکام دکن کے ایلچی دربار مین آئے چونکہ برہان الملک نے خاطرخواہ پیشکش نہ بھیجی تھی اسلیے اکبر نے اکیسوین محرم کو
شاہزادہ دانیال کو اس مہم پر نامزد کرکے خانخانان اور راے سنگہ کو اوسکا وکیل مقرر کیا اور اور بہت سے امیر بھی
اوسکی ہمراہی کے لیے نامزد ہوئے اور خانخانان کی بیٹی کے ساتھ شاہزادہ کا نکاح کرکے ایک جشن عالی ترتیب دیا
اور اسقدر زر نقد اور اسباب جہیز مین ملا کہ ایک لشکر کا سامان اوس سے ممکن تھا پھر تمام اسباب سلطنت
اور شان وشوکت کی علامتین شاہزادہ کو دیکر اسس مہم پر رخصت کیا اور خود بھی اوسکے پیچھے پیچھے شکار کے ارادہ پر
سلطانپور کی ندی تک جو لاہور سے پچیس کوس ہے گیا وہان پھر اکبر کی راے بدلی اور شاہزادہ کو مراجعت کا
حکم دیا اور خانخانان کو بھی جو سرہند تک پہونچگیا تھا اسی مشورہ کیلیے لوٹایا اور بالاستقلال اوسکو اوس لشکر کا سردار
کرکے دوبارہ رخصت کیا اور خود لاہور مین واپس آیا اسی سال مین جمعہ کے روز اٹھارھوین جمادی الثانی کو میان
شیخ عبد اللہ ولد حضرت میان شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی اور جان پاک شیخ داؤد اونکی وفات کی تاریخ
ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہان تک جو مین نے واقعات لکھے ان سب کا ماخذ کتاب طبقات اکبرشاہی ہے
جسکا تاریخی نام مین نے نظامی رکھا ہے اور اوسکے مصنف نے بھی اسے سند کرکے اپنی کتاب مین داخل کیا ہے اسکے بعد
دو برس کے واقعات مین بطریق اجمال لکھتا ہون دوشنبہ کے دن اٹھائیسوین جمادی الثانی سنہ ایکہزار دو کو
تحویل آفتاب کی برج حمل مین ہوئی اور اکبر کے جلوس کو اونتالیسوان سال شروع ہوا اس مرتبہ بھی بدستور
سابق نوروز کے اٹھارہ دنون مین بڑے جشن رہے اور نئے نئے حکم نکلے اونمین سے ایک یہ تھا کہ کوتوال تمام شہر کے
محلون اور گھرون سے خبردار رہے اور ہر محلہ بات کا مچلکہ لکھوالے کہ جو شخص تاجر یا سپاہی یا اور کوئی
پیشہ ور اونکے محلہ مین نیا وارد ہو اوسکے حال سے خبردار رہین اور کسی مفسد اور چور کو اپنے محلہ مین نرہنے دین
اور جس کسیکا خرچ اوسکی آمدنی سے زیادہ دیکھین اوسکا حال کوتوال کی معرفت عرض کرین کیونکہ ضرور یہ
فضول خرچی اوسکی کسی ناواجبی روپیہ سے ہوگی اور خوشی اور ماتم خصوصاً نکاح اور ولادت اور خون اور اسطرح کی
سب حالون پر ہمیشہ کوتوال کو مطلع کرتے رہین اور کوتوالی کے سپاہی سب محلون اور کوچون اور بازارون کو
گھاٹون پر متعین رہین اور راستون کا ایسا انتظام ہو کہ کوئی شخص چھپ کر بھاگنے نپاوے اور سوداگر بھی
بلا اجازت اپنا مال نہ شہر مین لاوین نہ لیجاوین چاندی اور سونے اور ریشمی کپڑونکا ایک نرخ معین کیا تاکہ سب لوگ
بادشاہی نرخ سے خریدین اور اوسکا نفع خزانہ مین عائد ہو اور جو شخص مرے اوسکے مال پر ایک محافظ مقرر

ہوتا کہ بعد تحقیق کے اگر اوسکے ذمہ کچھ سرکاری قرضہ نکلے یا وہ شخص کروڑی یا عملدار یا فوطہ دار ہو تو اوسکا مال ضبط کیا
جاوے ورنہ اوسکے وارثون کو دیا جاوے اور جب تک داروغہ بیت المال اجازت نہ دیوے تب تک کسی مردہ کو دفن نہ کرین
اور اگر کوئی درسنیہ مریدون مین سے مرے تو اوسکی گردن مین کچھ کچا غلہ اور کچھ اینٹین باندھ کر دریا مین ڈال دین اور
جہان دریا نہو جلا دین یا خطائیون کے دستور کے موافق کسی پیڑ مین باندھ دین اور قبرستان بھی تعظیم آفتاب کی غرض
سے شہر کے مشرق کی سمت مقرر ہوا اور جب نکاح کرنا منظور ہو تو عوام الناس کی لڑکی لڑکا کوتوالی کے چبوترے پہ
جا کر کوتوال کے گماشتونکی نظر سے گذرین اور وہ اونکی عمرونکی خوب تحقیق کرلین بغیر اسکے ہرگز نکاح نہو ان معاملات مین
کوتوالی کے لوگون کو اسقدر روپیہ رشوت کا ملتا تھا کہ جسکا حساب نہین اور جو عورت عمر مین بارہ برس اپنے
خاوند سے بڑی ہو اوسکے ساتھ اوسکا شوہر جماع نکرے بلکہ کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کرے اور جو عورت بے پردہ
بازارون مین پھرتی ہو اور اسی طرح جو جیلہ گر عورت اپنے خاوند سے ہمیشہ لڑتی رہے وہ رنڈیون مین جاملے اور بھوک
کی بیتابی کے وقت ماں باپ کو اختیار ہے کہ اپنے بچون کو بیچ ڈالین اور جب پھر مقدرت ہو تو روپیہ دیکر چھڑا لین
اور اگر کسی ہندو کو لڑکپن مین زبردستی مسلمان کرلیا ہو تو اگر وہ چاہے تو پھر اپنے باپ دادا کے دین مین چلا جاوے
کوئی جبر کسی پر نکر سکے اور جو کوئی جس دین سے چاہے دوسرے دین مین انتقال کرے اور اگر کوئی ہندو عورت
کسی مسلمان پر عاشق ہو کر مسلمان ہو جاوے تو اوسکو جبراً پھر اوسکے اہل و عیال کے سپرد کردین بتخانہ اور دخمہ
اور کنیسہ وغیرہ بنانے مین کوئی کسی سے مزاحمت نکر سکے یہ احکام جو مجملاً لکھے گئے دینیات سے متعلق تھے تفصیل انکی
احاطۂ بیان سے باہر ہے پھر احکام ملکی و مالی تفصیل سے کہان بیان ہو سکتے ہین کسیقدر ابو الفضل نے اکبرنامے کے
دوسرے دفتر مین لکھے ہین تاریخ الفی کے دو دفتر ملا احمد تتہ رافضی نے اور تیسرا آصف خان نے لکھے تھے
اکبر نے مصنف صاحب کو اوسکے مقابلہ اور تصحیح کا حکم دیا چنانچہ انھون نے ملا مصطفی کاتب لاہوری کے
اتفاق سے ایک دفتر اوسکا درست کر کے شرف آفتاب کے دن پیش کیا اکبر نے اوسکو بہت پسند کیا اور کہا کہ
چونکہ ملا احمد نے یہ تاریخ متعصبانہ لکھی ہے اسواسطے دوسرے دفتر کو بھی تم ہی صحیح کرو مصنف صاحب نے
ایک سال مین اوسکا بھی مقابلہ کیا اور اس خوف سے کہ کہین تعصب کی تہمت انپر بھی نہ لگائی جاوے سوائے
اسکے کہ کہین سنون کی ترتیب مین کچھ ربط دیا اور کچھ اوس کتاب مین تعرض نکیا انھین دنون مین شیخ فیضی
ملک الشعرا نے ایک تفسیر قرآن کی سواطع الالہام نامی لکھی جسکی ضخامت بقدر پچھتر جزو کے تھی اور اول سے
آخر تک غیر منقوط تھی فقرے غیر منقوط اوسکی تاریخ مین بھی لکھے اور چند جزو اوسکی شہرت کے لیے عرب مین بھیجے

اسی سال مین فیضی نے اوسکی نظر ثانی کی + امرار ثانی + اوسکی تاریخ ہی تمام عالمون نے اسکی تقریظ مین بہت سی عبارتین لکھین چنانچہ شیخ یعقوب کشمیری نے بھی عربی مین بہت سی عبارت اوسپر لکھی اور میان امان اللہ سرہندی نے یہ تاریخ لکھی وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ + اور میر محمد حیدر معمائی نے سورۂ اخلاص بغیر بسم اللہ کے اوسکی تاریخ مین نکالی اور مصنف صاحب نے یہ مادہ نکالا مِنْ اَحْسَنِ التَّفَاسِيْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور ایک بہت سی تقریظ بھی اوسپر لکھی فیضی نے جو اوسکی تاریخین لکھی تھین اونمین سے بعضے فقرے یہ ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُحَصِّلُ الْمَرَامِ اَكْمَلُ سَوَاطِعِ الْاِلْهَامِ اَلْهَمُ الْمَحْرَرُ وَحْدَهٗ لَا طِرَاسُ الْكَلَامِ حُدُوْدُ اَسْرَارِ كَلَامِ اللّٰهِ الْمُرْسَلِ دُرَرُ اَلسِّرِّ رَسَمَ اللّٰهُ سِرَّ الِهِ عُلُوًّا + ماہ صفر ۱۰۰۲ھ ایک ہزار دو مین خواجہ ابراہیم حسین احدی نے جو مصنف صاحب کے بڑے دوستون مین تھے وفات پائی + اور خواجہ ابراہیم حسین + اونکے مرنے کی تاریخ ہی مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ مین نے اسی سال مین ایک قرآن خط نسخ مین بہت جلی اور خوش خط لکھکر تمام کیا اور اوسکی لوح اور جدول درست کر کے حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ جہنی والہ کے روضہ مبارک مین وقف کر کے بھیجدیا اسی سال کی ستر ھوین ذی قعدہ کو محمد قاسم خان میر بحر اور میرزا محمد زمان جو میرزا شاہرخ کا داماد تھا کابل مین مارے گئے تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ جب محمد زمان میرزا سفر حج سے واپس ہو کر بدخشان مین آیا بدخشان والے اوزبکون کی ظلم سے نہایت عاجز ہو گئے تھے اسوجہ سے اونھون نے محمد زمان کو اپنا سردار بنا کر اس امید پر کہ جب ضرورت ہوگی ہندوستان سے مدد ملیگی اوزبکون سے مقابلہ شروع کیا لیکن یہ امید انکی کبھی بر نہ آئی اور اوزبکون نے بہت سا لشکر لیکر محمد زمان پر حملہ کیا وہ حتی المقدور کئی برس تک اونسے لڑتا رہا آخر مجبور ہو کر چودہ پندرہ ہزار آدمیون کے ساتھ ہندوستان کو روانہ ہوا جب نواحی کابل مین پہونچا تو اوسنے اس قصد کو ملتوی کر کے بعضے آدمیون کے بہکانے سے اوس ملک مین سرکشی کا ارادہ کیا تب فوراً محمد قاسم خان حاکم کابل کے آدمیون نے اوسکو گرفتار کر لیا مگر [illegible] خان اوسکے ساتھ بڑی تعظیم سے پیش آیا اور اوسکے ساتھ آدمیون کو گھوڑے اور خلعت اور کچھ کچھ خرچ عنایت کیا اور دو سو سوار اوسکے ہمراہ کر کے یہ ارادہ کیا کہ سیر آبادالہ بسکی طرف روانہ کردے اسی اثنا مین محمد قاسم خان کے بعضے نوکر جو بدخشی اور کابلی تھے میرزا سے متفق ہو گئے اور دوپہر کے وقت محمد قاسم خان کی حویلی کا دروازہ توڑکر اندر گھس گئے اور محمد قاسم خان کی خوابگاہ پر جا اوسکو قتل کر ڈالا محمد قاسم خان کا بیٹا محمد ہاشم [illegible]

اوسنے اپنے باپ کے تو پچیون اور بعضے شاگرد پیشون کو اپنا متفق کرکے محمد زمان کا محاصرہ کیا ایک رات دن تک
بڑی لڑائی رہی آخر محمد زمان قتل ہوا اور اوسکا سر کاٹ کر اکبر کے پاس بھیجا اکبر نے محمد قلیچ خان کو جو چند روز
جملۃ الملکی کے منصب پر رہا تھا کابل کا حاکم کرکے بھیجا انھیں دنون مین خواجہ شمس الدین محمد خوافی
دیوان کل مقرر ہوا اور آصف خان بخشی کو کشمیر کیطرف وہان کے معاملات کی تحقیق کے لیے روانہ کیا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس سال مین چونکہ مجھپر پے در پے بہت سے حادثہ آئے اس سبب سے اللہ تعالی نے
فسق و فجور سے مجکو توبہ کی توفیق عنایت کی اور لفظ «استقامت» اوسکی تاریخ ہی اور ملک الشعراء شیخ فیضی نے
یہ تاریخ نکالی «لقد تاب شیخی عن الحوبۃ»، «وتاریخہ سابق التوبۃ» ابتداے محرم سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین
مین اکبر نے شیخ فرید بخاری کو جو بخشیگری مین آصف خان کا شریک تھا حکم دیا کہ کوہستان شمالی
مین جاکر وہان کے مفسد راجون کو حلقۂ اطاعت مین لاوے اور موافق حیثیت کے ہر ایک سے پیشکش
لیوے اسی سال مین اکبر راوی ندی سے عبور کرکے اوس نواحی مین پچیس روز تک سیر و شکار مین مصروف رہا
انھیں دنون مین اکبر نے فیضی کو پنج گنج تصنیف کرنیکا حکم دیا چنانچہ اوسنے پانچ مہینہ یا کچھ کم و بیش مین
نلدمن کا قصہ جو دونون عاشق و معشوق تھے اور یہ قصہ ہندوستان مین بہت مشہور ہے نظم کیا اوس مین
چار ہزار دوسو سے کسیقدر زیادہ شعر ہین فیضی نے کئی اشرفیون کے ساتھ یہ کتاب نذر کی اکبر نے اوسکو بہت
پسند کرکے اوسکی کتابت کا حکم دیا اور بہت سی تصویرین کھچوائین اور نقیب خان کو حکم دیا کہ اسکو بھی
نمبروار ہمارے سامنے پڑھا کرو مطلع اوس کتاب کا یہ ہے «ای در تگ و پوی تو ز آغاز» «عنقای نظر
بلند پرواز» مصنف صاحب لکھتے ہین کہ واقع مین یہ مثنوی ایسی ہی کہ ہندوستان مین بعد امیر خسرو کے
کسی نے ایسی مثنوی نہین لکھی انھیں دنون مین میرزا نظام الدین احمد کو اکبر کے مزاج مین بہت دخل ہوگیا
اور چونکہ اوسنے اپنے مہمات کے کام بڑی خوبی سے انجام دیے تھے اسوجہ سے اکبر نے بڑی عنایتین کرکے اپنے
مخلصون مین شامل کیا قلیچ خان سے اوسکو بہت رنج تھا اسلیے اکبر نے اوسکی خاطر سے قلیچ خان وغیرہ کو
جو دربار سے کبھی جدا نہوتے تھے دور دور کے ملکون مین بھیجدیا بزمانہ نظام الدین احمد کی عین ترقی کا تھا
یکایک پینتالیس برس کی عمر مین تپ محرقہ کے عارضہ سے اسی سال کی تئیسوین صفر کو انتقال کیا اوسکے
جنازہ کو لشکر سے لاکر لاہور مین اوسکے باغ مین دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کوئی ایسا شخص تھا
جو اوسکے جنازہ پر اوسکو یاد کرکے نروتا ہو خصوصاً مجکو بڑی خصوصیت اوس سے تھی اسوجہ سے میرا اوسکی

مفارقت مین برا حال ہوا اور یہ تاریخ اوسکی وفات کی مین نے لکھی ہے ؎ رفت مرزا نظام دین احمد ۔ سوی
عقبی و جست و زینہار رفت ۔ جوہر او ز بسکہ عالی بود ۔ در جوار ملک تعالی رفت ۔ قادری یافت سال
تاریخش ۔ گوہرے بے بہا ز دنیا رفت ۔ انھین دنون مین اکبر نے شیخ فرید بخاری کو جسے کوہستان سوالک کے
ضبط کرنے کے لیے روانہ کیا تھا خدمت بخشیگری کے لیے جو اوسپر متعین اور منحصر ہو گئی تھی بلا لیا اور قاضی حسین
قزوینی کو بجاے اوسکے نامزد کیا انھین دنون مین اعظم خان مکہ کے شریفون سے بڑی تکلیفین اوٹھا کر اور ساری
اپنی آن تان برباد کرکے سفر حج سے واپس آیا اور مریدون مین داخل ہو کر سجدہ اور لوازم ارادت اور اخلاص
کے بجا لایا اور ڈاڑھی بھی دور کی اور اکبر کے ہم نوالہ ہمپیالون مین سب پر بڑھ گیا صوبۂ غازی پور اور حاجی پور
اوسکو جاگیر مین عنایت ہوا اور اکبری مذہب کے احکام ابو الفضل سے سیکھتا تھا اسی سال کی نوین رجب
کو تحویل نوروزی واقع ہوئی اور اکبر کے جلوس کا چالیسوان برس شروع ہوا بدستور سابق سب آرایشین
ہوئین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ [illegible] دو دن پہلے اکبر نے مجکو [illegible] اپنے حضور مین
طلب کیا اور میرے سامنے شیخ ابو الفضل سے خطاب کرکے میری نسبت کہا کہ ہم انکو ایک جوان صوفی مشرب
سمجھتے تھے مگر یہ بڑے ہی متعصب نکلے ابو الفضل نے پوچھا کہ یہ انکی کس کتاب سے ثابت ہوا تو اکبر نے کہا کہ
یہی رزمنامہ یعنی مہابھارت موجود ہے اور کل نقیب خان کو بھی اس امر پر گواہ کر لیا ہے تب
ابو الفضل نے کہا کہ انکے قصور [illegible] آگے بڑھکے عرض کیا کہ جو کچھ ہندؤن نے
بتایا بعینہ وہی مین نے ترجمہ کر دیا ہے اگر کچھ اپنی طرف سے بڑھایا ہو تو البتہ قصوروار ہون ابو الفضل نے
بھی [illegible] عرض کیا تب اکبر خاموش ہو رہا اور سبب اس اعتراض کا یہ تھا کہ مین نے مہابھارت کی
یہ حکایت ترجمہ کی تھی کہ اہل ہند مین سے ایک استاد نے مرتے وقت حاضرون کو یہ وصیت کی کہ آدمی کو
چاہیے کہ جہالت اور غفلت کو چھوڑ کر سب سے پہلے خدا کو پہچانے اور فقط علم بلا عمل پر کفایت نکرے
کیونکہ اسکا کچھ نتیجہ نہین ہوتا اور برائیون کو چھوڑ کر نیکی کا طریقہ اختیار کرے اور یقین جانے کہ ہر عمل
کی کچھ باز پرس ضرور ہوگی اس مقام پر مین نے یہ مصرع لکھا تھا مصرع ہر عملی اجری و ہر کردہ جزائی دارد
اس معنی کو سوال منکر و نکیر اور حشر و نشر اور حساب اور میزان وغیرہ پر محمول کیا اور یہ اوسکے اعتقاد کے
مخالف تھا کیونکہ وہ سواے تناسخ کے کسی چیز کا قائل نتھا اور مصنف صاحب نے اکبر کے فقرہ کو
یہ بھی سمجھایا کہ سب اہل ہند نیکیون کی جزا اور برائیون کی سزا کے قائل ہین اور اونکا اعتقاد یہ ہے کہ

کہ جب کوئی شخص مرتا ہی تو اوسکی نامۂ اعمال جو ایک مؤکل مدت العمر سے لکھا کرتا ہے فرشتۂ قابض ارواح کے سامنے جسکا بادشاہ عدل نام ہی پیش ہوتے ہین وہ اوسکی نیکی اور بدی کو دیکھکر ایک کو دوسرے پر ترجیح دیکر یہ حکم دیتا ہے کہ اس شخص کو اختیار ہے کہ چاہے اول اپنی نیکیون کے بدلے بہشت کی لذتین اوٹھالے پھر اپنے گناہون کے بدلے دوزخ مین جاوے یا اسکے برعکس قبول کرے جب یہ مدت تمام ہوجاتی ہی تو پھر اوسکو دنیا مین لاکر ایسا قالب دیتے ہین جو اوسکے افعال کے مناسب ہو پھر وہ اسیطرح مدت تک دورہ کرتا رہتا ہی یہانتک کہ آخر کو نجات مطلق ملجاتی ہے اور اس اوگنون سے چھوٹ جاتا ہی غرض یہ معاملہ خیریت سے گذر گیا شرف آفتاب کے دن اکبر نے خودبخود صدر جہان سے کہا کہ حضرت خواجہ اجمیری کے روضہ پر کوئی متولی نہین اگر ہم مولوی عبدالقادر یعنی (مصنف صاحب) کو اس خدمت پر مقرر کردین تو تمھاری رائے مین کیسا ہی اونسے جواب دیا نہایت مناسب ہے مصنف صاحب بھی اس خدمت ملجانے کی بڑی کوشش مین رہے کئی عرضیان بھی لکھین مگر کچھ نتیجہ نہوا رمضان کی چاندرات کی شب مین صدر جہان نے عرض کیا کہ مولوی عبدالقادر کی رخصت کے باب مین کیا حکم ہوتا ہے تو اکبر نے جواب دیا کہ یہان بھی اونسے بہت کام متعلق ہین اور کبھی کبھی ہم اونسے کوئی خدمت لیلیتے ہین وہان کے لیے کسی اور کو پیدا کرو اور اسی کے قریب ایک روز مصنف صاحب کے سامنے شیخ ابوالفضل سے کہا کہ اگرچہ عبدالقادر روضۂ خواجۂ اجمیری کی خدمت کے لائق ہین لیکن ہماری خاطر خواہ کتابون کا ترجمہ بھی خوب کردیتے ہین اسلیے ہم انکو اپنے پاس سے جدا کرنا نہین چاہتے ہین شیخ نے اور سب حاضران مجلس نے اس امر کی تصدیق کی اوسی روز حکم ہوا کہ ہندی کہانیون کی کتاب جسکا ایک ٹکڑا سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے ترجمہ کرایا ہے اور اوسکا نام بحر الاسمار رکھا اوسکے بقیہ کا بھی ترجمہ کرو اور اوسکی جلد اخیر کو جسکی ضخامت ساٹھ جزو ہے پانچ مہینہ کے عرصہ مین تمام کرو انھین دنون مین ایک رات اکبر نے مصنف صاحب کو اپنی خوابگہ خاص مین پاے تخت کے قریب بلایا او تمام رات صبح تک طرح طرح کی باتین اور قسم قسم کی حکایتین پوچھتا تھا پھر حکم دیا کہ جلد اول بحر الاسمار کی جو سلطان زین العابدین نے ترجمہ کرائی ہے اوسکی فارسی پرانی غیر مشہور ہے اوسکو بھی از سر نو زبان حروف مین ترجمہ کرو مصنف صاحب نے زمین بوس کرکے بدل وجان قبول کیا اکبر نے ملتفت ہوکر دس ہزار تنکہ مرادی اور ایک گھوڑا انعام مین دیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یقین ہی کہ دو تین مہینہ مین یہ کتاب تمام ہوجائیگی اور اسکے وسیلہ سے مین وطن کی رخصت مانگونگا اسی سال مین حدود ہندیہ سے

حکیم عین الملک اور شہباز خان کی عرضیان آئین اونکا مضمون یہ تھا کہ برہان الملک کو اوسکی بدسلوکی
کی وجہ سے لوگون نے قتل کر ڈالا اور اسکے بیٹے کو جسکی عمر بارہ برس کی ہی اوسکی جگہ بٹھایا یہ سنکر فوراً
اکبر نے ایک فرمان شاہزادۂ سلطان مراد کے نام اور دوسرا خانخانان کے نام بھیجا کہ بہت جلد تسخیر دکن کیطرف
متوجہ ہو اسی سال کے شروع ذی الحجہ مین شاہ بیگ خان کابلی قندھار کو گیا اور میرزا مظفر حسین حاکم
قندھار نے ہمراہ قرابیگ حاکم قندھار کے اکبر کی ملازمت حاصل کر کے ایک جواہر بیش قیمت مع اور بہت سی
عمدہ چیزون کے پیش کیا اکبر نے بھی اوسپر بہت سی مہربانیان کین شاہ بیگ خان نے داور مین جاکر ایک
بڑی بھاری فوج ساتھ لیکر اوزبکون سے مقابلہ کیا اور اونکو شکست دی اور اکثر اونکے سردارونکو قتل کر کے
جو باقی رہے اونکو خلعت دیکر خلاصی بخشی کچھ لوگ بھاگ کر ایک قلعہ مین بند ہو گئے تھے بہت سی توپین مار کر
اوس قلعہ کو بھی فتح کیا پھر وہان سے آگے بڑھ کر گرمسیر پر بھی قبضہ کر لیا اسی سال مین اکبر نے صوبہ جیتور
میرزا رستم کو حوالہ کیا اور ولایت سنبھل شیخ ابو الفضل سے نکال کر میرزا قندھاری کی جاگیر مین دی اور
ملتان کو جو میرزا رستم کے ظلم سے بالکل تباہ ہو گئی تھی خالصہ کر لیا انھین دنون مین سید خان مغل منگالہ
سے آیا اور بہت سے ہاتھی اور طرح طرح کا اسباب اور اوس ملک کے عمدہ عمدہ تحفہ عیسی خان وہانکے
زمیندار کی طرف سے پیشکش لایا اسی سال مین شیخ یعقوب کشمیری صرفی تخلص دربار سے رخصت ہو کر وطن کو
گیا اور وہان اوسنے انتقال کیا اسی سال مین ذی الحجہ کی ستائیسوین شب کو حکیم عین الملک نے جو بطور
رسالت کے راجہ علیخان کے پاس گیا تھا اور سے وہان سے ہنڈیہ اپنی جاگیر مین آکر پانچ مہینہ بیمار رہکر
وفات پائی تیسری محرم سنہ ایک ہزار چار کو حکیم حسن گیلانی نے جو ایک درویش منش اور بڑا خلیق
آدمی تھا انتقال کیا انھین دنون مین شیخ موسی گیلانی قادری ولد مخدوم شیخ حامد چھوٹا بھائی
شیخ عبد القادر کا جو اچھہ مین سجادہ نشین ہین اکبر کی ملازمت مین آکر پانصدی کے منصب پر
سرفراز ہوئے انھین دنون مین صدر جہان ہزاری کا منصب پاکر مع اپنے دونون بیٹون کے
اکبر کے خاص مریدون مین داخل ہوا اور جب اوسکو منصب ہزاری ملا تو عرض کیا کہ میری ڈاڑھی
کی نسبت کیا حکم ہوتا ہی اکبر نے کہا رہنے دو اور اوسی روز ملا تقی شستری جو آج کل حسب الحکم
شاہنامہ کا ترجمہ نثر مین کیا کرتا ہی اور جب آفتاب کا ذکر آتا ہی تو جلت عظمتہٗ یا عز شانہٗ
... اور ... قسم کا لفظ لکھدیتا ہے اور شیخ زادہ گوسالہ خام خام بنارسی اور ملا شاہ محمد

شاہ آبادی اور صوفی احمد مطرب جو اپنے آپکو حضرت غوث الثقلین رضی کی اولاد مین منسوب کرتا تھا اکبر کے
مرید ہوئے اور سب نے صدی سے پانصدی تک کے منصب پائے اور ڈاڑھیان بھی دور کین + موتراش چہل
اونکی تاریخ ہے یہ احمد وہی ہے جو اپنے آپکو شیخ احمد بکری مصری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بلکہ خلیفہ کامل
بتلاتا تھا اور کہتا تھا کہ مین شیخ کے اشارہ سے ہندوستان مین آیا ہون کیونکہ بارہا مجھسے کہا کرتی تھی
کہ بادشاہ ہند کو کچھ لغزش واقع ہوگی اور تو جاکر اوسکی دستگیری کرکے اوس مہلکہ سے نجات دیگا
حالانکہ اب یہان معاملہ برعکس ہوگیا گوسالہ بنارسی شیخ ابو الفضل کے وسیلہ سے تقرب کے مرتبہ
پہونچکر بڑی مکاری اور حیلہ گری سے بنارس کا کروری ہوگیا تھا اور وہان وہ ہوش سے باہر ہوکر ایک
رنڈی پر عاشق ہوا احمد بھی جسکا ذکر ابھی ہوچکا اوسی فاحشہ پر مائل تھا بنارسی نے اوسکو بہت سا
روپیہ دیکر اپنے موکل اوسکے مکان پر مقرر کیے رنڈیون کے داروغہ نے اس امر سے اکبر کو مطلع کیا چنانچہ
اوسنے ایک شب نوروز کی مجلس مین احمد سفلی اور ملا شاہ محمد کی دو صدی کی جاگیر کو جو امن کوہ مین تھی
اور اوسمین دونون شریک تھے تغیر کیا اور بنارسی کو بھی بلا لیا ملک الشعرا شیخ فیضی نے جو چھ مہینہ سے
سخت بیمار تھا اور ضیق النفس اور استسقا اور ہاتھ پانون کا ورم اور خون کی قی اور طرح طرح کے
امراض متضادہ اوسکو عارض ہوگئے تھے دسوین صفر کو انتقال کیا اور چونکہ اوسکو مسلمانون کی
ضد پر رات دن کتون سے بہت سا خلط تھا حالت نزع مین اوسکے منھ سے بعینہ ایسی آواز نکلتی تھی
کہ جیسے کتے بھونکتے ہین اور دین اسلام سے ایسا اوسکو انکار تھا کہ مرتے وقت بھی ایک عالم نے شرع سے
اوسنے وہی الحاد کی بہت سی گفتگو کی جسپر پہلے سے جما ہوا تھا اوسکی تاریخ یہ ہے وہ فلسفی و شیعی و
طبیعی و دہری + اور ایک مادہ یہ ہے کہ + قاعدۂ الحاد شکست + حالت نزع مین اکبر بھی اوسکی عیادت
کو گیا تھا اور اوسکا سر اوٹھا کر کئی مرتبہ چلایا کہ شیخ جیو حکیم علی کو ہم ساتھ لائے ہین کچھ بولتے نہین
جب اوس سے کچھ نہ بولا گیا تو اکبر نے بیتاب ہوکر اپنی پگڑی زمین پر پھینکدی اور ابو الفضل کی کچھ تسلی کرکے
چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد خبر آئی کہ وہ مرگیا تھوڑے دنون کے بعد حکیم ہمام نے بھی چھٹی ربیع الاول کو
انتقال کیا ساتوین کو کمالائی صدر گیا اور دونون کے مال اوسیوقت ضبط ہوگئے اور وہ بیچارہ
کفن تک کے محتاج رہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکبر کے زمانہ سے آج تک کے واقعات یہی تھے جو مین نے

اپنی دانست مین صحیح صحیح لکھا ہے لیکن اگر نظر تفصیل سے دیکھیے تو دریا مین سے ایک قطرہ ہے اگر کہین سنونکی ترتیب مین کچھ تقدیم و تاخیر ہوگئی ہو تو وہ غلطی تاریخ نظامی کی ہوگی جو اس کتاب کی اصل ماخذ ہے

ذکر اولیای عہد اکبر شاہی

میان حاتم سنبھلی یہ بڑے عالم تھے مدتون انواع علوم کا فیض انکی ذات سے جاری رہا کمالات صوری و معنوی اونمین جمع تھے تحصیل علم کے زمانہ مین یکایک حال اونپر غالب ہوا اور قیل و قال ظاہری کو ترک کر کے اپنے اوستاد شیخ عزیز اللہ دانشمند طلبنی رحمۃ اللہ علیہ کے جو بڑے عالم ربانی اور ولی کامل تھے مرید ہوئے اور کچھ طریقہ سلوک کے شیخ علاء الدین چشتی دہلوی قدس اللہ سرہ کی خدمت مین حاصل کیے اور اندونون بزرگوارون سے طالبون کی تکمیل اور تعلیم کی اجازت لی ابتداے جذبہ مین دس برس تک سنبھل اور امروہہ کے جنگلون مین سر و پا برہنہ پھرتے رہے اس عرصہ مین کبھی اونکی بستر کو پیٹھ نہ لگی نہ سر نے تکیہ سے آرام پایا ذوق سماع اونکی طبیعت پر غالب تھا جب کچھ گفتگو کرتے یا مسکراتے تو بیساختہ لفظ اللہ اونکی زبان مبارک سے نکلجاتا تھا کیفیت کا اونپر ایسا غلبہ ہو گیا تھا کہ بہت سا راگ سننے کی تاب نتھی تھوڑے سے ہی نغمہ پر بے اختیار ہوجاتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب میری بارہ برس کی عمر تھی تو سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ مین اپنے والد ماجد کے ساتھ سنبھل کو گیا تھا اور وہان اونکی ملازمت مین حاضر ہوا اور قصیدہ بردہ مین نے اونکی خانقاہ مین یاد کیا اور اونکی اجازت حاصل کی اور فقہ حنفی مین کتاب کنز کے بھی چند سبق اون سے تیمناً تبرکاً پڑھے اور اونکے مریدون مین داخل ہوا اونھون نے میرے والد سے فرمایا کہ ہمنے تمھارے لڑکے کو کلاہ و شجرہ اپنے اوستاد میان شیخ عزیز اللہ کی طرف سے اسلیے دیا ہے کہ علم ظاہری سے بھی فائدہ اوٹھاوے حضرت ممدوح سنہ ۹۶۹ نوسو اونہتر مین جوار قرب ایزدی مین پہونچے درویش دانشمند اونکی وفات کی تاریخ ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چونکہ میرے والد سے اونکو ایک نسبت خاص تھی اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حسن اتفاق سے اوسی روز اونھون نے بھی وفات پائی شیخ جلال تھانیسری یہ شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے بہت دنون تک علوم دینیہ کا افاضہ کرتے رہے آخر علوم رسمیہ کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کی اکثر اوقات شریف اونکے ختم قرآن مجید اور ... اللہ مصروف رہتے تھے اور عمر اونکی نوے برس کی ہوگئی تھی نہایت

نحیف و ضعیف تھے فقط پوست و استخوان باقی تھا اگرچہ بیٹھنے اور حرکت کرنے کی قوت تھی اور ضعف کی
وجہ سے ہر وقت تکیہ لگائے لیٹے رہتے تھے مگر جب اذان سنتے فوراً بے دوسرے کی مدد کے کھڑے
ہو جاتے اور جوتیان پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بذات خود آداب طہارت اور نماز کا اہتمام کرتے اور جب
اوس سے فارغ ہوتے تو پھر موافق معمول کے بستر پر کے لیٹ جاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
مین دو مرتبہ اونکی خدمت مین حاضر ہوا اول مرتبہ ۹۶۰ھ نوسو ساٹھ مین جب وہ تھانیسر کے معافیدارون
کی سفارش کے لیے آگرہ مین تشریف لائے تھے اور دوسری مرتبہ ۹۸۱ھ نوسو اکاسی مین حسین خان کے
ساتھ تھانیسر مین جس زمانہ مین وہ الغ میرزا کے تعاقب مین جاتا تھا اور اونکو دیکھا تو گویا ایک نور کا
تو وہ مجسم تھے ۹۸۹ھ نوسو نواسی مین اونھون نے اس جہان فانی سے رحلت کی شیخ محمد غوث گوالیاری
یہ شیخ ظہور اور حاجی حضور عرف حاجی حمید کے مرید تھے سلسلہ شطاریہ مین اونکی نسبت سلطان
العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ تک پہونچتی ہے بارہ برس تک کوہ چنار اور اوسکی نواحی
مین سخت ریاضتین کرتے رہے غارون مین مسکن بنایا تھا اور فقط درختون کے پتے غذا تھی علم
دعوت اسمار مین بڑے مقتدا اور صاحب تصرف تھے اس علم کی اجازت اونھون نے اپنے بڑے بھائی شیخ پھول
سے جو صاحب کرامات اور خوارق تھے حاصل کی تھی ہمایون بادشاہ ان دونون بزرگوارونکا نہایت معتقد تھا
اور جو خلوص اوسکو ان سے تھا کسی سے نتھا طریقہ دعوت اسمار کا بھی ان سے سیکھا کرتا تھا جب شیر شاہ کا
زمانہ آیا تو اوسنے شیخ ممدوح کو ایذا دینی شروع کی اس سبب سے اونھون نے گجرات کا سفر اختیار کیا
وہان کے سب حکام اور سلاطین بھی انکے بڑے معتقد ہوئے اور میان شیخ وجیہ الدین جو بڑے عالم اور
عامل تھے انکی اطاعت کے حلقہ مین داخل ہوئے یہ سب انکے کمالات کا ظہور تھا بہت سے نامی مشائخ دہلی
اور گجرات اور بنگالہ مین انھین کے فیض یافتہ ہین اور ابھی تک اونکے کمال کا اثر باقی ہی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے ۹۶۰ھ نوسو ساٹھ مین اونکو آگرہ کی بازار مین دیکھا تھا سوار ہوئے جاتے تھے اور اسقدر
ازدحام اونکے گرد تھا کہ گویا راستہ بند ہو گیا تھا اور بار بار دائین بائین وہ لوگون کو سلام کا جواب اسقدر
جھک جھک کر دیتے تھے کہ اونکی پیٹھ قریب بوس زمین کے پہونچ گئی تھی اوسی سن مین گجرات سے آگرہ مین آئے تھے
اور اونھون نے بہت سے وسیلہ اور واسطے پیدا کرکے صغر سن مین اکبر کو ترغیب و تحریص دیکر اپنے مریدون

موافقت نہوئی اسوجہ سے آزردہ ہوکر گوالیار کو چلے گئے اور مریدونکی تعلیم مین مصروف ہوئے وہان اونھون نے ایک خانقاہ بنوائی اور سماع اور سرود کے شغل مین مصروف رہتے تھے علم تصوف مین کئی کتابین بھی تصنیف کین فقیر یکے لباس مین یہ شخص بڑا صاحب جلال تھا ایک کرور تنگہ انکی مدد معاش مقرر تھی جو کوئی انکے پاس آتا تھا اگرچہ کافر ہو تعظیم کو کھڑے ہوجاتے تھے اس حرکت پر سب فقرا انپر ملامت کرتے تھے خدا جانے اونکی کیا نیت تھی شعر چون رد و قبول ہمہ در پردہ غیب ست ٭ زنہار کسی را نکنی عیب کہ عیب ست ۹۷۰ھ نو سو ستر مین اونھون نے اسّی برس کی عمر پاکر آگرہ مین وفات پائی گوالیار مین دفن ہوئے سخاوت اونکی حد سے زیادہ تھی مشہور ہے کہ کبھی لفظ من اونکی زبان پر نگذرتا تھا اور ہمیشہ اپنے آپکو فقیر کہکے بولتے تھے یہانتک کہ جب کسیکو غلہ دینا منظور ہوتا تھا تو یون کہا کرتے تھے کہ اسقدر میم و نون فلانے شخص کو دیدو تاکہ من کا لفظ زبان سے نہ نکلے شیخ برہان الدین یہ بڑے زاہد اور متوکل اور متقی اور تعلقات سے محض آزاد اور صاحب استغنا اور گوشہ نشین تھے مشہور ہے کہ انھون نے تین روز مین میان آلہ داد باری والہ کی صحبت سے جو ایک واسطے سے میر سید محمد جونپوری کے مرید تھے سب فیض حاصل کیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گئے ریاضت بھی اونھون نے بہت کی تھی اور حضور قلب خوب حاصل تھا پچاس برس تک اونھون نے بالکل حیوانات کا اور سوا اسکے اور اکثر کھانون کا ترک کیا تھا فقط کسیقدر دودھ اور شیرینی پر اکتفا کرتے تھے آخر عمر مین پانی بھی چھوڑ دیا تھا بالکل ایک ہیئت روحانی نظر آتے تھے کالپی مین ایک نہایت تنگ و تاریک اونکا حجرہ تھا اوسی مین ہمیشہ ذکر اور فکر اور مراقبہ مین مشغول رہتے تھے پاس انفاس موافق طریقہ مہدویہ کے اونکا معمول تھا اور اگرچہ علوم عربیہ مین سے شیخ نے کچھہ پڑھا تھا مگر قرآن کی تفسیر بہت اچھی طرح بیان کرتے تھے کشف قلوب بھی اونکو بہت اچھی طرح حاصل تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے ۹۶۷ھ نو سو سرسٹھ مین سفر جنار سے واپس آتا تھا رات کے وقت شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اونھون نے بڑی بڑی بلند باتین کین اور اثنائے گفتگو مین کچھہ اپنی ہندی کے شعر جنمین وعظ و تصوف اور ذوق اور توحید اور تجرید کا مضمون تھا پڑھے دوسرے دن مہر علی سلدوز جسکے مزاج مین باوجود درویش دوستی کے ظلم اور مردم آزاری بہت تھی مصنف صاحب کے ساتھہ اونکی ملاقات کو گیا اتفاقاً اوسنے سوار ہونے سے تھوڑی دیر پہلے اپنے نوکرونکو بہت سی مارپیٹ کی تھی اور فحش گالیان دی تھین شیخ نے پہلی ہی ملاقات مین یہ حدیث پڑھی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ

من لسانہ ویدہ" یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے
مسلمانون کو ایذا نہ پہونچے اور اسی تقریب مین اونہون نے بہت سے نکتہ بیان کیے مہر علی نے سمجھکر بہت
سی عذر خواہی کی اور ندامت اور خجالت ظاہر کی اور دعا کا التماس کیا اور کسیقدر نذر پیش کی مگر قبول
نہوئی شیخ ممدوح نے سو برس کی عمر پاکر ۹۷۰ نوسو ستر مین وفات پائی مصنف صاحب نے یہ تاریخ
اونکی لکھی ہے "دل گفت کہ شیخ اولیا بود" اور اونکی وصیت کے بموجب حجرہ مین اونکو دفن کیا شیخ محمد کنبو
سنبھلی یہ قادریہ کے سلسلہ مین بڑے صاحب ذوق و وجد تھے ابتدا سے حال مین اونہون نے ریاضت
اور مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اونکی بہت اچھی تھی جب اونپر کیفیت غالب ہوتی تھی تو کچھ گایا کرتے تھے اوس وقت
سب حاضرین مجلس پر رقت طاری ہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابھی تک میرے دل مین اوس
سماع کا اثر باقی ہے ابتدا سے حال مین علوم ظاہری کا کسب بھی کرکے کچھ دنون افادہ فرمایا ہمیشہ عشق مجازی سے
بھی تعلق رکھتے تھے اس معاملہ مین بھی اونکو بڑی بیتابی اور اضطرابی رہتی تھی اسی سبب سے شیخ محمد عاشق
اونکا نام مشہور تھا ۹۸۵ نوسو پچاسی مین اونہون نے ملک آخرت کو رحلت کی اور "ششم از شوال" اونکی
وفات کی تاریخ ہے شیخ فخر الدین یہ ایک پیر نورانی متوکل صاحب خلوت و عزلت تھے ریاضت بھی بہت
کرتے تھے اپنے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے ہر جمعہ کو اونکی خانقاہ مین صوفیون کا مجمع ہوتا تھا اور مجلس سماع کی
منعقد ہوتی تھی اور کوئی کیسا ہی سماع کا منکر ہو مگر اوسکو بھی حال آجاتا تھا شیخ کا وجد اور لوگون مین
بڑا اثر کرتا تھا جب اوس مجلس سے فارغ ہوتے تھے تو دسترخوان بچھتا تھا بادشاہ فقیر سب اونکی مجلس
مین برابر تھے بیرام خان خانخانان بھی ہمیشہ جمعہ کی نماز اونہین کی مسجد مین پڑھا کرتے تھے اور اونکی
صحبت کے اثر سے اوسپر بھی بڑی رقت طاری ہوتی تھی اور بیٹھنے اوٹھنے اور کھانا کھانے مین کچھ اور لوگون سے
اوسکو امتیاز نہوتا تھا شیخ عزیز اللہ انمین معرفت الہی اور محبت کا بڑا اثر تھا اور نہایت سوز و گداز
اور صفائی قلب اونکو حاصل تھی بڑے صاحب ذوق تھے رات دن رویا کرتے تھے اگر ذرا گانے کی
بھنک اونکے کان مین پڑجاتی تھی تو ایسے بیتاب ہوجاتے تھے کہ گویا آگ لگ جاتی تھی صبح و شام سماع کی
مجلس اونکی معمول تھی اوسوقت اگر پتھر پر بھی اونکی نظر پڑجاتی تھی تو گویا موم سے بھی زیادہ نرم ہوجاتا تھا
اپنے پدر بزرگوار شیخ حسن کے مرید تھے اپنے بڑے بھائی شیخ محمد حسن سے بھی جو شیخ مان پانی پتی کے
مرید تھے کچھ فیض [illegible]

بیٹھے ہوتے اور کوئی محتاج شخص کسی کافر سے بھی اونکی سفارش چاہتا تو گو کتنی ہی مسافت بعید پر پیادہ پا
بے تکلف چلے جاتے تھے اونکی حاجت روائی کرتے تھے اور پھر اپنے گھر آنکر چلہ مین بیٹھ جاتے تھے گویا اس کام
سے چلہ اونکا نہین ٹوٹتا تھا اپنی عبادت پر لوگون کی حاجت روائی کو مقدم جانتے تھے اگر کوئی کافر یا ظالم
اول مرتبہ اونکی سفارش نہین قبول کرتا تھا یا عمدًا گھر سے نہین نکلتا تھا تو تمام دن اوسکے گھر منتظر بیٹھے
رہتے تھے اور دوسرے دن بلا انکار پھر اوسکی مجلس مین جاتے تھے مطلق کدورت اونکی خاطر مین نہ آتی تھی آخر
وہ شخص خود شرمندہ ہوکر اونکے پانون پر گر پڑتا تھا اور اوس فقیر کی حاجت پوری کر دیتا تھا ایک روز
شیخ نظام الدین اولیا کے مزار پر موافق معمول کے مجلس سماع مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک دیوانہ نے چیخ مارکر شیخ
کو زانو پکڑکر اوٹھایا اور سرنگون زمین پر دے مارا پگڑی بھی اونکی پریشان ہوگئی مگر مطلق تغیر اونکے مزاج
مین نہ آیا اور اوسکے وجد و حال کا گمان کرکے معذور رکھا اوس دیوانہ نے دوبارہ بھی حرکت کی اوسوقت
حاکم شہر نے اوسکو سزا دینے کا ارادہ کیا شیخ نے بہت عذر خواہی کی اور اوس دیوانہ کو اپنی حمایت مین
لیکر کسی قسم کا آسیب اوس پر نہ آنے دیا شیخ ممدوح علوم ظاہری مین بھی کامل تھے تفسیر عرائس اور
عوارف اور فصوص الحکم اور اوسکی شرحین ہمیشہ شاگردون کو پڑھایا کرتے تھے اونمین سے ایک رسالہ
عینیہ ہی جو اونھون نے شیخ مان پانی پتی کے رسالہ غیریہ کے مقابلہ مین لکھا تھا اور اوسمین مسئلہ
وحدت وجود کے بہت باریک نکتہ بیان کئے ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین خانخانان
کی لڑائیان ہورہی تھین مین بھی کئی برس اونکے درس مین مستفیض رہا اور بہت سی کتابین او
تصوف کے رسالہ سنے ۹۷۵ھ نوسو پچہتر مین اونکا انتقال ہوا اور قطب جہان حقیقت نماند + اونکی وفات
کی تاریخ ہے اونکی عادت تھی کہ اپنی تصنیف کتابون اور خطون مین ذرہ ناچیز عبدالعزیز ہمیشہ اپنا نام
لکھا کرتے تھے اتفاقًا + ذرہ ناچیز + بھی اونکی وفات کی تاریخ کا مادہ نکلا شیخ سلیم چشتی یہ مخدوم شیخ فرید
رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے ہین اصل اونکی دہلی سے ہے خلیفہ اور مرید خواجہ ابراہیم کے ہین جو چھٹی پشت
مین خواجہ فضیل عیاض کی اولاد مین تھے خشکی اور تری کے راستہ سے دو مرتبہ سفر حج کو گئے اور روم
اور بغداد اور نجف اشرف وغیرہ مغرب کے شہرون کی خوب سیر کی حج کے موسم مین مکہ کو آجاتے تھے
اور حج سے فارغ ہوکر پھر سیر و سفر مین مصروف ہوتے تھے چنانچہ اسیطرح اونھون نے اپنی عمر مین
بائیس حج ادا کیے چودہ اول مرتبہ اور آٹھ دوسرے مرتبہ اخیر مرتبہ چار برس مکہ مین رہے اور چار برس

مدینہ مین مگر ہر سال ایام میلاد مین مدینہ مین اور موسم حج مین مکہ مین آجاتے تھے مرتبہ اخیر مین شیخ یعقوب کشمیری بھی اونکے ساتھ تھے اونھون نے مکہ مین پہونچنے کی یہ تاریخ لکھی ہے ؎ شکر خدا را کہ بہ محض کرم + منزل ما شد حرم محترم + ہر کہ بپرسید ز تاریخ سال + نحن اجبناہ دخلنا الحرم + اون ملکون مین انکا نام شیخ اللہ مشہور ہے شریعت مصطفوی پر قائم ہوکر انھون نے اسقدر ریاضتین کی ہین کہ کسی شیخ کو کم نصیب ہوئی ہونگی نماز پنجگانہ اونکی طہارت اور غسل کے ساتھ جو ہر روز کا معمول تھا کبھی جماعت سے فوت نہوتی تھی جب شیخ مان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اونکی صحبت مین آئے تو اونھون نے پوچھا کہ آپ مقصد پر کس طرح پہونچے تو اونھون نے جواب دیا کہ طور ما دل بر دلست اور بعضے منتخب التواریخ کے نسخون مین لکھا ہے کہ طور ما بر دلست واللہ اعلم بہت سے مشایخ انکی صحبت سے کامل ہوکر ان کے قائم مقام ہوگئے اونھین مین سے ایک شیخ کمال الوری تھے جنکے دل مین عشق کی آگ بھڑک رہی تھی اور ایک شیخ پیارے بنگالی جو بنگالون کے شہرون مین بہت مشہور ہین اور ایک شیخ فتح اللہ ترین سنبھلی اور ایک شیخ رکن الدین اجودھنی اور ایک حاجی حسین جو اونکے سب خلیفون مین عمدہ اور فتحپور مین اونکی خانقاہ کے خادم تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب شیخ دوسری مرتبہ ہندوستان مین تشریف لائے تو مین نے سنا تھا کہ اونکو عربی عبارت مین بڑی مہارت ہے اسلیے مین نے بھی ایک خط عربی مین اونکو بداون سے لکھکر بھیجا اور اوسمین دو تاریخین اونکی تشریف آوری کی لکھی تھین جو پہلے مذکور ہوچکی ہین اوس مکتوب کی بعینہ نقل کیجاتی ہے

نقل مکتوب

انّ الدّین عند اللہ الاسلام شعر سلام علی طائفی کعبۃ + بہ حلّ من فاق کلّ الانام
سلام علی عاکفی منزل + یطوفہا نمّج الکرام + اتحف وظائف دعوات عطرت نسائم نسمائہا صوامع جوامع القدس وابلغ صحائف تحیات فوحت روائح فوائحہا محافل نوافل الانس الی حضرۃ علیہ وسدّۃ سنیّۃ ہی مسجد جباہ اکاسرۃ الزمان ومقبل شفاہ قیاصرۃ الدوران الذی لا یحیط الوہم بادراک القابہ والالقاب مطروحۃ دون بابہ جناب الشمس مستغنی عن التعریف والتوصیف اعنی حضرۃ قدوۃ الانام مقتدی الامام شیخ الاسلام لا زال

[illegible]

المستضعفین خصوصاً ولما کانت ناشیة عن صدق النیة ومبعثة علی خلوص
الطویة التوقع شرف القبول ومن الله الفوز بکل مامول ومسول بعد اداء ما وجب
علی رقبة الرقیة وذمة المهجة فلیکن علی الضمیر المنیر والمرآت الغیبة لا محالة
علی الخاطر الخطیر والسجنجل اللازمیة واضحا ان شدة ایام الفراق وحدة الم
الاشتیاق لا یندرج شطر شطر منها فی ظروف الحروف ولو ان ما فی الارض من
شجرة اقلام والبحر یمده فی مرور الزمان والصروف والقلب اصدق شاهد کتشهد

شعر الله یعلم ان النفس قد تلفت + شوقا الیک ولکن امنیها + نظرت منک
یا سؤلی ویا املی + اشهی الی من الدنیا وما فیها + والعبد المستهام سعی سعیا
تاما ان یحظی بملاقاته الشریفة ویستمع من مقالاته اللطیفة لکن التقدیر
لم یساعد التدبیر والعروج علی فلک العلی لیس بیسیر شعر ما کل ما یتمنی
المرء یدرکه + تجری الریاح بما لا تشتهی السفن + مع هذا الاعتماد
بشرائف الکرام الالهیة واثق والرجاء بلطائف النعم الغیر المتناهیة صادق
ان تقر العین بمشاهدة جماله کما ان القلب مملو عن ملاحظة خیاله ان
الله مجیب غیر مخیب شعر وارجو من الله نیل المواهب + وربی لما یبتغی
العبد واهب + ولیس من کرمه البدیع بعیدا ان یقرئ بفاتحة فاتحة و
ید عونی بدعوة صالحة ولیس یجرئ ان یجری ازید من هذا اقدام القلم
علی بساط الانبساط ویترنم ورقاء العبارة علی غصن دوحة النشاط
والاقتصار علی هذا القدر اولی والاختصار علی الدعاء انسب واحری لا زالت
ذاته العالیة مصونة عن طوارق الحدثان ومامونة عن بوارق الملوان

شعر بقیت بقاء الدهر یا کهف اهله + وهذا دعاء للبریة شامل

اجاب الله دعاء عبده بحق من لا نبی من بعده

مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ میں شیخ اعظم بدایونی کے وسیلہ سے جو شیخ مذکور کی برادری کا ایک
شخص اور اوسکا داماد بھی تھا میں شیخ مذکور کی ملازمت میں حاضر ہوا اثنائے گفتگو میں شیخ ممدوح نے پوچھا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رض کی قبروں کی صورت حاشیہ میں کیا لکھی ہے مصنف صاحب نے
دو قول بیان کیے شیخ نے کہا کہ سہروردی نے واقعہ صاعقہ میں تینوں قبروں کی صورت لکھی ہے اور اون میں
پہلے قول کو ترجیح دی ہے غرض مصنف صاحب دور دور موافق اونکے اشارہ کے بیچ شیخ اعظم کے اونکی
خانقاہ قدیم کے حجرے میں رہے پھر وہاں سے بساور کو چلے گئے بعد ازاں سنہ ۹۷۸ھ نو سو اٹھتر میں کئی مرتبہ
اونسے ملاقات ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہیں میں نے جو اونکے کئی خوارق دیکھے ایک او میں سے یہ ہے کہ
بڑی سردی کے موسم میں سوائے ایک باریک انگرکھا اور ململ کی چادر کے اور اونکے پاس کچھ نہ تھا حالانکہ فتحپور کے
پہاڑوں میں بڑی سردی ہوتی تھی اور شیخ ممدوح کو ہر روز نہانے کا التزام تھا وصال کے روزے رکھا کرتے تھے
اور اوس چلہ میں بھی غذا اونکی آدھا سیر جو یا اس سے بھی کچھ کم تھی سنہ ۹۸۹ھ نو سو نواسی میں اونھوں نے
عالم بقا کو رحلت کی شیخ ہندی، اونکی تاریخ ہے شیخ نظام الدین امبیٹھی والا امبیٹھی نواح لکھنو میں
ایک قصبہ ہے وہ شیخ معروف چشتی کے جنکا سلسلہ شیخ نور قطب عالم تک پہونچتا ہے مرید اور شاگرد تھے
سلوک اور جذبہ دونوں اون میں جمع تھا اگرچہ ابتدا میں کچھ علوم ظاہری کا شغل رکھتے تھے مگر صفائی باطن کی طرف
زیادہ اونکی توجہ تھی تھوڑے دنوں میں اپنے پیر سے مریدوں کی تعلیم کی اجازت لی اور قصبہ امبیٹھی میں قناعت
اختیار کرکے بیٹھ رہے سوائے مسجد کے اور کہیں نجاتے تھے مگر کبھی کبھی خیرآباد میں مخدوم شیخ سعد کے مزار پر
یا شیخ الہدیہ کی ملاقات کو جو شیخ صوفی کے خلیفہ تھے یا گوپامو میں قاضی مبارک گوپاموی کی ملاقات کو جو شیخ
مذکور کے خاص مرید اور بڑے متقی صاحب کمال تھے تشریف لیجایا کرتے تھے اور کبھی فتحپور کو شیخ عبد الغنی سے
ملنے چلے جاتے تھے جب شیخ الہدیہ کی خانقاہ میں تشریف لیجاتے تو ایک روپیہ یا ایک ٹنکا یا اور کوئی تحفہ
پیش کیا کرتے تھے اور اوس وقت اونکا ایک عجیب حال ہوتا تھا سنا ہے کہ شیخ مذکور نے کتاب فصوص الحکم
شیخ ابوالفتح ولد شیخ الہدیہ سے لی تھی اور اوسکے عوض میں اونکو ایک اور کتاب دیدی تھی کہ اوسکا مطالعہ
کیا کرو تمام عبادات اور معاملات میں اونکا مدار کتاب احیاء العلوم اور عوارف اور رسالہ مکیہ اور آداب المریدین
وغیرہ پر تھا ہمیشہ جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھا کرتے تھے پھر جمعہ پڑھتے تھے خطبہ میں بادشاہوں کی
تعریف ہرگز نہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے اونکو ایک روز دیکھا کہ جوتیاں پہنے ہوئے
جمعہ پڑھتے تھے اور فرمانے لگے کہ حضرت رسالت پناہ نے جوتیاں پہنکر نماز پڑھی ہے ایک روز ایک طالب علم نے
تبرکاً و تیمناً اونسے کافیہ کا سبق شروع کرنا چاہا شیخ نے کچھ اغماض کیا جب اوسنے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ

علم دین کی کوئی کتاب پڑھو اونسنے کہا کہ یہ کتاب بھی علوم دنیوی سے ہی کیونکہ دین کی موقوف علیہ ہے تب
شیخ کو جذبہ کی حرارت آئی اور فرمایا کہ ایسی کتاب کیونکر موقوف علیہ دین کی ہوسکتی ہے جسمین اول بحث ہی
یہ ہے کہ مصنف نے کسر نفسی کی وجہ سے حمد خداے تعالی کی خطبہ مین چھوڑدی شیخ ممدوح مرید بہت کم کرتے تھے
اونکے مخصوصون مین سے شیخ حاتم گوپاموی تھے یہ شیخ حاتم قاضی مبارک کی خانقاہ مین طالب علمی کیا کرتے
تھے شیخ نے وہین سے اونکو اپنی صحبت مین لے لیا کبھی کبھی کوئی سبق بھی اونکو پڑھادیا کرتے تھے کبھی کوئی کتاب
مطالعہ کے لیے دیدیا کرتے تھے غرض شیخ حاتم کو ہر طرح اپنے موافق کرلیا تھا کبھی کوئی دستار اور کفش اور
جامہ بخشدیتے تھے قاضی مبارک اور اور مرید یہ عنایتین دیکھکر شیخ حاتم پر حسد کرتے تھے حضرت شیخ سمجھکر فرمایا
کرتے تھے کہ مین کیا کرون اللہ کو منظور ہی کہ اس مفلسی اور پریشانی مین حاتم کو کوئی نعمت ملے حضرت کے
جذب اور تصرف نے ایسا اثر کیا تھا کہ چند روز مین حاتم کو کمال کا مرتبہ حاصل ہوگیا حضرت شیخ حقائق اور
معرفت کی گفتگو فقط شیخ حاتم سے ہی کیا کرتے تھے اسی اثنا مین شیخ حاتم کے مرتبہ کو تنزل ہوا پھر ترقی ہوگئی
اور بعضی لغزشین اونسے واقع ہوئین جب وہ حضرت کی خلافت اور وراثت کے مستحق ہوئے تو قضاے الہی سے
اوندنون مین اونکا انتقال ہوگیا حضرت شیخ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک بندہ خدا کا ایسا
تھا کہ جس سے کبھی کبھی ہم خدا کی باتین کرلیا کرتے تھے سو اب وہ بھی نہ رہا اب کس سے کہین مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جن دنون مین مین اونکی ملازمت مین گیا تھا تو اکثر شیخ عبدالرزاق کو جو اونکے سالے اور خسر
بھی تھے گفتگو مین اپنا مخاطب بناتے تھے اور کبھی کبھی اپنے بیٹے شیخ محمد سے بھی خطاب کیا کرتے تھے حسین خان
شیخ ممدوح سے بڑی عقیدت رکھتا تھا اور مصنف صاحب کو حسین خان سے بڑا ربط ضبط تھا اسوجہ سے
اکثر شیخ ممدوح سے ملاقات ہوا کرتی تھی چنانچہ سنہ ۹۷۶ھ نوسو چھہتر مین مین مع سید اصغر بدایونی اور قاضی
مبارک گوپاموی کے اونکی ملاقات کو گئے شیخ ممدوح نے ہر ایک شخص سے اوسکے حال کے مناسب گفتگو کی اور
سواے الحمد للہ اور درود اور سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ یا بسم اللہ یا لا حول ولا قوۃ الا باللہ
یا کسی قرآن کی آیت یا حدیث یا کسی بزرگ کے قول کے اور کوئی لفظ اونکی زبان سے نہین نکلتا تھا
ملاقات کے وقت جو سید اصغر سے مصافحہ کیا تو درود پڑھا اور جب قاضی سے مصافحہ کیا تو سبحان اللہ
کہا اور مصنف صاحب کی نوبت آئی تو بسم اللہ پڑھی اسی طرح ہر شخص سے ایک نئی بات کہی ابھی
ان لوگون سے گفتگو شروع نہین کی تھی کہ ایک طالب علم ابتر اور پریشان حال آیا حضرت شیخ نے

اوسکو دیکھتے ہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا پھر شیخ عبدالرزاق کو مخاطب کرکے تفسیر آیۂ کریمہ
کل شیء ھالک الا وجھہ کی شروع کی شیخ عبدالرزاق ہر بات پر آرے اور بلے کہتے تھے اور کبھی
تلمیح کے طور پر کبھی چہرہ کا اشارہ کردیتے تھے کسی اور شخص کو اونکی ہیبت کی وجہ سے دم مارنے کی مجال نتھی مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اوسوقت محو بیٹھا ہوا تھا اور یہ خوف تھا کہ کہین ایسا نہو کہ بطور مکاشفہ کے
میرے گناہونکا حال معلوم کرکے فضیحت کرین اسی سبب سے وہان سے اوٹھنے کی گھات مین تھا اسی اثنا مین
وہ طالب علم بول اوٹھا کہ کیا یہ ممکن نہین ہے کہ ضمیر وجہہ کی لفظ شے کی طرف راجع ہو جیسا کہ اہل معرفت نے
کہا ہے حضرت شیخ یہ بات سنتے ہی بڑے خفا ہوئے اور رنگ اونکے چہرہ کا متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ مین نے پہلے ہی
تجکو دیکھکر اعوذ باللہ پڑھا تھا چنانچہ شیطنت تیری ظاہر ہوگئی اور جب اوسکے مطلب کو سمجھے تو کئی بار لاحول
ولا قوة الا باللہ پڑھا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی پڑھی شعر یا لائمی فی الھوی العذری معذرة
منی الیک ولو انصفت لم تلم ۔ اوسوقت جذبہ حضرت پر بہت غالب ہوا اور اوسیوقت اوس
طالب علم کو مجلس سے نکلوا دیا سب حاضرین کو اس حال کے دیکھنے سے بڑی عبرت پیدا ہوئی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے وہ رات بڑی دشواری سے کاٹی اور یہ ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی بھاگونگا صبح کی نماز بہت
اول وقت کہ بے چراغ کے ایک دوسرے کا منھ نظر نہ آتا تھا بلکہ مجکو یہ گمان تھا کہ کچھ رات باقی ہے حضرت
شیخ نے جماعت سے پڑھی اور طلوع آفتاب کے وقت حجرہ سے نکل کر مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوکر شیخ محمد سے
فرمایا کہ ان تین آدمیون کے واسطے کھانا لاؤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو ہر وقت یہی اضطراب تھا
کہ شیخ محمد کے وسیلہ سے رخصت حاصل کرون اسی اثنا مین حضرت شیخ ایک ہاتھ مین قرآن اور دوسرے
ہاتھ مین نمک لیے ہوئے تشریف لائے اور اوسوقت کسی تقریب سے تفسیر آیۂ کریمہ واعدوا لھم
ما استطعتم من قوة ومن رباط الخیل الایة کی بیان فرمائی اور میرے رخصت کے جواب کو
بار بار ٹال جاتے تھے اسی گفتگو مین اونھون نے حسین خان کو بھی جو اون دنون مین پرگنہ اسولی مین تھا
بڑی خواہش سے یاد فرمایا اور کہا کہ وہ میرا ہوتا ہے اور چونکہ حضرت شیخ کی ذات مین ایسا سخاوت کا مادہ
تھا کہ ہر شخص کو امیر ہو یا فقیر کچھ زر نقد یا نمک یا کوئی اور چیز ضرور دیدیا کرتے تھے اسی وجہ سے اونھون نے
مجکو بھی ایک ٹنگہ عنایت فرمایا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے جو اس مرتبہ اونکے خوارق دیکھے
اونمین سے ایک یہ تھا کہ جب ہم تینون آدمی انبیٹھی کو حضرت کی ملازمت مین جاتے تھے تو ہمنے دیکھا کہ

راستہ

راستہ مین ایک فقیر کو سپاہیون نے چوری کی علت مین پکڑا تھا اور اوسکے کپڑے اوتار لیے تھے اتفاقًا
کسیطرح وہ چھوٹ کر پھر بھیک مانگنے لگا اور حضرت شیخ کی خدمت مین بھی حاضر ہوا ہر چند اوسنے
بہت سی زاری کی مگر آپ نے ایکحبہ نہ دیا چونکہ حضرت کی سخاوت مشہور تھی اس خلاف عادت پر سب کو بڑا
تعجب ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ اس چور کو دیکھو راہزنی بھی کرتا ہے اور بھیک بھی مانگتا ہے پھر اوسکو اپنی مجلس سے
نکلوا دیا جو ہمنے غور کیا اور پہچانا تو وہی شخص تھا اسیطرح کا ایک اور واقعہ بھی اوسی روز ہوا جسکے بیان مین
بڑا طول ہے اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ہم نے رمضان کی اخیر تاریخ حسین خان کے ساتھ
اونکی ملازمت کا ارادہ کیا اور یہ آرزو تھی کہ صبح کی نماز اونکے ساتھ پڑھین جب انبیٹھی تین کوس رہی تو صبح صادق
ظاہر ہوئی جماعت کے فوت ہونے کا بڑا افسوس ہوا اور وہین سے گھوڑے دوڑانے شروع کیے جب اونکے مکان پر
پہونچے تو نماز کا آخر وقت تھا بلکہ گمان یہ تھا کہ وقت نہین رہا حضرت نے اوسوقت تک نماز نہ پڑھی تھی ہمارے
جانے کے بعد مکان کے اندر سے تشریف لائے اور اوسوقت جماعت ادا کی اور ہم بھی اس سعادت سے مشرف
ہو گئے یہ امر بالکل خلاف عادت واقع ہوا کیونکہ ہمیشہ آپکا معمول یہ تھا کہ نماز ایسے اول وقت پڑھا کرتے
تھے کہ صبح صادق کے طلوع مین شک ہوتا تھا اوسی روز شام کیوقت حضرت مسجد مین کچھ تصوف کے
حقائق بیان فرماتے تھے اور اوسی تقریب مین خواجہ حافظ کے کئی شعر پڑھے حسین خان کے ایک مصاحب نے
پوچھا کہ خواجہ حافظ کسکے مرید تھے آپ نے فرمایا کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے پھر ایک شخص نے
کسی تقریب سے پوچھا کہ گھوڑے کے گوشت کا امام اعظم کے مذہب مین کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ خود امام اعظم نے
گھوڑے کا گوشت کھایا ہے جب حضرت نے یہ شعر پڑھا ع صوفیان در دمے دو عید کنند ؎ عنکبوتان مگس قدید
کنند ؎ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے اخلاص پر اعتماد کرکے یہ پوچھ بیٹھا کہ دو عید سے کیا مراد
یہ سوال حضرت کے مزاج کے موافق نہوا اور فرمایا کہ یہ بات بایزید اور جنید کو پوچھتا شبلی اور منصور پوچھتا
تو کمان اور یہ سوال کہان اور اسی تقریب مین بہت سی گفتگو کی مین نے ندامت کی وجہ سر نیچے ڈال لیا
اور بڑا نادم اور پشیمان ہوا حسین خان بھی حیران ہو کر بار بار میری طرف دیکھتے تھے اور سب اوسکے بار
متحیر تھے ناگاہ میرے طالع کی خوبی سے اوسیوقت عید کا چاند دیکھنے کا غل ہوا سب لوگ تہنیت اور مصافحہ
مین مشغول ہوئے مین اس بہانہ سے موقع پاکر وہان سے اوٹھا اور ایک خیمہ مین جو مسجد کے برابر لگا تھا
تھا چلا گیا اور نہایت مجکو رنج تھا یہانتک کہ زندگی سے بیزار تھا جب شیخ نے اندر جاکر مہمانون کو لیے

کھانا بھیجا اوسوقت مجکو بھی پوچھا کہ وہ کہان ہین شیخ محمد حضرت کے صاحبزادہ نے کہا کہ وہ اوس گستاخی کی ندامت سے مسجد مین سے چلے گئے جماعت مین بھی شریک نہوئے تب شیخ نے اپنے سامنے سے کچھ کھانا اور حلوا تبرک کے طور پر میرے لیے بھیجا اوس سے کچھ میری تسلی اور عفو گناہ کی توقع ہوئی صبح کو حسین خان عید کرنے کے لیے لکھنو کو چلے گئے مین تنہا اپنے حجرے مین بیٹھا رہا حضرت شیخ نے عید کی نماز مسجد مین پڑھکر کتاب عوارف کا درس شروع کیا اسی اثنا مین شیخ محمد نے میری سفارش کرکے عفو تقصیر کی درخواست کی شیخ نے درس موقوف کرکے مجکو بلایا اور میرے حال پر بڑی توجہ کی مین نے آنکھون مین آنسو بھر کر اونکے قدم پر سر رکھدیا آپ نے مجھسے بغلگیر ہوکر فرمایا کہ میرے دل مین کسی سے کینہ اور عداوت نہین ہے جو کچھ مین کہتا ہون لوگون کی نصیحت اور ارشاد کے لیے کہتا ہون اور اگر کسیکو برا بھلا کہتا ہون تو اوسکا نتیجہ نیک ہوتا ہے اور اگر کسی پر لعنت کرتا ہون تو رحمت کا کام کرتی ہے پھر آپ مجکو اپنے حجرہ مین تنہا لے گئے اور فرمایا کہ میرے سامنے وضو کرو اور دو رکعت نماز نفل پڑھو اوسوقت مجھپر ایک عجیب حالت تھی پھر فرمایا کہ لوگ میری نسبت کہتے ہین کہ یہ مریدونکو تلقین نہین کرتا مین کیا تلقین کرون میری تلقین یہی ہے کہ لسان ذاکر اور قلب شاکر رہے پھر آپ نے گفتگو شروع کی گویا کہ ایک دریا جوش مین آگیا اوسی حال مین شیخ کی روش کے خلاف دو سندھی فقیر سندی راگ سُنکر چلا چلا کر باہر رونے لگے اور اونکے اثر سے میرا حال بھی متغیر ہونے لگا اوسی تقریب مین حضرت نے فرمایا کہ جب صحابہ کبار رضی اللہ عنہ اعراب تا سلم کو دیکھتے تھے کہ قرآن کو سُنکر بڑی رقت کرتے ہین تو اپنے حال پر بڑا افسوس کرتے تھے امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ كُنَّا نَحْنُ اَمْثَالَكُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا یعنی ہم بھی تمسے ہی تھے مگر اب ہمارے دل ٹھہر گئے پھر اور کئی شعر آپ نے اسی قسم کے پڑھے کہ مین نے کبھی نہ سُنے تھے اور اس دعا کی اجازت دیکر فرمایا کہ ہمیشہ پڑھا کرو اور وہ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ پھر مین اونکے پاس سے رخصت ہوکر لکھنو مین آکر چند روز رہا حضرت کبھی کبھی نمک اور کبھی چاول اور کبھی مٹی کا آبخورہ میرے واسطے تحفہ مین بھیجا کرتے تھے اور حضرت کی عادت تھی کہ اکثر اوقات نمک ہاتھ مین لیکر مجلس مین بیٹھا کرتے تھے اور نمک کو چاٹتے جاتے تھے اور یہ پڑھا کرتے تھے کہ اَلْمِلْحُ دَوَآءٌ لِسَبْعِيْنَ دَآءٍ اِلَّا السَّامَ یعنی نمک ستر بیماریون کی دوا ہے مگر موت کا علاج نہین اور شیخ محمد میر اچھو کا بھائی اونکے مریدون مین داخل ہوگیا تھا اور اونکی صحبت کا اوسپر ایسا اثر ہوگیا تھا کہ رات دن عبادت اور ریاضت مین مشغول رہا کرتا تھا اور اکثر اوقات طے کا روزہ رکھتا تھا اور سب وقت اوسکے تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا اور نوافل مین صرف ہوتی تھی ایک لحظہ ضائع نجاتا تھا اور نہین کھانے کو

اوسکا انتقال ہوگیا حضرت کا سن شریف اسّی برس سے متجاوز تھا مگر اس عمر مین بھی اولاد ہوتی تھی
سنہ ۹۷۹ نوسو اوناسی مین اونھون نے انتقال کیا شیخ بھیکن کاکوری والے کاکوری توابع لکھنؤ مین ایک
قصبہ ہے بڑے عالم اور متقی اور متشرع تھے تقوی اونکا ایسا تھا کہ اگر اونکو امام اعظم ثانی کہیے تو بجا ہے برسون درس
اور افادہ مین مشغول رہے قرآن مجید کی ساتون قرأتون سے حافظ تھے شاطبی کا بھی درس فرمایا کرتے تھے
میر سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو خلافت ملی تھی تصوف کی گفتگو خلوت مین خاص لوگون سے کیا کرتے
تھے علانیہ مجالس مین کبھی یہ باتین نہوتی تھین اور اونکا قول تھا کہ اگر توحید کا نکتہ علانیہ کہا جاوے تو
یا کہنے والے پر لوٹتا ہے یا اہل عالم پر راگ کبھی نہ سنتے تھے اور بظاہر اوس سے منع فرماتے تھے اونکی اولاد کے بہت
لوگ صاحب کمال و متقی اور ذی علم ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی ایک مرتبہ رمضان کے
مہینہ مین حسین خان مرحوم کے ساتھ اونکی ملازمت سے مشرف ہوا اوسوقت ایک طالب علم ایک منطق کی کتاب
سبق پڑھنے کے لیے لایا آپ نے فرمایا کہ کوئی علم دین کی کتاب پڑھنی چاہیے سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین شیخ موصوف
کی وفات ہوئی شیخ سعدی یہ بزرگ اپنے والد شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے شیخ محمد نے ایک شاطبی کی
شرح فارسی مین ستر جز کی لکھی ہے شیخ سعدی پر وجد اور حالت بہت غالب تھی اور ظاہر اوسکا
باطن اونکا صاف تھا ہمیشہ کشادہ پیشانی رہتے تھے ایک اپنے دوست کو وداع کے وقت رقعہ مین اونھون
نے یہ شعر لکھا تھا ؎ دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست * تا نہ پنداری کہ تنہا میروی * سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو مین
اونکا انتقال ہوا سید تاج الدین یہ شیخ محمد غوث کے خلیفہ تھے اور بڑے عامل تھے ریاضت اور فقر
اور توکل مین مستثنی تھے سخاوت بھی اونکی حد سے زیادہ تھی آخر زمانہ مین لکھنؤ مین آئے تھے وہان بھی بہت
آدمی اونکی صحبت سے مشرف ہوکر صاحبکمال ہوئے وہین اونھون نے ملک آخرت کو سفر کیا شیخ محمد قلندر
لکھنوی سلطان ابراہیم لودی کے زمانہ مین سپاہ گری کا شغل رکھتے تھے اور جب بابر بادشاہ نے
ہندوستان کو فتح کیا تو اس شیوہ کو چھوڑکر فقیری اختیار کی شیخ بہلول کے مرید ہوئے ہمیشہ عبادت
اور ریاضت مین مشغول رہتے تھے اونکے پیر نے اسماء الٰہی سے کسی اسم کا شغل اونکو بتلایا تھا اور ایک
باغ مین جسکے اکثر پیڑ اونھین کے بوئے ہوئے تھے گوشہ اختیار کرکے بیٹھ رہے تھے کہین آتے جاتے نہ تھے اور
فرماتے تھے کہ تیس برس سے زیادہ ہوئے کہ میری غذا صرف دودھ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایکدن
محمد حسین خان اونکی ملاقات کو گئے مین بھی ہمراہ تھا اتفاقاً ایک بلی شیخ کے پاس آنکر چلانے لگی شیخ نے کہا

یہ بلی فریاد کرتی ہے کہ تم نے اپنی بھی اوقات ضائع کی اور صاحب خانہ کی بھی اور حضور قلب مین تفرقہ ڈالا
شیخ نظام نارنولی اگرچہ یہ سلسلہ چشتیہ مین شیخ خانون کے مرید تھے مگر اپنا استفاضہ اپنے بڑے
بھائی شیخ اسمٰعیل سے بہت ظاہر کرتے تھے بڑے صاحب ذوق اور شوق تھے قوت مکاشفہ بھی بہت اونکو حاصل
تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بہت سے ثقات اور شیخ کے مریدون سے سُنا ہی کہ شیخ ممدوح
چاند گہن کی راتون مین اپنے مریدونکو مال کنگنی کا تیل کھلاتے تھے اور اوس سے اونپر احوال آخرت مکشوف
ہو جاتا تھا چالیس برس تک مسند ارشاد کے زینت بخش رہے ابتدائے جوانی سے آخر عمر تک ہر سال
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مین شامل ہونے کے لیے دہلی مین بڑے جذبہ اور شورش
سے جاتے تھے مگر آخر عمر مین بسبب ضعیفی اور بعضے اور موانع کے یہ معمول چھوٹ گیا تھا یہ اپنے پیر کی طرح کسیکی
تعظیم نکرتے تھے اور اس بے تکلفی کی وجہ سے امیر و غریب سب اونکے نزدیک برابر تھے اسیطرح وہ مرید کرنے
مین سبکو مساوی سمجھتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اونکو ازدحام عام مین دیکھا تھا
اس سے زیادہ کبھی ملاقات نہین ہوئی سنہ ۹۹۷ نوسو ستانوے مین اونھون نے وفات پائی اور آہ نظام
اوسکی تاریخ ہے شیخ الہدیہ خیر آبادی یہ بڑے عالم متبحر تھے ابتدائے احوال مین برسون درس افادہ
مین مشغول رہے شیخ صفی خلیفہ شیخ سعد کے مرید تھے ابتدا مین اسقدر علوم ظاہری کی طرف مشغول
تھے کہ اونکے شاگرد بڑے بڑے نامی گرامی ہوئے مگر آخر مین بالکل طریقہ صوفیہ کی طرف رجوع ہو گئے تھے توکل
اور تجرید پر بڑے ثابت قدم تھے سخاوت بھی اون مین بہت تھی ذوق سماع اور وجد بھی اونپر غالب تھا درود
شریف بہت سا پڑھا کرتے تھے کبھی ناغہ نہوتا تھا کہین آتے جاتے کم تھے خصوصًا دنیا دارون اور امیرون کے
گھر ہرگز قدم نرکھتے تھے اور اسی سبب سے کسیکی دعوت قبول نکرتے تھے تمام اونکے گھر والے بھی فقر فاقہ مین ہی صبر اور
شکر کرتے تھے ہرگز کوئی سائل اونکے سامنے سے محروم نہین گیا ایک روز محمد حسین خان نے شیخ سے پوچھا کہ سالار مسعود
جنکی عوام ہند پرستش کرتے ہین کون شخص تھے اونھون نے کہا ایک پٹھان شہید ہو گیا تھا آخر زمانہ مین شیخ
اکبر کے حسب الطلب فتحپور مین آئے اور اکبر سے ملاقات کی جب اکبر نے یہ سُنا کہ جب ہمارے قاصد شیخ کی طلب
مین پہونچے تو اوسوقت خانقاہ کے باہر پیادہ پا سیر کر رہے تھے اوسیطرح چل دیے خادمون نے اسباب سفر
اور سواری پیچھے سے پہونچائی یہ سُنکر اکبر بہت خوش ہوا جب اوسنے کچھ پوچھا تو اونھون نے کچھ اشارہ سے کہا
کہ مین اونچا سنتا ہون تو اکبر نے کچھ نقد روپیہ اور فرمان مدد معاش کا دیکر اوسیوقت رخصت کیا سنہ ۹۹۳

نوسو ترانوے مین اونکا انتقال ہوا شیخ داؤد جہنی وال جہنی توابع لاہور سے ایک قصبہ ہے انکے باپ دادے ولایت
عرب سے اول سیت پور مین آئے تھے جو نواحی ملتان مین ہے چنانچہ حضرت کا تولد بھی وہین ہوا انکے پیدا ہونے سے
پہلے انکے والد کا انتقال ہوگیا تھوڑے دنونکے بعد والدہ بھی مرگئین تب انکے بڑے بھائی رحمت اللہ نے انکو پرورش کیا جب
انکو پڑھانے بٹھایا تو یہ رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو اس قسم کی تکلیف مت دو مجکو خدا پر چھوڑ دو شعر تعلیم آداب اوراد چاشت
کہ او خود ز آغاز آمادہ بود ۔ مشہور ہے کہ حضرت امام حسنؑ یا حضرت امام حسینؑ کو انھون نے خواب مین دیکھا تھا اور انھون
نے کئی آیتین شیخ کو سکھائی تھین جب کبھی تفریح خاطر کے طور پر لڑکونکے ساتھ کھیلنے جاتے تو دور سے ہی لڑکون کو دیکھکر
حیران ہوجاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو انکے منہ نوچے ہوئے اور بدن اونکے خون کے بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہین ایک مدت کے
بعد حضرت اپنے وطن سے قصبہ ستگرہ مین اور وہانسے لاہور مین آئے اور مولانا اسمعیل اوچہ والے سے جو مولوی جامی کے
شاگرد تھے سبق پڑھنا شروع کیا صغر سن مین شرح اصفہانی کو اسطور پر پڑھتے تھے کہ بڑے بڑے ذہین ولایتی طالب علم
جو انکے ساتھ سبق مین شریک تھے حیران رہے اور خود انکے اوستاد کہا کرتے تھے کہ جیسا کہ ہم لوگ مولوی جامی پر فخر کیا کرتے
تھے ایسا ہی اس زمانہ کے لوگ انپر فخر کیا کرینگے اونھین دنون مین حضرت نے بہت سی ریاضتین کین اور خود بخود قلب مین
ایک جذبہ پیدا ہوا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح سے ایک مناسبت ہوگئی جو کچھ عالم مراقبہ مین سوال
کرتے تھے ظاہر جواب پاتے تھے یہانتک کہ نوبت کمال ضبط کو پہونچی ایام جذبہ مین سے دو پہر دیپالپور کے
جنگل مین جہان اب شیرگڈہ آباد ہے پھرا کرتے تھے اوسی حال مین کبھی کبھی حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر
تشریف لیجایا کرتے تھے اور وہان بھی طرح طرح کی بشارتین پاتے تھے اور گویا علانیہ گفتگو ہوتی تھی چنانچہ انکی
تفسیر کتاب نفحات داؤدی مین حضرت کے صاحبزادہ شیخ رحمت اللہ نے جنکی ولادت کی تاریخ ایک گدائی شیخ داؤد
اور دوسری ابوالمعالی حق پرست ہے اچھی طرح بیان کی ہے جب حضرت کو بیس برس اسی جذبہ کے حال مین
گذرے تو پھر سلوک کی طرف طبیعت آئی چونکہ کوئی مرشد نتھا اسلیے حضرت غوث اعظم کی روح مبارک سے بشارت
ہوئی کہ مخدوم شیخ حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرو تاکہ ترتیب سلسلہ کی باقی رہے مخدوم ممدوح ہمیشہ سے
ہر مشکل مین ان سے مدد لیتے تھے اور اپنے حق مین دعا کا التماس کیا کرتے تھے اسوجہ سے اونکو ان سے بیعت لینے
مین تامل ہوا آخر ایک روز حضرت قصبہ ستگڈہ مین جہان اونہ دنون مین حضرت شیخ ممدوح کا مقام تھا
تشریف لیگئے اور غلبۂ جذب مین فرمایا کہ حضرت غوث اعظم خود حاضر ہین اور اشارہ فرماتے ہین کہ سجادہ اور عصا
اور شجرۂ خلافت آپ مجکو عنایت کرین آخر حضرت مخدوم کے قلب پر اس امر کا الہام ہوا تب اونھون نے

حضرت کو مرید کیا بعد ازان حضرت نے سلوک کا طریقہ اختیار کر کے شیرگڈھ مین جو جھنی کے قریب ایک نئی بستی ہے
امامت اختیار کی جس زمانہ مین ملا عبد اللہ سلطان پوری مخدوم الملک نے اہل اللہ کی عداوت پر کمر باندھی اور
اکثرونکو قتل بھی کرایا اوسی زمانہ مین سلیم شاہ کا فرمان گوالیار سے حضرت کی طلب مین بھی آیا حضرت تنہا ایک دو
خادمون کے ساتھ روانہ ہوئے سلیم شاہ گوالیار کے باہر تک استقبال کے لیے آیا اور بڑی تعظیم سے ملاقات کی یہ حال
دیکھکر سب مفسد ادھر اودھر چھپ رہے چنانچہ بعد بہت سی جستجو کے بھی اونکا پتا نملا مخدوم الملک نے بھی کہا کہ
یہ جھوٹ بولنے کے آدمی نہین بعد بہت سی گفتگو کے حضرت نے پوچھا کہ مجکو کس تقریب سے طلب کیا ہے مخدوم الملک نے
کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ تمھارے مُرید ذکر کے وقت یَادَاوٗدُ یَادَاوٗدُ کہا کرتے ہین حضرت نے جواب دیا کہ آپکو اشتباہ
ہوا ہے بلکہ وہ لوگ یَاوَدُوْدُ یَاوَدُوْدُ کہا کرتے ہین اسی تقریب مین ایک دن رات مخدوم الملک کو بہت سی
نصیحتین اور وعظ فرماتے رہے چنانچہ اوسکے قلب پر بڑا اثر ہوا اور اوسنے وہین سے حضرت کو بڑی عزت کے
ساتھ رخصت کردیا حضرت کی مجلس مین کبھی کبھی میان حسام الدین طلبنہ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد اور تقوی کا
ذکر ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ افسوس میان اخلاق ظاہری کے پابند ہوکر شوق اور محبت حق تعالی سے باز رہے
سخاوت حضرت کی ایسی تھی کہ ہر سال مین ایک بار یا دو بار تمام اپنا اسباب نقد اور جنس جو فتوحات سے جمع
ہوتا تھا اُٹھا دیتے تھے اور خود اپنی بی بی کو لیکر حجرہ مین بیٹھ جاتے تھے سوا ے ایک مٹی کے آبخورہ اور پرانی بوریے کے
کچھ نرکھتے تھے جب پھر خزانہ جمع ہوجاتا تھا تو دوبارہ یہی کیفیت کرتے تھے اور باوجود اسکے حضرت غوث الاعظم
رحمۃ اللہ علیہ کی میلاد اور عرس کے دنون مین قریب ایک لاکھ آدمیون کے جو حضرت کی خانقاہ مین جمع ہوتے تھے
سب کا خرچ حضرت کے ہی لنگر خانۂ خاص سے تھا بعضے کلمات جو اکثر آپکی زبان مبارک پر رہتے تھے اونمین سے ایک
یہ دعا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الدَّلِیْلِ الْھَادِیْ فِیْ ظُلُمَاتِ الْبِحَارِ وَالْبَوَادِیْ مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ اسکا اثر مین نے بڑی بڑی خوف کی جگہ تجربہ کیا ہے اور ایک شعر یہ پڑھا کرتے تھے **شعر**

سُبْحَانَ مَنْ فِیْ ذَاتِہٖ اَفْکَارُنَا تَتَحَیَّرُ ٭ سُبْحَانَ مَنْ فِیْ دَرْکِہٖ اَبْصَارُنَا تَتَطَیَّرُ ٭ اور اس

قسم کی بہت سی دعائین اور تسبیحین آپکے ورد تھین اور آپ نے اپنا سجع یہ تجویز کیا تھا فَحِیْ دَاوٗدُ عَنِ الْاِسْمِ وَالرَّسْمِ
فَاِنَّ الْفَقْرَ مَحْوٌ کُلُّ وَسْمٍ ٭ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بیرام خان کے زمانہ مین جو ہندوستان کے
بڑے امن و امان کا زمانہ تھا آگرہ مین طالب علمی کرتا تھا تو مین نے اکثر لوگون سے حضرت کی بڑی تعریف سنی

سفر کیا مگر کبھی میرے والد مانع آئے کبھی کوئی اور سبب ہو گیا غرض ہمیشہ اس سعادت سے محروم رہا اسی انتظار مین بارہ برس گذر گئے آخر ایک مرتبہ حضرت کا ایک مرید شیخ کالو نام جسکی زبان سے مین حضرت کا حال سُنکر غائبانہ معتقد ہوا تھا بدایون مین آیا اور اوسنے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ حضرت میان عالم مین موجود ہون اور تم ایک مرتبہ بھی اونکی خدمت مین حاضر نہوئے اس کہنے کا مجھپر ایسا اثر ہوا کہ گویا دل مین آگ لگ گئی اونھین دنون مین اللہ تعالیٰ نے یہ سبب کر دیا کہ حسین خان ابراہیم مرزا کے تعاقب مین پنجاب کی طرف روانہ ہوا مین بھی اوسکے ساتھ تھا چنانچہ یہ قصہ مفصلاً پہلے مذکور ہو چکا ہے جب لاہور مین پہونچے تو وہان سے شیرگڈہ مین جا کر حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوئے مین نے حضرت کے جمال مبارک مین ایسا نور پایا کہ کسی صاحب حسن کو اوس سے نسبت نہین دیسکتا تبسم اور تکلم کے وقت آپکے دندان مبارک سے ایسا نور چھڑتا تھا جس سے دل کی تاریکی زائل ہوتی تھی تین چار روز مین اونکی خدمت مین فیضیاب رہا اور ایسا دن بہت کم ہوتا تھا کہ سو سو اور پچاس پچاس ہندو مع اپنے خیل وتبار کے حضرت کی ملازمت مین آکر شرف اسلام سے مشرف نہوئے ہون تمام دیوار اور شجر وحجر اوس بستی کے تسبیح اور ذکر کے شور سے بھرے ہوئے تھے حضرت نے ایک کلاہ مبارک مجکو عنایت فرمائی اور کہا کہ میری طرف سے اپنے اہل وعیال مین نائب رہو میرا طریقہ یہی ہے پھر آپ نے ایک دوپٹہ اور رومال اپنے حرم سرائے پاک مین سے میرے متعلقون کے لیے منگا دیا مین نے عرض کیا کہ اگر ایک پیراہن بھی عنایت ہو تو میرے واسطے نُورٌ علیٰ نُور ہے بہت تامل کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ بھی وقت پر پہونچیگا پھر مین نے بعضے اسرار نہانی اور دلی مقصد عرض کیے اور اونکے جواب سُنے بعد ازان مین نے رخصت کی اجازت لینی چاہی اسی اثنا مین حضرت بسبب ضعف قوی کے محفہ مین سوار ہو کر مکان کو تشریف لیچلے مین بھی اوس محفہ کا پایہ اپنے کندھے پر رکھکر کئی قدم چلا اوسوقت گریہ میرے اوپر ایسا غالب ہوا کہ ضبط نہو سکا حضرت نے محفہ کو ٹھہرایا اور اوسوقت بہت سی باتین معرفت اور محبت خدائے تعالیٰ کی بیان فرمائین جنسے میری کیفیت اور زیادہ ہوئی ایک روز مین نے رخصت کے وقت میان عبد الوہاب کے وسیلہ سے پوچھا کہ تمام مشائخ ہندوستان کے اس بات پر متفق ہین کہ قریب زمانہ مین ایک سید خروج کریگا بلکہ اکثر کا اتفاق اوس سید پر ہے جسکے آبا اور اجداد نے دہلی اور بدایون مین سلطنت کی تھی اور سب اسباب جہاد کے اہتمام مین ہین اور کہتے ہین کہ ہمکو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اس بات کا حکم دیا ہے بلکہ اونھون نے بعضی سرحد کے امیرون کو بھی اپنا متفق کر لیا ہے اور بعضے بزرگون نے اپنے واقعات اور مقامات مین اس قسم کی بشارتین پائی ہین اور [illegible] حضرت نے پوچھا اوس سید کا [illegible] وضع کیا ہے مین نے جواب دیا کہ

وہ ایک فقیر ہی گوشہ نشین متشرع متوکل ریاضت بہت کرتا ہی اور اکثر دن کو مقبرون مین بیٹھا رہا کرتا ہی اور
رات کو اپنے حجرہ مین اگر عبادت مین مشغول ہوتا ہی فنون سپاہ گری مین لاثانی ہی اور اخلاق و اطوار اوسکے نہایت بہت
شایستہ ہین آپ نے فرمایا جو لوگ یہ خبر دیتے ہین وہ فقیر نہین ہین اور حضرت غوث الاعظم پر افترا کرتے ہین اور یہ
ساری اونکی بشارتین وساوس شیطانی ہین بھلا حضرت ایسے امر پر کیونکر راضی ہو سکتے ہین اونکا حکم تو یہ ہے
کہ دنیا کی محبت بالکل دل سے دور ہو اور صدق اور اخلاص سے اللہ کا عشق حاصل ہو حرص و ہوس کا نام
نہ ہے نہ یہ کہ عبادت اور ریاضت کا طریقہ چھوڑکے دنیا کے جال مین پھنسین تم میری طرف سے اوس سید کو کہو کہ
اللہ تعالی تمکو اور زیادہ استقامت عطا فرماوے جو شائبہ دنیا کی دوستی کا تمھارے دل مین باقی ہو نکال ڈالو
اور ہرگز شیطان کے دھوکے مین نہ آؤ اور اون واہیون کا کہنا نمانو دنیا کے طالب کا کمال سلطنت ہے وہ بھی چندروزہ
ہی اور عقبی کے طالب کو ایسی نعمتین ملینگی جنکو کبھی زوال نہین اور خدا کا طالب اگر اپنے مطالب سے محروم رہکر
حسرت مین ہی مرجاوے تو یہ اوسکی ناکامی بھی اون دونون فریقون کی کامرانی سے ہزار جگہ بہتر ہے اور اسی تقریب
مین اونھون نے بہتسی وعظ اور نصیحتین بیان فرمائین جنکے سننے سے حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار رونے
لگے غرض مین وہان سے روتا اور چلاتا رخصت ہوا چونکہ اوس زمانہ مین اوس ملک مین الغ بیگی مرزائیون کے
جھگڑے ہو رہے تھے اور اسوجہ سے شیرگڈہ سے لاہور تک کا راستہ بالکل بند تھا اور مین تنہا تھا اسلیے
آپ نے ایک اپنے خادم کو ساتھ کر دیا تاکہ مجکو شیخ ابو اسحاق مہرنگ کی خدمت مین جو حضرت کے عمدہ خلیفون
مین تھے پہونچادے چنانچہ مین اس طور پر لاہور مین پہونچا پھر وہان سے حسین خان کے آدمیون کے ساتھ ہندوستان
کو آیا جس روز سہارنپور مین منزل تھی تو مین ایک باغ مین بیٹھا ہوا حضرت کی جدائی سے کباب ہو رہا تھا اتفاقا
وہان ایک مسافر ایک پیراہن لیے ہوئے آیا اور اوسنے بیان کیا کہ یہ پیراہن مجکو ایک بزرگ سے حاصل ہوا ہے
تم کچھ خرچ راہ دیکر مجھسے لے لو جب مین نے حقیقت حال پوچھی تو اوسنے کہا کہ مین میرزا ابراہیم حسین کے لشکر مین
تھا جب اوسکی فوج تباہ ہوئی اور سب سپاہیون کے کپڑے تک چھن گئے تو سب لوگ اوس پریشانی کے حال
مین شیرگڈہ کو گئے اور وہان میان داؤد کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے سبکو کچھ دیا جب میری نوبت
پہونچی تو یہ پیراہن عنایت کیا مین نے اسکے پہننے کو گستاخی سمجھی اور یہ خیال کیا کہ کسی شخص کے سامنے بطور تحفہ کے
پیش کرونگا اب مین تمکو دیتا ہون مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے تبرک سمجھکر اوسکو لے لیا اور وہ
سخن جو حضرت نے فرمایا تھا مجکو یاد آیا اور [illegible]

اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہون مجملاً احوال اُنکا یہ ہے کہ حضرت اپنے زمانہ کے قطب اور صاحب کشف کمالات
تھے آپ کے خوارق سب پر کھلے ہوئے تھے ریاضتین بھی آپ نے بہت کی تھین اور متوکل اور گوشہ نشین تھے کسی
دنیادار کے گھر جاتے تھے مگر ایک مرتبہ سلیم شاہ کے بلانے ہوئے شیرگڈہ سے گوالیار تک آئے تھے جب اکبر پٹن کو جاتا تھا تو
اوسنے ہرچند شہباز خان کو بھیجکر حضرت کو بُلایا مگر آپ نے ملاقات نکی اور فرمایا کہ ہماری دعا غائبانہ ہی کافی ہے
دنیاداروں کی صحبت سے بہت بچتے تھے اور فقر کو اپنا فخر سمجھتے تھے سخاوت بھی اونکی ذات مین بہت تھی طالبونکو ہمیشہ
ہدایت اور ارشاد فرماتے تھے جو شخص اپنی خوش قسمتی سے اونکی خدمت مین پہونچ جاتا تھا ضرور کچھ نہ کچھ اُنکی صحبت کا
فیض اوسکو حاصل ہوتا تھا ۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین آپنے اس جہان سے رحلت فرمائی اور شیخ داؤد ولی اونکی
تاریخ ہے شیخ زین امروہوی یہ سالک مجذوب تھے اور باوجود جذبہ کے کوئی دقیقہ اتباع شریعت سے
فروگذاشت نہوتا تھا خوارق اونکے بہت مشہور ہین مرید بھی کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس
زمانہ مین مین حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت سے رخصت ہوکر پنجاب سے بدایون کو چلا جب
امروہہ مین پہونچا تو اونکی خدمت مین حاضر ہوا اونہون نے مجکو دیکھتے ہی قرآن کی ایک آیت کی تفسیر بیان
کرنا شروع کی اور اوسمین صبر کی بہت سی فضیلتین ذکر کین کبھی کبھی خاص مجکو بھی مخاطب کرتے تھے جب
مین وطن پہونچا تو معلوم ہوا کہ میری ایک دختر جس سے مجکو نہایت محبت تھی میرے پیچھے مر چکی تھی اوسوقت
مین سمجھا کہ وہ وعظ اس مصیبت پر صبر کرنے کا اشارہ تھا ۹۸۷ھ نوسو ستاسی مین اونہون نے وفات
پائی خواجہ عبد الشہید یہ خواجگان خواجہ بن خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہین جسوقت یہ پیدا ہوئے
تھے تو اُنکو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین لیگئے اونہون نے گود ہی مین لیکر فرمایا کہ یہ مرد آگاہ ہوگا
غرض حضرت خواجہ عبد الشہید کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ تھے بہت مخلوق کو اونسے فیض ہوا اور بیعت و ہدایت
پائی طریقہ سلوک مین بالکل حضرت احرار کے قدم بقدم رکھا تھا سمرقند سے ہندوستان مین آئے تھے اٹھارہ برس
یہان رہے ۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین فرماتے تھے کہ ہماری رحلت کا وقت بہت قریب آگیا اور ہمکو حکم یہ ہے کہ اپنی ہڈیونکو
آبا و اجداد کی قبرستان مین پہونچا دیوین چنانچہ ہندوستان سے سمرقند کو متوجہ ہوئے جب کابل مین پہونچے
اون دنون مین میرزا شاہرخ اہل کابل کو قید کرکے بدخشان کو لیے جاتا تھا حضرت کی شفاعت سے قریب دس ہزار
آدمیون کے اس بلا سے چھوٹے سمرقند مین پہونچکر دو تین روز کے بعد حضرت نے انتقال کیا اور اپنے بزرگونکے مقبرہ مین
دفن ہوئے اونکی کرامتین ایسی مشہور ہین کہ یہان ذکر کرنیکی ضرورت نہین مصنف صاحب لکھتے ہین جس زمانہ مین

اکبر کا لشکر پٹنہ سے لوٹ کر بھوگگام اور پٹیالی کے حدود مین پہونچا تو خواجہ صاحب بھی اکبر سے رخصت ہونے کی لیے
آئے تھے اوسوقت مین نے اونکو دور سے دیکھا تھا ملاقات نہین ہوئی تھی شیخ ادھن جونپوری یہ اپنے والد بزرگوار
شیخ بہار الدین کے مُرید تھے جو خاندان چشتیہ مین مشائخ روزگار کے مقتدا تھے سن شریف عمر طبعی سے بھی متجاوز ہوگیا
تھا چنانچہ اونکے بیٹے سَتّر اور اَسّی اَسّی برس کی عمر کے اونکی خدمت مین تھے علی ہذا القیاس اونکے پوتے بھی اونکے سامنے
بوڑھے ہوگئے تھے تمام اوقات اونکی عبادت مین صرف ہوتی تھی اگرچہ علوم ظاہری اونھون نے بہت حاصل کیا تھا مگر
کبھی درس نکہتے تھے ضعف حد سے زیادہ تھا بے دوسرونکی مدد کے وضو اور نماز بعضی اور ضرورتین بھی دشوار تھین مگر
جب گانے کی آواز سُنتے تو حالت وجد مین اونمین ایسی قوت آجاتی تھی کہ کئی کئی آدمیون سے نہ سنبھلتے تھے نماز مین بھی
اونکی یہی کیفیت تھی فرض بے تکلف بغیر مدد دوسرونکے پڑھتے اور سُنَن اور نوافل مین اورونکی مدد سے کھڑے ہوتے
اور نیت باندھکر باقی نماز بیٹھکر ادا کرتے تھے خوارق عادات اونسے بڑی کثرت سے ظاہر ہوتے تھے اونکے اولاد بھی بہت
ہوئی بہت سے بیٹے اونکے سفید ڈاڑھیونکے مجلس مین اونکے دونو نطرف اس ترتیب سے بیٹھتے تھے کہ آنیوالونکو شبہ
ہوتا تھا کہ انمین شیخ کونسے ہین ہر بات اونکی شریعت اور طریقت اور حقیقت کی جامع ہوتی تھی ایسی تقریر عوام
بلکہ خواص کے حوصلہ سے بھی باہر ہے ہر شخص اونکی بات کو اچھی طرح سے نہ سمجھ سکتا تھا جب اکبر کا لشکر اول مرتبہ
مخالفونکی تنبیہ کے لیے جونپور کی طرف جاتا تھا اور لشکر سے جونپور تک تین دن کا راستہ رہگیا تھا اوسی روز حضرت نے
جونپور مین وفات پائی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو انکی ملازمت نصیب نہین ہوئی ۹۷۰ھ نوسو ستر مین
اونکا انتقال ہوا شیخ ادھن + اونکی وفات کی تاریخ ہے شیخ عبد الغفور اعظم پوری اعظم پور مضافات سنبھل
سے ایک قصبہ ہے یہ شیخ عبد القدوس چشتی کے مرید تھے کمالات صوری اور معنوی انکو حاصل تھی ریاضت اور مجاہدہ
بھی بہت کیا تھا اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بہت ثابت قدم تھے اہل صحبت مین اونکے تصرف کا
بڑا اثر ہوتا تھا اگرچہ کسی طالب مین مناسبت کم ہوتی مگر حضرت کا جاذبہ اوسکو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتا تھا
اونکے کلام مین بڑی تاثیر تھی حسن وصورت اور خوبی سیرت دونون حاصل تھی اکثر اوقات علوم دین کا درس
فرمایا کرتے تھے اور مخلوق کو وعظ اور نصیحت بھی کیا کرتے تھے تصوف مین کئی رسالے بھی اونھون نے تصنیف کیے
ہین ۹۷۵ھ نوسو پچھتر مین اونکا انتقال ہوا میان وجیہ الدین احمد آبادی نسب اونکا علوی تھا چونکہ
آپ مسافر تھے اسوجہ سے اس اپنے نسب کو ظاہر نکرتے تھے بڑے عالم اور متقی اور عابد تھے جادہ شریعت پر
مستقیم اور گوشہ قناعت مین مقیم ہمیشہ درس علوم دینی کا شغل رکھتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی مین

اونکو ایسا ملکہ تھا کہ صرف ہوائی سے قانون اور شفا اور شرح مفتاح اور عضدی تک ہر کتاب پر اونھون
نے شرح یا حاشیہ لکھا ہی ہمیشہ خلائق کو اونکی صحبت سے فیض ہوتا رہتا تھا ہر روز بہت سے بیمار اور
محنت زدہ اونکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے واسطے دعا منگواتے تھے اور اوسکا اثر بہت جلد ظاہر ہوجاتا تھا
گویا اسم الشّافی کے پورے پورے مظہر تھے ہرگز اپنی خوشی سے کسی اہل دنیا کے گھر نجاتے تھے مگر اپنی عمر مین ایک دو بار
کسی کے جبر سے کہین گئے ہین ورنہ کبھی اپنے گھر یا مسجد سے قدم باہر نرکھا یہانتک کہ نماز جمعہ کی وہین پڑھتے تھے
ہر قسم کے لوگ امیر اور غریب اونکے ہی گھر جاتے تھے لباس و وضع مین کچھ اونکو عوام سے امتیاز نہوتا تھا ایک ہی
کپڑے مین تمام رات کاٹتے تھے اور جو کچھ فتوحات کے طور پر حاصل ہوتا تھا سب خیرات کردیتے تھے اگرچہ مرید کسی
اور کے تھے مگر بہت سا فیض اونھون نے شیخ محمد غوث سے حاصل کیا تھا آداب طریقت مین اونھین کے
تابع تھے مشرب صوفیہ کا پورا پورا ذوق اونکو حاصل تھا جب سلطان محمود گجراتی کے زمانہ مین شیخ محمد غوث
ہندوستان سے گجرات کو گئے تھے تو شیخ علی متقی نے جو مشائخ کبار اور اپنے وقت کے علما سے روزگار مین سے
تھے اونکے قتل کا فتوی دیا سلطان نے اوسکا جاری کرنا میان وجیہ الدین کی رائے پر موقوف رکھا چنانچہ
میان وجیہ الدین شیخ کی ملاقات کو گئے اور پہلی ہی ملاقات مین ایسے اونکے معتقد ہوئے کہ بے اختیار ہوگئے اور
اوس فتوی کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا یہ سنکر شیخ علی اونکے مکان پر گئے اور اپنے کپڑے اونکو پھاڑ کر کہا کہ تم کیون بدعت
کے رواج پر راضی ہوتے ہو اور شرع مین رخنہ ڈالتے ہو اونھون نے جواب دیا کہ ہم ارباب قال ہین اور شیخ
اہل حال ہمارا ذہن اونکے کمالات کو نہین سمجھ سکتا اور ظاہر شریعت مین کوئی اعتراض اونپر نہین آتا غرض
اونکے ہی سبب سے تمام گجرات کے حکام شیخ محمد غوث کے معتقد ہوگئے اور شیخ نے اوس بلا سے نجات پائی بعد اسکے
میان وجیہ الدین اکثر اپنی مجلس مین یہ کہا کرتے تھے کہ ظاہر شریعت مین آدمی کی ایسی نظر چاہیے جو شیخ علی متقی
کی کیفیت ہے اور حقیقت مین یہ حال چاہیے جو ہمارے پیر کی کیفیت ہے سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے مین اونکا انتقال
ہوا شیخ وجیہ الدین اونکی تاریخ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہان جتنے بزرگونکا احوال لکھا ہے
سوائے ان چار بزرگونکے سب کی مجکو ملازمت حاصل ہوئی ہے میان عبد اللہ نیازی سرہندی
نیازی پٹھانونکی ایک قوم ہے یہ حضرت اول شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے مرید تھے اور اونھین کی خانقاہ کے
برابر انکا ایک حجرہ تھا جسکو اکبر نے عبادتخانہ بنالیا ہمیشہ معتکف رہتے تھے جب اول مرتبہ شیخ سلیم سفر
حج سے خشکی کے راستہ سے گئے تھے واپس آئے تو میان عبد اللہ نے سفر حج کی اجازت مانگی شیخ نے اونکو ایک

ہو ہار مین تمام مشائخ اور اہل اللہ کا ذکر لکھدیا جنسے ولایت عرب اور عجم مین گھر ملاقات ہوئی تھی چنانچہ
میان عبداللہ نے سب ملکون مین سیر کرکے اون تمام بزرگونکی ملازمت حاصل کی پھر اونکو گجرات اور دکن مین
مہدوی مذہب کے لوگونکی بہت صحبت رہی چنانچہ اونھون نے بھی یہی طریقہ اختیار کرلیا پھر چند روز بیانہ مین
سکونت اختیار کی اور وہانکا حال مفصل سلیم شاہ کے ذکر مین پہلے مذکور ہوچکا ہے ہمیشہ گمنامی کے گوشہ مین سب
قیود اور تعلقات سے فارغ رہتے تھے شیخ علائی کے سبب سے سلیم شاہ کو مخدوم الملک نے بہکایا اور اوسکے اغوا سے
سلیم شاہ نے میان عبداللہ کو بڑی ایذا دی اسی سبب سے حضرت نے پھر مسافرت اختیار کی اور ہر طرف سیر کرتے
رہے آخر عمر مین دعوی مہدویت کو ترک کرکے سرہند مین گوشۂ عزلت اختیار کیا اور تمام مشائخ کی طرح سلوک
کی طریقہ کا برتاو کرتے تھے جب اکبر نے اونکے حجرہ مین عبادتخانہ بنایا تو اس تقریب سے میان عبداللہ کا ذکر اونکے
سامنے مذکور ہوا چنانچہ اکبر نے اونکو سرہند سے بلایا تھا اونسے صحبت رکھتا تھا اور طرح طرح کی خبرین پوچھتا
تھا اونھون نے مہدوی مذہب سے انکار کیا اور کہا کہ اول مجکو ان مذہب والونکی صحبت اچھی معلوم ہوئی اس سبب سے
مین اس طرف مائل ہوگیا اب مجکو حق کھل گیا تو مین نے اوس مذہب سے توبہ کی پھر اکبر نے بڑی تعظیم سے اونکو رخصت
کیا سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے مین اکبر اٹک کو جاتا تھا جب سرہند مین پہونچا تو پھر اونکو بلایا اور کچھ مدد معاش کے لیے
زمین دینا چاہی اونھون نے توکل پر قناعت کرکے قبول نکیا اکبر نے خواہ نخواہ فرمان لکھوادیا اونسے حکم کی تعمیل کرکے
فرمان لے لیا مگر توکل کا شیوہ نچھوڑا اور اوس زمین سے کچھ بحث نکی چنانچہ چند روز کے بعد مرگئے اونکے سارے عمل کا مدار
کتاب احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت پر تھا مصنف صاحب لکھتے ہین جس سال مین الغ مرزا کی لڑائیان
ہو رہی تھین مین بھی حسین خان کے ساتھ تھا سرہند مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا کتاب احیاء اونکے سامنے
رکھی تھی اوسکے فوائد بیان کر رہے تھے محمود خان نام اونکا ایک یار جو سلیم شاہ کے زمانہ سے اونکا آشنا تھا اور
شیخ علائی کے جھگڑون مین شیخ مبارک نے سیف اللہ اوسکو خطاب دیا تھا پوچھنے لگا کہ دل کیا چیز ہے
اونھون نے جواب دیا کہ ہمسے دل تک ہزار منزل کا فاصلہ ہے اوس سے کیا پوچھتے ہو اخلاق کی باتین کرو پھر
کسی تقریب سے ایک بوڑھے مغل نے میر سید محمد جونپوری کا ذکر کیا اونھون نے کہا کہ جس زمانہ مین حضرت
میر سید جونپوری کا انتقال ہوا تھا مین فراہ مین موجود تھا اونھون نے مہدویت کے دعوی سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ مین مہدی موعود
نہین ہون اوسوقت محمود خان نے آہستہ کہا کہ میان عبداللہ نے عجب کام کیا ہے شیخ علائی بیچارہ کو قتل کرایا پھر خود اس دائرہ سے باہر ہوگئے
میان عبداللہ نے نوے برس برس کی عمر پاکر سنہ ایکہزار مین انتقال کیا شیخ ابو الفتح گجراتی میر سید محمد جونپوری کے داماد مین

مگر انھون نے اونکو دیکھا نہیں یہ قرابت اونکی بعد وقوع ہوئی تھی یہ بھی بڑے صاحب جاہ وجلال اور اہل کمال تھے
مہدویت کے طریقہ پر بڑے ثابت قدم تھے گجرات مین اور نیز معظم مین شیخ گدائی سے اونکی بڑی صحبت رہی تھی بیرم خان
کے زمانہ مین کسی ضروری کام کے لیے اگرہ مین آئے تھے مگر چند روز مین وہ زمانہ درہم برہم ہوگیا او شیخ گجرات کو چلا گیا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین طالبعلمی کے زمانہ مین ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت مولانا عبد اللہ بدھاری کے
ساتھ اگرہ مین جمنا کے اوس پار شیخ بہار الدین مفتی کے محلہ مین شیخ کی ملاقات کو گیا تھا تنہا حجرہ مین بیٹھے ہوئے عبادت کررہے
تھے ہمکو دیکھکر اونھون نے یہ حدیث پڑھی لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ
الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنْ عِنْدَهٗ اور اسکا ترجمہ بیان کیا چنانچہ مین نے
بھی ذکر شروع کیا اوسوقت مجکو ایک عجیب فیض حاصل ہوا اور قرآن کے معانی کھلنا شروع ہوئے اور مدت تک ایسا اثر رہا
کہ جو آواز میرے کان مین آتی تھی اوسکو مین ذکر ہی سمجھتا تھا مین نے اونکے بعضے مریدونکو دیکھا کہ انھون نے سر تیس لگاکر
اپنے ہونٹونکو بند کر لیا تھا تاکہ بیفائدہ گفتگو نکرین اور بعضون نے پتھریان منھ مین بھر لی تھین اونکی وفات کا سال معلوم نہ ہوا
شیخ ابو اسحاق لاہوری یہ میان شیخ داؤد کے خلیفہ تھے اور اپنے پیر سے انھون نے ایسی نسبت پیدا کی تھی کہ گویا ہوبہو
اونہین کی مثل ذات کے تھے اور اونمین ایسا اثر تھا کہ جو شخص اونکی صورت دیکھتا تھا فوراً اوسکے دل مین اللہ کی محبت
پیدا ہوتی تھی فقط دو تین لوگ میان داؤد کے مرید جنکا لاہور مین مسکن تھا اونکے مصاحب تھے اوسواے اونکے
اور کسیکو اپنے حضور مین نہین بلاتے تھے اور مرید بھی نہین کرتے تھے اور اپنے تاریک حجرہ مین جو ایک باغ کے اندر تھا
بیٹھے رہتے تھے کہین باہر نجاتے تھے مگر کبھی کبھی شیرگڈھ مین جو لاہور سے چالیس کوس سے کچھ زیادہ دور ہے میان داؤد کی
زیارت کے لیے جاتے تھے اور فوراً آستان بوسی کرکے واپس آتے تھے وہانکی تجلی انوار کی زیادہ تاب نتھی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جس سال مین کہ پہلے مذکور ہوچکا ہین لاہور مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک رات دن اونکے گھر مین
مہمان رہا پھر اوسی فتنہ وفساد کے زمانہ مین تنہا فقط ایک خدمتگار کے ساتھ شیرگڈھ کو میان داؤد کی زیارت کیلیے
چلا راستہ مین راہزن میرا راستہ روکتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اس پر خطر جنگل مین تنہا کہان جاتے ہو مین جواب دیتا تھا
کہ میان شیخ ابو اسحاق کی خدمت سے آتا ہون اور میان داؤد کی ملازمت مین جاتا ہون سب لوگ میان کا نام سنتے ہی
میرے تابعدار ہوجاتے تھے اور دودھ دہی وغیرہ میرے لیے لاتے تھے اور راستہ چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بہت
ہوشیاری کے ساتھ جائیو اور میان داؤد کے نام کا ورد رکھیو کیونکہ یہانکے سب خاص وعام اونکے مرید ہین چنانچہ
مین بخیریت تمام میان کی خدمت مین پہونچا یہ قصہ تفصیل سے پہلے مذکور ہوچکا ہے تھوڑے دنون کے بعد میان نے

اس عالم فانی سے ملک بقا کیطرف سفر کیا اوسی زمانہ مین پنجاب مین وبا عام ہوئی اور تین چار مہینہ کے عرصہ مین اکثر حضرت کے خلیفون اور گھر کے آدمیون نے قریب پچاس ساٹھ آدمیونکے وفات پائی عام مریدونکا کچھ حساب نہین اسی عرصہ مین میان عبدالوہاب کا بھی جنکو میان بابو کہتے تھے انتقال ہوا اور شیخ ابو اسحاق نے بھی رحلت کی بعد ازان میان شیخ عبداللہ حضرت کے صاحبزادہ سجادہ نشین ہوئے چند روز کے بعد اونکا بھی انتقال ہو گیا اونکے بعد اب شیخ معالی سجادہ نشین ہین شیخ رکن الدین یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادہ ہین گنگوہی نواحی تھانیسر مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے ولی کامل تھے اور انکی کمالات انکے لڑکے سے ظاہر ہوتے تھے تصوف مین اونکو بڑا ملکہ تھا کسی مجبوری سے کسی امیر کے گھر جاتے تھے ورنہ اپنے گوشۂ قناعت مین متوکل بیٹھے رہتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین بیرام خان کی بغاوت برپا تھی اوتھین دنون مین دہلی مین شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین مین نے اونکی ملازمت حاصل کی تھی میان مصطفی گجراتی اصل اونکی بوہرہ کی قوم سے ہے میر سید محمد جونپوری کے ایک مرید کے مرید ہین اور اوتھین کے فیض سے میان مصطفی نے طریقہ فقر و فنا کا اختیار کیا اور آخر عمر تک اسی طریقہ پر قائم رہے جس زمانہ مین اکبر نے ولایت بنگالہ کو تسخیر کرکے ولایت پٹنہ سے مراجعت کی اور اجمیر کو گیا اوتھین دنون مین آصف خان ثانی میر بخشی گجرات سے اکبر کے حکم بموجب اونکو بھی ہمراہ لایا ایک شب اکبر صحن دیوانخانہ مین سب عالمونکو جمع کرکے شیخ مصطفی سے مہدویت کے مسئلہ کی تحقیق کرتا تھا اور وہ جواب دیتے تھے اوسوقت مناظرہ کا بڑا طول ہو گیا حاجی ابراہیم سرہندی اپنی کج خلقی کیوجہ سے بڑی بیہودہ گفتگو کرتا تھا جس سے شیخ کو بڑا رنج ہوتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کتاب شرح گلشن راز جو شیخ محمد لاہجی کی تصنیف ہے اور وہ میر سید محمد کے مرید تھے جنھون نے اپنے زمانہ مین مہدویت کا دعوی کیا تھا اوسکے مطالب مین نے بڑی تفصیل سے بیان کئے اور چونکہ وہ مطالب شیخ کے مدعا کے خلاف تھے اسواسطے ضرور اونکو مجھسے رنج ہوا ہوگا پھر جب بادشاہ اکبر فتحپور مین آیا تو اوسنے شیخ کی نسبت حکم دیا کہ چند روز خواجہ عبدالصمد مصور شیرین قلم کے مکان پر رہین وہان جاکر مین نے اپنی تقصیرونکی عذر خواہی کی حضرت کو ضعف بہت تھا اوسی مجلس مین اونھون نے طشت منگاکر بہت سا خون تھوکا بعد ازان اونھون نے گجرات کی رخصت پائی غالباً راستہ مین ہی یا وطن مین پہونچکر انتقال کیا یہ واقعہ ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین ہوا انکے مکتوبات بھی موجود ہین جنسے غربت اور فنا کی بو ٹپکتی ہے شیخ اسحاق کاکو لاہوری انکے باپ کا نام شیخ کاکو تھا لاہور کے آدمی انکی ولایت کے بڑے معتقد تھے یہ عالم متبحر اور متوکل اور متشرع تھے ہرگز کسی دنیادار کے گھر نجاتے تھے اور کسی سے حاجت نچاہتے تھے ہمیشہ درس

کیا کرتے تھے جمیع علوم کے جامع تھی صوفیونکے طریقہ کا برتاو کرتے تھے ہمیشہ اللہ سے مشغول رہتے تھے جبتک اونسے کوئی کچھ نہ پوچھتا تھا جواب نہ دیتے تھے ایک روز ایک نالائق آدمی اونکو راستہ مین ملا اور اوسنے ایک ہنڈیا شیر بہنگ کی بھری ہوئی اونکے سر پر رکھدی کہ میرے ساتھ لیچل یہ بلا انکار اوسکو اپنے سر پر رکھکر بازار مین ہوتے ہوئے اوسکے گھر پہونچا آئے اوسیدن نوٹ نفسانیت اونکے دل سے بالکل جاتا رہا اور اس صفت مین علماسے رہی سے ممتاز ہوگئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ ۹۵۵ نوسو پچانوے مین مین اونکی ملاقات کو گیا تھا بعد ازان مین نے شیخ فیضی سے جو قریب زمانہ مین ملک الشعرائی کا خطاب پانے والا تھا یہ قصہ نقل کیا اوسکی عادت تھی کہ سب بزرگونکی مذمت کیا کرتا تھا اسیطور پر اوسنے شیخ کو برا کہنا شروع کیا مین خاموش ہو رہا اوسی شب مین یا دوسری شب مین مین نے خواب مین دیکھا کہ جنگل مین ایک پرانا مکان ہے جسمین دو تین دیوارون سے زیادہ نہین ابوالفضل اوس مکان مین چلا گیا ہے اور شیخ اسحاق تو پچیونکی جماعت مین شریک ہوکر موافق اس معمول کے کہ ہر مہینہ کی پہلی شب مین بادشاہونکے دربارون مین بندوقین چھوڑا کرتے ہین ایک بندوق ہاتھ مین لیے ہوئے میری طرف چھوڑ رہے ہین اور اوسکے شرارہ میرے گرد پیش گرتے ہین مین یہ خواب دیکھکر بڑا ہولناک اوٹھا اور دوسرے دن حضرت شیخ کی نذر کچھ لیگیا آپ نے قبول فرمائی اور مین نے یہ سارا واقعہ اپنا بیان کیا اگرچہ بسبب ضعف کے آپ مین بولنے کی طاقت تھی مگر میرے واسطے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگی شیخ سعد اللہ اور شیخ منور وغیرہ لاہور کے بڑے نامی علما اونکے شاگرد ہین جوانی کی عمر مین اونکو شکار کا بہت شوق تھا چنانچہ جب پڑھانے سے فارغ ہوتے باز اور جرہ وغیرہ لیکر شکار کو چلے جاتے تھے اور پیادہ پا جنگل مین پھرا کرتے تھے سن شریف حضرت کا سو برس سے متجاوز ہوا سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے مین آپ نے انتقال فرمایا شیخ سعد اللہ نحوی اسرائیل یہ شیخ فیاض کے شاگرد تھے بہت سی مختلف کیفیتین انپر طاری ہوئین ابتداے حال مین متشرع تھے یکبارگی سب پابندی چھوڑکر فسق و فجور مین مبتلا ہوگئے اور ایک ڈومنی سے تعلق پیدا کیا سفید داڑھی لیے ہوئے بازار مین آوارہ پھرتے تھے ؎

زین پیش گرچہ خلق گرفتے زما سبق ✤ عشق آمد و نماند نشانے زما سبق ✤

اوس حال مین بھی یہانکے لوگ اونکے بڑے معتقد تھے اور اونکو ولی سمجھتے تھے اور اوسوقت مین بھی درس اونکا جاری تھا جو کچھ مال و اسباب اونکے پاس تھا سب اوس معشوقہ کے عشق مین لٹا دیا ایک شب اوسکے ساتھ شراب پی رہے تھے ایک جماعت محتسبونکی مع بہت سے طالبعلمون کے جو حضرت کے شاگرد تھے دیوار کود کر مکان مین داخل ہوئے اور سب آلات فسق و فجور کے توڑکر یہ ارادہ کیا کہ اونکو تعزیر دین آپ نے وہی بات جو کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی پیش کی کہ اگر مین نے ایک گناہ کیا ہے تمسے کئی حرکتین خلاف شرع واقع ہوئین اور تم میری نسبت زیادہ تعزیر کے لائق ہو کیونکہ میرے حال کا تجسس

سر کرکے بے اذن دیوار کود کر میرے مکان مین داخل ہوئے یہ سنکر وہ سب لوگ نادم ہوئے اوسیوقت سے حضرت
نے بھی سب گناہون سے توبہ کی اور کتاب احیاء العلوم کو اپنا دستور العمل بنایا عبادتین اور ریاضتین شروع
کین اور کتابین بھی بہت تصنیف کین اونمین سے امام غزالی کی جواہر القرآن پر ایک شرح ہے ایک مرتبہ اونکو
اکبر نے خلوت مین بلا کر پوچھا کہ تمہاری کیا قوم ہے آپ نے صاف کہدیا کہ مین اپنی قوم کا کایستھ ہون یہ بے تکلفی
اونکی اکبر کو بہت پسند آئی اور مدتون تک اونسے صحبت رکھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اول مرتبہ
اونسے لاہور مین ملاقات کی تھی کسی تقریب سے ملتان کی ویرانی اور لاہور کی آبادی اور لنگاہ کے بادشاہونکا
قصہ خصوصاً سلطان حسین کا حال اس خوش تقریری سے اونھون نے بیان کیا کہ مین نے یہ شیرینی کسیکے
کلام مین نہ پائی کبھی کوئی سائل اونکے دروازہ سے محروم نگیا اگرچہ کوئی تجارت یا زراعت کا شغل اونکو نتھا
نہ بادشاہ کی طرف سے کوئی مدد معاش مقرر تھی مگر سخاوت اونکی ایسی تھی کہ لوگ تعجب کرتے تھے کہ اتنا روپیہ کہان
سے آتا ہے اسی برس کی عمر مین اونھون نے اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا ہزارون آدمی اونکے جنازہ کے
ساتھ تھے اور تبرک سمجھکر اونکی نعش کو اپنے سر اور کندھون پر رکھتے تھے میان شیخ عبد اللہ بدایونی
یہ بھی بڑے بزرگون مین سے تھے بچپن مین بوستان کا سبق پڑھتے تھے جب اس شعر پر پہونچے ؎ محال ست
سعدی کہ راہ صفا ٭ توان یافت جز در پئی مصطفا ٭ تب اونھون نے معلم سے پوچھا کہ اس شعر کا ترجمہ ہماری
زبان مین اچھی طرح سمجھا دو اوسنے کہا کہ تمکو اس سے کیا کام آگے چلو حضرت نے کہا کہ جبتک مین اسکا مطلب
اچھی طرح نہ سمجھلونگا ہرگز آگے نہ بڑھونگا تب اوستاد نے مطلب بیان کیا تب انھون نے پوچھا کہ محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے اونکی تعریف بیان کرو تب اوستاد نے حضرت کے حالات اور بعض معجزات بیان
کیے شیخ عبد اللہ پر یہ سنتے ہی ایک جذبہ طاری ہوا کپڑے پھاڑکر کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا جب
مان باپکو خبر پہونچی تو دوڑے آئے اور سمجھے کہ اب یہ اسکا حال نہ بدلیگا مجبور ہوکر بیٹے سے ہاتھ اوٹھایا حضرت
نواحی سامانہ سے جو انکے باپ دادونکا قدیم مسکن تھا دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان اونھون نے فقہ اور
قرآن پڑھنا شروع کیا اور وہان اونھون نے بڑے بڑے علما اور مشائخ کی خدمت کی پھر میان شیخ عبد الباقی
چشتی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور کچھ ذکر اور شغل کا طریقہ اونسے سیکھا پھر شیخ صفی خیرآبادی
وغیرہ اور مشائخ کی خدمت مین گئے اور بہت سی ریاضتین اور مجاہدہ کیے علم اونھون نے اکثر نامی عالمون
سے حاصل کیا خصوصاً میان شیخ لادن دہلوی اور میر سید جلال بدایونی سے بہت سا پڑھا اور اونکی

وفات کی بعد اونکی قائم مقام ہوئے برسون تک بدایون مین درس و افادہ فرمایا اونکے شاگردون مین بھی بڑے
بڑے نامی عالم ہوئے دور دور سے لوگ اونکی ملازمت مین آیا کرتے تھے آخر حال مین جذبہ اونپر غالب ہوا
مجلس سماع مین حاضر ہوا کرتے تھے اور جب بہت بیتاب ہی ہوجاتے تھے تو چند قدم چلتے تھے کچھ وجد اور رقص
نہوتا تھا پھر لاحول پڑھکر اپنے مقام پر لوٹ آتے تھے بے تکلف ایسے تھے کہ اپنے گھر کا روزمرہ سودا لینے کیواسطے
پیادہ پا بازار کو چلے جاتے تھے اور وہان سے خود ہی اوٹھا کر گھر کو لے آتے تھے رستہ مین طالبعلمون کو سبق بھی
پڑھاتے آتے تھے ہر چند طالبعلم کہتے تھے کہ یہ خدمت ہم بجا لاوین آپکو تکلیف کی ضرورت نہین مگر آپ قبول
نفرماتے تھے اونکی صورت سے فقر و فنا ٹپکتا تھا اگرچہ اونکو بزرگون سے اجازت تلقین اور ارشاد کی اور خط
خلافت کا حاصل تھا مگر وہ کسیکو مرید نکرتے تھے اور اس امر سے بہت احتراز کرتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین اونسے علم کلام مین شرح صحائف اور اصول فقہ مین تحقیق سے پڑھتا تھا اور بڑی بڑی استعداد
کے طالبعلم سبق مین شریک تھے اور طرح طرح کے دقیق اشکال پیش کرتے تھے مگر مین نے کبھی نہین دیکھا کہ اونکو
کتاب کے مطالعہ کی بھی ضرورت ہوئی ہو اور یہ بھی لکھتے ہین کہ اب اونکی نوے برس کی عمر ہے شیخ جلال الدین
قنوجی یہ ایک مجذوب سالک تھے انکے باپ دادون نے ملتان سے آکر قنوج مین سکونت اختیار کی تھی ابتدا
مین وہ سالک تھے بعد ازان جذبہ غالب ہوگیا تھا مگر اوس حال مین بھی اتباع شریعت مین ثابت قدم
تھے کبھی کبھی جو حال اون پر غالب ہوتا تھا تو اپنے منھ کو سیاہ کرکے اور پلنگ کا جھلونگا گردن مین ڈال کر
بازارون مین چلاتے پھرتے تھے اس قسم کی بہت سی حرکتین اونسے سرزد ہوتی تھین مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین ایک مرتبہ اونکی ملازمت مین حاضر ہوا اوسوقت محلہ کی مسجد مین جمعہ کی نماز پڑھ چکے
تھے جب مین پہونچا تو اپنے باپ دادونکی قبرونکی جو اوس مسجد کے صحن مین تھین زیارت کرنے لگے ایک خادم
اونکے ساتھ تھا ایک ایک قبر پر جدا جدا فاتحہ پڑھتے تھے پھر وہانسے لوٹے تو اوس خادم سے ایک فرائض کا
مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک شخص مرجاوے اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی وارث چھوڑے تو ہر ایک کو اوس ترکہ
مین سے کتنا کتنا ملیگا اوسنے جواب دیا کہ بیٹی ایک حصہ اور بیٹا دو حصہ پاویگا اس مسئلہ کو اچھی طرح سنکر
وہان سے چلدیے کچھ زبان سے نکہا پھر معلوم ہوا کہ بعضی حدیثون مین جو آیا ہے کہ اگر کوئی شخص علم فرائض کا
مسئلہ مقبرے مین پڑھے اور اوسکے سہامونکی تقسیم بیان کرے تو سب اہل قبور کی مغفرت ہوجاتی ہے
شیخ کا اسی پر عمل تھا اور ہر جمعہ کو اونکا یہی معمول تھا شیخ پیکو محمد مجذوب گوالیاری حسینی سید تھے

ابتدای حال مین سپاہ گری کیا کرتے تھے ایکبارگی نوکری کو چھوڑکر سقائی شروع کی بدایونکی بیوہ عورتونکو
پانی پہونچایا کرتے تھے اور بلا اجرت ہر شخص کو پانی پلاتے تھے یکایک جذبہ غالب ہوا اور سب کاروبار اپنا
ترک کردیا کسی سے کچھہ بات نکرتے تھے اور اپنے حال مین محو رہتے تھے گوالیار کو بازار کے سرے پر اپنی سکونت کے
واسطے ایک جگہہ مقرر کرلی تھی ہمیشہ سر نیچے ڈالے ہوئے مراقبہ مین بیٹھے رہتے تھے اگر حاضرین مجلس کو کوئی خطرہ
دل مین گذرتا تھا تو مجذوبونکی طرح اپنی بڑ مین اوسکا جواب دیتے تھے جس سے وہ اچھی طرح حل ہوجاتا تھا
اور اکثر غیب کی خبرین بیان کیا کرتے تھے راتونکو جاگا کرتے تھے کبھی روتے تھے کبھی ہنستے تھے بہت معتبر آدمیون سے سنا ہے
کہ ولایت سے ایک سید آیا تھا اور اوسنے حضرت سے سیادت کی دلیل مانگی تھی آپ نے بہت سی آگ روشن کرائی
اور اوس سید کا ہاتھہ پکڑکے کہا کہ آؤ ہم تم دونون آگ مین کود پڑین تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد
سید بیچارہ ڈر گیا اور شیخ آگ مین کود پڑے اور پھر سلامت نکل آئے اس قسم کی بہت سی خوارق اونکی مشہور
ہین اور سب لوگ اون پر اتفاق رکھتے ہین شیخ اوسی جذبہ کے حال مین ایک مرتبہ نعرہ مار کر مار کہتے
ہوئے دوڑے یہانتک کہ دروازہ کی چھت سے گر کر مر گئے یہ واقعہ ۹۸۹ھ نوسو نواسی مین ہوا شیخ فیضی نے
ٹیپو مجذوب اونکی تاریخ نکالی شیخ الہ بخش گڈہ مکتیسری گڈہ مکتیسر گنگا کے کنارہ ایک قصبہ ہے
یہ حضرت چالیس برس تک سجادۂ شیخ پر مسند نشین رہکر مریدونکی تعلیم مین مشغول رہے بڑے متوکل
تھے اور اونکی صحبت مین خدا یاد آتا تھا ستتر برس کی عمر مین سنبھل کی سیر کے لیے گئے تھے وہان ایک
بڑھیا جو شیخ پنجو مرحوم سنبھلی کی خدمت کیا کرتی تھی اور بڑی عابدہ اور زاہدہ تھی ہمیشہ روزہ رکھا کرتی
تھی پینتیس برس سے بیشوہر تھی اور سوائے دودہ کے اور کچھہ نکھاتی تھی وہ غائبانہ حضرت کی بڑی معتقد
تھی اور اوسنے التماس کیا کہ مجکو بھی خدا کا رستہ بتلائیے حضرت نے فرمایا کہ جب تک تو پیروی سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرکے کسیکی نکاح مین نہ آجاویگی یہ بات کہنا تجکو فضول ہے فی الحال وہ محفہ
مین سوار ہوکر حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوئی اور آپ کے نکاح مین آگئی تھوڑے دنون مین دونون نے
ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے ایک دوست سید محمد قاسم کے ساتھ
جو دہلی کے نامی سیدون مین سے تھے اونکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا مین نے اونکو بڑا خوش مجلس اور
خوش تقریر پایا جب طشت اور آفتابہ ہاتھہ دہونے کے لیے لائے تو آپ نے فرمایا کہ اوس سید سے
ابتدا کرو شیخ عارف حسینی یہ شاہ اسمٰعیل صفوی کی اولاد مین ہین بڑے عامل تھے اور ریاضتین اور

مجاہدہ بھی انھون نے بہت کیے تھے چنانچہ غذا اونکی جو کی روٹی جلی ہوئی سوکھی اور کڑوی گھانس ہوتی تھی کسی مین
اوسکے کھانے کی طاقت نتھی شریعت کی اتباع مین بڑے ثابت قدم تھے پانچوقت عین تیش خانہ شیخ ابوالفضل سے
مین بادشاہ کے دربار مین اذان کہی تھی کچھ کسیکا خوف اونکو نتھا خوارق اونکے بہت مشہور ہین اون مین
ایک یہ ہی کہ گول کاغذ کترکے جلتی ہوئی انگیٹھی مین ڈال دیتے تھے اور وہان سے اشرفیان نکال کر سب حاضرین
مجلس کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگر اونکو کسی حجرہ مین بند کرکے مقفل کر دیا جاتا تھا تو وہ دوسری جگہ ظاہر
ہوجاتے تھے ایک مرتبہ گجرات سے لاہور مین آئے تھے وہان جاڑون کے موسم کے میوہ گرمیون مین اور گرمیکے موسم کے
میوہ جاڑون مین لوگونکو دیتے تھے وہان کے علما خصوصًا مخدوم الملک اونسے متعرض ہوئے اور کہا کہ ضرور
یہ میوہ لوگونکے باغونکے ہونگے کہ بے اونکی اجازت کے انپر تصرف کیا جاتا ہے انکا کھانا حرام ہی آخر حضرت
وہانسے رنجیدہ ہوکر کشمیر کو چلے گئے علی خان وہانکا حاکم اونکا بڑا معتقد ہوا اور اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دیا
جب دیکھا کہ انکے ٹھہرنے کا کچھ اعتبار نہین تب طلاق دلواکر مہر لیا اور وہان سے حضرت تبت کو گئے
وہان بھی اونسے بہت خوارق ظاہر ہوئے غرض حضرت سے گجرات اور ہند اور کشمیر اور تبت مین بڑے
بڑے تصرفات ظہور مین آئے مگر جہان جاتے تھے وہین کے آدمی اونکے دشمن ہوجاتے تھے تو مجبور ہوکر
اوس ملک سے دوسرے ملک کو چلے جاتے تھے اول مرتبہ جو اکبر کشمیر سے کابل کو جاتا تھا تو حضرت نے
اوس سفر مین آکر اکبر سے ملاقات کی اکبر نے اونکی محافظت کے لیے موکل مقرر کر دیے اور جب اکبر کی
ملاقات کو آتے تھے تو وہ ایک پیالہ زرین مین مشک اور کافور اور بہت سی خوشبوئین ڈال کر تحفہ پیش
کیا کرتا تھا اور ہر چند کہتا تھا کہ ہمسے کچھ نقد روپیہ یا جاگیر قبول کیجیے تو آپ جواب دیتے تھے کہ روپیہ اپنے
احدیون کو عنایت کرو وہ بہت بدحال ہین مین کیا کرونگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ
قلیچ خان کے ہمراہ حضرت سے نقشخانہ ابوالفضل مین کہ حضرت اوسکی حراست مین تھے ملاقات کی اوسکے
بالاخانہ پر بیٹھے ہوئے نقاب منھ پر ڈالے ہوئے کتابت کر رہے تھے اور ایک شخص سے کہتے تھے کہ یہ قلیچ خان
ہی جو کہتا تھا کہ مین قلیچ تمھارا بندہ اور خدمتگار ہون ہمیشہ سے منھ چھپانے کی اونکو عادت تھی اور کہتے ہین
کہ اس سے یہ مطلب تھا کہ اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جاوین تو اونھین کوئی نہ پہچانے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے ایک معتبر آدمی سے سنا ہی کہ ایک مرتبہ کشمیر مین اکبر نے شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح کو
بھیجا اور اونھون نے اکبر کے اشارہ کے بموجب کہا کہ اگر آپ اس نقاب کو اوٹھا لین تو ہم بھی آپکے

جمال مبارک کی دیدار سے مشرف ہون آپ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فقیرون کو تم بہت مت ستاؤ
حکیم ابو الفتح کے مزاج مین شوخی اور گستاخی بہت تھی ہاتھ بڑھا کر حضرت کی نقاب اوٹھانے لگا آپ نے فرمایا
کہ معاذ اللہ مین مجذوب اور معیوب نہین ہون تو میرا منھ دیکھ تو نقاب اوتار کر زمین پر ڈال دی اور فرمایا کہ
حکیم تو نے میرا منھ تو دیکھ لیا مگر اسکا نتیجہ انشاء اللہ تعالی دو ہفتہ کے بعد دیکھیگا چنانچہ پندرہ روز نگذرے تھے کہ اوسی سفر مین
حکیم نے اسہال کبدی کے مرض مین انتقال کیا اس قسم کے خوارق آپ کے حد شمار سے باہر ہین ایک روز اکبر نے
اون سے کہا کہ یا تم ہمسے ہو جاؤ یا ہمکو اپنا سا کر لو آپ نے فرمایا کہ ہم نامراد لوگ تمسے کیونکر ہو سکتے ہین اگر تم
ہمسے ہونا چاہو تو آؤ ہمارے برابر آنکر بیٹھ جاؤ میر سید علاؤ الدین اودہی انکو بڑے مقامات عالیہ
حاصل تھے اور کرامتین انکی کھلی ہوئی تھین گویا خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی تھے خوارق
اونکی بہت مشہور ہین کبھی کبھی حقائق اور معارف کے مضمون کو نظم کیا کرتے تھے یہ مطلع اونکا بہت مشہور ہے
؎ ندانم آن گل خندان چہ رنگ و بو دارد ✤ کہ مرغ ہر چمنی گفتگوی او وارد ✤ اور ایک ترجیع بند اونھون
نے لکھا ہے کہ جسکے بند کا شعر یہ ہے ؎ کہ نشان دل مبین جز دوست ✤ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ✤ شیخ
عراقی نے بھی اسی زمین مین یہ شعر لکھا تھا ؎ کہ جہان صورت ست معنی دوست ✤ ور بمعنی نظر کنی
ہمہ اوست ✤ اور کسی اور نے یہ لکھا ہے ؎ کہ جہان پرتوست از رخ دوست ✤ جملۂ کائنات سایۂ
اوست ✤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یون کہا تھا ؎ پوست مغز جہان جہان ہمہ پوست
خود چہ مغز و چہ پوست چون ہمہ اوست ✤ اونکی صحبت کے فیض سے بہت لوگ ولی کامل ہو گئے
اونمین سے ایک حضرت کے صاحبزادہ سید ماہر وہین جنھون نے بالکل آپ کے قدم پر قدم
رکھا تھا دوسرے سید علی ملہری جو بڑے صاحب حال تھے اور ہمیشہ مخلوق سے چھپے ہوئے
علحدہ رہتے تھے فقر اور غربت اونکے چہرہ سے ٹپکتا تھا تصوف مین اونکی تقریر نہایت عمدہ تھی ✤
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی حسین خان کے ساتھ کانت کولہ کو جو توابع سنبھل مین ہے
اونکی ملازمت مین حاضر ہوا اور اونکی صحبت کا فیض اوٹھایا ہمیشہ میر سید علی دعا مانگا کرتے تھے
کہ اے اللہ مجھکو شہید کیجیو چنانچہ ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت حضرت کے گھر مین چور آئے اور بڑا
شور مچا اگرچہ آپکی عمر نوّے برس کی تھی ایک لوہے کا گرز لیکر اللہ اللہ کہتے ہوئے مقابل ہوئے
اور کئی آدمیونکو جہنم مین پہونچایا آخر کو ایک تیر اونکے بھی لگا شہید ہو گئے یہ واقعہ ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے مین ہوا

چو شد آن مرشد کامل ۹ اونکی وفات کی تاریخ ہے شیخ حمزہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وہ ملک آدم کاکر کے پوتے ہین
جو سلطان سکندر اور ابراہیم لودی کے امیرون مین سے تھا ہمیشہ اپنے دادا کی قبر پر مجاور بنا بیٹھا رہتا تھا
ملک آدم کی قبر دو قبرون کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبی تھی جذبہ قوی اون پر طاری تھا قد اونکا بہت لمبا
تھا اور اونکے چہرہ پر بڑی ہیبت تھی کبھی کبھی شہر مین بھی سیر کے لیے آیا کرتے تھے اور شیر کی طرح جھومتے ہوئے
چلتے تھے اور بہت سی اینٹ پتھر ہاتھ مین اوٹھا کر ہر طرف پھینکتے جاتے تھے مگر کسیکو اوس سے ایذا نہین
پہونچتی تھی اور بہت سی مزے مزے کی حرکتین اونسے صادر ہوتی تھین ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے
جس کسیکو لائق سمجھتے تھے اوسیکو بلا کر کچھ گفتگو کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین اسیطرح مجھسے
بھی کچھ گفتگو اونھون نے کی اکثر آدمی اونکی حرکت دیکھکر بھاگ جاتے تھے اور اونکے پاس نہ پھٹکتے تھے
شیخ پیرک یہ بھی لکھنوی ہین گومتی ندی کے کنارہ جنگل مین آبادی سے بہت دور ایک ایسے غار مین رہتے
تھے کہ آدمیون کو اونکا پتا مشکل سے ملتا تھا ہر ہفتہ مین ایکبار جمعہ کی نماز کے بعد کھانا کھاتے تھے ایک بڑھیا اونکے
گھر رہتی تھی وہ خشک روٹی اور کچھ اوس بیری کے بیر جو اونھین کی بوئی ہوئی تھی اونکی غذا کے لیے لے جایا کرتی
تھی اگر کوئی شخص بڑی مشقت اوٹھا کر اونکی ملاقات کے لیے جاتا تھا تو وقت معین پر حجرہ سے باہر نکلکر تھوڑا
بیٹھ جاتے تھے کچھ گفتگو کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین حسین خان لکھنو کا حاکم تھا تو مین
بھی اپنے ایک دوست عبد الرحمن نامے کے ساتھ جو حسین خان کا خلیفہ تھا اونکی ملاقات کے لیے گیا تھا ایسے
ضعیف تھے کہ فقط ایک پوست اور استخوان باقی تھا اور اوس غار سے بڑے بڑے سانپ منہ نکالتے تھے
حاضرین مین سے ایک شخص نے ڈر کر اونکو اپنے عصا سے مارنا چاہا آپ نے منع کیا اور کہا کہ انھون نے
تمھارا کیا بگاڑا ہے آخر کو معلوم ہوا کہ تیس برس سے زیادہ مدت ہو گئی تھی کہ حضرت اوس غار مین رہتے تھے
اور وہ سانپ اونسے مانوس تھے کسیکو کچھ ایذا نہ پہونچاتے تھے رخصت کے وقت حضرت نے خشک روٹی کا ٹکڑا
جو کئی دن کی پکی ہوئی تھی اور کچھ سوکھا ہوا میوہ جو اوس وقت موجود تھا سب حاضرین مجلس کو دیا اور اوس
میرے دوست نے کچھ روپیہ بطور تحفہ کے پیش کیے آپ نے قبول نکیے چند روز کے بعد اونکا انتقال ہو گیا
شیخ محمد حسین سکندری سکندرہ میان دوآب مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے صاحب ذوق و حال
تھے اور سارے تعلقات سے آزاد ہو گئے تھے مخلوق سے علیحدہ ایک گوشہ مین چھپے ہوئے رہتے تھے کہ بچپن
سے گوشہ نشینی اختیار کی تھی ہمیشہ عبادت کیا کرتے تھے کبھی کسیکے گھر نجاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ

سنہ ۹۷۶ نوسو چھہتر ہین مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا تھا مجھسے اونھون نے پوچھا کہ خواجہ حافظ رحمہ کے اس شعر کے کیا معنی ہین ؎ عفو خدا بیشتر از جرم ماست ✤ نکتہ سربستہ چہ گوئی خموش ✤ مین نے اونسے پوچھا کہ اسمین اشکال کیا ہی آپ نے فرمایا کہ جب خود ہی نکتہ سربستہ کہدیا تو اورونکو خموشی کا حکم کیون ہے تب آپ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سب گناہ خدا کے ہی پیدا کیے ہوئے ہین اور یہ کہنا قدم حد ادب سے آگے بڑھانا ہے مین یہ سنکر چپ ہو رہا اسیطرح اس آیت مین تاویل کرتے تھے ✤ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ✤ کہتے تھے کہ حتّٰی انتہا غایت کے لیے ہوتا ہی اور یہان انتہاے غایت کی گنجایش نہین شاید یہ انتہا کاف خطاب کے لحاظ سے ہوگی خدا جانے اس سے اونکی کیا مراد تھی شیخ عبد الواحد بلگرامی بلگرام توابع قنوج مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے صاحب فضائل اور کمالات تھے ریاضت اور عبادت بہت کرتے تھے اور سب اخلاق حمیدہ اونکی ذات مین موجود تھے ابتدا زمانہ مین کچھ ہندی راگ گایا کرتے تھے اور خود بخود حال لیا کرتے تھے اب چند روز سے اونھون نے یہ بھی چھوڑ دیا تھا اور نزہتہ الارواح کی ایک شرح اونھون نے بڑی محققانہ لکھی ہے اسیطرح صوفیونکی اصطلاح مین بہت سے رسالہ لکھے ہین اونھین مین سے سنابل نامے ایک کتاب ہے اگرچہ مرید کسی اور کے ہین مگر اونھون نے شیخ حسین سکندری سے بہت سا فیض پایا ہی ہر سال بلگرام سے اونکے عُرس مین شریک ہونیکے لیے سکندرہ کو جایا کرتے تھے مگر اب اونکی بینائی مین ضعف ہوگیا ہے اسوجہ سے جانا موقوف کر دیا قنوج مین سکونت اختیار کی ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر مین لکھنؤ سے بلگرام مین پہونچا رات کو وہ میری عیادت کے لیے آئے تھے یہ پہلی ہی ملاقات تھی اور کہنے لگے یہ سب عشق کے پھول ہین اتفاقاً شیخ عبد اللہ بھی اوسیروز بداؤن سے آگئے تھے مین نے اون دونونکی صحبت کو بہت غنیمت جانکر اوس شب کو شب قدر کی برابر سمجھا حضرت شعر بھی خوب کہتے تھے چنانچہ راجہ نامے ایک معشوق کی تعریف مین یہ کہا ہے ؎ ای کردہ خیال تو بہ تخت دل ما جا ✤ ہرگز نبود در دل ما غیر ترا جا ✤ وله مرو بجنگ چو اول بصلح آمدۂ ✤ دمی بہ لطف نشین تا زخویش برخیزم ✤

اکبر کے زمانہ کے عالمون کا ذکر

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس مقام پر مین نے اون عالمون کا ذکر لکھا ہے جنسے خود تلمذ کیا ہے یا ملازمت حاصل کی ہے ورنہ فضلا اوس زمانہ کے حد حساب سے باہر ہین میان حاتم سنبھلی

یہ میان عزیز اللہ طلبنی کے شاگرد ہین اوس زمانہ مین ایسا عالم کوئی جامع معقول اور منقول تھا خصوصاً کلام اور اصول اور فقہ اور عربیت مین بے نظیر تھے مشہور ہے کہ شرح مفتاح اور مطول اونھون نے اول سے آخر تک چالیس مرتبہ پڑھائی تھی اور کتب منتہیانہ بھی علی ہذا القیاس مخدوم الملک کو کہا کرتے تھے کہ علم محاضرات مین اپنا ثانی نہین رکھتا ملّا علاء الدین لاری شرح عقائد نسفی پر ایک حاشیہ بڑے دعوی سے لکھکر اونکے پاس لیگئے تھے اونھون نے اوسپر اسقدر اعتراض کیے کہ مُلّا علاء الدین کو کچھ جواب نہ بن پڑا فقہ مین گویا امام اعظم رح ثانی تھے ریاضت اور مجاہدہ بھی بہت کرتے تھے صلاح و تقوی مین کامل تھے باوجود ان کمالات کے مسند جاہ و جلال پر بھی متمکن تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بیرم خان خانخانان کے زمانہ مین ایک مرتبہ پانچ برس کے بعد میان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور شیخ مبارک کا لکھا ہوا ایک استفتا مین نے اونکے ہاتھ مین دیا اوس زمانہ مین مین شیخ مبارک سے ہی تلمذ کرتا تھا اول میان نے میرے اس زمانہ مفارقت کا حال پوچھا پھر دریافت کیا کہ شیخ مبارک کی مولویت کیسی ہے مین نے بیان کیا کہ مُلّائی اور تقوی اور فقر اور مجاہدہ اور امر معروف اور نہی منکر مین بے نظیر ہین واقعی اوس زمانہ مین شیخ ان امور کے بڑے پابند تھے میان نے کہا ہان ہمنے بھی اونکی بڑی تعریف سُنی ہے لیکن مشہور ہے کہ مہدوی مذہب ہین یہ کیسی بات ہے مین نے کہا کہ میر سید محمد جونپوری کی بزرگی اور ولایت کے قائل ہین مہدویت کے قائل نہین میان نے کہا ہان میر کے کمالات مین کیا شک ہے اوس مجلس مین میر سید محمد میر عدل بھی جو میان کے شاگرد تھے موجود تھے اونھون نے کہا کہ پھر اونکو مہدوی کیون کہتے ہین مین نے کہا کہ وہ سب کو امر معروف نہی منکر کرتے رہتے ہین اسوجہ سے لوگون نے اونھین یون مشہور کر دیا ہے اونھون نے کہا کہ ایک مرتبہ میر عبد الحی خراسانی جسکو چند روز کے لیے صدارت کا منصب بھی برائے نام ملگیا تھا خانخانان کے سامنے شیخ کی مذمت بیان کرتا تھا اوسکا سبب تمکو معلوم ہے مین نے کہا کہ شیخ نے اونکو وعظ اور نصیحت مین ایک رقعہ لکھا تھا اور اوسمین یہ بھی لکھا تھا کہ مسجد مین آکر نماز جماعت کے ساتھ پڑھا کرو یہ امر اونکو ناگوار ہوا اور یہ گمان کیا کہ شیخ مہدوی مذہب ہین اور مجکو رافضی سمجھتے ہین اوسوقت میر سید محمد نے کہا کہ یہ استدلال میر کا اپنے رفض پر اس مقدمہ پر موقوف ہے کہ تم نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے ہو اور جو کوئی جماعت کے ساتھ نماز نہین پڑھتا وہ رافضی ہے حالانکہ کبری اوسکا ممنوع

اور ایسے ہی [illegible] تمام ترکہ شیخ امر معروف کرتے ہین اور جو کوئی امر معروف کرتا ہو وہ [illegible]
پھر میان [illegible] استفتا پر لیکو مہر کرونگا اول ایک اور استفتا جو اندنون ہمارے پاس
آیا ہے اور اوس پر سب اکابر کی مہر ہین اور ہمکو اوس پر کچھ شبہہ ہین تم اوسکو شیخ بہاء الدین مفتی کے
پاس لیجاؤ اور اونسے کہو کہ ہم سفر مین ہین کتابین ہمارے پاس نہین لیکن تمنے جو روایتین لکھی ہین
اونکو بعینہٖ ہمارے پاس بھیجدو خلاصہ تمہارے فتوی کا یہ ہے کہ آدمی کو اختیار ہے کہ مخمصہ کے حال مین
اپنی اولاد کو بیچ ڈالے مگر یہ روایت خاص ابراہیم شاہی کی ہے اور کسی کتاب مین نہین اور یہ بات
ظاہر ہے کہ وہ کتاب عالمون کے نزدیک اعتبار کے قابل نہین اور اگر تم یہ کہو کہ مفتی کو اختیار ہے کہ کسی
روایت مرجوحہ کو ترجیح دے لے تو ہم کہتے ہین عبارت ابراہیم شاہی کا مضمون یہ ہے کہ حالت اضطرار
مین ابوین کو اولاد کی بیچ جائز ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ لفظ اب کا باپ اور دادے دونون کو شامل ہے
چنانچہ کتاب نکاح مین ہے کہ جسکے ابوین مسلمان ہون وہ کفو ہے اوسکا جسکے آبا شرف اسلام سے
مشرف ہوئے ہون یہان باتفاق لفظ ابوین سے باپ اور دادا مراد ہے نہ ماں باپ پس اسیطرح ہم
اس روایت مین بھی کہہ سکتے ہین کہ اولاد کی بیچ کا دونون کو بطریق اجتماع اختیار ہے بہیئت افرادی
کسی کو کوئی دلیل نہین اور شیخ مبارک کا استفتا اپنے پاس رکھ لیا اور اوس پہلے استفتا کو میرے حوالہ کیا
جب مین نے اوسکو شیخ مبارک کے سامنے پیش کیا تو اونھون نے میان حاتم کی فقاہت کی بڑی
تعریف کی اور کہا کہ ہماری طرف سے دعا کے بعد میان حاتم سے کہو کہ تمنے اسیدن کے لیے اس
فتوی پر مہر نہین کی تھی جب مین اوسکو شیخ بہاؤالدین کے پاس لے گیا تو اونھون نے کہا کہ مین نے
اور عالمون کی مُہر دیکھکر اونکے اعتماد پر مہر کردی تھی اچھی طرح غور نکیا تھا اور واقع مین غلطی ہوئی
یہ بھی شیخ بہاؤالدین کی بڑی منصفی تھی کہ باوجود اوس عظمت اور جلال کے کہ اپنی تقصیر کا اقرار
کر لیا میان حاتم نے ستر برس کی عمر پاکر سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ مین انتقال کیا ۔ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ
اونکی وفات کی تاریخ ہے شیخ عبدالحلیم نام اونکا بیٹا مشیخت اور مقتدائی مین اونکا قائم مقام رہا مگر عالم
نتھا سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ مین اوسنے بھی انتقال کیا کئی بیٹے ناخلف اوسکے وارث رہے مولانا عبداللہ
سلطان پوری یہ قوم انصار سے تھے انکے باپ دادا نے آنکر سلطان پور مین سکونت اختیار کی تھی
اپنے زمانہ مین یکتا تھا خصوصاً عربیت اور اصول فقہ اور تاریخ اور تمام نقلیات مین بےنظیر تھے

کتابین بھی اونھون نے بہت تصنیف کی تھین اونمین سے ایک کتاب قسمت انبیا مین لکھی تھی اور شمائل
کی شرح بھی اونکی مشہور ہے ہمایون نے اونکو مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا شریعت
کی رواج دینے مین بہت کوشش کرتے تھے سُنّی متعصب تھے بہت سے رافضیون اور بدعتیون کو اونھون نے
قتل کرایا اور روضۃ الاحباب کے تیسرے دفتر کو کہتے تھے کہ میر جمال الدین محدث کا نہین ہے جس سال
گجرات کی فتح ہوئی ہے وہ فتحپور مین دیوانخانہ عالی کے وکیل تھے اور وہ زمانہ اونکے عین جاہ وجلال کا
تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اوس زمانہ مین پنجاب سے لوٹ کر آیا تھا حاجی سلطان
تھانیسری اور شیخ ابوالفضل کے ساتھ جو اوس زمانہ مین نوکر نہین ہوئے تھے اونکی ملاقات کو گیا
اور روضۃ الاحباب کا تیسرا دفتر اونکے سامنے رکھا تھا اور کہتے تھے کہ دیکھو ولایت کے مقتداؤن نے
دین مین کیسی کیسی خرابیان ڈالین اور وہ شعر دکھلایا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت مین لکھا
تھا ؎ ہمین بس بود حق نمائی او + کہ کردند شک در خدائی او + اور کہا کہ دیکھو رفض سے بھی نوبت گذر گئی
اور حلول کی مرتبہ پر پہونچی مین نے یہ دل مین ٹھانی ہے کہ اس جلد کو شیعونکے سامنے جلادونگا مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ مین ایک مجہول آدمی تھا اور پہلی ہی ملاقات تھی دلیری کرکے مین نے کہا کہ یہ شعر
اوس بیت کا ترجمہ ہے جو امام شافعی رحمہ سے منسوب ہے ؎ لَوْ اَنَّ المُرْتَضٰی اَبْدٰی مَحَلَّہٗ + لَصَارَ النَّاسُ طُرًّا
سُجَّدًا لَّہٗ + کَفٰی فِی فَضْلِ مَوْلَانَا عَلِیٍّ + وُقُوْعُ الشَّکِّ فِیْہِ اَنَّہُ اللّٰہُ + یہ سنکر میری طرف کو
تیز نظر سے دیکھا اور پوچھا کہ اس شعر کو تمنے کہان سے نقل کیا ہے مین نے کہا کہ شرح دیوان امیر سے
تب اونھون نے کہا کہ قاضی میر حسین میبذی شارح دیوان بھی رفض سے متہم ہے مین نے کہا یہ بحث
دوسری ہے شیخ ابوالفضل اور حاجی سلطان دانتون مین اونگلی دباکر بار بار مجکو اشارہ سے منع کرتے
تھے پھر مین نے کہا کہ مین نے بعضے ثقات سے سنا ہے کہ تیسرا دفتر میر جمال الدین کا نہین ہے بلکہ اونکے
بیٹے میرک شاہ یا کسی اور نے لکھا ہے اسلیے اسکی عبارت بھی پہلے دفترون کی عبارت سے نہین ملتی پہلے
دفترونکی عبارت محدثانہ ہے اور اسکی شاعرانہ ہے تب اونھون نے جواب دیا کہ مین نے دوسرے
دفتر مین بھی بہت ایسی باتین دیکھی ہین جنسے بدعت اور فساد اعتقاد صاف معلوم ہوتا ہے مین نے
اوسپر حاشیہ بھی لکھدیے ہین چنانچہ مصنف نے لکھا ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ نے سب سے
پہلے حضرت امیر المومنین رض سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ یَدٌ شَلَّاءُ وَبَیْعَۃٌ شَلَّاءُ لَا تَتِمُّ

یعنی ہاتھ شل اور بہت شل غور کرو کہ جو ہاتھ اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ہو
اور اوسمین گیارہ زخم لگے ہون اوسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ شگون بد کہین جو شرع مین ممنوع ہے یہ ہرگز نہین ہو سکتا
بالکل جھوٹھ معلوم ہوتا ہے مین نے کہا کہ تفاؤل اور شگون مین فرق ہے اوسوقت شیخ ابو الفضل نے زور سے
میرے ہاتھ کو ملا اور بہت منع کیا مخدوم الملک نے کہا انکی تعریف کرو اوسوقت اونھون نے کچھ میرا احسان بیان
کیا اور وہ صحبت خیریت سے تمام ہو گئی جب وہان سے نکلے تو یارون نے کہا بڑی خیر ہو گئی کہ انھون نے تمسے
کچھ تعرض نکیا ورنہ کون چھوٹ سکتا تھا ابتداے زمانہ مین جب مخدوم الملک شیخ ابو الفضل کو دیکھتا تھا تو
اپنے شاگردون سے کہا کرتا تھا کہ دیکھیو یہ شخص دین مین کیسے فتنہ اوٹھاویگا سفر حج سے لوٹتے وقت سنہ
نوسو نوے مین گجرات تک آکر اونھون نے انتقال کیا اور اونکی وفات کی تاریخ یہ ہے ع رفت مخدوم ملک با خود
بُرد + رحمۃ اللہ نشان پیشانی + جُستم از دل چو سال تاریخش + گفت مسمار مصرع ثانی + کئی ناخلف
اوسکی وارث رہے جو ذکر کرنیکے قابل نہین شیخ مبارک ناگوری یہ اپنے زمانہ کے بڑے نامی آدمی تھے اور صلاح
اور تقویٰ اور توکل مین سب مین بڑھے ہوئے تھے ابتدائی حال مین انھون نے ریاضت اور مجاہدہ بھی بہت
کیے امر معروف اور نہی منکر مین انکو ایسی کوشش تھی کہ اگر کوئی انکی وعظ کی مجلس مین سونیکی انگوٹھی
یا حریر یا سُرخ موزہ یا سُرخ زرد کپڑے پہنکر آتا تو فی الحال اوسکو حکم کرتے کہ اسکو نکال ڈالو اور جو ازار ٹخنہ
سے گذر جاتی اوسکو اوسیوقت پھاڑ ڈالتے اور اگر راستہ مین کہین نغمہ کی آواز سنتے فوراً وہان سے بہت
جلد چلے جاتے مگر آخر مین اونکی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ بے نغمہ کے دم بھر چین نتھا غرض ہمیشہ اونکے طریقہ کا رنگ
بدلتا رہتا تھا پٹھانونکے زمانہ مین چند روز شیخ علائی کی صحبت مین رہے اور اکبر کے ابتداے زمانہ مین نقشبندیہ کا
غلبہ تھا تب اونھون نے بھی اسی خاندان سے نسبت پیدا کی کچھ دنون مشائخ ہمدانیہ سے منسوب رہے آخر جب
دربار مین عراقیون کو دخل ہوا تو وہ اونھین کے طریقہ پر آگئے بہر حال ہمیشہ علوم دینی کے درس مین مشغول
رہتے تھے علم شعر اور معما اور انواع فنون مین بہت دخل تھا خصوصاً علم تصوف کو برخلاف علماء ہند کے
اونھون نے مرتبہ کمال کو پہونچایا تھا شاطبی اونکو خوب یاد تھی اور اوسکے درس مین یکتا تھے اور قرآن مجید
دس قرائتون سے اونکو یاد تھا ہرگز امیرون کے گھر نجاتے تھے اور بہت ظریف تھے نقلین اونکی عجیب عجیب
مشہور ہین آخر زمانہ مین اونکی بینائی مین ضعف ہو گیا تھا اس سبب سے کتاب کے مطالعہ سے معذور تھے
تب گوشہ نشین ہو گئے تھے اونھون نے قرآن کی ایک تفسیر مانند تفسیر کبیر کے لکھی ہے اوسکی بڑی بڑی

چودہ جلدین ہین نبع نفائس العیون اوسکا نام رکہا طرفہ یہ ہے کہ اوسکے خطبہ مین اونہون نے ایسا مضمون لکہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو اوس صدی کے مجدد ہونیکا دعوی تہا حالانکہ جو کچھہ اونہون نے تجدید کی وہ سبکو معلوم ہے جب وہ تفسیر تمام ہوگئی تو ہمیشہ قصیدہ فارسیہ تائیہ جو سات سو شعر کا ہے اور قصیدہ بردہ اور قصیدہ کعب ابن زہیر اور سوا اسکے اور اسیطرح کے قصائد ہمیشہ اونکی ورد زبان تہے شعبان ہوئین ذیقعدہ سنہ ایک ہزار ایک کو لاہور مین اونہون نے انتقال کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے کوئی عالم ایسی جامعیت کا نہین دیکھا لیکن افسوس کہ دنیا کی محبت اون پر ایسی غالب آئی کہ باوجود دعوی فقیری کے ایسے بیدین ہوگئے کہ کچھہ اونکو اسلام سے علاقہ نرہا مصنف صاحب یہہ بھی لکھتے ہین کہ ابتدا سے عمر مین آگرہ مین مین نے بھی اونکی ملازمت مین تحصیل علم کی اور میرے اوپر اونکا بڑا حق تہا لیکن ہون سے جو بعضے امور بیدینی اور محبت دنیا اور زمانہ سازی اور مکر و فریب کے ظاہر ہوئے تو مجکو اون سے نفرت ہوگئی میر سید محمد میر عدل امروہی امروہہ تواربع سنبھل سے ایک قصبہ ہے یہہ بڑے متقی اور صالح تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اونہون نے اور میرے والد نے سنبھل مین اور بداون مین ساتھہ ہی طالبعلمی کی تھی آخر زمانہ مین وہ بادشاہی مصاحبون مین شامل ہوئے تہے اور میر عدلی کے منصب سے امتیاز پایا تہا اس منصب مین بھی اونہون نے ایسا عدالت اور انصاف اور صدق اور امانت کا طریقہ اختیار کیا کہ قاضی قضات بھی اونکے خوف کے سبب سے علانیہ اپنی خیانت ظاہر نکرتا تہا جبتک اونکا دربار مین دخل رہا کسی ملحد اور مبتدع کو دین اسلام مین رخنہ ڈالنے کی جرأت نتہی بعد اونکے میر عدلی کا خطاب اور وظیفے فقط برائے نام تہا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجہسے اونکو موروثی محبت تھی ابتدائے ملازمت مین ہمیشہ مجکو نصیحت کیا کرتے تہے کہ مدد معاش کے درپے نرہو اور صدر کی ذلتین نہ اوٹھاؤ داغ بادشاہی اختیار کرو مین نے اونکی نصیحت نمانی آخر اوسکا نتیجہ پایا میر ممدوح کو سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے مین بکر کی حکومت ملی سنہ ۹۸۶ نوسو چھیاسی مین وہین اونہون نے انتقال کیا شیخ گدائی دہلوی کنبوہ یہہ شیخ جمالی کے بیٹے ہین جو مشہور شاعر تہا علوم ظاہری بخوبی اونکو حاصل تہا بڑے بڑے فاضلون کی صحبت اونکو نصیب ہوئی تہی بیرم خان نے اونکو تمام ممالک کی صدارت کا منصب دلا دیا تہا اور کئی برس تک تمام ہندوستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق کے علما اور مشائخ اونسے رجوع کرتے رہے شعر سے بھی اونکو مناسبت تھی زبان ہندی مین بھی تصنیف کیا کرتے تھے

جب بیرام خان کی صحبت سے نواحی بیکانیر مین جدا ہوکر دہلی مین آئے اور وہان بھی بہت معظم اور مکرم رہے اور وہانکے مشائخ کے مزارون پر عرس کے جلسون مین حاضر ہوکر بڑی زیب وزینت سے مجلس ترتیب دیا کرتے تھے ۹۷۶ھ نوسو چہتر مین اونھون نے انتقال کیا اونکے بھی وارث مثل اورون کے ناخلف رہے یہ غزل اونکی تصنیف سے ہے ٭ گی جان منزل خم شدگی دل ٭ غمت را ہیبرم منزل بمنزل ٭ مشو غافل ز حال دردمندی ٭ کہ از حال تو یکدم نیست غافل ٭ دل دیوانہ در زلف تو بستم ٭ گرفتارم بآن مشکین سلاسل ٭ بجان دادن اگر آسان شدی کار ٭ نبودی عاشقانرا کار مشکل ٭ گدائی جان بناکامی برآمد ٭ نشد کارم ز لعل یار حاصل ٭ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ غزل میر علاؤالدولہ کے تذکرہ سے لکھی ہے مگر وہ ہرگز قابل اعتبار کے نہین اور میرا گمان یہی ہے کہ شاید شیخ گدائی کا کلام نہو میان جمال خان مفتی دہلی یہ کنبو کی قوم سے ہین اپنے والد بزرگوار شیخ نصیرالدین اور اپنے بھائی میان لادن کے شاگرد تھے بڑے نامی علما مین سے تھے علوم عقلیہ اور نقلیہ خصوصاً فقہ اور کلام اور عربیت اور تفسیر مین کوئی انکا نظیر نتھا مفتاح کی دونون شرحون کا اونھون نے محاکمہ کیا ہے عضدی کو جو بڑی انتہا کی کتاب ہے چالیس مرتبہ اول سے آخر تک پڑھایا ہمیشہ علوم دینی کے درس مین مشغول رہتے تھے امیرونکے گھر کبھی نجاتے تھے سب حکام اونکی عزت کرتے رہے اکثر شاگرد اونکے فاضل ہوئے عمر اونکی نوّے برس سے بھی زیادہ ہوئی ۹۸۴ھ نوسو چوراسی مین اونھون نے انتقال کیا قاضی جلال الدین ملتانی اصل مین بہ قلعہ بکر کے رہنے والے تھے بڑے عالم متبحر حق گو اور حق پرست تھے ابتداے زمانہ مین تجارت کیا کرتے تھے بعد ازان درس مین مشغول ہوئے کئی برس آگرہ مین انکا فیض جاری رہا پھر بعضی تقریبون سے جو اول مذکور ہوچکین ہین قاضی یعقوب عہدۂ قضا سے معزول ہوئے اور یہ اونکی جگہ مقرر ہوئے دیانت اور امانت مین سب قاضیون مین منتخب تھے مگر آخر اکبر نے اونکے بیٹے کی نالائق حرکتون کے سبب سے اونکو دکن کی طرف نکال دیا وہانکے حاکمون نے جو اونکی دین اسلام مین استقامت اور اظہار کلمۃ الحق سُنا تو اونکی بہت تعظیم اور تکریم کی اور وہان سے سفر حج کو گئے وہین اونکا انتقال ہوگیا قاضی طوالیسی طوالیس توابع خراسان سے ایک قصبہ ہے یہ بڑے دیانت دار آدمی تھے مگر چونکہ انکو علم نتھا اسلیے بعضے حکم غلط بھی دیدیتے تھے امیرون سے جو اونھون نے بہت ظلم دیکھے تھے اس سبب سے اونسے بڑے بدگمان تھے اور مقدمات مین ہمیشہ امیرونکے مقابلہ مین فقیرونکے طرفدار ہوجاتے تھے اگرچہ زیادتی اونھین کی طرف سے ہو اور یہ نجانتے تھے کہ یہ زمانہ ایسا ہے

کہ جو ظالم ہوتا ہو وہی دادخواہی کے لیے آتا ہی شیخ ابو الفضل کا قول ہو کہ اگر امام اعظم رح ہمارے زمانہ مین
ہوتے تو اونکو ایک اور فقہ لکھنی پڑتی جب خانخانان کی بغاوت ہوئی تو قاضی طوایسی نے اکبر سے کہا
کہ باغی کا مال لینا تمکو جائز نہین ہے اسی امر سے اکبر نے ناراض ہو کر اونکو معزول کیا اور قاضی یعقوب
کو اس منصب پر مقرر کیا اوسی قریب عرصہ مین قاضی طوایسی کا انتقال ہو گیا قاضی یعقوب مانکپوری
یہ قاضی فضیلت کے داماد ہین علم فقہ اور اُصول فقہ مین بڑے کامل تھے اور بڑے ظریف اور شگفتہ طبع
تھے عربی کے شعر ہندی کی بحرون مین ظرافت کے طور پر لکھا کرتے تھے کئی سال ہندوستان مین قاضی
القضات رہے اونکی عادت تھی کہ اکثر معجونات مقوی باہ کھایا کرتے تھے ایک روز بادشاہ کی مجلس مین
مکیفات کا دور چل رہا تھا قاضی کو بھی اوسکی تکلیف دی اونھون نے نمانا تو اکبر نے پوچھا کہ از کدام قسم معجون
ایک ہندی امیر نے جواب دیا کہ قاضی پارہ میخورد چند روز کے بعد اونکو موقوف کر کے قضاے بنگالہ کے
منصب پر نامزد کیا وہان بھی وہ مقویات باہ کے نسخہ ظلم و تعدی کے طور پر بہم پہونچاتے تھے اور بغاوت
مین معصوم کابلی کے شریک تھے اسی سبب سے اکبر نے اونکو بلا کر گوالیار کے قلعہ مین قید کر دینے کا حکم کیا
مگر گوالیار کے راستہ مین اونکا انتقال ہو گیا شیخ عبد النبی صدر الصدور یہ شیخ احمد کے بیٹے اور
شیخ عبد القدوس گنگوہی کے پوتے ہین کئی مرتبہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کو گئے اور وہان علم حدیث کا حاصل
کیا جب وہان سے لوٹ کر آئے تو اپنے باپ دادون کے طور پر سماع کے منکر تھے محدثین کے طریقہ پر عمل
کرتے تھے تقویٰ اور طہارت اور عبادت مین بہت مشغول رہتے تھے جب صدارت کے منصب پر مقرر
ہوئے تو اسقدر زمین مدد معاش کی اونھون نے مخلوق کو عنایت کی کہ کسی بادشاہ کے زمانہ مین اوسکا
دسوان حصہ بھی نکلی تھی اکبر چند روز اونکا ایسا معتقد رہا کہ جوتیان سیدھی کر کے اونکے سامنے رکھا
کرتا تھا آخر مخدوم الملک وغیرہ علمار کی مخالفت کے سبب سے وہ معاملہ برعکس ہو گیا اور زیادہ تر
سبب اونکے تنزل کا یہ ہوا کہ جس زمانہ مین اکبر بانسوالہ سے لوٹ کر فتحپور مین آیا تو قاضی عبد الرحیم قاضی
متھرا نے شیخ کے پاس استغاثہ کیا کہ ہمنے ایک مسجد کے بنانیکا ارادہ کیا تھا ایک برہمن بڑا مالدار اوسکا سارا
سامان اوٹھا لیگیا اور اوسی سامان سے اوسنے ایک بُتخانہ بنایا اور جب ہمنے اوس سے جھگڑا کیا تو اوسنے
علانیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے آدبی کے لفظ کہے یہ سُنکر شیخ نے اوسکو بُلایا مگر وہ برہمن
شیخ کے بُلانے سے نہ آیا تب اکبر نے شیخ ابو الفضل اور بیربر کو اوسکے بُلانیکے لیے بھیجا چنانچہ یہ دونون

جاکر اوسکو پکڑ لائے شیخ ابو الفضل نے جو کچھ اوسکا حال تحقیق کیا تھا سب عرض کیا اور کہا کہ بیشک اسنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمہ کہے ہین بعضے علمار نے اوسکے قتل کا فتوی دیا اور
بعضونکی یہ راے ہوئی کہ اوسکی تشہیر کیجاوے اور کچھ جرمانہ لے لیا جاوے غرض اس بات مین گفتگو
بڑی طویل تھی ہر چند شیخ عبد النبی اکبر سے اوسکے قتل کی اجازت لیتے تھے مگر اکبر صاف اجازت نہ دیتا تھا
اور کہتا تھا کہ شرعی سیاستین تمسے متعلق ہین ہمسے کیا پوچھتے ہو مدت تک یہی معاملہ رہا اور وہ ہندو
قید مین ماخوذ رہا اور اکبر کی اہل حرم نے اوسکی بہت سی سفارش کی تب اوسنے جواب دیا کہ ہمارا قول تو وہی
ہے جو تم مناسب سمجھو وہ کرو آخر شیخ نے اپنے مکان پر آکر فورًا اوسکے قتل کا حکم دیا جب یہ ماجرا اکبر نے
سُنا تو بہت درہم برہم ہوا اور اہل حرم نے محل کے اندر سے خوب لگانا بجھانا شروع کیا اور کہا کہ آپ نے
ان ملاؤنکو ایسا سر چڑھا رکھا ہے کہ یہ آپ کی منشاء خاطر کا بھی لحاظ نہین کرتے اور بے آپ کے حکم کے اپنی
حکومت جتانے کے لیے لوگونکو قتل کر دیتے ہین ان باتون سے اکبر اور زیادہ آزردہ ہوا اور ایک رات
مین انوپ تلاؤ کے حوض پر اس باب مین گفتگو کی اور اپنے نئے مذہب کے مفتیون سے فتوٰی پوچھا
کوئی کہتا تھا کہ اس مقدمہ کے گواہونکی جرح اور تعدیل نہین کی گئی اور کوئی کہتا تھا کہ شیخ عبد النبی سے
بڑا تعجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو امام اعظم رح کی اولاد مین بتلاتے ہین حالانکہ امام اعظم رح کے مذہب
مین اگر کفار سطیع الاسلام سے سبّ نبیؐ واقع ہو تو نقض عہد نہین ہوتا چنانچہ یہ جزئیہ سب فقہ کی
کتابون مین لکھا ہوا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسی اثنا مین اکبر کی نظر مجھپر دور سے پڑی
میری طرف متوجہ ہو کر بلایا مین آگے بڑھ کر سامنے آیا اکبر نے کہا کہ تمنے بھی سُنا ہے کہ اگر ننانوے روایتین
مثلاً ایک شخص کے قتل پر ہون اور ایک روایت اوسکی خلاصی پر تو مفتی کو اخیر روایت کی ترجیح چاہیے
مین نے عرض کیا کہ بیشک یہی ہے اور یہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ حدود و قصاص شبہ سے دفع ہو جاتے
ہین چنانچہ مین نے یہ فقرہ پڑھا کہ اِنَّ الْحُدُوْدَ وَالْعُقُوْبَاتِ تَنْدَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ اور اسکے
معنے فارسی مین سمجھا دیے اکبر نے بہت افسوس کر کے پوچھا کہ کیا شیخ کو یہ مسئلہ معلوم نتھا جو اوس برہمن
بیچارہ کو قتل کر ڈالا مین نے کہا کہ شیخ بڑے عالم ہین اور بیشک یہ مسئلہ بھی اونکو معلوم ہو گا مگر اونھون
نے بعضی مصلحتون کی وجہ سے یہ حکم دیا ہے اکبر نے پوچھا وہ مصلحت کیا ہے تو مین نے کہا کہ ایسی سیاست
کیوجہ سے آیندہ کو فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور شفای قاضی عیاض کی ایک روایت

جو میری نظر سے گذری تھی مین نے پیش کی تو بعضے امیرون نے کہا کہ قاضی عیاض مالکی ہے اور اس
ملک مین حنفی مذہب کا رواج ہے اوسکا قول کیونکر سند ہو سکتا ہے تب اکبر نے مجھسے پوچھا کہ یہ لوگ کیا
کہتے ہین مین نے کہا کہ اگرچہ وہ مالکی ہے لیکن اگر مفتی محقق سیاست کے لیے اوسکے فتوی پر عمل کرلے
تو جائز ہے اس باب مین بہت سی گفتگو ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکبر کو اوسوقت ایسا
غصہ تھا کہ اوسکی موچھون کے بال کھڑے ہو گئے تھے اور لوگ مجکو بحث سے منع کرتے تھے آخر
اکبر نے خفا ہو کر کہا کہ یہ گفتگو تمھاری بہت نامعقول ہے مین اوسیوقت تسلیم ادا کر کے پیچھے ہٹا اور
اوس روز سے مین نے عہد کیا کہ کبھی آیندہ کو ایسی دلیری نکرونگا غرض روز بروز شیخ کے کاروبار مین زوال
ہوتا گیا یہانتک کہ آخر مین شیخ کا دربار مین جانا بالکل بند ہو گیا اونھین دنون مین شیخ مبارک کسی
مبارکبادی کے لیے آگرہ سے فتحپور مین آئے تھے اکبر نے اونسے یہ ماجرا بیان کیا اونھون نے کہا کہ تم اپنے
زمانہ کے امام اور مجتہد ہو اجراے احکام شرعی اور ملکی مین تمکو ان لوگون کی کیا احتیاج ہے جنکو مطلق علم سے
بہرہ نہین جھوٹ موٹ کی شہرت ہو گئی ہے اکبر نے کہا کہ تم میرے اوستاد ہو اور مین نے تمسے سبق
پڑھا ہے کسیطرح مجکو ان مولویون کے جھگڑے سے چھٹاؤ تب شیخ مبارک نے کہا کہ تم خود اجتہاد
شروع کرو اور اس امر کا ان علمار سے ایک محضر لکھوا لو چنانچہ اوسوقت مین ایک محضر تیار ہوا جسکا
ذکر اول ہو چکا ہے شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو زبردستی مجلس مین بلایا اور کسی نے مطلق اونکی تعظیم
نکی وہ بیچارہ آکر اخیر کی صف مین بیٹھ گئے اور جبراً اوس محضر پر اونکے نام لکھوا لئے آخر اونکو مکہ معظمہ
کی طرف رخصت کیا شیخ عبد النبی نے سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے مین وفات پائی شیخ احمدی فیاض
انبیٹھی والے یہ بھی بڑے عالم اور متقی اور پرہیزگار تھے ریاضت اور مجاہدہ بہت کرتے تھے اور ایسے
بوڑھے اور ضعیف تھے کہ چلنے پھرنے کی اچھی طرح طاقت تھی ایکسال مین اونھون نے سارا قران
یاد کر لیا تھا اور اکثر کتب درسیہ اونکو یاد تھی اگر شاگرد کتاب کی عبارت غلط پڑھتا تھا تو وہ اپنی
یاد سے اوسکو صحیح بتلا دیتے تھے تفسیر اور حدیث اور سیر اور تاریخ خوب جانتے تھے شیخ نظام الدین
انبیٹھی والے کے ہم شہر اور ہم عصر تھے میان حاتم کو کہا کرتے تھے کہ وہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو کیون
منع کرتے ہین قاضی صدر الدین جلندری یہ بڑے عالم متبحر تھے اور اہل تصوف اور سلوک کے
بڑے معتقد تھے اور بڑے ظریف اور خوش صحبت تھے اگرچہ مشہور ہے کہ انھون نے شیخ عبد اللہ

مخدوم الملک کی کسی زمانہ مین شاگردی کی تھی مگر مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اونکی تحقیق کو
مخدوم الملک کی تحقیق سے بہت بڑھا ہوا پایا مگر بے قیدی اونمین بہت تھی یہانتک کہ بعضے لوگ
اونمین الحاد کا گمان کرتے تھے حسن ظن اونمین ایسا تھا کہ جسکسیکو فقیری کے لباس مین پاتے
اگرچہ وہ بظاہر مبتدع ہوتا از روے اعتقاد کے اوسکی ملازمت مین جاتے اور ہاتھ باندھکر کھڑے
ہوتے اور اونکی باتون کو حجت سمجھتے مشہور ہے کہ ایک مبتدع مجذوب کی صورت بنا کر اونکے سامنے
گذرا قاضی موافق اپنی عادت کے ہاتھ باندھ کر اوسکے سامنے کھڑے ہوگئے وہ اپنی چالاکی سے
کہنے لگا کہ خضرؑ ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہین قاضی اوسکے پاؤن پر گر پڑے اور کہا کہ میری خضرؑ سے
ملاقات کرادو اوسنے جواب دیا کہ فی الحال میری دختر کی شادی درپیش ہے اور اوسمین سات سو
تنگہ کا صرف ہے اونکی مجکو بڑی فکر ہے جب اوس سے فراغت پالون تو تمہاری خضرؑ سے ملاقات
کراؤن قاضی نے فی الحال سات سو تنگہ اوسکے حوالہ کیے وہ شخص دو روز کے بعد پھر قاضی کے
پاس آیا اور کہا چلو تمہین خضرؑ سے ملاوٴن قاضی ساتھ ہوئے وہ شخص اونکو اوتھا کر دریا مین
لیگیا وہ بہت لنبا تھا قاضی بیچارہ پست قد آدمی تھے اوس کمبخت نے گلو گلے پانی مین انکو لیجا کر
کھڑا کر دیا اور اونسے کہا کہ خضرؑ یہان سے تھوڑی دور آگے ہین قاضی نے کہا مجھے پیرنا نہین آتا
مین کیونکر آؤن تب اوسنے کہا کہ مین نے تمکو خضرؑ کی جگہ بتلا دی اگر تم نہین آسکتے تو میرا کیا قصور ہے
اس قسم کی حکایتین ان قاضی کی بہت ساری مشہور ہین جنسے اونکی سادہ لوحی ظاہر ہوتی ہے
جس زمانہ مین اکبر نے لاہور کے اکابر کو کسی کسی منصب پر مقرر ہندوستان کے اطراف و جوانب
مین بھجدیا تھا اور قاضی کو بندر بھروج مین جو گجرات سے متعلق ہے روانہ کیا وہین اونکا انتقال
ہوگیا اونکے بعد شیخ محمد نامے اونکا بیٹا قائم مقام ہوا میان الہ داد لکھنوی یہ بھی بڑے مستعد
عالم تھے ذہن انکا بڑا تیز تھا فقہ اور اصول فقہ اور عربیت مین اپنا نظیر نرکھتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان کی حکومت کے زمانہ مین اونسے ملاقات کی تھی اونکی تصنیفات
مین سے دو چیزین نہایت عمدہ دیکھین اول ایک رسالہ تھا جسکے صفحہ کے طول مین چودہ سطرین اور
عرض مین بھی اسیقدر جدول مین لکھی تھین اور اوسمین سے چودہ علمون کے احکام اور مسائل
نکلتے تھے دوسرا ایک رسالہ پنج مقالہ نامے جسکی عبارت مقامات حریری کے طور پر لکھی تھی

اوراوسکا قیطون نام رکھا تھا وہ کہتے تھے کہ سوا ان دونونکے میری تصنیفات اور بھی ہین مگر اونکے چچا کے بیٹے
کہتے تھے کہ یہ دونون رسالہ حکیم زبرقی کی تصنیف ہین جسنے جونپور مین آکر قاضی شہاب الدین سے معارضہ
کیا تھا پھر یہ زمانہ کے انقلابون سے شیخ اعظم لکھنوتی کے کتبخانون مین آگئے جنکا ثانی امام اعظم خطاب تھا میان
الہداد شیخ اعظم کی اولاد مین ہین انھون نے اونکو اپنے نام سے مشہور کردیا میر سید جلال الدین قادری آگرہ والے
یہ آگرہ کے اکابر سادات مین سے ہین بڑے زاہد اور عابد تھے ابتدا سے انتہا تک گوشہ عزلت مین بیٹھے رہے امیرونکی صحبت
سے بہت پرہیز اونکو تھا حضرت غوث اعظمؓ کیطرف سے لوگونکو مرید کیا کرتے تھے آخر عمر تک اونکی یہی کیفیت رہی اونکے بعد
اونکا بیٹا سید داؤد قائم مقام ہوا شیخ حسن اجمیری مشہور یہ ہے کہ شیخ حسن خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ
اللہ علیہ کی اولاد مین ہین مگر جس زمانہ مین اکبر کو حضرت خواجہ سے بہت سا اعتقاد ہوا تو شیخ حسن سے
ایک طرح کی ضد ہوگئی اور اونکے دشمنون نے اس بات کی گواہی دی کہ شیخ حسن حضرت خواجہ کی اولاد مین نہین ہین
بلکہ اونکی نسل بھی باقی نہین رہی اس باب مین زمانہ سازی کے سبب سے سب صدور اور قضات نے محضر
لکھدیا اور اوس مزار متبرکہ کی تولیت جو شیخ کو موروثی چلی آتی تھی اور ونکے سپرد ہوگئی مگر شیخ کو ثروت بہت
حاصل تھی اور اوس صوبہ مین بادشاہانہ بسر کرتے تھے بعضے اور سبب رنج کے ہوگئے آخر اکبر نے بانسوالہ کے سفر
مین اونکو مکہ کی طرف رخصت کیا چنانچہ شیخ حج سے فارغ ہوکر پھر ہندوستان مین آئے اور جب روانہ
اکبر فتحپور سے آکر کابل کیطرف محمد حکیم میرزا کے مقابلہ کے لیئے متوجہ تھا شیخ ملازمت مین حاضر ہوئے مگر جو طریقہ
آداب کے اکبر کے نیئے مریدون نے نکالے تھے اونسے وقوع مین نہ آئے تب اکبر نے اپنے نزدیک اونہین بے اخلاصی
کی اثر پاکر قلعہ بکر مین قید کرکے بھیجدیا چنانچہ کئی برس وہان قید رہے سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو مین بعضے امیرونکی
سعی سے جو شیخ کے معتقد تھے اونکو بکر سے بلایا چنانچہ وہ بعضے اور قیدیونکے ساتھ جنمین شیخ کمال بیابانی
اور فتحپور کے قاضی تھے جنکو شیخ ابراہیم چشتی نے قید کرایا تھا اور پھر مرزا نظام الدین احمد کی سفارش سے
فرمان اونکے نام گیا تھا شیخ بھی ملازمت مین آئے سب نے کورنش کرکے سجدہ کیا چنانچہ سب نے
خلاصی پائی مگر شیخ بیچارہ بوڑھے ستر برس کی عمر کے تھے بادشاہونکے دربار کا طریقہ نجانتے تھے چنانچہ
اونھون نے ایک رسمی طور پر تعظیم ادا کی اکبر پھر اونسے ناخوش ہوا اور میرزا کو حکم دیا کہ تین ہزار بیگہ زمین
انکو مدد معاش مین دیکر پھر بکر کو روانہ کردو محل کے اندر اکبر کی مان نے اونکی سفارش کی اور کہا کہ تو تم
اوسکی مان بہت بوڑھی اجمیر مین ہے اور اوسکا بیٹے کی مفارقت مین برا حال ہے اگر تم اسکو وطن کو بھیجدو

تو کیا بگاڑ ہوگا کچھ مدد معاش بھی تمسے نہین مانگتا اکبر نے نمانا اور جواب دیا کہ آج جو یہ اگر وہان جائیگا تو
پھر اپنی بزرگی کی دکان کھولیگا اور بہت سی نذر نیاز اسکے پاس آنا شروع ہونگی اور لوگو نکو گمراہ کریگا کمال
یہ ہیکہ اپنی مان کو بھی اجمیر سے وہین بلالے مگر یہ امر شیخ کو بکرکے جانے سے بھی زیادہ ناگوار تھا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جس رات صدر جہان نے اجمیر کی تولیت کے لیے مجکو اکبر کے سامنے پیش کیا تھا اور پھر اکبر
اس امر پر راضی نہوا تو اوسوقت اکبر کی زبان پر یہ بھی گذرا تھا کہ وہ پیر سادہ لوح کہان ہین مین نے جواب دیا
کہ لاہور مین ہین اور پھر مین نے صدر جہان سے بہت مبالغہ کرکے کہا کہ اگر مین اس سعادت کے قابل نہین ہون
تو اونکو وہانکا متولی مقرر کرنا چاہیے تاکہ حق اپنے مرکز پر قرار پاوے مگر ہندوستان والونکی عادت یہ ہے کہ
اپنے ابنای جنس کی مرتبہ کی ترقی نہین چاہتے اور کبھی ایک دوسرے سے سینہ صاف نہین ہوتے نہ میرے
حق مین صدر جہان کی سعی سے کچھ کام چلا اور نہ شیخ حسن کے باب مین چنانچہ ابتک وہ بیچارہ بہت مضطر اور
پریشان خراب خستہ ایک گوشہ مین پڑے ہوئے ہین امیرونکے گھر آتا جانا اور اپنے لیے سعی سفارش کے وسیلہ
پیدا کرنا اونسے نہین ہوسکتا الغرض شیخ موصوف نہایت متبرک آدمی ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جنکے ہمراہ
میری اونکے پہلی ملاقات تھی مگر وہ جب سفر حج سے لوٹ کر آئے اور قید کی مصیبت مین پھنسے اوس زمانہ مین مین نے
اونکو دیکھا تھا گویا ایک نور کے تودہ تھے دنیا کی گفتگو کبھی اونکی زبان پر نہ آتی تھی ہمیشہ عبادت اور ریاضت
کیا کرتے تھے راتو نکو جاگتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے شیخ عبد القادر یہ اُچھ کے رہنے والے ہین اور مخدوم
شیخ حامد قادری کی اولاد مین ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بیرام خان کے زمانہ مین مخدوم آگرہ مین تشریف
لائے تھے مین اوس زمانہ مین وہان طالبعلمی کیا کرتا تھا مگر مجکو اونکی ملازمت میسر نہین ہوئی بیرام خان نے
شیخ گدائی وغیرہ کے بہکانے سے اونکو اچھ سے بلایا تھا اور اچھی طرح پیش نہ آیا چنانچہ اونھون نے بہت آزردہ
ہوکر بیرام خان کے لیے بددعا کی اور اسکا اثر اوسپر اچھی طرح ظاہر ہوا شیخ محمد غوث اونکو اپنی توجہ کا نتیجہ
سمجھتے تھے جب مخدوم ملتان مین گئے تو وہان اونکا انتقال ہوگیا اور اونکی نعش مطہر کو موضع حامد پور مین جو
توابع ملتان سے ہے بطریق امانت کے دفن کردیا شیخ عبد القادر اور اونکے چھوٹے بھائی شیخ موسی مین سجادہ نشینی
کی بابت مدت تک بڑا جھگڑا قائم رہا اس زمانہ مین اکثر شیخ موسی اکبر کے لشکر مین رہتے تھے اور شیخ عبد القادر فتحپور مین سکونت رکھتے تھے ایک
روز اکبر نے شیخ عبد القادر کو کنایۃً پوست پینے کی تکلیف دی اونھون نے نمانا اس سبب سے اکبر کو رنج ہوا چنانچہ ایک مرتبہ
شیخ عبد القادر فتحپور میں ... جماعت سے فارغ ہوکر نفل پڑھ رہے تھے اکبر نے کہا کہ شیخ نفل اپنے گھر پڑھا کرو شیخ نے

جواب دیا کہ اے بادشاہ یہ ملک نہین ہے جو تمہارے حکم پر رہے اکبر نے بہت آزردہ ہوکر کہا کہ یہ شیخ کتنا جاہل ہے اور
حکم کیا کہ جب تم ہمارا ملک نہین چاہتے تو ہمارے ملک مین رہو بھی مت شیخ اوسیوقت وہان سے باہر آئے اور اپنی
مدد معاش بھی چھوڑ دی اور اپنے بھائی سے جھگڑا بھی ترک کرکے اُچھ مین جو اونکے باپ دادو نکا قدیم قبرستان تھا
گوشہ اختیار کرکے بیٹھ رہے اور شیخ موسیٰ کے پیچھے مخدوم شیخ حامد کے جسم کو لا کر بھی وہین دفن کر دیا اور طریقہ فقر اور توکل کا
اختیار کیا اور اوسی طور پر اونکو فتوحاتین بہت حاصل ہونے لگین کہ کسی مدد معاش کی ضرورت نرہی شیخ موسیٰ
کئی برس تک زہد اور عبادت اور مجاہدہ اور مشیخت مین مشغول رہے بعد اسکے اکبر کے پاس اوسکی معمولی ارادت لائی
اور پانصدی امیرون مین داخل ہوئے یہ مثل مشہور ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا دوسرے نے کہا کہ خوب ہوا
تو مسلمان ہوگیا ہے تیرے مسلمان کم تھے شیخ موسیٰ کو اگر نماز کا وقت دربار مین ہی ہو جاتا تھا تو خود اذان کہکر اکبر کے
سامنے جماعت سے نماز پڑھتے کوئی کچھ نکہتا تھا جب یہ خبر شیخ عبد القادر نے سُنی تو کہا کہ وہ تو لیاقت منصب ہزاری
کی بھی رکھتے ہین اتنے دنون تک کیون بیکار پڑے رہے پھر شیخ موسیٰ کو ملتان مین جاگیر ملی اور شیخ عبد القادر فقر کی
عزت جاہ سے کامیاب ہوکر مسند خلافت پر بیٹھے مخلوق کی ہدایت اور ارشاد مین مشغول ہوئے شیخ کبیر
یہ مخدوم شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہین ملتان کے لوگ انکے بڑے معتقد تھے یہانتک
کہ اگر یہ چاہتے تو ایک دن مین ہزار سوار بلکہ اس سے زیادہ اونکے پاس جمع ہو جاتے اور برکت کے طور پر ہر جسر کے
آغاز پر انکا نام لے لیا کرتے تھے ذکر و شغل اسقدر کرتے تھے کہ اگر کوئی اونکو دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ انھون نے کوئی نشہ
پی لیا ہے اور راتونکے جاگنے کے سبب سے اونکی آنکھین سُرخ رہتی تھین اس سبب سے عوام الناس اونکو مست
خیال کرتے تھے یہانتک کہ شیخ موسیٰ قادری کو بھی جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ستی ظاہری کا گمان تھا اور اونکا یہ قول
تھا کہ مجکو یہ خوف ہے کہ پہلے اولیا جنکے اخلاق کتابون مین مذکور ہین کہین ایسے ہی نہون جیسے شیخ کبیر ولی مشہور ہین اور
پچھلے شاعر کہین ایسے ہی نہون جیسا شیخ فیضی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان کے ساتھ ایک مرتبہ
فتحپور مین شیخ کبیر کو دیکھا تھا بہت سے شکوہ اونسے ظاہر تھے باطن کا حال خدا کو معلوم ہے ۹۹۵ھ نوسو پچانوے
یا چورانوے مین اونھون نے انتقال کیا اور اپنے باپ دادون کے مقبرہ مین دفن ہوئے میر سید علی لدھیانے
والے یہ شیخ عبد الرزاق جھنجانہ والے کے خلیفہ ہین بڑے فاضل اور صاحب کمال تھے وجد و حال اونپر بہت غالب
تھا سن اونکا اسّی برس سے تجاوز کر گیا تھا جبسے اونھون نے مریدونکی تعلیم کی اجازت حاصل کی تھی قدم اپنے
گھر سے باہر نرکھا تھا سب امیر و غریب اونھین کے پاس رجوع ہوتے تھے خوارق اونکے بہت مشہور ہین جو کبھی

صدق نیت سے اونکا مرید ہوتا تھا فسق وفجور سے اوسکو توبہ نصیب ہوتی تھی چنانچہ محمد جعفر میرزا نظام الدین احمد کا
داماد جو ایک جوان رشید تھا اگر فسق وفجور مین مبتلا تھا جب لاہور سے پرگنہ شمس آباد کی فوجداری کے لیے جو
میرزا کی جاگیر مین مقرر تھی روانہ ہوا لدھیانہ مین پہونچکر اونکے مریدون مین داخل ہوا اوسیوقت سے اوسکو توبہ کی
توفیق نصیب ہوئی اکثر میر سے اپنے لیے شہادت کی دعا کا التماس کیا کرتا تھا اور تین چار مہینے کے عرصہ مین ایسا
متقی اور پرہیزگار عابد اور زاہد ہوگیا کہ جو لوگ بڑے بڑے تقوی والے تھے اونکو یہ بات نصیب نتھی باوجود اوس
امیری اور ثروت کے تہجد کی نماز کے لیے اوٹھتا تھا اور بے مدد کسی خدمتگار کے بذات خود ہی وضو کے لیے پانی لیتا تھا
کسی آدمی کو نہ جگاتا تھا چند روز کے بعد توابع شمس آباد سے کسی موضع مین کافرون سے مقابلہ کرکے شہید ہوگیا
اور اوسکی دلی آرزو پوری ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اوسی سال مین میرزا نظام الدین احمد کے
ساتھ وطن کی رخصت لیکر میر کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان محمد جعفر کی شہادت کا ذکر آیا تو اونھون نے فرمایا
کہ شہیدونکو اس عالم مین بھی لذت اور فرح حاصل ہوتی ہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ وہ لوگ زندہ ہین
اور خوشی کی حالت مین اپنے رب سے رزق پاتے ہین اوسی تقریب مین اونھون نے یہ نقل بیان کی کہ اس نواحی
مین ایک جوان کی نئی شادی ہوئی تھی وہ شہید ہوگیا پھر اپنی اوسی ہیئت اصلی سے جمعہ کی رات کو اپنی بی بی کے
پاس آکر صحبت کیا کرتا تھا مین نے کہا کہ مشہور ہے کہ ایسے توالد اور تناسل بھی ہوتا ہے چنانچہ قصبہ بساور مین
جو میرے پیدا ہونیکی جگہ ہے اسحاق نامے ایک پٹھان شہید ہوا تھا اور وہ ہر جمعہ کی رات کو اپنی دولھن کے پاس
آکر صحبت کیا کرتا تھا اور اوسکو اس راز کے افشا سے منع کردیا تھا چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوگئی اور لوگونکو
اوس سے بدگمانی پیدا ہوئی تب اوسنے یہ ساری کیفیت اسحاق کی مان یعنی اپنی ساس سے بیان کی اور جب
وہ اپنے معمول کے موجب آیا تو اوسنے اوسکی مان کو خبر کردی وہ بھی اپنے بیٹے کا نام لیکر اوسکو بغل مین لینے کے لیے
دوڑی اوسیوقت وہ صورت غائب ہوگئی اور آمد و رفت بالکل موقوف ہوگئی اوسکی مان نے اسحاق کے نام پر
ایک کنوان بھی کھدوایا ہے جو آج تک موجود ہے یہ سنکر میر نے جواب دیا کہ یہ امر بھی احاطۂ امکان سے خارج نہین
اوسوقت میرزا نے کہا کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی جن اوس شہید کی صورت بنا کر آجاتا ہو تو میر نے جواب دیا کہ
جن کو یہ طاقت نہین کہ انبیا اور اولیا اور شہدا اور صلحا کی صورت بن سکے میر نے سنہ ایک ہزار دو یا تین
مین وفات پائی اور ایک فاضل نے شیخ انام + اونکی وفات کی تاریخ نکالی اونکے بعد میر سید محمود اونکے بیٹے
سجادہ نشین ہوئے شیخ معین یہ ملا معین واعظ صاحب معراج النبوۃ کے پوتے ہین فرشتہ خصلت آدمی تھے

اکبر کے زمانہ مین مدت تک لاہور کے قاضی رہی مگر مشہور ہی کہ اوس زمانہ مین اونھون نے ایک مقدمہ بھی فیصل نہین کیا اور جب
مدعی بہت ضد کرتا تھا تو بہت خوشامد اور عاجزی سے کہتے تھے کہ خدا کے لیے تم آپسمین ہی صلح کر لو اور مجکو اسکے مواخذہ
سے بچاؤ اور یہ بھی کہتے تھے تم دونون دانا ہو اور ایک مجھ نادان کو تم دونا سے پالا پڑا ہے خدا سے مجکو شرمندہ مت کرو
اور اگر کسی عورت کا خاوند مدت سے گم ہوتا تھا اور وہ مجبور ہوکر اوس سے تفریق چاہتی تھی تو شیخ معین اپنے پاس سے
کچھ اوسکو نفقہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تیری مدد معاش کے لیے ہے اور اپنے خاوند کا انتظار کر جتنی اونکو آمدنی ہوتی تھی سب
کاتبونکی اجرت مین صرف ہوتی تھی عمدہ عمدہ کتابین لکھواتے تھے اور مقابلہ کرکے جلد بندھا کر طالبعلمونکو تقسیم
کر دیتے تھے تمام عمر اونکا یہی شغل رہا ہزارون کتابین اونھون نے تقسیم کین ۹۹۵ھ نوسو پچانوے مین اونکا انتقال
ہوا دو بیٹے اونکے باقی رہے ایک جابجا اکھاڑون مین کشتی لڑتا پھرتا تھا دوسرا کبوتر بازی مین مشغول تھا اور یہی تقرب
اونکی اکبر تک ہوئی تھی چنانچہ اکبر نے بھی اونکا تماشا دیکھا میر عبد اللطیف قزوینی یہ حسینی سید ہین علوم عقلی اور
نقلی سے بہرہ کامل رکھتے تھے اور انکے باپ دادون سے علم تاریخ گویا موروثی چلا آتا تھا چنانچہ حیرتی شاعر نے
قاضی یحیی انکے والد صاحب کی تعریف مین لکھا تھا ؎ قصۂ تاریخ از و باید شنید ✣ کس درین تاریخ مثل او ندید ✣
اونھون نے یا اونکے کسی عزیز نے شاہ اسمعیل کے خروج کی مذہب ناحق تاریخ نکالی تھی جب اون سے مواخذہ ہوا
تو اونھون نے جواب دیا کہ مین نے مذہبنا حق کہا ہے اس حیلہ سے اس بلا سے خلاصی پائی یہ سادات سیفی مین سے
تھے اور سارا خاندان انکا سنی مذہب تھا اسیوجہ سے شاہ طہماسپ نے سب زمینین اونکی ضبط کر لین یہی سبب
میر عبد اللطیف کے ہندوستان مین چلے آنیکا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ نقل میرزا
غیاث الدین ملقب با صف خان سے سنی تھی جب میر عبد اللطیف اور اونکا تمام خاندان سے شاہ کو عداوت
ہوئی تو میر علاؤ الدولہ صاحب تذکرہ نے جو میر عبد اللطیف کا چچیرا بھائی تھا اور اونھون نے ہی اسکو پرورش
کیا تھا اور اسیوجہ سے وہ انکو حضرت آقا کہا کرتا تھا مصلحت دنیوی سمجھکر اپنے آپکو اونسے بری کرنیکے لیے ایک قصیدہ
لکھا تھا جسکا ایک مصرع یہ ہے ؎ لعنت کنم بہ یحیی و بر حضرت آقا ✣ جب لوگون نے اوس سے پوچھا کہ تجکو میر عبد اللطیف
نے پرورش کیا تھا تو نے اونکی ایسی اہانت کیون کی تو اوسنے جواب دیا کہ مین نے اونکے حقوق کی اسقدر رعایت کی
کہ اونکو حضرت آقا کہا ہے اور اپنے باپ کے نام کی کچھ تعظیم نہین کی الغرض جب مفسدون نے میر عبد اللطیف کی طرف
سے شاہ طہماسپ کو بہت بہکایا تو اوسنے کسی اپنے گماشتہ کو آذربایجان سے متعین کرکے بھیجا اور اوسکے نام یہ
فرمان لکھا کہ چونکہ میر یحیی اور اوسکا بیٹا میر عبد اللطیف تسنن مین بہت تعصب رکھتے ہین اور قزوین کے سنیونکو

اون سے بڑی حمایت ہی اسلیے اون دونون کو مع اونکے مذہب کی کتابون کے جو اونکی سرکار مین ہون پکڑکر
ہمارے پاس بھیجدو اور اونکے اہل وعیال کو اصفہان کی طرف روانہ کرو اور میر علاؤالدولہ کو جو اون دنون
آذربائیجان مین تھا اوسکو بھی بذریعہ خط کے اس مضمون سے مطلع کیا آخر میر یحییٰ کو جنھین یحییٰ معصوم بھی کہتے تھے
ڈیڑھ برس تک اصفہان مین قید رکھا اوسی حال مین اونکا انتقال ہوگیا میر عبد اللطیف چند روز گیلان کے
پہاڑون مین چھپے رہے پھر ہمایون کے وعدہ کے بموجب ہندوستان کو آئے ہمایون نے انکے ساتھ بڑے
سلوک کیے اکبر نے چند روز ان سے دیوان حافظ کا سبق بھی پڑھا پانچوین رجب ۹۸۱ھ نوسو اکاسی کو فتحپور مین
اونھون نے انتقال کیا اور اجمیر کے قلعہ پر میر سید حسین خنگ سوار کے مزار کے قریب دفن ہوئی قاسم ارسلان
نے فخر آل یٰسین ہ اونکی تاریخ نکالی اونکا وارث اونکا بیٹا میر غیاث الدین علی آخوند از ملقب بہ نقیب خان بھی
بڑا استعداد مند ہوا ہر طرح کی علم اوسکو حاصل تھے خصوصاً علم سیر و تاریخ اور اسماء الرجال مین تمام عرب اور عجم مین کوئی اوسکا نظیر
نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چونکہ میرا وہ ہم سبق ہے اوسوجہ سے مجکو قدیم سے اوسکے ساتھ ایک محبت خاص ہے رات دن اکبر کے روبرو
تاریخ کی کتابین اور قصے اور حکایتین اور فارسی اور ہندی کی جو ترجمہ ہوئی ہین پڑھا کرتا ہے اور اکبر ایک لحظہ اوسکو اپنے پاس سے
جدا نہین کرتا خواجہ محمد یحییٰ ہین واسطون سے حضرت خواجہ احرار کی اولاد مین سے ہین ہفت قلم تھے
اور خوشنویسی کے فن مین اوستاد تھے علم طب مین بھی اونکو بڑا ملکہ تھا اور جمیع اخلاق حمیدہ اور صفات
پسندیدہ اوسکی ذات مین موجود تھے سخاوت اونکی ایسی تھی کہ جو کچھ جاگیر سے آتا تھا سب لوگونکو تقسیم کردیتے تھے
جب اکبر کے دربار مین سجدہ کو دخل ہوا تب اونھون نے کنارہ اختیار کیا اور سفر حج کی رخصت
حاصل کی چنانچہ اکبر نے اونکو میر حج مقرر کر کے بہت سا خرچ دیکر اوس طرف رخصت کیا چنانچہ وہ حج سے
فارغ ہوکر واپس آئے اور مدت تک آگرہ مین اپنی اوقات عزیز کو اللہ کی عبادت مین صرف کرتے رہے چند روز
کے بعد اونکا انتقال ہوگیا شیخ حسین بدخشی مخدوم شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے عشق کی
مستی اونپر بہت غالب تھی ہر روز صبح کی نماز کے بعد کتاب مصباح جو شیخ رشید کی تصنیف ہے موافق
سلسلہ کبیریہ کے اونکی مجلس مین پڑھی جاتی تھی اور مولوی روم کی مثنوی کا بھی التزام تھا شریعت پر بڑے
ثابت قدم تھے اور اونکی صحبت مین بڑا اثر تھا جو کوئی اونکی تعریف کرتا تو کہتے تم اپنے اوپر خیال کرتے ہو
بدایون مین بھی ایک مرتبہ اپنے بعضے مریدون سے ملنے کے لیے آئے تھے چند روز وہان رہکر پھر آگرہ
مین تشریف لائے اور وہین اونکا انتقال ہوا شیخ عبد القادر ثانی شیخ عبد القادر ثانی اُچھہ والے کی اولاد مین ہین

یہ اور انکے چھوٹے بھائی الہ بخش دونون بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اور جمیع کمالات سے موصوف تھے
مدت تک فتحپور مین رہے جس زمانہ مین اکبر نے نئے مذہب کی بحث شروع کی تو میان الہ بخش کو صدارت کے
منصب پر متعین کر کے گجرات کی طرف شہباز خان کے پاس بھیجدیا اور گویا یہ حقیقت مین اس ملک سے
نکال دینا تھا اونھین دنون مین وہان سے بغاوت کی خبر آئی تب اکبر نے اونکو سہ صدی کا منصب بھی
عنایت کیا اور بڑے بڑے کار نمایان اونسے واقع ہوئے چند روز کے بعد اونکا اوسی ملک مین انتقال ہوگیا
پھر اکبر نے شیخ عبدالقادر کو مکہ کی طرف چلے جانیکا حکم دیا چنانچہ وہ گجرات کو گئے اور وہان اونھون نے
خانخانان ولد بیرام خان اور میرزا نظام الدین احمد سے کچھ خرچ لیا اور سفر حج سے فارغ ہوکر پھر ہندوستان کو
واپس آئے شیخ ابوالمعالی یہ میان شیخ داؤد قدس اللہ روحہ کے بھتیجے اور داماد اور خلیفہ ہین
فقر کے حالات اور مقامات مین انکا مرتبہ بہت بڑھا ہوا ہے اپنے پیر کی صحبت مین فنا تھے چنانچہ
اونکے شعرون مین بھی اکثر یہی مضمون ہوتا تھا چند شعر اس قسم کے مذکور ہوتے ہین ع ہستم از جام
صحبت ہمہ دم والہ و مست ٭ این و آنرا چہ شناسم من داؤد پرست ٭ ولہ دل افسردہ کی یابد
بگفت ہر کسی گرمی ٭ دم داؤدی باید کہ آہن را دہد نرمی ٭ ولہ تخت فقر نشینم چہ حاصل گشت
مقصودم ٭ سلیمانی کنم گر جان غلام شاہ داؤدم ٭ رباعی یارب نظری بجانب مقصودم بخش ٭
آزادگیے ز بود و نابودم بخش ٭ ہر چند نیم در خور این دولت خاص ٭ یک ذرہ ز حق شیخ داؤدم
بخش ٭ اکثر الفاظ جو اونکی زبان زد رہتے تھے اون مین سے ایک یہ ہے ٭ یَا اَبَا الْمَعَالِیْ کُنْ عَبْدَ
الرَّبِّ الْمُتَعَالِیْ ٭ وَلَا تَکُنْ عَبْدَ الدَّرَاہِمِ وَاللَّآلِیْ ٭ مشہور ہے جس سال مین وہ پیدا ہوئے تو
اونکے والد اونکو میان شیخ داؤد کے پاس لیگئے اور اون سے نام کا التماس کیا اونھون نے شاہ ابوالمعالی
تجویز فرمایا اور چونکہ اس سے پہلے یہ نام ہندوستان مین مشہور نہ تھا اسوجہ سے اسکو لوگون نے
مغلون کے آنے کی فال سمجھی چنانچہ ایک برس نگذرا تھا کہ ہمایون ہندوستان مین آیا اور اوسنے
اپنے معشوق ابوالمعالی کو پنجاب کی حکومت عنایت کی ع ابوالمعالی حق پرست ٭ اونکی ولادت کی تاریخ ہے
یہ چند شعر اونکی تصنیف سے لکھے جاتے ہین جو فقط قال نہین بلکہ سراسر حال ہین قطعہ
غربتے از حال میگو بی سخن ٭ بی سخن این قیل و قال دیگر ست ٭ حالت عشقش بود گفتن محال ٭ گر نمیگوئیم
محال دیگر ست ٭ غربتی نقد جان فدایش کن ٭ دولت وصل رایگان ندہم ٭ سخن عشق بدل در تہ

ولب را مکشای + سر این شیشه فرو بند که بادی نخورد + غرہ بتی بانگ انا الحق زن واز دار مترس + زانکه معراج درین ره رسن و دار بود + انچه ما زان جان جانها دیده و دانسته ایم + بهر گفتن نیست بهر دیدن ودانستن ست + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو یہ رقعہ اونھون نے لاہور مین بھیجا تھا رقعہ

تَزْدَادُ اِشْتِيَاقًا وَالْفُؤَادُ بِحَسْرَةٍ + وَفِيْ طَيِّ اَحْشَائِيْ تَوَقُّدُ جَمْرَةٍ + مَتٰى يَرْجِعُ الْغِيَابُ عَنْ طُوْلِ سَفْرَةٍ + عزیز این زمان فرقت فرقت از هر آشنا و بیگانه خبر خیریت پرسان هر کسی قاصدی ورسولی پنداشته سلامی وپیامی چشم میداشت که ناگاه رقیمه مودت تمیمه نسخه صحت مزاج سوداز دگان هجر پیمه گردیده شوق بر شوق ومحبت بر محبت افزوده الآن بابیات حضرت قادریه که بتلاطم امواج جان را سراسیمه وسرگردان میدارد از درد دل بیرون میدهد معذور خواهند داشت اشعار

اِنَّهٗ بِكُمْ عَجَبًا مِّنْ سَائِرِ الْوَرٰى + فَلَمْ اَرَ مِنْ شُكْرِيْ اَمَامِيْ وَلَا وَرٰى + وَمَا فِي الْحَشَاءِ وَاللّٰهِ غَيْرُ هَوَاكُمُ + يَتَشَاهَدُ كُمْ قَلْبِيْ كَاَنِّيْ بِكُمْ اَرٰى + وَفِيْ قَاعِ قَبْرِيْ قِيْلُوْا نَجْوَاهُمْ + فَهُمْ قِبْلَتِيْ مَا دُمْتُ حَيًّا وَفِيْ ثَوٰى + اِذَا مَا اَتَانِيْ مُنْكِرٌ وَّ نَكِيْرٌ اُجِيْبُ نَكِيْرًا حِيْنَ يَاْتِيْ وَمُنْكَرًا + اَقُوْلُ اسْئَلُوْا غَيْرِيْ فَاِنِّيْ مُحِبُّهُمْ + وَعَهْدِيْ بِحَقِّ حُبِّهِمْ مَّا تَغَيَّرَا + همه باهمه دعا میرساند کتب الفقیر ابو المعالی + اور دوسرا رقعہ یہ لکھا

آن عزیز که همه شب بدل می گردد + خرم آن روز که در دیده روشن گردد + سلام شوقیه مرام رفیع الاحتشام اوده قادریه نظامیه تبلیغ نموده آنکه محبت شعاری مولانا عبد الغفور وشیخ عمر را همی ضروریست که بنیم الطاف عام برآمارے دارد اگر وقت عزیز گنجایش آن داشته باشد که وقوع یابد الحق بسیار بهتر خیر کثیر خواهد بود والدعاء + مولانا جمال تلہ انکے نام سے لاہور مین ایک محلہ مشہور ہے حاجی مہدی کے جو ایک مشہور عالمون مین سے تھے داماد ہین علم وفضل مین بڑے کامل لاہور کے مدرسہ مین مدرس ہین ملا اسمٰعیل اُچھ والے کے شاگرد ہین اور بعضے اوستادون سے بھی کچھ حاصل کیا ہے جمیع علوم عقلی اور نقلی اونکی ذات مین جمع ہین آٹھ برس کی عمر سے طالبعلمون کو پڑھاتے ہین تقریر اونکی نہایت عمدہ اور صاف چنانچہ بڑی بڑی مشکل دقیقہ معقول اور منقول کے آسانی سے شاگردون کو سمجھا دیتے ہین شیخ فیضی کی تفسیر مین اکثر اونھون نے اصلاح دی ہے اب سن شریف اونکا پچاس اور ساٹھ کے درمیان مین ہے

مولانا عبد الشکور لاہوری یہ علم اور فضل مین سارے علماء کے پیشوا ہین طبیعت اونکی نہایت

عالی ہیں مشائخ کے بڑے معتقد ہیں اور اس گروہ سے ایک نہایت حسن ظن حاصل اکثر تصوف کی کتابیں دیکھتے
رہتے ہیں وظیفہ و وظائف میں مشغول رہتے ہیں قرآن کی تلاوت کیا کرتے ہیں جو کچھ اونکو حاصل ہوتا ہے فقرا کو
تقسیم کر دیتے ہیں اکبر نے اونکو جونپور کا قاضی مقرر کر کے بھیجدیا تھا سفر الہ آباد میں ملازمت میں حاضر ہوئے
تھے اوسوقت اکبر نے اونکو معزول کر کے قاضی زادہ رومی کو اونکی جگہہ مقرر کیا اس زمانہ سے وہ معزول ہیں
اور درس افادہ میں مشغول ہیں تھوڑی سی معاش پر قناعت کر لی ہے شیخ کبیر ولد شیخ منور یہ
اپنے باپ کے قائم مقام ہیں صغر سن میں ہی مرتبہ کمال کو پہونچگئے تھے اپنے پدر بزرگوار اور خسر میان
سعد اللہ بنی اسرائیل سے علم کی تحصیل کی افیون بہت کھاتے ہیں اور رعونت اور دروغ اور لاف اونکے
مزاج میں بہت ہے اللہ توبہ نصیب کرے جس زمانہ میں وہ اپنے باپ کے ساتھ اکبر کے حکم کی موجب پرگنہ
بجواڑہ اور کوہ شمالی کی طرف گئے تھے تو وہان سے اونہون نے مصنف صاحب کو یہ رقعہ لکھا تھا رقعہ
کان لی قلب اعیش بہ ضاع منی تقلبہ خدام صاحب الاخلاق السنیہ فضائل پناہی
بعافیت بودہ باشند ای خداوند کار دل و جان کہ حقیقت انسان عبارت از وست مقیم آستانہ اخلاص
است و کالبد خاکی کہ خاک عالم بر سر او باد با وحش و طیور در جنگلستان کثرت محشور لا واللہ بلکہ با گروہی
محشور است کہ وحش و طیور از دیدن آنہا راہ گریز اختیار میکنند سبحان اللہ سبحان اللہ نمیدانند کہ چہ چارہ
ساز د نفس شوم اکنون قدر عافیت دانست از عنفوان ایام تمیز تا امروز کہ بشرف بدرجہ چہلم ہمت ہمگی
ہمت بران مصروف بود کہ با گزیدگان روحانیان صحبت داشتہ عیوب نفسانی و امراض معنوی را
استعلاج نماید غیرت غیور مطلق عز شانہ در کار شدہ بہ بیماری صعب کہ تیمار آن بجز او نمیشود مبتلا ساخت
شفای وقت و جمعیت خاطر و گوشۂ عافیت بغارت رفت خدام مولوی تفقدات بزرگانہ مشفقانہ نواب
فیاضی علامی فہامی وحید الزمان رَا مَتَّعَنَا اللّٰہُ بِکَمَالِہٖ وَشَرَّفَنَا بِالْاِسْتِفَادَۃِ مِنْ مَقَالِہٖ از جلائل نعم
خداوندی دانستہ شکر این موہبت عظمی میگفتہ باشند و ہنگام اجابت دعا نیاز مندی بندہ را معروض
دارند و الدعا خدام مشفقی نادر العصری میان احمد سلامت باشند و مشتاق دانند شیخ سعد اللہ نحوی
پورب کے رہنے والے ہیں صغر سن سے شیخ محمد غوث کی صحبت میں رہے اور بہت سے چلے کھینچے اور عمل سیکھے
اور اس فن میں کمال پیدا کر لیا تھا بیانہ میں اونہون نے ایک خانقاہ بنائی تھی برسون وہین مقیم رہتے
تھے طلبا اور اہل سلوک کو تعلیم کیا کرتے تھے علم نحو میں بے نظیر تھے ستر برس تک فقط کچھ دودہ اور

جنگل کی گھاس اونکی غذا تھی سخاوت اونکی مزاج مین بہت تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سلیم شاہ کے زمانہ
مین مین اپنے نانا کے ساتھ اونکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور کئی سبق کافیہ کے اون سے پڑھے تھے آخر حال
مین حیرت اونپر غالب آگئی بالکل ساکت رہتے تھے اور اپنے بیٹون کو بھی اپنے حجرہ مین نہ آنے دیتے تھے
۹۸۹ نو سو نواسی مین اونکا انتقال ہوا اور اوسی اپنی خانقاہ مین دفن ہوئے جس روز اونکا انتقال ہوا
اتفاقاً ایک چڑیہ اوڑتے اوڑتے اونکی نعش پر آن گری یہ دیکھکر سب کو ایک طرح کا تعجب گذرا شیخ نصیر الدین
اصل مین ہندون کے رہنے والے ہین کیمیا گر مشہور تھے اکثر ہمایون کے لشکر کے ساتھ رہتے تھے جب
ہمایون جوسا پر شکست کھا کر آگرہ مین آیا تو اوسنے شیخ سے کہا کہ کچھ زر نقد نئی فوج بھرتی کرنیکے لیے
درکار ہے شیخ نے اوسیوقت تانبہ کی دیگ اور طباق منگا کر بادشاہ کے سامنے سونے کی بنا دی
یہ بات بہت مشہور ہے مگر مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اونھین کے خاندان مین شادی ہوتی تھی
اونکی اولاد سے جو تحقیق کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ شیخ کیمیا کا نسخہ نجانتے تھے بلکہ کسی فقیر کامل نے اونکو
ایک زنبیل اجزاے کیمیا سے بھری ہوئی دے دی تھی جبتک وہ باقی رہی کیمیا بنا لیتے تھے اور جب
وہ صرف ہوگئی تو کچھ نہ بنتا تھا جب بیرم خان کا زمانہ تھا تو مین نے اونکو آگرہ مین سید شاہ میر ابزرادہ
میر سید رفیع الدین محدث کے مکان پر دیکھا تھا ایک بزرگ نورانی صاحب اخلاق تھے اونھین دنون
مین اونکا انتقال ہوگیا ہندون مین مدفون ہوئے شیخ مبارک الوری سلیم شاہ اونکو شاہ مبارک
کہا کرتا تھا اور جوتیان سیدھی کرکے اونکے سامنے رکھا کرتا تھا غالباً شیخ دعوی سیادت کا بھی
کرتے تھے پٹھانون کے نزدیک اونکا بڑا اعتبار تھا چنانچہ جب اون لوگون پر زوال آیا اور مغلون کے
مقابلہ سے بھاگے تو بعضے پٹھان شیخ سلیم فتحپوری کو بہت سا زر دار سمجھکر رنتنبھور کے قلعہ مین لے گئے
شیخ مبارک الور سے بساور کے راستہ ہوکر وہان گئے اور شیخ سلیم کو چھٹا یا چنانچہ شیخ وہان سے
نجات پاکر دوسری مرتبہ زیارت خانۂ کعبہ سے مشرف ہوئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسی
زمانہ مین میری سولہ برس کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ بساور مین اونکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا
بعد ازان جب ۹۸۰ نو سو اسی مین اکبر اجمیر سے فتحپور کے راستہ ہوکر آتا تھا تو مین دوبارہ
اونکی خدمت سے مشرف ہوا تھا واقع مین صاحب کمال تھے سخاوت اونکی ذات مین بہت تھی
نوے برس کی عمر مین اونھون نے انتقال کیا شیخ چاین یہ قصبۂ لدہ سوہنہ کے رہنے والے ہین

یہ قصبہ میوات مین دہلی سے اٹھارہ کوس ہے اور وہان ایک چشمہ ہے گرم گندک کی کان سے نکلتا ہے
اور اوسکے پانی کا رنگ سبز ہوتا ہے اور اوسمین گندک کی بو آتی ہے جاڑونکے موسم مین اوسکا پانی
ایسا گرم ہوتا ہے کہ بدن پر نہین ڈالا جاتا ہے اوسمین نہانے سے خارش رفع ہو جاتی ہے اور
اوسکا رنگ اور بو صاف اس بات کی دلیل ہے کہ وہ چشمہ گندک سے نکلتا ہے راتونکو وہان سے
خود بخود آگ بھی ظاہر ہوا کرتی ہے شیخ چاپن شیخ عبد العزیز کے مشہور خلیفون مین سے تھے اور فصوص اور
نقد فصوص وغیرہ تصوف کی کتابین اکثر پڑھا یا کرتے تھے آخر زمانہ مین اکبر اونکا بڑا معتقد ہو گیا تھا
اور اکثر مہمات مین اون سے استمداد طلب کرتا تھا اور عبادتخانہ مین محل خاص کے قریب اونکے لیے
ایک جگہ متعین کی تھی راتونکو اون سے خلوت رکھتا تھا ایک مرتبہ نماز معکوس پڑھتے ہوئے اونکو دیکھا
اوس روز سے بالکل اعتقاد جاتا رہا ۹۸۹ھ نوسو نواسی مین جب شیخ کا انتقال ہونے لگا تو اونھون
نے شیخ عبد العزیز کے بیٹے شیخ قطب عالم کو جو اوس زمانہ تک سپاہ گری کے شغل مین مشغول تھے
دہلی سے بُلایا اور خرقہ اور عصا اور تمام لوازم مشیخت اونکے حوالہ کیے اور کہا کہ یہ تمھارے
باپ کی امانت میرے پاس ہے اب تمھین اسکے لائق ہو بعد ازان شیخ نے انتقال کیا + حقیقت فقر +
اونکی تاریخ ہے شیخ قطب عالم کو بھی اوسیوقت سے زہد اور تقوی کی توفیق ہوئی اور فقر اختیار کیا اور
اکبر کے حکم کے بموجب دہلی مین قدم شریف کے متولی ہین شیخ عبد الغنی بدایونی یہ شیخ عبد العزیز کے
خلیفہ ہین ترک و تجرید مین گویا اپنے وقت کے جُنید رح اور شبلی رح تھے ابتدا مین بدایون مین طالب علمی
کرتے تھے یکایک حال اونپر غالب آگیا کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ عین سبق پڑھنے کی حالت
مین کہین نغمہ کی آواز جو سن پاتے تو پہرون بیہوش پڑے رہتے جب لوگ اون سے پوچھتے کہ یہ کیا
ماجرا تھا تو وہ کہتے تھے کہ مجکو مطلق خبر نتھی جب تعلقات دنیوی سے مجبور ہوئے تو روزگار کی تلاش
مین دہلی مین آئے تاتار خان وہان کے حاکم کی ملازمت اختیار کی اور شیخ عبد العزیز کے مرید ہوئے
اونھین کی خدمت مین سب کتابین تحصیل کین اور برسون درس رہا ناگاہ اونکی طبیعت مین عشق
پیدا ہو گیا اور سب تعلقات کو چھوڑکر شیخ ممدوح کی خانقاہ مین بیٹھ رہے اور ریاضت اور مجاہدہ کا
طریقہ اختیار کیا جب کمال حاصل ہوا تو آبادی سے باہر قدم شریف کے قریب خان جہان کی
مسجد مین سکونت اختیار کی ہمیشہ وہان اعتکاف مین بیٹھے رہتے تھے اور اگرچہ اہل و عیال

بہت تھے مگر وہ راہ توکل سے قدم باہر نرکھتے تھے سنہ ایک ہزار تین مین خانخانان نے اونکی خدمت مین حاضر ہوکر نصیحت کا التماس کیا اونھون نے فرمایا کہ اتباع سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرو آخر زمانہ مین احمد صوفی جاایک اوربنارسی لے جو نئے نئے اکبر کے مذہب مین داخل ہوئے تھے اپنی بدنامی مٹانے کے لیے یہ چاہا کہ چند بزرگ جو پچھلے لوگون کے یادگار زمانہ مین باقی رہگئے ہین اپنا شریک کرلین اسی غرض سے لاہور سے فرمان بھیجکر شیخ عبد الغنی کو بلوانا چاہا — مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شیخ نے مجکو ایک خط لکھا اور اوسمین بہت عذر اور عجز لکھے تب مین نے احمد صوفی کو طرح طرح سمجھایا اور اس حرکت سے باز رکھا اور آخر اوس سے ہی ایک خط عفو تقصیر کی استدعا مین لکھوا بھیجا اور یہ معاملہ خیریت سے گذر گیا شیخ بہلول دہلوی علم حدیث مین بڑے کامل تھے اہل فقر وفنا کی اونکو صحبت حاصل ہوئی تھی اور اس طریقہ کا مزا خوب چکھا تھا اہل دنیا سے بالکل تعلق ترک کردیا تھا اور طالبعلمون کے پڑھانے مین مشغول ہوئے شیخ عبد الحق دہلوی حق تخلص کرتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی کے جامع تھے تصوف مین اونکا بڑا مرتبہ تھا اونکی تصانیف مین سے ایک ترجمہ تاریخ مدینہ ہے اور دوسری ہندوستان کے اولیاء کے حالات مین ایک کتاب ہے جسکی ذکر الاولیا + تاریخ ہے ابتدا سے اونکو یہی شوق تھا مدت تک فتحپور مین رہے بسبب محبت قدیم کے شیخ فیضی اور میرزا نظام الدین احمد کے مصاحب رہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اونکی شرف خدمت سے مشرف ہوا کرتا تھا اور اونکی صحبت کے فائدہ اوٹھایا کرتا تھا چند روز کے بعد یکایک شیخ کو ایک جذبہ اوٹھا اور کچھ سامان نکرکے یکایک دہلی سے حج کے ارادہ پر گجرات کی طرف چلدیے اور وہان میرزا نظام الدین احمد کی مدد سے حجاز کو گئے اور کچھ ایسے سبب واقع ہوئے تھے اوس مرتبہ اونکو مدینہ جانیکا اتفاق نہوا چند روز مکہ معظمہ مین رہے اور وہان شیخ عبد الوہاب ہندی سے حدیث کی اجازت لی پھر وطن کو تشریف لائے جس زمانہ مین وہ دہلی سے آئے تھے مین اون دنون بدایون سے بڑی اضطرابی حالت مین اکبر کے لشکر کو جاتا تھا راستہ مین تھوڑی دیر کے لیے اونکی ملازمت مین بھی حاضر ہوا جب مین لاہور مین پہونچا تو اونھون نے ایک خط میرے نام لکھا تھا جو تیمناً اور تبرکاً نقل کرتا ہون

رقعہ + بعد از عرض بندگی ونیاز معروض میگرداند کہ احوال این غریب نامراد برانچہ بمقتضای

غربت و نامرادیست موجب شکر ست امید که ایشان نیز دائم الاحوال مشمول حفظ الٰہی بودہ باشند

وقتیکہ ملازمان ایشان بدہلی تشریف آوردند و مخلص خود را ساعتی بلطف مشرف ساختند آن ملاقات

جز تعطش و اشواق نیفزود چندان چیز ناگفتہ و ناشنیدہ ماند کہ چہ گویم سنت الوصال سنت کہ گفتہ اند

آن خود تحقیق ہمچنین بود ہلی صحبت دنیا اگر خود ممتد بود نیز ہمین حکم دارد قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

درین عالم خود فرصت صحبت داشتن و از صحبت دوستان محظوظ شدن نیست اگرچہ علاقہ

درست ست و رابطہ محکم فردا اگر صحبتے داشتہ شود عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ + انشاء اللہ امروز سعی

در درست ساختن علاقہ و تصحیح نسبت باید کرد مصاحبت موقوف بر فردا باشد تا حضور و غیبت

یکسان گردد و فراق و وصال اینجائی یکرنگ حق سبحانہ تعالی یک نوع نسبتی و بوعموما ارزانی فرماید کہ بصفے

یکرنگی دست دہد خاطر شریف بجانب این فقیر دارند کہ خاطر این غریب نیز بجانب ایشانست این فقیر را

بعین الیقین معلوم شدہ است کہ در ذات ایشان معنی محبت و حقیقت آشنائی تمکن یافتہ است

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ زِدْ وَلَا تَنْقُصْ عزیزی بود از اہل حرمین کہ این دعا را دائم میخواند

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَنْعَمْتَ فَزِدْ وَكَمَا زِدْتَ فَاَدِمْ وَكَمَا اَدَمْتَ فَبَارِكْ حق سبحانہ تعالی

نعمت معرفت و محبت زائد و دائم و مبارک گرداند بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ + اگر گاہے مخلص خود را بنوازش نامہ مشرف گردانند ہرچہ از اخبار قدسی

حضرت شیخی قبلہ گاہی شیخ کلیم الٰہی سَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَبْقَاهُ معلوم ملازمان باشد با علام آن مشرف

و مسرور خواہند ساخت و کلمہ چند بحضور شریف عرض کردہ از خاطر نرود ہرچند خواست کہ ازین باب

چیزے نویسد قلم نرفت چہ حاجت ست باز چون نوبت بعرض بندگان میرزا میرسید اشعاری از تمنے

نمود بلکہ صریح نوشت کہ از تکلف دور ست در رسانیدن آن مکتوب مقید خواہند بود والدعا

شیخ فیضی جب دکن سے واپس آیا تو وسنے کئی خط شیخ کی طلب مین بھیجے اور اپنے بہت سے شوق

ظاہر کیے مگر چونکہ شیخ نے اوس سے ایذا بہت پائی تھی اسوجہ سے ہرگز نہ آئے اور یہ بہانہ کر دیا کہ

مین نے بالکل تعلقات ترک کر دیے یہ آخر رقعہ شیخ فیضی کا ہے جو نقل کیا جاتا ہے رقعہ

اشتیاق ملاقات مانوس روحانی و مالوف ربانی طال لقاہ + اقبیل رسمیات نیست کہ رقم پذیرد

اول حال از مرضی خاطر فیض مظاہر آگاہ نبود و محتمل کہ حرف خواہش درمیان آمدہ باشد ابعد ازانکہ

دریافت که این راه بسته اند فقیر خواهش ایشان را بر خواهش خود ترجیح داد این تنهای گوارا باد التماس آنست که بر خلوتکدهٔ تنگ هنگامه نه پسندند بیش ازین بدو شه روز نقاوة الاولیا میان شیخ موسی بویرانه فقیر تشریف آورده بودند ظاهر ساختند که دو ربیست که ایشان درین ایام بایند سخنی سبب پرسیده شد مبهم و مهمل گذاشتند بحق معبود مطلق که ایمائی از فقیر شد و نخواهد شد مصرعهٔ وقت گویا چه حاجت طومار + اگر باشند چنین نور ست و اگر بیایند نور علی نور قسم بخدا که خود را ازین خواهش گذرانیده ام و بیاد خود اظهار و ایما نکرده ام و نخواهم کرد ازین مر تصدیع نکشند اما اگر بال و پری میداشتم و بپریدم بربام آن حجره می نشستم و دانه چنین نکات محبت میچیدم و مرغوله ریز صفیر شوق میگشتم دیگر چیزی نیست طلبهای دُردانه ازان جانب دیر میرسد از برای خدا برین قافلهٔ اسرار خود را راه نه بندند و اگر ازان طرف بندند ازین طرف بسته نخواهد شد والسلام + اسکندر رسند فقیر میان پهول را نیاز مندی میرساند و درین دو روز بتقریبی رو داده بود این رباعی ــ فیضی دم پیبسیت قدم دیده بنه + هر گام که می نهی پسندیده بنه + از عینک شیشه هیچ نکشاید هیچ + لختے بتراش از دل و بر دیده بنه + مولانا الہ داد سلطانپوری اصل انکی قریہ بنودہ توابع سندہ سے ہے مخدوم الملک سے اونہون نے تلمذ کیا تھا شرافت حسب و نسب مین ممتاز تھے ابتدا مین کچھ جوانی اور زعم علم کی وجہ سے کچھ غرور اون مین آگیا تھا مگر آخر کو جو تجربہ اونکو حاصل ہوا تو وہ ساری اونکی نخوت فقر و انکساری سے بدل گئی چندروز صوبہ پنجاب کی صدارت پر رہے پھر الہ آباد کے قاضی مقرر ہوئے تھوڑی سی معاش جو وہان ملگئی تھی اوسی پر قناعت کی دنیاداروں کی صحبت سے بہت پرہیز کرتے تھے زہد اور عبادت مین مشغول تھے مولانا عثمان سامانہ یہ عقلیات مین حکیم عین الملک کے شاگرد ہین اور نقلیات مین اوروں سے پڑھا ہے علم اونکو خوب حاضر تھا اکبر کے درباری لوگون مین سے تھے اتقا بھی اون مین بہت تھا اکثر اوقات عبادت مین مصروف رہتے تھے چندروز کو قلیچ خان کی وسیلہ سے میان دوآب کے بعضے پرگنات پر ناظم ہوگئے تھے بعد ازان پھر دربار مین آکر منصبداروں مین شامل ہوئے حاجی سلطان تھانیسری یہ زیارت خانہ کعبہ سے بھی مشرف ہوئے تھے علوم نقلیہ مین انکو بہت مہارت تھی مدتوں تک اکبر کی خدمت مین رہے چار برس تک مہابھارت کا ترجمہ فقط ان سے متعلق رہا اور نقیب خان نے جو ابتدا کی تھی انھون نے اوسکو انتہا تک پہونچایا

اور ایک گاؤکشی کے جرم مین ہندوون نے مخبری کرکے انکو بکر کی طرف نکلوادیا اون دنون مین خانخانان
وہانکا حاکم تہا اوسنے انکی حال پر بڑی عنایت اور مہربانی کی اور جب وہ مُلک فتح ہوگیا تو اونکو اپنے ساتھ
لایا اور عفو تقصیر کرادینے کا وعدہ کیا وہ اپنے وطن مین روپوش رہتے تھے خانخانان نے آسیر اور
برہان پور کی فتح کے بعد ایک عرضی مین اونکی رہائی کی درخواست کی اکبر نے قبول کیا اور عنایتاً
شیخ ابوالفضل سے کہا کہ انکو تہانیسر کا کروری مقرر کردو جس زمانہ مین وہ مہابہارت کا ترجمہ لکھتے تھے
اوس زمانہ مین ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ تم کیا لکھتے ہو تو اونہون نے جواب دیا کہ دس ہزار برس
کی زبان کو آج کل کی زبان سے موافق کرتا ہون سید شاہ میر سامانہ سید صحیح نسب ہین فضائل
علمی اونکو بخوبی حاصل تھے بڑے زاہد اور عابد تھے قناعت اختیار کرکے طلباء کے پڑھانے مین مصروف
رہتے تھے آگرہ مین جمنا پار شیخ بہاء الدین مفتی کے قریب رہتے تھے اور بہت سے طلباء اور صوفی اونکی
خانقاہ مین جمع ہوکر اونکی صحبت کے فائدہ اوٹھاتے تھے اونکا ایک شاگرد تھا مولانا فریدنامے اوسکی ایک
آنکھ نتھی اور اگرچہ اوسنے علم بہت تحصیل نکیا تھا مگر اوسکو کچھ ایسا ملکہ ہوگیا تھا کہ جو مشکل مسئلہ اوس سے
پوچھا جاتا تھا وہ منتہیانہ کتابون سے اوسکو نکال کر لکھ دیتا تھا اور حل کر دیتا تھا مگر خود اوس سے
وہ پڑھا نجاتا تھا شیخ ضیاء اللہ مع تمام سلسلہ غوثیہ کے اوسکے معتقد تھے پھر سید مشار الیہ کا کہنا تھا
اور سنا ہے کہ وہ فرید تمام واقعات جو مغرب اور مشرق مین گذرتے تھے ہر شب سید شاہ کے سامنے
پیش کردیا کرتا تھا بعضون کو یہ گمان تھا کہ کوئی جن اسکا مطیع ہے بعضے کچھ اور گمان کرتے تھے
جس سال بادشاہ نے شیخ ضیاء اللہ کو آگرہ سے بلاکر اپنے عبادتخانہ مین ٹھہرایا تو مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے اون سے ایک شب خلوت مین فرید کا مفصل حال پوچھا اور جو نقلین
اوسکی مشہور تھین وہ سب اونکے سامنے بیان کین اور اون سے پوچھا یہ سب خبرین صحیح ہین یا
غلط شیخ نے اسکے جواب مین اول اپنے فضائل اور کمالات کا ذکر کیا اور اپنی تصنیفات کے نام
لیے پھر کہا کہ مجکو باوجود اس مرتبہ کے اوسکی خوشہ چینی کا بھی منصب حاصل نہین اور جو کچھ یہ تمنے
اوسکے حال بیان کیے عشر عشیر بھی اوسکی کمالات کے نہین اور یہ سب حضرت میر کی خدمت سے
اوسکو حاصل ہوا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اس واقعہ سے پہلے بداون مین سید
شاہ میر سے ملاقات کی تھی اوسوقت وہ مشارق الانوار دیکھ رہے تھے بہت سی علمی گفتگو رہی

واقع مین طبیعت اونکی بہت اچھی تھی مگر جتنی تعریف اونکی شیخ ضیاء اللہ نے کی تھی وہ بات مین نے اونمین نہ دیکھی
سید لیسین یہ سید شاہ میر کے بھائیون مین سے ہین سب درسی کتابین انھون نے گجرات مین
میان وجیہ الدین سے پڑھی تھین اور اونھین کے مرید بھی ہوئے تھے پھر سفر حج کو گئے اور علم حدیث کا
عرب مین حاصل کیا اور وہان سے اس علم کی اجازت لیکر ہندوستان کو واپس آئے چند روز
مین لاہور مین بیٹھے امیرونکے مصاحب رہے پھر اس طرز کو چھوڑکر سرہند مین فقیری اختیار کر کے
بیٹھ رہے اور مریدون کی تعلیم مین مشغول ہوئے ہمیشہ اونکی یہ آرزو تھی کہ گجرات کو جاوین اور وہان سے
پھر مکہ کو روانہ ہووین مگر فی الحال بنگالہ کے ملکون کی سیر کر رہے ہین شیخ ضیاء اللہ بن شیخ محمد غوث
کہ سجادہ نشین ہین رات دن تصوف کی گفتگو کیا کرتے تھے اور اس علم مین اونکو ایسی مہارت تھی کہ اوسکی
مشائخ مین کم ہوتی ہے ہر وقت اونکی مجلس مین اسی قسم کی باتین ہوا کرتی ہین خدا جانے
باطن مین اوسکے کیا تھا بعضی باتین اون مین شیخ محمد غوث سے بھی بڑھی ہوئی تھین چنانچہ
قرآن شریف اونکو یاد تھا اور اوسکے معنی ایسی اچھی طرح بیان کرتے تھے کہ اونکو کسی تفسیر کی ضرورت
نہین تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ ۹ نو سو ستر مین مین آگرہ مین اونکی ملاقات کو گیا تھا اور
بوسیلہ کسی شخص کے جو میری تقریب کرتا بلا تکلف اونکی مجلس مین چلا گیا اور بعد سلام علیک کے
مصافحہ کر کے بیٹھ گیا شیخ کی مجلس مین یہ دستور تھا کہ جو کوئی وہان جاتا تھا بہت سی تعظیم اور
تواضع بجا لاتا تھا میری یہ بے تکلفی اونکو پسند نہ آئی اہل مجلس نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو
مین نے کہا سہسوان سے پھر مجھسے پوچھا کہ تمنے کچھ علوم بھی تحصیل کیے ہین مین نے کہا ہر فن مین
کچھ تھوڑا تھوڑا کسی زمانہ مین دیکھا تھا اور چونکہ سہسوان ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اور اوس زمانہ
مین قلیج چوگان بیگی اونکے باپ کا مرید وہانکا جاگیردار تھا اسوجہ سے اونھون نے مجکو بہت حقیر
سمجھا اور ایک مسخرہ کو اشارہ کیا کہ مجکو تنگ کر کے اوس مجلس سے نکال دے چونکہ مین اس قسم
کی امور سے خوب واقف تھا اور بارہا تجربہ کر چکا تھا اسوجہ سے مین نے کچھ خیال نکیا اوس مسخرہ نے
کہا کہ مجکو کہین سے عطر کی خوشبو آئی اور دماغ مین شورش پیدا ہوئی ہے اہل مجلس ہوشیار
ہو جاوین کہین مجھسے کسیکو ایذا نہ پہونچے ایک شخص نے جو ظاہر مین صوفیونکی صورت تھا مجھسے
پوچھا کہ عطر تمنے ملا ہے مین نے کہا ہان مین نے ملا ہے کیا سبب ہے اوسنے کہا کہ اس شخص کو دیوانہ گی ہوگئی

کاٹا تھا جب اوسکے دماغ مین خوشبو پہونچتی ہے منھ سے جھاگ نکلنے لگتے ہین اور کتے کی طرح بھونک کر
ہر شخص کے کاٹنے کو دوڑتا ہے چنانچہ اب اسوقت بھی اوسکا یہی حال ہوا ہے تم ہوشیار ہو جاؤ
جتنے حاضرین مجلس تھے پریشان ہو گئے اور شیخ بھی دیدہ و دانستہ عمداً مجکو ڈرانے کے لیے ایک
طرف کو جہان نئی عمارت بن رہی تھی چلے گئے اوسوقت مین نے کہا کہ تعجب ہے کہ لوگ دور دور سے
اپنی حاجتین مانگنے کے لیے یہان آتے ہین حالانکہ باولے کتے کاٹے بھی علاج نہین ہوتا اونھون نے
مجھسے پوچھا کہ تمکو اسکا علاج آتا ہے مین نے کہا کہ کفش اور کلوخ اسکے سر پر لگانا چاہیے چنانچہ
شیخ سعدی نے کہا ہے ؎ سگ دیوانہ را دارو کلوخ است * سب لوگ حیران ہو گئے مین نے کہا
طرفہ یہ ہے کہ کلوخ ایک دوا کا نام بھی ہے جس سے کتے کے کاٹے کا علاج ہوتا ہے ایک نباتات
کی قسم مین سے ہے جب شیخ نے سمجھا کہ یہ حیلہ بھی کارگر نہوا تو کہا آؤ کچھ خدا اور رسول ؐ کا کلام بیان
کرین اور قرآن شریف کھولکر سورۂ بقر مین سے ایک آیت کی تفسیر بیان کرنا شروع کی اور
طرح طرح کی تقریرین بیان کرنے لگا سب شاگرد کو دن جو بیٹھے ہوئے تھے آمنّا و صدّقنا
کہنے لگے مین نے کہا آپ جو بیان کرتے ہین یہ کسی تفسیر مین بھی لکھا ہے اونھون نے جواب دیا
کہ تاویل اور اشارہ کے طور پر کہتا ہون اور یہ بات وسیع ہے کچھ میرا ہی خاصہ نہین ہے مین نے
کہا اس تقدیر پر جو معنی آپ نے فرمائے یہ حقیقی ہین یا مجازی اونھون نے جواب دیا کہ مجازی مین نے
کہا تو علاقہ بیان فرمائیے اور مین تقریر کو علم بیان مین لے گیا شیخ نے جواب مین درہم برہم باتین
کہنا شروع کین اور بغلین جھانکنے لگے جب مین نے بہت مجبور کیا تو کہنے لگے مین نے علم جدل کا
نہین پڑھا مین نے کہا کہ تم معنی قرآن کے ایسے بیان کرتے ہو جو کہین منقول نہین اور حقیقی
اور مجازی معنون مین رابطہ ضرور پوچھا جاتا ہے تب شیخ نے تقریر کو اوڑا کر میرا حال پوچھنا شروع
کیا مین نے اثنای گفتگو مین ایک شرح قصیدۂ بردہ کی جو اون دنون مین لکھی تھی پیش کی اور
اوسکے مطلع مین چند نکتے جو میرے ذہن مین آئے تھے بیان کیے شیخ نے پسند کرکے خود بھی کئی نکتے
نکالے اور وہ صحبت اسی گفتگو مین تمام ہو گئی پھر مین اکبر کی ملازمت مین آیا اور اتفاقاً شیخ کو بھی اکبر نے
بلایا چنانچہ وہ بیچارہ تنہا اور نا بر عبادتخانہ مین آ کر ٹھہرے اکبر جمعہ کے روز ایک دو آدمیون کے ساتھ
وہان گیا یہ پہلی ہی ملاقات تھی اکبر نے میرزا غیاث الدین آخوند اور میرزا آخوند اور میرزا علی آصف خان

سے کہا کہ ان سے کچھ تصوف مین پوچھو دیکھو تو کیا بیان کرتے ہین آصف خان نے یہ رباعی لوایح کی پیش کی
؎ گر در دل تو گل گذرد گل باشی + ور بلبل بیقرار بلبل باشی + تو جزئی و حق کل ست اگر روزی چند +
اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی + اور پوچھا کہ حق سبحانہ تعالی کل کیونکر ہوسکتا ہے وہ تو جزو و کل دونون
سے مبرا ہے شیخ اوسوقت بڑا ذلیل ہوا اور وہ ساری اونکی نخوت اور غرور رہگیا اور بہت شرمندہ
ہوکر آہستہ آہستہ کچھ اولجھی ہوئی باتین کرتا تھا جو اچھی طرح سمجھ مین نہ آتی تھین مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ آخر مین نے دلیری کرکے کہا کہ مولوی جامی رحمہ اگرچہ اس رباعی مین واجب تعالی پر اطلاق
کل کا کیا ہے مگر دوسری رباعی مین جزئیت ثابت کی ہے چنانچہ دوسری رباعی مین یون لکھا ہے ؎
ای عشق کہ ہست جز الاینفک ما + حاشا کہ شود با عقل با مدرک ما + خوش آنکہ دمی پرتوی از نور یقین
بار ابر ہاند از ظلام شک ما + لیکن مقصود یہ ہے کہ جو کچھ جزو و کل تصور مین آتا ہے سب وہی ہے
اور اوسکا غیر حقیقت مین موجود نہین کمال یہ ہے کہ عبارت آرائی مقصود سے قاصر ہے اسواسطے
تعبیر اوسکی کبھی کل سے کیجاتی ہے کبھی جز سے اور اسکے بعد مین نے چند مقدمات وحدت وجود کے
اثبات مین جو اوس زمانہ مین مجکو خوب سمجھے ہوئے تھے شیخ کی تائید مین بیان کیے اکبر بھی اونکو سنکے
بہت خوش ہوا اور شیخ کی بھی بات بنگئی بعد ازان شیخ موافق اپنے باپ کے طریقہ کے آگرہ مین بسر
کرنے لگے اونکی باتین عام فریب بہت ہین میر ابو الغیث بخاری کہا کرتے تھے کہ ہم شیخ کی فقیرانہ مجلس
رکھنے اور تصوف کی گفتگو کرنے کے بدل و جان معتقد ہین خواہ باطن اونکا کیسا ہی ہو جس سال
مین خان زمان کی فتح ہوئی ہے شیخ بھی لشکر کے ہمراہ انبیٹھی کو گئے تھے وہان حضرت شیخ
نظام الدین سے ملاقات کی وہ آیۂ کریمہ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۝ عَيْنًا
فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا کے معنی بیان کر رہے تھے انھون نے کچھ دخل کرکے کہا کہ اس آیت کو
دوسری آیت سے تناقض ہے شیخ نظام الدین نے غصہ ہوکر کہا کہ سبحان اللہ باپ وہان غوطہ
کھا رہا ہے اور کسی کامل کی شفاعت کا محتاج ہے بیٹا یہان خدا کے کلام مین تناقض ثابت
کرتا ہے میر ابو الغیث بخاری انکا مشرب صوفی اور ہمت عالی تھی اخلاق ملکی گویا اونکی ذات
شریف کا ملکہ ہوگئے تھے فقیری کے معنی اونکی امیری کے لباس سے ظاہر تھے بڑے بڑے بزرگونکی اونھون نے
صحبتین اوٹھائی تھین اور اوسکے فائدہ حاصل کیے تھے تہذیب اخلاق اور سعادت او

قطع تعلقات دنیوی اور حسن معاملہ یہ سب صفتین اونکی ذات مین بہت اچھی طرح موجود تھین جماعت کا
اونکو یہانتک شوق تھا کہ مرض الموت مین بھی باوجود سخت بیماری کے کبھی تکبیر تحریمہ اون سے فوت نہین
ہوئی اور اونکے سامنے ہمیشہ خدا اور رسول ص کا ذکر اور مشائخ کے اقوال بیان ہوا کرتے تھے پیر ستودہ سیر
اونکی وفات کی تاریخ ہے میان کمال الدین حسین شیرازی یہ مولانا حسن شیرازی کے بیٹے ہین
جس زمانہ مین شاہ اسمٰعیل نے خروج کیا تھا یہ شیراز سے مکہ معظمہ کو چلے گئے تھے اور وہان سے گجرات
مین آئے اور سکندر لودھی کے زمانہ مین سید رفیع الدین محدث اور میان ابوالفتح خراسانی و الدیبا
بدہ کے قافلہ کے ساتھ آگرہ مین آکر سکونت اختیار کی شیخ زین الدین نے اونکی تعریف مین کہا ہے

ہست شیری این ز عقل و نقل خواہم بشنود * جامع المعقول والمنقول مولانا حسن * میان
کمال الدین حسین گویا آدمی کی صورت مین فرشتہ تھے اونکے کمالات اور اخلاق حد بیان سے باہر تھے
اکبر بھی اونکا بڑا معتقد تھا اور چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ ملازمت مین رہین مگر وہ آخر مین بالکل تعلق
ترک کرکے تھوڑی سی زمین مدد معاش پر قناعت کرکے بیٹھ رہے اور اسمین اپنی سعادت سمجھی
ہمیشہ عبادت مین مشغول رہتے تھے کبھی آگرہ مین رہتے تھے کبھی دہلی مین چلے جاتے تھے ابتدا سے
جوانی سے آخر عمر تک سواے تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن اور سخاوت کے اور کوئی کام اونکو نتھا
استعداد علمی مین بھی بڑے کامل تھے اور شاعری اور خوشنویسی اور املا و انشا تو اونکے صوری
علم تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب مین اول بیرام خان کے زمانہ مین آگرہ کو گیا تو پہلے
اونھین کی مسجد مین جاکر ٹھہرا تھا اور اوسی کی برکت سے سارے میرے مقصود حاصل ہوئے اور اوس
روز سے آج تک چالیس برس کا عرصہ ہوا اونکی عنایتین میرے حال پر روز بروز زیادہ ہی ہوتی رہین
اونھون نے مجکو لکھا تھا جو بجنسہ نقل کرتا ہون * رقعہ * بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَنُصَلِّی عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ وَحُبُّکَ لَا یَمِیْلُ وَیَزْدَادُ حِدَّۃً لَدَیَّ وَ تَزِیْدُ اِلَیْکَ
کمترین ذرۂ خاک بمقدار پر عیب و شین کمال الدین حسین بعد از عرض دعوات مشتمل بر تسلیمات
مشتاقانہ بزبان ایجاز و اختصار و لسان بیان افتخار و افتخار حضرت مخدومی پناہی
سلمہ اللہ تعالی و ابقاہ و حصل امور الدین و الدنیا ...
محنتہای تنہائی و غمہای جدائی و دوریست کہ دو بار خدائی معلوم ... آثار محبت و آشنائی روی

داده بود خود را از بیقراری گاه بحضرت دہلی آورده بمزارات متبرکه مشرف میساخت وگاه برای دیدن
فرزندان بیکس که در گوشه آگره صانهما الله بکره افتاده اند میرفت بمنزل الاحوال بود که عنایت نامها
مکرر بغیر مکرر از خدام ایشان رسیده اند که بسیار بسیار تسلی و تسکین خاطر حزین بخشید چند روزی بمطالعه
وتکرار آن خود را مسرور داشت و در صبح وشام دست نیاز بدرگاه علام برداشته دعای ازدیاد حیات
خدام نمود و میمانم که الهی تا قیامت زنده باشی + زیاده ازین درین وادی دم نمیزند و تعلیم علی الاطلاق
وحکیم بالاستحقاق میگذارد و برسر مقصود ظاهری آمده مصدع میگردد که از رحلت نمودن جناب مروت
مآب فتوت انتساب کمالات اکتساب میرزا نظام الدین احمد وازهم خوبیهای آن نادر زمانه و محبت و اخلاص
او بخدام دارد تنی رنج عظیم و حزنی تمام روداد انا لله وانا الیه راجعون چه توان گفت و بکه این دردها
که متواتر ومتوالی میرسد اظهار توان نمود بهرحال منتظر موت خودیم و دستاویز بجز عنایت کریم نداریم و بهر
وقت باین دعا زبان در ترنم ست که اللهم ارحمنا اذا غرق العین وكثر الانين ويئس
منا الطبيب وبكى علينا الحبيب اللهم ارحمنا اذا اودعنا التراب وودعنا الاحباب
وفارقنا النعيم وانقطع عنا النسيم امید که عاقبت بخیر باشد و ایمان بسلامت بریم چون حامل عریضه
در روان شدن تعجیل تمام داشت بنده این عریضه را در شب باستعجال نوشته و از شوق خود که نسبت بخدام
ایشان دارد از هزار یکی ننوشته است که شرح سازد از دل بیغل خود تصور خواهند نمود که ان القلوب
تتشاهد والسلام مع الاکرام علیکم وعلی من لدیکم اولا واخرا باطنا
وظاهرا + شیخ ابو الفتح تھانیسری یہ بڑے عالم تھے علم حدیث کا انھون نے میر سید رفیع الدین سے
حاصل کیا تھا تخمیناً پچاس برس تک آگرہ مین سید مذکور کے محلہ مین علوم عقلی اور نقلی کا درس
فرماتے رہے انکے شاگردون مین بہت لوگ فاضل ہوئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اور کمال الدین حسین
مذکور شرکت مین اون سے سبق پڑھا کرتے تھے اونکا بیٹا شیخ عیسی آگرہ کا مفتی تھا مولانا عثمان بنگالی
یہ قدیم مشائخ مین سے تھے سنبھل مین مقیم تھے میان حاتم نے بھی اون سے تلمذ کیا کبھی کبھی میان حاتم
اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور دعا کا التماس کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی
میان کے ساتھ ایک مرتبہ صغرسن مین اونکی ملازمت مین گیا تھا شیخ حسین بزہری یہ بڑے
عالم تھے دہلی کے مدرسہ مین طالب علمون کو پڑھایا کرتے تھے جتنے علوم نقلی ہندوستان مین مروج ہین سب مین

کامل تھے مولانا اسمٰعیل عرب یہ شیخ حسین کے ہم عصرون اور برابرون مین تھے ہمیشہ طلبہ کے درس
افادہ مین مشغول تھے چونکہ مالدار بہت تھے ایک رات چورون نے اونکے گھر کو دیکہ اونکو مارڈالا قاضی
مبارک گوپاموی یہ بھی بڑے عالم تھے اور منصب قضا مین بڑی دیانت سے کام کرتے تھے شیخ
نظام الدین انبیٹھی والے کی خدمت مین سب علوم اونھون نے حاصل کیے تھے شیخ کو ابتدا سے اونکے
ساتھ ایک نظر خاص تھی اور اونکی تعلیم بہت اچھی طرح کرتے تھے قاضی آخر عمر تک معزز و مکرم رہے اونہی حال
مین انتقال کیا قاضی کے شاگردون مین اکثر طلبہ دور دور سے آکر گوپامؤ مین رہتے تھے اور اونکی خدمت
مین کمال حاصل کرتے تھے اونھین مین سے ایک مخدوم بڈہ تھے جو اکثر درسی کتابونکو پڑھایا کرتے تھے
دوسرے سید محمی انکی بھی یہی کیفیت تھی سوا اسے انکے اور بہت لوگ تھے مولانا ولیس گوالیاری
یہ بھی بڑے عالم تھے علم مناظرہ اور مجادلہ خوب جانتے تھے حافظہ اونکا ایسا تھا کہ بحث کے وقت اگر ضرورت
ہوتی تھی صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق زبانی پڑہ دیتے تھے اور اپنے مقابل کو الزام دیتے تھے مگر جب
کبھی تلاش کیا جاتا تھا کتابون مین اونکا پتہ نہوتا تھا اسی طرح ایک روز اکبر کی مجلس مین مولانا الیاس
منجم کو جو ہمایون بادشاہ کے اوستاد تھے اونھون نے الزام دیا چنانچہ مولانا اسی رنج مین پرگنہ
مہان سرکار لکھنؤ سے جو اونکی جاگیر مین تھا تعلق قطع کرکے گجرات کو چلے گئے اور وہان سے
مکہ معظمہ کا قصد کیا اور وہان سے لوٹ کر ولایت عراق اور آذربایجان اور اردبیل مین جو اونکا
قدیمی وطن تھا پہونچے قصہ اونکا شاہ اسمٰعیل ثانی کے ساتھ مشہور ہے مجملاً اوسکا بیان یہ ہے کہ
جب مولانا الیاس اردبیل مین پہونچے تو انھون نے شاہ اسمٰعیل کو جسے شاہ طہماسپ نے قلعہ
قہقہ مین قید کردیا تھا ایک رقعہ لکھا کہ مجکو ستارونکی نظرون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم
بہت جلد اس قید سے نجات پاکر بادشاہت کے مرتبہ پر پہونچوگے چنانچہ یہی ہوا اور عراق مین بڑا
انقلاب پڑا اور شاہ اسمٰعیل کو امیرون نے قید سے نکال کر اردبیل کے راستہ سے تخت سلطنت پر
بٹھانے کے لیے بلایا اوس خط مین مولانا نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب تم قید سے چھوٹ کر اردبیل
مین گذرو تو مجھسے ضرور ملیو یعنے عہد و پیمان بالمشافہہ اوسوقت مستقد ہونگے اور مین تمکو ایک
عمل بھی بتلاؤنگا اتفاقاً شاہ اسمٰعیل جب اوس طرف کو گذرا اوسوقت کچھ ایسی شتابی ہوئی
کہ اوسنے مولانا سے ملاقات نکی جب اردبیل سے دور نکل گیا پھر لوٹ کر ملاقات کے لیے آیا

مولانا نے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا اور ملاقات نکی تب وہ مجبور ہوکر دروازہ توڑ کرکے اونکے مکان مین گھس گیا مولانا نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ وہ گھڑی گذر گئی اب مین تمھاری صورت کیا دیکھون شاہ اسمعیل مایوس ہوکر لوٹا اگرچہ اوسکو اوسوقت مین سلطنت نصیب ہوگئی مگر سال بھر بعد امیرون نے متفق ہوکر پریجان خانم اوسکی بہن کو تخت پر بیٹھایا چنانچہ اوسنے شاہ اسمعیل کو بھائی یا دیگر یار ڈالا شیخ محمد شاہی شیخ زین الدین جبل آملی کے جو شیعون کا بڑا مجتہد تھا بھتیجے تھے والی روم نے مکہ مین اوسکو بڑے حیلہ اور تدبیر سے پکڑکر استنبول مین بلاکر قتل کردیا شیخ محمد اکبر کے منصب داروں مین داخل ہین اور جمیع صفتون سے موصوف ہین علوم عربیہ مین کوئی اونکے ثانی نہین یہ رقعہ اونھون نے مصنف کو لکھے تھے جو بجنسہ نقل کیے جاتے ہین پہلا رقعہ+ وافی کتابك بالبشارة معلنا بصدق یخبران اصلك ظاهرا اظهار الاشتیاق من قبیل تحاصیل الحاصل الا انه کان موتوقا بقیود الادب حیث ان التعطف واللطف من جانب الاعلی اعلی نالان قد ملکتم اصعاده ومنعتم ارصاده لعدت محمد الله لکن ابی الله علیه کتابا کریما او کلمة الله من فوق الطور تکلما التجانی یا خیر الخیران ونزهة الولهان وسط بین الطرفین مصاحبنا من طول الاذان وله مع ذلك قربان وذلك المردود ولم یقرأ قط او فوا بالعقود فتح الله شانه وکسر اسنانه وعاد نا لقرضه والاصلینا ابدا خلف نفله وفرضه والد ماغ من استشمام السر خالی والجسم من تاسف علی الغم مقبالی واما المحی النار الداعی الموصوف بحسن المساعی والمراعی فتمثل ما اجار بناه ویمثل ما حیا فاحبیناه ثم الامر الیکم والحکم لله یکم دوسرا رقعہ کیف یخفو وکان لی بعض صبر احسن الله فی اصطباری غیر اکاعین انه قد جلست بساحی عساکر الاشواق وتلاطم فی بنادوسیاحتی امواج الاشتیاق وجمع فی قلبی جمع التکسیر واعتاد فی البین فلم یغن التحذیر وینازع فی حبی عاملا الدمع والسر وهذا مبتدأ والحال فلا تسئل عن الخبر فی الجسم من الموصول بالقسم والوجد فی جرانی والشهر من نار سطی الله

علم موادا تم مکنون علی اعمال یدا کم مصروف علی المسرۃ فرحون بما لدیکم
ولا تبالون فی تفتیش خبایا زاویا وانا الاسفار بین قاعد وقائم مسلب شم
الاصحاب وتناسیتم الاصحاب وکانت الاخرۃ ماھی الاکسراب فیاغوثاہ
من ھذہ الجفادۃ الا ال بغیر اھل اوفاولو وسعنا العتاب تکللنا علیکم من
راس الجراب ولا وسع قرطاس ولا کتاب تیسرا رقعہ یا حبذا
صحبۃ الاعدام فلعمری ھی من قبیل الحیات قبل الموت او تعجل الصلوۃ حین
الفوت ولعمری لقد اتیتم طی ما فی الضمیر ولا شک مثل خبیرا فاین امرتم
اتیناہ وان شرفتم تلقیناہ وانما اھدی من ان یھدی چوتھا رقعہ
ما عودونی احبائی مقاطعہ بل عودونی اذا قاطعتم وصلوا فلیت شعری
ما صدر منی حتی استوجبت نفورک وما علمت لی من قرب استحق بہ
ھذا الجفاء الا لائق بغیرنا اھل الوفاء وما ھو الا من یعاین الزمان وقلت
العھد من الاخوان والخلان کما ھو منطوق القران فقال وھو اصدق
القائلین وما وجدنا لاکثرھم من عھد منتخب بمن بلغ بسمعہ ھذہ الایۃ
ان لینال فی الروافض الغالیۃ کیف حرمیہ ومقلتی کلا الاح لو انی تقلب
للقا کانھا انا مع تشاغل البال وتزاید البلبال انادی بہ لسان الحال فما عونی
وای فتی اضاعوا پانچواں رقعہ فی الشباب وشیوع خبر نھضت لعسکر
والشکایۃ عن عدم استطاعت السفر + تشاغلتم عنا بصحبت غیرنا
واظھرتم الھجران ماھکذا کنا وما دار علی بلوائی ووجب لہ بث شکوی
الی بالامصل ما تشوکت ویجی فی قلبی ما تشوکت حیث انا منادی الرحیل
ابن منادیہ ورفع کل مسلک ایادیہ علی ان فی یوم الاحد یملی الصحاری
من کل احد فکیف الحال وھذا الوحال الذی ھو ابرد من طین الشتا انتن
من عرق الحصا لا ملیح حتی یتباع بالبلیح ولا قصاید لیشتری بھا العصاید
واین الزکا وازکا والوطی من المطی فانا للہ وانا الیہ راجعون طفیل عندکم

خبر بسط لاقته وان هذا الوقت لیس من اوانه والسلام علیکم وقلبی لدیکم

شیخ حسن علی موصلی یہ شاہ فتح اللہ کے شاگرد ہین مگر سنی پاک اعتقاد تھے جس سال کابل کی فتح ہوئی اکبر کی ملازمت مین آئے تھے شاہزادہ کی تعلیم پر مقرر ہوئے تھے چنانچہ اونھون نے فارسی کے رسالہ علم حکمت وغیرہ مین اوسکو پڑھائے شیخ ابوالفضل نے بھی خفیہ فن ریاضی وطبعی وغیرہ اون سے پڑھا تھا اور باوجود اسکے اونکی تعظیم نکرتا تھا خود فرش پر ہوتا تھا اور اوستاد زمین پر جب اونھون نے ان لوگون کی وضع اپنے مزاج کے موافق نپائی تو ملازمت کو ترک کرکے گجرات کو چلے گئے اور وہان میرزا نظام الدین کی صحبت مین رہے چنانچہ میرزا اور اونکے بیٹے محمد شریف نے اون سے بہت علوم حاصل کیے شاہ فتح اللہ کے واقعہ کے بعد شیخ ابوالفضل وغیرہ امیرون نے اونکے فضائل کمالات کا بیان اکبر سے کیا اور کہا کہ اب جانشین فتح اللہ کے وہی ہین چنانچہ فرمان اونکی طلب مین گیا اور وہ حسب الطلب لاہور مین آگئے کورنش کے وقت اونکو تکلیف سجدہ کی دی گئی یہ بات اونکو نہایت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ اونھون نے اپنی والدہ کی ملاقات کا بہانہ کرکے وطن کی رخصت حاصل کی ۹۹۸ھ سنہ نوسو اٹھانوے مین ٹھٹہ مین پہونچے وہان اوس زمانہ مین خانخانان کی حکومت تھی اور اوس جگہ کچھ سامان اکٹھا کرکے اپنے ملک کا راستہ لیا جب ہرموز مین پہونچے تو وہان سے اکبر کے دربار کو یہ پیغام بھیجا کہ الحمد للہ مین نے منافق یارونکی صحبت سے خلاصی پائی قاضی نور اللہ ششتری اگرچہ شیعی مذہب تھے مگر انصاف اور نیک نفسی اور حیا اور تقوی اور جتنی صفتین شریفون مین چاہیین وہ سب اونکی ذات مین تھین علم اور حلم اور تیزی طبیعت اور صفائی ذہن مین مشہور تھے بہت کتابین اونکی تصنیف ہین شیخ فیضی کی بے نقط تفسیر پر اونھون نے ایک تقریظ نہایت عمدہ لکھی تھی شاعر بھی تھے اور شعر اونکے نہایت دلنشین ہوتے تھے اور حکیم ابوالفتح کے وسیلہ سے اکبر کی ملازمت مین آئے تھے جب اکبر کا لشکر لاہور مین پہونچا تو شیخ معین قاضی لاہور کے اکبر کے دربار مین بسبب ضعف پیری کے گر گئے تب اکبر نے اونپر رحم کرکے کہا کہ شیخ اب بہت ضعیف ہوگئے ہین انکی جگہ قاضی نور اللہ مقرر ہون اور فی الواقع لاہور کے مفتیون اور محتسبون کو اونھون نے خوب ٹھیک کیا اور رشوت کا دروازہ بالکل بند کردیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز شیخ فیضی کے مکان پر قاضی مذکور تفسیر نیشاپوری سامنے رکھے ہوئے آیہ کریمہ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا مین جو اتفاق

مفسرین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین واقع ہے بحث کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس صحبت سے صحبت لغوی مراد ہو تو اوس سے کچھ تعریف نہین نکلتی اور اگر اصطلاحی مراد ہے جو اہل حدیث کے یہان مشہور ہوئی ہے وہ ہمکو تسلیم نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسوقت مین نے کہا کہ اگر کوئی لڑکا بھی زبان عربی جانتا ہو تو یہی کہیگا کہ یہ آیت مدح پر صریح دلالت کرتی ہے اور اسی طرح کوئی کافر یہودی یا ہندی عربی دان ہو تو وہ بھی صاف یہی بتلاویگا شیخ فیضی اپنی بری عادت کے بموجب گفتگو مین قاضی کا طرفدار تھا حالانکہ حقیقت مین وہ دونون جانب سے بیگانہ مطلق تھا اتفاقاً تفسیر نیشاپوری مین بھی میرے ہی کلام کی تائید نکلی حاجی ابراہیم محدث آگرہ مین رہتے تھے زہد اور تقویٰ اور علوم دینی کے پڑھانے مین خصوصاً علم حدیث مین رات دن مشغول تھے اور اونکا زہد تقویٰ ہی عوام الناس سے اونکی ملاقات کا مانع تھا امر معروف اور نہی منکر ہمیشہ کیا کرتے تھے جب اکبر کے حسب الطلب عبادتخانہ مین آئے تو اونھون نے اداب کے طریقہ گوارہ نکیے بہت سی وعظ نصیحت بیان کی خواجہ عبد الصمد شیرازی سے جو عبادت ظاہری مین بہت مشغول رہتا تھا کہا کرتے تھے کہ خواجہ جبتک محبت خلفاء راشدین کی تمھارے دل مین نہ آئیگی اس نماز روزہ سے کچھ فائدہ نہوگا شیخ جلال واصل کالپی والے یہ شیخ محمد غوث کے خلیفون مین سے تھے ابتداے حال مین انھون نے بہت سی تحصیل کمال کی تھی مگر آخر کو اوسکو بھول بھال گئے ذوق و سماع و وجد و حالت مین بہت مشغول رہتے تھے اکبر کو اون سے ایک طرح کا اعتقاد تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شیخ محمد غوث کے خلیفون مین بہ نسبت شیخ سلیم کے خلیفون کی بناوٹ کم تھی ملک محمود پیارو علم عربیت اور تفسیر اور حدیث اور جمیع انشا نظم و نثر اور زہد و تقویٰ اور ذوق اور حالت مین کامل تھے گجرات کے بادشاہون کی اولاد مین ہین اونکے پدر بزرگوار کا نام پیارو تھا فصاحت اور بلاغت اونکی تقریر مین بہت تھی اکبر اپنی مجلس مین اون سے اکثر گفتگو کرتا تھا اور چونکہ اونکو اہل حق سے اعتقاد بہت تھا اسیوجہ سے اونکو چندروز کے لیے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کا متولی مقرر کردیا تھا کہ ایک اونکو حضرت مخدوم شاہ عالم بخاری سے ملنے کا جو حضرت مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے شوق غالب ہوا اور بڑے وسیلون اور واسطون سے اکبر سے رخصت کا التماس کیا اکبر نے بڑی ردوبدل کے بعد اونکو اجازت دی اسکے بعد اونھون نے قناعت اختیار کی اور حضرت مخدوم کی جوار مین گوشہ نشین ہوگئے اور وہین اونھون نے انتقال کیا

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اجمیر مین بھی اور فتحپور مین بھی اونکی ملازمت حاصل کی تھی یہ مطلع اونکی تصنیف ہے ۵ دارم دلی گردان کہ من قبلہ نما میخوانمش ✦ روسوی آبرویش کند ہر چند میگردانمش ✦ صدر جہان پہانی پہانی ضلع قنوج مین گانون ہے یہ سید فاضل خوش طبع تھے اکثر عمر اونکی لشکر مین گذری شیخ عبد النبی سے اونھون نے علم حاصل کیا تھا اونھین کی سعی سے کئی برس تک تمام ممالک محروسہ کے مفتی رہے اور جس زمانہ مین معافیداروں پر تباہی آئی اونھون نے حیلہ اور تدبیر سے اپنی عزت بچا رکھی حکیم ہمام کے ساتھ حاکم طوران کے پاس بطور ایلچی کے گئے تھے جب وہان سے لوٹ کر آئے تو صدارت کے منصب پر سرافراز ہوئے جس زمانہ مین اکبر نے لاہور کے سب علمای حق گو کو مکہ کی طرف نکال دینے کا ارادہ کیا اور اون سب کے نامونکی فہرست لکھی گئی تو سید موصوف کہنے لگے مجھکو یہ ڈر ہے کہ کہین میرا نام بھی اس فہرست مین نلکھا گیا ہو میرزا نظام الدین جو اوس فہرست کے مہتمم تھے اونھون نے کہا کہ تمھارا نام ہرگز نہین لکھا جاویگا جب سید نے سبب پوچھا تو اونھون نے جواب دیا کبھی کلمۂ حق تمھاری زبان سے نہین نکلتا جو تم نکال دینے کے قابل ہوتے اگرچہ شعر سے اونکو بہت مناسبت تھی مگر اس فن کو اونھون نے بالکل چھوڑ دیا تھا یہ مطلع اونکی تصنیف ہے ۵ ہر تار زلف یار جدا یا بلا شود ✦ وانگہ بہر بلا دل ما مبتلا شود ✦ شیخ یعقوب کشمیری صرفی تخلص کرتے تھے جمیع فضائل و کمالات اونکی ذات مین جمع تھے شیخ حسین خوارزمی کے خلیفہ تھے زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے تھے اور شیخ ابن حجر سے حدیث کی سند حاصل کی تھی سفر بہت کیا تھا اور اکثر عرب اور عجم کے بزرگون سے ملاقات کر کے ہدایت اور ارشاد کی اجازت حاصل کی تھی ہندوستان اور کشمیر مین اونکے بہت مرید ہین ایک خانقاہ بھی اونھون نے بنائی تھی کتابین اونکی تصنیف بہت ہین خمسہ بھی اونھون نے پورا کیا تھا معما مین کئی رسالہ اونھون نے لکھے ہین اور تصوف مین رباعیات مع شرح کے لکھی ہین ان دنون مین ایک تفسیر لکھی تھی جو گویا عجائبون مین سے ایک نشانی خدا کی تھی ہمایون بادشاہ کو اور اوسکے بعد اکبر کو اونکے ساتھ بڑا اعتقاد تھا اگرچہ شعر اونکے مرتبہ کے لائق نتھا مگر ہمیشہ اس طرف متوجہ رہتے تھے یہ چند شعر اونکی تصنیف ہین ۵ در ہر چہ بنگریم آن رخ نکوست جلوہ گر ✦ در صد ہزار آئینہ یکرو ست جلوہ گر ✦ خلقی بہر طرف شدہ سرگشتہ بہر دوست ✦ این طرفہ تر کہ دوست بہر سوست جلوہ گر ✦ ولہ خالت از نگہ بران گوشۂ ابرو بنشست ✦ ہر کجا گوشہ نشین ست در و ابرو جاہست ✦ ولہ مشکن ای غم دل مارا ہمین کان دل کیست ✦ دل ماہست و لی بین کہ در و منزل کیست ✦ ولہ گر بکویش گذری پای ز سر باید کرد ✦ قصہ کوتاہ ز سر خویش گذر باید کرد ✦

یہ معما اسم شیدا کا اونھون نے لکھا تھا ۵ ماہ من از رخ نقاب انداختہ + وی کہ مگر از روز راشب ساختہ + +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ لاہور سے رخصت ہو کر اپنے وطن مالوف کی طرف کو چلے تھے تو راوی کے پرلے
کنارہ سے میرے نام یہ رقعہ لکھا تھا جو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے رقعہ امدی قادری دعا و نیاز اخلاص طراز تقدیم
رسانیدہ مشہود ضمیر خورشید نظیر میگرداند کہ باعث ترک سنت سنیہ از جناب مخلص حقیقی غالبًا آن خواہد بود
کہ چون طریقہ مرضیہ را عند السفر از شرایط شایعہ است و بالفعل درین زمانہ قدرت بران نبود و بالضرور ترک آن
سنت بایستی نمود امید کہ از حاشیہ خاطر فیض مآثر نسیًا و منسیًا نخواہند ساخت و بمراعات شیمہ کریمہ حفظ الغیب
خواہند پرداخت و اگر حاجت بکاغذ کشمیری برای مسودات باشد اعلام نمایند تا بندہ از کشمیر مسودہ تفسیر خود هر
کہ نقوش آن از کاغذ نشستن چنان میشود کہ ہیچ اثری از سیاہی نماند چنانچہ تجربہ کردہ باشند والسلام علیکم والاکرام
لدیکم اور جب وہ کشمیر کو گئے تو وہان سے ایک اور خط لکھا تھا جسکی نقل یہ ہے رقعہ اعلام کردہ میشود مستغنی
عن المدائح والمناقب والمفاخر اعنی مولانا و بالفضل اولانا الشیخ عبد القادر فتح نماید قطعہ
از دوانی بدایونی بیشک + ذوفنون فضیلت ست فزون + پس دلیل زیادت سنیش + کی نمایش بصورت فزون
نیاز نامہای کہ فرستادہ میشود ہر چند کہ در جواب آن بنا بر عدم لیاقت جواب خامہ بدایع نگار التصدیع نمی دہد اما بہر حال
از قلم اخلاص عرض بندگی بے اختیار جاری میگردد امید کہ ہر گاہ کہ در خسخانہ نواب فیاضی در نیمروز تموز بر فرش
حصیر در تراز ہوای کشمیر تجرع برف آب گرم میبودہ باشند و استماع نکات شریفہ و مقالات لطیفہ مینمودہ باشند یاد
محنت حرمان خواہند کرد بیت ای بزم وصل حاضر غائبان را دستگیر + زانکہ دست حاضران از غائبان کوتاہ نیست
عن المخلف الاعز الارشد الامجد الشیخ محی الدین محمد نیاز مندی قبول فرمایند وفقہ اللہ سبحانہ و تعالی
لتحصیل العلوم الضروریۃ والمعنویۃ بحرمت من سمی بلقب الشریف قدس سرہ اللطیف و غالبًا بسبب
رعایت حق الجوار سخن سیادت بآبی میران سید قطب الدین در نانوشتن جواب نیاز نامہ فقیر مسموع میدارند
اما میباید کہ نظر بر حق نفس الامری کنند کہ ظاہر این حق بران حق راجح باشد و ایضًا اعتبار سر اظہار محبت جناب میران
نکنند کہ آن آخر تبانی ندارد واللہ تعالی اعلم ابیات اظہار شعری کہ بطرز جابجا آصف خانی بندہ گمینہ انجا گفتہ مسودہ آن
از فقیر گم شدہ غالبًا ملازمان ازان مسودہ نقلی گرفتہ بودند التماس آنکہ نقل از نسخہ خود فرستند مصنف صاحب نے جواب
اس رقعہ اخیر کا پورا لکھا ہے رقعہ ہو لمؤلفہ ۵ یا من بخیال وجہہ ابتلاسے + شوقا لایحمل الی القرطاس بالتاخیر
لایؤخذن بالقسطاس + والحبّ لا یقاس بالمقیاس + از شناخت نویسد کہ درج آن در حوصلہ عبارت تنگ و

ظروف وحروف قاصر عبدالقادر بجز و کوزه دارد **شعر** وان قمیصاً حیك من نسج تسعة + وعشرین حرفاً
من معانیه قاصر + وآنچه از دعا چه گوید **فرد** بسوی سدره ز من مرغ طاعتی نپرد + که نامه نبرد از دعات در سنقار +
و از شوق چه باز نماید **رباعی** یا من بایادی سدکا توقنی + من صحة الزمان قد عوقنی + لا اقدر
ان اکتب شوقی لکم + ما اشوقنی الیك ما اشوقنی + ازان مدتی که توجه عالی بانصوب صواب فرموده اند
دور جهان اسرار الهی که اصل اصول آگاهی عبارت ازان تواند بود چه قبل از نوروز و چه بعد ازان بچند روز از دست ما صدق
این بیت که از مقوله عشره مبشره است **بیت** مردی دراز نیکو در شهر خویش امروز + با خواسته نشسته از بخت خویش
فیروز + متواتر و متوالی رسیده باعث خوشوقتی گردیده مرقوم خامه مشکین نواز مشکین طراز بود که ع از دوانی بدایونی
بیشک + تا آخر در جواب آن عریضه میدارد **مثنوی لمؤلفه** از زبانت کلید نامه غیب + دل پاکت نتیجه لاریب +
داده اعجاز کلک تو بیرون + گنجهای نهان کن فیکون + گفتی از منطق گهر پرور + کز دوانی بدایونی خوشتر +
گر دوانی وگر بداونی ماند + همه از گنج فضل تو غنی اند + دلم آیینه جمال تو شد + مظهر فیض لایزال تو شد +
چه عجب گر ز روی حق بینی + خویشتن را درو همی بینی + اگر خود نمائیست همین قدر بس ست و اگر نه من که فضولی جواب
نوشتن چه باز نشعر از تقصیر در نوشتن عرائض اخلاص که منافی اسم و عادت عوام نه خواص اهل اختصاص ست
کما لایخفی زبان اعتذار استغفار کشاده استعفا مینماید و این رقعه را کفایت آن جریمه دانسته قضای مافات
می شمرد و آنچه از هوای خسخانه و برف آب که یادگار از مصرعه **ع** عمر برف ست و آفتاب تموز + ونشان ده ازیا معشر
المسلمین ارحموا علی من راس ماله یذوب ست نوشته اند چند روزی ست که ازین آب و هوا بازمانده
مصرعه گرگ دهن آلوده و یوسف ندریده + میگردد **شعر** فمن شاء فلینظر الی فمنظری + نذیر الی من
ظن ان الهوای سهل + چون بندگان حضرت قریب شرف آفتاب بتقریبی نام کمینه را خود بدولت بنهایت
کسی بر زبان مبارک رانده حرف تولیت خطه عالیه اجمیر **شعر** دنت عن ناظری تلك الخیام + علی
سکانها منی سلام + فرموده اند و هنوز تسلیم نشده آرزو دارد که اثر این سعادت زودتر از قوه بفعل درآید
و دل را از آب گردش روزگار و هوای ناسازگار هر دیار فارغ ساخته برد الیقینی حاصل شود که خسخانه گیتی چون
خس و برف آب زمانه چون سراب نماید و بخت شوریده هر ساعت و هر زمان باین ترانه در فغان ست **فرد**
ای عجب دلتان بگرفت و نشد جانتان ملول + زین هواهای عفن زین آبهای ناگوار + همت عالی
توجه داعی درین باب گماشته در امداد صوری و معنوی کوشند تا انشاء الله تعالی رفته اجمیر را قافیه کشمیر دانسته

بلت اینکہ ہر دو مکان طیب مرکز دائرہ دو قطب جنوبی و شمالی ست وجہت جامع بلدہ طیبہ ورب غفور دارد آب چشمہ چھارہ را چنانچہ ایشان درانجا آب برفتن نوش جان سفر مایند نوشیدہ زبان را بزلال شکر و ثنائی منعم حقیقی ومجازی تر دارد **شعر** ھنیئاً لارباب النعیم نعیمہم + وللعاشق المسکین ما یتجرع + وتمثیل حال کشف مکشوف اہل کشف ست بندہ زادہ بیداؤنی رفتہ بدعا مشغول ست ظل آلہی لایزال باد سطر فی شہر رمضان المبارک عمت میامنہ سنة ثلث والف ١٠٠٣ اور یہ غزل خط مین لکھی تھی **غزل**

ور دمی کہ بین نامہ بیکر دم رقم — کل یحبہ الدمع حمرہ جابدم
محو حرفی از اشتیاق از روح دل — لیس فی وسعی وقد جف القلم
صرفی از دریائے حکم فی محیط — لیس الا مثل شمعہ من دیم
ہر رقم کز خامہ ام ظاہر شدے — کاد یمحو المعنی ذاک الرقم
در بلای ہجر حکمتہا بود — لیتنی لو شفت عن تلک الحکم

الحاصل اونکی تعریف حد بیان سے باہر ہے بارھوین ذیقعدہ سنہ ایک ہزار مین انتقال کیا اور اونکی وفات کی تاریخ ہے **شعر** سلام علی الدین وطیب نعیمھا کان لم یکن یعقوب فیہا لبس + **شعر** درین خرابہ مجورہ بسوی گنج مراد + کہ جای محنت و رنج ست این خراب آباد + قضا نہادہ بہر گامش از بلا دامی + کہ پا نہاد درین دامگہ کہ سر ننہاد + سواد رفتہ کل نیست غیر حرف رجا + دلی بہیچ کہ بی بہرہ ایم باز سواد + زمان عمر بسی اندکست غرہ مباش + کہ تا نفس زدہ عمر داد بر باد + مولانا میرزا سمرقندی یہ گویا ایک فرشتہ آدمی کی صورت تھے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے خانخانان کے زمانہ مین آگرہ مین آئے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے شمسیہ کی شرح منطق مین تصنیف میر سید محمد ولد میر سید علی ہمدانی کی مع اور چند مختصرات کے اون سے پڑھی تھی اور یہ حدیث مین نے اونکی زبان مبارک سے سنی تھی اور اونکی اجازت بھی حاصل کی تھی من ترے غیرہ تم تثلثہ دمہ ھدر اور یہ حدیث چھ واسطون سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سند اس حدیث کی مین نے نجات الرشید مین بتفصیل لکھی ہے جب خان زمان کی بغاوت کا فتنہ برپا ہوا تو آگرہ سے دہلی مین آئے تھے وہان سے پھر نہ معلوم ہوا کہ اونکا انجام کیا ہوا قاضی ابو المعالی یہ شاگرد اور خلیفہ اور داماد عزیزہ بخاری کے ہین عزیز کو فقہ مین ایسی مہارت تھی کہ اگر بالفرض تمام فقہ حنفی کی کتابین جہان سے معدوم ہو جاتین تو وہ از سر نو لکھوا دیتے اونھون نے عبد اللہ خان بادشاہ توران کو بہکا کر علم جدل اور منطق کا بالکل اوس ملک سے کھو دیا اور ملا اعصام الدین اسفرائنی کو مع اونکے نالائق شاگردونکو وہان سے نکلوا دیا اور باعث اوسکا یہ ہوا کہ یہ علم جب بخارا اور سمرقند مین بہت رائج ہوا تو منطقی طالبعلم جو سیدھے سادہ مسلمان کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ حمار ہے اسلیے کہ لاحیوان اس سے مسلوب ہے اور چونکہ

عام کے انتفاع سے خاص کی بھی نفی لازم آتی ہے پس اس سے انسانیت بھی مسلوب ہوگی اور اسی قسم کے بہت سے
مغالطہ دیا کرتے تھے تب عزیز نے فتویٰ لکھکر بادشاہ کو اس علم کے معدوم کر دینے کی ترغیب دی اور نامشروعیت اس
علم کی بہت دلیلوں سے ثابت کی اور ایک روایت نکالی کہ اگر کوئی ایسے کاغذ پر جسپر منطق کی عبارت لکھی ہو استنجا کرے
تو درست ہے قاضی ہر نماز کے بعد حلقہ میں بیٹھکر ذکر ارہ کیا کرتے تھے اور لوگونکو مرید بھی کرتے تھے سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر میں
آگرہ میں تشریف لائے تھے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے بھی تیمناً تبرکاً چند سبق شرح وقایہ کے اون سے
پڑھے تھے واقع میں اس فن میں بڑے کامل تھے مولانا میر کلان ہراسان کے مشائخ میں سے ملا خواجہ کے پوتے تھے
صاحب کمالات ظاہری اور باطنی تھے خصوصاً علم حدیث میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اجازت حدیث کی سید میرک شاہ سے
حاصل کی تھی مولانا زین الدین محمود کمانگر بہدائی کے منظور نظر تھے زہد و تقوی اونکی سرشت میں تھا جمیع صغیرہ اور
کبیرہ سے پاک تھے ہمیشہ علوم دینی کا فیض اون سے جاری تھا سر نیچے ڈالے ہوئے مراقبہ میں بیٹھے رہتے تھے شیخ جلال
خردی کے مرید تھے عمر شریف اونکی اسی برس کو پہونچی تھی اونکی والدہ بھی جو سیدہ تھیں زندہ تھیں مولانا نے
فقط اس خوف سے کہ شاید بی بی اونکی والدہ کی اطاعت نکرے نکاح نکیا تھا مولانا نے اپنی ماں کے سامنے ہی انتقال
کیا اونکی ماں اوسوقت قرآن کی تلاوت میں مشغول تھیں جب اونھون نے بیٹے کے مرنے کی خبر سنی اور لوگون نے
تجہیز اور تکفین کی اجازت مانگی تو فقط اونھون نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہکر اجازت دی اور پھر قرآن
پڑھنا شروع کیا کچھ جزع اور فزع اون سے ظاہر نہوا مولانا نے سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی میں آگرہ میں وفات پائی اور وہیں
دفن ہوئے سال بھر کے بعد اونکی والدہ نے بھی رحلت کی مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے مولانا ممدوح کی
ملازمت حاصل کی تھی مگر کچھ پڑھنے کا اتفاق نہوا تھا مولانا سعید ترکستانی یہ بڑے عالم تھے کچھ دنون میں اونھون نے
ملا احمد جند سے تحصیل کی تھی اور کچھ روز ون ملا محمد سرخ سے پڑھا اور چند روز ملا عصام الدین سے بھی فیض حاصل
کیا اسکے بعد ہندوستان میں تشریف لائے اور اکبر سے ملاقات کی اکبر بھی اونکی صحبت سے بہت خوش ہوا عجز و
انکسار اونکے مزاج میں بہت تھا نہایت خوش طبع تھے تقریر اونکی نہایت فصیح اور بلیغ تھی شاگردون پر اپنے بڑے
مہربان ہوتے تھے جب ہندوستان سے لوٹکر کابل کو گئے سنہ ۹۷۰ نو سو ستر میں وہان انتقال کیا حافظ کوکی
یہ حافظ تاش کندی کے نام سے مشہور ہیں بڑے عالم تھے خصوصاً علم عربیت میں کامل تھے مولانا عصام الدین سے
اونھون نے تکمیل کیا تھا جمیع علوم میں فاضل تھے اونکے علم کا فیض بہت جاری ہوا ماوراء النہر میں سب آدمی
اونکی بزرگی کے قائل تھے وضع اونکی سپاہیانہ تھی ترکون کی طرح ترکش کمر سے باندہ کر سفر کیا کرتے تھے

سنہ ۹۷۷ نو سو ستہتر مین ہندوستان مین تشریف لائے اکبر سے بھی اونھون نے ملاقات کی تھی اور بہت سے انعام پائے تھے گجرات کی راستہ سے سفر حج کا قصد کیا تھا اور وہان سے روم کو گئے تھے اور والی روم سے ملاقات کی تھی اور جتنی توقیر اونکی ہندوستان مین تھی اوس سے دہ چند وہان ہوئی بلکہ والی روم نے اونکو وزارت کی بھی تکلیف دی تھی مگر اونھون نے قبول نکی پھر ماوراء النہر مین گئے اور وہین ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ان دونون بزرگون سے میری ملاقات نہین ہوئی تھی قاضی نظام بدخشی انکا قاضی خان لقب تھا بدخشان کے ملک مین جس پہاڑ مین لعل پیدا ہوتے ہین اوسکے قریب کے رہنے والے تھے مولانا عصام الدین ابراہیم کے شاگرد تھے اور ملا سعید سے بھی کچھ فیض حاصل کیا تھا علوم تصوف کا اونکو خوب مذاق حاصل تھا طریقت مین مخدوم اعظم شیخ حسین خوارزمی کے مرید تھے وجاہت ظاہری بھی اونکو خوب حاصل تھی بدخشان کے امیرون مین داخل تھے جب ہندوستان مین آئے تو اکبر نے بھی اونپر حد سے زیادہ عنایت کی اور اول انکو قاضی خان بعد ازان غازی خان کا خطاب دیا نہایت فصیح زبان اور خوش تقریر تھے کتابین بھی بہت اونکی تصنیف ہین ایک رسالہ اونھون نے ایمان کے بیان مین لکھا ہے اور شرح عقائد پر ایک حاشیہ لکھا ہے تصوف مین بھی بہت رسالہ تصنیف کیے ہین سب سے پہلے جنے اکبر کے دربار مین سجدہ کا طریقہ نکالا وہی تھے اور ملا عالم کابلی بڑی حسرت سے کہا کرتے تھے کہ افسوس اسکی ابتدا مجھسے کیون نہوئی مولانا الہ داد لنگرخانی لنگرخانی لاہور کے ایک محلہ سے نسبت ہے انکو اکثر علوم متداولہ مین مہارت تھی اور نہایت متقی اور پرہیزگار تھے ہمیشہ درس مین مشغول رہتے تھے ہرگز دنیادارون کے گھر نہ جاتے تھے بادشاہون سے اونھون نے کبھی حاجت نہین چاہی اور مدد معاش بھی نہین لی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر اونکی اب اسّی برس کی ہے مولانا محمد مفتی یہ لاہور کے معتبر مدرسون مین سے ہین مجمع کمالات ہین اور افتا کے عہدہ پر متعین ہین جب صحیح مسلم اور بخاری اور مشکوٰۃ کا ختم کرتے ہین انواع انواع کے کھانے پکا کر لوگون کو کھلاتے ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر اونکی اب نوے برس کی ہے بڑے سخی اور ضعیف ہوگئے ہین یہان تک کہ درس کی بھی طاقت نہین رہی پانچ چار بیٹے اونکے بڑے بڑے فاضل ہین میر فتح اللہ شیرازی وہ اپنے زمانہ کے عالمون کے سردار تھے مدتون حکام اور اکابر فارس کے مقتدا رہے حکمت اور ہیئت اور ہندسہ اور نجوم اور رمل اور حساب اور طلسمات اور نیرنجات اور جر ثقیل وغیرہ جمیع علوم عقلی کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور اون مین ایسی استعداد تھی کہ اگر بادشاہ کو منظور ہوتا تو رصد تیار کر دیتے اور علوم تفسیر اور عربیت اور حدیث اور کلام مین بھی اونکو بڑی مہارت تھی نہایت عمدہ عمدہ کتابین اونکی تصنیف ہین نہایت خلیق اور متواضع تھے مگر نعوذ باللہ شاگردون پر سبق پڑھاتے وقت ایسے بدمزاج ہو جاتے تھے کہ

سوا فحش کے کوئی لفظ اونکی زبان سے نہین نکلتا تھا اسیوجہ سے اونکے درس مین لوگ بہت کم جاتے تھے کوئی شاگرد بھی
اونکا کامل نہین ہوا کئی برس تک دکن مین رہے عادل خان وہانکا حاکم اونکا بہت معتقد تھا پھر اکبر کی ملازمت مین
اور عضد الملکی کا خطاب پایا سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے مین کشمیر مین جاکر اونھون نے وفات پائی اور تخت سلیمان مین
دفن ہوئے فرشتہ بود اونکی وفات کی تاریخ ہے شیخ منصور لاہوری یہ شیخ کاکو کے شاگردون مین سے ہین اور
اکثر علم کی تحصیل اونھون نے مولانا سعد اللہ سے کی ہے اور اونکے داماد بھی تھے جمیع علوم عقلی مین جو ہندوستان
مین متعارف ہین اونکو بڑی مہارت تھی خوش طبع اور سلیم الفہم تھے اکثر امیرون اور بادشاہون کی صحبت مین رہے تھے
سب امرا اونسے رجوع کرتے تھے چند مدت مالوہ کے قاضی القضات رہے اور جس زمانہ مین لاہور دار الخلافت ہوا مالوہ سے
لاہور مین آئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب وہ پرگنہ بجواڑہ کے بندوبست پر متعین ہین اونکا بیٹا ملا علاء الدین بھی بڑا عالم
ہے چند مدت خانخانان کی صحبت مین معزز و مکرم رہا جب اکبر کی ملازمت مین آیا تو یہان بھی اوسنے بہت اعتبار پایا پھر جلد
اوسکو نوکری کی تکلیف دی مگر اوسنے قبول نکی درس اور افادہ مین مشغول رہا اور جو کچھ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے سب
طالبعلمون کے صرف مین اوٹھا دیتے ہین ہندوستان کے مولویون مین پیر محمد خان کے بعد اوسکے اور ملا نور محمد ترخان کے
برابر کوئی سخی نہین ہوا شرح عقائد پر اوسکا حاشیہ موجود ہے زیارت حج سے بھی مشرف ہوا اور وہین وفات پائی
ملا پیر محمد شروانی یہ بڑا خوش فہم شگفتہ طبیعت تھا مگر سنگدلی اور بیرحمی اوسمین بہت تھی اتباع شریعت کا چندان
پابند تھا شروان سے قندھار مین آکر خانخانان بیرم خان کی خدمت مین نشوونما پائی اور ہندوستان کی فتح کے بعد
خانی کا خطاب پایا بعد ازان ناصر الملک لقب ملا تین چار برس تک بڑے جاہ و جلال اور کروفر سے بسر کی مگر چونکہ ظالم کو
بہت بقا نہین ہوتی تھوڑے دنون کے بعد نربدہ ندی مین ڈوب کر مرگیا سال وفات پہلے اوسکا مذکور ہو چکا ہے مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اوسکو دور سے دیکھا الحمد للہ کہ اوسکی مجلس تک نہین پہونچا تھا میرزا مفلس اوزبک
یہ ملا احمد جند کے شاگرد ہین استعداد انکی بہت اچھی تھی اور جدل اور مناظرہ مین بھی بڑی مہارت تھی مگر اونکی تقریر فصیح نتھی
درس کے وقت کچھ ایسی حرکتین اون سے صادر ہوتی تھین کہ خواہ مخواہ ہنسی آتی تھی بد قیافہ تھے اتفاقا اونکو بڑا لحاظ تھا
ماوراء النہر سے ہندوستان مین آئے چار برس تک خواجہ معین الدین فرنخودی کی مسجد مین درس و افادہ کا شغل رکھا
حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے مکہ معظمہ مین ہی انھون نے وفات پائی مولانا نور الدین محمد ترخان
یہ علم حکمت اور کلام کے جامع تھے اور بڑے خوش طبع شاعر تھے مگر آخر عمر مین شعر سے توبہ کی تھی ہمایون کے مقبرہ کے متولی
ہو گئے تھے دہلی مین ہی اونھون نے انتقال کیا مولانا الہداد امروہوی ملا اور مستعد خوش طبع بے قید شیرین سخن

خوش صحبت ندیم پیشہ تھے ظرافت اور علم مجلسی اون مین بہت تھا بادشاہی سپاہونکے زمرہ مین منتظمین سے تھے
جسقدر اسباب جمعیت اونھون نے اکٹھا کر لیا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجھسے اونکو بڑی محبت تھی
جب اکبر کا لشکر اٹک گنگ کو جاتا تھا تو نواحی سیالکوٹ مین اونھون نے وفات پائی اونکی نعش کو وہان سے لاکے
نواحی امروہہ کے کسی گانون مین جہانکی آب وہوا اونکو نہایت پسند تھی دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
اس زمانہ کے مشائخ اور علما کا حال یہی تھا جو مجملاً مین نے ذکر کیا انھین اکثر کی ملازمت مجکو حاصل ہوئی ہے اور
جب اکبر کو اپنی بیدینی کے زمانہ مین علما حق گو سے عداوت پیدا ہوئی تو ان سب بزرگون پر یکایک تباہی آگئی تھی
کچھ لوگ کہین کہین چھپے ہوئے رہگئے ہین سواے ان بزرگونکے ہندوستان مین اور بھی بہت مشائخ اور علما ہین
جنسے مجکو واقفیت نہین ہوئی اور جو لوگ بیدین اور مفسد اور دین فروش ہین وہ حد شمار سے باہر ہین مگر مین اونکا
ذکر مناسب نہین سمجھتا ++

اکبر کے زمانہ کے حکیمون کا ذکر

حکیم الملک گیلانی انکا نام شمس الدین تھا حکمت اور طب مین اپنے زمانہ کے جالینوس تھے علوم نقلی مین بھی
انکو مہارت تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو اون سے کچھ ربط تھا ابتداے ملازمت مین جو مین نے دیباچہ
نامۂ خردافزا لکھکر پیش کیا تو اونھون نے بہت سی تعریف اوسکی بیان کی مخلوق خدا کے بڑے خیرخواہ تھے اور
دین مین بڑے ثابت قدم تھے ہر وقت طلبہ کے درس مین مشغول رہتے تھے اور کسیوقت بغیر اونکے کھانا نکھاتے تھے
ایک روز شیخ سلیم چشتی کی مجلس مین بیٹھے ہوئے فقہا اور فقہا کی برائی اور طریقہ حکما کی تعریف اور شیخ ابو علی سینا کے
بہت سے مناقب بیان کر رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ علما اور حکما مین باہم بحث ہو رہی تھی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین بھی اوس مجلس مین بیٹھا ہوا تھا اور چونکہ مین سرحد کے ملکون سے نیا نیا آیا تھا اصل مباحثہ کی
مجکو اطلاع نتھی مین نے اوسوقت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر پڑھے **شعر**
وکم قلت للقوم انتم علے + شفا حفرۃ من کتاب الشفاء + فلما استہانوا بتوبیخنا + فرغنا
الی اللہ حسبی کفی + فماتوا علی دین رسطالیس + وغشنا علی ملۃ المصطفا + اور یہ شعر مین نے
مولوی جامی کے بھی پڑھے جو اونھون نے تحفۃ الاحرار مین لکھے ہین **شعر** نور دل از سینۂ سینا مجو + روشنی
از چشم نابینا مجو + حکیم یہ سنکر خفا ہوا شیخ نے کہا کہ انمین آگ تو پہلے ہی سے لگی تھی تمنے اور بھڑکا یا جب
مشائخ اور علما پر تباہی آئی تو حکیم نے حتی المقدور مخالفان دین سے مقابلہ کیا آخر جب مجبور ہوا تو مکہ معظمہ کی

اجازت لی ۹۸۸ھ نوسواٹھاسی یا نواسی مین دولت حج سے مشرف ہوا اور وہین وفات پائی حکیم سیف الملک دفعۂ تدریجی
انھون نے فضیلت علمی اور حکمی کو رذیلت شعر اور ہجو کے ساتھ جمع کیا تھا شجاعی تخلص کرتے تھے ایک اتفاقی امر یہ تھا
کہ یہ حکیم جس بیمار کا علاج کرنے جاتے وہ ضرور ہی مرجاتا تھا اسی سبب سے ظریفون نے انکا نام حکیم سیف الحکما رکھدیا تھا
جب شیخ جیاجی کے پوتون مین سے محمد خبوشانی نے جو مخدوم زادہ مشہور تھا انکے علاج سے وفات پائی تو سیف الحکما گشت
اونکی تاریخ نکالی یہ قطعہ جو لوگون نے جلال طبیب کے واسطے لکھا تھا گویا اونکے بالکل حسب حال تھا قطعہ
ملک الموت از جلال طبیب + شکوہ بردوش پیش خدا + بندہ عاجز شدم ز دست طبیب + می کشم من یکی و او
صدتا + یا ورا عزل کن ازین منصب + یا مرا خدمت دگر فرما + چند سال بہرام خان کے زمانہ مین ہندستان
مین رہے اور اونکے بعد بھی اونکا اعتبار ویسا ہی رہا مگر اونکی خاطر خواہ ترقی نہوئی تب وہ ہندوستان سے ولایت کو
چلے گئے اور وہان سے اونھون نے ایک ہجو ملیح لکھکر بھیجی تھی جسکے چند شعر یہ لکھے جاتے ہین شعر صالح بر غالبی وقت
زاہی بربری + گاہی اور اگر یہ گاہی موش پیران گفتہ ام + بہمنی بی قشقہ و زنار یعنی شیخ ہند + نامسلمانم اگر او را مسلمان
گفتہ ام + ای شفیع الدین محمد بسکہ بیجا وی سخن + آن سخن جاوید را نشنو ار انسان گفتہ ام + ای فریدون دز
روی بی شرم ترا + نی بہوارہ کہ در سختی چو سندان گفتہ ام + اور میر فریدون نے اوسکے جواب مین یہ کہا شعر
اشک حکمت باف لاف اینک آقای اجل + آنکہ او را در مصیبت خانہ دربان گفتہ ام + اور جب میر معز الملک
سپاہی گری کو چھوڑ کر دہلی مین گوشہ نشین ہوا تو اوسنے یون کہا تھا شعر شاہ درویشان معز الملک از من بی ہمہ ست
بندہ او را کی ز درویشی پشیمان گفتہ ام + حکیم زنبیل شیرازی یہ بھی علم و دانش مین ممتاز تھے اور معتبران
بادشاہی مین داخل تھے حکیم عین الملک شیرازی دوائی تخلص کرتے تھے علم مین اونکا رتبہ بہت بڑھا ہوا تھا
اور نہایت خلیق تھے شہر ہنڈیہ مین جیسے کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے اونھون نے وفات پائی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
جب وہ دکن کو جاتے تھے مین بھی لاہور سے تھوڑی دور تک اونکو پہونچانے گیا تھا اونھون نے خواجہ نظام الدین احمد کے
باغ مین مجکو یہ شعر اپنے تصنیفی دیے تھے چنان از عشق بر گشتم کہ در دنیا نمی گنجم + ہمہ جا پر ز عشقم گشت و من در جا
نمی گنجم + اگر با غیر عشق الفت نمیگیرم عجب نبود + مثال عصمتم سیدان کہ در صہبا نمی گنجم + نشان از من چہ
می پرسی کہ من خود ہم نمیدانم + ہما نا سر توحیدم کہ در آنجا نمی گنجم + و لہ ہیچ ویرانی نشد پیدا کہ تعمیرے نداشت
درد بے درمان عشق ست اینکہ تدبیرے نداشت + صید آہوی شدم کہ بہر طرف کرم نگاہ + غیر جانی پاک در ترکش
نخچیرے نداشت + حکیم مسیح الملک شیرازی انکو حکیم نجم الدین عبد اللہ بن فخر الدین حسن کہا گیا تھا

درویش مزاج پاک اعتقاد تھے طبابت مین بھی بڑا کمال رکھتے تھے دکن سے ہندوستان مین آئے تھے اور ہمراہ
شہزادۂ سلطان مراد کے گجرات اور دکن کی طرف رخصت ہوئے تھے مالوہ مین اونھون نے انتقال کیا
حکیم مصری یہ علم طب مین بڑے کامل اور علوم نقلی مین بھی بڑے ماہر تھے عامل بھی تھے اور خندہ پیشانی سے تھے
اور لوگ اونکو مبارک قدم سمجھتے تھے ہرچند اونھون نے شیخ فیضی کے علاج مین بڑی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہوا
حکم الٰہی سے سب مجبور ہین کبھی کبھی مضحکہ کے شعر بھی لکھتے تھے چنانچہ اونھون نے خواجہ شمس الدین دیوان خوافی
کی نسبت کہا تھا شعر خواجہ شمس الدین چہ ظلمی میکند ✤ در طبابت باش دخلے می کند ✤ ایک روز اونھون نے
درخت کنیر کا پھول جسکو عربی مین دفلی کہتے ہین دیکھکر یہ کہا ع چہ آتش جست کاکل از سر دفلی ✤ اکبر نے لاہور کے
دیوانخانہ کے صحن مین ایکبار ایک صُفّہ تیار کرایا اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی ہمارے سامنے نماز پڑھنا چاہے وہ وہان
پڑھے حکیم مصری نے اوسوقت یہ دو شعر کہے ع شاہ ما کرد مسجدی بُنیاد ✤ اَیُّہَا الْمُؤْمِنُوْنَ مبارک باد ✤ اندرین
نیز مصلحت وارد ✤ تا نمازان گزار بشمارد ✤ بڑے سادہ لوح تھے اور بے غرض تھے بعضے بعضے علاج بڑے کمال کے
ان سے ظہور مین آئے خاندیس مین اونھون نے انتقال کیا اور وہین دفن ہوئے حکیم علی یہ حکیم الملک کے
بھانجے تھے اور حکمت مین بھی اونھین کے اور شاہ فتح اللہ کے شاگرد تھے علوم نقلی مین شیخ عبدالنبی سے
تلمذ کیا تھا اگرچہ تمام علوم شرعیہ مین اونکو بڑی مہارت تھی مگر مذہب زیدیہ اور تشیّع مین نہایت تعصب رکھتے تھے
اگرچہ علم طب اچھی طرح حاصل تھا مگر تجربہ کما ینبغی نتھا اکثر بیمار اونکے علاج سے مر جاتے تھے شاہ فتح اللہ کو جو اونکے
اوستاد خاص تھے تپ محرقہ مین ہریسہ غذا کے لیے تجویز کیا چنانچہ وہ اوسی سے مر گئے حکیم ابو الفتح گیلانی یہ اکبر کے
بڑے مقربون مین سے تھے اور اوسکے مزاج مین اونکو بڑا دخل تھا چنانچہ سب امیر اونپر حسد کرتے تھے طبیعت
اونکی بڑی تیز تھی نظم اور نثر اور جمیع کمالات انسانی سے موصوف تھے مگر بیدینی اور بدخلقی مین بھی ایک سے تھے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ نئے نئے آئے تھے تو مین نے اون سے سنا تھا کہ امیر خسرو کو کہتے تھے کہ
اونکے فقط دس بارہ شعر اچھے ہین اور انوری کو انوریک مداح کہا کرتے تھے اور اوسکو ہیرا و سنجان سے جو ایک
مسخرہ تھا تشبیہ دیا کرتے تھے اور خاقانی کو کہتے تھے کہ اگر وہ اس زمانہ مین ہوتا تو بڑی ترقی پاتا اس طور پر
کہ جب وہ میرے مکان پر آتا مین اوسکے ایک سیلی لگاتا جب ابو الفضل کے گھر جاتا وہان بھی ایک سیلی
کھاتا اس طرح اوسکی طبیعت کی کاہلی بالکل جاتی رہتی اور اوسکے شعرون کو ہم درست کر دیتے حکیم حسن
گیلانی یہ بڑے طبیب حاذق تھے مگر علم انکو بہت نتھا جمیع مکارم اخلاق اور محامد اوصاف سے موصوف تھے

حکیم ہمام یہ حکیم ابو الفتح کے بھائی تھے اور اخلاق انکے اون سے بہتر تھے اگرچہ اپنی ذات سے اچھے تھے تو تنزیر بھی سے
حکیم حسن اور شیخ فیضی اور بکمالا ی صدر اور حکیم ہمام نے ایک مہینے کے عرصہ مین آگے پیچھے انتقال کیا اور بہت سا
خزانہ اور مال جو اونہون نے جمع کیا تھا سب برباد ہوا کچھ اونکے کام نہ آیا حکیم ہمام نے لاہور مین رحلت کی تھی اور
اونکے جنازہ کو بمقام حسن ابدال مین لیجا کر اونکے بھائی کی قبر کے برابر دفن کیا حکیم احمد تتوی یہ بڑا املا تھا اور اپنی
بیحیائی سے حکیم بھی بن بیٹھا تھا جمیع فضائل اوسکی ذات مین جمع تھے تمام ملک عرب اور عجم کی سیر کی تھی
طبیعت بھی اوسکی بہت شگفتہ تھی مگر بالکل خبطی تھا اور طمع اوسکے مزاج مین حد سے زیادہ تھی جب اوسکو
میرزا فولاد نے زخمی کیا تو مصنف صاحب قسم کھا کر لکھتے ہین کہ مجکو اور اور ونکو بھی اوسکی صورت بعینہ سور کی سی
نظر آئی تھی + خوک سقری + اوسکے مرنے کی تاریخ ہے اور شیخ فیضی نے درلست و پنج ماہ صفر + مادہ نکالا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے حدیقہ کے شعر کو جو قاتل و مقتول کے حال کے مناسب تھا تھوڑا تغیر دیکر یہ دو تاریخین نکالین
فرضینا بلقراین صادق +٭+ وخسفنا و صفدوی لا لق +٭+ اور ایک شخص نے یہ تاریخ کہی تھی + زہی خنجر فولاد + حکیم لطف اللہ
گیلانی یہ طب مین بڑے حاذق تھے اور علم بھی اونکو بہت اچھا تھا حکیم مظفر عربستانی یہ صغر سن مین ہی شاہ طہماسپ
کی طبابت مین مصروف تھے ہندوستان مین آکر انہون نے بڑی ترقی پائی نہایت صالح اور پاکیزہ طبیعت
تھے بیمارون کے حق مین اونکا قدم بڑا متبرک گنا جاتا تھا اگرچہ علمیت اوسقدر نتھی مگر تجربہ اونکو خوب حاصل تھا
حکیم فتح اللہ گیلانی انہون نے طب کی کتابین بہت پڑھی تھین علم ہیئت مین بھی اونکو مہارت تھی قانون کی
ایک شرح انہون نے فارسی مین لکھی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ کابل مین قلیچ خان کی علاج کے
لیے گئے ہین شیخ بینا یہ شیخ حسن طبیب سرہندی کے بیٹے ہین جراحی مین انکو بڑی مہارت تھی اور ہاتھیونکا
علاج خوب جانتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اونکے مزاج مین بیحیائی بہت آگئی ہے اور یہ بھی لکھتے
ہین کہ سوا ان لوگون کے جنکا ذکر کیا گیا اور بھی بعضے بعضے حکیم اوس زمانہ مین تھے مگر اونکا ذکر لکھنے کو دل نہین چاہتا

اکبر کے زمانہ کے شاعرون کا ذکر

ان سب کا ذکر کتاب نفائس المآثر سے لکھا گیا ہے جو میر علاء الدولہ کا تذکرہ مشہور ہے اور مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ انمین بعضے لوگ صاحب دیوان ہین اور اکثر سے مین نے ملاقات کی ہے یا دور نزدیک سے دیکھا ہے یا مشہور بہت
ہوگئے ہین غزالی مشہدی اسکی الحاد کی وجہ سے عراق مین لوگون نے اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا اسلیے یہ وہانسے
بھاگ کر دکن میں آیا پھر ہندوستان میں داغستان خان زمان نے ہزار روپیہ اوسکے خرچ کو بھیجے تھے اور

اور یہ قطعہ بطور لطیفہ کے جونپور سے لکھکر بھیجا تھا اور معما کا اوسمین اشارہ کیا تھا قطعہ ای غزالی بحق شاہ نجف + کہ سوی بندگان بیچون آمی + چونکہ بیقدر بودہ آنجا + سر خود را بگیر بیرون آمی + کئی برس خانزمان کے پاس رہا پھر اکبر کی ملازمت مین آیا اور وہان ملک الشعرائی کا خطاب پایا کئی دیوان ایک مثنوی اوسکی تصنیف مین مشہور ہے کہ اپنی عمر مین اوسنے چالیس پچاس ہزار شعر لکھے تھے زبان تصوف مین بھی اوسکو بڑی مناسبت تھی یکایک شب جمعہ ستائیسوین رجب ۹۸۰ نوسو اسی مین احمد آباد مین اوسکا انتقال ہوا اور اکبر کے حکم بموجب سرگنج مین جو پچھلے بادشاہون کا مقبرہ ہے اوسکو دفن کیا قاسم ارسلان نے قاسم کاہی کی زبان سے یہ قطعہ اوسکی تاریخ مین لکھا قطعہ دوش غزالی آن سگ ملعون + ہست جنب شد بسوی جہنم + کاہی سال وفاتش بنوشت + ملحد دوفی رفت ز عالم + ایضاً بود گنج غزالی ازمعنی + مدفنش خاک پاک سرگنج ست + بعد یکسال سال تاریخش + احمد آباد خاک سرگنج ست + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مطلع اوسکا مشہور ہے مگر مین نے اوسکے کئی دیوان مین نہین پایا مطلع شوری شد واز خواب عدم دیدہ گشودیم + دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم ابیات درکعبہ اگر دل سوی غیرست ترا + طاعت ہمہ فسق و کعبہ دیرست ترا + ور دل بحق ست و ساکن بیکدہ + می نوش کہ عاقبت بخیرست ترا + ولہ ما زمرگ خود نمی ترسیم اما این بلاست + کز تماشائی بتان محروم میباید شدن + ولہ خفتگان خاک یک گشتہ تیغ تواند + ہیچ دخلی نیست شمشیر اجل را درمیان + ولہ چرخ فانوس خیال و عالمی حیران درو + مردمان چون صورت فانوس سرگردان درو + ولہ شدہ زہ برکمان قامت زاہد ردای او + ولی رندان نمی ترسند از تیر دعای او + رباعی بحریست ضمیرمن کہ گوہر دارد + تیغیست زبان من کہ جوہر دارد + صور قلمم نفخہ محشر دارد + مرغ ملکوتم سخنم پر دارد + اور ایک قصیدہ اوسنے صنعت سیاق العدد مین ایک سے سو تک لکھا ہے اوسکا مطلع یہ ہے ؎ بیک سخن زدو لعلت سہ فیض یافت مسیحا + حیات باقی و نطق فصیح و نشاۂ احیا + ولہ ما بادہ ایم و گرد گریبان ماخم ست + وارستہ ایم زانکہ دو عالم درو گم ست + قاسم کاہی یکابلی تھے اور بیان کالے انکا نام تھا اگرچہ اونکے کلام مین بالکل پختگی نہین اور غیرون کے مضمون اکثر چورا کے باندہ دیا کرتے تھے مگر اونکی ہیئت مجموعی نہایت عمدہ ہو جاتی تھی علم تفسیر اور ہیئت اور کلام تصوف مین بھی اونکو بڑی مہارت تھی علم موسیقی مین بہت سی کتابین اونکی تصنیف ہین معما اور تاریخ مین لاثانی تھا اگرچہ پچھلے بزرگونکی صحبت اوسکو حاصل ہوئی تھی اور مولوی جامی کا زمانہ بھی اوسنے پایا تھا مگر تمام عمر اوسکی الحاد مین صرف ہوئی آزادی اور سخاوت اوسکے مزاج مین بہت تھی لڑکون سے اوسے بڑی رغبت تھی اسی قسم کے لوگ ہمیشہ اوسکے پاس

جمع رہتے تھے چنانچہ یہ قطعہ اوسنے لکھا ہی قطعہ این نصیحت بشنو از کاہی + تا ہمہ عمر ترا بس باشد + شعر خوب و پسر
زیبا را + معتقد باش نہ ہر کس باشد + گُتون سے بھی اوسکو بڑا شوق تھا یہ چند شعر اوسکے نقل کیے جاتے ہین ؎
چون سایہ ہمرہیم بہر سو روان شوی + باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی + ای پیر عشق صحبت یوسف رخی طلب
نبود عجب کہ ہمچو زلیخا جوان شوی + کاہی تو بلبل چمن آرای کابلی + زاغ و زغن نۂ کہ بہندوستان شوی
ولہ چون تار عنکبوت زہجر تو شدتنم + در گوشۂ خرابہ از آنست مسکنم + یہ دونون غزلین اوسکی اکثر مجلسون مین
گائی جاتی ہین اور اکثر اہل سلوک اونپر وجد کرتے ہین جنکے مطلع یہ ہین ؎ مرغ تا بر فرق مجنون پر زدن انگیز کرد
آتش سودای لیلی بر سرا و تیز کرد + چون زعکس عارضش آئینہ پر گل شود + گر دران آئینہ طوطی بنگرد بلبل شود +
معمّا باسم اللہ ؎ نیست از ہستیش کسی آگہ + ابداً کان لا نہایۃ لہ + وباسم نبی ؎
تار و شرع را شگافتہ ام + از محمد نبی شگافتہ ام + دیوان اوسکا مشہور ہے اور قافیہ بقافیہ ایک مثنوی گل افشان
نام بوستان کے جواب مین لکھی ہے مطلع اوسکا یہ ہے ؎ جہان آفریدہ بجان آفرین + بجان آفرین صد
جہان آفرین + ولہ باز گشت جہانی بت ستمگر من + ہنوز بر سر ناز ست ناز پرور من + ریخت باران بلا بر تن
غم پرور ما + چہ بلا ہا کہ نیاورد فلک بر سر ما + نہ نرگس ست عیان بر سر مزار مرا + سفید شد بر ہت چشم انتظار مرا
اور ایک جوگی کی لڑکی پر اوسنے یہ مطلع لکھا تھا ؎ آتشین رویت چہ خاکستر چو نیلوفر شدہ + یا نقاب از آتش
روی تو خاکستر شدہ + مگر یہ مضمون ملا وصفی کابلی کے مطلع سے بہت قریب ہے ؎ از تپ ہجران
نہ خاکستر مرا بستر شدہ + بستر از سوز من بیچارہ خاکستر شدہ + ایک قصیدہ اوسنے ہمایون بادشاہ کی تعریف
مین اصطرلاب کے لوازمات مین لکھا تھا اتفاق الواقع داد سخنوری ادا کی تھی خواجہ معظم خان پاؤن کے درد کے
حال مین خیر آباد سے اوسکی عیادت کے واسطے آیا تھا اوسوقت ملا قاسم کاہی نے فی البدیہہ یہ غزل تصنیف کرکے
گائی ؎ ماندہی قدم ز ناز بروی نیاز من + دردی مباد پای ترا سرو ناز من + ہر چند وصف وصل تو کردم
شب فراق + کوتاہ نگشت قصۂ درد دراز من + خواجہ حسن ہروی یہ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی
کی اولاد مین ہین معقول مین مولانا حسام الدین اور ملا حنفی کے شاگرد تھے اور دینیات مین شیخ ابن حجر ثانی سے
تلمذ کیا تھا علم شعر اور انشا اور صنائع بدائع اور حسن تقریر اور فصاحت اور بلاغت اور ظرافت اور لطافت
مین بے نظیر تھے دیوان اونکا پورا ہو گیا تھا اور شعر اونکے اوسط درجہ کے ہوتے تھے ولہ ای از مژہ ہی تو آب رفتہ
وز دیدہ خیال و خواب رفتہ + ولہ خود را بما چنانکہ نبودی نمودۂ + افسوس آنچنانکہ نمودی نبودۂ + شاید اس شعر کا ماخذ

یہ رباعی بھی ٭ رباعی گوئیم مگر ز اہل وفائیم نہ ایم ٭ و ندر صفت صدق صفائیم نہ ایم ٭ آراستہ ظاہر ہم باطن پنہان ٭ افسوس کہ انچہ مینمائیم نہ ایم ٭ ولہ باگرہ چو غنچہ در ابرو فگندہ ٭ باخیر لب چو پستہ خندان کشودہ ٭ ولہ محتبکہ مرا با تو ہست سیخواہم ٭ ہمین تو دانی و من دانم و خدا داند ٭ یہ اشعار نعت مین کتاب سنگھاسن بتیسی مین جسکے لکھنے کا اکبر نے حکم دیا تھا مگر تمام کو نہ پہونچی اوسنے لکھے تھے ٥ خوش الحان عندلیب باغ ابلاغ ٭ مکحل نرگسش از کحل ما زاغ ٭ کشت بدہ در زبور نسخ بی قیل ٭ قلم بر نسخہ توریت و انجیل ٭ نبوت را بدرگاہش حوالہ ٭ امام الانبیا ختم الرسالہ ٭ رباعی آنم کہ ممالک سخن ملک من ست ٭ صراف خرد صیرفی سلک من ست ٭ دیباچہ کن ز دفتر کن ورق ست ٭ اگراز دو کون بر سر کلک منست ٭ سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی مین ہندوستان سے وطن کی رخصت لیکر روانہ ہوئے شیخ فیضی نے جو اونکا تربیت یافتہ تھا ٭ داد حفظ اللہ ٭ تاریخ نکالی کابل مین میرزا محمد حکیم نے بھی اونکی بڑی تعظیم اور تکریم کی خواجہ نے بہت سے تحفہ ہندوستان کے پیش کیے اور جب کوئی محرر اونکی فہرست لکھنے لگا تو خواجہ نے کاغذ اوسکے ہاتھ مین سے چھین کر اپنے ہاتھ سے ہر ایک چیز کا نام اور صفت بلکہ قیمت بھی لکھنا شروع کی میرزا کو یہ اونکی سبکی کی حرکت بہت گران معلوم ہوئی اور بے مزہ ہوکر مجلس سے اوٹھا اور وہ سب تحفہ اوسیوقت لوٹا دیے اوسی عرصہ مین خواجہ کا انتقال ہوگیا **قاسم ارسلان** جاذب سلطان محمود غزنوی کے نامی امیرون مین سے تھا چونکہ قاسم اوسکی اولاد مین تھے اسیوجہ سے ارسلان اپنا تخلص کرتے تھے اصل اونکی طوس سے ہے نشو و نما ماوراء النہر مین پائی تھی شاعر شیرین کلام تھے اور خوشنویس تھے بڑے شگفتہ طبع ظریف تھے تاریخ بہت عمدہ نکالتے تھے یہ شعر اونکی تصنیف ہین ٥ خواہم کہ سر آرم ز درشر ز زمینی ٭ کانجا بناز یکرہ پا ماندہ نازنینی ٭ ولہ ای ہمہ جان آمدہ برلب تراچہ قدر ٭ جائیکہ یک نگاہ بصد جان برابر ست ٭ اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مصرع اخیر مجکو ایک اور غزل مین بھی یاد ہے مگر اوسکے مصنف کا نام معلوم نہین ایک شعر اوسکا یہ ہے ٥ با آنکہ ہست خلوت وصل تو بی رقیب ٭ شرم تو با ہزار نگہبان برابر ست ٭ ولہ لفظ و معنی بجال من گیرند ٭ بی تو چون روی در کتاب کنم ٭ ولہ گریان چو ابر سر منزل احباب گذشتیم ٭ صد مرتبہ در ہر قدم از آب گذشتیم ٭ اور اوسنے اجمیر پہاڑ کی تعریف مین جسمین حضرت خواجہ کی زیارت ہے یہ مثنوی لکھی ہے ٥ زہی کوہ اجمیر عنبر سرشت ٭ مقام مقتدایان چشت ٭ چہ کوہی کہ چون سود برا و چرخ

محیط سپہرش بود تا کمر ٭ نمایند جرم مہ و آفتاب
کواکب بود رنگ آن چشمہا ٭ بسی نسر طائر بگردون شتافت
بہر زد فلک را ز سنگ قلعہا ٭ نہ برق ست سر ود رخشان تیغ

بر آن کوہ مانا ستم عقاب ٭ چو خورشید بر روی عیان تابہا
کہ بر قلہ اش راہ یا بد نیافت ٭ شود گر از آن قلعہ سنگی رہا
کہ آن کوہ را سود بر چرخ تیغ ٭ ز بالای آن قلعہ گاہ نگاہ

فلک چشمہ چشم ماہی ست و ماہ	بر وسیل آن قلعہ پر شکوہ	ہزاران چو الوند و البرز کوہ	چو پر چیز دارد ازان آن عقاب
فتد سایہ اش بر سر آفتاب	بہ بین ارسلان رفعت پایہ اش	کہ جا کردہ خورشید در سایہ اش	جس سال مین بادشاہ اٹک سے

روانہ ہوا اوسی سال مین ملا نے لاہور مین سکونت اختیار کی سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے مین انتقال کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ان تین چار شاعرونکا ذکر بسبب شہرت کے مین نے مقدم کر دیا آیندہ حروف تہجی کی ترتیب سے مذکور ہونگے **آتشی قندھاری** یہ بابر بادشاہ کے ساتھ ہندوستان مین آئے تھے واقعہ نویسی کے عہدہ پر متعین تھے بعد ازان ہمایون کے زمانہ مین بھی بڑے بڑے منصبون پر سربلندی پائی لاہور مین سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر مین اونھون نے انتقال کیا یہ کلام اونکا ہے ؎ سر شکم رفتہ رفتہ بیتو دریا شد تماشا کن ✤ بیا در کشتی چشمم نشین و سیر دریا کن ✤ **ولہ** خنجر بمیان تیغ بکف چین بجبین باش ✤ خونریز و جفا پیشہ کن و بر سر کین باش ✤ **ولہ** از اہل وفا بیخبری را چہ کند کس ✤ مائل بجفا سیمبری را چہ کند کس ✤ **ولہ** در شفق گشت شب عید نمایان مہ نو ✤ تا کنیم از پی جام می گلگون تگ و دو ✤ جب بابر کو مرض سے صحت ہوئی تھی تو اوسنے یہ رباعی لکھی تھی رباعی صد شکر کہ شاہ از غم بیماری رست ✤ برخاست و بر مسند اقبال نشست ✤ از صحت ذاتش خبری می گفتند ✤ اَلْمِنَّةُ لِلّٰہِ کہ بصحت پیوست ✤ **اشرف خان میر منشی** یہ سید حسینی مشہدی ہین ہفت قلم خوشنویس سارے خوشنویسونکے اوستاد تھے اکبر کے نامی امیرون مین داخل تھے شاعری اونکے مرتبہ کے لائق نتھی یہ چند اشعار اونکے ہین ؎ نا رسیدہ ز کف ساقی دوران جامی ✤ میرسد سنگ ملامت بسبو یم چہ کنم ✤ **ولہ** ماہیم بعالم کہ دل شاد نداریم ✤ ناشاد دلی چون دل خود یاد نداریم ✤ رباعی یارب تو مرا بآتش قہر مسوز ✤ در خانۂ دل چراغ ایمان افروز ✤ این خلعت زندگی کہ شد پارہ بجرم ✤ از راہ کرم برشتۂ عفو بدوز ✤ رباعی بنگش نمود چون زر خالص عیار عشق ✤ آن بہ کہ نقد عمر کنم صرف کار عشق ✤ تا صفحۂ حیات نو گل گل شگفتہ است ✤ بلبل صفت مراست بدل خار خار عشق ✤ **امیر قاضی اسیری** انمین بڑے کمالات اور فضائل جمع تھے کئی برس تک حکیم الملک سے انھون نے تلمذ کیا تھا بڑے ظریف تھے ہندوستان کی آب و ہوا اونکو موافق نہ آئی اور اگرچہ اکبر سے اونکو بڑی موافقت تھی مگر اونکے مرتبہ کی ترقی نہوئی آخر ولایت کو روانہ ہوئے اور رے مین جا کر جو اونکے باپ دادونکا قدیم وطن تھا انتقال کیا یہ چند شعر اونکی طبع زاد ہین **اشعار** قاصد رقیب بود و من غافل از فریب ✤ بی درد مدعای خود اندر میانہ ساخت ✤ **ولہ** دی کہ بر حال من دل شدہ خندیدن داشت ✤ اضطراب من و خندیدن او دیدن داشت ✤ **ولہ** امروز اضطراب دل من زیادہ است ✤ گویا شدہ بکشتن من گرم خوی تو ✤ **ولہ** دل خستہ ام ز ناوک طفلی کہ روزگار ✤ در دست او نداده بباز ہی کمان ہنوز

وله امید وصل تو نگذاشت تا دهم جان را + وگرنه روز فراق تو مردن آسان بود + وله از غیرتم شکوه چون آن
سیم تن آید + شاید بهواداری او در سخن آید + وله سر گرم رود از دل من ذوق وصالی + گر نازمن در سخن
وچشم بره داشت + میر امانی گنجوی یہ کابل کے سید ہیں ۹۸۱ نوسو اکاسی میں گھوڑے پر سے گر کر مر گئے
صاحب دیوان ہیں چغتائی سلطان نام ایک شوق کی وفات کی تاریخ انھون نے لکھی تھی جو نہایت مشہور ہے
وہ یہ ہے ۵ سلطان چغتا بود گل گلشن خوبی + لیکن سوی رضوان اجلش راہنمون شد + در موسم گل
عزم سفر کرد ازین باغ + دلها ز غمش تنگ تنہ آغشته بخون شد + تاریخ وی از بلبل ماتم زده جستم + در ناله شد
گفت گل از باغ برون شد + وله وصف قدرت بالف چون کنم ای نخل جیان + که الف ساکن وقد تو بود
در حرکات + وله دل بفکر آن دہان در تنگنای حیرت ست + غیر نقش روداده از جای که جای حیرت ست +
وله غافل از یاد تو ای شیرین شمائل نیستم + گر تو از من غافلی من از تو غافل نیستم + رباعی ابیات وجود را
چه حاجت به بیان + چون خود همه اوست آشکارا و نهان + گویند نفی غیر بگشای زبان + نفی چه کنم کجاست
از غیر نشان + رباعی سجاده نشین شب به چرخ کبود + سیمای صلاح صبح از رخ بنمود + شد بهر قیام راست
در نیمه روز + پیشین بر کعه رفت و دگر بسجود + میر شریف امانی اصفهانی انمین شعر گوئی کا بہت
عمدہ سلیقہ تھا بیس برس تک ہندوستان میں رہے اور اونکی اوقات تجرید مین گذری ۵ دو بیت بسمل
نشکهم بسوی خانه او + که گرد غیر نشوید ز آستانه او + وله لعل لب که آب زندگی از وی نشان دہد + کو خضر تا نشید
وا زذوق جان دہد + وله تا تیغ چو امانی سر خود در بازم + جان سپر ساخته در صف سپاه آمده ام + وله
از بزم وصل آنکه ز ان غیر رفته اضطراب ندارم + که سوی غیر نظر دیگی و تاب ندارم + قاضی احمد غفاری قزوینی
یہ امام نجم الدین عبد الغفار کی اولاد میں ہیں جنہوں نے مذہب شافعی میں حاوی لکھی ہے بڑے فاضل اور منشی
اور مورخ اور خوش طبع تھے کتاب نگارستان جسمین تمام جہان کے عجائبات کا بیان ہے اور کتاب نسخ جہان آرا
جسمین حضرت آدم کے زمانہ سے اونکے زمانہ تک کی تاریخ ہے اونکی تصنیفات سے ہین آخر حال میں بادشاہزادگان
عراق کی ملازمت چھوڑ کر سفر حج کو روانہ ہوئے اور اوس سعادت سے مشرف ہو کر بندر دابل کے راستہ سے
ہندوستان کو آتے تھے ناگاہ ۹۷۵ نوسو پچہتر میں وہیں اونکا انتقال ہو گیا یہ شعر اونکی تصنیف سے ہے ۵
بی سبر ز تو ای شیشه گردمی دو شیشه یا بدخو تا چه دل تو سهم تر که تا گهر زد دو بر جیر زد + میر انسی قمی یہ نہایت
نازک خیال اور شعر میں آصفی کا تتبع کرتے تھے آخر میں اونکا انتقال ہوا یہ اشعار اونکے تصنیف میں ہے ۵

از بسکه سنگ بر سر زدم بی تو سینه چاک که + آن سنگ در کف او گرد پشت خاک که + وله بسی سنگ از غمت
بر سر دل تنگ خواهم زد + اگر دستم رسد از کار سر بر سنگ خواهم زد + وله شست نصیر از شما بنده میشود + صد بار اگر بتیغ جفا کشته شود
باز زنده میشود + وله استانه کشتگان تو هر سو فتاده اند + تیغ ترا نگر که چه آب داده اند + وله بسکه تن بگداخت
بی او ز آتش سودا مرا + گر نهی زنجیر بر گردن فتد در پا مرا + مشهور ہے کہ جب اونھون نے یہ مطلع قندھار مین ملا نوعی کے
سامنے پڑھا اور داد چاہی تو اونھون نے کہا کہ تمنے یہ مضمون امیر خسرو کے اس مطلع سے لیا ہے ؎
بسکه بگداخت ز هجرت تن پر سودا یم + گر نهی طوق بگردن فتد اندر پایم + وله اگر خواهم که در راه تو از سنگ بلا
افتم + ز هر سو بر سر من آید سنگ و نگذارد ز پا افتم + وله لاغر تنم میان سگان بین بکوی خود + این یک بسوی
خویش دان یک بسوی خود + وله موی ژولیده که آید ز سر من تا پا + ز امیان موی سفید یست تن من پیدا
یول قلی انیسی یہ ترکمان شاملو تھے ہمیشہ خانخانان کی خدمت مین رہتے تھے شعر مین اونکو نہایت عمدہ
سلیقہ حاصل تھا ایک مثنوی بھی اونھون نے لکھی ہے ؎ آتشکده است دل ز خیال تو هر دو + داغ تو هندوی
نگهبان آتش است + وله چو بینی شعله را مضطرب آتش پرستی دان + که روحش رفته و جسمش در آتشخانه میسوزد
وله عشق و مقناطیس یکجنس اند کز دل ناوکش + تا برون میشد محبت جذب پیکان کرده بود + ملا غنی اینی
یہ ایک نوجوان تھے مدتون تک گجرات مین خواجہ نظام الدین احمد کے پاس رہے اول خوفی تخلص کرتے تھے
خواجہ نے اس تخلص کو بدل دیا تھا اب بڑے شاہزادہ کی ملازمت مین ہین ؎ من اهم که غیر غم اندوختن نمیدانم
تا ... واسوختن نمیدانم + بنور خاطر اگر روشناس خورشیدم + چراغ بخت خود افروختن نمیدانم + اختیاری
اسفرئنی یہ اہل یا سمی تھا بعضی بیدینی کی باتین کتاب فتوحات اور فصوص الحکم سے اسنے یاد کرلی تھین
فرعون کے ایمان مین بحث کیا کرتا تھا اسیوجہ سے اوسکو وکیل فرعون کہتے تھے یہ مطلع اوسکا ہے ؎
گفتی وفا کنیم باحباب یا جفا + ای شوخ بنده سخن آدمیم ما + الغتی قلیچ خان یہ فضائل علمی اور حلمی سے
آراستہ تھے چہزاری امیرون مین داخل تھے عقیدہ اونکے بہت ٹھیک تھے چند مدت جملة الملکی کے منصب پر
رہ پھر کابل کی حکومت پر متعین ہوئے ؎ تا ز عارض آفتاب من نقاب انداخته + ذره سان خورشید را
در اضطراب انداخته + کشته آن نرگس مستم که در عین خمار + عالمی را کشته و خود را بخواب انداخته + وله
دو ترک مست تو آشوب عقل و دین کنند + کمان کشیده ز هر گوشه در کمین کنند + وله نیست در دل غنچه
پیکان آن قاتل مرا + بی لبش خونیکه خوردم شد گره در دل مرا + الغتی یزدی علوم ریاضی مین اسکو

اچھا سلیقہ حاصل تھا خان زمان کے پاس رہتا تھا اور اوسکے بغاوت کے زمانہ مین گرفتار ہوا اگرچہ قتل سے نجات
ملی مگر اوسی زمانہ مین انتقال ہوگیا ۵ تا گرد صفت دامن یاری نگرفتیم + از بانہ نشستیم و تواری نگرفتیم + ولہ
مشت خاشاک ایم و داریم آتشی ہمراہ خویش + دور نبود گر بسوزیم از شرار آہ خویش + خان زمان نے
اس مطلع کے انعام مین ہزار روپیہ اوسکو دیے الفتی عراقی چندروز کشمیر مین میرزا یوسف خان کے پاس رہا
اور وہان اوسنے ایک شہر آشوب لکھا تھا ایک شعر اوسکا یہ ہے ۵ مہوی موشگافان درخت شعر + قد جوزاو رو
سلطان را عشق ست + اور اوسمین میرزا یوسف خان ایک معشوق کی نسبت لکھا تھا ۵ میرزا یوسف خاقان زمان را
عشق ست + عشق پاک تو و خط دگران را عشق ست + بیرم خان خانخانان یہ میرزا جہان شاہ کی
اولاد مین تھا دانش اور سخاوت اور صدق اور حسن خلق اور تواضع اور انکسار مین لاثانی تھا ابتدا مین بابر شاہ
کی خدمت مین رہا پھر ہمایون کے زمانہ مین بڑی ترقی پائی خانخانان کا خطاب ملا اکبر نے اوسکے القاب مین بابام کا
لفظ بڑھا دیا تھا نہایت درویش دوست اور صاحب حال اور نیک اندیش تھا اوسی کی کوشش سے دوبارہ
ہندوستان فتح ہوا اور اسقدر رونق پائی دور دور سے علما اور فضلا اوسکے پاس آتے تھے اور اوسکے انعام سے
مالامال ہوکر جاتے تھے آخر زمانہ مین ارباب نفاق نے اکبر کے مزاج کو اوسکی طرف سے منحرف کردیا تھا چنانچہ یہ قصہ
تفصیل سے پہلے مذکور ہوچکا ہے ایک دیوان اوسکا فارسی مین ایک ترکی مین مرتب ہے ولہ رباعی ارباب فنا بلند و
پست ایشان اند + وز جام بقا مدام مست ایشان اند + در معرض نیستی ست ہرچیز کہ ہست + میدان بہ یقین
کہ ہرچہ ہست ایشان اند + ایضاً ای کوی تو کعبۂ سعادت ما را + وی روی تو قبلۂ ارادت ما را + ہوش
آنکہ بجذبۂ عنایت سازی + وارستہ ز قید رسم و عادت ما را + منقبت مین اوسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا
مطلع یہ ہے ۵ شہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او + اگر غلام علی نیست خاک بر سر او + محبت شہ مردان مجو ز بی پدری
کہ دست غیر گرفت ست پای مادر او + اور ایک قصیدہ اوسنے اصطرلاب کے لوازمات مین لکھا تھا جسکے چند شعر
یہ ہین ۵ آن چرخ چیست کامدہ بر محورش مدار + آن بدر کز میان شہانش کند گذار + باآنکہ می کشد
بہ سہ و خور برابری + آمد بجان ز حلقہ بگوشان شہریار + نارو بچشم کوکبہ آفتاب را + چون مہچہ لوای شہنشاہ نامدار
پیوستہ آسمان و زمین زیر حکم اوست + ہمچون نگین خاتم شاہ جم اقتدار + برکف نہادہ خوان زری بہر نذر آن
تا بر قدوم اشرف شاہان کند نثار + شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف + بر درگہش سپہر نہد روی افتقار +
مشہور ہے کہ ایک شب ہمایون بادشاہ بیرم خان سے گفتگو کر رہا تھا اتفاقاً بیرم خان کو اوسوقت نیند آگئی

بادشاہ نے کہا کہ بیرم میں تجھسے گفتگو کرتا ہون اور تو سوتا ہے تو اوسوقت بیرم خان نے جواب دیا کہ میں حاضر
ہون مگر مین نے سنا ہے کہ بادشاہون کی ملازمت مین آنکھون کی محافظت چاہیے اور فقیرون کے سامنے دل کو
نگاہ رکھنا چاہیے اور عالمون کے سامنے زبان بند کرنی چاہیے چونکہ حضور بادشاہ بھی ہین اور عالم بھی ہین
اور درویش بھی ہین مین حیران ہون آپکے سامنے کون کون سی چیز کو نگاہ رکھون ہمایون کو یہ لطیفہ بہت
پسند آیا اور بہت تعریف کی سنہ ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ مین پٹن گجرات مین شہادت پائی اور اوسکی وصیت کے بموجب
اوسکے جسم کو مشہد مین لیجاکر دفن کیا بیکسی غزنوی اسمین بہت سے فضائل اور کمالات جمع تھے حرمین شریفین
کی زیارت سے بھی مشرف ہوا تھا ہندوستان مین آیا بعضی کتابین حدیث کی مثل مشکوٰۃ وغیرہ کے عرب مین پڑھی
اور شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم میر مرتضی شریفی سے پڑھی تھی اور چونکہ ضعف پیری اوسپر بہت غالب تھا اسلیے
وطن مالوفہ کی طرف متوجہ ہوا سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر مین پشاور مین پہونچکر انتقال کیا ولہ دیر و کعبہ جز بتو مائل نبودہ ام
ہر جا کہ بودہ ام ز تو غافل نبودہ ام ولہ فلک را رسم بی مہری نہ در دوران ما بودہ کہ دوران فلک تا بودہ بی مہر و
وفا بودہ قطعہ بیکسی گر شود طعنۂ دشمن صد بار لائق آنست کہ آشفتہ و درہم نشود زانکہ این بیت کمال ست
بعالم مشہور ہمچنین بیت چرا شہرۂ عالم نشود سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زرین شکند قیمت سنگ نیفزاید و زر
کم نشود رباعی ای دل تو عنان بغصہ و غم ندہی یک لحظہ خوشی ثروت بہم ندہی یاری اگرت بدست افتد
زینہار خاک قدمش بہر دو عالم ندہی مولانا بیکسی نے لکھا ہے کہ ہمایون نے اپنے مکان کی محراب مین جو دار الخلافہ
دہلی مین تھا بہت عمدہ خط سے مطلع شیخ آذری کا لکھا تھا شنیدہ ام کہ برین طارم زر اندود ست خطیکہ
عاقبت کار جملہ محمود ست اتفاقاً اونہین دنون مین ہمایون کا انتقال ہوا اور اوسی مکان مین دفن ہوا اسلیے
اسی مضمون کا یہ قطعہ تاریخ لکھا گیا قطعہ درین کہ شاہ ہمایون بوقت رحلت خویش نوشت بر در و بر سر منظری کہ
ساکن بود خطیکہ عاقبت کار جملہ محمود ست بحسن عاقبت خود اشارتے فرمود چو شد بحکم قضا از فلک ہمان
منزل کہ بود قبلۂ حاجات و کعبۂ مقصود بنا برین پی تاریخ رحلتش گفتم بنای منزل سلطان عاقبت محمود
باقی کولابی اسکی طبیعت بھی موزون تھی ایک مدت ہندوستان مین رہا اور معصوم کابلی کی بغاوت مین مارا گیا
ولہ ز رفتن تو گر غبار صد الم شدہ ام تو شاد باش کہ من مبتلای غم شدہ ام ولہ خوبان اگر بلند اند امروز نازرا
دانستہ قدر ما را فردا کہ ما نباشیم تخلص ہم گاہ وقت دل کی خون جگر بستہ من غنچہ بودہ ای روی اور او نظر بستہ
گرہ ز غنچہ مسعود آزاد و در باغ زبان ہمہ گرہ بستہ گیسوی جا کرد و چشم طمع در سیم و زر بستہ بیاضی ایک شخص

آزاد وضع تھا آگرہ مین رہا کرتا تھا یہ مطلع اوسکا ہی ۵ ہر کہ برازاصل آن سرو سمن برخورد + از خوشی طالعست طالع خوش بخورد + اور کاہی اور غزالی کے محاکمہ مین اوسنے یہ کہا تھا ۵ کاہی و غزالی آن دو لایعقل مست + در غیبت جامی و نوائی زدہ است + در دہر کسی بمثل ایشان نگذاشت + کاہی چہ خس ست وہم غزالی چہ سگ ست + پیروی یہ اکثر پیرو خواجہ آصفی کا ہی تصویر خوب کھینچتا تھا ایک رسالہ اسنے صورت و معنی کا لکھا جسکا شروع یہ ہی ۵ خداوندا ز معنی تنگدستم + بہ بخشای کہ لبس صورت پرستم + ز لطف خویشتن ای ایزد پاک + چنان سازی بصورت خانۂ خاک + کہ ہر صورت عراگز دیدہ آید + بسوی معنیم روی نماید + ولہ بی درد ا شراف محبت کجا دہند + کیفیتی ست عشق بتان تا کرا دہند + خواب دیدم بار قیبش در دل افتاد اضطراب + عمرہ بودم ویراگر بیدار میگشتم ز خواب + نظر چون افگنم وقت تماشا برسر ریش + عتاب آلودہ بیند سوی من تا بنگرم سویش + ولہ دزدیدہ چون نگاہ بآن نازنین کنم + بیون بنگرد ز شرم نظر بر زمین کنم + ولہ طفل اشکم بہ پای سر خویش نہاد + خوش بپیمانہ درین رہ قدمی پیش نہاد + نازپرور دہ چو تاب ستم عشق نداشت + یار را نام جفا پیشہ و بدکیش نہاد + ولہ افتم در اضطراب چو از من جدا شود + کان سہ مباد با دگری آشنا شود + دیوان انکا پورا ہو گیا تھا ہندوستان ہی مین اونکا انتقال ہوا بقائی یہ ولایت سے دکن مین آئے تھے اور ملک قمی شاعر کی صحبت مین رہتے تھے پھر گجرات مین آکر میرزا نظام الدین احمد کی ملازمت اختیار کی پہلے مشغولی تخلص کرتے تھے میرزا نے بقائی تخلص اونکا تجویز کیا نظم تا عشق زمژگان بتان نیشتر آورد + خون از رگ و از ریشۂ من جوش برآورد + فریاد کہ تا چشم زدم تیر خیالش + در دیدہ فرو رفت و سر از دل بدر آورد + ولہ بجای اشک از چشم دل افگار میبارد + ہمہ خون جگر زین ابر آتشبار میبارد + ولہ مرغ دل تا صید چشم اوست کار انداز بود + ہر سر مو بر سرم چون مرغ در پرواز بود + ملا نور الدین محمد ترخان اول نوری تخلص کرتا تھا کئی برس تک سفیدون مین نواح سرہند کا حاکم رہا اسوجہ سے اسکو سفیدونی کہتے تھے علم ہندسہ اور ریاضی اور نجوم و حکمت مین ممتاز تھا اور ہمایون کے خاص مصاحبون مین سے تھا اسیوجہ سے اوسکو ترخان کا خطاب ملا تھا سخاوت اور علم مجلسی مین بے نظیر تھا شعر خوب کہتا تھا دیوان بھی اوسکا مرتب ہو گیا تھا ایک روز میدان چوگان فتحپور مین ایک ہاتھی سے اوسکو آسیب پہونچا اوسوقت اوسنے کہا کہ تم سب گواہ رہو مین نے اسوقت سب گناہون سے اپنے توبہ کی ہر چند سب نے پوچھا مگر اوسنے خاص گناہ کا نام نہ لیا مصنف صاحب لکھتے ہین اوسوقت مین نے کہا کہ سب سے پہلے شعرگوئی سے توبہ کیجیے خدا جانے اوسکو یہ بات پسند آئی یا نہین مگر اور سب لوگ بہت خوشحال ہوئے اسنے

اپنی حکومت کے زمانہ مین جمنا کی ایک نہر کرنال کی طرف پچاس کوس تک کھدوائی تھی پھر وہان سے آگرہ کو لیگیا تھا
اور چونکہ اوسکو شاہزادہ سلطان سلیم کے نام پر کردیا تھا اسوجہ سے اوسکی تاریخ ✢ شیخونی نہر ہوئی ہندی زبان مین
نہر کو کھتے ہین آخر مین زمانہ کے انقلاب سے اوسکے مرتبہ کو تنزل ہوا اور طرح طرح کی مصیبتین آئین جب اکبر
سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے مین اٹک کو گیا تو اوسکو ہمایون کے روضہ کا متولی کرگیا تھا وہین اوسنے وفات پائی یہ چند شعر
اوسکی تصنیف ہین ﴿ دل تنگ دور از ان لب خندان نشستہ ام ✢ مانند غنچہ سر بگریبان نشستہ ام ✢ ولہ
زروی مکرمت وز راہ احسان ✢ بترخان داد خانی شاہ عادل ✢ ازین خانی ہمین نامی ست بروی ✢ ازین نام
شگوف اوراچہ حاصل ✢ زترخانی ہم اورا شکوہ ہست ✢ بتر دفترو دانائی کامل ✢ کہ غیر از خان خشکی نیاید
زترخانی تری گردد چہ حاصل ✢ جس زمانہ مین اکبر میرزا محمد حکیم کے مقابلہ کے لیے جاتا تھا اوس زمانہ مین ترخان
مذکور پنجاب سے لشکر کا ساتھ چھوڑکر اپنی جاگیر کو چلا گیا اسوجہ سے اکبر بہت بدگمان ہوگیا اور جب سفر سے لوٹ کر
فتحپور مین آیا کئی برس تک اوسکو معرض عتاب مین رکھا لوگ گمان کرتے ہین کہ اسنے جو تاتار خان حاکم دہلی کی
ہجو لکھی تھی اوسمین وہان کے بزرگون کی نسبت بھی گستاخی کا کلمہ لکھا تھا یہ ذلت جو اوسکو حاصل ہوئی تھی اوسی کا
نتیجہ ہے وہ ہجو یہ ہے ﴿ آہ از دہلی و ہوا دایہ ✢ وز خرابی و عمارایہ ✢ مفتی دہلی ست میان خان جمال ✢ مفت
نداده است فتوایہ ✢ حاکم شہر ست زتاتار خان ✢ خادم او بہرہ حمارایہ ✢ شیخ حسن چک زنہ بر سری ✢ چک چک
بسیار و چکا جایہ ✢ وقت صلوة ست طہارایہ ✢ مقری برادر بہ مشارایہ ✢ شہر کش و شہر کش و شہر کش ✢
لکلک بسیار لکالایہ ✢ اس ہجو مین ڈہائی سو شعر ہین اور شیخ محمد کنبوہ دہلی کے ایک فاضل نے اوس سب کا
جواب ایک شعر مین لکھدیا تھا قطعہ ﴿ نور دین لاد پدر او ازین ✢ زادہ چنین لاد ز لادایہ ✢ چک زدہ
آن ابلہ بیہودہ گو ✢ لیس جواب الخرافایہ ✢ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ اپنے منصب سے
معزول ہوگیا تو ایک روز مین آگرہ کی بازار مین جاتا تھا اتفاقًا وہ بھی ملگیا میرے ایک دوست کمال الدین
شیرازی نامے نے جو آگرہ کے اکابر مین سے تھے اور بڑے ظریف تھے اوس سے کہا کہ نواب خان آپ نے دہلی کے
تو اکابر کو یاد فرمایا اب آگرہ کے اکابر کو بھی نوازش فرمائیے یہ لوگ بھی بڑے امیدوار ہین مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے کہا کہ شاید ان لوگون مین وہ قابلیت نہین دیکھی ہوگی یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا کہ
وہ ہجو بالکل تہمت تھی ﴿ تردی رودہ یہ ماوراء النہر کا رہنے والا تھا طبیعت اوسکی نہایت لطیف تھی میرزایان
الغ میرزا کے ساتھ رہتا تھا جب میرزایون نے بھروچ کے قلعہ کو فتح کیا تھا تو اسنے یہ رباعی لکھی تھی رباعی

اولاد تم کہ در شجاعت فوزند + شد فتح بہر کجا کہ رو آوردند + کردند چو فتح بھروچ از روی ستیز + تاریخ شد اینکہ
فتح بھروچ کردند + **توسنی** منوہر اسکا نام تھا لون کرن راجہ سانبھر کا بیٹا تھا بڑا حسین اور ذہین تھا اگرچہ
باپ اوسکا ہندو تھا مگر فخر کی وجہ سے اپنے بیٹے کو محمد منوہر کہا کرتا تھا طبیعت اوسکی بہت موزون تھی یہ شعر
اوسکے ہین ؎ شیخ مستغنی بدین و برہمن مغرور کفر + ست حسن دوست را با کفر و ایمان کار نیست + ولہ
بی عشق تو در جگر لبالب نارست + بی درد تو در سرم سراسر خارست + بتخانہ و کعبہ ہر دو نزدم کفرست +
مارا بیگانگی ایزد کارست + جب اوسکو توسنی تخلص دیا گیا تو یہ چند شعر اوسنے کہے ؎ شربت آشنا مبادا در
بزم یادروی کشان + کز جگر در کف کباب و خون دل در ساغرست + ننگ مردان ست حرف از جان + دل
گفتن بعشق + دل چو خون سخت بستہ جان چو باد صرصرست + **توسنی** سر دہ سمند شوق در میدان عشق
هیری اہمین بمقصد رہبرت چون اکبرست + **تاروی ابھری** یہ مولانا نرگسی کے بھانجے ہین بڑے ذہین تھے
بیرام خان کے زمانہ مین روم سے ہندوستان مین تشریف لائے تھے اور پہاڑون کی لڑائیون مین انکہ خان نے
اونھین قید کر لیا تھا رسالہ حسن یوسف اسنے یوسف محمد بن انکہ کے نام پر لکھا ہی جسکا مطلع یہ ہے ؎
بنام آنکہ روی دشمن و دوست + بہر جانب کہ باشد جانب اوست + اور تعریف اعضاے محبوب مین کہا ہی ؎
رخش آیینہ گردن دستہ عاج + پریرویان بآن آیینہ محتاج + کفش چون آفتاب آیینہ نور + شعاع آفتاب
انگشت آن حور + بچشم عقل فرق آن شکر لب + شہابی بود رخشان در دل شب + ندانستم غلط کردم نہالی
میان سنبلستان جوی آبی + ز نافش آرزو ببریدہ امید + بچاہ نا امیدی ماندہ جاوید + ہوس
گردیدہ گرد شکاہ نگاہ + چو صید تشنہ بر پیرامن چاہ + فراز بینی آن نخل مقصو + مقوس ابروان وسمہ آلود +
ومیدہ بر خلاف رسم و آیین + دو برگ سوسن از یک شاخ نسرین + بچشم بینی آن نور دیدہ + بود چون
شبنمی برگل دمیدہ + ببرج عصمت آن دُر ناسفت + دو ماہ نو شدہ با یکدگر جفت + بالطف از غنچہ
سوسن زیادہ + زبان در کام و لب بر لب نہادہ + آدونامہ شاد کا اوسنے جواب لکھا تھا چند شعر اوسکے
یہ ہین ؎ از حسرت لعل آبدارت + وز فرقت زلف تابدارت + سودائی شدہ جسم ناتوانش + در جسم نماندہ
جای جانش + خون ست دلش ز غصہ و غم + خون میخورد و نمیزند دم + اور صبح کی تعریف مین اوسنے یہ چند شعر
لکھے ہین ؎ خاکستر صبح رفت برباد + در سینہ صبح آتش افتاد + ولہ سر از تو چون نہم در ہجر آن پیمان گسل +
تودہ خاکستری گردد تنم از سوز دل + ولہ شود از مہر قلم چون علم تیغ جفائی او + نظلم را مہیا شد مازم و افتم بپائی او +

جفائی عالمی بر خود پسندیدم منہ الستم + کہ چندان اعتمادی نیست بر مہر و وفائی او + در حقیقت بخیہ ہای خرقہ
پشمینہ فقر + حرص را بر دست و پا زنجیر استغنا نہد + گدای عشق بر سنجاب سلطانی زند خندہ + چو با جسم غبار
آلودہ از گلخن برون آید + گرد ہستی رفت بر باد و ہنوز از آب چشم + خاکساران رہ عشق ترا پا در گل ست +
ولہ تیغ مژگان تو اندر بیخودی آمد نیاز + چون بخود باز آمدم صد رخنہ در جان داشتم + اکبر کے حکم بموجب اوسنے
ہاتھی کی تعریف مین یہ کہا تھا ۵ ز خاک روشناہ گردون سرے + پی عطر بر خود فشاند عبیر + عقاب فلک بر سرش
بیکراف + بود بیضہ قاف کوہ قاف + میان را چو بندد بزنجیر زر + بود کہکشان و فلک در نظر + چو آید بہ تنگ از تف
آفتاب + فشاند چو فوارہ بر خویش آب + بشان پری پیکر ماہ رو + بفرمان شہ بر سر تخت او + نشینند دایم بعید
دلبری + بلی کوہ قاف ست جای پری + ۹۸۴ھ نو سو چہتر مین اونکا انتقال ہوا چوبرون نے اونکو شہید کیا اور آگرہ مین
دفن ہوئے تشبیہی کاشی یہ کبھی ہندوستان مین آیا اور چلا گیا لوگون کو مذہب بسحانی کی طرف ترغیب
دیتا تھا اور ابو الفضل کو اپنے مذہب کا مجتہد بتاتا تھا اور اوسی کے توسل سے ایک قصیدہ اکبر کے سامنے پیش کیا تھا
جسکا خلاصہ یہ تھا کہ تم مذہب تقلید کو چھوڑ کر ایک رو کیون نہین ہو جاتے ایک رسالہ اوسنے شیخ ابو الفضل کے
نام پر بطور اہل نقطہ اور حروف کے لکھا تھا جسکا مدار بالکل ریا اور تزریق اور مناسبت عددی پر تھا حکیم عین الملک نے
تشبیہی اور تزریقی کے عدد برابر نکالے صاحب دیوان تھا یہ چند شعر اوسکے ہین ۵ یکی بر خود ببال ای خاک
گورستان ز شادابی + کہ چون من کشتہ زان دست و خنجر در سجدہ داری + ولہ تو بہر رنگی کہ خواہی جامہ می پوش
کہ من آن جلوہ قدری شناسم + ولہ دو دست این جہان و آن جہان ہیچ + کجہ در دست تست آب
ہیچ و آن ہیچ + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس تاریخ کے لکھتے وقت شیخ ابو الفضل کے سامنے رسالہ
مجمو بساخانی کا مجکو دیا جسکا دیباچہ یہ ہے دیباچہ یا اللہ المحمود فی کل افعالہ استعین بہ
نفسک الذی لا الہ الا ہو الحمد للہ الذی وجد نعمہ بوجود کلیاتہ واظہر وجود الکلیات
عن نفسہ سہو ہم کلیا و ہو یعلم نفسہ و الانعام نفو سنا و لا ہو و ہو کون لا کاین الا بہ و
مکان لا یکون بغیرہ و ہو ارحم الراحمین + سوال خلق کہ گفتہ میشود کدام ست جواب
آنکہ خلق گفتہ میشود اللہ + اوس سارے رسالہ مین اسی طرح کی خرافاتین لکھی تھین اور بالکل اوسکے تزریقات کا
مدار چار نقطون پر ہے آخر رسالہ مین اوسنے اپنے قلم سے لکھا تھا کہ کتب مکرر الکرار بجانب نجمی مجتہدی طباع
ای کرب لت ش + ب ی ہ ی الفوی اخروی صاحب مقام تقی الدین ششتری یہ نیا نیا اکبر کی

ملازمت مین آیا ہو علوم عقلی اور نقلی مین اچھی مہارت رکھتا ہو شعر خوب کہتا ہے ولہ گر دست ندہدم کہ برویت
نظر کنم + باری دہان بہ یاد لبت پر شکر کنم + با آنکہ ہمچو سبزہ بجا کم نشاندۂ + دست و دلی کجاست کہ خاکی بسر کنم
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ شاہنامہ کی نظم کو نثر کر رہا ہے **ثانی خان ہروی** یہ پرانی بادشاہ کے
امیرون مین سے ہو اگر کسیکے علم و فضائل کی اوسکے سامنے تعریف کرکے تقریب کرتے تھے تو وہ پہلی ہی ملاقات مین
یہ کہتا تھا کہ میری صحبت اور ملاقات مین شرط یہ ہے کہ اہل نفاق کی باتین میرے حق مین کبھی نہ سُنی ہونگی
کیونکہ یہ اخلاص کے مانع ہوتی ہے اشعار اوسکے بے نمک ہوتے تھے مگر اسی طور پر اوسنے دیوان پورا کر لیا تھا ؎
ای رسم تو آزار من و قاعدہ بیداد + بیداد ازین رسم و ازین قاعدہ فریاد + ولہ بگذر ز نا خوشی کہ درین دیر
دیر گیر + نیکی ندیدہ ہر کہ بدی کرد با فقیر + ولہ از بہر سلام تو رقیب آمدہ در راہ + یارب کہ ازین رہ نبرد سر بسلامت +
ولہ دیدم ز فراق آنکہ یعقوب ندید + در عشق کشیدم آنچہ مجنون نکشید + این واقعہ کز ہجر تو آمدہ بسرم + فرہاد
گمان نبرد و وامق نشنید + **ثنائی مشہدی** انکا نام خواجہ حسین ہے جب وہ ہندوستان مین نہین آیا تھا
تو یہان کے لوگ سب اوسکی اوستادی کے قائل تھے مگر جب وہ آیا تو سب کو حسد پیدا ہوگیا اور سب لوگون نے
عتاب اوسپر شروع کیا چنانچہ وہ نہایت پریشان ہوا دیوان اوسکا مشہور ہے مثنوی اوسنے بہت اچھی لکھی ہے
ایک عامی بے مادہ ہے مگر طبیعت اوسکی بہت اچھی ہے ؎ چنان ناز بارد ز پا تا سرش + کہ رفتن توان ناز
از بسترش + یہ مضمون اسکے اوستاد کے قریب قریب ہے ؎ عشوہ و ماند از زمین ناز فشاند از ہوا + طرز خرام کردن
پا بزمین نہادنش + ولہ گر مثل جا کند در پیش آیینہ شخص + بیند تمثال خویش تافتہ رو بر قفا + ولہ
بسکہ از خانہ غم برون ریزم + تنگی خانہ از برون درست + ایک ایلچی کی تعریف مین لکھا تھا ؎ چو مہر فلک دہر
گردیدۂ + چو خواب آشنا روی ہر دیدۂ + ولہ مگر شحنۂ دست تست آفتاب + کہ شوید جہانی بیک قطرہ آب +
سیاہی دران قوم طالع زحل + گرفتہ بجد یکہ گرفی المثل + شود بر بدن شمع ہر موی شان + شخص نسازد نظر
روی شان + آواز کفش شان ببرد زہر از حیات + اصوات زشت شان نبرد راہ در ضمیر + رفتار شان چو
آتش و گفتار شان چو چنگ + دیدار شان عقوبت و آواز شان نفیر + گر در خیال وا پکند شخص شان گذر
کودک ز بیم شان نبرد لب بسوی شیر + ای از فروغ شمع رخت انور آیینہ + وی گشتہ از خیال تو حیران پرو
آیینہ + آیینہ مہر دیدن خود پیش رو منہ + در حال من نظر کن و بنگر در آیینہ + آیینہ وار در دلم از آتش حالم نشان
تا جا نمود مہر رخت در بر آیینہ + تف سموم قہر تو گر شعلہ ور شود + معکوس عکس خویش بیند در آیینہ + ساقی نا

بیا دل بمیخانهٔ اہل راز ✤ بکش جام معنی صورت گداز ✤ چنان خویش را کن ز صورت بری ✤ که از دیده گردی نهان چون پری ✤ بکش شوق آن بی‌نهایت شود ✤ بکوی خرابات جایت شود ✤ بیا ساقیا شمع خلوت نشین ✤ که چون دست موسی ست در آستین ✤ بدستم ده و روشنم ساز دست ✤ که در وی کشایم باعجاز دست ✤ بیا ساقی از بهر رندان مست ✤ بفصاد تیشه بکشای دست ✤ نگه کن بدور و مپرس از وبال ✤ که در قحط خون خوردن آمد حلال ✤ بده ساقی آن کهربای وجود ✤ که از جذب طبعش نمایم صعود ✤ ز نه خیمه بیرون از این جای پست ✤ چو همت کشم زیر پا هرچه هست ✤ بیا ساقی آن بادهٔ گرم خون ✤ که در دل نماید محبت فزون ✤ بده تا کنم آشنائی بدوست ✤ ز مهرش شوم پر چو از مغز پوست ✤ مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اوسکی جہالت اسی سے ظاہر ہے کہ ساقی نامہ میں ہر جگہ بیا کو معنی بہار کے لکھا ہے اور عبارت اساتذہ کو بھی اوسنے اسیطرح خیال کیا حالانکہ اونکی عبارت میں ہر شعر قطعہ بند ہوتا ہے اور بیت اول بیت ثانی پر موقوف ہوتی ہے مگر مترجم عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ جتنے شعر ساقی نامہ کے لکھے ہیں اونمیں اگر بیا کو معنی بہار کے نہ لیا جاوے تب بھی مطلب ٹھیک ہے ایک قصیدہ اوسنے آفتاب کی زمین میں لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ عکسش کند طبیعت روغن عیان در آب ✤ سازد زر خاک قدرتش اگر افسر آفتاب ✤ مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ شعر اسکے بڑے بلند بلند ہیں مگر اونکی عبارتیں پست ہیں حیدرائی اسکا نام سید علی تھا مصور خوب کھینچتا تھا قصہ امیر حمزہ کا مع تصویرات اوسکے اہتمام سے طیار ہوا تھا ہر جلد اوسکی صندوق تھی اور ہر ورق ایک گز مربع تھا اور ہر صفحہ پر ایک تصویر تھی ایک دیوان اوسنے پورا کیا تھا شعر اوسکے یہ ہیں ؎ صید حرم خادم از بہر گل بیزده ✤ ناخنی در دل صد پارهٔ بلبل بزده ✤ حسن بتان کعبهٔ عشق بیابان تو ✤ سرزنش ناکسان خار مغیلان تو ✤ وله بر دم از داغ سودائی تو سر تا پای ماست ✤ تاج عشقیم و ایسها پایهٔ سودای است ✤ وله بسمل صیدم و افتاده دور از کوی دوست ✤ میبرم افتان و خیزان تا ببینم روی دوست ✤ وله خواستم که بهم از احوال خود آن بدخو را ✤ همدم همدم غیرت چه بگویم او را ✤ جذبی اسکا نام بادشاہ قلی تھا شاہ قلی خان نارنجی کا بیٹا تھا طبیعت اوسکی شعر کے مناسب تھی یہ چند شعر اوسکے ہیں ؎ این چاشنی که حسن ازل با بتان دهد ✤ جائی رسید عشق که بی درد جان دهد ✤ وله ز شکم نگر که بی خودی آیم بهوش ✤ گر کسی آگه شود کین گفتگو از یار کیست ✤ وله تو آن شکار بی بقیدی و من آن صیدم ✤ که از نهایت خصمی نبسک شد صیاد ✤ ولی که لذت شب هجران ندیده ✤ خود را نه روز وصل گریزان ندیده ✤ خار ملامتی نگرفته است دامنت ✤ خود را چو غنچه سر بگریبان ندیده ✤ هرگز نبوده عشق ترا استقامتی ✤ ذوق کم التفاتی جانان ندیده ✤ با هیچکس جواب و سوالی نکرده ✤ داری دلی که هیچ پشیمان ندیده ✤ وله بود آن نگاه غیر در دو سنگش چو آن مرغی ✤ که طفل مکتب از بیم معلم سر دهد زود ش ✤ وله پس از عمری که چشم بر جمال دلستان افتد ✤ نقاب شرم

تا روئیش نه بینیم در میان افتد وزین آن نیم که بقاصد دهیم فسانهٔ خویش ✦ که سازدش زپی مدعا بهانهٔ خویش ✦
زیک نگاه تو در بزم ما وهم نقصان ✦ چه جنگها که نکردیم در میانهٔ خویش ✦ اوسکے باپ شاہ قلی خان نے کہا ہے ؎
گه توبه وگاه کوزهٔ مے شکنم ✦ یکبار دو بار نی پیاپی شکنم ✦ یارب زبد آموزی نفسم برهان ✦ تا چند کنم توبه و تا کے شکنم ✦
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز جذبی و قاضی شمس الدین قزوینی اور بعضے اور نئے نئے شاعر حسین ثنائی کے
اس شعر پر بحث کرتے تھے شعر بشکل جاکنی در پس آئینه شخص ✦ ببیند تمثال خویش تا فتد رو در قفا ✦ جب مین
قریب پہونچا تو مجھسے بھی اونھون نے اس شعر کے معنی پوچھے تب مین نے کہا کہ آج کل کے شاعرون کے شعر تمثال کا سا
کلام ہوتا ہے تمثال سلطان میرزا کے زمانہ مین ہرات مین ایک مسخرا تھا اوسکی یہ عادت تھی کہ عمامہ باندھکر اور عالمونکا
لباس پہنکر مدرسون اور فاضلون کی مجلس مین جاتا تھا اور ایک جماعت طلبہ کی اوسکے ساتھ ہوتی تھی اول مناظرہ
کو راہ پر پیچ گفتگو [illegible] مشغول کرتا تھا اور جب لوگ اوسکے علم کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو خرافات بکنے لگتا تھا بڑے بڑے
فاضلون کو اوس سے دھوکا ہوتا تھا ✦ جمیلی کالپی ✦ انکے بیٹے شیخ جلال واصل کا بیٹا ہے جو شیخ محمد غوث گوالیاری کے
خلیفہ تھے اور سماع اور سرودی سے بہت ذوق رکھتے تھے جمیلی کو اگرچہ اپنے باپ کی سی وضع حاصل نہ تھی مگر ایک طالبعلم تھا
اور سلیقہ شعر گوئی کا بھی اوسکو اچھا تھا بعضے شعر مضحک کے لکھا کرتا تھا یہ چند شعر اوس سے یادگار ہین ؎ ہر گہ گل
روی ترا یاد کنم ✦ چون بلبل دل سوخته فریاد کنم ✦ گر شاد ولی وصل تو مرا دست نداد ✦ باری بغمت خاطر خود شاد کنم ✦ ولہ
سر نقش مرا سوی جنون تار جنون گشته ✦ دل دیوانه ام پابستهٔ قید جنون گشته ✦ اور قاسم علی خان بقال
حاکم کابلی کی تعریف مین اوسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎ بود نسبت تو تجمل حوانین ✦ بسی
نا ملائم بسی نامناسب ✦ اور یہ بھی ایک شعر اوس سے منسوب ہے ؎ موش دل را که بصد خون جگر پروردم ✦ ناگہان
گربهٔ عشق آمد و دندان زد و برد ✦ چشتی انکا نام شیخ حسین ہے صوفی دہلوی تھے اور چونکہ شیخ سلیم چشتی کے
مرید تھے اسیوجہ سے اونھون نے اپنا تخلص مقرر کیا تھا فتحپور کی خانقاہ مین صوفیونکے زمرہ مین رہتے تھے ایک دیوان بھی انکا
اور کتابین بہت تصنیف ہین اونمین سے ایک کتاب دل و جان نظم مین لکھی ہے مگر وہ ہندوستانیونکے طور پر ہے
کئی ہزار شعرون مین سے اونکا ایک یہ شعر قابل ذکر کے ہے ؎ چنین که با پطاوس قیس را میلی ست ✦ مگر که از اثر پاے
ناقهٔ لیلی ست ✦ جعفر یہ ہرات کے سیدون مین سے ہے شعر اور معما مین اسکو اچھا سلیقہ تھا اتکہ خان کا منشی تھا
اکثر غزل اور معما اوسکے میرزا عزیز کوکا کے نام پر ہوتے ہین یہ چند شعر اوسکے ہین ؎ شانه بر هم زده آن سلسلهٔ مشکین را ✦
آه اگر باد بگوشش تو رساند این را ✦ ولہ غبار مشک شکن خواهم بران عذار نشیند ✦ ازین صبا که با خاطرت غبار نشیند ✦

وله سبزه زا در باغ باشد جای زیر پای گل + باغ جنت را فتاده سبزه بر بالای گل + جعفر بیگ یه آصف خان قزوینی کے نام سے مشہور تھا میرزا غیاث الدین علی کا بھتیجا ہے بخشیون کے زمرہ مین داخل تھا طبیعت اوسکی شعر سے نہایت مناسب تھی مگر مشق کم تھی کسیقدر علم بھی رکھتا تھا یہ چند شعر اوس سے یادگار ہین شعر

کارم امروز نه بیدادگری افتاده است + که بهر جا که نهد پای سری افتاده است + وله گرد شمع سر گشته چون پروانه ام + آخر بکشتن میدهد پروانه گستاخانه ام + وله گل هر کس بتاراج خزان رفت + مرا هم گلبن هم گلستان رفت + وله بآتش کارت افتاده است جعفر + دو صد بلبل باینجا یک سمندر + وله پرسش گنهم روز حشر آخر شد + تمسکات گناهان خلق پاره کنید + وله این چه صحرا بود و این صیاد صید افگن که بود + هیچ نخچیری نشد صید کز تو تیری نداشت + وله نامه دردی سوی دلدار میباید نوشت + درد دل بسیار شد با یار میباید نوشت وله گر ز جعفر همین دین و دلی خرسندی + من و کیشش که دل و دین بتو ارزانی داشت + وله همت نگر که صد ورق دفتر امید + صد پاره کرده ایم و بخواب شسته ایم + وله گلستان را گلی از نو شگفته است + که امشب تا سحر بلبل نخفته است وله گنجایش غمهای دل من چو نداشت + آفریدند برای دل من صحرا را + وله گلهای تو تمام از گله گردن من گاه من همگین از گله نشنیدن تست + وله مباد در خاطرش ای رحم و رنجم را مکن ضائع + که خونها میخورم تا بر سر بیداد می آید وله جعفر ره کوی یار دانست + مشکل که دگر ز پا نشیند + وله رسید و مضطربم کرد و آنقدر ننشست + که آشنائی دل خود کنم تسلی را + حیدری تبریزی یه حاجی تھے اور شریف تبریزی کے شاگرد تھے ہندوستان مین مدت تک رہے اور کئی مرتبہ چلے گئے اور پھر آئے مگر آخر مرتبہ جو گئے پھر نہ آئے اونکے دیوان مین تخمیناً چودہ ہزار شعر ہونگے لیکن عمدہ کلام بہت تھوڑا تھا ایک قصیدہ اونھون نے بادشاہی ہاتھیونکی تعریف مین لکھا تھا جسکے شعر یہ ہین بیت

زبر دو پشتهای ریگ روان + فیلهایش که در صف هیجاست + گر ز پی غرق کردن اعدا + هر طرف موجهای بحر بلاست

اس قصیدہ کے صلہ مین اوسکو گھوڑے اور خلعت خزانہ سے ملنے کا حکم ہوا تھا مگر خازن نے جو اوسکے دینے مین بہت سی تاخیر کی اور یہ قطعہ لکھا ع مشکلی دارم شہا خواہم کنم پیشش تو عرض + زانکه زین مشکل مرا صد داغ حسرت بر دل ست + سیم و زر انعام کردی لیک از خازن مرا + هم گرفتن مشکل و هم ناگرفتن مشکل ست + مهر سیه رویان عالم را نباشد اعتبار + پرتو خورشید در یکجا نمیگیرد قرار + وله سوزم همه دم سوز درون که چنین ست + خواهم همه جا بخت زبون که چنین ست + قطعه چو پاکان حیدری تا بتوانی + کمالی کسب کن در عالم خاک + که ناقص رفتن از عالم چنان ست + که بیرون رفتن از حمام ناپاک + حزنی یه عراق کے فاضلون مین سے ہین جب ہرات مین آئے

تو ہندوستان میں آئے مگر ناکامی کے حال میں انتقال کیا ۔ مرا ز ساده لوحیهای عزلی خنده می آید * که عاشق
گشته و چشم وفا از یار هم دارد * ز نادانی بر او کردم همه کار من ضایع * عجب تر اینکه بر من منت بسیار هم دارد ۔
خرقه بر آتش نهم تا بوی ایمان بشنوی * از کمین دلی کز و یکبار بی زنار نیست ۔ حیاتی گیلانی یہ حکیم ابوالفتح کے
وسیلے سے آپ کی ملازمت میں داخل ہوا تھا صاحب دیوان ہے اوسکے کلام میں اکابر کا ڈھنگ پایا جاتا ہے اگرچہ مادہ
علمی سے عاری ہے مگر اوسکی طبیعت نہایت مناسب ہے اوسکے مزاج میں انصاف بہت ہے ۔ سخن کز خویش رنگین تر
باش * گفتی که دلی تنگ غم پشیمان باش * چو بال مرغ که گر شغل روزگار ایمنست * ز مور هم قدمی وام کن گر نیا باش
ولہ غم البته شکوه زبان من آشنا نکند * من و شکایت و انگه ز تو خدا نکند * ولہ دائم تو ستم نموده معذوری *
تا می ز وفا شنوده معذوری * گفتی که من حرف جفا بهتان ست * خود را تو نیاز موده معذوری * ولہ تا بخیتن
آرزو بود پیشه تو * جز پای تو هیچ نیز نیست تیشه تو * دشمن نکند آنچه تو با خویش کنی * ای خون تو بر گردن اندیشه تو
ولہ در میان کافران هم بوده ایم * یک کمر شایسته زنار نیست * ولہ تا در فرو بندم بخود میخانه باید مرا * آباد کرده هم ویرانه
باید مرا * از قصه فردا دی عالم پریشان میشود * از گفتگوی در د خود افسانه باید مرا * از کشتهای این جهان کان
خرمن گاو خرست * نی خرمنی نی خوشه نی دانه باید مرا * گر تیغ غازی سیک شد و ر تیر کافر ز آهم * من کشته خود
خودم پیمانه باید مرا * بنشین حیاتی پیش من شوریده ام مهم مزن * من عاشقم تو عاقلی دیوانه باید مرا * حیاتی
گجرات میں میرزا نظام الدین احمد کے پاس رہتا تھا یہ شعر اوسکے ہیں ۔ پیغام دوست داغ جگر تازه میکند *
درد وداع و رنج سفر تازه میکند * ولہ عاشق رخ خویش بر درت سود و برفت * وان مهر که با تو داشت بنمود و برفت *
یک شب بهزار حیله در بزم وصال * پروانه شمع دیده بگشود و برفت * حالتی نام اسکا یادگار ہے آل سلطان
سنجر کی اولاد میں بتلاتا تھا تاریخ نظامی میں لکھا ہے کہ وہ قوم چغتہ سے تھا عقیدہ اوسکے بہت اچھے تھے
یہ چند شعر اوسکے ہیں ۔ تماشا الفرار از گریه آب دیگرم * که مرغ دیده تو سفارتها بلند * ولہ بپای رشته پیراهنت
ای کاش من باشم * باین تقریب شاید با تو در یک پیرهن باشم * ولہ خط عذار تو آن خط مشکسا سود مضمون
تازه ایست که از غیب رو نمود * ولہ از قفا گیرم ببازی هر زمان چشم رقیب * تا شود از دولت دیدار جانان بی نصیب
کرده جا بر گوشه چشم تو خال عنبرین * بازیچه صید صیادی نشسته در کمین * ولہ در ناله ز رعنائی آن گل شده ام باز
گل دیده ام امروز که بلبل شده ام باز * ولہ لعل دلجوی تو از تبسم آزار دید * درد که گله گرازرالا آنقدر رسید
اسکا باپ الہی تخلص کرتا تھا یہ اوسکا مطلع ہے ۔ ماه عید ابرو نمود ناظرم را شاد کرد * تنگ آمده ز غمهای روزه ام آزاد کرد *

اوسکا بیٹا اول بقائی تخلص کرتا تھا پھر رسوائی مقرر کیا اور ایسا نالائق تھا کہ اپنے باپ یعنی حالتی کو زہر دیکر مار ڈالا تو اکبر نے کشمیر سے لاہور مین طلب کرکے اوسکے قصاص کا حکم دیا وہ بھی شعر کہتا تھا یہ مطلع اوسکا ہے ؎ تا غمزۂ خونریز تو غارتگر جانست ۞ چشم اجل از دور بحسرت نگرانست ۞ خان اعظم یہ خطاب آتکہ خان کا ہے جب ہمایون چوسہ پر شکست کھا کر بھاگا اور گنگا مین غوطہ کھانے لگا تو اوسنے مدد کرکے پار اوتارا اور اس خدمت کی عوض مین اوسنے بڑی ترقیان پائین اوسکا مرتبہ اس سے بڑھا ہوا ہے جو شعر و شاعری سے اوسکی تعریف کیجاوے مگر چونکہ طبیعت اوسکی موزون تھی اسواسطے چند شعر اوسکے لکھے جاتے ہین ؎ منمای طفل اشک از خانۂ چشم قدم بیرون ۞ کہ می آیند مردم زادگان از خانہ کم بیرون ولہ گر بخورشید رخت لاف زند بدر منیر ۞ آخر از گنبد فیروزہ نگون خواہد شد ۞ اور یہ رباعی اوسکے بیٹے محمد یوسف خان کی ہے رباعی درکوی مراد خود پسندان دگرند ۞ در وادی عشق مستمندان دگرند ۞ آنانکہ بجز رضای جانان طلبند ۞ آنان گرچہ دردمندان دگرند ۞ خنجر بیگ چغتہ امیرون مین سے تھا تردی بیگ خان کا داماد تھا ایک مثنوی اوسنے تین سو شعر کی اپنے حسب حال لکھی تھی اور اوسمین اکبر کی بہت سی تعریف لکھی ہے فن سپاہ گری اور خوشنویسی اور شعر اور معما اور اصطرلاب اور نجوم اور رقوم اعداد وغیرہ خوب جانتا تھا فن موسیقی مین بھی اوسکو کسیقدر مہارت تھی ایک مثنوی اوسنے بادشاہ کو مخاطب کرکے بطور وعظ و نصیحت کے لکھی ہے وہ یہ ہے مثنوی

شہریارا جہان عجب بازیست ۔ ہر زمان اندرو تماشائیست ۔ چرخ نیرنگ ساز شعبدہ باز ۔ ہر زمان بازئی کند آغاز

پیش ازین بودہ اند عالم ۔ تاجداران با سپاہ و حشم ۔ زان دلیران پر ہوا و ہوس ۔ ماند تاریخہای کہنہ و بس

گر بہ بنیاد ثبات و بلندی ۔ انبیا زو چرا رسید گزندے ۔ خسروا کار این جہان حسود ۔ آنچنین ہست و بود خواہد بود

زین ہمہ کار و بار پر ستم و پیچ ۔ نام نیکست اصل آن ہمہ ہیچ ۔ غرضم این بود ز ہر سخنے ۔ بتو نوبت رسید تا چہ کنے

این جہان گر تو یافت عالم زیب ۔ حق نگہدار بادت از آسیب ۔ گر ہمای پرید زین گلشن ۔ بر سر ما تو باش سایہ فگن

سخن من کہ بی ریا باشد ۔ گر نصیحت کنم روا باشد ۔ چون بخیریت تو می کوشم ۔ سخن حق ز تو چرا پوشم

سخن زید یا کہ عمرو بود ۔ بشنوی گر ز نفس اہر بود ۔ شاہ باید کہ در گہ و بیگاہ ۔ از خود و خلق حق بود آگاہ

سہو گفتن زبان نان باشد ۔ سہو شہ آفت جہان باشد ۔ گر آگہ ز حلق دلق بود ۔ ور دل شاہ فکر خلق بود

ہر شود کار سلطنت بنور کہ ۔ ہیچ فرمان شہ بہ ہرا و زکہ ۔ چون ترا نوبت جہانداریست ۔ لازمت احتیاط و ہشیاریست

تو چو شمعی و ملک تو خانہ ۔ خلق گرد تو ہمچو پروانہ ۔ ذرہ ہر چہ نور خور نبود ۔ نیست پروانہ شمع اگر نبود

یعنی از نسبت زندگی ہمہ ۔ از شبانی و اہل ملک رمہ ۔ بیخبر اگاہ ہست آمدہ است گلہ ۔ گلہ را چون توان گذاشت بلہ

کوئی ہندوستان مین نہ لکھتا تھا یہ بیت اوسکی شعر گوئی سے بہت مناسب تھی آخر عمر مین توفیق زیارت حج کی پائی
ولہ گہ در درون جانی گہ در دل حزینی + از شوخی کہ داری یکجا نمی نشینی + گر بوصل تو بد آموز نمی گردیدم +
از فراق تو بدین روز نمی گردیدم + سوخت پروانہ صفت مرغ دل من ای کاش + گرد آن شمع شب افروز
نمی گردیدم + گر بہ تیر مژہ اش سرخ نمی کردم چشم + ہدف ناوک دل دوز نمی گردیدم + ولہ تا از نظر آن یار پسندیدہ
برفت + خون دلم از دیدہ غمدیدہ برفت + رفت از نظر و ز دل نرفت این غلط است + کز دل برود ہر انچہ از دیدہ
برفت + دوائی دانہ نیشاپور کے توابعات مین سے ایک گانون ہے وہان زراعت پر اپنی اوقات بسر کیا کرتا تھا
پھر ہندوستان مین آیا اکثر شعر اوسکے فارس کی دیہات کی زبانون مین ہوتی تھی بعضی غزلین زبان فصیح
مین بھی ہین ایک روز اتفاقی شاعر کا چوگان ہاتھ سے خطا ہوکر ناک پر لگ گیا دوائی نے یہ قطعہ کہا لعنی بسکہ شور بد سگفت
نیک زد باطن لوندانش + چرخ چوگانی از قضا بشکست + پشت بینی بجای دندانش + دوائی پہ حکیم
عین الملک ہے اور والدہ اوسکی علامہ جلال الدین دوانی کی اولاد مین تھی سب اچھی صفتین اوسکی ذات مین
جمع تھین آنکھون کی دوا مین لاثانی تھا کبھی کبھی فکر شعر بھی کرتا تھا ۵ زابر غم نہ ژالہ بر من دل تنگ سے بارد +
ز تاثیر حوادث بر سر من سنگ می بارد + چنان تندست با اہل دل آن شوخ جفا پیشہ + کہ گاہ آشتی از
غمزہ او جنگ می بارد + دوائی از در احسان او کفرست نومیدی + کہ ابر فیض او فرسنگ در فرسنگ می بارد +
ولہ رسد ہر شب بگردون نالہ ام با آہ و زاریہا + سیہ روزی چو من یارب چہ سازد با چنین شبہا + ولہ
ہیچ ویرانی اثر پیدا کہ تعمیری نداشت + درد بیدرمان عشق ست اینکہ تدبیری نداشت + در شب زلف
سیاہش خواب مرگم در ربود + بوالعجب خوابی پریشانی کہ تعبیری نداشت + وہ چہ عاشق کشی نگاہ بود و آن
منزل کجاست + کاندرو پیدا نشد یک سینہ کو تیری نداشت + ولہ ہر کس کہ قطرۂ زمی دوستی کشید +
بیزار شد ز بادہ و جام و سبو شکست + ولہ خبر ای دل کہ یار در جنگ ست + زندگی نزد عاشقان ننگ ست
عاشقانرا براہ سربازی + ہر قدم صد ہزار فرسنگ ست + وسعت آباد کارخانۂ عشق + ہر سپاہ
مجلسم تنگ ست + بس درازست دست ہمت من + چہ کنم پای بخت من لنگ ست + ای دوائی حذر کہ
در کویش + فتنہ بیدار و عشق در رنگ ست + ولہ روشن آن دیدہ کہ دیدن داند + خرم آن دل کہ
تپیدن داند + کی کشد محنت این تنگ قفس + مرغ رہ گم کہ پریدن داند + در کنارم نہ نشیند
ہرگز + طفل اشکم کہ دویدن داند + نتوان یافت دگر در غنا + صید وحشی کہ رمیدن داند +

مکذ میل دوائی بہشت + چون گل از باغ تو چیدن دانست + روز ہجران کہ دم سوختن ست + کار جان
شعلہ برافروختن ست + در شب ہجر کہ جان باید باخت + کار دل در رہ غم اندوختن ست + ای جدائی چہ بلائی
کہ مدام + دوزخ از بیم تو در سوختن ست + زان دو جادو طلب عشوہ و ناز + ست ! عربدہ آموختن ست +
ای دوائی طلب وصل بتان + شعلہ و پنبہ بہم دوختن ست + رفیعی اسکا نام میر حیدر معمائی تھا کاشان کا
رہنے والا ہے فن معما اور تاریخ مین بے بدل تھا ایک روز شیخ فیضی نے اوس سے کہا کہ ہندوستان سے فن معما
بالکل متروک ہوگیا ہے اور اسکو عیب سمجھتے ہین اوسنے جواب دیا کہ مین نے برسون اسکے لیے ولایت مین محنت کی ہے
اب جو اس فن مین پیر ہوگیا ہون تو کیونکر چھوڑ دون خواجہ حبیب اللہ کے ساتھ گجرات سے لاہور مین آیا تھا
کسیقدر روزینہ اوسکا سرکار سے مقرر تھا کشتی مین بیٹھکر وطن کی طرف رخصت ہوا جب ہرمز سے گذرا اور کیچ
اور مکران کے قریب پہونچا تو اوسکی کشتی مین تباہی آئی اور سب اسباب اوسکا تلف ہوگیا اوسی مین سے ایک
اوسکا دیوان تھا اور چند جز بے نقط تفسیر شیخ فیضی کے تھے جو فیضی نے شہرت کے لیے اوس ملک مین بھیجے تھے اوسپر
سب فاضلون کی تقریظین لکھی ہوئی تھین ع لہ نازک دلم ای شوخ علاجم چہ توان کرد + من عاشق معشوق مزاجم
چہ توان کرد + من بتابوت رفیعی رشک میبرم کہ تو + ہمرہش گریان تر از اہل عزا می آمدی + ولہ زاہد نکند
کہ قہاری تو + ما غرق گناہیم کہ غفاری تو + او قہارت خواند و ما غفارت + یارب بکدام نام خوش داری تو +
رباعی ہے شیخ زین الدین خوافی کی نسل سے ہے دیوان اوسکا مشہور ہے ۵ کردی امیدوارم از لطف خویش یارا
بر یافتی زہر سو روی امیدیارا + ولہ سفر کردم کہ شاید خاطرم از غم بیاساید + چہ دانستم کہ صد کوہ غمم در راہ
پیش آید + راز نہان گل مرا چون غنچہ از خون دل ست + راز دل گفتن بہر کس بی نہایت مشکل ست +
ولہ ز چشمم بی جواب اشک ای نازنین من روان مگذر + زمانی مردمی کن این چنین از مردمان مگذر + ولہ
زتاب قہر نشانی مرا میانہ آتش + بناز گرم کنی دست از کرانہ آتش + ولہ بشکر آن دہن تنگ وابروی چو ہلال
چنان شدم کہ نیاردم را کسی بخیال + ولہ جفا ہمین نہ از ان شوخ بیوفا دیدم + زہر کہ چشم وفا داشتم جفا دیدم
تو ای رفیق ز درد دلم نہ آگاہ + کہ من از ان ستمگر مہربان چہا دیدم + روغنی یہ ایک مسخرا پیشہ تھا اکثر ہزل
مین شعر لکھتا تھا مدتون تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا ایک دیوان بھی اوسکا ہے جسمین تخمینا تین ہزار شعر ہین
ولہ حیات جاودان دارد شہید تیغ بیدادش + مگر در آبگیری آب حیوان دادہ اوستادش + ولہ از جفای او
نمی نالم کہ می ترسم رقیب + یابد از تاثیر فریادم کہ از بیداد کیست + ولہ بود چون اخگری در دست و پای او دل گرم

کہ بردارد ببازی طفل وازدست افگند زودش + ولہ چنان وقار تو بر کوہ پای حلم فشرد + کہ شد ز ہر رگ او چشمہای آب روان + ولہ زبانی گوی قاصد شرح حالم را کہ در نامہ + ز دست بیخودی حرف از قلم بسیار افتاد + ولہ قاصد از آمدنش می کند آگاہ مرا + تا کشد جذبۂ شوقش بسر راہ مرا + سنہ ۹۵۱ نوسواسی ہین جب اکبر کا لشکر گجرات کی طرف جاتا تھا تو اوسنے آگوگڈہ کے قلعہ کے قریب وفات پائی اور وہین دفن ہوا قاسم ارسلان نے اوسکی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ زادہ چو سگی بجا فرستان جان + زین خان کو کا ہندی باجے اور دف اور ہر قسم کے ساز خوب بجاتا تھا کبھی کبھی کچھ شعر بھی کہتا تھا اونمین سے ایک یہ ہے ؎ آرام من مبند بدامن چرخ کج خرام + تا رشتہ مراو بسوزن در آورم + سلطان سپکلی سیلک قندھار کے قریب ایک موضع ہو ہندوستانی اوسکو سپکلی کہا کرتے ہین اس بات سے وہ بڑا تنگ ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ مجکو کثیف مردار جانور کے نام سے یاد کرتے ہین ایک آزاد عشق آدمی تھا جس روز ملا قاسم کاہی سے ملاقات ہوئی تو سلطان نے پوچھا کہ آپ کا سن شریف کیا ہو قاسم نے کہا کہ خدا سے دو برس سے چھوٹا ہون سلطان نے کہا کہ ای مخدوم مین تمکو دو برس بڑا سمجھتا تھا شاید کچھ تمنے اپنی عمر کم بیان کی ہو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ملا قاسم کاہی کی عادت تھی کہ بزرگون کے کلامون سے اچھے کلام کو اخذ کیا کرتے تھے اس مضمون کو اونھون نے شیخ بایزید بسطامی کے کلام سے لیا ہو چنانچہ اونھون نے کہا ہے أنا أقل من ربي بسنتين ہ یہ قول بھی ایک صوفیون کی خرافات سے ہو اور بعضے عارفون نے اسکی تعبیرون کی ہو کہ مین خدا سے دو برس یعنی دو صفتون مین چھوٹا ہون جو وجوب اور قدرت ہین اسلیے بندہ اللہ کی جمیع صفات مظہر ہے سوای ان دو صفتون کے کیونکہ حدوث اور عجز اوس سے کسیوقت نہین جاتا سلطان کی طبیعت شعر سے نہایت مناسب تھی خان زمان کا تخلص بھی سلطان تھا جب اوسنے ایک قصیدہ خان زمان کی تعریف مین پیش کیا تو خان زمان نے ہزار روپیہ اور خلعت اوسکے صلہ مین بھیجا اور کہا کہ میری خاطر سے اس تخلص کو چھوڑدے اوسنے انعام کو رد کر دیا اور کہا کہ سلطان محمد باپ نے میرا نام رکھا ہو تمہارے کہنے سے کیونکر چھوڑدون اور مین تمسے بہت دنون پہلے سے شعر کہتا ہون اور اسی تخلص سے بہت مشہور ہون خان زمان نے کہا کہ اگر تو اس تخلص کو نچھوڑیگا تو مین تجکو ہاتھی کے پاؤن سے کچلوا دونگا اور بہت غصہ ہوکر ایک ہاتھی منگوایا اوسنے کہا کہ ہو قسمت جو مین شہادت پاؤن غرض جب اوسپر بہت ہی تنبیہ کی تو مولانا علاء الدین خان زمان کے اوستاد نے کہا کہ مولوی جامی کے دیوان سے ایک غزل نکالو اگر اوسکے جواب مین یہ اسیوقت غزل لکھے تو معاف کردو ورنہ جو چاہو کرو القصہ دیوان مین یہ غزل نکالی جسکا مطلع یہ ہے ؎ دل خلوت راز قسم صنع الٰہی دانست

بر سر سادہ رخان حجت شاہی دانست + سلطان محمد نے اوسیوقت اوسکے جواب مین یہ غزل لکھی جسکا مطلع یہ ہے ؎
ہر کہ دل را صدف سر الٰہی دانست + قیمت گوہر خود را بکماہی دانست + اگرچہ یہ مطلع مولوی جامی کے مطلع کے مقابلہ
مین کوئی چیز نہین ہے مگر خان زمان نے خوش ہوکر بہت سا انعام عطا کیا اور اوسکی بہت تعظیم کی مگر وہ پھر وہان
نٹھہرا اور بے اطلاع خان زمان کے رخصت ہوکر بدایون مین آیا اور سب ملکون کی سیر کرتا ہوا دکن کو گیا جس سال
دکن کے چار بادشاہون نے متفق ہوکر بیجانگر کو فتح کیا تھا اور ایک بڑا بتخانہ وہانکا توڑا تھا تو سلطان محمد بھی
اوس لشکر مین تھا پھر کچھ اوسکا حال نمعلوم ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ وہ واقع مین بڑا بامروت تھا
جو خان زمان سے شخص سے تخلص کے باب مین اوسنے ایسا جھگڑا کیا غزالی کا یہ مطلع ہے ؎ زاہد اعرفان بدلق و سبحہ
وسواک نیست + عشق پیدا کن کہ اینجا دخل ادراک نیست + اوسنے اوسکے جواب مین یون لکھا تھا ؎ گر بدل دارد
رقیب از ما غباری باک نیست + روشن است این پیش ما کا یینہ او پاک نیست + ولہ گاہ در چشم نشینی گاہ در دل آنِ یے
ہیچ جا تسکین نداری زانکہ جا در دیدہ است + چون کنم تشبیہ ابرویت بماہ نو کہ من + ہر سر موی ز ابرویت بلای
دیدہ ام + سلطان یہ خان زمان کا تخلص ہے کیونکہ احوال اوسکا تفصیل سے اس منتخب مین بلکہ ہندوستان کی
ساری تاریخون مین مذکور ہوا اسلیے اوسکا اعادہ ضرور نہین ولہ باریک بہ موی ست میانی کہ تو داری + گویا سر آن
موست دہانی کہ تو داری + جب اوسنے یہ غزل لکھی تو اوس عہد کے اور شاعرون نے بھی اس زمین مین فکر کی چنانچہ
ایک شاعر کا مطلع یہ ہے ؎ گفتم کہ گمانی ست دہانی کہ تو داری + گفتہ کہ یقین ست گمانی کہ تو داری + اور
مصنف صاحب نے بھی اس طرح مین یہ مطلع لکھا تھا ؎ سرچشمۂ خضر است دہانی کہ تو داری + ماہی ست دران
چشمہ زبانی کہ تو داری + ولہ فغان و نالہ لبان جرس مکن ای دل + ز جور یار شکایت بکس مکن ای دل
ولہ صبا بحضرت جانان بآن زبان کہ تو دانی + نیازمندی من عرض دہ چنان کہ تو دانی + دلبری داریم کہ
رویش چون گل و مو سنبل ست + سنبل پر چین او افتادہ بر برگ گل ست + ولہ جانان نبود مثل تو جانانۂ دیگر
مانند من دلشدہ دیوانۂ دیگر + ای غنچہ از دست تو پیمانہ نوشیم + ما مست الستیم ز پیمانۂ دیگر + بہادر خان
بھائی اوسکا بھی شعر کہتا تھا یہ مطلع اوسکا ہے ؎ بر ما شب غم کار بسے تنگ گرفتہ + کو صبح کہ آیینۂ ما زنگ گرفتہ +
آن شوخ جفا پیشہ بکف سنگ گرفتہ + گویا بمن خستہ رہ جنگ گرفتہ + بنشستہ بہ من رسد خوبی + شاہ
کہ جا بر سر او رنگ گرفتہ + از نالہ من بس مکنا ای تو بہادر + زینسان کہ نی غمزہ تو در چنگ گرفتہ + سیری
یہ قاضی فقیر خوش طبع تھا ہندوستان مین آیا اور پھر سفر حج کی طرف رخصت ہوا علم عروض اور قافیہ اور معما

یہ رباعی اوسکی تصنیف ہے سیری بحریم جان و دل منزل کن + قطع نظر از صورت آب و گل کن + خدای ز جمعیت ہمہ + بگذر ز ہمہ معرفتی حاصل کن + ولہ بہر چشم درد آن نرگس بیماری بندد + و در ہمت بروی عاشقان زاری بندد + ولہ ناصح مگو برای بتی نا سزا مرا + دیگر مکن عذاب برای خدا مرا + سپہری نام انکا میرزا بیگ تھا خواجہ مینا کا بھتیجا تھا جو خواجہ جہان کے نام سے مشہور ہے صاحب دیوان ہے یہ اشعار اوسکے تصنیف ہین ہ از تبسم دفع زہر چشم خشم آلود کن + گر نمک سازند شیرین چون بود بادام تلخ + ولہ دل غریب بکوی بلا گذاری کرد + غریب کوی تو شد دل غریب کاری کرد + ولہ چون لالہ جام گیر سپہری بدور شاہ + اکنون کہ رنگ گل شگفت و گلستان معطر ست + شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف + خاک درش بمرتبہ ز افلاک برتر ست سیاقی بیرم خان کا ملازم تھا خان مذکور نے ایک مرتبہ سات ہزار روپیہ حضرت امام رضا کے روضۂ مبارک کی نذر کے لیے اوسکے ہاتھ بھیجے تھے اوسنے سب مصرف پر پہونچا دیے وہان شاہ طہماسپ نے اوس سے مواخذہ کیا اور سنہ ۹۷۰ نوسو چہتر میں شکنجہ سے خلاصی پائی ولہ رخسارہ زرد من چو در آیینہ عیان شد + آیینہ ز عکس رخ من برگ خزان شد ولہ سینہ شگافم کہ جا دارد غم جانان درو + جای آن دارد کہ از شادی نگنجد جان درو + سہمی اوسکا باپ تیرگری کا کام کرتا تھا اسی مناسبت سے اسنے اپنا یہ تخلص مقرر کیا تھا میرزا عزیز کوکا کی خدمت مین اوسنے نشو و نما پائی دس برس کی عمر سے شعر کہتا تھا اس فن مین اوسکو بہت مشق ہو گئی تھی امیدی رازی کا جو قصیدہ ہے جسکا مطلع یہ ہے ہ ای تو سلطان ملک زیبائی + ماگدا پیشگان تماشائی + اسکے جواب مین اوسنے بھی قصیدہ لکھا تھا ایک روز دربار عام مین اپنے قصیدہ کو بیٹھا پڑہ رہا تھا جب اس مصرع پر پہونچا ہ سنی پاکم و بخارائی + تو لشکر خان مشہدی نے جو باطن مین رافضی تھا اور ظاہر مین اپنے مذہب کو چھپاتا تھا کہا کہ ملا سنی ناپاک بھی ہوتے ہین میرزا عزیز کوکا نے اوسیوقت جواب دیا کہ ہان ہوتے ہین جیسے تم قاسم ارسلان نے اوسکے حق مین یہ رباعی لکھی تھی ہ سہمی و فریبی و ظریفی دزدند + چون گربہ چون شغال و میمون دزدند + زنہار بر ایشان سخن خویش مخوان + کاینہا دو سہ تا شاعر مضمون دزدند + اوسنے امیدی کے قصیدہ کے جواب مین یہ کہا تھا ہ در دل خیال خالت پیوستہ داشت منزل + پیشت نکردم اظہار این داغ ماند بر دل + در مزرع محبت تخم امید کشتم + جز کشت ناامیدی چیزی نگشت حاصل + در آیینہ چو دیدی رخسار خون فشان را + آیینہ آب گردید از شرم در مقابل + ولہ ہلال نیست کہ بر اوج چرخ جا کردہ + ز مہر کشتن من تیغ در ہوا کردہ + ولہ ہلال عید نسبت داشتے با طاق ابروئش + اگر بودی ہلالی دیگری پیوستہ پہلویش + ولہ وہان او سر موئی بود از نازکی بنگر + کہ چون تیغ زبانش ملک گاہ در سخن ہو را

ولہ پیش من از بہر آزار دل ریش آمدے + من چہ کردم کہ با من اینچنین پیش آمدے + سقائیہ ایک فقیر
آزاد مشرب تھا شیخ حاجی محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین مرید تھا جذبہ سے خالی تھا ہمیشہ آگرہ کے
کوچون مین اپنے چند شاگردون کو ساتھ لیے لوگون کو پانی پلاتا پھرتا تھا اور اوس حال مین بھی اکثر شعر آبدار اوسکی
زبان پر رہتے تھے ایک مرتبہ اوسکے پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا سقائے جو کچھ اپنے پاس رکھتا تھا
سب اوسکی نذر کردیا اور بالکل تجرید اختیار کرکے سراندیپ کا راستہ لیا اثنائے راہ مین اوسکا انتقال ہوگیا وہ ملک
بالکل کفرستان تھا ایک شخص کو خواب مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اوسنے غیب سے
پیدا ہو کر اوسکی تجہیز و تکفین کی کئی دیوان اوسنے جمع کیے تھے مگر جب اوسپر جذبہ غالب ہوتا تھا سب کو دھو ڈالتا تھا جو کچھ
باقی رہگیا ہے وہ بھی ایک بڑا دیوان ہے ؎ بخیال عارضش در نظر حیرانی دارم + بدو رنقطہ چون پرکار سرگردانی دارم
من دیوانہ از خوبان ازان قطع نظر کردم + کہ در کاشانۂ دل چون تو یار جانی دارم + ولہ آسا س پارسائی را
شکستم تا چہ پیش آید + سر بازار رسوائی نشستم تا چہ پیش آید + ولہ دل دیوانہ را سرگشتۂ روی تو می بینم +
سر سوبستۂ زنجیر گیسوی تو می بینم + ولہ از گریہ شدم غرق بخون جگر امروز + ای دل مدہ از نالہ مرا درد سر امروز +
ولہ عشق آن گل پیرہن باز م گریبان می کشد + وہ کہ چاک جیبم آخر تا بدامان می کشد + سپاہی یہ خواجہ
کلان بیگ کا پوتا تھا یہ رباعی اوسکی تصنیف ہے رباعی افسوس کہ وقت گل بزودی بگذشت + فریاد کہ تا چشم
کشودی بگذشت + بی چشم و خط تو بنفشہ و نرگس را + ایام بکوری و کبودی بگذشت + ۹۸۰ نوسو اسی مین آگرہ
اوسکا انتقال ہوا + سرمدی اصفہانی یہ شریف ہے اور مدت تک چوکی نویس تھا اب شریف آملی کے ساتھ
بنگالہ مین کسی خدمت کے لیے تعین ہے اول فیضی تخلص کرتا تھا جب اکبر کے دربار مین اوسکو شیخ فیضی سے معارضہ
واقعی ہوا تو اوسنے اس تخلص کو چھوڑ کر سرمدی تخلص اختیار کیا ؎ تا تیغ نازآن بت مغرور شد بلند + صد گردن
تماشاگی از دور شد بلند + وا رمی در سرو گل در بغل آئی چو در کاشانہ ام + بہر تماشا بشگفد خاشاک صحنت خانہ ام
ولہ تا بسر کوئی ین نہادیم قدم را + دستی نبرد بر دل ما شادی و غم را + ساقی جزائری یہ عربی تھا باپ اوسکا
شیخ ابراہیم ایک فقیہ فاضل شیعہ مذہب تھا اور اس مذہب کے لوگ اوسکو مجتہد سمجھتے تھے وطن اوسکا مشہد مین تھا
ساقی کا تولد بھی وہین ہوا تھا کسیقدر علم بھی اوسنے حاصل کیا تھا خوش طبع شیرین کلام تھا دکن سے
ہندوستان مین آیا تھا بنگالہ مین ہے ؎ ز جا نم گاہ گریہ آہ درد آلود می خیزد + بلی چون آب بر آتش فشانی
دود می خیزد + ولہ آزردہ دلم از ستم یار نگردد + تا باعث خوش حالی اغیار نگردد + ولہ چون تیر بگذر دار من

زدیده آب برآید + نه دیده آب ز تیزی آفتاب برآید + تپد دلم که مبادا بخوابش آمده باشی + به پیش من چو کسی
مضطرب ز خواب در آید + وله نفس دل ز هوای مژه خونبار کند + تا مرا باز بدست تو گرفتار کند + زان نگه یافت که
جان گشت شکارش آری + شست را تیر بهدف خورده خبردار کند + دل همان گرم محبت تو همان مستغنی + ساقی این درد
بگو پیش که اظهار کند + سپاہی نام اوسکا سید شاہی تھا گرم سیر کے سیدوں میں سے تھا کالپی میں اوسنے
توطن اختیار کیا تھا خوش طبع خوش گو تھا تصوف میں بھی کچھ اوسکو مہارت تھی شیخ سلیم چشتی کا مرید تھا ایک مدت تک
اکبر کی خدمت میں رہا پھر جدا ہو کر اُمرا کے ساتھ رہنے لگا اب قلیج خان کے ساتھ کابل میں ہے ذکر اوسکا پہلے بھی مذکور
ہو چکا ہے وله اول سرگرمی عشق ست و دل را اضطراب + همچو طفلے کو تپد هنگام بیداری ز خواب + وله گل حمائل کرد
تا سرو سهی بالای من + بس زگل در رشک و گل در غیرت از پیراهنش + وله نیافت از دل گم گشته ام نشان که چه شد
نسیم اگرچه دو زلف تو تار تار کشاد + در خانه زاویت تو انهم قدم نهاد + وله کر تو رخ تو همه خانه پر شده است +
از لطف و عتاب تو هزار از تحیرد + از گشته تسلیم تو آواز نخیزد + وله گرچه کس را بعهد شاه جهان + جز دم آب و کهنه دلق نماند
لیک صد شکر که نهایت فقر + جز دمی در میان خلق نماند + وله قصیدهٔ بتو ای صاحب عطا گفتم + که هست نسخهٔ
فضل و کمال را فهرست + باین عطا که نمودی تو در برابر آن + ز دولت تو مرا رشتهٔ امید گسست + نه در برابر شعر
من این عطای تو بود + عطای خویش نگهدار و شعر من بفرست + وله استغفر الله از دل بی چاشنی درد +
پیکان بسینه به نه دل مرده در بغل + شاه ابو المعالی ذکر اوسکا پہلے مذکور ہو چکا ہے شعر خوب کہتا تھا وله
جان من هم صحبت اغیار بودن نیک نیست + جز من بیکس بهر یک یار بودن نیک نیست + خوش بود آزردن
عاشق گهی که لطف نیز + دائما بر سر آزار بودن نیک نیست + بر امید وصل خوش میباش در کنج فراق +
نا امید از دولت بیدار بودن نیک نیست + وله جدا ز وصل تو ای دلبر یگانه شدم + اسیر بند فراقت بهر بهانه شدم
ز بس فسانهٔ عشق تو خوانده ام هر جا + میان مردم عالم بدین فسانه شدم + هزار گونه غمم حاصل ست در دل ازو +
اگرم آن یک غم دگر چه حاصل ازو + شیری کوکووال پنجاب کے علاقہ کے ایک گانوں کا رہنے والا ہے باپ اوسکا
سجیون کی قوم سے تھا جو ایک بڑی قوم مشہور ہے ماں اوسکی سیدانی تھی اگرچہ عامی آدمی تھا مگر اوسکی طبیعت
عالی اور وضع بہت اچھی تھی اپنے باپ مولانا یحیی کی خدمت میں تعلیم پائی تھی یہ مطلع اوسکے باپ کا ہے مطلع
هست از باران لطفت ای کریم کارساز + در دل دانا بهر یک قطره صد دریای راز + شعر کہنے پر اوسکو بڑی
قدرت تھی چنانچہ خود دعوی کرتا تھا کہ ایک شب میں نے تیس غزلیں کہی تھیں واللہ اعلم ایک روز مجلس میں اوسنے

دیوان مین سے ایک قطعہ پڑھ رہا تھا جسکا ایک مصرع یہ تھا ؎ چار دفتر شعر در آب چناب انداختم * مولانا الہ داد مرحوم نے بھی
دکھا کہ اچھا ہوتا کہ اس پھٹے پرانے کو بھی اوسمین ڈال دیتے فقیری کا بھی درد اوسکو حاصل تھا چنانچہ خود کہتا ہے ؎
صاحب خوان فقرم و ہرگز * ہست من نخواہد از جانان * قرض ہندو بشر داده پنجاه * بہ کہ انعام این مسلمانان *
گلہ شکوہ لکھنے مین اسکو بڑی مہارت تھی چنانچہ اوسنے ایک قطعہ لکھا ہے ؎ قطعہ گذشتگان ہمہ عشرت کنید کاسود بہ * ما ز آنکہ عیش
برافتاد از میانہ ما * ایا کسان کہ پس از ما رسید فاتحہ * بشکر آنکہ نبود بد در زمانہ ما * قصیدہ اور قطعہ گوئی مین سب
شاعرون سے غالب تھا اس قطعہ سے اوسکا حال خوب کھلتا ہے ؎ اگر از شعر شیرینم بپرسی * بگویم او در میانۂ انصاف
نہ ہمہ شعر شاعران سرہ است * نہ ہمہ بادہ کشان صاف ست * شیری ارزال را مکن بدچہ * کہ متناسب بجا
اشراف ست * غزل و مثنوی اش حیلہ سقط * وین سخن نی ستیزہ نی لاف ست * یہ چند شعر اوسکے لکھے جاتے
ہین ؎ چنان فریفتہ شد دل جمال سلمی را * کہ باو ل ست بار گشتگی تسلی را * دران دلی کہ تو لی یاد دیگری کردن
درون کعبہ پرستیدنست عزی را * ہجوم ناز چنان گرد پیش یار گرفت * کہ راہ نیست دران تنگنا تمنا را * ولہ
کاروان گو تیز تر سیران کہ از درد فراق * مصر فریاد زلیخا بر نتابد بیش ازین * ولہ ستم بنامہ تار سفید واشا
کرد ہر ئی نبود در رگ خود خون نماندہ است * ولہ بی رخت دریای درد و غم وجود ما بود * استخوان پہلوی ما موج
آن دریا بود * ولہ بکف تیغ ستم از بہر قتلم تیز می آید * زبیداد انچہ میگویند از ان خونریز می آید * زلیس امیدوار
قاصدے بیار دار شیرین * سوی فرہاد سنگین گر بہ پرویزی آید * ولہ چرا اشک در چشم از وداع یار میگردی *
کجا بودی کہ اکنون مانع دیدار می گردی * سراپا جانی ای باد صبا در قالب شوقم * بسرت گردم مگر در کوی او بسیار
میگردی * اور سوال و جواب مین اوسنے ایک قصیدہ لکھا تھا اوسکے چند اشعار یہ ہین ؎ گفتم ای دل زچہ
اوضاع جہان گشت بدل * گفت خاموش کہ در مغز فلک رفتہ خلل * گفتم از چارہ امید آب تمنا نرسد *
گفت کوتاہ بود از وی رسن طول امل * گفتم آسایشی از ہست بگو بید کجاست * گفت در خواب نمایند پس از خواب
اجل * گفتم آیا نفسی شاد توان بود بسر * گفت قول ست کہ ہرگز نہ در آید بعمل * گفتم آن یار چرا ابروی پرچین دارد *
گفت با صاحب بد خو نتوان کرد جدل * گفتم آئینۂ دانش ہمہ جا زنگ گرفت * گفت کو صیقلی خود کہ گیرد صیقل *
گفتم اہل سخن آرایش مجلس باشند * گفت زنہار نتوان گفت بار باب دول * گفتم افسوس ازین مردم دور از معنی *
گفت فریاد ازین قوم جفاجوی دغل * گفتم از بخت بتفصیل شکایت دارم * گفت با بادیہ شہنشاہ بگوی مجمل *
گفتمش اکبر جمجم قدر سلیمان دانش * گفت خاقان بلند اختر خورشید محل * گفتم آن ذات نبی را بہ تعظیم ثانی *

گفت آن خلق خدا از فیض اول + گفتم اصل نسبتش لازم تاج است و سریر + گفت لطف و کرمش حامی ملک است و ملل +
اور ایک قصیدہ اوسنے التزام فیل مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہہ ہین ع ای خوش آن شبہا کہ ہر دم در دعای فیل او +
سورۂ والفیل خوانم بر لب آبی بیاد + فیل رفتاران آہو چشم کو کو دال را + سیکنم ہر لحظہ یاد و میکشم از سینہ آہ + اور بیت مطلع
اوسکے قصیدہ کا جسمین چھ چیزونکا التزام کیا تھا ع ای جہان در قبضۂ حکمت بضرب تیغ و تیر + تاجدار تخت و بخت
از فیل و اسپ افتادی گیر + تاج و تخت و تیغ و تیرت مہر و مہ برق و شہاب + در شمار فیل و اسپت گشتہ عاجز صد دبیر +
جب مہابھارت کے ترجمہ پر مامور تھا تو کہا کرتا تھا یہ کہانیان ایسی ہین جیسے کوئی حالت تپ مین خواب دیکھتا ہے
اور ملا شیری کی وفات کوہستان یوسف زئی مین سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے مین ہوئی شکیبی اصفہانی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ تھوڑے دن ہوئے جو ہندوستان مین آیا ہے خانخانان ابن بیرم خان کے
پاس رہتا ہے ولہ ہنوز نالۂ شبہای من اثر دارد + کمان شکستۂ من تیر کارگر دارد + دلم بہجر در آویخت رحمتی ای بخت +
کہ دست عربدہ با کوہ و رگ دارد + تو گل بدامن یاران فشان کہ خستۂ ہجر + بنوک ہر مژہ صد پارۂ جگر دارد + و لہ
ای خدا جنس دل از عیب بازاری بدہ + بیشتر و کم دل بدیداری خریداری بدہ + ولہ در دست ستائم نہ طرب نرخ
چہ پرسی + دانم کہ تو نستانی و من ہم نفروشم + ولہ لذت درد محبت کی فراموشم شود + آن نمک را من بمغز استخوان
افشاندہ ام + شجاعی یہ تخلص حکیم سیف الملوک کا ہے میر سید محمد جامہ باف فکری تخلص کا جو میر رباعی کے
نام سے مشہور تھا معالج کرتا تھا اوسوقت میر نے یہ قطعہ اوسکے حق مین لکھا تھا ع سیف قاطع بندگان مولوی
سیف الملوک + آنکہ طرح نو بحکمت در عمل آوردہ بود + دی اجل میگفت بہر بودن جان مریض + ہر کجا رفتم بہ تیر
از علاجی کردہ بود + مولانا نے میر کی بد پرہیزی کے باب مین لکھا تھا رباعی مستزاد ای میر دو من عقیدہ چون گنجد نگنجد
در معدۂ شصت + ور می گنجد نہ بلکہ چون می گنجد + زاد خال نخست + لوحی کہ در و رباعی جا نکند + با خط غبار +
خود گو کہ در و قصیدہ چون می گنجد + با ثلث درست + یہ اشعار شجاعی کے طبعزاد ہین ع از سودای بتان داری
سری با سوی ژولیدہ + سرت گردم کہ با عاشق سری داری و سودائی + ولہ تار زلف افتادہ بر رخسار جانان نیست +
یا مگر بر روی آتش رشتۂ جان منست + ولہ جای ما بزیر زمین بہ کہ برای نفس شوم + منت روی زمین از اہل عالم کشیم +
شعوری تربتی ایک طالب علم تھا ولہ ای کہ ز بیم ہجر او در سکرات مردنی + مژدہ کہ آن مسیح دم میرسد و رسیدنیست
ولہ مرا ز خانہ برون ہر دم آرزوی تو آرد + گرفتہ شوق گریبان من بسوی تو آرد + ہزار گونہ جفا می کند رقیب منظم +
ولی شعوری مسکین چسان بروی تو آرد + موج عشق در آمد رگ جانش گرفت + ولہ زلف کجش بر رخ مہوش فتاد + ست

لعل برای تو در آتش نهاد + عهد بود تخم وفا کاشتن + چیست وفا عهد نگهداشتن + وله غبغب آن دلبر ابرو هلال +
عکس هلالی ست در آب زلال + وله نی که چو خورشید گرفت ارتفاع + ماه عیان گشت ز تحت الشعاع +
ملا صادق حلوائی سمرقندی یہ بڑا عالم خوش فہم اور خوش تقریر تھا اوسکا مرتبہ اس سے بڑھا ہوا ہے کہ شاعرونکے
زمرہ میں اوسکا ذکر کیا جاوے مدت تک ہندوستان میں رہکر حج کو گیا اور وہان سے ۹۸۰ نوسو اسی میں واپس
ہوکر اپنے مکان کو جاتا تھا راستہ میں میرزا محمد حکیم نے روک لیا اور اوس سے سبق شروع کیا مصنف صاحب لکھتے
ہیں کہ آج کل وہ ماوراء النہر میں معزز ہے وله دل گم شده نمیدیدم کس نشان از و + درخنده است لعل تو دارم گمان
از و + وله جز در تو جای دل آواره را منزل نشد + از درت گفتم شوم آواره اما دل نشد + وله همچو خورشید از سفر
ای ماه سیما آمدی + خوب رفتی جان من بسیار زیبا آمدی + وله چهره گل شمع هر محفل نمیخواهم ترا + هر طرف چون شاخ
گل مائل نمیخواهم ترا + وله ضمیر دوست چو آیینه در مقابل ماست + در و معاینه پیداست انچه در دل ماست + وله
درد عشقی کز تو پنهان در دل و جان داشتم + شد عیان از چهره ام هر چند پنهان داشتم + وله سهی سروی که پروردم
درون چشم خونبارش + بچشم خویش می بینم کنون با هر خس و خارش + وله بیای اشک ازین رفتن ز چشم تر چه میخواهی
مرا رسوای عالم ساختی دیگر چه میخواهی + صبوحی یہ قوم چغتیہ سے ہے بالکل بے قید لاابالی تھا شعر میں اوسکو
خوب مہارت تھی وله دلم که مهر تو دارد همین تو میدانی + نگفته ام بکس این راز را خدا داناست + وله بی حجابانه
در آ از در کاشانه ما + که کسی نیست بجز درد تو در خانه ما + وله عاشق نشدی محنت هجران تکشیدی + کس پیش تو
غم نامه هجران چه گشاید + وله هیچ جائی ننشستی که تو نیست نشست + جز دل من که تو جا کردی و بیرون نانشست
وله من امشب با خیال از بیوفائی هجر یاران بر دم + خیالت در میان جان در آمد ورنه می مردم + وله
فغان کز چشم آن نامهربان رانگه نه افتادم + که هرگز چشم او بر من نیفتاده است پنداری + وله خیالت در نظر
آورده میگویم وصالست این + وصالت را تمنا میکنم لیکن خیالست این + وله ضعف غالب شد و از ناله
فرو ماند دلم + دگر از حال من او را که خبر خواهد کرد + حالت خویش چه حاجت که بر و شرح دهم + گر مرا سوز دلی
هست اثر خواهد کرد + وله در ره افتادن مژگان بلا انگیز مباشد + مباش ایدیده چون گلگون شود خونریز
مباشد + ۹۷۳ نوسو تہتر میں آگرہ میں انتقال ہوا + اور صبوحی میخوار + تاریخ اوسکی ہے صاحبی یہ ہرات کا
رہنے والا ہے طالبعلم تھا فن شعر اور انشا میں اسکو بڑی مہارت تھی مدت تک شیعون کے زمرہ میں رہا پھر وطن
مالوف کی طرف چلا گیا وله شب فراق تو در خانه های دیده ما + نه بست خون جگر انچنان که خواب درآید + تیغ

اوسنے امیر خسرو کے اس شعر کی تتبع میں لکھا تھا ع نگر دیدۂ خود وفا از شرم کردم ٭ کہ نی خیال تو بیرون رود نہ خواب از ایذ ولہ بہ چشم خونفشانم ز غمت شب جدائی ٭ چہ کنم کہ ہست اینہا گل ورز آشنائی ٭ سر و برگ گل ندارم چہ روم بگشت گلشن ٭ کہ شنیدہ ام ز گلہا ہمہ بوی آشنائی ٭ چو سگان بر آستان تو ازان گرفتہ ام جا ٭ کہ رقیب در نیاید بہ بہانۂ گدائی ٭ ولہ ناسم گشت ازان غنچہ پیدا و جدا ٭ سر جدا غرقہ بخون شد دل ناشاد جدا ٭ عاشقی مایۂ دردست چہ ہجران چہ وصال ٭ خسرو از عشق جدا نالد و فرہاد جدا ٭ صادقی قندھاری مولد سروی اصل ہے مدت تک ہندوستان میں رہا اور وہیں مرگیا ہ مرا از بسکہ از تیغ تو در تن چاک می افتد ٭ بہر پہلو کہ می افتم دلم بر خاک می افتد ٭ ولہ دل مجروح را پروای تن نیست ٭ شہید عشق محتاج کفن نیست ٭ مرا چون تنگ روزی آفریدند ٭ چرا ہیچم نصیبی زان دہن نیست ٭ خیالی از تنم باقی ست و آن ہم ٭ چو نیکو بنگری جز پیرہن نیست ٭ ولہ روزیکہ قسمت ہمہ کس از قضا رسید ٭ شادی نصیب غیر شد و غم بما رسید ٭ ای دل مگو کہ بیمدد آن سہ بتان ادا ٭ چندین ہزار نالہ کردم کجا رسید ٭ رباعی ای قصر جفا یافتہ بنیاد از تو ویرانۂ بنای عمر برباد از تو ٭ تو گنج ملاحتی ولیکن ہرگز ٭ ویرانۂ ما نگشت آباد از تو ٭ صرفی یہ تخلص شیخ یعقوب کشمیری کا ہے جنکا حال پہلے مذکور ہوچکا ہے جمیع صفتیں اوسکی ذات میں موجود تھیں اور جمیع فنون میں کامل تھے اور ہر فن میں اونکی تصانیف ہیں اشعار اونکے بہت بلیغ ہوتے تھے ولہ ابر رخ فگند چاشتگہ آن نقاب را ٭ پیش از زوال شام رسید آفتاب را ٭ ولہ از تو تنہا پرس وزان خاک در بپرس ٭ خاصیتش ز مردم صاحب نظر بپرس ٭ آخر عمر میں اوسنے ایک تفسیر بہت بڑی تفسیر کبیر کے برابر لکھنے کا ارادہ کیا تھا اور کچھ تھوڑا سا مسودہ بھی کیا تھا اسی عرصہ میں اونکا انتقال ہوگیا صرفی ساوجی مدت تک گجرات میں خواجہ نظام الدین احمد کے پاس رہا پھر لاہور میں آیا درویشانہ وضع رکھتا تھا جس زمانہ میں شیخ فیضی دکن کیطرف روانہ ہوا تھا تو صرفی بھی اوسکے ساتھ تھا وہیں اوسکا انتقال ہوگیا صاحب دیوان ہے ولہ ز راہ کعبہ منوعم وگرنہ بیخبر ستادم کف پای بہ جستن چلیپی خار مغیلانش ٭ ولہ گل فروش ہست کہ خواہد گل ببازار آورد ٭ باید اول تاب غوغای خریدار آورد ٭ ولہ گرہم خواہی لبپوشی آتش رخسار روشن کن ٭ کہ از خاکستر من تا قیامت نور برخیزد ٭ صبوری ہمدانی خان زمان کے معرکہ میں قید ہوا قتل سے خلاصی پائی لیکن موت سے نچھوٹا ولہ سپردم جان من بی صبر و دل از داغ ہجرانش ٭ چہ در دست این کہ غیر از جان سپردن نیست درمانش ٭ چہ سوز آتشکار ایش با وظاہر نمی گردد ٭ جسان آگاہ سازم از جراحتہای پنہانش ٭ چو در شبگون لباس آن مہ

بسر شب بیرون آید ✤ فروغ صبح ظاہر گردد چاک گریبانش ✤ ولہ کاش از خنجر من سینۂ او چاک شود ✤ تا ببیند
دل پاکم دل او پاک شود ✤ ولہ بیابش دل مردمان می برد ✤ دام مردمان از میان می برد ✤ صالح دیوانہ اونکو
درگاہ سے عاقلی کا خطاب ملا تھا مدت تک اوسکو یہ انتظام رہا کہ جبتک پانچ یا چھ طباق کھانے کے خضر علیہ السلام کے
نام پر کسی چشمۂ دریا یا حوض پر نہ بھیجدیتا تھا ہرگز کھانا نہ کھاتا تھا قاسم سندی ایک فیلبان کا بیٹا یا جی طبیعت
شاعر تھا اوسکے ہاتھ کھانا بھیجا کرتا تھا وہ لیجا کر اور پاجیوں کو کھانا کھلا دیتا تھا اور جب صالح پوچھتے تھے
کہ خواجہ کو تمنے دیکھا وہ کہتا تھا ہاں اونھوں نے بڑے شوق سے کھانا کھایا اور تمکو دعا دیتے تھے اسی قسم کی جھوٹی
خبرین بیان کر دیتا تھا اور دیوانہ کو یقین آجاتا تھا ولہ چو سودا ئی سر زلفش بپا افگندہ زنجیرم ✤ درین سودا
بغیر از جان سپردن نیست تدبیرم ✤ مدت تک اکبر کے مقربون مین سے رہا پھر مردود ہوکر کابل کو گیا اور جب وہان سے
واپس آیا تو حضرت سلطان المشائخ کے مزار فائض الانوار کی تولیت پر مقرر ہوا لیکن اوسنے اسکو قبول نکیا اور
پھر کابل کو چلا گیا طارقی ملا علی محدث ملا صادق کا بھائی ہے علم حدیث اوسنے ملک عرب مین تحصیل کیا تھا بڑا
متقی اور پرہیزگار تھا دو بار ہندوستان مین آیا ۹۸۱ھ نو سو اکاسی مین اوسکا انتقال ہوا ملا عالم کابلی نے
یہ اوسکی تاریخ لکھی تھی ✤ دریغا کہ ناگاہ ملا علی را ✤ ربود از میان دست برد حوادث ✤ پی سال تاریخ اوسا
دیگر ✤ بگو مردہ ملا علی محدث ✤ ولہ تن خاکی چنان افسردہ شد از داغ ہجرانم ✤ رود بیرون چو گرد از جامہ
گرد اسپ برافشانم ✤ ولہ درون روضۂ جان قامتت نہال خوشست ✤ نہال قد تو نازکتر از خیال خوشست
ولہ مردم چشم از آنجا در میان آب کرد ✤ تا کہ تو اندر شبی با خود خیال خواب کرد ✤ ولہ در میان مردمان چون نیست
مارا اعتبار ✤ ہمچو اشک خویش میخواہیم از مردم کنار ✤ ولہ تا دل اندر قید زلف مہوشان انداختم ✤ از برای خود بلا
دام بلائی ساختم ✤ طریقی ساوجی یہ ایک بڈھا آدمی فاسق اور مسخرا تھا اور اپنی بے حیائی سے شاعروں کو
تنگ رکھتا تھا آخر عمر مین زیارت حج سے مشرف ہوا ہے اوسنے وفات پائی ولہ عشقبازان را بغیر از جان
سپردن پیشہ چیست ✤ من کہ از جان بیدلم اندیشہ دیگر اندیشہ چیست ✤ ولہ کسی را جان ز دست تخت ہجران بہانہ
اگر اینست ہجران ہیچکس را جان نمیماند ✤ ولہ درین دیار بغمخوارہ دل بستم ✤ بدام زلف پری چہرہ کہ افتادم
ولہ من بیابانم کہ پا در دامن ہمت کشیدہ ✤ پی بکس منت نہد نی از کسی منت کشیدہ ✤ ولہ دیدیم بزلفش قد آن سرو روا
ہرچند ندیدہ است کسی فتنہ بپا ✤ وگہ گہی کہ زدست گردش گردون ✤ گرد گرد توگردم ازسخن خویشتن گردم ✤ ولہ
دو عارضت بخیالم چو وقت خواب درآید ✤ بخواب من ہمہ شب ماہ و آفتاب درآید ✤ بیاد آمدنت باوجود

آنکه بنیای + ز جان قرار رود و در دل اضطراب در آید + وله در عشق فزود بیدردی که درین عالم نماند + درد مندی بود مجنون
در جهان او هم نماند + وله کرده ام ارشاد دنیا بحلی انقطاع + تا نباشد با کسم از بهر دنیای نزاع + وله نمیتوان نفسی
بی تو در جهان بودن + چرا که جانی و بیجان نمیتوان بودن + وله کسی نگفت و نپرسید که این چه مرحله بود + که خضر
آنکه بشر و الیسین قافله بود + وله شد دلم سیاه غمت را سپرست + زین داغهای تازه سیاهی شکست + طا
اصفهانی آٹھ برس سے کشمیر مین رہتا ہے اول ایک آزاد وضع آدمی تھا آخر مین اوسنے نوکری اختیار کی اور
اکبر کی ملازمت مین آیا اکبر نے اوسکو کشمیر سے علی رای حاکم تبت خرد کے پاس بطور ایلچی گری کے بھیجا تھا جب وہ وہان سے
لوٹا تو اوسنے وہانکے عجائب اور غرائب کے بیان مین ایک رسالہ لکھکر شیخ ابوالفضل کے سامنے پیش کیا چنانچہ اکبرنامہ مین
داخل ہوا فن شعر اور انشا مین اوسکو اچھی مہارت تھی وله ز هر سم بفراق خود پشانی که چه شد + خونریزی در استین
فشانی که چه شد + ای غافل از انکه تیغ هجر تو چه کرد + خاکم بغبار تا بدانی که چه شد + وله غم نامهٔ من ز نادانی و کهنه شود +
مهجوری من ز نادانی و کهنه شود + دیر آمدنت اسایه کین زخم فراق + ترسم که تو دیر مانی و کهنه شود + وله یک روز من
خسته ره منزل دل + از آبلهٔ پای طلب ساخته گل + جان صرف رهی کنم که از بهر نیاز + جان هر جان
باشد و دل بر سر دل + وله بعیش کوش که این بکر عمر حجله نشین + چو گل برفتن از غنچه بادر افگنده + چو برگ گل
که ز باد بهار می افتد + رو بیم از غم دل خاک بر سر افگنده + وله شادم از اهل جهان کز اثر صحبت شان +
بجهانی ندهم گوشهٔ تنهائی را + طالعی یزدی یه طالبعلم خوشخط نستعلیق نویس تھا آگرہ مین کتابونکی جلدین باندھا
کرتا تھا ٥ ساقیا چند توان خورد غم عالم را + باده پیش آر که بیرون کنم از دل غم را + هر دم کند آزار دل کز جور
بیزارش کند + دل کی شود بیزار از و هر چند آزارش کند + وله بغیر خود ترا ای نازنین همدم نمیخواهم + ترا میخواهم و
غیر تو در عالم نمیخواهم + وله گر بصد درد دل از من سخنی گوش کند + بشنود تو ل غرض گوی و فراموش کند +
وله شود بیخود اگر گویم ز حال خود سخن با او + چه حالست اینکه نتوان گفت حال خویشتن با او + وله زاهد بصلاح
و زهد خود بنازد + عاشق تر دوست نقد جان بیبازد + دارند امید نظر این هر دو دوست + تا دوست بسوی که
نظر اندازد + وله پیش آر قناعتی گر از اهل هشی + باشد که سگ نفس و فی را بکشی + زنهار که آب و آتش کم کا
مخور + کو داکو بد بصد سحاب و ترشی + طفلی ملا درویش فتحپوری کا بیٹا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
اوسکا چچا محمد صالح فتحپور کی خانقاہ مین اب مدرس ہے طفلی تیرہ برس کی عمر مین شرح شمسیہ پڑھتا تھا اور
شعرگوئی سے طبیعت اوسکی [illegible]

یہ چند شعر اوسکے قصیدہ کے ہین جو اوسنے بڑے شاہزادہ کی تعریف مین لکھے تھے ۵ آیا شہی کہ جہان از رہ زبان خلل + بدور معدلتش
فتنہ پاسبان آمد + امید لطف تو ہست آنچنانکہ عاصی را + گناہ ز آتش دوزخ نگاہبان آمد + تو آن کہ مرکب عزم ترا
بروز وغا + ظفر علم کش و اقبال ہمعنان آمد + رساند نامہ اقبال تو شہ ہر ایغ شرف + کہ صیت شہپرش از اوج لامکان آمد
نوشتہ کاتب قدرت عبارتی کانرا + امید ترجمہ و شوق ترجمان آمد + ولہ گر حسن صنم جلوہ گر صومعہ گردد + سجادہ کشان
سبحہ بزنار فروشند + نقد دو جہان کس نشناسد ز خریدار + آنجا کہ متاع دل افگار فروشند + ہمم کہ یافتہ ام ذوق نشتر
غم الخ + ز ریش سینہ من خجالت ست مرہم را + ولہ آنچہ ما کردیم با اسلام در روز جزا + جامی آن دارد کہ گرد کفر دامنگیر ما +
ولہ نوای عشق آتش زن مضراب بود امشب + اشارت نغمہ سنج ابرو بر نشیم تاب بود امشب + ولہ یک ای دل خندہ در لب
گرہ زن + کہ امشب رونق خوناب عشق ست + ولہ ہراس ہمرہ نشم نیست زانکہ طعن رقیب + بود بمذہب عشاق
آفرین خوانی + ز بی نگاہ تو غارتگر مسلمانی + امید وعدہ تو مایہ پریشانی + ز سجدہ صنم ای برہمن مشو نومید + کہ ہست
آئینہ سخت داغ پیشانی + ولہ کجا ز سینہ و مرہم فرو نشیند درد + مرا کہ مرغ دل خستہ شعلہ بار آرد + یہ چند شعر ترجیع بند کے ہین
۵ ای گریہ بشارتی کہ امشب + خوناب جگر بدیدہ زد جوش + ای وصل شفاعتی کہ شوقش + تاراج نمود کشور ہوش +
از ذوق سخن بگو کہ مارا + نشتر بجراحتست بجاروش + این قصہ بکس نمیتوان گفت + الماس بزخم ریزہ و خروش +
الغرض فارسی سمجھنا اور کہنا اس سن مین تعجب ہوتا ہی نہ یہ کہ وہ نہایت عمدہ شعر کہتا تھا ظہوری دکن مین رہتا تھا
آزاد منش تھا امیرونکے گھر کم آتا جاتا تھا شیخ فیضی اوسکی اور ملک قمی کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اور یہ دونون چاہتے تھے
کہ شیخ کے ساتھ پایہ تخت لاہور مین آوین مگر برہان الملک مانع ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب دکن مین کچھ غدر ہوا
تو وہانکے لوگون نے ان دونونکو قتل کر ڈالا ظہوری صاحب دیوان تھا یہ شعر اوس سے یادگار ہی ۵ ظہوری شکوہ ات از
یار بیجاست + تو لی طالع قناوی جرم او چیست + عالم کابلی عارف تخلص ایک ملا شیرین طبع خوش ادا تھا مباحثہ
کیوقت اس قسم کی باتین کہا کرتا تھا کہ لوگ ہنستے ہنستے لوٹ جاتے تھے شرح مقاصد کی بحث مین اوسنے ایک تقریر لکھی ہے اور
اوسمین یہ لکھا ہی کہ یہ عبارت مین نے کتاب قصدا سے لکھی ہے جو میری تصنیفات مین سے ہی اسیطرح شرح تجرید کے
مقابلہ مین تجرید ایک کتاب لکھی ہے ایک دو حاشیہ مطول پر لکھے تھے اور بیان کیا کہ یہ کتاب مین فن مطول سے لکھی ہے جو
مطول اور اطول کے برابر ایک کتاب ہی اور ایک کتاب ویسے ہی ہندوستان کے مشائخ کے حالات مین لکھی ہی اور اوسمین
جو کچھ جس مجاور یا فقیر کا حال سن لیا ہی بلکہ کچھ اپنی طرف سے بھی بڑھا کر لکھدیا ہی اور اوسکا نام فواتح الولایت رکھا ہی جب
اوس سے پوچھا کہ واو عطف کے لیے کوئی معطوف چاہیے اور اوسکا یہان پتا نہین تو اوسنے جواب دیا کہ معطوف علیہ

یہان محذوف اور بدیہ الانتقال ہے یعنی فواتح الولایت و فواتح الولایت اول بکسر و ثانی بفتح واو و ولایت ہمشیرہ قاضی خان
اس بات کا رشک تھا کہ اوسنے اول سجدہ کا اختراع کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز فتحپور مین مجکو اور میرزا نظام الدین احمدکو
صبح کے وقت زبردستی اپنے مکان پر لے گیا اور وہان اوسنے ایک معجون کھلائی جس سے خواہش بھوک کی بہت ہوتی
تھی اور پھر اپنی کتابین دکھانا شروع کین صبح سے دوپہر تک ہم دونون نے بھوک کی مصیبت اوٹھائی آخر میرزا نے مجبور
ہوکر کہا کہ کچھ کھانیکو ہو تو لاؤ اوسنے جواب دیا کہ مین یہ سمجھا تھا کہ آپ کھانا کھا کر آئے ہونگے ایک بکری کا بچہ میرے گھر مین ہی
کہو تو اوسکو ذبح کرون مجبور ہوکر ہم دونون اپنے گھر اوٹھکر آئے اس قسم کی حرکتین اوسکی بہت تھین یہ چند شعر اوس ہی یادگار
ہین ۵ می پرد چشمی کہ میگشتم ازو ہر لحظہ شاد + غالبا گاہی زدیوارش برو خواہم نہاد + ۵ شکست شیشہ عشرت بھر کہ بستم
گسست رشتہ صحبت بھر کہ پیوستم + برای کشتن من تیغ کین بکف برخاست + بھر کہ یک نفس از روی مہر بنشستم + چند شعر
اوسنے سلسلۃ الذہب کی زمین مین لکھے تھے اور اوس مہمل کتاب کا صلصلۃ الجرس نام رکھا اوسمین سب اپنی تصنیفات کا
ذکر کیا تھا کہ وہ واقع مین ایک بھی نتھی فقط فرضی تام تھی چنانچہ اوسنے لکھا ہے ۵ دیدن باشی بنسخہ تجدید + کہ مجاور سبیل
فیض جدید + کاندرو صارہوا تعفنت نہان + وزبیانش مقاصدست عیان + متن تحریرش اولنگ ست +
گلشن از قحط آب بیرنگ ست + لمعاتش بی تکلف و اغراق + حکمت عین و حکمت اشراق + وانکہ وصفش تو نہ
نقلست + اسم و رسمش دلالۃ العقل ست + وان دری کان ز بحر جود آمد + الحجۃ الجوفی الوجود آمد + سجامع ان عوالم
الاثار + من تعالیم عالم الاخبار + کاندرو نوع علم نا صدو بیست + کردہ ام این صفت بگو در کیست +
میر عبد الحی مشہدی مدت تک ہمایون کے زمانہ مین صدارت کے منصب پر رہا اوسکا بھائی میر عبد اللہ قانونی
خاص بادشاہی ندیمون مین سے تھا میر عبد الحی خط بابری کو جسے بابر بادشاہ نے نکالا تھا اور ایک قرآن اوسنے
لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تھا اور اب اوس خط کا بالکل اثر باقی نہین رہا خوب جانتا تھا میر علاء الدولہ کے تذکرہ مین
لکھا ہے کہ میر عبد الحی کو بہت سے فن آتے تھے اور خط بابری کو اوس سے بہتر جلد کسی نے یاد نہین کیا مگر میرزا عزیز
کوکہ نے اوسکے جواب مین لکھا ہے کہ اوسکو کوئی فن نہ آتا تھا ہنر جو اوسمین تھا بس یہی خط بابری تھا اور عجب طرح کا
سادہ مزاج آدمی تھا ایسی ایسی نقلین کہ جنکو لڑکے بھی یقین نکرین بے محابا مجلسون مین بیان کیا کرتا تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میرزا اوس سے بہت آشنا تھا اسوجہ سے اوسکا لکھنا تحقیق معلوم ہوتا ہے شعر سے
اوسکو ایک مناسبت تھی کسی فاضل نے محمد ہندال میرزا کے نام پر ایک رباعی بطریق مربع کے لکھی تھی
جو نہایت مشہور ہے یہان تک کہ لڑکے اول اوسیکو یاد کرتے ہین اور وہ یہ ہے

رباعی

ای تاج بدرگاہ تو صد رستم زال

محمد

میر عبد الحی کہ وہ بھی مزاج لڑکون کا سار کھتا تھا اوسکے جواب مین اوسنے یہہ رباعی کہی رباعے

اے تاج درت ہزار ہمچون قیصر

محمد

عتابی سید محمد نام تھا دکن مین اوسنے بڑا اعتبار پایا تھا ہندوستان مین آکر اوسنے اکبر کی ملازمت حاصل کی بڑا بیقید اور بیباک تھا کسی نے اکبر سے یہہ عرض کیا کہ اسنے دکن مین شاہ فتح اللہ کی ہجو لکھی تھی جب اوس سے اکبر نے پوچھا تو اوسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین وہانکے آدمیونکی کیا اصل سمجھتا تھا جو مین اونکی ہجو لکھتا اس سبب اکبر اور زیادہ بدگمان ہوگیا فتحپور مین جب اوسکے مسودونکو دیکھا تو اومین اور دو چار آدمیونکی ہجو لکھی تھی دس برس اکبر نے اوسکو گوالیار مین قید رکھا پھر بڑے شاہزادہ کی سفارش سے اوسکے قصور معاف کیے اور لاہور مین طلب کیا پھر وہی حرکتین اوسکی باقی رہین ایک روز قاضی حسن قزوینی کے مکان پر گیا دربان مانع ہوا یہہ دربان سے ہاتا پائی کرکے اندر گھس گیا وہان بیٹھے ہوئے لوگ کھانا کھا رہے تھے یہہ بہت خفا ہوا اور کہا کہ فقط اس کھانیکے لیے تمنے اہل علم وفضل پر دروازہ روکا ہے صاحب خانہ نے بہت عذر کیا اور سب حاضرین مجلس نے خوشامد کی اور کہا کہ آپکو دربان نے پہچانا نتھا لیکن اوسنے کسیطرح کھانا نکھایا شعر عربی اور فارسی اور خط اور انشا مین او

بڑی مہارت تھی ایک دیوان بھی اوسکا ہے ولہ در گلخن ہوا دل فرزانہ سوختیم + قندیل کعبہ بر در بتخانہ سوختیم + ولہ ما رخصت
این خون بحل را بتو دادیم + گفتیم و نوشتیم و بحل را بتو دادیم + ولہ بغیرت تو کمر با بلبلان این چمنیم + کہ گل شگفت و ندانستہ ایم
باغ کجاست + ولہ در کشور تو نام وفا گریہ آورد + قاصد جدا و نامہ جدا گریہ آورد + ولہ کو سخا بلند و رہ آفتاب نیست
این طرز خاص مجلس عام تو می کشد + ولہ از سر کوی تو آلودہ بہتان رفتم + بعصمت آمدم و بر دامن عصیان رفتم +
شب زلف تو ز جمعیت دلہا خوش کرد + کہ ز کویت من آزردہ پریشان رفتم + چشمہ خضر بخاک قدمم می نازد + گرچہ لب تشنہ تر
از چاہ زنخدان رفتم + قند پیر بخت بہر در کہ زدم پنداری + کہ بار و بیرہ سوی آن لب خندان رفتم + در ہفتاد و ملت زدم از دور پا +
تا امید از مدد گبر و مسلمان رفتم + ولہ ز بیتابی عتابی دوری او جستم و اکنون + چو در دل بگذرد بی اختیارم گریہ می آید +
ولہ در عشق رخت علم و خرد باختہ ام + چہ علم و خرد کہ جان خود باختہ ام + در راہ تو سر چہ داشتم آخر عمر + در باختم و ہنوز بد باختہ ام
ولہ عجبی نیست کہ از آب و ہوای رخ تو + زاہن دل بدمد مہر گیا آئینہ را + رہائی کے بعد اکبر نے اوسکو ہزار روپیہ خرچ راہ کے دیکر
قلیچ خان کے حوالہ کیا تاکہ بندر سورت کے راستہ سے سفر حج کو روانہ کردے مگر وہ راستہ میں سے بھاگ کر دکن کے حاکموں سے جاملا
عہدی یہ ایک نوجوان تھا یہ شعر اوسکا ہے ۵ متاع درد کہ پیر سپہر نمی ارزد + کرشمہ کہ پیر سپہ نیش نمی ارزم + اس شعر کی لاہور میں
مدت تک دھوم رہی اور اسی تقریب سے حکیم ابوالفتح اوسکی بہت سی تعریف کرکے اکبر کی ملازمت میں لے گیا اکبر نے اوس شعر کی
فرمایش کی تو اوسنے اس شعر کو چھوڑکر ایک اور شعر کہ اسکا بہت زمانہ میں پڑھا کچھ اوسپر اکبر نے توجہ نکی پھر اوسکا پتا نہ لگا عشقی خان
یہ ترکستان کے میرزادوں میں سے ہے علم سیاق میں اسکو اچھی مہارت تھی مدت تک میر بخشی رہا ایک دیوان اوسکا ہے جسمیں شعر اور
قصیدہ بہت ہیں لاہور میں ایک مرتبہ اوسنے عرض کیا کہ میں اپنا کلیات پیش کیا چاہتا ہوں پھر چند روز کے بعد ایک قصیدہ اور
ایک نئی غزل پیش کرنا چاہی چونکہ یہ بات معلوم تھی کہ اسکے سب شعر سننے کے قابل ہوتے ہیں اسلیئے اکبر نے یہ کہا کہ اسکو بھی اوس
کلیات میں جمع کردو ایک ہی مرتبہ ہم سب سن لینگے ایک مثنوی اوسنے بہت بڑی مثل مثنوی خنجر بیگ کے لکھی ہے اوسکے بیٹے رحمان قلی سلطان
کو فن تاریخ میں بہت مہارت تھی اور یہ مصرعہ اوسکی مہر کا سجع تھا + بندہ رحمان قلی سلطان ولد عشقی خان + یہ اشعار
عشقی خان کی تصنیف ہیں ۵ عکس چشم پر خمارت در شراب افتادہ است + ہمچو مستی کز سر مستی در آب افتادہ است + ولہ
غنچہ از شوق لبت در صحن چمن خندان نبرد + بلکہ بہر دیدن روی تو چشم دل کشود + ولہ بوقت خط نوشتن میکنم از گریہ تر کاغذ +
ز رشک آنکہ بنویسد قلم نام تو بر کاغذ + علمی اسکا لقب میر مرتضی تھا وہ غلبات کے سیدوں میں تھا اور خان زمان کے
نامی مصاحبوں میں داخل تھا مدت تک بدایوں میں حاکم رہا اکثر فن اوسکو آتے تھے بڑا خوش طبع تھا عجبار خان نام زاہد تخلص سے
جو بدایوں کے اکابر میں سے تھا ایک دن اوسکے سامنے اپنی مثنوی کا یہ شعر جو بسم اللہ کی تعریف میں تھا پڑھا ۵

؎ کنگرہ سین چو خندان شدہ ٭ خندۂ او از بن دندان شدہ ٭ میر نے کہا کہ کنگرہ سین کیا چیز ہو آپ کے شعر پر
سب در و دیوار خندان ہین کبھی کبھی میر شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا ولہ ای دل ہمہ شب آن سگ کو خواب ندارد ٭
از نالۂ و فریاد و فغانی کہ تو داری ٭ میر عزیز اللہ سیفی قزوینی ہو فن سیاق اور منشی گری مین کامل تھا
علوم شریفہ اوسکو حاصل تھے مدت تک دیوان رہا جب ہندوستان مین کروری مقرر ہوئے تو اوسنے کوشش کرکے پنج کروڑ روپیہ
صوبۂ سنبھل سے حاصل کیا آخر مدت تک اوسکے حساب کے مواخذہ مین گرفتار رہا عزت کے بدلے ذلت حاصل ہوئی جو کچھ مال و
اسباب اوسکے پاس تھا سب خزانہ مین داخل ہوا ولہ سبزۂ خطا رستہ از لعلش لبی با آب و تاب ٭ زانکہ دائم میخورد از چشمۂ
خورشید آب ٭ ولہ حسنین کافتادہ در راہ غم و محنت چو خاشاکم ٭ نسیم لطف و احسانت مگر بردارہ از خاکم ٭ ولہ یارب از
ہیبت عصیان پریشانم لبی ٭ رحمتی فرما کہ زیر بار عصیانم لبی ٭ غم فراوان غصہ بیحد صبر کم غمخوار نی ٭ چون
کنم یاران بکار خویش حیرانم لبی ٭ میرزا عزیز کوکہ اسکا لقب اعظم خان تھا حسن اخلاق اور انواع فضائل سے
موصوف تھا بڑا عالی فہم اور ذہین تھا ابتدائے زمانہ مین کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا ولہ چون نشد حاصل مرا کام از
دل ناموس و ننگ ٭ بعد ازین خواہیم زدن بر شیشۂ ناموس سنگ ٭ ولہ ای زلف چلیپای تو زنجیر دل من ٭
وی عشق تو آمیختہ با آب گل من ٭ ولہ نیست کار و بار عالم را مدار ٭ دل ز کار و بار او افسردہ بہ ٭ ولہ
بیمار دل از درد و غم تنہائی ٭ ای طبیب دل بیمار چہ بیفرمائی ٭ ولہ جان غم فرسودہ من شد خاک در راہ وفا ٭ بیوفا
یا بطریق خاکساری راہ بین ٭ اوسنے آگرہ مین ایک باغ جہان آرا بنایا تھا اور اومین بہت سے نقش و نگار کیکر
اسپر یہ رباعی کندہ کی تھی ؎ یارب بصفائی دل ارباب تمیز ٭ کان نزد تو ہست خوبتر از ہمہ چیز ٭ چون گشت بتوفیق
تو این خانہ تمام ٭ از راہ کرم فرست مہمان عزیز ٭ محمدی شیرازی مدت تک گجرات مین میرزا نظام الدین احمد کے
ہمراہ رہا جب دہلی مین آیا اونہین دنون مین قاضی محمد جو رافضی غالی تھا معزول ہوا حکیم عین الملک نے اوس عہدہ
عہدہ کے منصوب ہو جانیکے لیے بہت کوشش کی اور صدور سے اس امر مین سفارش کی اور بطریق تقدم تفاول کے
قاضی محمدی ٭ اوسکے تقرر کی تاریخ بھی نکالی مگر کچھ فائدہ نہوا پھر محمدی حکیم عین الملک کے ساتھ دکن کو گیا اور حکیم کی
وفات کے بعد پھر کچھ اسکا حال نمعلوم ہوا ولہ از خون لب شکوہ ام اگر تر باشد ٭ از روزن دیدہ در دل بر باشد ٭
اشکم ہمہ شعلہ ریز آتش میریخت ٭ آہم ہمہ تاب دادہ اخگر باشد ٭ جس زمانہ مین حکیم عین الملک کی وفات ہوئی
تو لاہور مین اور تمام عالم مین حکیم سنائی کی اس رباعی کے مقابلہ مین لوگ رباعیان لکھتے تھے رباعی میرزن نفسے
کہ ہم نفس نزدیک ست ٭ وین مرغ مراد از قفس نزدیک ست ٭ تا کہ گوئی دورم از دلبر خویش ٭ در خود بنگر کہ یار بس

نزدیکست + اور صبوحی نے اسکے جواب مین لکھا ہی رباعی صبوحی کہ دلش باہمہ کس نزدیکست + با غنچہ باغ و خار و
خس نزدیکست + زان دور نکردند ز محفل اورا + کش نالہ بنالہ جرس نزدیکست + حکیم عین الملک نے اسکے جواب
مین یہ رباعی کہی ۵ چون یار تو با تو ہر نفس نزدیکست + بشنو ار کہ آتشت بخس نزدیکست + ای ماندہ ز ہمرہان و
گم کردہ طریق + بشتاب کہ آواز جرس نزدیکست + اور ملا عہدی نے یہ رباعی کہی ۵ آزادی این مرغ قفس نزدیکست
وین شعلہ بکار خار و خس نزدیکست + از من بہزار بال و پر بگریزد + گر غم داند کہ با چہ کس نزدیکست + مصنف جناب
لکھتے ہین کہ ملا عہدی اس رباعی کو میری بیاض مین واسطے یادگار کے لکھ گیا تھا عنایت اللہ کاتب یہ شیرازی
اکبر کے کتبخانہ کا داروغہ تھا طبیعت اوسکی نہایت چست و چالاک تھی کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا ولہ افتادہ چو رنگ بینوا در
قفسم + بی ساعد چو دل شکستہ جسم + با آنکہ حقیر تر ز مور و مگسم + بگرفت ز تنگی دو عالم نفسم + ولہ مارا ز علاج خویش
آموختہ ایم + ما خورے عصیان خود اندوختہ ایم + با آتش دوزخ از خود افروختہ ایم + خود را بگناہ خویش سوختہ ایم
ولہ تا کاکل و زلف نیکوان خم بخم ست + تا شیوہ و رفتار بتان چم بچم ست + تا ناوک غمزہ و کمان ستم ست +
مرگ و من و زندگی من ہم بدم ست + ولہ در گلشن این جہان گلی نیست + کالودہ بخون بلبلی نیست + اور کچھ ہجو
کی تعریف مین یہ بیت کہی ہے بیت گہ بود اعضاش از لب [illegible] + [illegible] ہمہ سودہ ہمچو اجزای آب + حجری نیشاپوری
یہ جوان صاحب طبیعت تھا ہر قسم کے شعر بہت اچھے کہتا تھا مگر اوسکے مزاج مین کبر بہت تھا اسی وجہ سے لوگون کی
نظرون سے گرا ہوا تھا اول مرتبہ جو ولایت سے فتحپور مین آیا تو سب سے پہلے شیخ فیضی سے ملاقات کی اور وہ شیخ کی
بہت اچھی طرح سے انکے ساتھ پیش آیا اکبر کے سفر کشمیر مین اٹک تک عرفی فیضی کے ساتھ تھا اور مایحتاج وہین سے
پاتا تھا پھر کچھ رنج ہو گیا تو عرفی نے حکیم ابوالفتح سے ربط پیدا کیا اور اوسی کی سفارش سے خانخانان سے ملاقات ہوئی
ایک روز عرفی شیخ فیضی کے گھر گیا تھا اوسوقت شیخ فیضی ایک کتے کے بچہ سے کھیل رہا تھا عرفی نے کہا اس مخدوم زادہ کا
کیا نام ہے اوسنے جواب دیا عرفی تو اسنے یہ جواب دیا مبارک ہو سیر فیضی کو یہ طنز بہت ناگوار ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
عرفی اور حسین سنائی کا کلام نہایت مقبول ہوا ہر کوچہ و بازار مین کتب فروش انکے دیوان لیے پھرتے ہین بخلاف
شیخ فیضی کے کہ اوسنے ہزارون روپیہ اپنے مصنفات کے لکھوانے اور آراستہ کروانے مین صرف کیا مگر کوئی پوچھتا بھی نہین
عرفی کا ایک دیوان اور ایک مثنوی مخزن اسرار کی بحر مین بہت مشہور ہے ولہ فردا کہ سالکان ہر فن طلبند +
حسن عمل از شیخ و برہمن طلبند + آنہا کہ درودہ جوئی نستانند + وانہا کہ نکشتہ خرمن طلبند + ولہ بیک
[illegible] ولہ قال [illegible]

رنگ روی خویش را هر کس بدستانی شکست ✣ وله عشق میگویم ومی گریم زار ✣ طفل نادانم و اول سبق ست
وله سر برون قدم از جهل یا فلاطون باش ✣ که گر سیانه گزینی سراب تشنه لبی ست ✣ اس غزل کا مطلع یہ ہی ۵
مدار مجلس ما بر حدیث زیر لبی ست ✣ که اهل هوش خموشند و گفتگو عربی ست ✣ وله شوق دوست چه سازم که در نهست
عشق ✣ نگاه بی ادبی و خیال رسوائی ست ✣ وله زمانه مرگ مرا بر کدام در دنوشت ✣ که من بدیدهٔ جانش نکردم
استقبال ✣ وله یک سخن نیست که خاموشی ازان بهتر نیست ✣ نیست علمی که فراموشی ازان بهتر نیست ✣ وله
گرد سرت گشتی و کردی طواف ✣ کعبه اگر بال و پری داشتے ✣ غزنوی یہ تخلص خان کلان کا ہی جسکا حال پہلے مذکور
ہو چکا ہی کبھی اوسکی مجلس فاضل اور شاعرون سے خالی نہوتی تھی اگرچہ امور ملکی مین بہت مشغول رہتا تھا مگر تو بھی کبھی
کبھی شعر کی طرف بھی توجہ کرتا تھا ایک بہت بڑا دیوان جمع ہوگیا تھا اکبر سے کہا کرتا تھا کہ یہ تمھارے زمانہ کا افتخار ہی کو
مجھسا آدمی اسمین موجود ہی وله در جوانی حاصل عمرم بنادانی گذشت ✣ آنچه باقی بود آن هم در پشیمانی گذشت ✣
ای جوان چند تخم نومیدی کشتی در جهان ✣ موسم پیری رسید و وقت دهقانی گذشت ✣ وله بر وای غزنوی دم
از سگان یار هم زن ✣ قناعت کن بنان خشک و استغنا بعالم زن ✣ بنه تاج تکبر از سر و از ما و من بگذر ✣
اساس سلطنت بر هم چو ابراهیم ادهم زن ✣ ز خویش و آشنا قطع نظر کن تا بیاسائی ✣ اگر نور دو چشمت واخورد
در راه لبس خم زن ✣ جس زمانہ مین خان کلان سنبھل مین حاکم تھا تو اوسنے شیخ سعدی کی اس غزل کی طرح میں
دلیکه عاشق صابر بود مگر سنگ ست ✣ ز عشق تا بصبوری هزار فرسنگ ست ✣ اور خود اسنے یہ لکھا تھا ۵
دمی که چهرهٔ ساقی ز باده گل رنگ ست ✣ بهوش باده بر آوازی که دل تنگ ست ✣ میر امانی وغیرہ اور شاعرون نے بھی
اس زمین مین غزل لکھی تھی چنانچہ جمال خان مرحوم بدایونی نے جسکی طبیعت نہایت نازک تھی ایک غزل لکھی تھی
جسکا مطلع یہ ہی ۵ ترا ز غیرت عیسی مدام گل رنگ ست ✣ مرا ز بیکدیانت چو غنچه دل تنگ ست ✣ مصنف صاحب
لکھتے ہین مین اوس زمانہ مین کانٹ گولہ مین حسین خان کے پاس تھا شام کو یہ غزل جمال خان کے خط کے ساتھ
میرے پاس پہونچی صبح کو اوسکے مرنیکی خبر آئی غباری یہ تخلص قاسم علی ولد حیدر بقال کا ہی بداصلی اور غرور
مین مشہور تھا چونکہ اکبر نے یہ حکم دیا تھا کہ جس شخص کا نسب مجہول ہو وہ اپنے آپکو قریش سے منسوب کرے وہ اپنے
باپ سے بہت شرمایا کرتا تھا اور اسکا باپ کہا کرتا تھا کہ مین تیری ضد پر آگرہ مین دوکان پر بیٹھکر میوہ اور ترکاریاں
بیچا کرونگا اور ہر خریدار سے جو اوسکے پوچھے یہ کہدیا کرونگا کہ قاسم علی خان میرا بیٹا ہی جو شخص اوس سے پوچھتا تھا
تیرے کتنے بیٹے ہین تو کہتا تھا آٹھ اس تفصیل سے ہین ۵ دوازده ست و دوازده بی و دوازده هر ✣ دو لی دگر که نه از بی

است وفی از من * قاسم علی ابتدا مین بڑا مسین تھا اور مجلسون مین غزلین پڑھا کرتا تھا آخر مین اکبر کا مقرب ہو گیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکیس برس سے مین اوسکو دیکھتا ہون کہ ہمیشہ اوسط درجہ کی کتابون کے سبق پڑھا کرتا ہی اور اوستادون کو جبرا تسلیم کا حکم دیتا ہی اور اگر قبول نہین کرتے تو اوس سے موافقت نہین آتی اسکی نحو سے اوسکا سبق وضع لمعنی مفرد سے نہین بڑھا سلیقہ اوسکی شعر گوئی کا ان اشعار سے معلوم ہوتا ہی ۵ ماسوی آب مائل و حمام جای ماست * حمام خانہ ایست کہ خاص از برای ماست * کسی اوستاد کا یہ مطلع ہے ۵ تا رہی ز زلف خم بہ خم یارم آرزوست * یعنی کہ بت پرستم و زنارم آرزوست * اوسکے جواب مین اوسنے یہ مطلع لکھا ہی ۵ اظہار درد پیش سگ یارم آرزوست * یعنی کہ دردمندم و اظہارم آرزوست * ولہ زچشم او نرسد جز بلا بما ہرگز ندیدہ ہیچکسی اینچنین بلا ہرگز * ولہ ہر کس کہ بعشق مبتلا می گردد * با محنت و درد آشنا می گردد * ہر دایرہ عشق ہر آن کو رہ یافت * پرکار صفت گرد بلا می گردد * سنہ ایک ہزار مین اوسنے وفات پائی قاسم علی خان ابلہ اوسکی وفات کی تاریخ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سنہ اکہزار ایک مین اوسکا انتقال ہوا اس تقدیر پر بجای لفظ ابلہ کے جاہل ٹھیک ہو سکتا ہے غربتی حصاری طالبعلمی کیا کرتا تھا صاحب دیوان ہی وہ کہتا تھا کہ مین ایک روز ماوراء النہر مین شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت مین حاضر تھا اوسوقت قوال یہ رباعی گا رہے تھے رباعی عمریست کہ من زہد پوشان توام * در دایرہ حلقہ بگوشان توام * گر بنوازی من از خروشان توام * ور ننوازی من از خموشان توام * حضرت شیخ پر اوسوقت وجد طاری ہوا ناگاہ اونکی صحبت کی برکت سے مجھپر بھی کیفیت آئی اور اوس بیہوشی کے حال مین یہ میری زبان سے نکلتا تھا ۵ گر بنوازی مرا و گر ننوازی * در دایرہ حلقہ بگوشان توام * حضرت شیخ میرا ہاتھ پکڑ کر ہنسا تھے لیے پھرتے تھے اوس لذت کو مین آج تک نہین بھولا غربتی نے سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ مین آگرہ مین وفات پائی یہ مطلع اوسکا مشہور ہی ۵ دہان یار با من دوش رمزی گفت پنہانی * کہ من سر چشمہ آب حیاتم ہیچ میدانی * ولہ قضا جدا ز تو خونم چرا نمیریزد * مگر ز دست قضا این قدر نمی آید * ولہ مختصر بود حدیثے ز لبش فہم نشد * خط بگرد لب او حاشیہ مختصرست * ولہ براہ عشق تو در ہیچ منزلی نرسیدم * کہ درد عشق ترا پیشتر رسیدہ ندیدم * غیرتی شیرازی ایک مدت تک ہندوستان مین رہا پھر شیراز مین چلا گیا ۵ بقتل غیر ہم راضی نیم زیرا کہ میدانم * اجل زہر ہلاک از خنجر جلاد من بردہ * ولہ زنار سبحہ ای زاہد گرہ بی صدق نکشاید * برو یکچند این را رشتہ زنار گبران کن * ولہ خوش دیاریست ہر کوی محبت کہ شود * ہمہ با مہر بدل آئینہ افلاک آنجا * ولہ ہلاک خنجر آن قاتلم کہ خون مرا * چنان بریخت کہ یکقطرہ بر زمین نچکید *

[illegible]

التماس کیا کہ فارغی تخلص شیخ عبدالواحد خوافی کا مشہور ہے اور مجکو اون سے بڑا اعتقاد ہے اسلیے تم اپنے تخلص کو
بدل کر فائقی تخلص مقرر کرو چنانچہ چند روز اوسنے یہی کیا جب عراق کو گیا پھر وہی پہلا تخلص مقرر کیا دوبارہ پھر
ہندوستان مین آیا یہین اوسکا انتقال ہوگیا اوسکا بیٹا میر تقی علم ہیئت اور نجوم مین شاہ فتح اللہ کا قائم مقام تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی بیس باب اصطرلاب کے اوس سے پڑھے تھے نہایت ذہین اور عالی ہمت تھا
اوسکا بھائی میر شریف بھی سارے فضائل اور کمالات سے موصوف تھا میر تقی کہا کرتا تھا کہ ساری برادری مین ایک مین
اور میرا بھائی سُنّی ہین باقی سب رافضی ہین یہ اشعار فارغی کی تصنیف ہین ؎ خوش آن کہ زو عدہ ات خوشحال
در محنت سرای خود + نشینیم منتظر ساعت بہ ساعت سوی در بینیم + ولہ بجائی میرساند عشق آخر آشنائیہا + کہ عاشق
خویش را بیگانہ باید از جدائیہا + ولہ بر تن خاکی مجنون نبود داغ عیان + کز پی ناقہ لیلی ست بر و ماندہ نشان +
ولہ رسید ایام عید و فکر مین پیوستہ آن باشد + کہ بہر تہنیت یا رب کہ باوہ ہمزبان باشد + ولہ ہلاک دل چنان شد
عام جور لشکر عشقت + کہ اینجا کاروان صبر ہرگز بار نکشاید + جنون آن عقدہ یا در عشق بکشاید بآسانی + کہ با صد گونہ
محنت عقل دعویدار نکشاید + بشرطی فارغی در خدمت آن بت کمر بستہ + کہ تا روز قیامت از میان زنار نکشاید +
ولہ در ہجر باختیم سیجات خود ای اجل + منتوان در انتظار تو ہم بیش ازین نشست + اوسنے حضرت امام رضا
علیہ السلام کی منقبت مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ صراف چرخ صبح کہ دکان خود کشاد + ہر خردہ
کہ داشت یک اشرفی بداد + فہمی طہرانی بڑا اسپاہی اور جہاندیدہ تھا ہندوستان مین آیا پھر ولایت کو چلا گیا ..
؎ ز عشق بتان شعلہ خواہم ور تن غم پہ ورم افتد + کہ تا گرمی ز سوزش آب در خاکستر افتد + ولہ دل را باحتمال پیاش دہم
قرار + ہر چند این محال میسر نمیشود + رو مزن دم ز سوز تا دم صور + کہ جہان جز سرای ماتم نیست + فہمی سمرقندی
یہ نادری سمرقندی کا بیٹا ہے سمجھ خوب کہتا تھا ہندوستان مین آیا تھا اور پھر یہان سے چلا گیا ؎ تا خاصیت
بادہ بمن پیر مغان گفت + از توبہ پشیمان نچنانم کہ توان گفت + ولہ زبوی عنبرین چون بر تنش پیراہنی دیدم +
لباس کعبہ اش پنداشتم بر خویشتن پیچیدم + فکری یہ تخلص سید محمد جامہ باف مشہور بہ میر رباعی کا ہے ۹۷۳ھ مین
جونپور کے سفر مین اوسنے انتقال کیا + میر رباعی سفر نمود + اوسکی تاریخ ہے رباعی دارد فکری سر کہ پیمانش نیست +
در دیدہ بدل نہان کہ درمانش نیست + عمریست کہ پا کردہ ز سر در رہ عشق + مشکل کہ ہیچ پایانش نیست + رباعیات
ای دل اگرت پارسیاہی ست مترس + کارش ہمہ جور و کینہ خواہی ست مترس + در لشکر حسن او دو چشمش جنگی ست + باقی خط
و خال او سپاہی ست مترس + ولہ چون مہر کسیکہ تیغ بر سر نگرفت + تا فاش سپہر در زر نگرفت + گلبن بکجا

خار تا دل نهاد + گل پیرهنی چو غنچه در بر نگرفت + وله فردا که نماند از جهان جز خبری + سوز ظاهر شود از بهار محشر اثری + چون سبزه
سر از خاک بر آرند بتان + ما نیز بعاشقی بر آریم سری + وله بیروی با زلف شبگون و چو شبنم هر طرف + از تو میبارد نمک ای مه الهی تا ابد بر
ریش + قنائی یہ قوم چغتائی سے تھا سفر اسنے بہت کیے تھے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا تھا لڑائیون مین بھی اوسنے
بڑی بڑی بہادریان کی تھین اسیوجہ سے اوسکو خانی کا خطاب ملا تھا مگر بعضے امور کی وجہ سے پھر اوسکے مرتبہ کو تنزل ہو گیا
ایکدن کہتا تھا کہ یہ تینون شین یعنی شمشیر اور شعر اور شطرنج کو کوئی مجھسے زیادہ نہین جانتا اکبر نے فوراً جواب دیا کہ شاید
شین شیطانی بھی ایسا ہی ہو مدت تک وہ قید مین رہا جب چھوٹا تو دیوانہ ہو گیا صاحب دیوان ہے وله رسید بر کسی مقصود خویش
زیارب یارب شبها + چرا مقصود من حاصل نشد یارب زیارب ها + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مطلع مجکو پچاس برس سے
یاد تھا مگر تاریخ نظامی مین اوسکے نام پر لکھا ہے + نگویم بهر تشریف قدومت خانه دارم + غریبم خاکسارم گوشهٔ ویرانه دارم +
وله تا گل روی تو از باده گلفام شگفت + باده از عکس گل روی تو در جام شگفت + فسونی یزدی یہ ایک سید
قصہ خوان تھا طبیعت اوسکی شعر سے بہت مناسبت تھی [illegible] سے گروہ ملازمان بادشاہی مین داخل ہوا وله بی جہت
از پیش ناجنسی گذر کردن چه بود + گر گذر افتاده سوی او نظر کردن چه بود + در سخن بودی بغیر از دور چون دیدی مرا
گر حجاب از من نکردی مختصر کردن چه بود + وله چون شدم حاضر که با اغیار میگوئی سخن + کردی او را غافل و دیدی
تهانی سوی من + کرد تعظیم فسونی بفریب دگران + ورنه آن بی سر و پا لائق تعظیم نبود + وله بعد از هزار وعده که یکبار
رخ نمود + آن هم ز بیم غیر زمانی نمود و رفت + وله کشتهٔ غمزهٔ جانان نهند چشم بهم + و هم آخر شده حیران برخ قاتل
خویش + فیروزه کابلی یہ میرزا محمد حکیم کا خانہ زاد ہے اصل اوسکی قوم لنگاہ سے تھی شاید کسی لڑائی مین کسی
سپاہی کے ہاتھ آ گیا تھا پھر میرزا محمد حکیم کی خدمت مین رہا کسیقدر علم و خط مین بھی مہارت تھی موسیقی مین بھی
کچھ دخل رکھتا تھا جب اکبر سفر پٹنہ سے لوٹا تو وہ بھی قاضی خان بدخشی کے ساتھ اکبر کی ملازمت مین آیا وله
غیر منظور ساختهٔ یعنی چه + بنده را از نظر انداختهٔ یعنی چه + کس ندیدیم بدور تو باین حسن و جمال + قیمت حسن
بر انداختهٔ یعنی چه + وله علاج این تن بیمار چیست جز مردن + برو طبیب مکن رنج خویشتن ضائع + فہمی استرآبادی
ذی استعداد آدمی تھا دہلی مین اوسنے وفات پائی اور یہ رباعی اوسکی تصنیف ہے رباعی ای روی تو در عرق گل
آب زده + زلف تو در و بنفشه تاب زده + چشمان تو چون دو مست در یک بالین + سر بر سر هم نهاده و خواب زده +
وله درین زمانه فراغت فسانه شده است + کجا روم چه کنم بد زمانه شده است + وله جان بلب اهل وفا از جفا کردن
[illegible]

اور لغت اور طب اور انشا میں بے نظیر تھا ابتدا میں فیضی تخلص کرتا تھا مگر جب ابوالفضل کا علامی لقب ہوا تو اسنے
بھی فیاضی تخلص مقرر کیا مگر یہ اسکو مبارک نہوا دو تین مہینہ کے بعد یہیں انتقال ہو گیا تکبر اور حسد اور خباثت اور
رعونت اور نفاق اور اہل اسلام کی عداوت اور صحابۂ کرامؓ اور تابعین اور کل سلف اور خلف اور مشائخ پر طعن اور
دین کی اہانت اوسکا شیوہ تھا ان امور میں یہود اور نصاری اور ہنود اور مجوس سے بھی ہزار درجہ غالب تھا جو چیزیں دین
میں حرام ہیں اون سب کو مباح اور جو فرض ہیں اونکو حرام جانتا تھا اپنی بدنامی مٹانے کے لیے اسنے قرآن کی ایک
تفسیر بے نقط لکھی تھی جمیں حالت مستی اور جنابت میں لکھا کرتا تھا اور ہر طرف سے کتے اوسکو پامال کیا کرتے تھے فیضی کا خاتمہ
بہت بری حالت سے ہوا اکبر نزع کے وقت اوسکی عیادت کو گیا تھا وہ اوسکی طرف کتے کیطرح بھونکنے لگا چنانچہ اس
حکایت کو اکبر خود سر دربار نقل کرتا تھا اور اوسکے منھ پر ورم آگیا تھا اور لب سیاہ ہو گئے تھے چنانچہ اکبر نے ابوالفضل سے
پوچھا تھا کہ ہونٹوں پر اتنی سیاہی کیوں ہے کیا شیخ نے مسی ملی تھی اوسنے جواب دیا کہ خون کی قے کا اثر ہے مصنف صاحب
لکھتے ہیں کہ اوسکی خباثت ایسی تھی کہ اگر اس سے اور زیادہ اوسکا برا حال ہوتا تو وہ اوسکے لائق تھا لوگوں نے اوسکے
مرنے کی تاریخیں طرح طرح مذمت آمیز نکالی تھیں اونمیں سے یہ ہے ع فیضی بیدین چو مرد سال وفاتش فصیح گفت
سگے از جہان رفت بحال قبیح + اور دوسری تاریخ یہ ہے ع سال تاریخ فیضئے مردار + شد مقرر بچار مذہب نار + اور دوسرا
قطعہ یہ ہے ع فیضئے نحس دشمن نبوی + رفت و با خویش داغ لعنت برد + سگکے بود و دوزخی زان شد + سال فوتش
چہ سگ پرستے مرد + اور علی ہذا القیاس قاعدۂ الحاد شکست + ایضاً + فیضی ملحدے + ایضاً چون بنا چار رفت شد
نا چار + سال تاریخ خالداً فی النار + چالیس برس تک شعر گوئی میں مصروف رہا مگر کوئی شعر اوسکا ٹھیک نہ ہوتا تھا
بندشیں اچھی ہوتی تھیں مگر مزا نتھا فخریات اور کفریات خوب کہتا تھا مگر ذوق عشق اور معرفت سے خالی تھا اوسکے
دیوان اور مثنوی میں بیس ہزار شعر سے زیادہ ہیں مگر ایک شعر درد آمیز نہیں اگرچہ وہ بہت سا روپیہ کاتبوں کو دیکر
اپنے مصنفات لکھوا کر ہر جگہ لوگوں کو بھیجا کرتا تھا مگر کوئی اوسکے شعر کو پوچھتا نتھا چند شعر منتخب بطور یادگار کے اوسنے
میرزا نظام الدین احمد کے پاس بھیجے تھے اونمیں کے کچھ شعر یہ ہیں ع شہ نگان را نہ بود تاب ازدیاد بسکنے + مردان تو
بر سینہ نہادند پای را + وله چہ دست می بری ای تیغ عشق اگر داوست + بہ زبان ملامت گر زلیخا را + نظر بحیرت خاک نشینان فلکم
صورا مغر سلیمان رسد از قسمت ما + وله شکل کہ سیل دیدہ بگردش در آورد + طوفان نوح می طلبد آشنای تو + وله کعبۂ ویران مکن
ای عشق کانجا یک نفس + گہ گہی ملپ ندگان عشق منزل میکنند + وله ای عشق رخصتی ست کہ از دوش آسمان + بردوش خود نہم
علم کبریای تو + وله تا چند دل بعشوۂ خوبان گرو کنم + این دل بسوزم و دل دیگر نو کنم + فیضی کفم نہی ورد عاشقی ہیشہ +

دیوان خود نگہ بدو عالم گرو کنم + اور ایک فخریہ قصیدہ پر اوسکو بڑا ناز تھا جسکا مطلع یہ ہی ؎ شکر خدا کہ عشق بتان ست رہبرم
در ملت برہمن و در دین آذرم + درین دیار گروہی شکر لبان ہستند + کہ بادہ با نمک آمیختند و بدمستند + اوسنے ایک مثنوی
مرکز ادوار مخزن کی زمین میں لکھی تھی مگر اوسکو مبارک نہوئی دو شعر اوسکے یہ ہین ؎ تا بچہ دریوزہ درین در شدم + تا بدل
دوست توانگر شدم + کم طلبیدم کرمم بیش رفت + پس ننشستم قدمم پیش رفت + اور اوسکی بلقیس او رسلیمان کے یہ شعر ہین ؎
دگر رفتم کہ بگذارم مقابل + شگاف خامہ را با روزن دل + ازان روزن باین روزن در آید + خود آن نوری کہ جا از بہر آید +
اگرچہ رفت ازین دیوان بیداد + سلیمان سخن را تخت بر باد + بمن آید یکے تدبیر کردن + بافسون دیو را زنجیر کردن +
تخت سعی از سر مایہ بستن + زگنج خود برو پیرایہ بستن + یہ معما اسم قادری کا ہے ؎ زداغ عشق بگذارم نشانہ + چو در دل یار گار
و بیگانہ + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ دکن مین تھا تو دو خط مین نے اوسکو کشمیر سے لکھے اور جب اوسکو
اکبر کی بے التفاتی میرے حال پر معلوم ہوئی تو اوسنے میری سفارش مین یہ عرضی دسوین جمادی الاول سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار ایک کو
احمد نگر سے لاہور مین اکبر کے پاس بھیجی عرضی عالم پناہا در ہنولا دو خویش ملا عبد القادر از بداؤن مضطرب حال
گریان و بریان رسیدند و نمودند کہ ملا عبد القادر چند گاہ بیمار بود و از سو حادثہ بدرگاہ دو اشتہ تخلف شدہ و اورا
کسان بادشاہی بشدت تمام بردہ اند تا عاقبتش بکجا انجامد و گفتند کہ استداد بیماری او بعرض اشرف رسیدہ شکستہ نوازا
ملا عبد القادر اہلیت تمام دارد و علوم رسمی آنچہ ملایان ہندوستان میخوانند خواندہ پیش شیخ مبارک ابوی کسب فضیلت
کردہ و قریب بسی ہفت سال میشود کہ بندہ اورا میدانم و با فضیلت علمی طبع نظم و سلیقہ انشای عربی و فارسی و چیزے از نجوم
ہندی و حساب یاد داشت در ہمہ وادی و وقوف در نغمہ ولایت و ہندی و چیزی از شطرنج صغیر و کبیر دارد و مشق بین القدر
کردہ با وجود بہرہ مند بودن ازین ہمہ فضائل بے طمعی و قناعت و کم تردد نمودن و راستی و درستی و ادب و نامرادی
و شکستگی و گذشتگی و بی تعینی و ترک اکثر رسوم تقلید و درستی اخلاص و عقیدت بدرگاہ بادشاہی موصوف ست
وقتیکہ لشکر بسر کوبل میر تعین میشد التماس نمودہ باسید جان سپاری رفت و آنجا ترددی کرد و زخمی ہم شد و بعرض رسیدہ
انعام یافت اول مرتبہ اورا جلال خان قورچی بدرگاہ آوردہ بعرض رسانیدہ بود کہ من امامی برای حضرت پیدا کردہ ام کہ حضرت را
خوش خواہم آمد و میر فتح اللہ ہم اندکے از احوال او بعرض اقدس رسانیدہ بودند و خدمت اخوی بر حال او مطلع اند اما
مشہور ست ع جوی طالع ز خروار ہنر بہ + چون درگاہ راستان ست درینوقت کہ بی طاقتی زور آوردہ بندہ خود را حاضر
پایہ سریر والا دانستہ احوال بعرض رسانید اگر درینوقت بعرض نمی رسانید نوعی از ناراستی و بی حقیقتی بود حق سبحانہ

آنحضرت را بر کل عالم و عالمیان سایہ گستر و شکستہ پرور و خطاپوش ہزاران ہزار دولت و اقبال و عظمت و اجلال نگاہ دارا و بعزت پاکان درگاہ آلہی و روشندلان سحرخیز صبحگاہی آمین آمین ۔ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ شیخ فیضی نے انکے ساتھ ایسا سلوک کیا اور انھون نے اوسکی ایسی مذمت لکھی اور شریعت مین جو مردون کے برا کہنے سے ممانعت ہے اسکا بھی کچھ خیال نکیا اسکی کیا وجہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب باتین واقعی ہین مگر تعصب مذہبی ان سے بڑھا ہوا ہے اَلْحُبُّ لِلّٰہِ اَلْبُغْضُ لِلّٰہِ فیضی کے مرنے کے بعد چار ہزار چھ سو کتابین نہایت عمدہ اور صحیح اوسکے کتبخانہ کی اکبر کے خزانہ مین داخل ہوئین جب اکبر نے اوسکی فہرست ملاحظہ کی تو اونکو تین قسم کیا اعلی درجہ مین وہ کتابین رکھین جو نظم اور طب اور موسیقی مین تھین اور اوسط درجہ کی حکمت اور تصوف اور ہیئت اور ہندسہ اور ادنی درجہ کی تفسیر اور حدیث اور فقہ قرار پائی اونمین ایک سوا ایک نسخہ فقط نل دمن کے تھے اپنی موت کے قریب اوسنے چند شعر نعت اور معراج کے بیان مین نل دمن مین درج کردیے تھے یہ امر بھی لوگونکے بہت کہنے سننے سے ہوا تھا یہ چند شعر اوسکی کتاب کے خاتمہ کے ہین ؎

شاہنشاہا خرد پژوہا + دریا گہرا فلک شکوہا + تربیت جہان بجیش پیوست + دور تو شراب و آسمان مست + ای سطر بسطر پردہ ہا چو نے کلکم بنوای ارغنونی + زین بزم کہ عشرت تو ساقی ست + گر سر بسر ہم ترانہ باقی ست + سازندہ بکشان فسانہ + مطرب شدہ و نزم بترانہ + امروز بدین نوای چون شہد + پس با بدہم تو نشہ و عہد + این خانہ کہ کردہ ام فلک سای + بہشتم نستادہ ام بیکپای + ترکیب طلسم خوانیم مین + دین خانہ ست جاودانیم مین + این نامہ کہ عشق میزبان برد + طغرای ترا بآسمان برد + این بادہ ستکار بشونم + جامیم نبود اگر بجوشم + از قافلہ ات منم درآئی + سعد و رہم اگر کنم صدائی + این دیدہ بیاد دست کارم + گرداد رہ زندگی شمارم + صد بلبل مست نغمہ گر سار غریب + کز سینہ گسل عراق برخاست + پیراستہ ام معانی بکر + در گنجہ طبع و پہلوی فکر + زین پیش کہ سکہ سخن بود + فیضی رقم نگین من بود + اکنون کہ شدم بعشق مرتاض + فیاضیم از محیط فیاض + در دور تو خسرو یگانہ + چیدم گل بخت از زمانہ + بنہم ز نسیم طبع گل خیز + جامم ز می نشاط لبریز + من خندہ شکن چو جام بادہ + ساقی چو صراحی ایستادہ + از ہم من بخت جرعہ کش تست + زور ہم خوش دور گار خوش + چون من دو تو گشت باغبانم + بالیدہ نہال ضمیرانم + این چار ہزار گوہر ناب + کانگیختہ ام بآتشین آب + بپذیر کہ آب گوہر تست + از بہر نثار افسر تست + گر پیشتری نثار کردم + بی کسر درو شمار کردم + زین بحر کہ سر بموج جوشد + گوہر ہمہ موج موج جوشد + زینسان بفنون نکتہ ورزی + شد نشست سخن بہ بنگ و ریزی + ہر نکتہ کہ خامہ بالیستش + آورد و قلم بزد درستش + دارم ز قلم نصیب راسے + گو ہی بہفتہ زیر کاہی + نسخی ست بخون دل طرازش + لیبر حقیقت از مجازش + کر پیش اگر کنند این ساز + در ریگ و ان بر قصد آواز + ہیچ بہ از این ہم سک سیر + زنار بر ہمنان نہ دیر + فکرم کہ بود معانی انگیز + بجلیت تاب خود گہر ریز + این خط کہ دید بنور مایہ + از کاف ہست نہم شایہ + ہر معنی از و چو آب در جوی + ہر نکتہ در و چو تاب در موی + این در کہ تو اندش بہا داد + کاقبال دگر کون رو نماد او +

دیدہ این بہشت کارگاہ آذر + پیرایستگی بجاہ آذر + سی ونہم از جلوس شاہی + تاریخ محمد الٰہی + چون سال حساب شمار کردم الف و الف نگار کردم + این باغ که پر ز نگہت تست + یک گل ز نہال دولت تست + دارم طرب باغ دیگر + در طرح چہار باغ دیگر + گر عشق چنین زدم بپا + مہتاب برون بر آرم از خاک + بگداختہ آبگینۂ دل + آئینہ دہم بدست محفل + بر خواب شہد فسانہ بازلد سن گشتہ ام از این فسانہ + این عرصہ کہ آسمان نوردان + کانجاست نظر زکند گردان + جادو نفسان بنوک خامہ + بستند طراز نگار نامہ + من ہم بجہان زبہر آمی + بستم سخنوری طلسمی + بگداختہ ام دل و زبان را + کین نقش نمودہ ام جہان را + طبعم چو سخانہ نکتہ می بیخت در مجمرۂ آب خضری ریخت + می دیدہ بناوۂ تری اشک + می گیر سحش از نفس خشک + این مجمرہ ایست عنبر آمود + با مجمر ایست عنبرین دود شد مہد چو این بلند طارم + در صد صدو پنجہ چہارم + اکنون کہ چل و نہم در این بزم + ہشتاد و دو شعبہ کردہ ام رزم + در بتکدہ ہای محفل آتشکدہ ہای فارسی دل + بنمود طلسم صد ونیرنگ + آئینۂ شاہی از الف زنگ + امروز بدور دمان ایام + زد نوبت من بسپہر بام سلطان سخن کہ شد ز بانم + اورنگ نہادہ بر زبانم + ہم بام ز نظیر گشتم + ہم بر شعرا امیر گشتم + ہر سو کہ زدم بہ نکتہ رانی زانو زدہ ام صف معانی + تا عشق نشست در ضمیرم + اکلیل طرازیہ سریرم + شمشیر زنان ملک معنی + ناوک فگنان رزم دعوی چون بر سپہم تیر فگندند + در معرکہ ام سپر فگندند + کلکم سر بلند نامہ + طغرا کش قادر الکلامی + فخر الحکما خط سبیلم ختم الشعرا گسل نگینم + بکشود کلید آسمانی + بر فکرت من در معانی + چون از نفس من این سخن زاد + خضر آمد و عمر خود من داد گر در بہ حسنم فراز کردند + عمر سخنم دراز کردند + گر نقد دو کون بر شمارم + گرد بیت نشستہ از غبارم + این خامہ کہ کردہ نامہ طی در باختن گنج رحم زندی + مضمون صحیفۂ ابد بین + در عشق نہفتہ صد خزینہ + ہر کس ز این سکہ لالی + نامحرم خلوت خیال است آنکو سخن فتادہ کارش + انصاف دہاد روزگارش + رسمیست ز عقل قاصر انرا + صد طعنہ زدن بعاصر انرا + آنانکہ بطبع خاک خفتند دانی ز زبانیان چہ گفتند + بربند دہان اگر بہ بینی + بس دارم شان بدید مغز + وان نیز رسید کہ من نباشم + دستان من این چمن نباشم آنانکہ بگل زدند خارم + افسوس و ستایشہ فزارم + ای ریختہ در وجہ بر صفا + بر چین گلی از بہار انصاف + والا گہرم تبسم دارم ارزش نگر و غنیمتم دار + ہیچی کہ درین چمن سرایم + صد باغ بر بیزہ از نوایم + من خاک رہ گہر شناسان + کام و زبرم تا سپاسان این گنج گہر حقیر گشتند + انصاف کزین نظر کشادند + دریافتہ قدر گوہران را + دیدند بطیرہ افتر انرا + چون بحر شدند گوہر آباد غواص بآفرین شان شاد + زنگ بست ز آتش فن + گر سحر سرشتہ ام سخن را + این خامہ تراوش عجب داد + گر نخلہ خشک این رطب داد این دم کہ بعشق یادگار است + از جوش درون ام سخن است + فیاضی از این طلسم سازے + تا چند کنی نفس درازے + آن بہ کہ فسانہ در نوردی زان پیش کہ خود فسانہ گردی + ای سوختہ ضبط این نفس کن + بس کن ز حدیث عشق بس کن + **فارسی** اسکا نام شریف تھا خواجہ عبد الصمد کا بیٹا ہے حسن خط اور تصویر میں بے نظیر تھا مشہور ہے کہ اوسکے باپ نے ایک دانۂ خشخاش پر ایک طرف تمام سورۂ اخلاص لکھدی تھی اور دوسری

کہ خوب پڑھی جاتی تھی اور اسیطرح دوسری طرف بھی کچھ لکھا تھا اور شریف اوسکے بیٹے نے ایک خشخاش کے دانہ میں
آٹھ سوراخ کردیے تھے اور اوسمیں ڈورے ڈال دیے تھے اور ایک چانول کے دانہ میں ایک تصویر سوار کی بنائی تھی اور
ایک جلودار اوسکے ساتھ تھا اور تلوار سپر وغیرہ سب اوسکے پاس تھی طبیعت اوسکی عالی تھی صاحب دیوان ہے یہ اشعار
اوسنے خود منتخب کرکے مصنف صاحب کو دیے تھے سو مرا بنالہ در آمد شب روان غمت + کہ از اشعۂ آن نور طی کنند
کرم تراست ولیکن تمام جرم من + مرا چو عفو نمائی ہمہ گناہ کنند + ولہ شہ ز نالہ بلبل ادب نمی بیزم + کہ بگوش تو صبا
رسد آواز درشت + ولہ زمین عشق بکوئیں صلح کل کردیم + تو خصم گرد و زیاد وستی تماشا کن + ولہ فضا سینۂ ام از دوستے
چنان پر شد + کہ باکمال طلب ذرہ نیفزاید + ولہ توفیق ز طریقت ما پای مرد نیست + ما دوست را بجالت دیگر شناختیم +
ولہ غمی دارم کہ شادیہا فدایش + ہزار چشم بد بیگانہ دور خدایش + ولہ چو دل بر آتشم بیروانگی کرد + تو کل ہم بادو یگانگی کرد + ولہ
دل اگر بر جدا یا بہشاشش بیسان + بوی ہجران کہ بخون دلم آمیختہ بود + ولہ ز طبع خود چہ سرایم ز عقل ہم چہ زنم + چالتی کہ
کرامم دلیل بطلانم + ولہ ای خرد دست نہی تا چند در بازار عشق + قیمت ہر جنس پری خجلت از کالا بری + ولہ عشقی دارم کہ
دین و ایمان بنت + دردی دارم کہ بہ سامان غنت + گر عشق جدا شود زمن می میرد + گویند کہ شریف فارسی جان شست +
ولہ صد حسن ز دل داشتن چنان عجب ست + کہ چون ہلال نمایدش اندکی دیدار + ولہ جنس کساد شکر ارزان شد
شد + کز طرف دیار غم قافلہ نمیرسد + ولہ این دل کہ ربودہ بیند از + گنجیہ ہر اگر ان نماید + ولہ صبا بعشق بگو ہمتکیہ یار قتیم +
دگر بگوی تو از آب دیدہ گل نشود + ولہ ز رشک عشق خموشم نہ از تکبر عشق + کہ جز حدیث توام بر زبان نمی آید + قراری
گیلانی یہ ملا عبد الرزاق کا بیٹا ہے اور حکیم ابو الفتح اور حکیم ہمام کا حقیقی بھائی ہے انواع فضائل اسکی ذات میں موجود
تھے فن شعر اور خط سے بھی ماہر تھا فقر اور تواضع اوسکے مزاج میں بہت تھی صاحب دیوان ہے ابتدا سے حال میں اپنے
بھائیونکے ہمراہ نوکر فرنگیکے زمرہ میں داخل ہوا تلوار باندھنی اوسے نہ آتی تھی ایک روز چوکی سکے وقت بیڈول کھڑا ہوا تھا
بعضے لوگ اوسپر ہنسنے لگے اوسنے کہا کہ ہم لوگ سپاہ گری نہیں جانتے اور امیر تیمور کی اوسنے ایک نقل بیان کی کہ ایک مرتبہ
تیمور نے کسی لڑائی کے میدان میں فوج کو یون ترتیب دیا کہ سب سے آگے سوار رہیں اور اوسکے پیچھے غلہ کے بھرے ہوے اونٹ
اور سارا رسد کا سامان اور اوسکے پیچھے بیگمات اوسوقت جو علما لشکر کے ساتھ تھے اونھون نے عرض کیا کہ ہم کس جگہ
ٹھہرین آپنے جواب دیا کہ بیگمات کے پیچھے آخر زمانہ میں اکبر نے اونکو بنگالہ میں بھیجدیا اور وہان مظفر خان کی لڑائی میں
مارا گیا ولہ چہ باک گر ہمہ عالم شوند لیلی دوست + کہ میل خاطر لیلی بسوی مجنون ست + ولہ ز بیم رنج من فلک طبع خیال
سازد + لقمۂ آتش اگر بخت سیہ گلیم را + ولہ ابجہ تہمت بر اجل نہ بدم ز شیمت خوردہ ام تیرے + کہ از غم سکنند گریہ سال

ق

سیہم + وله روشن شده‌ام ز آتش عشقت بسان شمع + ہم سر ز خویش غریبانہ سوختم + وله موج زن شد بحر آتش از دل
سوزان ما + تیغ گو بگیر کاتش بار شد طوفان ما + وله دردم اینست کہ ہر چند من جور کنی + لذت جور تو نایافتہ از دل مجرد
وله از ارشد دل افگار را افگار نخواہم + با لطف او مقیدنیستم آزار نخواہم + ز درد ہجر بیخود بوده‌ام ای دوست مدتہا + دمی ہم
بیخودی از لذت دیدار نخواہم + وله مبادا دل شود از دیدن دیدار مستغنی + کہ ما بسیار محرومیم و او بسیار مستغنی + وله از امتداد
ہجران شاده‌ام کہ نتوان کرد + بیگانہ وار یادی آغاز آشنائی + رباعی در روز غضب اگرچہ خوشنا نندم + در شعلہ دوزخ
ار گنہ رانندم + بہتر کہ ز روی لطف بخشند گناہ + وز آتش انفعال سوزانندم + ایضاً گر عشق دل مرا خریدار افتاد
کاری بکنم کہ پرده از کار افتد + سجاده پر ز خیان افشانم + کز ہر تارش ہزار زنار افتد + وله گر حسرت وصال تو از
دل بدر کنم + در کنه وصال حسرت دل بیشتر کنم + قوسی خان کلان کی خدمت میں رہتا تھا خلال خوشنما تراشنے میں بےنظیر تھا
اوسنے ایک خلال کے حجرہ پر یہ بیت بہت خوشخط لکھی تھی بیت از کار قوسی در ہم از زنجیر زلف یار اوست + ہمچو زلف
یار دائم صد گره در کار اوست + قیدی شیرازی یہ ملک مغلیہ سے آکر اکبر کی ملازمت میں حاضر ہوا اور یک بیک بڑے
قرب کے مرتبہ پر پہونچا ایک روز اوسنے اکبر سے عرض کیا کہ یہ رسم داغ اور محلے کی جو حضور نے اختراع کی ہے اس سے لوگ نہایت
تنگ ہیں اوس روز سے وہ مردود ہوگیا تھا مدت تک بیانہ میں فقیری کی وضع میں پھرتا رہا پھر فتحپور میں آیا اور وہان
بواسیر اور دق کی بیماری میں مبتلا ہوا اور ایک نادان طبیب نے اسکے مقعد کی رگیں کٹوا دیں اوسی میں مر گیا وله
متاع شکوه بسیار است عاشق را ہمان بہتر + کہ جز در روز بازار قیامت باز نکشاید + وله ای قدم ننهاده ہرگز از دل
تنگم برون + حیرتی دارم کہ چون در ہر دلی جا کرده + وله گو بمیرم من و غیر سے بود اعش نرسد + ساربان گرم حدی باش
کہ محمل برود + وله کہ ام مرہم لطف از تو بر دل ست مرا + کہ جا نگذار ترا ز داغہای حسرت نیست + قادری طبیعت موزون
رکھتا تھا وله نیدان امان منیا بہرم بیخودی کہ جان + داند کہ چون بر آید و قربان او شود + قندی ماوراء النہر سے
بیرم خان کے زمانہ میں آگرہ میں آیا تھا طالب علم تھا وله صومعہ طاعتم گوشہ میخانہ شد + سبحہ درویشیم نعرہ مستانہ شد +
خرقہ زہد و صلاح در گرو باده رفت + غلغل تسبیح و ذکر قلقل پیمانہ شد + قندی بی خانمان سوی حرم می شتافت +
زد حیثیے راه او جانب بتخانہ شد + کافی یہ تخلص میر علاء الدولہ صاحب تذکرة الشعرا کا ہے جو اصل اس کتاب کا
ماخذ ہے اوسکے اشعار یہان ذکر کرنا گویا تحصیل حاصل ہے کلاہی یہ بھی سب فن جانتا تھا افضل خان اوسکا
لقب تھا دکن سے ہندوستان میں آیا تھا چند روز ارباب شرع کے زمرہ میں شامل تھا جب میرزا مقیم اور میر یعقوب رفض
کی تہمت پر ملا عبد اللہ لاہوری کے فتوی کے بموجب مارے گئے تو اوسنے ایک بڑی [illegible]

ک

سیت

دکن کو چلا گیا اور وہین اوسکا انتقال ہوا ولہ ز عشق جز بدل خویشتن نگویم راز + کہ دل سخن شنود از من و نگوید باز
ولہ سر بپای او نہادم سر گران از من گذشت + چون گرفتم دامنش دامن کشان از من گذشت + ولہ تا کی رقیب
ازان در راہ سفر نہ بندد + بندد کمر کہ بینم یارب کمر نہ بندد + ولہ ہر گہ آید بجدال تو عدو خود بفرق + بر سر خود چو شمشیر زنی وقت
جدال + ولہ بشگافد چو قلم جدول وا ز سرخی خون + میکشد صفحۂ میدان جدل را جدول + کلامی اصل اسکی
چغتائیون مین سے ہے مدت تک سندہ مین رہا ملا نیازی سے مباحثہ کیا کرتا تھا بکر سے کر چند روز آگرہ مین رہا اور
والونکے طریقہ پر شعر کہتا تھا ولہ بستم بخیال سر زلفت رہ گریہ + لیکن نتوان آب بزنجیر نگہداشت + ولہ رخ تو چشمۂ مہرست
و قطرہای عرق + حباب وار برو بر طرف نمایان ست + بغنچۂ دل پر خون من نظارہ کنید + کہ چاک چاک شد از تیغ یار و
خندان ست + نشین بچشم کلامی ز روی لطف دمی + کہ گوشہ ایست مصفا و آب در نظر ست + کامی قمی ایک نوجوان
ہی مصنف صاحب لکھتے ہین چند روز سے ہندوستان مین آیا ہی طبیعت اوسکی شوخی سے خالی نہین ولہ
ہمہ تن خون شوم ز دیدہ چکم + گریہ ام کہ گریہ را اثر ست + لقائی استرآبادی جمیع فضائل کا جامع تھا مدت
تک خان زمان کے پاس رہا ولہ بر زبانم حرف تیغ دلستان من گذشت + خیر باشد طور حرفے بر زبان من گذشت
لوائی یہ میرزادہ سبزواری ہی طبیعت لطیف رکھتا تھا مدت تک اکبر کی خدمت مین رہا ولہ از پی نظارہ چون اغیار
آید سوی تو + در میان حائل شوم شاید نہ بیند روی تو + در پیش غیر ازان نگشتم گفتگوی تو + تا جای در دلش نکند
آرزوی تو + ولہ اہل ہوس ز شوق چو نام بتان برند + ترسم کہ نام او بغلط در میان برند + ۹۹۵ نوسو پچانوی مین
آندھی کے صدمہ سے ایک دیوار لاہور مین گری اوسکے نیچے لوائی دبکر مر گیا فن موسیقی مین بھی کامل تھا یہ تاریخ اوسکی
وفات کی ہے ع فغان کز محنت چرخ جفا کیش + خوش الحان بلبلے از بوستان رفت + چنانش چرخ سنگے
بر کمر زد + کزان مجروح گشت و از میان رفت + ز پیر عقل جستم سال فوتش + بگفتا میرزادہ از جہان رفت لعلی
یہ تخلص لعل بیگ ولد شاہ قلی سلطان بدخشی کا ہے شرافت اور حسن اور ادب اور تواضع اور خلق اور حیا مین
مشہور تھا بادشاہی امیرون مین شامل ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اوسکی طلب کا فرمان اکبر نے دکن کو
بھیجا ہی تاکہ شاہزادہ سلطان مراد کی ملازمت سے رخصت ہوکر لاہور مین چلا آوے مجکو اوس سے ایک محبت خاص
ہی کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا ایک شعر اوسکا یاد رہگیا ہے ع برہگذار تو چون خاک رہ شدم ترسم + کہ نگذری
بمن و بگذری براہ دگر + لطفی منجم بدیہہ پیشہ تھا اکثر استادونکے شعر اوسکو یاد تھے یہانتک کہ اوسکو یہ قدرت
تھی کہ ایک شب مین ہزار شعر پڑھ سکتا تھا نقل خوب کرتا تھا مدت تک نظام الدین احمد کے پاس گجرات مین رہا اور

اوراوسیکی کوشش سے کچھ سرمایہ حاصل کرکے حج کو گیا ولہ گل گل از تاب شراب آن روی چون گلنار شد + گل ورستان
شرده تان باد اگه گل بسیار شد + ولہ بغیر بوی تو از باد گلستان نشنیدم + بہیچ گل نگذشتم که بوی جان نشنیدم + ولہ
دلم گر شعلۂ آتش شود افسردگی دارد + گل تخم گر از جنت و مد پژمردگی دارد + ولہ آه که در حسرت بالای تو کردم + نخل چمن ار لے
پشیمانی من شد + میر مرتضی شریفی شیرازی یہ میر سید شریف جرجانی کا پوتا ہی علوم ریاضی اور حکمت اور
منطق مین کامل تھا شیراز سے مکہ کو گیا تھا اور وہان اوسنے شیخ ابن حجر سے علم حدیث حاصل کیا پھر دکن مین آیا
اور وہان سے ہندوستان مین آیا سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر مین اوسنے وفات پائی چنانچہ پہلے مذکور ہوچکا ہی میر محسن نے
اوسکی وفات کی تاریخ نکالی ؎ رفت تا میر مرتضی از دہر + علم گویا ز نسل آدم رفت + پھر تاریخ رفتنش محسن + گفت
علامہ ز عالم رفت + اور یہ شعر اوسکی تصنیف ہی ؎ خاطر جمع ز اسباب میسر نشود + تخم جمعیت دل تفرقۂ اسباب است
غالباً اس شعر کا ماخذ کتاب لوائح کی یہ عبارت ہی جمعی گمان بردند که جمعیت در جمع اسباب ست در تفرقۂ ابدیا ماندند
فرقۂ بیقین دانستند که جمع اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشاندند + محوی یہ میر محمود منشی کا تخلص ہی
پچیس برس تک تمام ہندوستان کا میر منشی رہا اوسکی بیٹی کا نکاح نقیب خان کے ساتھ ہوا تھا طبیعت اوسکی
بہت موزون تھی یہ رباعی اوسنے بیرم خان کے دیوان کے دیباچہ پر لکھدی تھی ؎ از کون و مکان نخست آثار نبود
کاشیا ہمہ از دو حرف کن شد موجود + آمد چو ہمین دو حرف مفتاح وجود + شد مطلع دیباچۂ دیوان شہود + ایضاً
معما باسم قاسم ؎ شوخینکہ بود خاک درش منزل من + جز جور و جفا نیست از و حاصل من + از گوشۂ بام چون
رنجش را بینم + چشمش فگند تیر جفا بر دل من + از مشک ناب غالیہ بر یاسمین مکش + بر گرد آفتاب خط عنبرین مکش +
یہ رباعی اوسنے گھوڑے کی تعریف مین لکھی تھی جو ہمایون نے اوسکو دیا تھا ؎ ای خسرو جم سپاه عالی مقدار + دارم
اسپیکہ ہست بس لاغر و زار + بر وی چو شوم سوار در دو سہ گام + افتد که تو ہم بکیرد سہ گامی بردار + اور یا خدا اسکا
وہی شعر ہی جو مشہور رہے + ؎ میرود یک دو گام و میگوید + که تو ہم ساعتی مرا بردار + اور کسی اوستاد کا دو بحر مین یہ شعر ہی
؎ ای لب تو راحت و غمزه بلا + وی بت سنگین دل و سیمین بدن + اس زمین مین اوسنے یہ غزل لکھی تھی ؎
ای رخ زیبای تو رشک سمن + قامت رعنای تو سرو چمن + پستۂ خندان تو تنگ شکر + رستۂ دندان تو در عدن
کاکل مشکین تو دام بلا + نرگس فتان تو عین فتن + آہوی چشمان تو مردم شکار + غمزۂ خونریز تو ناوک فگن +
کار دو زلفت ہمہ جادوگری + شیوۂ چشمت ہمہ خون ریختن + میکشد از مشک خط جان فزای + سبزۂ نوخیز تو بر یاسمن +
جانب محوی نگر از روی لطف + ای بت سنگین دل و سیمین بدن + اکبر کے زمانہ مین شیخ فیضی نے بھی اسی

غزل لکھی تھی جو چار بحرون مین پڑھی جاتی تھی ؎ ای قد نیکوی تو سرو روان + وی خم ابروی تو شکل کمان + حلقۂ
گیسوی تو دام جنون + طرۂ ہندوے تو کام جنان + ہم لب جادوی تو آب حیات + ہم خط دلجوی تو خضر زمان + آمدۂ
آہوی تو عین بلا + کشتۂ آہوی تو شیر ژیان + بستۂ گیسوی تو فیضی زار + خستۂ ہندوی تو خلق جہان +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین مین یہ کتاب لکھتا تھا ایک مرتبہ شیخ فیضی نے تذکرۂ میر علاء الدولہ کا
میرے ہاتھ مین دیکھا تو اوسنے مجھسے لیکر دو ورق جسپر یہ ذکر لکھا تھا پھاڑ ڈالا میر محسن رضوی مشہدی کبھی شعر بھی
فکر کرتا تھا و لہ نخواہم مہربان با خویشتن در پیش اغیارش + کہ می ترسم کہ غیری بیند و گردد گرفتارش + و لہ
دل پروردن سرو قامتی غنچہ دہانی + رسوای جہان ساخت مرا تازہ جوانی + و لہ ای نہال قامتت خرم ز آب زندگی +
سرو را در پیش بالایت بسی شرمندگی + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بجای لفظ خرم کے شاداب اچھا معلوم ہوتا ہے
سما ہا سم روح ؎ ای زلف کج ت رہزن جانہا ز عتاب + وی درد تو مرہم نہ دلہای خراب + عکسی ز لب تو گشتہ در آب
عیان + با برگ گلی فتادہ در جام شراب + ایضاً باسم حسین شاہ ؎ آن سہ کہ بدیدہ جایگاہش نیکوست +
منظور نظر ہمی چو ماہش نیکوست + حسن سر خود نہادہ بر پایش + چون مرصفت عارض ماہش نیکوست +
موجی یہ تخلص قاسم خان بدخشی کا ہے ہمایون کے زمانہ کے امیرون مین سے تھا شعر خوب کہتا تھا ایک مثنوی اوسنے
یوسف زلیخا کے مقابلہ مین لکھی ہے جسمین چھ ہزار شعر ہین یہ چند شعر معشوق کی تعریف مین اوس کتاب سے
لکھے جاتے ہین ؎ مرصع موی بندی لی بہایش + ز بیقدری فتادہ در قفایش + بگرد از لعل ناب آویزہ گوش +
کہ بود آویختہ دلہای مدہوش + نکردہ از کمال لطف دوران + ز گو گوی حریش زیب گریبان + کہ سر زینت جیب
نکویش + چکیدہ قطرۂ خونی ز رویش + چو زر خود را بپایش دیدہ پامال + روان افتاد در پایش چو خلخال +
بیاض گردنش چون شمع کافور + ز جیبش سر زدہ سر رشتۂ نور + ز بازو سیم را ساعد شکستہ + ز ساعد بر سمن
گلدستہ بستہ + ازان گلدستہای نازنینش + سمن پیوند بردہ آستینش + بکفش برگ گلی آوردہ در مشت +
بر و چون غنچہ ز نبق سر انگشت + بر و دوشش کہ بردہ عقل را ہوش + گرفتہ خرمن گل را در آغوش + چو آمد در
بیاض حسن تقریر + صفائی سینہ اش صافی تر از شیر + دو پستانش در خوبی ست یکتا + حبابی گشتہ از شیر
آشکارا + میانش برتر از حد بیان ست + کہ اینجا نازکیہا در میان ست + ایک مثنوی لیلی مجنون بھی اوسنے
لکھی ہے ایک شعر اوسکا یہ ہے ؎ پیری ز قبیلہ معزز + ریشش چو گل سفید یک گز + کہا کرتا تھا کہ یہ رباعی خواب
مین مجھسے سرزد ہوئی ہے ؎ ای باد خبر کوی جانان برسان + با این تن مردہ مژدۂ جان برسان + دشوار بود

مرا رسیدن آنجا ملطفے کن وخویش را تو آسان برسان + وله خمار بادهٔ غم چند دار دسرگران مارا + بیا ساقی و از
غمهای عالم وار بان مارا + وله ساقیا تاکی ز دوران شرح بدحالی کنیم + شیشه پر کن که یکساعت دلی خالی کنیم +
آخر عمر مین نوکری کو چھوڑکر گوشہ نشین ہو گیا تھا اور سنہ ۹۷۹ نوسو نواسی مین آگرہ مین وفات پائی + میرزادہ علی خان
محترم بیگ کا بیٹا ہی ہمایون کے نامی امیرون مین سے تھا جمیع اخلاق حمیدہ اوسکی ذات مین جمع تھے کبھی کبھی شعر بھی
کہتا تھا وله شام چو از چہرہ فگندی نقاب + تاب نیاورد نشست آفتاب + سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے مین جب یعقوب
ولد محمد یوسف خان کشمیری نے محمد قاسم خان میر بحر پر کشمیر مین حملہ کیا تھا اوسی لڑائی مین وہ بھی مارا گیا +
سعدی ہروی یہ سادات طباطبائی سے ہی ایام طفلی مین میرزا کامران کا ہم سبق تھا پچاس برس تک ہندوستان
مین رہا سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی مین یہین اوسنے انتقال کیا وله چند داری ای فلک چون ذره سرگردان مرا + تا بکے
داری بغربت بی سر و سامان مرا + وله گفتم بآه و ناله دل خود برون کنم + در دم بآه کم نشود آه چون کنم + مرادی
استرآبادی یہ استرآباد کے سیدون مین سے ہے ہندوستان مین آیا اور سنہ ۹۷۹ نوسو اوناسی مین وفات
پائی وله نمود سبز برو که صبح صفاست این + یعنی کمال قدرت صنع خداست این + طالع شد شی ز رخت
کوکب مراد + بی طالعی و تیرگی بخت ماست این + زنہار خوش دلی و فراغت طمع مدار + در خاکدان دہر که محنت سراست
این + بگذشت دی بخاک مرادی و گفت یار + در راه عشق کشتهٔ سنگ جفاست این + ای سیل غم ز دیدهٔ غبار
رہش مشوی + مارا چو یادگار ازان خاک پاست این + وله کفر زلفش که بود مایهٔ ایمانم ازو + نامسلمانم اگر
روی بگردانم ازو + گر سگ کوی تو در مرتبه از من بیش ست + لیک در راه وفا هیچ نمیمانم ازو + وله خوبان که زلف
زینت رخسار ساختند + خلقی بدام خویش گرفتار ساختند + وله کیم که دور ازان گل چهره همچون غنچه دلتنگی +
گرفتار جنون دیوانهٔ با سایهٔ هم جنگی + وله بروی یار قضا تا خط غبار نوشت + نیاز مندی ما را بران کنار نوشت +
شفقی بخاری اصل اوسکی مرو سے ہی بعضے آدمی اوسکو قصیدہ مین سلمان ثانی سمجھتے ہین دو مرتبہ
ہندوستان مین آیا اور گیا وله چو نقد هستی مجنون غم نگاری بود + خدا بقا بیامرزدش که یاری بود + وله
در عاشقی ملامت بسیار بوده است + آسان خیال کردم و دشوار بوده است + وله تا چمن هر شب چراغ از
گل بباغ افروخته است + کشته برگ لاله آتش برگ و داغش سوخته است + ہجو خوب کہتا تھا چنانچہ اخیر مرتبہ
جو ہندوستان مین آیا تھا تو اوسنے یہ قطعہ کہا تھا + کشور ہند شکرستانی ست + طوطیانش شکر فروش ہمہ
ہندوان سیاہ چون مگسان + چہرہ بندہ و نکو چہ پوش ہمہ + میلی ہروی نام اسکا میرزا قلی تھا

صاحب دیوان ہی شعر نہایت عمدہ کہتا تھا مدتون تک نورنگ خان کیخدمت مین رہا اور اوسکی تعریف مین
اوسنے بہت سے قصیدہ لکھے مشہور ہے کہ آخر مین نورنگ خان اوس سے بدگمان ہوکر اوسکو زہر دلوادیا مالوہ
مین اوسنے وفات پائی ولہ دانستہ کہ مہر تو با جان نمیرود + کز خاک کشتگان گذری سرگران ہنوز + نہ آشنا و
نہ بیگانہ نمیدانم + کہ اختلاط چنین راکسی چہ نام کنند + ولہ بیقرارست دل اندر بدن کشتہ عشق + دیگر از یار
ندانم چہ تمنا دارد + امتحان نام شہد دل ستمی کز تو کشد + خویش را چند باین حیلہ شکیبا دارد + ولہ جان بجسم
رحلت وسن شاد زین معنی کہ دل + درد چندین سالہ را امید درمان یافتہ + ولہ در فراقت زان نمی میرم کہ باید
در دلت + لیکن ستم نادیدہ روزی چند با ہجرم نساخت + ولہ با آنکہ پرسیدن ما آردہ مردیم + کا باز کہ پرسید
رہ خانہ ما را + ولہ میرسم و بیزبانہ گاہم ز رہ رحمی آید کہ تو + خوبان بیداد ما داری کہ با ما کردہ + اور بعضے بجای رحم کے
رشک پڑھتے ہین ولہ ہم از زخم دل آن ہم جان صید یکہ بر جانش + نہ زخم میکند صیاد و بسمل میکند زود وش +
ولہ یار خواہد کہ بہر کم شود آسودہ وسن + شرمساری برم از محنت جان کندن خویش + ولہ افگندہ ام ترا بہ بیابہا
و خوش دلم + کز شرم آن نگاہ بمردم نمیکشی + ولہ بخت یار من کہ بسیلی تکند بجہ جفا + خو وسالی کہ جفا از وفا نشناسد
ولہ ہم و دل خرابی ہتو میسپارم اورا + بچہ کار خواہد آمد کہ نگاہدارم اورا + دم آخرست دشمن بنشین گذار یکبار
کہ بصد ہزار حسرت بتو میگذارم اورا + ولہ نخواہم با چنین خواری ز بزمش زود برخیزم + کہ پندارم گر یا ہم دیگر
خشنود برخیزم + پس از عمری چو بنشینم بصد تقریب در بزمش + سخن از مدعا ی من کنند تا زود برخیزم + ولہ
میا بپرسش من چون امید صحت نیست + بحال مرگ مرا دیدن از محبت نیست + بنا بتی ہو گفتگو ست با تو مرا
کتاب خامشیم با وجود حیرت نیست + ولہ بیتا ہیم خویش را وارستہ از سودای او + تا فریب عشق من کم سازد
استغنای او + ولہ صد بار رنجہ گشتہ ام و صلح کردہ ام + کان بیخبر نداشتہ از صلح و جنگ من + ولہ چہ شد
کہ میگذری وحشیانہ از بسملی + گر بتازہ کسی را شکار نو کردی + ولہ مبالین تو آن عیسی نفس می آید ای بسمل
کہ از شوق قدومش مردہ صد سالہ برخیزد + ولہ وفای عہد گمان از تو بیوفا داریم + کمال سادہ دلیہا ست آنکہ
ما داریم + ولہ کسی اگر سبب وصل یار من شدہ است + ز سرگرانی او شرمسار من شدہ است + بنظر مژدہ
وصلی کہ دادہ غیر مرا + ز سادگی سبب انتظار من شدہ است + ولہ ما ز بیان حرف نہان من و تو +
غیر در بزم نشنید بیان من و تو + ی نیائی ز حیا در سخن و من ز حجاب + تا چہ سازند رقیبان ز زبان من و تو +
ولہ غافل مین رسید و وفا را بہانہ ساخت + افگند سر بپیش و حیا را بہانہ ساخت + تصنیف صاحب کہتی ہین

کہ مین نے بھی اس زمین مین ایک شعر لکھا تھا ؎ آزار خلق خواست کند چرخ لاجرم + بدخوئی ستمگر یار ابہانہ ساخت +
ملک قمی اسکو ملک الکلام کہتے ہین وضع اوسکی درویشانہ تھی دکن مین رہتا تھا ہر وقت روتا رہتا تھا جب دکن
مین غدر ہوا تو وہ بھی اوسی معرکہ مین مارا گیا ولہ آب شمشیر شہادت شست گرد اختلاف + گبر و ترسا و مسلمان
کشتہ یک خنجر بند + ولہ سازند لخت لخت درون فسردگان + وانگاہ بر جراحت دلہا نمک زنند + ولہ تو مرہم
دل ریشی بخند و نمکین + ولی آن فرهٔ تلخ رشتهٔ جگری + بقدر حوصلہ عشق نیست بادهٔ عشق + تو شیشہ بیشہ را
نیستی کہ باخبری + ولہ سحاب چشم کہ دادہ است نرگست را آب + کہ از نگاہ تو بوی ستم نمی آید + ولہ خون چکان
ملک تیغ ستم پیشہ سم + کہ پی اجر بدر خانہ قاتل برود + ولہ خزانہای خیال من از ذخیرہ وصل + چنان پر است
کہ چشم سہم نمی آید + ولہ سپاہ عافیت چون بر ملک گستاخ می آید + سمند فتنہ زین کن خویش را بر قلب لشکر زن +
ولہ چند پاس وعدہ بیہودہ وفادار کسی + چشم بر در گوش بر آواز پادار کسی + در درا این عافیت خصمان بہشت
سیہ بند + وای گر زیشان تمنائی وفادار کسی + ولہ کدامین باد این مشاطگی کرد + کہ سنبل بر گل رویت
پراگند + ازل را با سر روی تو پیمان + ابد را با سر زلف تو پیوند + شکر را گرم روی با تبسم + نمک را آشنائی با تکلم
بود ناقوس لحن سبحہ سبحان + دران کشور کہ بت باشد خداوند + فیضی اوسکی کلیات کو دکن سے لایا تھا سب اشعار
اوسکے ہموزن تھے اور اوسکی اصطلاح دانی کا حال اوسکے دیوان کے اس مطلع سے معلوم ہوتا ہے ؎ اسے حق
سلّم مقالات + وہی ذکر تو منبر مقامات + قافیہ اوسمین بالکل نادر ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسکے
سب شعرون مین ایک یہ شعر مجکو اچھا معلوم ہوتا ہے ؎ رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہان شد از نظر + یک لحظہ غافل
گشتم و صد سالہ راہم دور شد + ملا ابی بدخشی اسکو عمدہ سلیقہ شعرگوئی کا حاصل تھا مدت تک مرزا عزیز
کوکہ کی ملازمت مین رہا ولہ دلا صد فتنہ برپا زان قد و بالاست میگوئی + ازان بالا بلا بسیار دیدم راست
میگوئی + اس زمین مین اور بہت شاعرون نے بھی فکر کی ہے چنانچہ بجا اوسکے یہ اشعار ہین ؎ بلا و فتنہ
در عالم ز قدم خاست میگوئی + بلا می آید از بالا بلا بار است میگوئی + بشہر از قامتم برسر قیامت خاست میگوئی
قیامت قامتی داری مدہ و من راست میگوئی + ولہ شعلہ شمع ست گاہی رنگ در فانوس حال + یا مگر برگ خزان
در لالہ جا کرد از شمال + ولہ چون گشت تمام شرح دردش + از قطرہ اشک مہر کردش + ملا مقصود قزوینی
یہ بھی ایک عمدہ شاعر تھا صاحب دیوان ہے ولہ در عالم وفا سگ کوی تو رام ماست + اقبال رام گشتہ
عالم بکام ماست + عشاق را تمام نظر بر جمال تست + ای شاہ حسن روی تو ماہ تمام ماست + ولہ

نہال آرزوی اونشاندم درزمین دل + وزان شاخ گلم جز بار غم چیزی نشد حاصل + وله بود امیدکا وزم
حلقهٔ زلف اوبکفت + وه که درین خیال کج عمر عزیز وشد تلف + ایک قصیدہ اوسنے خواجہ سلمان کے
قصیدہ کے مقابلہ مین قاضی یحییٰ قزوینی نقیب خان کے دادی کی تعریف مین لکھا تھا ۵ دگر زسردی دی رفت
آسمان ورتاب + زتاب صاعقهٔ خورشید ماند زیر نقاب + فلک بروچو زمین بانتیر باران کرد + زسهم قوس
زمین ساخت جیشه از آب + خدنگ بحر زیم سهام صرصر دی + نهاد بر سر خود خود آهنین ز حباب + دگر زکثرت
برف وز شدت سرما + زمین بلرزه درآمد چو قلزم سیماب + سفید گشت سواد زمین ز لشکر برف + سیاهی
از دل آفاق شد چنان نایاب + که جا بروی زمین تنگ شد بدانگونه + که بر زمین نتواند ادر پای غراب + بصحن باغ بجای
شکوفه و سبزه + دگر زبرف و یخ افتاده قاقم و سنجاب + فتاد لرزه درا شجار در چمن که چو + چوبن شد شد نیلی برگ شجار از
بیتاب + درین هوا بدن من چو بید لرزان است + ز تنم ضعف گهی در تب است و که در تاب + سحر ز هاتف غیبم رسید مژده
بگوش + که تا بکی کشی از جور روزگار عذاب + زجور حادثه خود را بدان جناب رسان + که دست تجو سپهر برین بلند جناب
امین شع که یکشمهٔ وصف اخلاقش + نشد تمام به صد دفتر و هزار کتاب + علی خصال محمد شعار و یحییٰ نام + چو روح
کمال شرع مباحث ارتقاب + ملا مقصود لئے اگرۂ بن سنه ۹۸۱ میں وفات پائی اوسکا باپ ملا افضل الکہ بیگ
ایک معزز آدمی تھے یہ قطعہ اونکی تصنیف سے ہے ۵ فعلی چو غنچهٔ خلعت هستی بخود مپیچ + بر چہره جبین مفکن و
دامن بشوق مکش + چون گل شگفته باش و چه سرو از غم جہان + آزاد باش و منت این چرخ دون مکش حکمتی
حصاری یہ ایک طالبعلم تھا دہلی کے مدرسہ میں رہتا تھا پھر اکبر نے اوسکو سرہند کا قاضی کردیا مین اوسکا
انتقال ہوگیا وله یافتم در گذری جای کف پایش را + چون نمالم رخ خود یافته ام جاش را + وله نقد بوسے
میانت دل کسان گم شد + دل شکسته با هم در آن میان گم شد + موسوی مشهدی نسب اوسکا
تخلص سے معلوم ہوتا ہے صاحب طبع تھا وله ترا پنہان نظر سوی من زار است میدانم + تغافل کردنت از
بیم اغیار است میدانم + وله چشم اوسیک دم ز زلفش سوده او + میشاید زنگاه غضب آلوده او + خواجہ معظم
یہ اکبر کا ماموں تھا شیخ جام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں تھا اوسکے مزاج میں ایک عجب طرح کا خبط اور جنون تھا
چنانچہ اوسنے بیوجہ اپنی بی بی کو قتل کرڈالا اوسکے قصاص میں سنہ ۹۸۱ نوسو اکہتر میں قتل ہوا یہ حال مذکور
ہو چکا ہی اوسکی یہ تاریخ ہے ۵ خواجہ اعظم معظم نام + که از وبود دہر را زیور + زن خود را بکشت وکشت اورا +
از غضب شد جلال دین اکبر + سال فوتش از و چو پرسیدم + در زمان گفت آن خجسته سیر + بی رخ آن

بت جہان افروز؛ گشت اختر شہادتم اکبر؛ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شاید یہ تاریخ میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ
کی تصنیف ہو خواجہ معظم کا ایک مطلع یہ ہے ۵ درد دل را نتوان پیش تو ای جان گفتن محنتی دارم ازین درد
کہ نتوان گفتن؛ یہ مطلع میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ کے مطلع کے مقابلہ مین تھا ۵ تا شنیدم کہ توان لعل ترا
سی گفتن؛ آتشی در دلم افتاد کہ نتوان گفتن؛ موزون یہ شیخ ہیر اگرہ والے کا بیٹا ہی ہفت قلم تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے سلیم شاہ کے زمانہ مین اوسکو پشاور مین دیکھا تھا اوسکا بیٹا بھی
ایک جوان قابل تھا معما اور خط مین کسیقدر مہارت تھی شطرنج صغیر اور کبیر خوب کھیلتا تھا ولہ مراحہ سود
ز گلہای رنگ رنگ بہار؛ چونیست بیتو دلم را ہیچ رنگ قرار؛ گواہ درد من اند مند محزونند؛ سرشک سرخ و رخ زرد
و دیدہ کہ بیدار؛ ولہ ای یافتہ ز عارض تو ماہتاب تاب؛ وی سوختہ ز رشک جمال تو آفتاب؛ ولہ ہر ناوک تو
ای مہ ابرو کمان ما؛ چون مغز جا گرفتہ بہر استخوان ما؛ تیر کہ بر دل آن مہ ابرو کمان زدہ؛ مرہم نہادہ بر سر داغ
نہان ما؛ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ہندوستانی آدمی سے اسقدر طبیعت کی موزونی بھی بہت ہی
محمد یوسف یہ بڑا حسین آدمی تھا وطن اصلی اوسکا کابل تھا مگر نشو و نما ہندوستان مین اکر پائی تھی
خط مین اشرف خان کا شاگرد تھا سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ مین جب قلعہ سورت کا محاصرہ ہوا تھا تو اوسنے اوس معرکہ
مین عین نوجوانی مین وفات پائی اشرف خان نے ایک مصرعہ اوسکی تاریخ مین نکالا ہے میر علاء الدولہ نے
قطعہ پورا کیا ۵ محمد یوسف آن مصر ملاحت؛ برفت از دہر اشک از دیدہ ریزان؛ پی تاریخ او گفتہ عزیزی
کجا شد یوسف مصر ای عزیزان؛ یہ غزل محمد یوسف نے لکھی تھی غزل خوشوقت آنکہ جای بمیخانہ ساختہ؛
دریای خم بساغر و پیمانہ ساختہ؛ آن کس کہ دادہ شیوۂ مستی بچشم یار؛ مستم ازان دو نرگس مستانہ ساختہ
معموری بعالم فانی نیافت چند؛ منزل ازان بگوشۂ ویرانہ ساختہ؛ گفتم کہ جا بدیدۂ من کن بناز گفت؛ در رہگذار
سیل کسی خانہ ساختہ؛ زلف تو کرد شانہ پریشان شگفتہ شاد؛ دستیکہ بہر زلف تو آن شانہ ساختہ؛ ولہ
در ہجر تو آرام بنا کام گرفتیم؛ ناکام ہجران تو آرام گرفتیم؛ سنظری سمرقندی یہ ایک شاعر خوش گوی
اگرہ مین بیرم خان کے پاس رہتا تھا اور اوسنے ہندوستان کے بادشاہون کا حال شاہنامہ کے طور پر
لکھا تھا اور اوسکو پورا کر لیا تھا جب وہ بیرم خان کے سامنے پیش کیا تو سکندر سور کی لڑائی کے قصہ مین
جسمین محمد حسین خان کی شجاعت کا ذکر تھا بیرام خان نے اصل واقعہ مین بہت سا کلام کیا اور سارا
قصہ واقعی اول سے آخر تک اوس سے بیان کیا سنظری نے اوسکے مطابق اوس سارے بیان کو جسمین

تین سو یا چار سو شعر تھے ایک شب مین درست کر دیا اور صبح کو بیرام خان کی خدمت مین پیش کیا اور بہت سا صلہ
پایا یہ ایک شعر اوسی مین سے ہے ؎ ز فر قیرش فلک گشت کر + ملک شد سراسیمہ زان کر و فر + یہ مطلع اوسکا بہت
مشہور ہے ؎ ہمیشہ با فراق تو بی سرو پائیم + ترا کسیکہ بخاطر نمیرسد مائیم + ولہ خط گرد ماہ عارض آن سیمبر نگر +
ہر دو نشان فتنہ دور قمر نگر + بر روی ماہ سلسلہ عنبرین ببین + جعد بنفشہ بر رخ گلبرگ تر نگر + ببین چشم
رہزن و مژہ ناوک افگنش + در رہگذار عشق خطر در خطر نگر + مصنف صاحب لکھتے ہین یہ اخیر شعر کسیقدر
عمدہ ہے باقی بس + مدامی ہمدانی ہندوستان مین حیدری کے نام سے مشہور ہے اوسنے بہت عمدہ عمدہ
قصیدہ خان کلان کی تعریف مین لکھے تھے بد مزاجی کے سبب ہر شخص سے لڑتا تھا اسیوجہ سے ہمیشہ آزار
پاتا تھا یہ شعر اوسکی تصنیف مین ہے ؎ نمیدانست مجنون عاشقی رسوای عالم شد + منم رسوای عشق و عاشقی بر من
مسلم شد + ؎ در نظر آید ہلال عید مانند کلید + تا کشاید قفل از میخانہ ساقی شام عید + ولہ شد عیان از پردہ دیگر شاہد
خضر النقاب + خندہ زد چون صبح غنچہ گشت ظاہر آفتاب + ولہ راہست بر سینہ از تیغ دلبر + الفہا چو بر صفحہ خطہا ے
سطر + مقیمی سبزواری خان اعظم کے سلسلہ مین تھا طبیعت اوسکی بلند تھی گجرات کی فتح کے بعد اپنے ملک کو
چلا گیا ولہ خوش آنکہ چون شمار سگ خویشتن کند + ہر چند در شمار نیم یاد من کند + ولہ عاشقانیم و سر کوی بلا
ماوای ماست + عالمی پر فتنہ و آشوب از غوغای ماست + ہر کجا اندوہ و محنت پیش آنجا ساکنیم + ہر کجا آشوب و غم
بسیار آنجا جای ماست + با چنین بد حالی کامروز داریم از غمش + مرگ ما میخواہد آنکو در غم فردای ماست + در پناہ آن
غمش سرگشتہ ایم و سایہ است + آن سیہ بختیکہ در روز چنین ہمپای ماست + با مقیم از ناز گفتی نیست پروای کسم
آری آری کی باین خوبی ترا پروای ماست + یہ قاضی ابوالمعالی کا بیٹا ہے بواسیر کی بیماری مین لاہور مین مر گیا شیخ سعدی کا
جو یہ شعر مشہور ہے ؎ کافران از بت بیجان چہ تمتع دارید + باری آن بت بپرستید کہ جانی دارد + اسکے مقابلہ مین اوسنے
یون کہا تھا ؎ مردہ حسرت بر آن دم کہ بری دست بتیغ + کین عطاروی آنست کہ جانی دارد + محوی ہندوستان مین
نووارد تھا خانخانان ولد بیرم خان کے زمانہ مین تھا اور زیارت مکہ سے بھی مشرف ہوا تھا ایک رباعی اوسکی یہ ہے رباعی
تا زلف بروی ہمچو مہ خواہد بود + تا خط شہ حسن را سپہ خواہد بود + گر خانہ ز خشت آفتابم سازند + روز من بیچارہ سیہ
خواہد بود + ولہ من جان و دل حزین نمیدانستم + من گریہ آتشین نمیدانستم + فی نام بمن گذاشتی و ندانستم +
ای عشق ترا چنین نمیدانستم + ایضاً محوی کہ ز کوی عقل بیرون می گشت + آوارہ تر از ہزار مجنون می گشت +
دور از تو ز دوری دیدم آن گم شدہ را + در بادیہ کہ باد در خون می گشت + مظہری کشمیری یہ صاحب دیوان ہے

اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اپنے وطن مین کسی خدمت پر متعین ہے یہ اشعار اوسکے شعر گوئی کا نمونہ ہین
؎ اقبال حسن کار ترا پیش می برد + ورنہ صلاح کار ندانستہ کہ چیست + اس زمین مین یہ مطلع کسی استاد کا ہے ؎
تو عہد استوار ندانستہ کہ چیست + بودن بیک قرار ندانستہ کہ چیست + ولہ فدای آینہ گردم کہ دلستان مرا +
درون خانہ بگلگشت بوستان دارد + ولہ مظہر بجہان چوبی نصیبان مباش + وز گل بنوای عندلیبان
مباش + با دیدنی از خوبی عالم مساز + مہمان نظارہ چون غریبان مباش + شیخ محمد دہلوی جمیع
فضائل اوسکی ذات مین موجود تھے حسب اور نسب مین عالی تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسکا مرتبہ
اس سے بلند ہے کہ شاعری اوسکے لیے صفت قرار پاوے مگر چونکہ کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا اسلیے ایک
مطلع لکھا جاتا ہے ؎ اگر بروز غم صبر اختیار کنم + چو اختیار نماند بگو چہ کار کنم + نویدی تربتی صاحب دیوان ہے
کچک بیگ بیرم خان کے بخشی کی ہجو مین اوسنے ایک ترجیع بند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ولہ ای بدوران تشریف
تو مباہی ایام + خان بن خان سر و سر خیل سلاطین بیرام + عاجز از وادی فہم تو سمند ادراک + قاصر از قصر جلال
تو کمند اوہام + سخنی ہست مرا شرح کنم بر نواب + مشکلی ہست مرا عرض کنم بر خدام + دادہ منصب بخشیگری
عالی را + بہ کچک بیگ سبب چیست ایا فخر انام + نیستی واقفی از افعال ذمیمش گویا + گرچہ تحقیق عدم فرض بود
بر حکام + امردی بود خود آرای و لوندی سبکش + پسری بود بزر مائل و نرم و خودکام + کار او نوکری خواجہ
امیر بیگ وزیر + عامل سلسلہ حضرت میرزا بہرام + چیزہای دگر از وی بجہی معلوم ست + دارم از حضرت خان شرم
کہ سازم اعلام + قصہ کوتاہ بسر قصہ روم القصہ + قصہ خوانی کنم احوالت آن بی اندام + ہر کجا بود چنان بود
در اطوار سلوک + کہ برو آمدہ نفرین ز خواص و از عام + ایکہ بہتر ز پشیت ز خدا میخواہند + ہمہ سکان سماوات
چہ در صبح و چہ شام + تب و قولنج و بواسیر و دق و استسقا + حصبہ گرم و کدو دانہ و صرع و سرسام + زار و بیمار چو
از پای در آئی بعلاج + بنویسند غذای تو حکیمان تمام + قی میمون و گہ سگ بچہ دہ روزہ + آلت خرس و دم گربہ و
سرگین حمام + ای خوش آندم کہ شود قبض ز قولنج بوی + نسخہ حقنہ نویسند اطبای عظام + دست خر پای شتر شاخ بز
و گردن قازہ + کلہ خرس و سر استر و دندان گراز + یہ ایک نثر کا فقرہ بھی اوسی ہجو مین شامل ہے نثر روزی بر نمد تکیہ کہنہ
وا ماندہ نشستہ در سر دیوان من گفت کہ ای سگ در برابر من گہ میخوری گفتم روا باشد کدام سگ در برابر شما گہ تواند خورد
یہ چند شعر دیوان نویدی کے لکھے جاتے ہین مگر نہین معلوم کہ یہی نویدی ہے یا کوئی اور ہے اشعار
خدنگت را کہ عمری جای در دل داشتم دارم + نہال آرزوی کز تو حاصل داشتم دارم + ہمان قیدیکہ در اول پی سگکش

سرگردان + ازان لیلی وش مشکین شمائل داشتم دارم + اگر از گریه شد تاریک چشمم من خیالت را + بدان صورت که در
آئینهٔ دل داشتم دارم + بگیرای آشنا دستم که زآب دیده غرقی شد + بوادی جنون پائی که در گل داشتم دارم + نویدی
مرغ دل را که زخدنگ غمزه اش غرقی + بخاک و خون چو مرغ نیم بسمل داشتم دارم + وله ساخت سودای سر زلف تو
بیتاب مرا + جانم آمد بلب از هجر تو دریاب مرا + بیقراری سر زلف تو بیک چشم زدن + نگذارد شب هجران تو در
خواب مرا + آورم تاب جفایت همه عمر ولی + اینکه با غیر نشینی نبود تاب مرا + دارم از گریه نگه بر سر کویت خود را + که
سر کوی تو ترسم که برد آب مرا + گشت تا جمع نویدی دل من با غم تو + رفت از باد پریشانی اسباب مرا + وله
گر زار بمیرم ز غم دمبدم خویش + با غیر شکایت نکنم از الم خویش + از بیخودی عشق اگر پیش تو ظاهر + کردم غم دل درگذر از کرم خویش +
میخواست نویدی غم دل پیش تو گوید + چون دید رخت کرد فراموش غم خویش + وله تا خدنگت از دل افگار مے آید برون +
جان غم فرسود من صد بار مے آید برون + ناوک دلدوز او در سینهٔ افگار من + جا گرفت آسان ولے
دشوار می آید برون + بر سر کویش من بیچاره از بی طاقتی + میروم صد بار تا یکبار می آید برون + ای نویدی
از درون خرقهٔ پشمینه ات + گر مسلمانی چرا زنار مے آید برون + وله نه فکر آخرت داری نه دنیا + نمیدانم
نویدی در چه کاری + **ثنائی** یہ تخلص مولانا علی احمد ولد مولانا حسین نقشی مہرکن دہلوی کا ہے
فاضل صوفی مشرب تھا بڑے شاہزادہ کا اوستاد تھا مہرکنی مین دونون باپ بیٹے اوستاد تھے خصوصًا
مولانا علی احمد کا کوئی ثانی نتھا عراق اور خراسان اور ماوراء النہر تک کے لوگ تیمنًا اور تبرکًا مُہرین اون سے
کندہ کراتے تھے جمیع فضائل علمی اور کمالات انسانی سے موصوف تھا مگر اس پیشہ کے سبب سے اوسکے سارے کمالات
چھپے ہوئے تھے ہر طرح کا خط بہت اچھی طرح لکھتا تھا انشا اور املا مین بے نظیر تھا کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ ابتدا سے مجکو اوس سے ایک طرح کی خصوصیت تھی اسی سبب سے اگر مین اوسکا کلام بہت سا
نقل کرون تو کچھ مضایقہ نہین ہ ترا تا سبزهٔ خط بر لب جان بخش پیدا شد + مسیحا بود تنها خضر ہمراہ مسیحا شد +
وله محتسب دی خم شکست و آب آتشناک ریخت + خاک من برباد داد و خون من بر خاک ریخت + وله باد از یار
خبر بر دل ناشاد آورد + اعتمادی نتوان بر سخن باد آورد + وله مرا هر شب چو دزدان خواب گیرد چشم تر گردد +
دلم را با غمت بیدار بیند باز بر گردد + اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی اس زمین مین ایک شعر لکھا ہے
ہ بصد امید قاصد میفرستم سوی آن بدخو + معاذ الله از ان ساعت که نومید بر گردد + وسنه تا سینه از خدنگ
جفای تو خسته ایم + مرہم نمانده ایم و جراحت بسته ایم + جس زمانہ مین گجرات کی فتح واقع ہوئی تھی تو اوسنے

ایک سکہ حضرت اعلی کے نام کا کندہ کرایا تھا اور اوسمین یہ دو شعر لکھے تھے ؎ خسروا سکۂ گجرات بنام تو زدند + ملک را سایۂ عدل تو مبارک بادا + ای خوش آن دم کہ چو تاریخ وی از من پرسی + گویمت سکۂ گجرات مبارک بادا + وله کار بجانم رسید و یار نیامد + جان گران مایہ ہیچ کار نیامد + وله مارا دل مجروح و بتارا نمکین لب + تا روز اجل شد ن این ریش نباشد + وله صورت و معنی نگردد جمع در ہر بادشاہ + بادشاہ صورت و معنی ست اکبر بادشاہ + آن شہنشاہی کہ می افتد بروز بار او + از نہیب چوب دربان بادشہ بر بادشاہ + وله ز سنگ حادثہ دل گشت آبگینۂ ما + کہ ساختند ز الماس آبگینۂ ما + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین اکبر کا لشکر کشمیر کو جاتا تھا تو مین رخصت لیکر بساور گیا وہین اوسنے اپنے یہ اشعار لکھکر مجکو بھیجے تھے ؎ مرا دور از تو ای ماہ دل افروز + نہ شب خوابست و نی آرام در روز + وله چکیدہ اشک گلگونم بر خسار + شگفتہ لالہ اندر زعفران زار + وله ز خون دیدہ شد آلودہ مژگان + کشیدہ سر ز دریا شاخ مرجان + وله ز ہجرت دمبدم خون در دل من + نشستہ چون صراحی تا بگردن + وله بسوزد ہر نفس از آتش غم + علم بیرون زند از سینہ بر دم + وله کنون چشمم بخون دل ستیزد + بجای قطرہ آتش پارہ ریزد + وله مژگان ست گرد دیدۂ من + سیہ شد آتش دل گرد روزن + وله ملک خویام ازین سپر ناشاد + کز جان عزیزان رفتہ بر باد + وله چنان ضعف تن و دل گشتہ حاصل + کہ نی از تن خبر دارم نہ از دل + وله تنی از محنت تب بی حضور تن + دلی در وی چو آتش در تنوری + قصیدۂ فخریہ شیخ فیضی کے جواب مین جسکا مطلع یہ ہے ؎ شکر خدا کہ عشق بتان ست رہبرم + در ملت برہمن و بر دین آزرم + اوسنے قصیدہ لکھا تھا چند شعر اوسکے قصیدہ کے یہ ہین ؎ شکر خدا کہ پیرو دین پیمبرم + حب رسول و آل رسول ست رہبرم + بیزارم از برہمن و ناقوس و اہرمن + منکر ز دین راہب و قسیس و آزرم + قائل بروز حشر و قیام قیامتم + امیدوار جنت و حوری و کوثرم + حاسد بسوی من بحقارت نظر مکن + چون نیستی خلیل بشد پایۂ آزرم + زیر نگین من شدہ روی زمین تمام + من چون نگین بدور گریبان سر اندرم + از شرق تا بغرب فضیلت معظم + از قطب تا بقطب بہر خطہ محورم + سطح محدب فلک فضل خسروم + ہرگز مماس نیست بسطح مقعرم + گرد زمین چو نقطۂ موہوم ساکنم + لیکن مدار گردش چرخ مدورم + دست قضا کشیدہ بپرکار روزگار + افلاک ہفت دائرہ بر گرد دفترم + ہر چند کم ز نقطۂ ذو وضع مرکزم + از خط مستقیم بمعدل فزون ترم + گر خصم صد ہزار کند سحر سامری + چون اژدر کلیم بکید م فرو برم + فی النعت خاتم ختم تو بشکستہ نگینہای قدیم + طرح نقش تازہ و نو در نشان انداختہ + ایک شاعر کے مقابلہ مین اوسنے یہ مثنوی لکھی تھی ؎ مثنوی چند زنی لاف کہ در شاعری + سامریم سامریم سامری + ہر نفسم معجزۂ عیسویست + شعلۂ نور شجر موسویست +